وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری پبلیکیشنز

فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

جلد ہفتم

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reservd
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act and should be a punishable.

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔
اور خلاف ورزی کرنیوالے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لیگل ایڈوائزر رانا علی عباس خاں (ایڈووکیٹ) چیمبر نمبر 119 ضلع کچہری فیصل آباد

TAFHEEM-UL-BUKHARI PUBLICATIONS
P-41, Santpura Faisalabad. Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد
Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْجُزْءُ التَّاسِعُ عَشَرَ

سُوْرَۃُ بَرَاْءَۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ براءت

اُنیسواں پارہ

یہ سورت مدنی ہے اس میں سب کا اتفاق ہے، لیکن آخری دو آیتیں : لَقَدْ جَآءَكُمْ آخر تک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اس سورت کے تیرہ[۱۳] نام ہیں۔ ان میں سے دو نام براءت اور توبہ مشہور ہیں۔ اس کا تیسرا نام مُقَشْقِشَۃ بمعنی مُتَبَرِءَۃ ہے۔ کہا جاتا ہے تَقَشْقَشَہُم "یعنی اُن سے بری ہُوا۔ یہ سورت آخر میں نازل ہُوئی۔ چوتھا نام البحوث ہے کیونکہ یہ منافقوں کے اسرار ظاہر کرتی ہے۔ پانچواں نام فاضحہ ہے۔ کیونکہ یہ منافقوں کو رسوا کرتی ہے۔ چھٹا نام مُبَعْثِرہ ہے کیونکہ یہ لوگوں کی خبریں ظاہر کرتی ہے اور ان کے خُفیہ راز ظاہر کرتی ہے۔ ساتواں نام مُثیرہ ہے کیونکہ یہ منافقوں کی رسُوائی کے مقامات ظاہر کرتی ہے اور ان کے خفیہ راز ظاہر کرتی ہے۔ ساتواں نام مُشِیرہ" ہے۔ کیونکہ یہ منافقوں کی رُسوائی کے مقامات ظاہر کرتی ہے۔ آٹھواں نام "حافرہ" ہے۔ کیونکہ یہ اُن کے دِل کُرید تی ہے۔ نواں نام مُخْزِیَہ" ہے کیونکہ یہ ان کو رسوا کرتی ہے۔ دسواں نام: مُنَكِّلَہ، ہے کیونکہ یہ منافقوں کو نکال و عذاب کرتی

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفہیم البخاری

جلد ہفتم

تعداد .... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

کتابت: حکیم محمود الحسن خاں اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

مطبع: علی پرنٹنگ پریس دربار ہسپتال روڈ لاہور

ہدیہ روپے

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

marfat.com

Marfat.com

فِيهِ يَجْمَحُونَ يُسْرِعُونَ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ ائْتَفَكَتْ انْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ أَهْوَى أَلْقَاهُ فِي هُوَّةٍ عَدْنٍ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَيُقَالُ فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ الْخَوَالِفُ الْخَالِفُ الَّذِي

برأت کا مضمون انفال کے مضمون کے مشابہ تھا۔ اسی لئے دونوں کو ملا دیا۔

ع ۸ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سورہ براءت کا پہلا حصہ ساقط ہوگیا تو بسملہ بھی ساقط ہوگئی، چنانچہ ابن عجلان نے کہا سورۂ براءت سورۂ بقرہ کے برابر یا اس کے قریب بھی اس سے پہلا حصہ ترک ہوگیا تو بسملہ بھی نہ لکھی، لیکن یہ قول نادر ہے۔ بلکہ غیر معتمد علیہ ہے (عینی و تیسیر القاری)

قولہ ولیجہ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ،، اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے" ولیجہ کی کل شیٔ أدخلتہ فی شیٔ ،، سے تفسیر کی یعنی ہر شئی کہ تو اسے کسی چیز میں داخل کرے ولیجہ ہے۔ ولیجہ کی تفسیر ،، بطانہ ،، سے بھی کی جاتی ہے۔ اس کے معنی ہیں خفیہ دوست ،،

قولہ الشقۃ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر شقۃ کی سفر سے تفسیر کی یعنی اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا۔

قولہ الخبال آہ اس سے اس آیت کریمہ : لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر خبال کی فساد سے تفسیر کی۔ خبال دراصل فساد ہے یہ کبھی بدن میں کبھی فعل میں اور کبھی عقل میں ہوتا ہے اس کو جنون کہتے ہیں نیز خبال کی تفسیر موت سے بھی کی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ بدست یہ ہے کہ یہ بمعنی مُوتہ ہے۔ مُوتہ جنون کی قسم ہے۔ اس کا معنی صرع بھی ہے۔ جو آدمی کو عارض ہوتا ہے۔ جس وقت ہوش میں آئے تو پوری عقل عود کر آتی ہے۔ جیسے سونے والا شخص یا مست بیدار ہو یا ہوش میں آئے تو عقل واپس آجاتی ہے۔ قولہ وَلَا تَفْتِنِّي آہ اس سے اس آیت کریمہ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي" کی طرف اشارہ کیا اور تُوَبِّخْنِي ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ان میں سے کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ تُوَبِّخْنِي ،، توبیخ اسے ہے۔ مستملی اور جرجانی کی روایت میں بمعنی لَا تُوهِنِّي ہے اور وھن کے معنی ضعف کے ہیں۔ ابن سکن کی روایت میں لَا تُؤَثِّمْنِي ہے۔ قاضی عیاض نے اسے صواب کہا ہے۔ یعنی مجھے گنہگار نہ کریں۔

شان نزول :

یہ آیت کریمہ جد بن قیس منافق کے حق میں نازل ہوئی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

وَلِیجَۃً کُلَّ شَیٍٔ اَدْخَلْتَہٗ فِی شَیٍٔ اَلشُّقَّۃُ اَلسَّفَرُ اَلْخَبَالُ اَلْفَسَادُ وَالْخَبَالُ اَلْمَوْتُ وَلَا تَفْتِنِّیْ لَا تُوَبِّخْنِیْ کَرْھًا وَّکُرْھًا وَّاحِدٌ مُدَّخَلًا یُدْخَلُوْنَ

ہے۔گیارھواں نام "مُدَمْدِمہ" ہے کیونکہ اس نے منافقوں کی تباہی کر دی ہے۔ بارھواں نام "مُشَرِّدہ" ہے کیونکہ اُس نے کافروں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ تیرھواں نام "سُورۃُ عذاب" ہے۔

اس سُورت سے پہلے بسم اللہ کیوں نہ لکھی؟

اس میں مختلف اقوال ہیں ۔ ع۱ بعض نے کہا اس سورت میں عہد شکنی کا ذکر ہے۔ جاہلیّت کے زمانہ میں عربوں میں یہ رسم تھی کہ جب وہ عہد شکنی کرتے تو نقض نامہ میں بسملہ نہ لکھتے تھے۔ جب سورۃ براءت نازل ہوئی اور اس میں نقض عہد (عہد شکنی) کا ذکر تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن پر یہ سورت پڑھی اور عربوں کی عادت کے مطابق بسملہ نہ پڑھی۔

ع۲ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا سورۃ انفال سب سے پہلے نازل ہوئی جبکہ براءت آخر میں نازل ہوئی اور اس کا قصہ انفال کے قصہ اور مضمون کے مشابہ تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اور یہ وضاحت نہ فرمائی کہ یہ اس میں سے ہے تو میں نے یہ گمان کیا کہ انفال اور براءت ایک ہی سورت ہے۔

ع۳ بعض نے کہا انفال اور براءت ایک ہی سورت ہے۔

ع۴ بعض نے کہا یہ دو سورتیں ہیں ان کے درمیان جگہ خالی چھوڑ دی۔ تاکہ تیسرے قول کی رعایت ہو۔

ع۵ حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابن عباس نے کہا میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بسملہ کے ترک کی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا بسملہ امان ہے اور براءت تلوار کے ساتھ نازل ہوئی اس میں امان نہیں ہے۔

ع۶ قشیری نے کہا صحیح یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السّلام اس بار بسملہ لے کر نہ آئے تھے اس لئے اس کو اسی طرح لکھ دیا اور زیادتی نہ کی۔

ع۷ بیضاوی نے یہ وجہ بیان کی کہ جب کوئی آئت یا سُورت نازل ہوتی تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقام کی تعیین فرماتے اس سُورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر شریف تک تعیین نہ فرمائی اور

marfat.com
Marfat.com

اَلنِّسَآءِ مِنَ الْخَالِفَةِ وَاِنْ كَانَ جَمْعَ الذُّكُوْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَمْعِهٖ

کی تکذیب کی اور بدکرداریاں کیں جو اُن سے پہلے کسی نے نہیں کی تھیں ان کی تکذیب کے باعث اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اے منافقو! تم بھی ان کی طرح اپنے نبی علیہ السلام کو جھٹلاتے ہو ڈرو کہ انہیں کی طرح مبتلائے عذاب نہ کئے جاؤ۔ افکہ ،، عذاب ہے جو قوم لوط پر بھیجا گیا اُس نے ان کے شہروں کو اُلٹ پلٹ کر دیا تھا۔ شہر کو مؤتفکہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع مؤتفکات ،، ہے۔

قولہ اَھْوٰی ،، یہ سورۂ نجم کا لفظ ہے۔ امام نے والمؤتفکات اھوی ،، کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے ھُوَّہ ،، بضم الھاد تشدید الواو بمعنی گہری جگہ ہے۔ یعنی ان کو گہری جگہ میں ڈال دیا۔ کشاف میں ذکر کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر زمین پر پھینک دیا۔

قولہ عَدْن آہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول " جَنّٰتِ عَدْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور خلد سے عدن کی تفسیر کی یعنی ہمیشہ باقی رہنے والی جنّت۔ عدن کا معنی اقامت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ عَدَنَ بالمکان جب اس میں ہمیشہ رہے۔ اس سے مَعْدن ہے جس سے سونا چاندی وغیرہ نکالا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی جگہ قائم دائم رہے اسے معدنِ صدق کہا جاتا ہے۔ گویا وہ صدق کی معدن ہے۔ اور جہاں پودا قائم رہے۔ اس کو منبت صدق کہا جاتا ہے اور مقعد صدق کی تفسیر پسندیدہ مکان سے کرتے ہیں جس میں ہمیشہ خوش رہے۔

قولہ اَلْخَوَالِف آہ اس سے آیت کریمہ " رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ اور اس سے پہلی آیت کریمہ غزوۂ تبوک کے متعلق ہے۔ اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوۂ تبوک کی تیاری کریں تو چند کمزور لوگ تیاری نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر یوں بیان فرمایا وَلَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى الآية اس میں اللہ تعالیٰ نے اُن سے ملامت کی نفی کی۔ اور ان لوگوں کو ملامت کی جو مالدار تھے اور تبوک نہ جانے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ ان کی یوں ملامت کی کہ یہ لوگ خوالف یعنی عورتوں کے پاس رہنے میں خوش ہیں۔ قولہ الخالف آہ یعنی خَوَالِف خالِف کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں کوچ کرنے میں پیچھے رہ جانے والا۔ امام نے اس قول : اَلَّذِيْ خَلَفَنِيْ فَقَعَدَ بَعْدِيْ ،، میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ شخص جو میرے پیچھے رہ گیا اور میرے جانے کے بعد بیٹھا رہا۔ اس کی جمع خالفین ،، بھی آتی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ،، پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خالفین جمع مذکر ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے بعض نے کہا کہ جمع مؤنث واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی ،، اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے کہ اس سے مراد مرد ہیں۔ اسی سے ہے۔ يَخْلُفُهٗ فِي الْغَابِرِيْنَ ،، یہ اس کے لئے دُعا ہے جس کا کوئی قریبی

marfat.com
Marfat.com

خَلَفَنِیْ فَقَعَدَ بَعْدِیْ وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِی الْغَابِرِیْنَ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ

نے غزوہ تبوک کی تیاری فرمائی تو جد بن قیس نے کہا یا رسول اللہ میری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بڑا شیدائی ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں رومی عورتوں کو دیکھوں گا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ اس لئے آپ مجھے یہیں ٹھہر جانے کی اجازت دیجئے اور اُن عورتوں کے فتنے میں نہ ڈالئے میں آپ کی اپنے مال سے مدد کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ اس کا حیلہ تھا اور اس میں سوائے نفاق کے اور کوئی علت نہ تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور اسے اجازت دے دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ کَرْهًا وَّ كُرْهًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ کَرھا و کُرھا ایک ہی شئی ہے یعنی اے حبیب فرما دیجئے کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ یہ آیت کریمہ بھی جد بن قیس کے حق میں نازل ہوئی جس نے جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ میں اپنے مال سے مدد کروں گا اس پر حق تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا مال قبول نہ کیا جائے گا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ لیں گے کیونکہ یہ دنیا اللہ کے لئے نہیں ہے۔

قولہ مُدَّخَلًا آہ اس سے اس آیت کریمہ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں کیونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی درجہ کا بغض ہے۔ پہاڑوں میں سرنگوں کو مغارات کہا جاتا ہے۔ جبکہ زمین کے اندر راہ یا سوراخ کو مُدّخل کہتے ہیں یعنی سمانے کی جگہ۔

قولہ يَجْمَحُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : تَوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی يُسْرِعُوْنَ ،، سے تفسیر کی یعنی اس طرف تیز بھاگ جائیں۔ مقصد یہ ہے کہ منافقوں کا تمہارے ساتھ میل جول مجبوراً ہے ان کے دلوں میں تمہاری محبت نہیں ان کی ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ وہ تم سے میل جول نہ کریں۔

قولہ وَ الْمُؤْتَفِكَاتِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر موتفکات کی یہ تفسیر کی کہ ان پر زمین اُلٹ گئی یعنی مدین والے اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے۔ یہ قوم لوط کا واقعہ ہے اور موتفکات ان کی بستیاں ہیں۔ وہ شہروں میں رہتے تھے۔ انھوں نے حضرت لوط علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاصِلُ مُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ اَلشَّفَا شَفِيْرٌ وَهُوَ حَدُّهُ وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْاَوْدِيَةِ هَارٍ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ اِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَتْ مِثْلُهُ لَاَوَّاهٌ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ اِذَا مَا قُمْتُ اَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ ÷ تَاَوَّهُ اٰهَةَ

الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ

مُرارہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ ہیں یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سستی کی آرام کی طرف میلان کیا پھل پکنے کا انتظار کیا اور غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہوئے۔ یہ منافق نہ تھے اور نہ ہی دینِ اسلام میں ان کو شک تھا۔

قولہ الشفا آہ اس سے اس آیت کریمہ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ" کی طرف اشارہ کیا اور شَفَا کی شفیر سے تفسیر کی پھر کہا یہ اس کی طرف اور کنارہ ہے جس پہ اس کی انتہار ہوتی ہے۔ اور جُرُف وہ گڑھا ہے جو سیلاب کے پانی سے بنا ہو اور نہایت کمزور ہو۔ یعنی جس نے اپنی بنیاد گڑھے کے کنارے رکھی جو سیلاب کے پانی سے بنا ہو اور ہَارٍ کی ہائر سے تفسیر کی چنانچہ کہا جاتا ہے: تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ اِذَا انْهَدَمَتْ"، جبکہ کنواں منہدم ہو جائے اور اِنْهَارَ بھی اسی طرح ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ھارٍ ہائر سے منقلب ہے یا کولام کی جگہ کیا پھر اس میں قاضٍ کا اعلال کیا گیا۔ بعض نے کہا یہ دراصل ھَور تھا۔ واؤ کو الف سے بدل کیا ہے۔ یہ الف فاعل کا الف نہیں ہے۔ ھَور کا معنی سقوط ہے۔

قولہ لَاَوَّاهٌ آہ ا .... اس سے اس آیت کریمہ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ" کی طرف اشارہ کیا اَوَّاہ بروزن فعّال صیغۂ مبالغہ ہے۔ بمعنی بہت متضرّع یعنی ابراہیم علیہ السلام کا بہت گریہ زاری کرنا خوف کے باعث تھا۔ اوّاہ کی تفسیر ثواب سے بھی کی جاتی ہے اور بعض نے اس کی تفسیر اللہ کے بندوں پہ رحم کرنے والا سے کی ہے۔

قولہ قال الشاعر آہ " یعنی جب میں رات کو اونٹنی پر پالان ڈالنے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ غمناک مرد کی طرح آہ و زاری کرتی ہے۔ جوہری نے کہا تَاَوَّہ" کے معنی ہیں آہ آہ کرنا" امام بخاری رحمہ اللہ تعالٰی نے اس بیت سے استدلال کیا ہے کہ اَوَّاہ بروزن فعّال تَاَوَّہٗ سے ہے۔ یہ بیت مُثقّب عبدی کا ہے۔ یہ اس کا لقب ہے اور نام عائذ بن محصن ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اِلَّا آخَرَانِ فَارِسٌ وَفَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَهَوَالِكُ الْخَيْرَاتُ وَاحِدُهَا

فوت ہوگیا ہو کہ اے اللہ اس کے پچھلوں میں اس کا خلیفہ بنا۔ امام مسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب اُن کے شوہر ابو سلمہ فوت ہوگئے تو فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ ،، یعنی اے اللہ ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور اس کے بعد باقی رہنے والوں میں اس کا خلیفہ بنا۔ اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے غابرین کی تفسیر باقین سے کی۔ جیسے قرآن کریم میں ہے اِلَّا امْرَاَتَہٗ کَانَتْ مِنَ الْغَابِرِیْنَ ،، لفظ غبر ماضی اور مستقبل دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ فرق طرف معنی میں جو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔

قولہ یَجُوْزُ آہ یعنی جائز ہے کہ خوالف سے مراد عورتیں ہوں اور یہ خالفہ کی جمع ہے اگرچہ خوالف جمع مذکر ہے کیونکہ اگر خوالف خالف کی جمع ہو تو اس تقدیر پہ دو لفظوں کے سوا فواعل فاعل کی جمع نہیں آتی ہے اور وہ فوارس فارس کی جمع ہے اور ہوالک ہالک کی جمع ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے صرف اسی پہ اکتفاء کرتے ہوئے کہا فواعل فاعل کی جمع ہے اور عرب میں صرف دو لفظ فوارس اور ہوالک پائے جاتے ہیں کہ فوارس فارس کی جمع ہے اور ہوالک ھالک کی جمع ہے، لیکن یہ کلام منقوض ہے۔ کیونکہ سوابق سابق کی جمع نواکس ناکس کی جمع اور دواجن داجن کی جمع ہے۔ اور اسماء میں عوازب عازب کی جمع اور کواہل کاہل کی جمع حوائج حاجت اور عواشش عاشش کی جمع ہے (عینی)

قولہ اَلْخَيْرَاتُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اُولٰٓئِكَ لَھُمُ الْخَيْرَاتُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا خیرات خیرہ کی جمع ہے اس کے معنی فواضل ہیں۔ مفسرین نے اس کے معنی جنت میں بلند درجوں سے تفسیر کی ہے۔ بیضاوی نے دُنیا و آخرت کے منافع سے تفسیر کی ہے۔

قولہ مُرْجَوْنَ آہ اس سے آیت کریمہ: وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُھُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْھِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مرجون کی مؤخرون سے تفسیر کی۔ مُرْجَوْنَ اَرْجَئْتُ سے ماخوذ ہے۔ یہ ہمزہ اور بغیر ہمزہ پڑھا جاتا ہے یعنی اَرْجَئْتُ وَاَرْجَيْتُ دونوں بمعنی تاخیر ہیں۔ اسی سے مرجئہ ،، ہے۔ وہ ایک اسلامی فرقہ ہے۔ اس فرقہ والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مؤمن کو معصیت کچھ ضرر نہیں دیتی جیسے کفر کے ساتھ طاعت نافع نہیں ہوتی ہے۔ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے اور کچھ موقوف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا اُن پر عذاب کرے یا اُن کی توبہ قبول کرے ،، یعنی غزدہ تبوک سے رہ جانے والے منافقین تین قسم تھے ایک منافقین جو نفاق کے عادی تھے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے قصور کے اعتراف اور توبہ میں جلدی کی تیسرے وہ جنہوں نے توقف کیا اور جلدی توبہ نہ کی یہی اس آیت سے مراد ہیں اور وہ

marfat.com
Marfat.com

ان کے حق میں دعاءِ خیر کرو! بے شک تمہاری دُعاء ان کے دلوں کا چین ہے پھر زکوٰۃ کی تفسیر طاعت اور اخلاص سے کی۔ مفسرین نے کہا ابولبابہ اور اس کے ساتھیوں نے جب توبہ کی تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہمارے مال ہیں ان کو صدقہ کر دیں اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا کریں کہ ہمیں معاف کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے اموال سے کچھ لینے کا حکم نہیں کیا گیا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تطہیر اور تزکیہ ہم معنی ہیں۔ عرب کے کلام میں دو لفظ جن کا مادہ مختلف ہو اور معنی واحد ہو بہت ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا: تطہرہم صدقہ کی صفت ہے اور تطہر کی تاء واحد مخاطب یا واحد مؤنث غائب کی ہے اور تزکیہ تطہیر میں مبالغہ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ تزکیہ کا معنی تطہیر ہے لیکن اس میں زیادتی ہے اور تزکیہ کے معانی بڑھنا، برکت اور مدح بھی ہیں۔ یہ تینوں معانی قرآن میں مستعمل ہیں۔

قولہ والزکوٰۃ یعنی زکوٰۃ فرماں برداری اور اخلاص دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔

قولہ لَا يُؤْتُونَ آہ اس سے اس آیت کریمہ "وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی لَا يَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، سے تفسیر کی، لیکن یہ آیت سورۃ توبہ میں نہیں۔ سورۃ فُصِّلَتْ کی ہے یہاں تبعاً ذکر کیا ہے۔

قولہ يُضَاهِئُونَ آہ اس سے اس آیت کریمہ "ذَالِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ" کی طرف اشارہ کیا اور يُضَاهِئُونَ کی يُشَبِّهُونَ سے تفسیر کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا عقیدہ ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے جبکہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ صرف افتراء اور بہتان کے سوا ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی سند نہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ان سے پہلے کافر لوگوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان کی طرح یہ لوگ بھی گمراہ ہیں۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں: اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں اگلے کافروں کی سی بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں"

۴۳۳۹ — ترجمہ: ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ "يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ" ہے اور آخری سورت جو نازل ہوئی وہ براءت ہے۔

۴۳۳۹ — شرح: علامہ کرمانی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے آخر میں آیت الربا نازل ہوئی لیکن یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ براء بن عازب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا ہے یا آخریت مخصوصہ مراد ہے۔ کیونکہ اولیت اور آخریت امور نسبیہ سے ہیں اور سورت سے مراد

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُذُنٌ يُصَدِّقُ تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَتُزَكِّيْهِمْ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَالزَّكٰوةُ الطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ لَا يَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُضَاهِئُوْنَ يُشَبِّهُوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیزاری کا حکم سُنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ،، تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا براءت بمعنی نقض عہد ہے جو مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان صلح حدیبیہ میں طے پایا تھا کہ چار ماہ تک ایک دوسرے کی مخالفت نہیں کریں گے جب مشرک اس عہد پر قائم نہ رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ مشرکوں پر نقضِ عہد کی وضاحت کر دو ،، ثعلبی نے کہا اس عہد کی ابتداء حج اکبر کے دن سے ہوئی اور ربیع الاخر کی دس تاریخ کو ختم ہوئی ۔ زہری نے کہا شوال ، ذوالقعدہ ، ذوالحجہ اور محرم چار ماہ ہیں کیونکہ یہ آیت شوال میں نازل ہوئی تھی ۔ قولہ اَذَانٌ آہ اس سے اس آیت ,, وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اذان کی اعلام سے تفسیر کی یعنی یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے خبردار کرنا ہے ،،

قولہ اُذُنٌ آہ اس سے آیت کریمہ : مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ بعض منافق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے اور کہتے کہ آپ تو اُذُنٌ ہیں یعنی جو کوئی آپ سے کوئی بات کہتا ہے ۔ اس کی تصدیق کر دیتے ہیں اور جو کوئی ہمارے متعلق بات کرے اس کو سچا کہہ دیتے ہیں اور جب ہم آئیں اور آپ کے پاس قسم کھائیں کہ ہم نے ایسی بات نہیں کی تو ہماری تصدیق کر دیتے ہیں ۔ یعنی جو کچھ سُنتے ہیں اس کی تصدیق کر دیتے ہیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی یہی تفسیر کی ہے

قولہ تُطَهِّرُهُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا کی طرف اشارہ کیا یعنی اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور

marfat.com
Marfat.com

بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ مِنًى بِبَرَاءَةٍ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ أَذِّنْهُمْ أَعْلِمْهُمْ

میں بھیجا کہ وہ منیٰ میں اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ حُمَیدُ بن عبدالرحمٰن نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو پیچھے بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ برأت کا اعلان کرے۔ ابو ہریرہ نے کہا علی نے ہمارے ساتھ نحر کے دن منیٰ میں موجود لوگوں میں براءت کا اعلان کیا اور یہ کہ اس سال کے بعد مشرک حج نہ کریں اور نہ ہی کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

۴۳۴۰ — شرح : یہ وہ حج ہے جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج تھے۔ یہ حج نو ہجری میں ادا کیا گیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت برأت کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس وقت وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ براءت کا اعلان کرنے میرے یا میرے اہلبیت سے کسی مرد کے سوا کوئی نہ جائے پھر آپ نے حضرت علی کو سورت براءت کے ساتھ بھیجا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ براءت کی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ نے ابوبکر صدیق کو بلایا اور ان دس آیات کے ساتھ ان کو بھیجا کہ مکہ والوں پر یہ آیات پڑھیں پھر مجھے بلایا اور فرمایا جہاں ابوبکر کو ملو اُن سے لکھی ہوئی دس (۱۰) آیات لے کر اہلِ مکہ کے پاس جاؤ اور ان پر یہ پڑھو۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر اپنے حال پر بدستور امیر حج رہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر سے مکتوبہ آیات طلب کیں تو ابوبکر نے علی المرتضیٰ سے کہا کہ آپ امیر ہیں یا مامور ہیں۔ حضرت علی نے کہا میں مامور ہوں۔ ابوبکر صدیق نے حج سے واپسی پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے بارے میں کوئی شئی نازل ہوئی نہیں ہوئی لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یہ آیات آپ یا آپ کے اہل بیت سے کوئی مرد اہلِ مکہ پر پڑھے۔ کیونکہ عربوں میں یہی رسم ہے۔ شیخ نورالحق صاحب التیسیر

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلَالَةِ وَاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ

بَابُ قَوْلِهٖ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ سِيْحُوْا سِيْرُوْا

۴۳۴۱ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِىْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِىْ اَبُوْ بَكْرٍ فِىْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِىْ مُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ

بعض سورت ہے یا معظم سورت مراد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اِس سورت کا زیادہ حصّہ غزوۂ تبوک میں نازل ہُوا جو آخری غزوہ ہے۔ (حدیث ع ۴۲۹۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رُسوا کرنے والا ہے۔

سِیْحُوْا کے معنیٰ ہیں سِیْرُوْا یعنی زمین میں چلو پھرو، آؤ جاؤ کسی سے لڑائی کا خوف نہ کرو اور نہ ہی لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت اور قید و بند کا خطرہ محسوس کرو! ساح، یسیح، سیاحۃً، سیاحۃً وسیوحًا کہا جاتا ہے۔

۴۳۴۰ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوبکر صدیق نے اس حج میں (جس میں وہ امیرِ حج تھے) نحر کے دن اعلان کرنیوالوں

marfat.com
Marfat.com

۴۳۳۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ عُقَیْلٌ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

نہیں سکو گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے انہیں سخت دردناک عذاب کی خبر سنا دو مگر وہ مشرک جن سے تمہارا وعدہ تھا پھر انھوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہ کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو! بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

حج اکبر

حج اکبر وہ دن ہے جو حج کے تمام دنوں سے افضل ہے۔ اس دن کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں چنانچہ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ ابو اسحاق سے روایت کی کہ میں نے ابو جحیفہ سے حج اکبر کا دن دریافت کیا تو انھوں نے کہا حج اکبر عرفہ کا دن ہے۔ ابن عباس، عبداللہ بن زبیر اور اکثر صحابہ کرام یہی کہتے ہیں کہ حج اکبر عرفہ ہے۔ حدیث مرسل میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن خطبہ دیا کہ یہ دن حج اکبر کا دن ہے۔ ہشیم نے اپنے اسناد کے ساتھ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حج اکبر کا دن نحر کا دن ہے۔ یعنی دسویں ذوالحجہ کا دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کئی وجوہ سے منقول ہے کہ حج اکبر یوم نحر ہے۔ ابو جحیفہ، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، مجاہد، زہری اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سب نے یہی کہا کہ حج اکبر یوم نحر ہے۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ دوسرا دن نحر ہے۔ نیز مجاہد سے منقول ہے کہ ذی الحجہ کے تمام دن حج اکبر ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا حسن بصری سے حج اکبر کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا تمہیں حج اکبر سے کیا کام ہے۔ حج اکبر کا دن وہ سال تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حج کیا تھا شیخ نور الحق صاحب تیسیر القاری نے کہا ہم نے یہ اقوال اس لئے ذکر کئے ہیں کہ عوام کی زبان پر یہ مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج اکبر ہوتا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں نحر کے دن جمرات کے پاس کھڑے فرمایا۔ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اٰذَنَهُمْ اَعْلَمَهُمْ

نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ یہ حدیث پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت علی کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا۔ ان روایات کے منافی ہے جو امام احمد اور ان کے صاحبزادے عبداللہ نے ذکر کی ہیں کہ ابوہریرہ نے کہا ابوبکر نے مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا کیونکہ ابوبکر صدیق کے مکہ پہنچنے کے بعد اعلان حضرت علی کے سپرد تھا جس میں ابوبکر صدیق کا کچھ دخل نہ تھا لہٰذا ابوبکر کا ابوہریرہ اور دوسرے اعلان کرنے والوں کو بھیجنا بے معنی ہے۔

اقول یہ مسلم ہے کہ مدار اعلان حضرت علی پر تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد کے لئے اور مؤذن بھیجے تھے کہ حضرت علی کی تلقین سے اعلانِ برأت میں ان کی مدد کریں جبکہ مستقل بالذات اعلان کرنے میں صرف حضرت علی المرتضیٰ ہی تھے۔ اس طرح عربوں کی رسم بھی بحال رہتی ہے کہ براءت کا اعلان سربراہ مملکت کرتا ہے یا اس کا کوئی قریبی مرد کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

(حدیث ۳۶۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے منادی پکار دیتا ہے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن

کہ اللہ اور اللہ کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ پس اگر تم کفر سے توبہ کرو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے اور منہ پھیر لو تو جان لو تم اللہ کو تھکا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

۴۳۴۲ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ بَعَثَهٗ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ اَلَّا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُوْلُ يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ مِنْ اَجْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو ۹ ہجری میں امیرِ حج بنا کر بھیجا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تیس سورت برأت کی یا چالیس آیات کے ساتھ بھیجا۔ یہاں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشکال کیا ہے کہ حضرت علی صرف برأت کا اعلان کرنے پر مامور تھے۔ انھوں نے یہ کیسے کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ حضرت علی کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ضمن میں یہ بھی تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ یہ اس آیت سے مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۔ "مشرک پلید ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برأت کے اعلان ۔۔۔ پر مامور تھے اور جس کا ابوبکر کو حکم کیا گیا تھا اس کا بھی انہیں حکم کیا گیا تھا۔

سے مراد ساری سورت نہیں، چنانچہ محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ ہے"

۴۳۴۲ ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي اَبُوْبَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِيْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًى اَلَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ اَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ اَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةٍ وَّاَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

آذِنُهُمْ بمعنی اَعْلَمَهُمْ ہے اس سے مراد مطلق اعلام ہے۔ ابن اثیر نے کہا اَذِنَ يُؤْذِنُ لِيَذَانًا اور اَذَّنَ يُؤَذِّنُ تَاذِيْنًا ، کہا جاتا ہے۔ مشدد یعنی اَذَّنَ نماز کے وقت کے اعلام کے ساتھ مخصوص ہے اور مخفف یعنی آذَنَ مطلق اعلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۴۳۴۱ — **ترجمہ**: حُمَیْد بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حج میں اعلان کرنے والوں میں بھیجا جن کو نحر کے دن منیٰ میں بھیجا تھا کہ وہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کریں اور نہ ہی کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے حُمَید نے کہا حضرت علی نے ہمارے ساتھ نحر کے روز اہلِ منیٰ میں برادت کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

۴۳۴۱ — **شرح**: امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک اشکال ذکر کیا ہے کہ ابوہریرہ نے کہا مجھے ابوبکر صدیق نے بھیجا کہ میں برادت کا اعلان کروں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برادت کے اعلان کے لئے ابوبکر کو بھیجا تھا پھر ان کے بعد حضرت علی کو بھیجا کہ وہ اعلانِ برأت کریں تو ابوبکر کا ابوہریرہ کو بھیجنا بے معنیٰ ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا اس وقت میں (ابوہریرہ) حضرت علی کے ساتھ تھا۔ تو میں ان کے ساتھ اعلان کرتا رہا حتیٰ کہ میری آواز پست ہوگئی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر کے حکم سے وہ نداء کرتے رہے جو ان کو حضرت علی تلقین کرتے تھے جس کی تبلیغ کا انہیں حکم کیا گیا تھا۔ برادت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ

۴۳۴۳ ـــ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے کہا اس آئت والوں میں سے سوا تین آدمیوں کے کوئی باقی نہیں رہا اور نہ ہی چار کے سوا کوئی منافق باقی رہا ہے۔ ایک اعرابی نے کہا تم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو ہمیں خبر دو ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں کا کیسا حال ہے جو ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں۔ اور ہمارے عمدہ مال چوری کر لیتے ہیں۔ حذیفہ نے کہا یہ چور فاسق ہیں ہاں اُن میں صرف چار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اُن میں سے ایک بوڑھا آدمی ہے۔ اگر وہ ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو ٹھنڈا محسوس نہیں کرتا۔

۴۳۴۳ ـــ شرح : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب اسرار تھے انہیں تمام منافقوں کا علم تھا۔ بقر بمعنی شق ہے۔ خطابی نے کہا اکثر بقر کا استعمال درخت اور لکڑی پر ہوتا ہے۔ بعض روایات میں ''یَنْقُرُوْنَ'' نقر سے ہے۔ اعلاق علق کی جمع ہے اس کے معنی عمدہ شی کے ہیں۔ نفیس مال کو علق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق دلوں سے ہوتا ہے۔ قولہ اُوْلٰئِكَ الْفُسَّاقُ یعنی یہ لوگ چور ہیں فاسق ہیں کافر اور منافق نہیں ہیں جن کے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ ان منافقوں میں ایک عمر رسیدہ شخص ہے جو ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو پانی کی ٹھنڈک محسوس نہیں ہوتی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں اس عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے جو پانی کی لذت اور اس کی برودت نہیں پاتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دو!

یہ آئت کریمہ عام لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی وہ اہلِ کتاب ہوں یا مسلمان ہوں۔ ابن عباس اور عام مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کلام اس امت میں سے زکوٰۃ منع کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور مستانف کلام ہے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے کہا یہ اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس آئت کے مصداق میں ان کا حضرت ابو ذر غفاری سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ جبکہ ابو ذر اس کو عموم پر محمول کرتے تھے۔ امیر معاویہ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ فَقَاتِلُوْا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ

۴۳۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هٰذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلٰثَةٌ وَلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ إِنَّكُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ تُخْبِرُوْنَنَا فَلَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَبْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ أَعْلَاقَنَا قَالَ أُولٰئِكَ الْفُسَّاقُ أَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ

نے انہیں خبر دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حج میں ابوبکر صدیق کو حجۃ الوداع سے پہلے امیر حج بنا کر بھیجا تھا اس میں ابوبکر نے مجھے چند لوگوں میں بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔ حمید ابوہریرہ کی حدیث کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ نحر کا دن حج اکبر کا دن ہے (اس کی شرح ابھی ابھی گزری ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جہاں کافروں کو پاؤ قتل کرو اللہ اور رسول کی طرف سے ان کے کوئی امان نہیں،،

اس آیت کریمہ سے پہلے یہ آیت ہے۔ وَإِنْ نَّكَثُوْا أَيْمَانَهُمْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْا،، یعنی اگر مشرکوں نے عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کی ہے اور تمہارے دین میں طعن کی ہے تو ان کو قتل کردو! ۔ قتادہ نے کہا ائمہ کفر یعنی کفر کے امام وہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف اور ان کی ساتھی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے عام کافر مراد ہیں جو ان کو اور دوسرے کافروں کو شامل ہیں چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوسفیان بن حرب، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، عکرمہ ابن ابی جہل اور باقی رؤساء قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے عہد شکنی کی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا قصد کیا تھا۔ مجاہد نے کہا اس سے فارس اور روم مراد ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ وَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِّلْاَمْوَالِ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ اَلْقَيِّمُ هُوَ الْقَائِمُ

دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حدیث ۱۳۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جس روز اس کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے، پہلو اور پشتیں داغ دار کی جائیں گی

ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے خزانہ بناتے تھے اس چیز کا مزہ چکھو جو تم خزانہ بنا کر رکھتے تھے "

احمد بن شبیب بن سعید نے کہا مجھے میرے باپ نے یونس سے خبر دی انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایت کی کہ ان سے خالد بن اسلم نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ باہر نکلے تو انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۴ـــ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ

۴۳۴۵ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى اَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قُلْتُ مَا اَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْاَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَاْتُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ قَالَ مُعٰوِيَةُ مَا هٰذِهٖ فِيْنَا مَا هٰذِهٖ اِلَّا فِيْ اَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ اِنَّهَا لَفِيْنَا وَفِيْهِمْ

کے قول کے مطابق زکوٰۃ پانچواں رکن اسلام نہ ہوگا ، حالانکہ بے شمار احادیث زکوٰۃ کی فرضیت میں وارد ہیں جو متواتر المعنی ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن دینار کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ خزانہ وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے ۔ اسی پر وعید آئی ہے ۔

۴۳۴۴ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت میں گنجا سانپ ہوگا۔ (گنجا سانپ زہریلا ہوتا ہے حدیث ۱۳۲۴ء کی شرح دیکھیں)

۴۳۴۵ـــ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں ربذہ میں ابوذر کے پاس سے گزرا تو میں نے اُن سے کہا آپ اس زمین میں کیسے آئے ہیں۔ انھوں نے کہا میں شام میں تھا تو میں نے یہ آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ، پڑھی تو امیر معاویہ نے کہا یہ ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی یہ تو صرف اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوذر نے کہا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ ہم اور ان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ مَعَنَا نَاصِرُنَا السَّکِیْنَةُ فَعِیْلَةٌ مِنَ السُّکُوْنِ

فرمایا زمانہ یعنی سال اسی حال پر پھر رہا ہے۔ جس حال پر تھا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرام ہیں ان میں سے تین تو مسلسل متصل ہیں وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

۴۳۴۶ — شرح : اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عرب جب چاہتے کہ لڑائی کریں اور حرم کا مہینہ ہوتا تو اس کو حلال کر لیتے اور اس مہینہ کی جگہ دوسرا مہینہ حرام کر دیتے۔ مثلاً اگر محرم ہوتا تو صفر کو محرم قرار دیتے۔ ہر سال وہ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ دوسرا محرم جو صفر ہوتا اس کو حلال جانتے اور ربیع الاول کو محرم کر دیتے تھے اور محرم الحرام ماہ بماہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔ وہ ہر مہینہ کی خصوصیت کو ترک کر دیتے اور صرف مہینوں کی تعداد کا اعتبار کرتے تھے۔ نیز عرب کے حساب دان تیرہ مہینے شمار کرتے ہیں۔ اس صورت میں مہینہ اور دُور ہو جاتا ہے۔ رجب مضر وہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ علامہ عینی نے کہا جمادی کو مذکر و مؤنث اعتبار کر کے جمادی الاول اور جمادی الاخریٰ کہتے ہیں۔ اس کی جمع جمادیات ہے جیسے حُباریٰ کی جمع حباریات ہے۔ رجب کو مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا ہے کہ مُضر قبیلہ ہے جو رجب کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو اپنے مقام سے تبدیل نہیں کرتے تھے۔ رجب ترجیب سے بمعنی تعظیم ہے۔ اس کی جمع ارجاب، رجاب اور رجبات آتی ہے۔

(حدیث ۲۹۸۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے

جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی ہمارا ناصر ہے۔ سکینہ بروزن فعیلہ سکون سے ہے"

تفسیر : یعنی غار ثور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور سکون و تائید نازل فرمائی مشہور قول یہی ہے۔ بعض مفسرین نے "علیہ" کی ضمیر کا مرجع ابوبکر

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَ ذُو الْحِجَّةِ وَ الْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ

کہا یہ زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے جب زکوٰۃ کی آیت نازل ہوئی تو زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے اموال کی پاکیزگی کا سبب بنایا (تفہیم البخاری حصہ دوم ص ۴۵۹ ، ص ۴۶۲ پر اس کی تشریح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اُس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں"

تفسیر کتاب اللہ لوح محفوظ ہے۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں میں کافروں سے جنگ حرام ہے۔ ان میں تین مہینے متصل ہیں وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں ایک جُدا رجب المرجب ہے۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی اِن مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔ امام قسطلانی نے کہا ان مہینوں میں قتال کی حرمت منسوخ ہے ، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ ذوالقعدہ میں کیا جو ماہِ حرام ہے۔ چنانچہ بخاری، مسلم میں ثابت ہے کہ یہ محاصرہ چالیس روز رہا تھا۔ علامہ بیضاوی نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ حرم اور حرام کے مہینوں میں جنگ حلال نہیں ہے۔ صحیح تر یہ ہے کہ ان مہینوں میں جنگ مطلق حرام ہے۔ اَلْقَیِّم بمعنی قائم دائم ہے۔ یعنی حرم کے مہینوں کی تحریم یہی دین مستقیم ہے اور یہی دینِ ابراہیم ہے۔

۴۳۴۶ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

والدہ اسماء خالہ عائشہ نانا ابوبکر اور دادی صفیہ ہے۔ عبداللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عُیینہ سے کہا اس حدیث کا اسناد بیان کریں کہ وہ کیا ہے؟ سفیان نے کہا حَدَّثَنَا تو ان کو کسی انسان نے مشغول کر دیا اور ابن جریج نے نہ کہا۔

۴۳۴۸ شرح : یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور یزید نے حکومت سنبھالی تو عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی۔ جب انہیں یزید کی موت کی خبر پہنچی تو لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس کی بیعت کریں چنانچہ عبداللہ بن زبیر کی بیعت کر لی گئی اور اہلِ حجاز، مصر، عراق، خراسان اور اکثر شامیوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ ابن عباس اور محمد بن حنفیہ دونوں مکہ مکرمہ میں تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے ان کو بلایا کہ اس کی بیعت کر لیں، لیکن اُنھوں نے بیعت نہ کی اور کہا جب تمام لوگ متفق ہو جائیں گے تو ہم بیعت کریں گے۔ بہت سے لوگوں نے ان دونوں کی موافقت کی اور ابن زبیر کی بیعت نہ کی تو اُس نے اُن پر سختی کی اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہ خبر مختار بن ابی عُبید ثقفی کو پہنچی جبکہ اسے کوفہ میں غلبہ حاصل تھا تو اُس نے لشکر بھیج کر ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کو مکہ سے باہر نکال لیا اور ان سے کہا کہ ابن زبیر کا مقابلہ کریں۔ انھوں نے مختار کی یہ بات تسلیم نہ کی اور طائف میں چلے گئے اور وہیں اقامت کر لی اور ۶۷ ہجری میں وفات پا گئے۔ اس وقت عبداللہ بن زبیر شہید ہو چکے تھے ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ آپ عبداللہ بن زبیر کی بیعت کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ خلافت کے مستحق ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد زبیر کو اپنا حواری فرمایا ہے اور وہ عشرہ مبشرہ سے ہیں ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر ہے۔ خالہ ام المؤمنین عائشہ، نانا ابوبکر صدیق اور دادی صفیہ بنت عبدالمطلب ہے جو زبیر کی والدہ ہے یقیناً جس میں یہ فضائل پائے جاتے ہیں وہ خلافت کا مستحق ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ عبداللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ اس حدیث کا اسناد بیان کریں کہ وہ کیا ہے سفیان نے کہا حدثنا پھر کسی انسان نے ان کو مشغول کر دیا تو اُنھوں نے ابن جریج نے نہ کہا اور یہ معلوم نہ ہُوا کہ ابن جریج سے یہ روایت بالواسطہ ہے یا بلا واسطہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسناد تو مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ مذکور اسناد میں عَنعَنہ کی کیفیت معلوم نہیں کہ اس میں واسطہ ہے یا نہیں اسی لئے امام بخاری نے اس حدیث کو دو اور طرق سے ذکر کیا ہے۔

اسماء رجال

* ابن عیینہ وہ سفیان بن عیینہ ہیں * ابن جریج وہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہیں۔
* اور ابن ابی ملیکہ وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ فَرَاَیْتُ اٰثَارَ الْمُشْرِکِیْنَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهٗ رَاٰنَا قَالَ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُهُمَا

۴۳۴۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ حِیْنَ وَقَعَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ ابْنِ الزُّبَیْرِ قُلْتُ اَبُوْهُ الزُّبَیْرُ وَاُمُّهٗ اَسْمَاءُ وَخَالَتُهٗ عَائِشَةُ وَجَدُّهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَجَدَّتُهٗ صَفِیَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْیٰنَ اِسْنَادُهٗ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَهٗ اِنْسَانٌ وَلَمْ یَقُلِ ابْنُ جُرَیْجٍ

ذکر کیا ہے یہ ابن عباس سے مروی ہے اُن کے غیر نے کہا رسُول کے ساتھ سکینہ ہمیشہ رہتی ہے اور یہ بات غیر مخفی ہے کہ یہ اس حال میں خاص سکینہ کی تجدید کے منافی نہیں - اسی لئے فرمایا : وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا ،، اللہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے لشکر سے مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا یہ پہلے معنی کے اعتبار سے ہے -

۴۳۴۷ — ترجمہ : انس نے کہا مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنا قدم دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابابکر) تمہارا دو کے متعلق کیا گمان ہے جن میں تیسرا خدا ہے -

(یعنی اللہ ہمارا حافظ اور نگہبان ہے وہی ہمیں کافی ہے حدیث ع۳۴۱۸ کی شرح دیکھیں)

۴۳۴۸ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا جب ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان بیعت کے متعلق گفتگو ہوئی تو میں نے ابن عباس سے کہا اس کا باپ زبیر ہے

marfat.com
Marfat.com

وَصَلُوْنِیْ صَلُوْنِیْ مِنْ قَرِیْبٍ وَاِنْ رَبُّوْنِیْ رَبَّنِیْ اَکْفَاءٌ کِرَامٌ فَاٰثَرَ التُّوَیْتَاتِ وَالْاُسَامَاتِ وَالْحُمَیْدَاتِ یُرِیْدُ اَبْطُنًا مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ بَنِیْ تُوَیْتٍ وَبَنِیْ اُسَامَةَ وَبَنِیْ اَسَدٍ اَنَّ ابْنَ اَبِی الْعَاصِ بَرَزَ یَمْشِی الْقُدَمِیَّةَ یَعْنِیْ عَبْدَ الْمَلِکِ بْنَ مَرْوَانَ وَاِنَّهٗ لَوّٰی ذَنَبَهٗ یَعْنِی ابْنَ الزُّبَیْرِ۔

تو یہ ان کے لائق ہے کہ وہ ہمارے قریبی ہیں اگر وہ ہماری پرورش کریں تو یہ ان کے لائق ہے وہ بزرگوں جیسے ہیں۔ ابن زبیر نے تویتات، اُسامات اور حُمیدات کو اختیار کیا۔ ابن عباس کی مراد، بنی اسد، بنی تویت بنی اُسامہ اور بنی حُمید چھوٹے چھوٹے قبیلے ہیں۔ ابن ابی العاص یعنی عبد الملک بن مروان ظاہر ہُوا اس حال میں کہ وہ تکبر سے چلتا تھا اور اس یعنی ابن زبیر نے اپنی دُم مروڑ لی ہے (بزدل بن گیا ہے)

۴۳۴۹ شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان جو چیز تھی اس کی وضاحت نہیں کی۔ بعض علما نے کہا وہ ان کا باہم بعض قرادت میں اختلاف تھا اسی لئے اُنھوں نے عبد الملک بن مروان کی امارت کی طرف رجوع کیا تھا۔ ابن ابی ملیکہ نے ابن عباس سے کہا کیا آپ ابن زبیر سے مقاتلہ کا ارادہ کرتے ہیں اس حال میں اللہ کے حرم کو حلال کریں گے؟ ابن عباس نے کہا میں اس سے پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ابن زبیر اور بنی امیہ کے مقدر میں کیا ہے کہ وہ اللہ کے حرم کو حلال کرتے ہیں اور اس کی توہین کرتے ہیں۔ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ ابن عباس نے کہا ابن زبیر کے ساتھی لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں اس کی بیعت کر لوں یہ درست ہے۔ ابن زبیر خلافت کے لائق ہے۔ کیونکہ اس کے بہت فضائل ہیں جو معیارِ خلافت ہیں کیونکہ اس کے والد حضرت زبیر ہیں جو رسول اللہ علیہ وسلم کے حواری اور مددگار رہے ہیں اور ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما صاحبِ نطاق ہیں جنہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے وقت تیار کیا تھا اور ان کی خالہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق ہیں اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پھوپھی ہیں۔ یہ مجاز ہے کیونکہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد عوام بن خویلد کی ہمشیرہ ہیں۔ عبد اللہ بن زبیر کے والد کی پھوپھی ہیں۔ پھر ابن عباس نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب ان کی نانی ہیں۔ اتنے فضائل ہوتے ہوئے وہ خلافت کے کیوں لائق ہوں جبکہ اسلام میں پاکدامن اور قرآن کریم کے قاری بھی ہیں۔ پھر ابن عباس نے عبد اللہ بن زبیر کو عتاب کرتے ہوئے بنی امیہ کی تعریف کی اور

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۹ـــ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ وَکَانَ بَیْنَہُمَا شَیْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَتُرِیْدُ اَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَیْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰہِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ ابْنَ الزُّبَیْرِ وَبَنِیْ اُمَیَّۃَ مُحِلِّیْنَ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اُحِلُّہٗ اَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَایِعْ لِابْنِ الزُّبَیْرِ فَقُلْتُ وَاَیْنَ بِہٰذَا الْاَمْرِ عَنْہُ اَمَّا اَبُوْہُ فَحَوَارِیُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ الزُّبَیْرَ وَاَمَّا جَدُّہٗ فَصَاحِبُ الْغَارِ یُرِیْدُ اَبَا بَکْرٍ وَاُمُّہٗ فَذَاتُ النِّطَاقِ یُرِیْدُ اَسْمَاءَ وَاَمَّا خَالَتُہٗ فَاُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُرِیْدُ عَائِشَۃَ وَاَمَّا عَمَّتُہٗ فَزَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ خَدِیْجَۃَ وَاَمَّا عَمَّۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُہٗ یُرِیْدُ صَفِیَّۃَ ثُمَّ عَفِیْفٌ فِی الْاِسْلَامِ قَارِئٌ لِّلْقُرْاٰنِ وَاللّٰہِ اِنْ

۴۳۴۹ـــ ترجمہ: ابن جُریج نے کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان کوئی چیز تھی (جو دو مخالفوں کے درمیان ہوتی ہے) میں صبح کو ابن عباس کے پاس گیا اور اُن سے کہا کیا آپ ابن زبیر سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟ اور اللہ کے حرم کو حلال کرو گے۔ ابن عباس نے کہا (معاذاللہ) میں ایسے کام سے پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر اور بنی اُمیّہ کا یہ مقدر کیا ہے کہ وہ حرم کو حلال کرتے ہیں اور میں بخدا! حرم کو کبھی حلال نہ کروں گا۔ ابن عباس نے کہا لوگ کہتے ہیں ابن زبیر کی بیعت کر لو تو میں اُن سے کہتا ہوں خلافت ابن زبیر سے دُور نہیں (وہ اس کے لائق ہے کیونکہ وہ صاحبِ فضائل ہے) اس کا والد یعنی زبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری (مددگار) ہے۔ اس کا نانا یعنی ابوبکر صاحبِ غار ہے۔ اس کی والدہ یعنی اسماء صاحبِ نطاق ہے۔ اس کی خالہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہے۔ اس کی پھوپھی یعنی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی یعنی صفیہ بنت عبدالمطلب اس کی دادی ہے۔ پھر وہ خود اسلام میں پاکدامن اور قرآن کریم کا قاری ہے۔ خدا کی قسم! اگر بنو امیہ ہم سے اچھا برتاؤ کریں

marfat.com
Marfat.com

كَانَا اَوْلٰى بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ اَبِي بَكْرٍ وَّابْنُ اَخِي خَدِيْجَةَ وَابْنُ اُخْتِ عَائِشَةَ فَاِذَا هُوَ يَتَعَلّٰى عَنِّيْ وَلَا يُرِيْدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنِّيْ اَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَّفْسِيْ فَيَدَعُهُ وَمَا اُرَاهُ يُرِيْدُ خَيْرًا وَّاِنْ كَانَ لَابُدَّ لِاَنْ يَّرُبَّنِيْ بَنُوْ عَمِّيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّرُبَّنِيْ غَيْرُهُمْ

۴۳۵۰ ــــ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے روایت کی کہ ہم ابن عباس کے پاس گئے تو اُنھوں نے کہا تم ابن زبیر پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ خلافت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا ابن زبیر کے متعلق اپنے نفس کا محاسبہ کروں گا۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے متعلق میں نے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا تھا البتہ وہ دونوں ہر خیر میں ابن زبیر سے بہتر تھے۔ میں نے سوچا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے۔ زبیر کے صاحبزادے ابوبکر صدیق کے نواسے خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے اور ام المومنین عائشہ کے بھانجے ہیں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہنے لگے ہیں اور میری مدد نہیں چاہتے ہیں پس میں نے دل میں کہا میں یہ گمان نہیں کروں گا کہ میں اس کے لئے خضوع ظاہر کروں اور وہ اس کو ترک کرے (اور مجھ سے خوش نہ ہو) میں اس کو گمان نہیں کرتا کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے گا۔ اگر یہ ضروری بات ہے (جو انہوں نے کیا ہے) تو میرے چچا کے بیٹے میری پرورش کریں (بنو امیہ امراء ہو جائیں) مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ان کا غیر میری پرورش کرے۔

۴۳۵۰ ــــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ابن زبیر کے متعلق اپنے نفس کا محاسبہ کروں گا یعنی میں ابن زبیر کی مدد کے لئے اپنی پوری کوشش کروں گا اور اس کے ساتھ پورا اخلاص کروں گا اور اُن سے ہر تکلیف زائل کروں گا جو میں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے نہیں کیا کیونکہ وہ بذاتِ خود بہتر تھے۔ داؤدی نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ میں ابن زبیر کی وہ خوبیاں بیان کروں گا جو شیخین کے لئے بیان کرنا نہ سمجھیں کیونکہ وہ ان میں اظہر من الشمس تھے اور ابن زبیر کے مناقب اور خوبیاں اتنی شہرۂ آفاق نہیں جتنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خوبیاں معروف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اس لئے فرمایا کہ لوگوں پر واضح کر دیں کہ وہ ابن زبیر کے حق میں بہت مخلص ہیں (قسطلانی)

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ میں ابن زبیر کے خلافت کے لئے کھڑے ہونے میں ان کی

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا فَقُلْتُ لَأُحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا

کہا اگر بنو اُمیّہ میرے ساتھ بھلائی کریں تو وہ اس کے لائق ہیں کیونکہ وہ میرے بہت قریب ہیں یہ اس لئے کہ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں جبکہ امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف ہیں۔ یعنی عبدمناف دونوں کے جد امجد ہیں اور یہ نسب میں بہت قریب ہیں اور عبدالمطلب مروان بن حکم بن ابی العاص کے دادے امیہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس طرح ابن عباس نے بنی امیہ کی ثناء کی اور ابن زبیر پر عتاب کیا۔

قولہ فآثر التویتات الخ یعنی عبداللہ بن زبیر نے تویتات، اسامات اور حمیدات چھوٹے چھوٹے خاندانوں کو بطور تحقیر و تقلیل ذکر کیا۔ اسی لئے ان کو جمع قلت ”ابطنا“ کے صیغہ سے ذکر کیا۔ تویتات تویت کی جمع ہے اور وہ ابن حارث بن عبدالعزی بن قصی ہیں اور اسامات اسامہ کی جمع ہے یہ بنی اسامہ بن اسد بن عبدالعزی ہیں اور حمیدات بنی حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابن الزبیر نے ان کمزور اور حقیر خاندانوں کا سہارا لیا اور ان کو مجھ پر ترجیح دی میں ایسی ذلت سے راضی نہیں ہوں۔ پھر ابن زبیر نے یہ کمزوری ظاہر کی کہ عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص ٹہلتا ہوا فخر سے چلتا ہوا آیا تو ابن زبیر جبانت اور آرام کو اختیار کرتے ہوئے رہ گیا۔ داؤدی نے کہا ابن زبیر ٹھہر گیا نہ آگے بڑھا اور نہ پیچھے ہٹا۔ ابن تین نے کہا اپنے ارادے کو پورا نہ کیا واقعہ بھی ایسا ہی تھا کیونکہ عبدالملک آگے بڑھتا رہا اور فتوحات میں کامیابی حاصل کرتا رہا حتی کہ عراق کو ابن زبیر سے چھین لیا اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کو قتل کیا پھر ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجے۔ پھر ہوا جو ہوا اس طرح ابن زبیر تنزل و انحطاط میں اترتے رہے حتی کہ شہید ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون رضی اللہ تعالی عنہ۔

قولہ یمشی القدمیہ یعنی فخر سے چلتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو امور میں ارتقا کے منازل پر فائز ہو اور ان میں کوشش کرتا ہے۔ ابن اثیر نے کہا بخاری کے نزدیک قدمیہ کے معنی ہیں شرافت و فضیلت میں بلند مقام حاصل کرنا یعنی عبدالملک ہر لمحہ ان مقامات پر فائز رہا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ

بَابُ قَوْلِهِ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَلْمِزُوْنَ يَعِيْبُوْنَ جُهْدَهُمْ وَجَهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ

لگ بھگ تھے۔ ان میں سے ابوسفیان اور ان کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام اور عباس بن مرداس تھے۔ اس بات میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ان سے تالیف ان کے اسلام لانے سے پہلے یا ان کے اسلام لانے کے بعد ان کی تالیف کی۔

۴۳۵۱ — ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شئ بھیجی گئی تو آپ نے وہ چار شخصوں میں تقسیم کردی اور فرمایا میں ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا ہوں۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی نسل سے ایک قوم ظاہر ہوگی جو دین سے باہر نکل جائیں گے۔"

۴۳۵۱ — شرح: جن چار اشخاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا وہ اقرع ابن حابس، عیینہ بن بدر، زید بن مہلہل اور علقمہ بن علاثہ چاروں نجدی تھے۔ جس آدمی نے اعتراض کیا تھا وہ ذوالخویصرہ تھا۔
قولہ ضئضئ بمعنی نسل ہے اور یمرقون بمعنی یخرجون ہے۔
(حدیث ۳۱۲۸ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو عیب لگاتے ہیں اُن مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں۔ "یلمزون بمعنی یعیبون ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ

خیرخواہی کروں گا اور انہیں اس سے منع کروں گا کہ وہ خلافت کے معاملہ میں نہ پڑیں (تیسیر القاری وعینی)
قولہ مَاحَاسَبْتُهَا،، میں کلمہ "ما،، نافیہ ہے۔ یعنی میں نے ابوبکر کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا اور نہ عمر فاروق کے لئے کیا ہے اس حال میں کہ وہ دونوں ہر خیر میں ابن زبیر سے بہتر تھے۔
قولہ فَاِذَا هُوَ يَتَعَلّٰی آہ یعنی ابن زبیر مجھ پر اعتراض کرتے ہیں میری مدد کی خواہش نہیں رکھتے اور مجھ سے دُور دُور رہتے ہیں۔ ان کی یہ خواہش نہیں کہ میں ان کا مقرب بنوں تو میں بھی یہ خیال نہ کروں گا کہ میں تو ان کے حق میں اخلاص کا اظہار کروں اور رضامندی ظاہر کروں اور وہ اس کا خیال تک نہ کریں اور نہ اس کی خواہش کریں اور وہ مجھ سے اعراض کرکے اچھا نہیں کر رہے ہیں۔ اگر یہی بات ہے جو وہ کر رہے ہیں تو پھر بنو امیہ امراء ہو جائیں اور وہ میرے جملہ امور سرانجام دیں حالانکہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں تو میرے لئے وہی اس سے بہتر ہیں کہ کوئی اور شخص یہ کام سرانجام دے اور میرا ان کی اطاعت کرلینا دوسروں کی اطاعت کرنے سے بہتر ہے جو نسب میں اُن سے کتنے دُور ہیں۔

باب اور مؤلفۃ القلوب
مجاہد نے کہا ان کو عطا یا دے کر ان کی تالیف کرے،،

اس سے اس آیۃ کریمہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ آیۃ صدقہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صدقات کے مصارف بیان فرمائے ہیں اور وہ آٹھ قسمیں ہیں لیکن ان میں سے مؤلفۃ القلوب ساقط ہوچکے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور ایسے لوگوں کی اسلام کو ضرورت نہیں رہی جن کو مال و دولت دے کر اسلام کی طرف راغب کیا جائے اور ان کی تالیف قلب کی جائے کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کو اذیت نہیں پہنچا سکتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کو صدقات دینے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کو صدقات نہ دیئے جائیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دیئے جائیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور ہوازن کی شکست کے بعد ان کو صدقات عطا کئے تھے۔ پھر صدیق اکبر یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں ان کو صدقات دینے ختم کر دیئے گئے۔ یہ لوگ پچاس افراد کے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۳ــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهٖ

تجرید صحابہ میں ذکر کیا۔ صاع یا نصف صاع صدقہ لانے والا شخص ابوعقیل تھا جس پر منافقوں نے عیب لگایا تھا۔ ابن عمر نے کتاب الاستیعاب میں ذکر کیا۔ ایک صاع صدقہ لانے والا شخص ابوعقیل ریاشی بنی انیف سے ہے جو بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں وہ ایک صاع کھجوریں لائے اور ان کو بالاخانہ میں رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر منافقین ہنسنے لگے اور کہا اللہ ابوعقیل کے ایک صاع کھجور سے مستغنی ہے۔ طبرانی نے کہا ابوعقیل کا نام حُباب ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن ثعلبہ بھی بتایا جاتا ہے۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ نصف صاع صدقہ لانے والا شخص ابوعقیل ہے اور حدیث ۱۳۳۴ میں ایک صاع مذکور ہے اور لانے والے کے نام کی تصریح نہیں، لیکن اس میں منافات نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہوسکتا ہے۔ دوسرا انسان جو اس سے زیادہ خیرات لے کر آیا تھا وہ عبدالرحمن بن عوف تھے جو امراء صحابہ کرام میں سے تھے۔ بعض نے کہا وہ دو ہزار درہم لائے۔ بعض نے چار ہزار کہا ہے بعض نے کہا چار سو اوقیہ سونا لائے۔ بعض نے آٹھ ہزار درہم ذکر کئے ہیں۔ اس کو ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح تر کہا ہے۔

(حدیث ۱۳۳۴ کی شرح دیکھیں)

۴۳۵۳ــ ترجمہ: اسحاق بن ابراہیم نے کہا میں نے ابواُسامہ سے کہا۔ کیا زائدہ نے سلیمان، شقیق کے ذریعے تمہیں ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے خبر دی ہے ــــ؟ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خیرات کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی شخص مشقت و محنت کرتا اور ایک مد یعنی ایک سیر کھجور لاتا اور اب ان میں سے ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ درہم یا دینار وغیرہ ہیں۔ گویا ابومسعود اپنی طرف اشارہ کرتے تھے۔

۴۳۵۳ــ شرح: یہ شقیق کا قول ہے کہ ابومسعود نے اپنی طرف اشارہ کرکے یہ کہا تھا علامہ کرمانی کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابومسعود کا مقصد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانۂ رسالت میں تنگدست تھے کہ ایک یا نصف صاع کھجور محنت کرکے لاتے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۲ - حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَبُوْ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَآءَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَّجَآءَ اِنْسَانٌ بِاَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَآءً فَنَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

تفسیر: اس آیت کریمہ میں منافقوں کے صفات کا ذکر ہے کہ اُن کے عیب لگانے سے کوئی نہیں بچتا۔ وہ ہر حال میں مسلمانوں کو عیب لگانے میں کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں خیرات کرنے والے بھی ان کی نکتہ چینی سے سالم نہیں رہتے۔ اگر کوئی اللہ کی راہ میں کثیر مال صدقہ کرے تو وہ اس کو ریاکار بناتے ہیں۔ اگر کوئی معمولی سی شئی خیرات کرے تو کہتے ہیں اس حقیر شئی کو اللہ کیا کرے گا

جُهْدَهُمْ اس سے اس آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ "، کی طرف اشارہ کیا اور جُهْد "، کی طاقت سے تفسیر کی جُهْد بضم الجیم بمعنی طاقت ہے اور بفتح الجیم بمعنی مشقت ہے۔ شعبی نے اس کو برعکس ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا دونوں لغات بیک معنی ہیں "۔

۴۳۵۲ — ترجمہ: ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا تو ہم مزدوری کرتے (بوجھ اٹھا کر اُجرت لیتے) ابوعقیل نصف صاع صدقہ لے کر آئے اور ایک اور انسان اس سے زیادہ صدقہ لایا تو منافقوں نے کہا اللہ اس صدقہ سے مستغنی ہے اور دوسرے انسان نے یہ ریاکاری کی ہے تو یہ آیت کریمہ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ "، یعنی وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو اُن سے ہنستے ہیں۔ اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۳۵۲ — شرح: ابوعقیل بفتح العین وکسر القاف ہے۔ اس کا نام حبحاب ہے۔ ذہبی نے

marfat.com

Marfat.com

سبعین کے عدد سے مخصوص عدد مراد نہیں بلکہ کلامِ عرب میں اس سے مراد عدد کثیر ہوتا ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس عدد کے منافی نہیں (قسطلانی) صاحبِ تیسیر القاری نے کہا ہر جگہ یا ہر وقت یہ معنیٰ مراد نہیں ہوتا بہت جگہیں ایسی بھی ہیں کہ وہاں یہی عدد مخصوص ہوتا ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ کم مراد ہوتا ہے۔

۴۳۵۴ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبد اللہ بن اُبَیّ (رئیس المنافقین) مرگیا تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ⁂ اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص اسکو عنائت کریں جس میں وہ اپنے والد کو کفن دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قمیص عطا کر دی۔ پھر آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق اُٹھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ آپ کے ربّ نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا اور فرمایا ان کے لئے استغفار کریں یا استغفار نہ کریں اگر ان کے لئے ستّر بار بھی استغفار کریں ہم اسے ہرگز نہیں بخشیں گے۔ میں ستّر سے زیادہ استغفار کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا وہ تو منافق ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

۴۳۵۴ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کو اپنی قمیص کیوں دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنی قمیص اس کو نہیں دی تھی بلکہ اس کے بیٹے کو دی تھی۔ علماء نے کہا ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے بدر کے روز اپنی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دی تھی۔ جبکہ وہ بدن سے ننگے تھے۔ اس کی مکافات کے لئے آپ نے منافق کو اپنی قمیص دی تاکہ منافقوں کا آپ پر احسان نہ رہے۔ صاحب تیسیر نے ذکر کیا کہ جواب کی دونوں صورتوں سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اس کے بیٹے نے قمیص طلب کی تھی۔ اس کے بعد لاحق باب میں یہ نہیں اس میں یہ ہے کہ ''فَاَعْطَاہُ وَاَمَرَہٗ ان یکفنہٗ فیہ''، کہ آپ نے اس کو قمیص دی کہ اس میں اپنے باپ کو کفن دے دوسری صورت میں بھی کلام ہے کیونکہ اگر مقصود مکافات ہی تھی تو اس کی زندگی میں دینا چاہیئے تھا یا اس کے وارثوں کو دینے۔ تسلی بخش جواب یہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حال پر عمل کرنے میں مامور تھے بظاہر وہ کلمہ پڑھتا تھا اس کے ضمن میں مصلحت تھی وہ یہ کہ آپ کے اس عمل سے عبد اللہ کی قوم سے بہت لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ کہ آپ منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھیں'' اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی تھی تو اس سے پہلے آپ کو منع نہیں کیا گیا تو عمر فاروق کا یہ کہنا کہ اللہ نے آپ کو منع کیا ہے کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: مَاکَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ، ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا تھا یا اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ؕ

۴۳۵۴ ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ يُكَفِّنُ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ

تھے۔ اور اب یہ حال ہے کہ ان کے پاس لاکھوں درہم و دینار ہیں۔ یہ معنی باب کے زیادہ مناسب ہے۔
(حدیث ۱۳۳۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

تفسیر: اوپر والی آیات سے منافقوں کا نفاق کھل کر سامنے آگیا۔ اور مسلمانوں پر ظاہر ہوگیا تو منافقین سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہماری معذرت قبول فرمائیں اور ہمارے لئے استغفار فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا چاہے آپ استغفار میں مبالغہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ فَغُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٌ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ

پاگئے۔ (حدیث ۱۱۹۹،۱۱۹۸ کی شرح دیکھیں)

۴۳۵۵ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول مرگیا تو اس کی نماز جنازہ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز جنازہ پڑھنے) کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے آپ کی طرف بڑھا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں، حالانکہ اس نے فلاں روز یوں یوں کہا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی باتیں گن گن کر بیان کر رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا اے عمر! مجھ سے پیچھے ہو جاؤ! جب میں نے آپ سے زیادہ کہا تو فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ اس کے لئے استغفار کروں یا نہ کروں)

marfat.com
Marfat.com

رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ

سے سمجھا کہ منافقوں کے لئے نمازِ جنازہ پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ استغفار سے مغفرت کا فائدہ نہیں تو وہ عبث ہے۔ لہٰذا استغفار ہی ممنوع ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا تھا اور اس کے مطابق ہی بعد میں منافقوں کے لئے نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے منافق کی نمازِ جنازہ کیوں پڑھی؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم ہر کلمہ گو پر بہت شفیق و رحیم تھے۔ اسی لئے عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ وہ بظاہر کلمہ گو تھا پھر اس میں اس کے بیٹے کی خاطر داری اور اس کی قوم کے لئے تسکین بھی تھی۔ اس لئے آپ نے دو امور سے احسن اور افضل کو اختیار کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں بہت متصلب اور مضبوط تھے اور منافقین کے بارہ میں سخت پالیسی رکھتے تھے جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی نظرِ پاک کو اِن مستقبلہ پر تھی۔ چنانچہ آپ کے اس عمل سے ہزار دلوگ کلمۂ اسلام سے مشرف ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ طبری نے اس قصہ کے متعلق سعید کے طریق سے قتادہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ نازل فرمائی۔ انھوں نے کہا ہم سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ذکر فرمایا کہ میری قمیص عبداللہ ابن ابی کو کچھ فائدہ نہ دے گی اور مجھے اُمید ہے کہ اس عمل کے سبب اس کی قوم سے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے منافقوں پر نمازِ جنازہ پڑھنا ترک کر دی چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر اس کے تھوڑی دیر بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ منافقوں کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبروں پر کھڑے ہوں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے بعد کسی منافق کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی حتیٰ کہ وفات

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۶ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَیٍّ جَاۗءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ قَمِیْصَهٗ وَاَمَرَهٗ اَنْ یُّکَفِّنَهٗ فِیْهِ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ عَلَیْهِ فَاَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِهٖ فَقَالَ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ اِنَّمَا خَیَّرَنِیَ اللّٰهُ اَوْ اَخْبَرَنِیْ فَقَالَ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَقَالَ سَاَزِیْدُهٗ عَلٰی سَبْعِیْنَ قَالَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا مَعَهٗ ثُمَّ اُنْزِلَ عَلَیْهِ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ

تفسیر: اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔ معلوم ہوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑا ہونا بھی ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ وہ فاسق ہی مر گئے اس فسق سے مراد کفر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا جو مومن ہو فاسق جیسا ہو سکتا ہے؟ بظاہر اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام منافقوں کا یہی حال ہے لیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخصوص منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ واقدی نے کہا ہمیں معمر نے زہری سے خبر دی کہ انہوں نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں نے کہا

مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں وہ کسی سے ذکر نہ کرنا مجھے فلاں فلاں شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور چند منافقوں کے نام ذکر کئے۔ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے جاتے تھے۔ اگر وہ ہمراہ نہ جاتے تو عمر فاروق اس میت پر نماز نہ پڑھتے۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ بارہ منافق تھے (تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ

تو میں نے ایک طرف اختیار کر لی ہے۔ اگر میں جانتا کہ ستر سے زیادہ بار استغفار کروں تو اللہ اس کو بخش دے گا تو اس پر زیادہ کرتا۔ عمر فاروق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر واپس تشریف لے آئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ سورۂ برأت کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں ولا تصل منافقوں میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ فاسقون تک نازل ہوئی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بعد میں نے آپ پر اتنی جراءت کرنے پر تعجب کیا۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۳۵۵ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کے وہ اقوال ذکر کئے جو اُس نے مسلمانوں کے متعلق کہے تھے کہ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ ،، کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں حتی کہ وہ چلے جائیں اور اس نے کہا لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ،، مدینہ منورہ سے غالب کمزور کو نکال دے گا۔ یہ اُس نے جنگ اُحد کے موقعہ پر کہا تھا جبکہ مسلمان سخت مصیبت سے دوچار تھے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب عبداللہ کے لڑکے عبداللہ نے یہ سُنا تو اسے راستہ میں پکڑ کر تلوار برہنہ کر لی اور کہا کہو کہ میں اور میرے ساتھی ذلیل و خوار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ معزز ترین اصحاب ہیں۔ اگر اس وقت یہ نہ کہے گا تو میں تیرا سر کاٹ ڈالوں گا۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے بیٹے سے خلاصی پانے کے لئے کہا کہ وہ اور اس کے ساتھی ذلیل و خوار ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عزیز ترین معزز بزرگ ہیں۔ پھر عبداللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کے دینی تعصب پر خوش ہوئے اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا اے عمر ذرا پیچھے ہو جاؤ نماز پڑھیں مجھے اللہ نے صراحۃً منع نہیں فرمایا۔ (حدیث ع ۱۱۹۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُن میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا ،،

marfat.com
Marfat.com

بعد ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الاٰیۃ ،، مذکور ہے۔ اور یہ ان کی مغفرت سے صارف ہے یعنی ان لوگوں نے کفر کیا ہے اس لئے ان کی مغفرت محال ہے .... اگرچہ زیادہ سے زیادہ ان کے لئے مغفرت .... کی دعا کی جائے۔ علامہ زمخشری نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ مذکور تقریر کا مفہوم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہ تھا۔ آپ جانتے تھے کہ ان کی مغفرت محال ہے لیکن آپ نے جو کچھ بھی کیا یا فرمایا وہ امت پر رحمت اور شفقت کے لئے تھا اس کی واضح مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ مہربانی کرنا امت پر رحمت کے باعث تھا۔ ابن منیر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ زمخشری نے کہا ہے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشے گا اور جب وہ کافروں کو بخشے گا ہی نہیں تو ان کے لئے مغفرت طلب کرنا محال ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محال کی طلب نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اچھا جواب یہ ہے کہ استغفار کی نفی ان لوگوں سے ہے جو حالتِ شرک میں مر گئے کہ ان کے لئے مغفرت طلب کرنا جائز نہیں اور اس کو یہ لازم نہیں کہ اس شخص کے لئے بھی مغفرت طلب نہ کی جائے جو اسلام ظاہر کرتا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو۔ شیخ دہلوی صاحب تیسیر القاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ بات مخفی نہیں کہ اس آیت کریمہ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَاِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ،، میں منافقوں کے لئے استغفار سے منع کیا گیا ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اسی تقدیر پر علماء نے اس حدیث کی صحت کی نفی کی ہے۔ جس کے سبب علماء کو مذکور اشکال پیش آیا ہے۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اس حدیث جس میں تخییر کا ذکر ہے کو ذکر نہیں کیا اور سَبْعِیْنَ کے متعلق کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ سبعین کی وضع جو مخصوص عدد کے لئے ہے کے مقتضیٰ کے مطابق فرمایا ہے جبکہ قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ حقیقی معنی پر محمول کر کے فرمایا میں ستر بار پر زیادہ کروں گا۔ ابھی آپ نے استغفار نہ کی تھی کہ یہ آیت کریمہ: سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ،، نازل ہوئی تو اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ سبعین کا مجازی معنی مراد ہے جو فصحاء کے کلام میں شائع ذائع ہے اس لئے آپ نے استغفار ترک کر دی اور وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا الاٰیۃ کی تفسیر میں کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن اُبَیّ اپنی بیماری کی حالت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف لانے کی درخواست کی، جب آپ تشریف لائے تو آپ کو تین معروضات پیش کیں اول یہ کہ اس کے لئے مغفرت طلب فرمائیں دوم یہ کہ اس کو اپنی قمیص میں کفن دیں جو آپ کے بدن شریف سے متصل ہے سوم یہ کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں چونکہ تینوں آرزوئیں اس کے اخلاص اور اعتقاد کی غماض تھیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۶

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی بن سلول فوت ہو گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو اپنی قمیص عطا کی اور اسے فرمایا کہ اس میں عبداللہ بن ابی کو کفن دے پھر آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے لگے ہیں حالانکہ یہ شخص منافق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کے لئے مغفرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے یا فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اُن کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر اُن کے لئے ستر بار استغفار کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ آپ نے فرمایا میں عنقریب ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت کریمہ ”وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ“ نازل فرمائی۔

۴۳۵۶

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آیت کریمہ سے اختیار سمجھنا مشکل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں نے کفر کیا لہٰذا تخییر کا معنی ہے کیونکہ کافر کے لئے مغفرت کی دعا منع ہے۔ چنانچہ قاضی ابوبکر نے کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو۔ ابوبکر باقلانی نے تقریب میں کہا یہ حدیث ان اخبار احاد سے ہے جو ثابت نہیں ہیں۔ امام الحرمین نے کہا یہ حدیث صحیح میں نہیں اور برہان میں ذکر کیا محدثین اس کو صحیح نہیں کہتے۔ امام غزالی نے مُستصفٰی میں کہا اظہر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ دلوُدی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان علماء کرام نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا الخ اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کا نزولِ آیت کے پہلے حصّہ کے دیر بعد ہے۔ لہٰذا اشکال مرتفع ہے اور تخییر کا مفہوم صحیح ہے۔

شیخ دہلوی نے کہا یہ جواب اس وقت صحیح ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا نزول صدرِ آیت کے دیر بعد ہے اور اس واقعہ سے اس کا نزول متاخر ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ اس کا نزول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ”خَیَّرَنِی اللّٰہ“ کے بعد ہے۔ لیکن جو آیت کریمہ سے ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ ان کے نزول میں اتصال ہے تقدم و تاخر نہیں کیونکہ اس میں عدم مغفرت کی طرف اشارہ اور اس کی علت کا بیان ہے کہ عدم مغفرت کفر کے باعث ہے۔

علامہ زمخشری نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری مخلوق سے فصیح تر اور بلیغ ترین ہیں اور عربی کلام کے تمام اسالیب سے خوب باخبر ہیں۔ پر یہ کیسے مخفی رہا کہ اس عدد سے مراد یہ ہے کہ استغفار اگرچہ زیادہ کی جائے نفع نہیں دے گی۔ خصوصاً جبکہ اس کے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۷ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي اللّٰهُ أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُوْنَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلَكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أُنْزِلَ الْوَحْيُ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلَى الْفَاسِقِيْنَ ـ

تفسیر : اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں منافقوں کے حال کی خبر دی ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ میں واپس آئیں گے تو منافق عذر خواہی کریں گے اور اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم اُن کے خیال میں نہ پڑو اس لئے تم ان کو زجر و تہدید نہ کرو اور اُن کے خیال میں نہ پڑو کیونکہ وہ ذلیل لوگ ہیں اور بزدل ہیں ان کا باطن نجس اور اعتقاد فاسد ہے اور آخرت میں اُن کا مقام دوزخ ہے یہ ان کے عملوں کی سزا ہے جو کچھ وہ کسب کرتے ہیں۔

۴۳۵۷ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا جس وقت وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایمان کی راہنمائی کرنے کے بعد کوئی انعام نہیں کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرے سچ بولنے سے بڑا ہو کہ میں اس حال میں نہ تھا کہ مجھ سے جھوٹ صادر ہو پس میں ہلاک ہو جاتا جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئے جنہوں نے جھوٹ بولا جبکہ وحی نازل ہوئی کہ عنقریب منافق اللہ کی قسمیں کھائیں گے الآیۃ "

۴۳۵۷ ـــ شرح : قولہ ان لا اکون آہ قاضی عیاض نے کہا بخاری ، مسلم کے نسخوں میں اسی طرح ہے اور حدیث کا معنیٰ یہ ہے اگر میں نے آپ کے پاس جھوٹ بولا اور "لا" زائدہ ہے۔ جیسے اس آیتِ کریمہ : مَا مَنَعَكَ أَنْ لَا تَسْجُدَ " میں لا " زائدہ ہے۔ یعنی دراصل اَن تسجد ہے کیونکہ ہلاک کذب پر مرتب ہے عدمِ کذب پر مرتب نہیں۔

(حدیث ۴۱۷۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

فرمایا اور اس کو اپنی قمیص عطاء فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ادب سے آپ کا کپڑا پکڑا اور عرض کیا یہ منافق ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپکا کپڑا پکڑکر عرض کیا یہ منافق ہے ۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے کہا شائد جبرائیل علیہ السلام عمر فاروق کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے ۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ : لَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ الآیۃ نازل ہوئی ۔ ایک روایت میں ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اور قمیص دینے سے منع نہ کیا گیا ، کیونکہ اس عطیہ سے بخل کرنا جود و کرم کے خلاف ہے ۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ سائل کو خالی نہیں جانے دیتے تھے ۔ اس عادت کریمہ اور خلق عظیم کی حفاظت کے لئے کوئی تعرض نہ کیا صلی اللہ علیہ و اٰلہ وصحبہ و بارک وسلم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سَاَزِيْدُ عَلَى السَّبْعِيْنَ ،، ابن ابی کے قبیلہ کے قلوب مائل کرنے کے لئے فرمایا کہ میں ستر بار پر زیادہ کروں گا ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ ستر پر اضافہ کریں گے تو اس کی بخشش ہو جائے گی ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ اگر میں ستر پر اضافہ کروں گا تو یہ بخشا جائے گا تو میں زیادہ کرتا ۔ ایک روایت میں ہے جب آپ نے یہ فرمایا تو یہ آیت کریمہ : سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ،، نازل ہوئی پھر آپ نے استغفار کرنا ترک کر دیا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے ،،

جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو وہ نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم بدلہ اس کا جو کماتے تھے ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۸ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ
ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا
أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتِيَانِ فَابْتَعَثَانِي فَانْتَهَيْنَا إِلَى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ
ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا
أَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا
فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ
فَصَارُوْا فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ
قَالَا أَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ
قَبِيْحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

حق کی تصدیق کرتے تھے۔ فرمایا کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اُن کے اور بھی اچھے عمل ہیں اور ان کو باہم ملا دیا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عفو و مغفرت کے تحت داخل ہیں۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ خاص لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ تمام گنہگاروں کو شامل ہے جو خطاء کار اور اچھے بُرے ملے جلے عملوں کے حامل ہیں۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ ابولبابہ اور چند صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اس میں شرکت نہ کر سکے تھے (عینی)

۴۳۵۸ ـ ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اُٹھا کر ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہمیں چند لوگ ملے کہ اُن کا آدھا بدن نہایت ہی خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت جو تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اُن دو شخصوں نے انہیں کہا جاؤ اور اس نہر میں گھس جاؤ وہ نہر میں گھس گئے پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی وہ بدصورتی جاتی رہی تھی اور وہ نہایت ہی خوبصورت ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے مجھے کہا یہ ہمیشگی کی جنت ہے اور یہ آپ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ وقوله وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ!"

تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہو گا!

یہ آئت کریمہ منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ، اگر تم ان کی قسموں پر اعتماد کر کے اُن سے راضی ہو جاؤ تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں سے راضی نہ ہو گا جو اس کی طاعت اور اس کے رسُول کی طاعت سے خارج ہیں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کے مُقر ہوئے

اور ملایا ایک کام اچھا اور دُوسرا بُرا قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

تفسیر: جب اللہ تعالیٰ نے اُن منافقوں کی خبر دی جو جہاد کرنے نہ جاتے تھے اور اس سے روگردانی کرتے تھے اور اسلام کی تکذیب کرتے تھے تو اب اُن منافقوں کا بیان کرنا شروع کیا جو کاہلی اور جسمانی آرام کی خاطر جہاد کے لئے نہ جاتے حالانکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

جیسے ابراہیم نے اپنے چچا آذر کے لئے کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکور بالا آئت کریمہ نازل فرمائی!

۴۳۵۹ ترجمہ: سعید بن مسیب نے اپنے والد سے روائت کی کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہاں ابوجہل، عبد اللہ بن ابی اُمیہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،، پڑھیں میں اللہ کے پاس اس کے ذریعہ تیرے لئے حجت قائم کروں گا۔ ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی اُمیہ دونوں نے کہا اے اباطالب کیا عبد المطلب کی ملت سے اعراض اور روگردانی کروگے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرےلئے بخشش چاہوں گا! اگر مجھے آپ کے متعلق منع نہ کیا گیا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۳۵۹ شرح: قرطبی نے کہا میں نے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لایا۔ سہیلی نے روض میں اپنے سند کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔ شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا۔ متاخرین کی تحقیق یہی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مومن ہیں اور حدیث من الاصلاب الطاہرۃ والارحام الطاہرات اور اس کے علاوہ دیگر احادیث اسی تحقیق کی مفید ہیں۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت وکرامت جو رب العزت کے حضور ہے ناممکن ہے کہ آپ کے آباء کو آگ میں جلائے حالانکہ شفاعت کی صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب آپ جو چاہتے ہیں آپ کو دیا جائے گا ،، الیوم یومک کل یطلب رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد ،، ما از خدائے خواہیم کہ بریں عقیدہ از دُنیا رفتہ ملازمت انحضرت کردہ باشیم انشاء العزیز المتعال۔

(اس مسئلہ کی پوری تقریر حدیث ۱۲۸۰ کی شرح میں دیکھیں۔ وہاں ہم نے مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

۴۳۵۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

مقام ہے اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بدشکل تھے انھوں نے اچھے اور برے ملے جلے عمل کئے اللہ تعالیٰ نے اُن سے درگزر کردیا ہے (وہ خوبصورت ہوگئے ہیں یہ دونوں شخص فرشتے تھے) حدیث ۲۵۵۹ کی شرح دیکھیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں

تفسیر: قتادہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام نے کہا یانبی اللہ! ہمارے آباؤ اجداد میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرتے۔ رشتہ داروں اور اقرباء سے حسن سلوک کرتے، قیدیوں کو رہائی دلاتے اور ذمہ داریاں پوری کرتے تھے کیا آپ ان کی بخشش کے لئے دعا نہیں فرماتے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں؟ بخدا! میں اپنے چچا کے لئے ضرور دعا کروں گا!

marfat.com
Marfat.com

باب قوله تعالیٰ وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى إذا ضاقت عليهم الأرض بما رحبت وضاقت عليهم أنفسهم وظنوا أن لا ملجأ من الله إلا إليه ثم تاب عليهم ليتوبوا إن الله هو التواب الرحيم

مجاہد سے روایت ہے یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک میں نازل ہوئی اس وقت سخت گرمی تھی۔ سفر بھی دور کا تھا لوگوں میں کھانے پینے کی وسعت بھی نہ تھی۔ حتیٰ کہ دو شخص ایک کھجور کے دو ٹکڑے کرتے اور اسے کھا کر پانی پی کر گزارہ کرتے تھے پھر اس حد تک نوبت پہنچی کہ ایک شخص کھجور چوستا پھر پانی پیتا اور کھجور دوسرے کو دے دیتا وہ اس کو چوس کر پانی پیتا اور کھجور تیسرے کو دیتا اس طرح ایک کھجور پر کئی آدمی اکتفاء کرتے تھے اُن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتیں کیں اور انہیں صحیح سلامت فاتحین واپس لایا۔

۴۳۶۰ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن کعب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب نے خبر دی وہ کعب کے بیٹوں میں سے اُن کے قائد تھے جبکہ کعب نابینا ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے کعب کی حدیث میں اُن سے سُنا جو وہ تین پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق بیان کرتے تھے۔ اُنھوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے آخر میں کہا میں نے اپنی توبہ قبول ہونے کی مسرت میں چاہا کہ اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسُول کے لئے صدقہ کر دوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کچھ مال روکو وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا!

۴۳۶۰ — شرح : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اُن کے تین صاحبزادے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبیداللہ تھے ان میں سے عبداللہ نے اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کی ہے یہ حدیث بہت لمبی ہے جو کتاب المغازی میں مذکور ہے۔ حدیث ۴۱۱۷ کی شرح دیکھیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان تین آدمیوں پر مہربانی کی جو پیچھے رہ گئے تھے حتیٰ کہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۹ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ ح قَالَ اَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا قَالَ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں نبی کریم اور آپ کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار پر جنہوں نے مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں۔ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا بے شک وہ اُن پر نہایت مہربان رحم کرنیوالا۔"

تفسیر: علامہ زمخشری نے کہا یہ "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ" کے قبیلہ سے ہے یعنی عدم معصیت کے باوجود توبہ اور مغفرت کی نسبت کی گئی ہے۔ اس میں یہ تنبیہ ہے کہ تمام مسلمان توبہ اور استغفار کے محتاج ہیں حتی کہ انبیاء کرام اور مہاجرین و انصار بھی اس کے محتاج ہیں تو عوام الناس کیونکر توبہ کے محتاج نہ ہوں گے۔ بعض مفسرین نے کہا نبی پر توبہ کا معنی یہ ہے کہ یہ بطور تبرک شروع کرنے کا طریقہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تائبین کی توبہ کا سبب ہیں۔ اس لئے آپ کو ان کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے "فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ" میں اللہ کا ذکر بطور تبرک ہے مجاہد نے کہا یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ شدت کی گرمی، مسافت بعید اور مال کی قلت

marfat.com
Marfat.com

فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ مِّنْهُمْ وَلَا
يُصَلِّيْ عَلَيَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَقِيَ
الثُّلُثُ الْاٰخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اُمِّ
سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِيْ شَاْنِيْ مَعْنِيَّةً فِيْ اَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا اُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ اَفَلَا اُرْسِلُ اِلَيْهِ فَاُبَشِّرُهٗ قَالَ اِذًا يَحْطِمُكُمُ
النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى اِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ اٰذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَكَانَ اِذَا اسْتَبْشَرَ اسْتَنَارَ
وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةٌ مِّنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا
عَنِ الْاَمْرِ الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ
اَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ اَحَدٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو میرے اور میرے دو ساتھیوں سے کلام کرنا منع کر دیا تھا۔ ہمارے (ساتھیوں کے) سوا پیچھے رہ جانے والوں میں سے کسی سے کلام کرنے سے منع نہ کیا تھا۔ لوگوں نے ہم سے کلام کرنے میں اجتناب کیا میں اسی حال میں کچھ عرصہ ٹھہرے رہا (کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرتا تھا) حتیٰ کہ معاملہ طول پکڑ گیا مجھے کوئی شے اس سے زیادہ غمزدہ نہ کرتی تھی کہ میں فوت ہو جاؤں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز جنازہ بھی نہ پڑھیں یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں اور میں لوگوں میں اسی حال میں رہوں تو مجھ سے کوئی آدمی کلام نہ کرے گا اور نہ میری جنازہ پڑھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری قبول توبہ کی آیت نازل فرمائی جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہ گئی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے حال

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۱ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ قَالَ
حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اَعْیَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ اَنَّ الزُّهْرِیَّ
حَدَّثَهٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ
وَهُوَ اَحَدُ الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ تِیْبَ عَلَیْهِمْ اَنَّهٗ لَمْ یَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَیْرَ غَزْوَتَیْنِ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ
وَغَزْوَةُ بَدْرٍ قَالَ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
ضُحًی وَكَانَ قَلَّ مَا یَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهٗ اِلَّا ضُحًی وَكَانَ یَبْدَاُ بِالْمَسْجِدِ
فَیَرْكَعُ رَكْعَتَیْنِ وَنَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِیْ وَكَلَامِ صَاحِبَیَّ
وَلَمْ یَنْهَ عَنْ كَلَامِ اَحَدٍ مِّنَ الْمُتَخَلِّفِیْنَ غَیْرِنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ كَلَامَنَا
فَلَبِثْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ الْاَمْرُ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَهَمَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ

زمین فراخ ہونے کے باوجود اُن پر تنگ ہوگئی ،، اور وہ اپنی جان سے تنگ
آئے اور انہیں یقین ہُوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول
کی کہ تائب رہیں ۔ ”بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ،،

۴۳۶۱ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سُنا جبکہ
وہ اُن تین میں سے ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی ۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے ۔ سوائے دو جنگوں کے غزوۂ عسرت (غزوۂ تبوک) اور غزوۂ بدر
کعب نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سچ کہنے کا عزم کر لیا تھا جبکہ آپ چاشت
کے وقت تشریف لائے (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) کہ آپ جو بھی سفر کرتے اس سے چاشت
کے وقت واپس تشریف لاتے تھے ۔ آپ پہلے مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے تھے ۔ جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

۴۳۶۲ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ مِنَ الرَّافَةِ

۴۳۶۲ ـــ ترجمہ : عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک جو کعب کے قائد تھے نے کہا میں نے کعب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ کی قسم! میں کسی کو نہیں جانتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے صدق کلام میں امتحان لیا ہو کہ وہ اس سے بہتر ہو جو مجھ سے امتحان لیا گیا۔ جب سے میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ میں نے آج تک کبھی بھی جھوٹ کا قصد نہیں کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر یہ آیت کریمہ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الاٰیۃ نازل فرمائی۔

(یہ حدیث کعب بن مالک کی طویل حدیث کا حصہ ہے)

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اللّٰهُ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ الْاٰيَة

میں بہت مخلص تھیں اور میرے معاملہ میں میری مددگار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا میں اس کے پاس کسی شخص کو نہ بھیجوں؟ جو اس کو خوشخبری دے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے پاس بہت لوگ جمع ہو جائیں گے اور باقی رات تمہیں سونے بھی نہ دیں گے حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی تو ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) کہ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور روشن ہو جاتا تھا گویا وہ چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم تین شخص تھے جو ایسے امر سے پیچھے رہ گئے تھے جو اُن لوگوں سے قبول کر لیا گیا تھا جنہوں نے آپ سے معذرت کی تھی جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ نازل کی پھر جس وقت پیچھے رہ جانے والوں کو ذکر کیا گیا جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھوٹ بولا تھا اور جھوٹا عذر کیا تھا۔ ان سب کو ایسے بُرے طریقہ سے ذکر کیا گیا جو کسی کو ذکر نہیں کیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس عذر خواہی کریں گے جبکہ تم ان کی طرف واپس آؤ گے آپ فرما دیں بیہودہ عذرمت کرو۔ ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے خبردار کر دیا ہے اور حال یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل دیکھتے رہیں گے (کہ تم نفاق سے توبہ کرو گے یا نہ) اور تم مرنے کے بعد پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کی طرف رد کئے جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا جو تم کرتے رہے ہو اور اس کی جزاء بھی دے گا)

۴۳۶۱ — شرح: قولہ کُنَّا اَیُّھَا الثَّلَاثَۃَ آہ،، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس آیت کریمہ: وَعَلَی الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا،، میں جو ذکر کیا گیا اس سے مراد غزوہ سے پیچھے رہنا نہیں ہے بلکہ ان جیسے لوگوں کے حکم سے تخلّف مراد ہے۔ جنہوں نے غزوہ سے تخلّف کیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں شرافت وکرامت کے ساتھ ہمیں ممتاز کیا ہے۔ جبکہ منافقوں کی سخت قباحت بیان کی ہے (حدیث ۴۱۱۷ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کا ساتھ دو!،،

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ
لِذٰلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ
عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا
نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ
الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ
عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ
يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ
أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللّٰهُ لَهُ صَدْرَ

۴۳۶۳ — ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ مجھے ابن اسباق نے خبر دی کہ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو اُن حضرات میں سے ہیں جو وحی لکھا کرتے تھے

نے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی لڑائی کے وقت (جو مسیلمہ کذاب سے جنگ ہو رہی تھی) پیغام بھیجا جبکہ اُن کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو بکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر فاروق آئے ہیں اور کہا ہے یمامہ کی جنگ بہت سخت ہو رہی ہے۔ مجھے خطرہ لاحق ہے کہ اگر جنگی مقامات میں زیادہ قاری قتل ہو گئے تو قرآن کا بہت حصہ جاتا رہے گا۔ مگر یہ کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کر لو۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کریں۔ ابو بکر صدیق نے کہا میں نے عمر سے کہا ہے کہ میں وہ کام کیسے کروں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے۔ عمر نے کہا یہ بخدا بہتر ہے وہ میرے ساتھ اس بارے میں تکرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے عمر فاروق کی رائے کو بہتر دیکھا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا جبکہ عمر فاروق اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس حال میں کہ وہ خاموش تھے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق نے زید بن ثابت سے کہا تم نوجوان عقلمند ہو ہم تمہیں کسی بُری شئی سے متہم نہیں کرتے ہیں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی خدا لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر دو! اللہ کی قسم! اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اُٹھانے کی مجھے ابو بکر تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اس سے گراں بار نہ ہوتی جو مجھے قرآن کریم جمع کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا تم وہ کام کیسے کرو گے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہائت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان "

تفسیر : اس آئت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ تمہارا دوزخ میں جانا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت گراں ہے۔ اس آئت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ صفات مذکور ہیں اور وہ مدرسالت، نفاست عزت، امت کو دنیا و آخرت کی بہتریاں پہنچانے میں حرص کرنا رافت اور رحمت ہیں۔ حسین بن فضل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اپنے ناموں سے دو نام کسی نبی کے لئے ذکر نہیں کئے چنانچہ فرمایا : بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" ، اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ رؤف رحیم ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف رحیم ہیں (عینی)،
محدث دہلوی نے مشکوٰۃ کی شرح میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ صفاتی اور بھی بہت ہیں لیکن اس طرح قرآن کریم میں ایک جگہ واقع نہیں ہیں"

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ اَبُوْثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ اَوْ اَبِيْ خُزَيْمَةَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

نے اپنے باپ سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔ ابو ثابت نے کہا ہمیں ابراہیم نے خبر دی اور خزیمہ یا ابوخزیمہ کے پاس کہا۔ اور وہ یہ آیت ہے۔

۴۲۶۳ — شرح: یمامہ یمن کا شہر ہے۔ یمامہ ایک عورت کا نام ہے جس کو اس کے دروازے پر قتل کیا گیا تھا۔ وہ عورت تین دن کی مسافت سے دیکھا کرتی تھی اس کی آنکھیں نیلی تھیں اس لئے اس کو زرقا بھی کہا جاتا تھا۔ بکری نے کہا جاہلیت میں یمامہ کا نام جَوّ بفتح الجیم والتشدید الواو حمیری بادشاہ نے جب یمامہ عورت کو قتل کیا تو اس کے نام پر یمن رکھا۔

قولہ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَہ آہ" یہ ظرف زمان ہے یعنی اَيَّامَ مَقْتَلِ يَمَامَةَ"، لیکن اس سے مراد صحابہ کرام کا مُسَیْلِمَہ سے جنگ کرنے کے بعد ہے۔ مُسَیْلِمَہ کذّاب نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گیارہ ہجری میں اس سے جنگ کی جس میں گیارہ سو اور ایک روایت کے مطابق چودہ سو صحابہ کرام شہید ہوئے اُن میں سے ستر قاری تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔

قولہ اِسْتَحَرَّ آہ باب استفعال کی ماضی کا صیغہ بمعنی اشتدّ اور کثر ہے۔ اس کا مادہ حرّ ہے مکروہ شئ کی نسبت حرّ کی طرف اور محبوب کی بردکی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے "تَوَلّٰی حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰی قَارَّهَا"، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر فاروق نے کہا تھا آئے دن لڑائیوں میں حفاظِ قرآن شہید ہوتے رہیں گے اس طرح قرآن کا بیشتر حصہ جاتا رہے گا۔ اس لئے قرآن کو محفوظ کر لیا جائے اور ایک جگہ جمع کیا جائے۔ یمامہ کی لڑائی کے بعد عمر فاروق نے یہ مشورہ دیا تھا کہ یہ کام اچھا ہے۔

ابن جوزی نے کہا ایسا کلام وہ کر سکتا ہے جو سراپا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُتَّبِع ہو اور ابتداع سے ڈرتا ہو کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن جمع نہیں کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کے زمانہ میں آیاتِ قرآن نازل ہوتی تھیں اور منسوخ بھی ہوتی تھیں۔ اگر قرآن جمع کر لیا جاتا تو بعض لوگوں کے پاس ناقص ہوتا اور وہ زیادتی جو دوسروں کے پاس ہوتی کے منکر ہو جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو نزول آیات اور نسخ وغیرہ اختتام پذیر ہوئے اور زیادتی نقصان کا احتمال اٹھ گیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ابوبکر صدیق نے قرآن جمع کیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن میں کچھ نہ کیا۔ انہوں نے صرف ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود صحائف اور اوراق لئے تھے اور زید بن ثابت

marfat.com
Marfat.com

اَبِی بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْاَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰیَتَیْنِ مَعَ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِهٖ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ اِلٰٓی اٰخِرِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِیْ جُمِعَ فِیْهَا الْقُرْاٰنُ عِنْدَ اَبِیْ بَكْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهٗ عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خٰلِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَقَالَ مُوْسٰی عَنْ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَةَ وَتَابَعَهٗ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابوبکر نے کہا یہ بخدا بہتر ہے۔ میں اُن سے اس بارے میں تکرار کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے سینے کھولے تھے۔ میں اٹھا اور قرآن کریم تلاش کرنا شروع کیا اس حال میں کہ اس کو چمڑے کے ٹکڑوں، شانہ کی ہڈیوں، کھجور کی چھڑیوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔ حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس پائیں اُن کے علاوہ وہ کسی سے نہ پائیں اور وہ یہ ہیں: لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیۃ وہ اوراق جن میں قرآن جمع کیا گیا تھا۔ ابوبکر صدیق کے پاس رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر عمر فاروق کے پاس رہے حتیٰ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے وفات دی۔ پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق کے پاس رہے۔ شعیب کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس کے ذریعہ ابن شہاب سے روایت کرنے میں متابعت کی۔ لیث نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے خبر دی اور کہا ابوخزیمہ انصاری (لفظ ابو کا اضافہ کیا) اور موسیٰ نے ابراہیم سے حدیث کرتے ہوئے کہا مجھے ابن شہاب زہری نے خبر دی کہ ابوخزیمہ کے پاس "، موسیٰ کی یعقوب بن ابراہیم

marfat.com
Marfat.com

تو یہ دو آئتیں قرآن کیسے ہو سکتی ہیں جبکہ ان کا راوی صرف خزیمہ انصاری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو آئتیں خزیمہ کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ تھیں لیکن یاد سب کو تھیں اس اعتبار سے کہا کہ یہ دو آئتیں خزیمہ کے علاوہ کسی سے نہ ملیں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ دو آئتیں صرف خزیمہ ہی سے معلوم ہوئی تھیں۔ بعض علماء نے کہا تواتر علم یقینی کا مفید ہوتا ہے اور جو خبر قرائن میں محفوف ہو وہ بھی علم یقینی کا مفید ہوتی ہے اور یہاں بے شمار قرائن ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ خزیمہ کی شہادت دو گواہوں کی شہادت کے برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے تمام صحابہ کی موجودگی میں یہ لکھی تھیں۔ اسی لئے تمام صحابہ کرام نے اس کو قبول کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ زید کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دو گواہوں کی گواہی سے آیات کو صحائف میں داخل کرتے تھے، لیکن اس روایت کے مطابق یہ اشکال ہوگا کہ دو گواہوں کی گواہی سے تواتر ثابت نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہوں کو کتابت و حفظ پر گواہ بناتے تھے اور جو بطریق تواتر مذکور ہو اگر اس کی کتابت میں تواتر نہ ہو تواتر حفظ تو باقی ہے۔ اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بطریق تواتر ثابت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُن کا نسب یہ ہے خزیمہ بن ثابت بن فاکہ انصاری خطمی ہیں ان کی تنہا کی گواہی دو گواہوں کی شہادت کے برابر تھی وہ جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے اور ۳۷ ہجری کو صفین میں شہید ہوئے۔

"جامع قرآن"

اس جگہ یہ جاننا ضروری ہے کہ اس حدیث اور دوسری صحیح احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جامع قرآن ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس اعتبار سے جامع قرآن کہا جاتا ہے کہ جو قرآن ابوبکر صدیق نے جمع کیا تھا۔ وہ عرب کی تمام لغت پر مشتمل تھا۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دو مسلمانوں نے قرآن کریم کے ایک کلمہ میں جو لغاتِ مختلفہ میں سے تھا جھگڑا کیا حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی لغت کے اعتبار سے محفوظ کیا ہوا تھا ان میں سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ دوسرا غلط پڑھتا ہے۔ بعد میں انہیں معلوم ہوگیا کہ دونوں کلمے قرآن ہیں۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہد صدیقیت کا جمع کردہ قرآن ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے طلب کرکے اسے اہل حجاز کی لغت پر اس کی تجرید کی کیونکہ قریش کی لغت

marfat.com
Marfat.com

عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن حارث بن ہشام، سعید بن عاص اور قریش و انصار کے بارہ آدمی بشمول اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا اور صحائف کو اجتماعی شکل دے کر قرآن کی صورت میں تمام شہروں میں بھیج دیا، کیونکہ حذیفہ نے ان کو اس میں اختلاف کی خبر دی تھی۔ جب ام المؤمنین حفصہ کا انتقال ہُوا تو مروان بن حکم نے ان صحائف کو دھو ڈالا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی شئ ہو جو عثمان کے نسخوں کے خلاف ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح عثمان نے کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیوں نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کریم کو جمیع حروف اور جمیع وجوہ جن میں وہ نازل ہُوا جمع کیا جائے وہ حروف قریش کی لغت ہو یا غیر قریش کی لغت ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ قریش کی لغت دوسری قراءت سے خالی کیا جائے لہٰذا ابوبکر صدیق کا جمع کرنا حضرت عثمان کے جمع کرنے سے مختلف ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے صحیفے حاضر کرنے سے حضرت عثمان کا مقصد کیا تھا، حالانکہ زید بن ثابت اور دیگر حضرات نے ان کو محفوظ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ قیل وقال کا سدِّ باب کرنے کے لئے صحیفوں کو حاضر کیا تھا تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرسکے کہ صحیفوں میں قرآن کو نہیں لکھا گیا اور جو کچھ اُنہوں نے لکھا تھا صحیفے اس کے شاہد تھے کہ یہ قرآن ہی لکھا گیا ہے۔

قولہ ہُوَ خَیرٌ واللہ آہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر قرآن کو جمع کرکے لکھنا خیر ہے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیوں ترک کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جمع کرنا لکھنا اس زمانہ میں بہتر تھا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو ترک کرنا اور جمع کرکے لکھنا بہتر نہ تھا کیونکہ اس زمانہ میں بعض آیات منسوخ ہوتی رہتی تھیں جبکہ قرآن پُورا نازل نہ ہُوا تھا۔ اگر سب کو جمع کرلیا جاتا تو منسوخ آیات بھی جمع ہوجاتیں اور ناسخ و منسوخ میں امتیاز نہ رہتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت سے کہا کہ تم نوجوان ہو یہ اہم کام تمہارے سپرد کرتا ہوں، کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اس وقت زید کی عمر گیارہ برس تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کا انہیں یہ فرمانا اُن کے عہدِ خلافت میں تھا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت زید کی عمر پچیس سال کے لگ بھگ ہوگی یہی جوانی کی عمر ہے چونکہ زید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں وحی لکھا کرتے تھے اور نہایت ہی امانت دار تھے۔ بایں ہمہ وہ فضلاءِ صحابہ کرام میں سے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اصحابِ فتویٰ میں سے بھی تھے۔ اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ہم تجھے متہم نہیں جانتے ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اگرچہ قرآن کو جمع کرنے والے تھے اس کے لئے تمام آیات اور سورتوں کا محفوظ ہونا ضروری ہے، لیکن قرآن کے وجوہ، طریقے اور قراءات تلاش کرتے تھے تاکہ جن حروف سبعہ پر قرآن نازل ہُوا ہے اُن میں سے کوئی لغت اخفاء میں نہ رہے اور وہ قراءتیں بھی معلوم کرنا چاہتے تھے جو اُن کی اپنی قراءت کے علاوہ تھیں۔ زید نے کہا میں نے سورۂ توبہ کی آخری دو آیات خزیمہ انصاری کے پاس پائیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ قرآن کریم بنقل تواتر سے منقول ہے اور یہ سارے کا سارا متواتر ہے تو

marfat.com
Marfat.com

آیَاتٌ یَعْنِیْ ھٰذِہٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُہٗ حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجَرَیْنَ بِھِمْ اَلْمَعْنٰی بِکُمْ دَعْوٰھُمْ دُعَاؤُھُمْ اُحِیْطَ بِھِمْ دَنَوْا مِنَ

فِیْ شَکٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ ،، مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ،، تک بھی مدنی ہیں۔

فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ اس سے اس آیت کریمہ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کَمَاءٍ اَنْزَلْنٰہُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِہٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ،، دُنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اُتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ دنیاوی زندگی کا حال پانی کی طرح ہے جو ہم آسمان سے بھیجتے ہیں تو اس کے ساتھ زمین کی نباتات مل جاتی ہیں اور پانی کے زمین سے ملنے کے بعد زمین سے ہر قسم گندم کا غلہ وغیرہ اُگتا ہے۔

"قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ،،

مکہ کے کافروں نے کہا اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی۔ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے جبکہ یہودی عُزیر کو اللہ کا بیٹا اور نصاریٰ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور بیوی بچے سے بے نیاز ہے۔

"قَالَ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ آہ ،،

عمر فاروق کے مولیٰ زید بن اسلم نے اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ ،، کی تفسیر میں کہا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم ،، مجاہد نے کہا قدم صدق سے مراد خیر ہے۔ ابن عباس نے "منزل صدق ،، سے تفسیر کی ہے بعض نے کہا وہ نیک عمل ہے۔ سدی نے کہا وہ قدم ہے جس کے ساتھ چل کر دربارِ الوہیت میں حاضر ہوں گے ،،

"یُقَالُ تِلْکَ اٰیَاتُ ،،

اس سے اس آیت کریمہ مد الر تِلْکَ اٰیَاتُ الْکِتَابِ الْحَکِیْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ھٰذِہٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ ،، سے اس کی تفسیر کی ہے یعنی تِلْکَ اسم اشارہ مخاطب بمعنی ھٰذِہٖ ہے جو غائب کے لئے ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن حکیم کے اَعلام ہیں جو حکمت اور مضبوط علم پر مشتمل ہیں اور تِلْکَ اٰیَاتُ کی طرح یہ ہے کہ اس آیت کریمہ : حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجَرَیْنَ بِھِمْ ،، میں بِھِمْ بمعنی بِکُمْ ،، ہے یعنی ضمیر غائب بجائے ضمیر مخاطب ہے اور دونوں میں مماثلت یہ ہے کہ دونوں میں التفات کیا گیا ہے یعنی خطاب کا صیغہ بصورت صیغہ غیب ذکر کیا ہے۔

قولہ دَعْوٰھُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی طرف اشارہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاخْتَلَطَ فَنَبَتَ بِالْمَآءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ تِلْكَ

پری قرآن نازل ہُوا تھا۔ علّامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں تو مروان بن الحکم نے ابوبکر صدیق کا جمع کردہ مصحف لے کر اس کو پانی سے دھو دیا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں گے کہ قرآن کے کلمات مختلف ہیں۔ الحاصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم جمع کیا تھا اس لئے دراصل جامع قرآن وہی ہیں چونکہ یہ قرآن مختلف لغات پر مشتمل تھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمام لغات سے خالی کرکے صرف قریش کی لغت پر رہنے دیا اس اعتبار سے ان کو بھی جامع قرآن کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورۂ یونس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شیخ دہلوی نے ذکر کیا کہ ابوالعباس نے مقاماتِ تنزیل میں کہا کہ یہ سورت مکی ہے مگر ایک آیت کریمہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ،، مدنی ہے۔ ایک روایت کے مطابق مِنْهُمْ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ ،، بھی مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ دو آیات فَاِنْ كُنْتَ

marfat.com
Marfat.com

اَلْهَلَكَةِ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاَتْبَعَهُمْ وَ اَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ عَدْوًا مِنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ لَهُ فِيْهِ وَالْعَنْهُ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَاَمَاتَهٗ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى مِثْلُهَا حُسْنٰى وَزِيَادَةٌ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ اِلٰى وَجْهِهٖ اَلْكِبْرِيَاءُ الْمُلْكُ

بَابٌ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ نُنَجِّيْكَ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ وہ اضافہ ہے جو اللہ تعالیٰ ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیتا ہے اور دس پر زیادہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ جنت الفردوس میں ایک موتی سے بنا ہوا بالاخانہ ہے جس کے چار دروازے ہیں۔ مجاہد کے غیر نے زیادہ کی تفسیر میں کہا کہ یہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے جو اللہ کی ذات کا نگاہوں کا مرکز ہوگی!

اس سے اس آیت کریمہ: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہا تھا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں ،، مجاہد نے کبریا کی تفسیر کی ہے۔ ایک روایت کے مطابق کبریا بمعنی عظمت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ الاٰیۃ

یعنی ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور

marfat.com
Marfat.com

الْهَلَكَةِ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاَتْبَعَهُمْ وَاَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ عَدْوًا مِنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَالْعَنْهُ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَاَمَاتَهٗ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى مِثْلُهَا حُسْنٰى وَزِيَادَةٌ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ اِلٰى وَجْهِهٖ اَلْكِبْرِيَاءُ الْمُلْكُ

بَابٌ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ نُنَجِّيْكَ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشَزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ وہ اضافہ ہے جو اللہ تعالیٰ ایک نیکی پر دس گنا ثواب دیتا ہے اور دس پر زیادہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ جنت الفردوس میں ایک موتی سے بنا ہوا بالاخانہ ہے جس کے چار دروازے ہیں۔ مجاہد کے غیر نے زیادہ کی تفسیر میں کہا کہ یہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے جو اللہ کی ذات کا نگاہوں کا مرکز ہوگی!

اس سے اس آیت کریمہ: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ "، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہا تھا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں "، مجاہد نے کبریا کی تفسیر کی ہے۔ ایک روایت کے مطابق کبریا بمعنی عظمت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ الآیۃ

یعنی ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور

marfat.com
Marfat.com

اور دُعَاؤُھُمْ ،، سے اس کی تفسیر کی ہے یعنی دَعْوٰی بمعنی دُعَاء ہے ،،
قولہ اُحِیْطَ بِھِمْ آہ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِیْطَ بِھِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دَنَوْا مِنَ الْھَلَکَۃِ سے اس کی تفسیر کی یعنی اُنھوں نے گمان کر لیا کہ وہ ہلاکت کے قریب آگئے ہیں ۔ قولہ اَحَاطَتْ بِہٖ آہ اس سے اس آیت کریمہ : بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی جس نے بُرا کسب کیا اور اس کی برائی اس پر غالب آئی اور نجات کی راہ اس کے لئے مشکل ہو گئی ۔
قولہ فَاَتْبَعَھُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ ،، میں یہ اشارہ کیا کہ " اِتَّبَعَھُمْ ،، بکسر الہمزہ وتشدید التاء اور اَتْبَعَھُمْ بفتح الھمزہ ہم معنیٰ ہیں ۔ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا اور فرعون اور اس کے عسکر نے ان کا پیچھا کیا ۔ اصمعی نے کہا پہلا بمعنی لاحق اور دوسرا بمعنی مدرک ہے یعنی اُن کا پیچھا کیا ۔
قولہ عَدْوًا ،، اس سے اس آیت کریمہ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ،، میں اشارہ کیا کہ عدوہ بمعنی عدوان اور دشمنی ہے ۔ یعنی سرکشی اور دشمنی کے باعث ان کا پیچھا کیا ۔
قولہ قَالَ مُجَاھِدٌ " یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الایۃ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَھُمْ بِالْخَیْرِ الایۃ کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو اُن کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا ۔ مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا غصّہ کی حالت میں انسان کا اپنی اولاد اور مال کے متعلق کہنا " اے اللہ اس میں برکت نہ کر اور اس پر لعنت بھیج ،، اگر اللہ بھی ایسی جلدی کرتا تو اُن کا یہ کہنا پورا ہو چکا ہوتا ۔

شانِ نزول " یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ نضر بن حارث مشرک نے کہا اے اللہ اگر دین اسلام حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ،،

ترکیب لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰہُ ،، محل کے اعتبار سے مبتدا اور قَوْلَ الْاِنْسَانِ ،، خبر ہے ۔ اور اَللّٰھُمَّ لَا تُبَارِکْ ،، قول کا مقولہ ہے اور لَقُضِیَ اِلَیْھِمْ اَجَلُھُمْ " لو کا جواب ہے ۔ یعنی انسان غصّہ کی حالت میں اپنی اولاد اور مال پر بد دُعا کرتا ہے ۔ اگر اللہ ان لوگوں کی طرح جلدی کرتا تو جس پر انسان بد دعا کرتا وہ کبھی کا ہلاک ہو چکا ہوتا اور مر گیا ہوتا ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ

بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ،، اور وہ مغفرت گناہ و رضوان ہے (اللہ کی رضا)

marfat.com
Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرعون سے فتویٰ لینا،،

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرعون سے سوال پوچھا کہ اس شخص کے متعلق تمہارا کیا فتویٰ ہے جس نے کسی شخص کے مال سے پرورش پائی ہو اور اس کی نعمتوں میں پلا ہو پھر اس کے حق کا انکار کرتے ہوئے اس کی عظمت کو پامال کرنا چاہے اور خود اپنی سیادت اور عظمت کا دعویٰ کرے فرعون نے اس کا یہ جواب لکھا۔

فرعون کے جواب کا متن

ولید بن مصعب کہتا ہے جو بندہ اپنے مالک کی طاعت سے خارج ہو جائے اور اس کی نعمتوں کا انکار کرے اس کو سمندر میں غرق کیا جائے۔ جب فرعون سمندر میں غرق ہونے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو وہ جواب دکھایا جس کو اُس نے پہچانا۔

فرعون کی لاش باہر کیوں پھینکی گئی؟

علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح میں ذکر کیا کہ عبدالرزاق نے اپنے اسناد کے ساتھ قیس بن عباد وغیرہ سے روایت کی کہ بنو اسرائیل نے کہا فرعون مرا نہیں۔ اس لئے اللہ نے اس کو باہر پھینکا تاکہ اس کو دیکھیں وہ سُرخ بیل کی طرح تھا۔ یہ روایت موقوف ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ معمر نے قتادہ سے روایت کی جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو بعض لوگوں نے اس کی تصدیق نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باہر نکالا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں اور عبرت حاصل کریں۔ ابن ابی حاتم نے ضحاک کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے کہا فرعون اور اس کی قوم غرق نہیں ہوئی وہ سمندر کے جزائر میں شکار کرنے میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو ننگا باہر پھینک دے۔ سمندر نے اس کو باہر پھینک دیا جبکہ اس کا بدن برہنہ اور سر گنجا تھا۔

کیا فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا؟

شیخ ابن عربی اور ان کے معتقدین نے قرآن کی مذکور آیت سے استدلال کیا کہ فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا۔ فصوص الحکم میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بعض علماء نے کہا شیخ کا یہ اعتقاد نہیں بلکہ انھوں نے

marfat.com
Marfat.com

ظلم سے۔ یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔ آج ہم تیری لاش کو اترا دیں گے کہ تو .... اپنے پچھلوں کے لئے نشانی ہو اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

تفسیر: فرعون نے یہ خواہش کرتے ہوئے کہ اس کا ایمان قبول کر لیا جائے گا۔ تین بار کہا تکرار کے ساتھ ایمان ادا کیا۔ لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں اگر حالتِ اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا، لیکن اس نے وقت کھو دیا اس لئے اس سے یہ کہا گیا۔ کیا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ تو پہلے سے نافرمان رہا۔ اور تو فسادی تھا۔

قولہ "ننجیک"، یعنی تجھے اونچی جگہ پھینک دیں گے۔ نجوہ اونچی جگہ ہے۔ فرعون لعین نے یہ نہ جانا کہ عذاب کے فرشتے دیکھنے اور عذابِ آخرت کا مشاہدہ کے بعد ایمان لانا نافع نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کافروں نے ہمارا عذاب دیکھا تو ایمان لائے اس ایمان نے اُن کو نفع نہ دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جواب میں فرمایا کیا اب اضطرار کے وقت ایمان لاتا ہے اس سے پہلے تو نافرمان رہا۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ جب فرعون نے کہا "اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ"، کہا مجھے جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھتے حالانکہ میں نے سمندر کی مٹی پکڑ کر اس کے منہ میں بھر دی تھی تاکہ اس کو اللہ کی رحمت نہ آلے تو آپ عظیم شئی دیکھتے جس کی حقیقت کوئی نہیں بیان کر سکتا، کیونکہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اللہ کے دشمن پر میرا غیظ و غضب بھڑکا کیونکہ اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ کی رحمت اس کو آلے گی۔ میں نے سمندر کی سیاہ مٹی سے اس کا منہ بھر دیا تاکہ دوسری بار یہ کہنا نہ پائے۔ الحاصل حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ اس لئے کیا تھا کہ فرعون پر اللہ کا غضب تھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔ یہ نہیں کہ جبرائیل فرعون کے ایمان سے خوش نہ تھے کیونکہ کافر کے ایمان لانے کو اچھا نہ جاننا کفر ہے۔ لیکن ابو منصور ماتریدی نے کہا تاویلات میں ذکر کیا کہ کفر سے رضا مطلقاً کفر نہیں۔ یہ اس وقت کفر ہے جب وہ اپنے کفر سے راضی ہو اور اگر غیر کے کفر سے راضی ہو تو یہ کفر نہیں ہے۔ اس کی تائید عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ سے ہے کہ جب وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور تین بار بیعت کرنے کی تمنا کی اور ہر بار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیعت کرنے سے انکار کیا پھر اس کو بیعت کر لیا اور صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم میں کوئی شخص سمجھدار نہیں کہ جب وہ یہ دیکھتا کہ میں اس کو بیعت نہیں کر رہا ہوں تو اس کو قتل کر دیتا۔ (ابوداؤد والنسائی)

marfat.com
Marfat.com

سُوۡرَةُ هُوۡدٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَقَالَ أَبُوۡ مَيۡسَرَةَ الۡأَوَّاهُ الرَّحِيۡمُ بِالۡحَبَشِيَّةِ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ بَادِيَ الرَّأۡيِ مَا ظَهَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الۡجُوۡدِيُّ جَبَلٌ بِالۡجَزِيۡرَةِ وَقَالَ الۡحَسَنُ إِنَّكَ لَأَنۡتَ الۡحَلِيۡمُ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ بِهِ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ أَقۡلِعِيۡ أَمۡسِكِيۡ عَصِيۡبٌ شَدِيۡدٌ لَا جَرَمَ بَلٰى وَفَارَ التَّنُّوۡرُ نَبَعَ الۡمَاءُ وَقَالَ عِكۡرِمَةُ وَجۡهُ الۡأَرۡضِ

سُوۡرَهٔ هُوۡد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اسماعیل بن عبدالرحمٰن سُدی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ سورت مکّی ہے لیکن اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ الآیة مدنی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ مطلقاً مکّی ہے۔ مذکور آیت کریمہ ایک شخص کے حق میں نازل ہوئی جس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے اجنبیہ عورت کو بوسہ دیا ہے لیکن اس پر تجاوز نہیں کیا اور میں حدّ تک نہیں پہنچا ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تو نے نماز ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيۡلِ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ،، اور نماز قائم رکھو! دن کے دونوں کنارے اور کچھ رات کے حصّوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ،، یہ واقعہ مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ سورت مکّی ہے اور یہ آیت کریمہ: فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعۡضَ مَا يُوۡحٰٓى اِلَيۡكَ ،، مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ مکّی ہے۔ مگر دو آیات اَقِمِ الصَّلٰوةَ اور اُولٰٓئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هٰذَا يَوْمٌ ظَهَرَ فِيهِ مُوسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ بِمُوسٰى مِنْهُمْ فَصُومُوا

بطور جدل و احتمال یہ آیت ذکر کی ہے کہ اس آیت سے یہ معنی مفہوم ہے، ورنہ انھوں نے فتوحات مکیہ میں تصریح کی ہے کہ دوزخ میں بعض سخت حصے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے متکبر لوگوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں وہ فرعون و نمرود ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔ جمہور مشائخ اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ فرعون کافر مرا ہے اور قرآن کریم میں جہاں بھی اس کو ذکر کیا قباحت اور اہانت سے ہی ذکر کیا ہے جب وہ بدر کی جنگ میں مرا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کا فرعون مرگیا ہے۔

فرعون کون تھا؟

فرعون مصر کا حاکم تھا۔ اس کا نسب یہ ہے فرعون ولید بن مصعب بن ریان اس کی کنیت ابو مرہ ہے۔ ابو العباس نے کہا وہ بنی عملیق ہے جنہیں عمالقہ کہا جاتا ہے وہ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ اس کو قبطی بھی کہا جاتا ہے۔ سدی نے کہا موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بیس ہزار جنگ آزما مرد کو لے کر نکلے جن میں کوئی بھی بیس سال سے کم نہ تھا اور نہ ہی کوئی ساٹھ سال سے زیادہ تھا۔ اس کا مقدمہ ہارون علیہ السلام تھے جو دس لاکھ ستر ہزار مردوں کو لے کر باہر نکلے جن میں کوئی عورت نہ تھی جبکہ فرعون کے ساتھ ستر سردار تھے۔ ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار آدمی تھے۔ اس کا مقدمہ ہامان تھا جس کے ہمراہ کئی لاکھ آدمی تھے ان میں ایک لاکھ صرف گھوڑے تھے جن میں کوئی مادہ نہ تھی۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا اور سب غرق ہوگئے۔ یہ عاشورا کے دن کا واقعہ ہے۔ اسی لئے یہودی اس روز روزہ سے ہوتے تھے۔ وہ اس دن کی تعظیم کرتے تھے ہمیں بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم ملا ہے۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے جبکہ یہودی عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

۴۳۶۴ —

انھوں نے کہا اس دن میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون لعین پر غلبہ حاصل ہوا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

نے جب کوئی دُوسرا اسم اس معنی میں نہ پایا تو اسی کو استعمال کرنے لگے۔ قرآن کریم میں بھی اسی طرح آیا ہے کہ عربوں نے اس کا کوئی اور نام نہ پایا۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا اس تنور کی جگہ میں مختلف روایات ہیں۔ مجاہد نے کہا یہ کوفہ کے ایک کنارے میں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کوفہ کی مسجد کے درمیان کشتی بنائی اور اسی جگہ تنور تھا۔ مقاتل نے کہا شام میں آدم علیہ السلام کا تنور ایک مقام تھا جسے وردہ کہتے ہیں۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ تنور ہندوستان میں تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ اَلَا اِنَّھُمْ آہ یعنی خبردار ہو جاؤ کہ بعض لوگ اپنے سینے اور منہ مروڑتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو اللہ سے چھپائیں، " یَثْنُوْنَ " صیغہ جمع مذکر غائب ہے اس میں ضمیر غائب کا مرجع منافقین ہیں۔ اور صُدُوْرَھُمْ منصوب مفعول ہے۔

قولہ اَلَا حِیْنَ آہ یعنی خبردار جس وقت وہ لباس پہنتے ہیں۔ وہ ان کی ہر وہ شئی جانتا ہے جسے وہ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں۔ وہ سینوں کی باتیں جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا چھپانا اور ظاہر کرنا برابر ہے۔ مفسرین نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور جو معنی حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ غیر عکرمہ نے کہا "حَاقَ" بمعنی نَزَلَ ہے اور "یَحِیْقُ" بمعنی یَنْزِلُ ہے۔

قولہ یَؤُسٌ بروزن فعول یئسْتُ سے ماخوذ ہے۔ تَبْتَئِسْ بمعنی تحزن ہے۔ یعنی غمزدہ نہ ہو۔

قولہ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ " یعنی وہ حق میں شک کرتے ہیں تاکہ اگر انہیں اخفاء کی طاقت ہو تو اللہ سے اخفاء کر لیں۔ یَثْنُوْن " شَکٌّ سے ماخوذ ہے۔ اس کی حق میں شک اور اس سے اعراض کرنے سے تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔

زمخشری نے کہا " وہ حق سے انحراف کرتے ہیں کیونکہ جو کوئی کسی شئی کی طرف متوجہ ہو وہ اپنا سینہ اس کی طرف کرتا ہے اور جو کوئی شئی سے انحراف کرے وہ اس سے اپنا سینہ پھیر لیتا ہے اور اس سے پہلوتہی کرتا ہے۔ پس یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ کا معنی یہ ہے کہ وہ حق سے انحراف کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی جو چرب زبان اور شیریں کلام تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میٹھی میٹھی باتیں کر کے باطنی خبث کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ بعض علماء نے کہا بعض مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرتے تو وہ اپنا سینہ پھیر لیتا اور سر نیچا کر لیتا تھا تاکہ آپ کو نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کو سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کی خبر دی اور جو کچھ اُن میں آپ سے عداوت رکھتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

جو عبداللہ بن سلام اور اس کے مسلمان ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مدنی ہیں۔
ابو میسرہ نے کہا حبشی زبان میں اوّاہ بمعنی رحیم ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ "اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ" کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "بَادِيَ الرَّاْيِ" کی تفسیر مَا ظَهَرَ لَنَا سے کی ہے یعنی جو کچھ ظاہر ہے۔ مجاہد نے کہا "جُوْدِيّ" جزیرہ میں پہاڑ کا نام ہے جو دجلہ اور فرات کے درمیان موصل کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین نبیوں کی خاطر تین پہاڑوں کا اکرام کیا ہے۔ ان میں ایک حری ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ دوسرا جودی یہ نوح علیہ السلام کے ساتھ، تیسرا طور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے۔ حسن نے کہا "اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ" اس سے اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ" کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ" اس وصف کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام کو مذاق کرتے تھے۔

قولہ اَقْلِعِيْ" اس سے اس آیت کریمہ "يَا اَرْضُ ابْلَعِيْ مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِيْ" کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَقْلِعِيْ بمعنی اَمْسِكِيْ ہے۔ یعنی اے زمین پانی کو جذب کر لے اور اے آسمان پانی کو روک لے اور اس آیت کریمہ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عَصِيْب" کی تفسیر شدید سے کی۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کا کلام ہے جبکہ ان کے پاس امرد آدمیوں کی صورت میں فرشتے آئے اور لوط علیہ السلام نے اپنی بدکار قوم سے خوف محسوس کیا تھا

قولہ لَا جَرَمَ الخ: اس سے اس آیت کریمہ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور "لَا جَرَمَ" کی بَلٰی سے تفسیر کی "لَا جَرَمَ"۔ فراء نے کہا لا جرم دراصل بمعنی لَا بُدَّ اور لَا مَحَالَةَ ہے۔ اس میں استعمال بکثرت ہونے کے باعث قسم کے معنی میں ہو گیا حتی کہ حَقًّا کی طرح ہو گیا اسی لئے اس کے جواب میں "لام" آتی ہے جیسے قسم کے جواب میں لام داخل ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "لَا جَرَمَ لَاٰتِيَنَّكَ" بخدا میں تیرے پاس ضرور آؤں گا۔ بصری علماء اس کو فعل کہتے ہیں۔ جبکہ یہ کوفی علماء کے نزدیک اسم ہے۔ جس وقت یہ اسم ہو گا تو آیت کا معنیٰ یہ ہو گا" وہ یقیناً آخرت میں خسارے میں پڑنے والے ہیں اگر بصری علماء کے مطابق یہ فعل ہو تو "لا" کلمہ سے کافروں کے کلام کا رد ہے اور جَرَمَ بمعنی کَسَبَ ہے یعنی ان کے کفر نے آخرت میں خسارہ کسب کیا" (عینی)

قولہ فَارَ التَّنُّوْرُ الخ اس سے آیت کریمہ حَتّٰى اِذَا جَاءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَفَارَ التَّنُّوْرُ" کی طرف اشارہ کیا اور نَبَعَ الْمَاءُ" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اس کے تنور سے پانی جوش سے نکلا جیسے ہنڈیا جوش سے ابلتی ہے۔ لفظ "فَارَ" فور سے ہے بمعنی جوش مارنا۔ دیگ کے ابلنے کو فوران کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا تنور بمعنی روئے زمین ہے۔ ابن درید نے کہا تنور فارسی لفظ ہے۔ عربوں

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۶ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلٰى حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُوْنَ يُغَطُّوْنَ رُءُوْسَهُمْ سِيْٓءَ بِهِمْ سَاءَ ظَنُّهٗ بِقَوْمِهٖ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا بِاَضْيَافِهٖ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ بِسَوَادٍ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ اُنِيْبُ اَرْجِعُ

اس میں ضمیر کا مرجع منافقین ہیں اور "صُدُوْرَهُمْ"، مفعولیت کے سبب منصوب ہے۔

قولہ فَيُفْضُوْا آہ یہ "أَفْضَى الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهٖ إِذَا بَاشَرَ"، سے ہے یعنی کوئی اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو کہا جاتا ہے "أَفْضَى الرَّجُلُ إِلَى امْرَأَتِهٖ"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابواسامہ کی روایت میں ہے۔ کچھ لوگ کپڑوں میں لپٹے بغیر بیویوں کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ہی بیت الخلاء میں جاتے تھے وہ اس حال کو مکروہ جانتے تھے کہ ان حالات میں اپنی شرمگاہیں برہنہ کریں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی"،

۴۳۶۶ — ترجمہ : ابن جریج نے کہا مجھے محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا : "اَلَا اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ"، میں نے کہا یا اباالعباس اس آئت کا معنیٰ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کوئی مرد اپنی بیوی سے برہنہ جماع کرتا تو شرم کرتا یا بیت الخلاء میں برہنہ ہوتا تو برہنہ ہونے میں شرم کرتا تھا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

عمرو بن دینار کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ "يَسْتَغْشُوْنَ بمعنی يُغَطُّوْنَ رُءُوْسَهُمْ"، ہے۔ اپنے سروں کو چھپاتے تھے۔ (اس کی تفصیل گزری ہے)

قولہ وَاَخْبَرَنِيْ"، واؤ عاطفہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریج نے یہ حدیث کسی اور سے بھی سُنی ہے اور وہ ابوملیکہ ہے۔ طبرانی نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس نے یہ آئت پڑھی۔

قولہ سِيْٓءَ بِهِمْ"، اس سے اس آئت کریمہ "وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا"، کی طرف اشارہ کیا یعنی ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ بے ریش نوجوانوں کی صورت میں آئے لوط علیہ السلام یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے کہ اُن کی بدکردار قوم اِن کا قصد کرے گی جس کی وہ مدافعت نہ کرسکیں گے اُن سے لوط علیہ السلام کا سینہ تنگ ہوا اور بہت پریشان ہوئے اور اس کام میں کوئی حیلہ کرنے سے عجز کے سبب سخت مُنْقَبِض ہوئے اور جو تفسیر امام نے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۵ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونِي صُدُورُهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ أُنَاسٌ كَانُوا يَسْتَحْيُونَ أَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ وَأَنْ يُجَامِعُوا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوا إِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيهِمْ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنُونِي صُدُورُهُمْ قُلْتُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنُونِي صُدُورُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَأَتَهُ فَيَسْتَحِي أَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحِي فَنَزَلَتْ أَلَا إِنَّهُمْ تَثْنُونِي صُدُورُهُمْ

۴۳۶۵ــ ترجمہ : ابن جُریج نے کہا مجھے محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے ہوئے سُنا : اَلَا اِنَّهُمْ تَثْنُونِی صُدُورُهُمْ ،، محمد بن جعفر نے کہا میں نے ابن عباس سے اس آیت کے شان نزول کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا چند لوگ قضاءِ حاجت میں برہنہ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے تھے کہ وہ کھلے میدان میں اپنی شرمگاہیں آسمان کی طرف کرتے ہیں اور یہ کہ اپنی بیویوں سے جماع کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہیں آسمان کی طرف کرتے ہیں اُن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۳۶۵ــ شرح : یعنی کچھ لوگ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ سے کپڑا اُٹھانے میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے تھے۔ اسی طرح بیویوں سے جماع کے وقت کھلی جگہ میں آسمان کے نیچے یہ کام کرنے سے شرم کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے جھکے جھکے یہ سب کام کرتے تھے اور اپنے آپ کو کپڑوں میں چھپاتے تھے اُن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ یَثْنَوْنِی ،، مضارع معروف بروزن یَفْعَوْعِلُ ،، ہے۔ اس کی ماضی اِثْنَوْنَی بروزن اِفْعَوْعَلَ ہے۔ اس کا باب اِفْعِیْعَال اور مادہ ثنی ہے۔ یہ صیغہ مبالغہ کا ہے جیسے اِحْلَوْلَی یَحْلَوْلِی حلاوت میں مبالغہ کے لئے ہے۔

قولہ صُدُورُهُمْ ،، فاعلیت کے باعث مرفوع ہے۔ مشہور قرآءت یَثْنُوْنَ ،، جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تَاكِيدُ التَّجَبُّرِ اِسْتَعْمَرَكُمْ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرَىٰ جَعَلْتُهَا لَهُ نَكِرَهُمْ وَاَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَاَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ سِجِّيلٌ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ۞ ضَرْبًا تَوَاصٰى بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّينَا وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اِلٰى اَهْلِ مَدْيَنَ لِاَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ

باب — اللہ کا تخت پانی پر تھا

زمین آسمان سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ پانی ہوا پر تھا (قسطلانی)

۴۳۶۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو محتاجوں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ اور فرمایا اللہ کا دستِ قدرت بھرا ہُوا ہے۔ اس کو خرچ کم نہیں کرتا وہ ہمیشہ رات دن نعمتیں بہاتا ہے" اور فرمایا تم جانتے ہو اللہ نے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اس نے کیا خرچ کیا ہے۔ اُس نے جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس سے کچھ کم نہیں کیا (ان کے پیدا کرنے سے پہلے) اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے ہاتھ میں میزان (ترازو) ہے اس کو جھکاتا اور اُٹھاتا ہے۔

۴۳۶۷ — شرح: یعنی ارض و سماء کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا جس کو ہوا نے اُٹھا رکھا ہے۔ اس وقت سے اللہ اپنے بندوں پر ہمیشہ نعمتیں وغیرہ صرف کرتا ہے۔ رات دن بے بہا نعمتیں وغیرہ بہا دینے نے اس کے خزانہ غیب میں سے کچھ کم نہیں کیا۔ اس کے ہاتھ میں عدل و انصاف ہے۔ وہ اپنے بندوں میں عدل کرتا ہے۔ خطابی نے کہا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے وہ اپنے بندوں میں رزق تقسیم کرتا ہے جس کے لئے چاہے رزق تقسیم کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ تعالیٰ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ

۴۳۶۷ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَىٰ لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ اِعْتَرَاكَ افْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهٗ أَيْ أَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي أَخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا أَيْ فِي مُلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ عَنِيدٌ وَعَنُودٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ هُوَ

نے کی ہے وہ علی بن ابی طلحہ کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کے متعلق بدگمانی ہوئی "یعنی" بہم ،، کی ضمیر کا مرجع قوم ہے اور ضاق بہم ،، میں ضمیر کا مرجع مہمان فرشتے ہیں اس تقدیر پہ دونوں ضمیروں کے مراجع مختلف ہیں۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں ضمیروں کا مرجع قوم ہے یعنی جب خوبصورت بے ریش نوجوانوں کو دیکھا تو اپنی قوم سے خوف زدہ ہوئے اور ان کا سینہ بہت تنگ ہوا۔

بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ ،، اس سے اس آیت کریمہ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قِطْعٌ ،، کی تفسیر سَوَاد سے کی کہ قِطع بمعنی سواد ہے یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے اس کا معنی ،،بعض ،،ہے۔ قتادہ سے "رات کا بعض ،، مروی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام سے فرمایا "اپنے اہل و اولاد کو رات کے اندھیرے میں باہر لے جائیں اور تم میں سے کوئی بھی مڑکر نہ دیکھے ،،

قَالَ مُجَاهِدٌ أُنِيبُ ،، اس سے اس آیت کریمہ ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا أُنِيبُ بمعنی أَرْجِعُ ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

وَسَلِ الْقَرْيَةَ سَلِ الْعِيْرَ يَعْنِىْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيْرِ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا يَقُوْلُ لَمْ تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهِ وَيُقَالُ اِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِىْ وَجَعَلْتَنِىْ ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هٰهُنَا اَنْ تَاْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً اَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهٖ اَرَاذِلُنَا سُقَّاطُنَا اِجْرَامِىْ هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ

افعال ثلاثی مجرد، افعال اور استفعال ہم معنی ہیں۔

قولہ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ آہ مجید کا وزن فعیل ہے۔ اسم فاعل ماجد کے معنیٰ میں ہے۔ حمید حمد سے اسم مفعول محمود کے معنیٰ میں ہے۔ "کاتہ جو شک کے لئے ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے۔ مجد کا معنیٰ شرف ہے اور مجید میں ماجد کا مبالغہ ہے یعنی بہت سخاوت کرنے والا چنانچہ کہا جاتا ہے۔ رَجُلٌ مَاجِدٌ"، بہت سخی اور محمود کے معنی ہیں سراہا گیا۔

قولہ سجیل آہ بہت سخت۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ"، اور ہم ان پر سخت پتھر برسائے"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ابن تین نے ایک اشکال ذکر کیا ہے کہ اگر سجیل بمعنی شدید ہو تو حجارۃ من سجیل کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ حِجَارَةً مِّنْ شَدِيْدٍ" نہیں کہا جاتا ہے۔ پھر اس کا جواب یہ دیا کہ اس میں کچھ الفاظ محذوف ہیں دراصل حِجَارَةً كَائِنَةً مِّنْ حَجَرٍ شَدِيْدٍ"، گویا کہ اس سے مراد یہ ہے سخت پتھر کی جنس سے پتھر برسائے"، سجیل اور سجین واحد ہیں۔ سجین میں لام اور نون دونوں آتے ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے سے بدلتے رہتے ہیں۔ کیونکہ لام اور نون دونوں ساتھی ہیں۔ چنانچہ تمیم بن مقبل جو قبیلہ مخضرم کے شعراء سے ہے۔ اُس نے کفر و سلام کے زمانے پائے ہیں، نے کہا :

؎ وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُوْنَ الْبِيْضَ ضَاحِيَةً ❊ ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّيْنَا

اس شعر سے مراد یہ ہے کہ اس میں سجین بمعنی سجیل ہے یعنی بہت سخت پتھر"، علامہ کرمانی نے کہا سجیل اور سجین دونوں ہم معنیٰ ہیں اور مشہور یہ ہے کہ سجیل وہ سنگ گل"، سے لیا گیا ہے۔ رَجْلَہ راجل کی جمع بمعنی پیادہ ہے۔ جیسے صحب صاحب کی جمع ہے۔ علامہ عینی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ راء کو مضموم پڑھا جائے یعنی رُجْلَہ بمعنی رَجُوْلِيَّة بتقدیر ذُوْ رُجُوْلِيَّة یعنی کامل مرد قولہ البیض" بفتح الباء و بکسرہا۔ اگر بیض کی باء مفتوح ہو تو یہ بَیْضَہ بمعنی حدید اور لوہا ہے اور اگر باء مکسور ہو تو یہ ابیض کی جمع بمعنی تلوار ہے۔ اور البیض"، سے پہلے حرف جر مقدر ہے اور وہ باء ہے یہ دراصل بالبیض تھا۔

marfat.com
Marfat.com

جس کے لئے چاہے رزق کم کرتا اور جس کے لئے چاہے رزق وسیع کرتا ہے۔ حضرات ائمہ کرام اہل سنت جماعت اور مومنوں کا یہ مذہب ہے کہ کسی تاویل کے بغیر اس جیسی آیات پر بظاہر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت میں زبان کھولنا منع ہے۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا اس عالم میں عرش کے بعد سب سے پہلے پانی پیدا کیا گیا ہے۔ صاحب تیسیر نے کہا یہ بات مخفی نہیں کہ اس سے عرش کا پہلے پیدا ہونا معلوم نہیں البتہ یہ دوسری حدیث سے ثابت ہے یہ متشابہات سے ہے۔

اِعْتَرَاكَ اِفْتَعَلْتَ اس سے اس آئت کریمہ: اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بری جھپٹ پہنچی ہے۔ بری جھپٹ سے مراد جنون ہے۔ مشرکوں کا یہ کہنا بہت بڑی جہالت اور سفالت تھی کہ وہ پتھروں میں علم اور تصرف خیال کرتے تھے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ ”اِعْتَرَاكَ بروزن اِفْتَعَلَكَ ہے۔ اس میں کاف خطاب کا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ باب افتعال سے ہے۔ لیکن اعتراک کا وزن افتعلک اس فن کے علماء کی اصطلاح نہیں۔ درست یہ ہے کہ اِعْتَرٰی بروزن اِفْتَعَلَ ہے وزن میں کاف خطاب کی ضرورت نہیں۔ قولہ عَرَوْتُهٗ ،، سے یہ اشارہ کیا کہ اس کا اصل عَرٰی یَعْرُوْ ہے۔ میں اسے پہنچا۔ جوہری نے کہا جب کوئی کسی کو طلب کرنے آئے تو کہتا ہے۔ عَرَوْتُ الرَّجُلَ ،، اور جب کسی کے پاس مہمان بہت آئیں تو کہتے ہیں ”تَعْرُوْهُ الْاَضْيَافُ وَتَعْتَرِيْهِ ،، اس کو مہمانوں نے ڈھانپ لیا۔ اسی اصل سے ”یَعْرُوْهُ ،، ہے وہ اسے پہنچا اور ”اِعْتَرَانِیْ ،، ہے اس نے مجھے ڈھانپ لیا، جوہری نے کہا یہ محاورہ ہے ”عَرَانِیْ هٰذَا الْاَمْرُ اعْتَرَانِیْ ،، مجھے اس شئی نے ڈھانپ لیا۔ اس میں ”اِصَابَه ،، کا معنی ہے۔ ”اَصَابَتْهُمْ ،، ان کو پہنچے ،، قولہ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ،، اس سے اس آئت کریمہ ”مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ،، کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اللہ اس کو اس کی پیشانی سے پکڑنے والا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر باللازم اس لئے کی ہے کہ جس کو کوئی اس کی پیشانی سے پکڑے وہ پکڑنے والے کی قدرت اور حکم کے تحت ہوتا ہے۔ یہ تفسیر صرف کشمیہنی کی روائت میں ہے ”عَنِیْدٌ قولہ عَنِيْدٌ وَّعَنُوْدٌ وَّعَانِدٌ آہ یہ تینوں اسماء ہم معنی ہیں اور عناد سے مشتق ہیں۔ اس میں تجبر اور تکبر کی تاکید اور مبالغہ ہے۔

قولہ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ آہ اَشْهَاد کا واحد شاہد ہے جیسے اصحاب کا واحد صاحب ہے۔

قولہ اِسْتَعْمَرَكُمْ ،، اس سے اس آئت کریمہ: هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا ،، اللہ نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں عمارت کرنے کی توفیق دی یعنی تمہیں اس میں بسایا چنانچہ کہا جاتا ہے اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى ،، میں نے مکان اس کے لئے کر دیا یعنی اس کو ہبہ کر دیا قولہ نَكِرَهُمْ وَاَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ ،، یعنی یہ تینوں

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "وراءکم ظھریا"

اس سے اس آئت کریمہ: "وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا"، کی طرف اشارہ ہے "تم نے اللہ کو پس پشت ڈال دیا۔ پھر اس کی تفسیر "لم یلتفتوا الیہ" سے کی یہ تفسیر باللازم ہے کیونکہ جس شئی کو پس پشت پھینک دیا جائے اس کی طرف التفات نہیں ہوتی اور وہ فراموش ہو جاتی ہے۔ یعنی تم نے اللہ کو فراموش کر دیا اور اسے ایسی شئی کی طرح کر دیا جس کو پس پشت پھینکتے ہیں اور اس کا کچھ خیال تک نہیں کرتے۔ ظِہرِیا"، ظہر کی طرف منسوب ہے بکسر الظاء۔ چنانچہ جب کوئی آدمی کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے: "ظَهَرْتَ بِحَاجَتِيْ وَجَعَلْتَنِيْ ظِهْرِيًّا"، یہاں "ظِہری" کا معنی یہ ہے کہ تو نے اپنے ساتھ کوئی جانور یا برتن لے کر اس کے ساتھ قوت اور مدد حاصل کرے۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن میں مذکور کی تفسیر صحیح نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے، چنانچہ ابوذر کی روائت میں یہ ساقط ہے۔ جوہری نے کہا ظِہری بکسر الظاء وہ شئی ہے جو حاجت کے لئے تیار کی جائے اگر اس کی ضرورت پڑے تو اس سے استفادہ کر لیا جائے اسی لئے جب کوئی شخص قوی ہو تو کہتے ہیں "بغیر ظِہری"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اَرَاذِلُنَا الآیۃ

اس سے اس آئت کریمہ "وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ" کی طرف اشارہ کیا "سقاطنا"، سے اس کی تفسیر کی یعنی اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے۔ سرسری نظر سے"، یہ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

قولہ تعالیٰ: اِجْرَامِيْ الآیۃ"، اس سے اس آئت کریمہ: "قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ"، کی طرف اشارہ کیا پھر اجرامی کی تفسیر کی کہ یہ مصدر ہے اس کی ماضی اَجْرَمْتُ ہے۔ تم فرماؤ! اگر میں نے بنا لیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں۔ یعنی اگر ثابت ہو جائے کہ میں نے افتراء کیا ہے اور خود بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا عذاب مجھ پر ہوگا۔ قولہ بعضھم یقول الخ یعنی یہ ثلاثی مجرد کی مصدر ہے اور جَرَمْتُ بمعنی کَسَبْتُ ہے۔

قولہ اَلْفُلْک اَلْفُلْكُ وَاحِدٌ یعنی فلک بمعنی کشتی ہے اس کا واحد اور جمع پر اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری نے کہا یہ سفینہ اور سُفُن ہے یعنی سُفُن سفینہ کی جمع ہے۔ لفظ اگرچہ ایک ہی ہے لیکن تقدیر کے اعتبار سے مختلف ہے۔ لہذا فُلک کا ضمہ واحد کے لئے ہے جیسے قُفْلٌ کا ضمہ واحد کے لئے ہے اور فُلکٌ کا ضمہ جمع کے لئے ہے۔ جیسے اُسْدٌ کا ضمہ جمع کے لئے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قولہ ضَاحِيَة ,, چاشت کے وقت۔ اس کا معنی یہ ہے کہ بہت لوگ پیدل چلنے والے سروں پر مارتے ہیں جن پر لوہے کی شے خود ہیں یا وہ نمایاں تلواروں سے مارتے ہیں ،،

قولہ ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّيْنًا ،، ضربًا مفعول مطلق ہے۔ تواصی دراصل تتواصی تھا ایک تاء کو حذف کیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ تَوَاصَى الْقَوْمُ ،، ایک دوسرے کو وصیت کی ،، اَبْطَال بطل کی جمع بمعنی دلیر مرد ہے۔ سجیل ضربًا کی صفت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایسا سخت مارنا کہ دلیر لوگ ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں کہ اس طرح مارنا چاہیئے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سجیل بمعنی شدید ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجیل اور سجین دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ صاحب تیسیر القاری نے کہا کتابوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سجیل بمعنی سخت پتھر ہے۔ صراح میں کہا سجیل بمعنی سنگ گل ہے اور سجین بمعنی مطلق شدید ہے۔

قرآن کریم میں واقع لفظ سجیل میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد پتھر ہیں۔ بعض نے کہا یہ وہ پتھر ہیں جو دوزخ میں پکائے گئے ہیں ان پر لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں حسن بصری نے کہا یہ دراصل گرم مٹی ہے۔ ضحاک نے کہا یہ اینٹ ہے بعض نے کہا یہ دنیاوی آسمان کا نام ہے۔ عکرمہ نے کہا یہ اینٹ ہے۔ بعض نے کہا یہ دنیاوی آسمان کا نام ہے۔ عکرمہ نے کہا یہ دریا ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں معلق ہے وہاں سے پتھر گرائے گئے تھے۔ اس کی طرف اس آیت کریمہ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے کہا یہ ,, سَجَلْتُ لَهٗ سَجْلًا ،، سے ہے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ کسی کو کوئی شئ دو گویا وہ مصیبت اور عذاب دیا گیا ہے اور بھی اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا : ہم نے مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی شعیب ,, علیہ السلام ،، کو بھیجا ،،

حضرت شعیب علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد مدین والوں کی طرف بھیجا۔ مَدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے۔ انھوں نے اپنے نام پر شہر آباد کیا تھا۔ پس اس سے مراد اہل مدین ہیں کیونکہ مَدین نبی کا شہر ہے۔ جیسا کہ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ وَسَلِ الْعِيْرَ ،، میں اہل قریہ اور اہل عیر مراد ہیں، کیونکہ مدین شہر ہے شہر کی طرف ارسال ناممکن ہے۔ ارسال اہل مدین کی طرف ہے ایسے ہی قریہ اور عیر سے سوال کرنا غیر متصور ہے اس لئے مضاف مقدر ہے یعنی اہل مدین، اہل قریہ اور اہل عیر مراد ہے۔ عیر بکسر العین لوجہ سمیت اونٹوں کو کہتے ہیں جبکہ وہ چل رہے ہو۔ بعض کا کہنا ہے کہ عیر گدھوں کا قافلہ ہے۔ بکثرت استعمال ہونے کے سبب ہر قافلہ کو عیر کہا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ وَاحِدُ الْاَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَاَصْحَابٍ

۴۳۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ اِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيُقَرِّرُهُ بِذُنُوبِهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ رَبِّ اَعْرِفُ يَقُولُ اَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَاَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيفَةُ حَسَنَاتِهِ وَاَمَّا الْاٰخَرُونَ اَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوسِ الْاَشْهَادِ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

۴۳۶۸ ـ ترجمہ: صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کر رہے تھے۔ اچانک ان کے سامنے ایک شخص آیا اور کہا یا ابا عبدالرحمن یا کہا یا عبداللہ بن عمر! کیا تم نے نجویٰ کے بارے میں کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ (جو اللہ اور مسلمانوں میں قیامت کے دن گفتگو ہوگی) ابن عمر نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا۔ ہشام نے کہا مومن اپنے رب کے قریب ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کرے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا اللہ اسے کہے گا ایسا ایسا گناہ پہچانتا ہے؟ بندہ دو بار کہے گا جی ہاں پہچانتا ہوں اے میرے پروردگار پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہوں کو دنیا میں چھپایا اور آج تیرے سارے گناہ معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں والا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا (اس کا محاسبہ پورا ہو جائے گا) بہرحال دوسرے لوگ یا کفار کو تمام لوگوں کے سامنے پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ الْفُلْكُ وَالْفَلَكُ وَاحِدٌ وَجَمْعٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ مُجْرَاهَا مَوْقِفُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا الرَّاسِيَاتُ الثَّابِتَاتُ

بَابٌ قَوْلِهِ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا

قولہ تعالیٰ مجراھا الآیۃ

اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ ارْكَبُوا بِسْمِ اللهِ مَجْرَاهَا وَمَرْسَاهَا " کی طرف اشارہ کیا کہا سوار ہو جاؤ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔

مُجْرَاهَا مشہور قول کے مطابق بضم المیم ہے اسی طرح مُرْسَا بضم المیم ہے یعنی کشتی کے چلنے اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور مجراہا و مُرساھا سے ہر ایک اجریتُ اَرْسَیتُ کی مصدر ہے اس کے معنی ہیں۔ حَبَسْتُ بعض قراءت میں "مَرْسَاہا" بفتح المیم ہے یہ رَسَتْ سے ماخوذ ہے۔ کشتی کے ٹھہرنے کی جگہ۔ اسی طرح مَجْرَاهَا بفتح المیم جَرَتْ سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں کشتی کا چلنا۔ اس کو مُجْرِيهَا وَ مُرْسِيهَا بھی پڑھا جاتا ہے یعنی اللہ کشتی کو چلانے اور ٹھہرانے والا ہے۔ پہلا اِجراء سے اور دوسرا اِرساء سے ہے۔

قولہ مِنْ فُعِلَ بِهَا " یہ دونوں قراءتوں کے اعتبار سے معلوم و مجہول کا صیغہ ہے۔ میم کو مفتوح پڑھیں تو معلوم کا صیغہ ہے اور لفظ فاعل کی قراءت کے مطابق مجہول کا صیغہ ہے (عینی)

قولہ اَلرَّاسِيَاتُ الآیۃ اس سے سورہ سبا میں اللہ کے ارشاد کی طرف اشارہ ہے اور وہ قُدُوْرٍ رَّاسِيَاتٍ " ہے اسے "مُرْسَاہا" کی مناسبت سے ذکر کیا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گواہ کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ اشہاد شاہد کی جمع ہے جیسے اصحاب صاحب کی جمع ہے"

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۹ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰي قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰي اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ

مِنْ قَبْلِكُمْ ،، پھر لولا کی "ھلا ،، سے تفسیر کی یعنی کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں۔ کلمہ "ھلا" تحضیض کے لئے کسی کو برانگیختہ کرنے کے لئے آتا ہے۔

قولہ اُتْرِفُوْا الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا " وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ،، پھر اُتْرِفُوْا ،، کی اُهْلِكُوْا سے تفسیر کی ،، اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انھیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔ اتراف کے معنی تنعیم کے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان نعمتوں کے سبب اور خوش عیش جو انہیں دی گئی۔ جس نے ان کو سرکش بنا دیا ، کے سبب ہلاک ہو گئے۔

قولہ قال ابن عباس زفیرٌ الخ اس سے اس آیت کریمہ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بدبخت لوگوں کے لئے دوزخ میں سخت آواز اور کمزور آواز ہو گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زفیرٌ ،، کی صورت شدید سے اور "شہیق" کی صوت ضعیف سے تفسیر کی۔ مفسرین نے کہا زفیر و شہیق مصیبت زدہ غمناک لوگوں کی آوازیں ہیں۔ اہل لغت کے نزدیک زفیر گدھے کی پہلی بلند آواز ہے اور شہیق اس کی آخری کمزور آواز ہے۔ بعض نے کہا زفیر گدھے کی آواز اور شہیق خچر کی آواز ہے۔ بعض کا کہنا ہے زفیر شہیق کی ضد ہے کیونکہ شہیق سانس کو اندر لے جانا اور زفیر اس کو باہر نکالنا ہے۔ ابو العالیہ نے کہا حلق کی آواز زفیر اور سینے کی آواز شہیق ہے (عینی)

۴۳۶۹ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتی کہ جب اس کو گرفت میں لے گا چھوڑے گا نہیں پھر ابو موسیٰ نے پڑھا : وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الآية

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اَلرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُّهٗ اَعَنْتُهٗ تَرْكَنُوْا تَمِيْلُوْا فَلَوْلَا كَانَ فَهَلَّا كَانَ اُتْرِفُوْا اُهْلِكُوْا وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ

۴۳۶۸ — شرح : نجوٰی ،، قیامت میں اللہ تعالیٰ اور مومن کے درمیان سرگوشی ہوگی اسے نجوی فرمایا۔ قولہ "کنفہ"، بفتح النون بمعنی جانب اور کنارہ ہے یہ رحمت سے مجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومن کو قیامت کے دن اپنی رحمت کے پردوں میں چھپالے گا۔ کَنَف اور دُنُوّ دونوں مجاز ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ کے لئے محال ہیں۔ یہ حدیث متشابہات سے ہے (حدیث ۲۲۶۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے اُن کے ظلم پر بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے ،،

قولہ الرفدُ الآیۃ ،، اس سے اس آئت کریمہ ''وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اُن کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن کیا ہی بُرا انعام جو انہیں ملا۔ پھر ''الرفد المرفود،، کی تفسیر عَوْن مُعِیْن سے کی۔ مُعین اسم فاعل بمعنی مُعَان اسم مفعول ہے۔ یعنی بہت بُری مدد ہے جو کی گئی'' قولہ رَفَدْتُّہٗ بمعنی اَعَنْتُہٗ سے یہ اشارہ کیا کہ رِفد کے معنی عَوْن ہیں۔ یعنی میں نے اس کی مدد کی۔ قولہ تَرْکَنُوْا بمعنی تَمِیْلُوْا ہے۔ اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا ''وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ،، جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی طرف میلان نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ظالموں کی طرف محبت اور نرم کلامی سے میلان نہ کرو۔ مجاہد نے کہا ظالموں کے ساتھ کمزوری اور سستی کا مظاہرہ نہ کرو۔ ابن عالیہ نے کہا ان کے اعمال سے خوش نہ ہو۔

قولہ فَلَوْلَا کَانَ الخ اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا فَلَوْلَا کَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۰ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ قَالَ الرَّجُلُ اَلِيَ هٰذِهٖ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ

کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟

آتے ہیں بعض نے کہا مُزدلفہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہاں لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں اور اللہ کے حضور انہیں بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے جبکہ اِزْدِلَاف کے معنی قرب کے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے اسے مزدلفہ کہتے ہیں۔

قولہ اَلزُّلَفُ مَنْزِلَۃٌ بَعْدَ مَنْزِلَۃٍ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ زُلَف بمعنی منازل بھی آتا ہے۔ قولہ اَمَّا زُلْفٰی آہ یعنی زُلْفٰی قُرْبٰی کی طرح مصدر ہے اور وہ لفظ اور معنیٰ کے اعتبار سے قُرْبٰی کی طرح ہے۔ قرآن کریم میں ہے ،، وَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ،، یقیناً اس کا ہمارے حضور قربت اور اچھا مرجع ہے۔ جوہری نے کہا زُلْفَہ اور زُلْفٰی بمعنی قربت اور منزلت ہے۔ اِزْدَلَفُوْا کے معنی ہیں جمع ہوئے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ کیا کہ اِزْدِلَاف ،، بمعنی اجتماع ہے اور تقدم کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ قَوْمٌ اِزْدَلَفُوْا اِلَی الْحَرْبِ ،، یعنی اس کی طرف آگے بڑھے (عینی وتیسیر)

۴۳۷۰ــ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی اجنبیہ عورت کا بوسہ لیا پھر جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ ذکر کیا (اور مغفرت کی التجاء کی)، تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ الْاٰیۃ۔ اس آدمی نے کہا ،، یا رسُولَ اللہ ،، کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ فرمایا یہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔

۴۳۷۰ــ شرح : اس آیت کریمہ میں خطاب اگرچہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے مراد ساری امت ہے ؛ چنانچہ اس شخص نے کہا یا رسُول اللہ نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ میرے لئے ہے یا عام لوگوں کے لئے بھی ہے۔ کہا گیا ہے یہ آدمی

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ وَزُلَفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَاَمَّا زُلْفٰى فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا اَزْلَفْنَا جَمَعْنَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں ،، اور کچھ رات کے حصّوں میں

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو

تفسیر: اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے۔ اور طَرَفَيِ النَّهَارِ ،، سے فجر اور مغرب مراد ہے بعض ظہر اور عصر اور بعض فجر اور ظہر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کی تخصیص اس لئے کی کہ یہ ایمان کے بعد آتی ہے اور گھبراہٹ کے وقت اسی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جب سخت آندھی آتی یا سورج یا چاند کو گرہن لگتا تو آپ فوراً مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھنے لگتے وَزُلَفًا ،، کا عطف صلوٰۃ پر ہے یعنی رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کرو۔ یہ وہ ہیں جو آخر دن کے قریب ہیں۔ زلف کے معنی قرب ہے۔ حسنات پانچوں نمازیں ہیں یا تسبیح، حمد اور تہلیل ہے اور سیئات سے مراد چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں۔ یعنی نیکیاں نماز اور اعمال صالحہ نماز گناہوں کو مٹا دیتے ہیں؛ چنانچہ صحاح میں ہے کہ نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ایسے ہی رمضان شریف میں جمعہ کی نماز کا حال ہے۔ جب تک کبائر کا مرتکب نہ ہو کبائر کا کفارہ توبہ سے ہوتا ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کو " اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات دوسری عبادات کے ساتھ مصعدِ قبول میں پہنچتے ہیں لہٰذا آئت کریمہ میں حسنات سے مراد صرف یہی کلمات مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ذٰلِكَ ذِكْرٰى ،، سے مذکور جمیع کی طرف اشارہ ہے

قولہ وَزُلَفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ الخ زُلَف بضم الراء وفتح اللام زُلفہ کی جمع جیسے ظُلَم ظلمۃ کی جمع ہے اس کی تفسیر ساعات بعد ساعات سے کی اسی سے مزدلفہ ہے کیونکہ لوگ رات کی ساعات میں وہاں

marfat.com
Marfat.com

كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ وَقَالَ قَتَادَةُ لَذُوْ عِلْمٍ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ صُوَاعٌ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِيْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْاَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُفَنِّدُوْنَ تُجَهِّلُوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا بِمُصَدِّقٍ لَنَا اَشُدَّهُ قَبْلَ

کے ذریعہ مجاہد سے روایت کی "مُتَّكَأً" ہر وہ شئی ہے جو چھری سے کاٹی جائے "مُتَّكَأً" بضم المیم وتشدید التاء ہے۔ کاف مفتوح اور ہمزہ پر تنوین ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر "اُتْرُجّ" سے کی ہے۔ اترج کا ہمزہ مضموم تا ساکن را مضموم اور جیم مشدد ہے۔

زمخشری نے کہا "مُتَّكَأً" جس پر تکیہ لگایا جائے۔ کہا گیا ہے۔ یہ مجلس طعام ہے کیونکہ وہ لوگ کھانے پینے کے وقت تکیہ لگاتے تھے۔ یہ متکبرین کی عادت ہے اسی لئے حدیث شریف میں تکیہ لگا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اُتْرُجّ اُتْرُنج بھی کہا جاتا ہے۔ زلیخا نے اونٹنی پر لیموں لاد کر یوسف علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا گویا کہ یہ وہی لیموں ہے جس کو ابوداؤد نے اپنے سُنن میں ذکر کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کئے گئے اور اونٹ پر لادے گئے۔

فُضَیل رضی اللہ عنہ

فَضل کی تصغیر ہے وہ ابن عیاض بن موسیٰ ابوعلی ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور ابیورد میں جوان ہوئے کوفہ میں حدیث لکھی پھر مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں اقامت کی حتیٰ کہ ایک سو ستاسی ہجری میں فوت ہو گئے۔ ان کا مزار شریف مکہ مکرمہ میں ہے لوگ اس کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقَالَ قَتَادَةُ "اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور قتادہ نے ذوعلم کی تفسیر علم کے مطابق عامل سے کی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام ذوعلم یعنی اپنے علم کے مطابق عامل تھے۔ قولہ قال ابن جُبَیر صُوَاعٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ" کی طرف اشارہ کیا۔ ابن جبیر نے کہا "صُواع" بمعنی مکوک ہے۔ یہ اہل عراق کا معروف مکیال ہے۔ مکوک وہ ہے جس کے دونوں کنارے ملے ہوتے ہیں اس میں عجمی لوگ پانی پیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ يُوْسُفَ

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا الْاُتْرُنْجُ وَقَالَ فُضَيْلٌ الْاُتْرُنْجُ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا

عباد بن عمرو بن داؤد بن غنم بن کعب انصاری سلمی تھا اس کی والدہ نُسَیْبَہ بنت ازہر بن مری بن کعب ابن غنم ہے۔ وہ بیعت عقبہ کے بعد جنگ بدر میں حاضر تھے اس لئے ان کو عُقبی بدری کہا جاتا ہے۔ وہ بیس برس کی عمر میں بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سیدنا عباس بن عبد المطلب کو بدر کی جنگ میں گرفتار کیا تھا یہ چھوٹے قد کے تھے ان کا پیٹ بڑا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت ضخیم تھے۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عباس کو گرفتار کرنے میں فرشتے نے تیری مدد کی ہے۔ اسی شخص نے بدر کے روز مشرکوں کا جھنڈا چھینا تھا جو ابوعزیز بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ یہ اہل مدینہ منورہ میں شمار ہوتے ہیں۔ پچپن برس کی عمر میں وفات پائی (عینی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورۂ یُوسف علیہ السلام

شانِ نزول ،، اس سُورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں سے حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کے متعلق سوال کیا تھا۔

باب

فُضیل نے حُصَین کے ذریعہ مجاہد سے روایت کی کہ مُتّکاً ،، کے معنی لیموں ہیں۔ فضیل نے کہا حبشی زبان میں لیموں مُتّکاً ہے۔ ابن عُیَیْنَہ نے ایک آدمی

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا احْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَأِ شَغَفَهَا

اور لفظ اَشُدّ کو واحد اور جمع دونوں میں استعمال کرتے ہیں اور اس کی اضافت جمع کی طرف ہوتی رہتی ہے۔ سیبویہ اور کسائی نے کہا اشد جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد شَدٌّ ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا اس لفظ کا واحد ہی نہیں ہے۔ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے۔ جب یوسف اپنی پوری قوت کو پہنچے ۔ اسے حکم اور علم عطاء فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو،، وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ حَدِيثٍ آہ ابتداء باب میں مجاہد سے یہ ذکر کیا تھا کہ مُتَّكَأً کے معنی لیموں ہیں۔ امام نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ مُتَّكَأً وہ ہے جس پر کھانے پینے یا بات کرنے کے وقت تکیہ لگایا جاتا ہے۔ اور اس شخص کا رد کیا جس نے کہا کہ یہ "لیموں،، ہے حالانکہ عرب کے کلام میں لفظ "اُترج" پایا نہیں جاتا ،،

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں کہا کہ صاحب توضیح نے اس دعوی کو باطل کیا ہے اور کہا یہ عجیب دعویٰ ہے حالانکہ لغت کی کتاب محکم میں ذکر کیا کہ المتکأ ،، اُترُجّ ہے۔ ایسا ہی اخفش سے منقول ہے اور جامع میں ذکر کیا "اَلْمُتْكَا ،، اُترجّ ہے۔ اور اس کی تائید میں یہ شعر پڑھا۔ ؎

فَنَشْرَبُ الْإِثْمَ بِالصُّوَاعِ جِهَارًا ÷ وَنَرَى الْمُتْكَ بَيْنَنَا مُسْتَعَارًا ،،

ہم بے پردہ شراب کے پیالے پیتے ہیں اور متکا کو اپنے میں مستعار دیکھتے ہیں وہ کہ کسی سے مانگ کر لائے ہیں۔ ابوحنیفہ دینوری نے کہا مُتکا بضم المیم لیموں اور بفتح المیم خوشبودار پودہ ہے۔ ابن فارس نے کتاب مجمل میں یہی ذکر کیا ہے۔ مُتکا کو لیموں کہنے والوں پر جب یہ حجت اور دلیل قائم کی کہ متکا چھوٹا تکیہ ہے تو وہ ایسی شئ کی طرف بھاگے جو ترنج تفسیر سے بدتر ہے تو انھوں نے کہا یہ کلمہ اَلْمتک بسکون التاء ہے ان کا یہ قول باطل ہے کیونکہ اَلْمتک ،، عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس کا ختنہ کرتے تھے۔ اسی لئے ختنہ والی عورت کو ،، مُتکا کہتے ہیں اور اس کے بیٹے کو ابن مُتکاء کہتے ہیں۔ اگر اس مجلس میں اترنج ہوتا تو وہ بھی تکیہ لگانے کے بعد لایا جاتا ہے۔ صاحب تیسیر القاری نے کہا۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کریمہ ،، وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاءً ہیں۔ مُتَّکَا کی تفسیر اترنج کرنے والوں کا رد کیا ہے اور کہا یہ لفظ ،، اِتَّكَا يَتَّكِئُ سے اسم مفعول ہے اور ان لوگوں کا بھی رد کیا جنہوں نے کہا کہ یہ لفظ ،، مُتْکاء بسکون التاء ہے کیونکہ اس کے معنی عورت کی شرمگاہ کا کنارہ جس کا ختنہ کرتے ہیں اور یہ معنی آیت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ

کہ صُوَاع چاندی سے بشکل مکوک بنا ہُوا برتن جس میں بادشاہ پانی پیتے ہیں،،

قولہ وقال ابن عباس تُفَنِّدُوْنَ الایۃ اس سے اس آئت کریمہ : إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور تُفَنِّدُوْنَ کی تُجَهِّلُوْنَ سے تفسیر کی یعنی اگر تم مجھے بے خبر نہ کہو،، مجاہد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم یہ نہ کہو کہ تیری عقل جاتی رہی ہے۔

شارح عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تین دن کی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو پالی تھی۔ تُفَنِّدُوْن ،، فند سے ہے اس کے معنی بڑھاپے کے ہیں۔

قال غیرہ غیابہ الخ اس سے اس آئت کریمہ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَةِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے غیر نے کہا اور وہ ابو عُبَیدہ ہیں ہر شئ جو تم سے کوئی شئ غائب کر لے وہ غیابہ ہے۔ یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا اُسے آکر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے،، ثعلبی نے کہا ،، غَيَابَةُ الجب ،، کنوئیں کی تہ اور اندھیرا ہے یعنی کنوئیں کے اندھیرے میں یوسف کی خبر نہ ہوگی ،،

قولہ اَلْجُبُّ یعنی جُبّ ۔ وہ کچا کنواں ہے جس کی تعمیر نہ کی گئی ہو۔ جوہری نے کہا تعمیر سے پہلے کچے کنوئیں کو قلیب کہتے ہیں۔

قولہ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا آہ اس سے آئت کریمہ ،، وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِيْنَ ،، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا ہم نے یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں کیونکہ آپ کو ہمارے متعلق بدگمانی ہے۔ لیجئے یہ اس کی قمیص خون آلود ہے۔

قولہ یقال بلغ اشدہ الخ اس سے اس آئت کریمہ ،، وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، اَشُدَّ ،، کی قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ سے تفسیر کی یعنی نقصان تک پہنچنے سے پہلے کی حالت انتہائی شباب اور قوت ہے،، اس کی مدت چالیس سال ہے

marfat.com
Marfat.com

وَمَا اَشْبَهَهُ وَمِنْهُ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا لَا مِنْ قَوْلِهِ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ، نَمِيْرُ مِنَ الْمِيْرَةِ وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ مَا يَحْمِلُ بَعِيْرٌ، اٰوٰى اِلَيْهِ ضَمَّ اِلَيْهِ السِّقَايَةَ مِكْيَالٌ، تَفْتَؤُ لَا تَزَالُ حَرَضًا مُحْرَضًا يُذِيْبُكَ الْهَمُّ تَحَسَّسُوْا تَخَبَّرُوْا مُزْجَاةٌ قَلِيْلَةٌ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ

ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ ،، سے یہی معنی مراد ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ میں مذکور رہے لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں بلکہ یہاں اَضْغَاثٌ جو ضِغْث کی جمع ہے سے مراد وہ شئی ہے جس کی کوئی تاویل نہ ہو چنانچہ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے وہ اَضْغَاثُ احلام ،، کی تفسیر ذکر کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا ،، میں ضِغث کے معنی ہیں تنکوں کا گٹھا جو ہاتھ میں آجائے اس کا معنی یہ نہیں جس کی تاویل نہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اضغاث احلام کے معنی جھوٹے خواب ذکر کئے ہیں قولہ نمیرہ آہ اس سے اس آیت کریمہ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا کی طرف اشارہ کیا میرہ کے معنی طعام کے ہیں یعنی ہم اپنے گھر والوں کے لئے طعام لائیں گے ،، آیت کے معنی یہ ہیں۔ اے ہمارے باپ ہمیں اور کیا چاہیئے۔ یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کردی گئی اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دُنیا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ،، ثعلبی نے ذکر کیا ایک لغت میں گدھے کو ،، عیر ،، کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان میں رہنے والے تھے اور کنعان میں اونٹ نہیں پائے جاتے۔

قولہ آوی اِلَيْهِ آہ اس سے اس آیت کریمہ ،، وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی اُن کے پاس آئے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس جگہ دی۔

قولہ السِّقَايَةَ آہ ،، اس سے اس آیت کریمہ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ کی طرف اشارہ کیا اور سقایہ کی مکیال سے تفسیر کی۔ اور وہ یوسف علیہ السلام کا پیالہ تھا جس میں وہ پانی پیا کرتے تھے اس کو پیمانہ اس لئے بنایا کہ کسی دوسرے پیمانہ سے وزن نہ کریں اور وزن میں کمی کردیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ پھر جب ان کا سامان تیار کردیا۔ پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ،، قولہ تَفْتَؤُ آہ اس سے اس آیت کریمہ ،، تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

يُقَالُ إِلَى شِغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا أَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ أَصْبُ أَمِلْ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيشٍ

میں عقل ونقل کے اعتبار سے درست نہیں۔ قاضی عیاض نے مشارق میں ذکر کیا کہ ایک قراءت اَلْمُتْكُ بسکون التاء ہمزہ کے بغیر ہے اور کہا گیا جب تاء مشدّد ہو تو اس کا معنی طعام ہے اگر مخفف ہو تو اترج ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہ کلمہ بتشدید التاء چھوٹا تکیہ ہے جس پر آرام کرتے ہیں۔ بخاری نے اس معنیٰ کو ترجیح دی ہے اور علامہ بیضاوی نے بھی یہی تفسیر کی ہے بعض علماء نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردّ کرنے میں ابوعُبَیْدہ کی تقلید کی ہے اور پوری تحقیق نہیں کی چنانچہ عبدبن حمید نے اپنا اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ مُتْكًا بتخفیف التاء پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے معنی اترج (لیموں) کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ قَدْ شَغَفَهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ اِمْرَءَةُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی بَلَغَ حُبُّ يُوسُفَ إِلَى شِغَافِ قَلْبِ زُلَيْخَا ،، شِغَاف اس کے دل کا پردہ ہے۔ یعنی یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردہ میں داخل ہوگئی ہے۔ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے "کہ شہر کی بعض عورتوں نے کہا کہ عزیز کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے۔ بے شک ان کی محبت اس کے دل میں سماگئی ہے ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں ،، قولہ أَمَّا شَعَفُهَا ،، یعنی اگر کلمہ میں عین ہو تو یہ مَشْعُوف سے ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں "فُلَانٌ مَشْعُوفٌ بِفُلَانٍ ،، جب اس سے محبت انتہا کو پہنچ چکی ہو۔ اور محاورہ ہے۔ فُلَانٌ شَعَفَهُ الْحُبُّ ،، محبت نے فلان کا دل جلا دیا ہے۔

قولہ أَصْبُ آه اس سے اس آیت کریمہ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُنْ مِنَ الْجَاهِلِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور "أَصْبُ ،، کی "أَمِيلُ" سے تفسیر کی یعنی اے اللہ اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان بنوں گا۔ کہا جاتا ہے صَبَا إِلَى اللَّهْوِ، جس وقت اس کی طرف میلان کرے اسی لئے بچے کو صَبِيّ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شئ کی طرف میلان کرتا ہے۔

قولہ أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ "قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ" کی طرف اشارہ کیا اور اضْغَاثِ أَحْلَام کی تفسیر "مالا تاویل لہ ،، سے کی۔ جس کی کوئی تاویل نہ ہو" پس اَضْغَاث احلام کے معنی ہیں "پراگندہ خیالات جن کا کچھ اصل نہیں۔

قولہ وَالضِّغْثُ ،، کے معنی ہیں تنکوں کا گٹھا جو ہاتھ میں آجائے۔ اس آیت کریمہ ؛ وَخُذْ بِيَدِكَ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ

۴۳۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰی لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ

باب

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلٰى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ

اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔

نعمت کا اتمام نبوت یا کلمۂ حق بلند کرنے کے ساتھ۔ آل یعقوب وہ یعقوب علیہ السلام، آپ کی بیوی اور گیارہ بیٹے ہیں اور اتمام نعمت یہ ہے کہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کی نعمتیں پورے کرے گا اور وہ ملک وغیرہ ہیں،،

۴۳۷۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم"

اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ چار افراد یوسف اور ان کے آباء علیہم السلام صاحبِ کرامت ونعمت نبوت تھے۔

marfat.com
Marfat.com

آئت کے معنیٰ یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا بخدا آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے حتیٰ کہ گور کنارے جا لگیں یا جان سے گزر جائیں۔ تَفْتَؤُ سے حرف لَا حذف کر دیا گیا ہے۔ دراصل لَا تَفْتَؤُ تھا یہی درست ہے۔

قولہ حَرَضًا آہ اس سے اس آئت کریمہ: "حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور ذکر کیا کہ "حَرَض"، بمعنی مُحْرَض ہے۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یُذِیْبُکَ الْهَمُّ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی تجھے غم و حزن ہلاک کر دے گا۔

قولہ تَحَسَّسُوْا آہ اس سے اس آئت کریمہ: "یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُوْسُفَ وَاَخِیْهِ" کی طرف اشارہ کیا اور تَخَبَّرُوْا سے اس کی تفسیر کی "یعنی اے میرے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ۔ تَخَبَّرُوْا کے معنیٰ ہیں خبر لاؤ۔ اَلتَّحَسُّس اور تَجَسُّس میں فرق یہ ہے کہ تحسّس کا استعمال خیر میں اور تجسّس کا استعمال شر میں ہوتا ہے۔ قولہ مُزْجَاة آہ اس سے اس آئت کریمہ "وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ" کی طرف اشارہ کیا اور مزجاۃ کی قلیلہ سے تفسیر کی۔ یعنی ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ بعض نے کہا مُزْجَاة کے معنیٰ ردّی۔ بعض نے کہا فاسد پونجی۔ قتادہ نے کہا معمولی سی پونجی اور وہ صوف تھا۔ کہا گیا کھوٹے دراہم جو بازار میں مروج نہ ہوں۔

قولہ غَاشِیَة آہ اس سے اس آئت کریمہ: اَفَاَمِنُوْا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور "غاشیۃ" کی عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ" سے تفسیر کی۔ کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے یا قیامت اُن پر اچانک آجائے اور انہیں خبر نہ ہو"

باب قولہ اِسْتَیْئَسُوْا آہ "ناامید ہوئے"

اس سے اس آئت کریمہ: فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا" کی طرف اشارہ کیا جب اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف سے ناامید ہوئے کہ وہ ان کے سوال کا جواب دیں تو الگ جا کر ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے اور باہم مشورہ کرنے لگے جبکہ کوئی اور ان کے پاس نہ تھا۔ قولہ لَا تَیْئَسُوْا آہ اس سے اس آئت کریمہ "وَلَا تَیْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ"، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں، "نَجِیٌّ کی جمع اَنْجِیَة" ہے تثنیہ اور جمع نَجِیٌّ اور اَنْجِیَة ہے۔ اس میں واحد، تثنیہ اور جمع برابر ہیں۔ "نَجِیًّا" منصوب حال ہے۔ یعنی وہ علیحدہ ہوئے اس حال میں اپنے بنیامین کے بغیر اپنے والد ماجد کے پاس جانے میں ایک دوسرے سے سر جوڑ کر باتیں کرنے لگے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ

۴۳۷۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ
قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ
وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ كُلٌّ حَدَّثَنِي
طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً
فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي
إِلَيْهِ قُلْتُ إِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ

العشر الایات ——

اور نبیوں کے نبی سے بھی بہتر ہوں " معادن عرب " عرب کے خاندان ہیں جن کی طرف لوگ منسوب
ہوتے ہیں اور اُن کے ساتھ فخر و مباہات کرتے ہیں۔ اُن سے متعلق دریافت کیا۔ خاندانوں کو معادن یعنی
سونے چاندی کی کانوں کے ساتھ لوگوں کے کمال و نقصان میں مختلف ہونے کے اعتبار سے تشبیہ دی
چنانچہ دوسری روایت میں ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ " لوگ سونے چاندی کی
کانوں کی طرح کانیں ہیں۔"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے!

marfat.com
Marfat.com

۳۲۷۴ ـ حَدَّثَنِی مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ قَالَ اَکْرَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰہِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا تَابَعَہٗ اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ

باب "اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یوسف اور اُن کے بھائیوں کے قصہ میں سائلوں کے لئے اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت کے آثار کے دلائل ہیں"

۳۲۷۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا اللہ کے حضور کون زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا آیا جو اللہ سے زیادہ ڈرے لوگوں نے کہا ہمارا یہ سوال نہیں فرمایا لوگوں میں زیادہ عزت والے یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی ہیں اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جو اللہ کے نبی اسحاق علیہ السلام کے بیٹے جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہیں لوگوں نے کہا ہمارا یہ سوال نہیں ۔ آپ نے فرمایا معادنِ عرب اور ان کے اصول کے متعلق پوچھتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا جو جو جاہلیت میں شریف تھے وہ اسلام میں بھی شریف ہیں جبکہ دین میں سمجھ رکھتے ہوں۔ عبدہ کی ابواسامہ نے عبید اللہ سے روایت کرنے میں موافقت کی۔

۳۲۷۴ ـــ شرح : یہ نسبی فضیلت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اس میں کوئی پیغمبر اُن کے ساتھ شریک نہیں وہ اللہ کے خلیل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

قَالَ عِكْرِمَةُ هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ

۴۳۷۵ — حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ وَاِنَّمَا يَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا مَثْوَاهُ مُقَامُهُ وَاَلْفَيَا وَجَدَا اَلْفَوْا اٰبَاءَهُمْ اَلْفَيْنَا وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے اور دروازے سب بند کر دیئے اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں "

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عِکرِمہ نے کہا حَوْرانی زبان میں هَيْتَ لَكَ " کے معنیٰ ہیں آؤ ۔ ابن جبیر نے کہا یہ تعالہ (آؤ) کے معنیٰ میں ہے "

شرح : حوران شام کی مملکت میں ایک شہر ہے ۔ بعض نے کہا شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے ۔ بعض نے کہا کسی کو اپنی طرف بلانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے بعض کہتے ہیں اس کے معنیٰ یہ ہیں دد کیا میرے حسن و جمال میں تمہیں رغبت ہے ؟ ابو عبیدہ نے کہا واحد تثنیہ اور جمع میں ایک ہی صورت میں استعمال ہوتا ہے (تیسیر القاری)

۴۳۷۵ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے هَيْتَ لَكَ " پڑھا اور کہا ہم یہ کلمہ نہیں پڑھتے مگر جیسا کہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے ۔ مَثْواہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ اُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا وَعَائِشَةُ اَخَذَتْهَا الْحُمّٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

تو اچھا صبر اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اُن باتوں پر جو تم بنا رہے ہو"

۴۳۷۳ — ترجمہ : زُہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے متعلق سُنا جبکہ ان کے بارے میں بہتان لگانے والوں نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مبرّا اور پاک وصاف کیا۔ ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اُن سے پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اگر تم بہتان سے مُبرّا اور پاک وصاف ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں مبرّا اور پاک وصاف کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو (ام المؤمنین نے کہا) میں نے کہا میں بخدا کوئی مثال نہیں پاتی سوا ابو یوسف علیہ السلام (یعقوب علیہ السلام) کے "پس اچھا صبر اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اُن باتوں پر جو تم بنا رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الاٰیۃ میں آیات نازل فرمائیں (حدیث ۳۸۷۵ کی شرح دیکھیں)

۴۳۷۴ — ترجمہ : مسروق بن اجدع نے کہا مجھے ام رومان جو ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ہیں۔ خبر سنائی کہ ایک وقت میں اور عائشہ بیٹھے ہُوئے تھے۔ عائشہ کو بخار آگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید یہ تپ اس حدیث کی وجہ سے ہے جو کہا گیا ہے۔ ام رومان نے کہا جی ہاں اور عائشہ بیٹھ گئیں اور کہا میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب اور اس کے بیٹوں کی مثال ہے۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا الاٰیۃ (کئی بار گزری ہے)

marfat.com
Marfat.com

يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ قَالَ اللّٰهُ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ

گیا ہے کہ محض تعجب استعظام کے اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کو بہت بڑا جانتا ہے۔

۴۳۷۶ — ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے دعاء کی اے اللہ ان کو یوسف کے سات سال قحط کی طرح سات سال قحط زدہ کرکے مجھے اُن سے کفائت دے تو اُن پر ایسا قحط پڑا کہ اُس نے ہر شئ ختم کر دی حتی کہ لوگوں نے ہڈیاں کھائیں یہاں تک کہ آدمی آسمان کی طرف نظر کرتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں سا دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان دھواں لائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہاری بے قراری کے باعث تھوڑا سا عذاب دُور کریں گے تو پھر کفر کی طرف لوٹو گے۔ کیا اُن سے قیامت کے دن کا عذاب دُور ہوگا؟ بے شک دھواں گزر گیا ہے اور مواخذہ بھی گزر گیا ہے۔

۴۳۷۶ — شرح: یعنی جب قریش قحط زدہ ہوئے تو بھوک کے باعث نظر کمزور ہو جانے سے ان کو آسمان پر دھواں نظر آتا تھا۔ قولہ اَفَيُكْشَفُ آہ میں ہمزۂ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی ہم قیامت کے روز کا عذاب دُور نہیں کریں گے۔ حالانکہ دھواں اور بدر کے دن کا مؤاخذہ گزر چکے ہیں۔

اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابو سفیان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلۂ رحمی کا درس دیتے ہیں اور آپ کی قوم بھوک سے مر رہی ہے آپ اللہ سے دُعا کریں کہ ہم سے یہ عذاب جاتا رہے کیونکہ یہ مشرک جانتے تھے کہ انہیں یہ مصیبت آپ کی دُعا سے پیش آئی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ یہ عذاب جاتا رہے۔ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو معاف کیا اور اللہ کے حضور عذاب اُٹھ جانے کی درخواست کی۔ ایسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو معاف کر دیا تھا۔ "حَصَّتْ" لے گیا۔ کہا جاتا ہے "سَنَةٌ حَصَّاءُ" خالی سال جس میں بہتری نہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۶ـ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ قُرَیْشًا لَمَّا اَبْطَؤُا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْاِسْلَامِ قَالَ اللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَصَابَتْھُمْ سَنَۃٌ حَصَّتْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی اَکَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰی جَعَلَ الرَّجُلُ

بمعنی مَقَامَۃٌ،، ہے۔ اور اَلْفَیَا، بمعنی ,,وَجَدَا،، ہے۔ انھوں نے پایا۔ اور ,,اَلْفَوْا آبَاءَھُمْ اور اَلْفَیْنَا ہم معنی ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ،،

۴۳۷۵ـ شرح: قولہ مَثْوَاہُ آہ اس سے اس آیت کریمہ ,,اَلَّذِی اشْتَرَاہُ مِنْ مِصْرَ اَکْرِمِیْ مَثْوَاہُ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی مصر کے جس شخص نے یوسف کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا انہیں عزت سے رکھو۔ اور مثواہ کی تفسیر مقامہ سے کی۔ مصری شخص کی بیوی کا نام زلیخا ہے۔ بعض راعیل ذکر کیا ہے۔ قولہ اَلْفَیَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِیْصَہٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَی الْبَابِ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَلْفَیَا ,,کی وَجَدَا،، سے تفسیر کی اسی اَلْفَوْا اور اَلْفَیْنَا،، کے معنی پانے کے ہیں۔ یعنی اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔ یعنی یوسف اور زلیخا دروازے کی طرف دوڑے یوسف اس لئے دوڑے کہ گناہ سے بچ جائیں اور زلیخا اس دوڑی کہ یوسف کو پکڑ کر اپنی حاجت پوری کروائے۔ اور یوسف کو پیچھے سے پکڑ کر قمیص کو کھینچا اور وہ پیچھے سے چر گئی جب وہ دروازہ کی طرف نکلے تو انھوں نے زلیخا کے شوہر قطفیر کو دروازہ کے پاس پایا جو اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ دروازہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

قولہ بَلْ عَجِبْتَ آہ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بَلْ عَجِبْتُ مروی ہے۔ یہ سورۂ صافات کی آیت کریمہ ہے اور وہ اللہ کا کلام ,,اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ،، ہے یعنی ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا۔ بلکہ تمہیں تعجب ہوا اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی یہاں کوئی مناسبت نہیں صرف اس لئے ذکر کیا کہ بَلْ عَجِبْتُ کی تاء مضموم ہے ایسے عَجِبْتُ کی تاء بھی مضموم ہے آیت کا معنیٰ یہ ہے اے حبیب آپ ان کی تکذیب سے تعجب کرتے ہیں اور وہ آپ کے تعجب پر تمسخر اڑاتے ہیں اور عجبتُ کی تاء کو مضموم پڑھنے کی تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ فرماتا ہے میں نے تعجب کیا لیکن اللہ کی نسبت یہ محال ہے کیونکہ تعجب کسی حالت کے طاری ہونے پر آتا ہے اور ایسی حالت اللہ کے لئے محال ہے اس کا جواب یہ دیا

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ تَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي

جانتا ہے۔ بعض نے کہا رب سے مراد بادشاہ ہے یعنی میرا مالک قطفیر جانتا ہے کہ عورت نے کیوں ان کو مفتون کرنا چاہا تھا۔ قاصد بادشاہ کی طرف لوٹ گیا اور کہا یوسف نے یہ کہا ہے تو بادشاہ نے ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کو بلایا اور اُن سے کہا تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کو دامن تزویر میں پھنسانے کی کوشش کی تھی۔ سب عورتوں نے بیک زبان کہا اللہ کو پاکی ہے ہم نے یوسف میں کوئی بدی نہیں دیکھی۔

قولہ حَاشَ آہ اس کلمہ میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ فعل متعدی ہے اس کی گردان بھی ہے چنانچہ تو کہے گا حَاشَيْتُهُ بمعنی اِسْتَثْنَيْتُهُ میں نے اس کو مستثنیٰ کر دیا۔ دوسری صورت یہ کہ یہ تنزیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے حَاشَ لِلّٰهِ ،، اللہ اکبر تنزیہہ اور پاکی ہے پھر اس صورت میں کچھ اختلاف ہے، مبرّد اور کوفیوں کے نزدیک فعل ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اسم ہے اور تنزیہ کے مترادف ہے کیونکہ بعض کی قرارت حاشًا لِلّٰهِ،، ہے جیساکہ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ بعض کہتے ہیں یہ اسم فعل بمعنی أَتَبَرَّءُ یا بَرِئْتُ ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ حرف استثناء بمعنی اِلَّا ہے اپنے مدخول کو جر کرتا ہے یہ سیبویہ کا قول ہے اکثر بصری بھی یہی کہتے ہیں۔ حَاشَا لِلّٰهِ،، کا شین مفتوح ہے۔ کبھی اس کے ساتھ یاء لاحق کر دیتے ہیں چنانچہ اس شعر "حاشی ابی ثوبان اَنّ بہ ضنّاءٌ" ابوسنان بخل سے پاک ہے اس کا معنی تنزیہ ہے اور شر سے استثناء۔

قولہ حَصْحَصَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : اَلْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ،، کی طرف اشارہ ہے اور حَصْحَصَ بمعنی وضح ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں۔ باطل اور جھوٹ گیا اور حق ظاہر ہو گیا۔ حص اور حَصْحَصَ بنا ہے جیسے کف سے کَفْكَفَ بنا ہے۔ حص کے معنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "حَصَّ شَعْرَهُ ،، بالوں کو جڑ

(عمدۃ القاری و تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ وَحَاشَ وَحَاشَا تَنْزِیْهٌ وَّاسْتِثْنَاءٌ حَصْحَصَ وَضَحَ

ہو۔ بطشہ یوم بدر ہے (حدیث ۹۵۷-۹۵۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب یوسف کے پاس قاصد آیا (کہ جیل سے باہر آئے) تو یوسف نے کہا اپنے مالک کی طرف لوٹ جا، اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا

کیسا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے عورتو! تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا تھا۔ بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے اُن میں کوئی بدی نہ پائی۔ عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی۔ میں نے اُن کا جی لبھانا چاہا تھا اور وہ بہت سچے ہیں۔

شرح: یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا اور کہا آپ کو بادشاہ بلا رہا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے قیدخانہ سے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تاکہ ان کی براءت ظاہر ہو اور بادشاہ کو ان کی پاکدامنی واضح ہو جائے اور وہ عورتوں کے فریب کو معلوم کرکے یوسف کی براءت معلوم کرے۔ قولہ اِنَّ رَبِّیْ الآیۃ یعنی یوسف علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے فریب کو

marfat.com
Marfat.com

أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ عروہ نے ام المؤمنین سے اس آئت کریمہ: حَتّٰی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ الخ یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی "کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ عروہ نے کہا میں نے کہا: اُکْذِبُوْا" مخفف یا اَمْ کُذِّبُوْا" مشدد ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا کُذِّبُوْا "مشدّد" ہے۔ میں نے کہا رسولوں نے تو یقین کیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا ہے یہ جھٹلانا محض گمان نہ تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں مجھے اپنی حیات کی قسم رسولوں نے اس کا یقین ہی کیا تھا۔ میں نے ام المؤمنین سے کہا رسولوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی امداد کا وعدہ) ام المؤمنین نے فرمایا "اللہ کی پناہ" اللہ کے رسول اللہ کے متعلق ایسا گمان (وعدہ خلاف) نہیں کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا پھر اس آئت کریمہ کا معنی کیا ہے؟ ام المؤمنین نے فرمایا یہ لوگ رسولوں کے تابعدار ہیں (جنہوں نے گمان کیا) جو اپنے رب پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق بھی کی۔ اُن پر مصائب طول اختیار کر گئے اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی رسولوں کا گمان ان کے حق میں تھا کافروں کے حق میں نہ تھا) حتی کہ جب رسول اُن لوگوں سے جو ان کی قوم سے تھے ناامید ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی تو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

۴۳۷۸ — شرح : یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا نے مذکور آئت کریمہ میں لفظ کُذِبُوْا" کے متعلق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اس لفظ میں کلمہ ذال مخفف ہے یا مشدّد ہے۔ کیونکہ مخفف کی تقدیر پر آئت کے معنی یہ ہیں رسولوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالی نے اُن سے جو مدد کا وعدہ کیا ہے یہ اُن سے جھوٹ کہا گیا ہے اور کُذِّبُوْا "بتشدید الذال کی تقدیر پر معنی یہ ہے کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے یعنی انھوں نے گمان کیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ لفظ کُذِبُوْا "بتخفیف الذال ہے اور رسول اپنے رب کے متعلق یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا تھا اور عروہ کے استفسار پر آئت کا معنیٰ بیان فرمایا۔ اللہ تعالی پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے رسولوں کے پیروکاروں نے یہ گمان کر لیا تھا جبکہ ان کو کافروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں اور لمبا عرصہ وہ ابتلا میں رہے اور ان کی مدد میں کچھ دیر ہو گئی تو رسولوں نے اپنے پیروکاروں کے حق میں یہ گمان کیا تھا کافروں کے حق میں نہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ

۴۳۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهٗ وَهُوَ يَسْاَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ قَالَ قُلْتُ اَكُذِبُوْا اَمْ كُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا اَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ اَجَلْ لَعَمْرِيْ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ

۴۳۷۷ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے "علیہ السلام" (جس وقت ان کی قوم نے انہیں تکلیف پہنچائی۔ وہ سخت رکن کی طرف پناہ لیتے تھے " اگر میں قید خانہ میں ٹھہرتا جتنی مدت یوسف ٹھہرے تو میں بادشاہ کے داعی کی دعوت قبول کر لیتا اور ہم ابراہیم "علیہ السلام" سے زیادہ حقدار ہیں جبکہ ان سے اللہ نے کہا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے۔"

(حدیث ۳۱۵۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی"

اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے اُن سے غلط کہا تھا۔ اس وقت ہماری مدد آئی"

۴۳۷۸ ـــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ اُن سے ام المومنین

marfat.com
Marfat.com

مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُوْلٰى مِنْهَا الْأُخْرٰى وَمِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ يُقَالُ عَقَّبْتُ فِيْ اَثَرِهٖ اَلْمِحَالُ اَلْعُقُوْبَةُ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ رَابِيًا مِنْ رَبَا يَرْبُوْا وَمَتَاعٍ زَبَدٌ اَلْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهٖ جُفَاءً اَجْفَأَتِ الْقِدْرُ اِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ اَلْمِهَادُ اَلْفِرَاشُ يَدْرَءُوْنَ يَدْفَعُوْنَ دَرَأْتُهٗ دَفَعْتُهٗ سَلَامٌ

سُوْرَۂ رَعْد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ،، کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ ،، ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ،، یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کی عبادت کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کرتا ہے جو باطل اِلٰہ ہیں جیسے پیاسا آدمی جو اپنے خیال میں دُور سے پانی دیکھتا ہے اور اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں۔ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں

تفسیر : وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا۔ یعنی مشرک جو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور وہ اُن سے مصائب دفع کرنے کی امید کرتے ہیں وہ اُن کو کچھ جواب نہیں دیتے جیسے کوئی پیاسا ہو جو صورتِ خیالی سے پانی کی خواہش کرتا ہے تاکہ اس کی پیاس دُور ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ،، سَخَّرَ ذَلَّلَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ،، کی طرف اشارہ کیا اور سَخَّرَ کی ذَلَّلَ سے تفسیر کی یعنی سورج اور چاند کو لوگوں کے منافع اور ان کی مصلحتوں کے لئے تابع کیا ان میں سے ہر ایک دُنیا فنا ہونے اور قیامت قائم ہونے تک چلتا رہے گا۔ یہی ان کے لئے معین وقت ہے قولہ مُتَجٰوِرٰتٌ آہ اس سے آیت کریمہ ،، وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۹ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِبُوا مُخَفَّفَةٌ قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ نَحْوَهُ

سُورَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى خَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهُ سَخَّرَ ذَلَّلَ مُتَجَاوِرَاتٌ مُتَدَانِيَاتٌ الْمَثُلَاتُ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا بِمِقْدَارٍ بِقَدَرٍ مُعَقِّبَاتٌ

الحاصل آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جب رسول ان لوگوں کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور گمان کیا کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی تکذیب کی ہے تو اس وقت اللہ کی مدد نازل ہوئی۔ پس مظنون مومنوں کی تکذیب ہے اور متیقن کا فروں کی تکذیب ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات سے پناہ چاہی کہ رسول یہ گمان کریں کہ وہ عند اللہ مکذب ہیں بلکہ ان کا یہ گمان ان پر ایمان لانے والے اور ان کی تصدیق کرنے والوں کی طرف سے ہے (عینی)

(حدیث ۳۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

۴۳۷۹ ـ ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ میں نے کہا شاید کُذِبُوا مخفف ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا "معاذ اللہ"

marfat.com
Marfat.com

رات اور دن میں باری باری ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں جب دن کے فرشتے آسمانوں پر جاتے ہیں تو ان کے بعد رات کے فرشتے آجاتے ہیں جو لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا۔ اللہ کی طرف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محافظ فرشتے ہیں جو آپ کے آگے پیچھے رہتے ہیں اور خوارق انسانوں، جنوں سے آپ کی حفاظت کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے ''لہ'' ضمیر کا مرجع انسان ہے۔ اور مُعَقِّبَات مُعَقِّبَہ کی جمع ہے اور معقبہ ''مُعَقِّب'' کی جمع ہے پس معقبات جمع کی جمع ہے جیسے ابناوات سعد اور اجالات بکر ہے۔ قولہ سنہ قیل العقیب آہ یعنی اسی سے ''عقیب'' کہا گیا ہے۔ جو کوئی کسی کے پیچھے آئے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ عَقَّبْتُ فِی اَثَرِہٖ ''میں اس کے پیچھے آیا۔ دمیاطی ''عَقَّبْتُ'' کا قاف مشدد پڑھتے ہیں۔ جبکہ ابن تین اسے مُخفف پڑھتے ہیں۔ قولہ المِحَالُ العقوبۃُ'' اس سے اس آیت کریمہ ''وَھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللہِ وَھُوَ شَدِیْدُ المِحَالِ'' کی طرف اشارہ کیا۔ مِحَال بمعنی عقوبت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''مِحَال'' سخت پکڑنے والا ہے۔ مجاہد نے کہا بمعنی سخت اور قوت ہے۔ ایک روایت میں اس کے معنیٰ ہیں سخت انتقام'' یعنی وہ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور وہ سخت انتقام لینے والا ہے۔ قولہ رَابِیًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌ بِقَدَرِھَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا'' کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رَو اس پر اُبھرے جھاگ اُٹھا لائی۔ امام نے ''رَابِیًا'' سے یہ اشارہ کیا کہ یہ رَبَا یَرْبُوْا سے مشتق ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ''رابیا'' کے معنی ہیں۔ پانی کے اُوپر بُلند ہونے والی جھاگ''

قولہ اَوْ مَتَاعٍ'' اس سے اس آیت کریمہ، وَمِمَّا تُوْقِدُوْنَ عَلَیْہِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَۃٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُہٗ'' یعنی جب اس کو پگھلایا جائے تو اس پر جھاگ آجاتی ہے یہ حق کی مثال ہے اور وہ جھاگ جو ختم ہوجائے اور اس سے نفع نہ اُٹھایا جائے باطل کی مثال ہے۔ یعنی حق ثابت رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ قولہ جُفَاءً آہ اس سے اس آیت کریمہ: ''فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً'' کی طرف اشارہ کیا اور جُفَاء کی اَجْفَأَتِ الْقِدْرُ الخ سے تفسیر کی۔ یعنی جھاگ پھینک کر دُور ہوجاتا ہے؛ چنانچہ جب ہنڈیا جوش مارے اور اس پر جھاگ آجائے پھر جب جوش ٹھہر جائے تو کوئی شئ باقی نہیں رہتی اور اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح حق باطل سے ممتاز ہوتا ہے۔ اللہ یوں ہی مثالیں بیان کرتا ہے۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے باقی رہنے والے جھاگ کو باقی نہ رہنے والے جھاگ سے ممتاز کرتا ہے۔ ایسے حق کو جو باقی اور ثابت رہتا ہے باطل سے ممتاز کرتا ہے جو باقی نہیں رہتا۔

قولہ المِھَاد آہ اس سے آیت کریمہ، وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ'' کی طرف اشارہ کیا اور فراش سے اس کی تفسیر کی یعنی کیا ہی بُرا بچھونا ہے۔

قولہ یَدْرَءُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ؛ وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْكُمْ اَیْ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَاِلَيْهِ مَتَابِ تَوْبَتِيْ اَفَلَمْ يَايْئَسْ
لَمْ يَتَبَيَّنْ قَارِعَةٌ دَاهِيَةٌ فَاَمْلَيْتُ اَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ
مَلِيًّا وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيْلِ مِنَ الْاَرْضِ اَشَقُّ اَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ
وَمُعَقِّبٌ مُغَيِّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُتَجَاوِرَاتٌ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا اَلسِّبَاخُ
صِنْوَانٌ النَّخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِيْ اَصْلٍ وَاحِدٍ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ وَحْدَهَا
بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَصَالِحِ بَنِيْ اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ
اَلَّذِيْ فِيْهِ الْمَاءُ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ
بِيَدِهِ فَلَا يَاْتِيْهِ اَبَدًا سَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا تَمْلَاُ بَطْنَ وَادٍ
زَبَدًا رَّابِيًا زَبَدُ السَّيْلِ خَبَثُ الْحَدِيْدِ وَالْحِلْيَةِ

مُتَجَاوِرَاتٌ کی مُتَدَانِیَاتٌ سے تفسیر کی یعنی زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں اور صفات میں مختلف ہیں چنانچہ اُن میں سے بعض میٹھے، بعض کڑوے، بعض اچھے ٹکڑے ہیں جہاں نباتات اُگتی ہیں اور بعض بنجر ہیں جہاں کچھ نہیں اُگتا ہے۔

قولہ اَلْمَثُلَاتُ آہ یعنی مَثُلَاتٌ مَثُلَہ کی جمع ہے جیسے صدُقات صدقہ کی جمع ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ "قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ" کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ان سے پہلے ان جیسے لوگ گزرے ہیں جو نبیوں کی نافرمانی اور ان کی تکذیب کرنے کے سبب عذاب میں مبتلا رہے۔ مَثُلَاتٌ کو مُثْلَاتٌ بھی پڑھا جاتا ہے۔ سلیمان میم اور ثاء دونوں کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابو بکر بن عیاس دونوں کو مضموم پڑھتے ہیں۔ عیسیٰ بن عمر کی یہی قراءت ہے۔

قولہ بمقدار آہ اس سے اس آیت کریمہ: "وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "قدر" سے اس کی تفسیر کی یعنی اللہ کے نزدیک ہر شئی ایک اندازے میں ہے اس حد سے نہ بڑھتی ہے اور نہ کم ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہر شئی کی مقدار وہ ہے جو اس کے موجود ہونے سے پہلے تھی۔

قولہ مُعَقِّبَاتٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ "لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُوْنَهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ" کی طرف اشارہ کیا اور معقبات کی ملائکہ حفظہ سے تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو

marfat.com
Marfat.com

"شہرا"، یعنی معنیٰ ہے۔ دُور دراز تک کشادہ زمین کو مَلأ کہا جاتا ہے۔
قولہ اَشَقُّ آہ اس سے اس آیت کریمہ "وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "اَشَقُّ" کی اَشَدُّ سے تفسیر کی کہ یہ اسم تفضیل ہے مَشَقَّت سے مشتق ہے۔ یعنی گنہگاروں کے لئے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے ان کو بچانے والا کوئی نہیں۔
قولہ صِنْوَانٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ "صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقٰى بِمَاءٍ وَّاحِدٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "نَخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِي اَصْلٍ وَّاحِدٍ" سے اس کی اس تفسیر کی یعنی کھجور کا پیڑ ایک تھالے سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ صِنْوَان صِنْوٌ کی جمع ہے۔ اور جمع قلت اَصْنَاءٌ ہے۔ تثنیہ اور جمع میں کوئی فرق نہیں البتہ اعراب میں فرق ہے کیونکہ تثنیہ میں صنوان کا نون مکسور رہے اور نون پر تنوین نہیں۔ اور جمع میں "صِنْوَانٌ"، نون پر تنوین ہے۔
قولہ بِمَاءٍ وَّاحِدٍ"، یعنی سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔
قولہ كَصَالِحِ بَنِيْ آدَمَ آہ یعنی جیسے حضرت آدم علیہ السلام ایک ہیں اور ان کی اولاد میں نیک و بد ہیں صنوان اور غیر صنوان سے اسی طرف اشارہ ہے۔ حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے دلوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ بعض دل رقیق ہیں اللہ سے ڈرتے ہیں اور بعض دل سخت ہیں۔ لہو ولعب میں مشغول رہتے حالانکہ سب کا اصل ایک ہی ہے۔ ایسے صنوان اور غیر صنوان ہے کہ اس میں بعض اچھی اُگتی ہیں اور بعض اچھی نہیں ہوتیں حالانکہ ان کا اصل ایک ہی ہے اور پانی بھی ایک ہی پلایا جاتا ہے۔
قولہ السَّحَابُ الثِّقَالُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ"، کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے۔ ڈر کو اور امید کو۔ اور بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے۔ سَحاب سحابہ کی جمع ہے اور ثِقال سحاب کی صفت ہے۔ یعنی بادل جو پانی سے بھارے ہیں۔ ان کو پھیلاتا ہے۔ يُنْشِئُ بمعنی يُسَيِّرُ ہے۔
قولہ سَالَتْ اَوْدِيَةٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا"، کی طرف اشارہ کیا یعنی اُس نے آسمان سے پانی اُتارا تو نالے اپنے لائق بہہ نکلے جو وادی کو بھر دیتے ہیں۔
اَوْدِيَةٌ"، وادی کی جمع ہے اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان کھلی زمین ہے۔ وہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ قدر بمعنی مبلغ الشئ ہے یعنی شئ کی انتہا اگر وہ چھوٹی ہو تو پانی قلیل ہوگا۔ اگر وسیع ہو تو پانی کثیر ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

عُقْبَى الدَّارِ،، کی طرف اشارہ کیا اور یَدْرَؤُن کی یَدْفَعُون سے تفسیر کی یعنی بُرائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں۔ انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے " کی طرف اشارہ کیا۔

قولہ سلامٌ علیکم آہ اس سے اس آیت کریمہ : سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ،، یعنی جنتیوں کے پاس فرشتے آئیں گے اور کہیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی اچھا ملا ہے۔ کیونکہ انہوں نے دُنیا میں تھوڑے مال پر صبر کیا اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتے رہے اور بُرے عملوں سے بچتے رہے اور نفسانی خواہشات کو ترک کیا یہ اُن کا دُنیا میں صبر تھا۔

قولہ وَإِلَيْهِ مَتَابِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ" کی طرف اشارہ کیا اور "توبتی"، سے اس کی تفسیر کی یعنی اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے۔

قولہ أَفَلَمْ يَيْأَسِ آہ اس سے اس آیت کریمہ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا "، کی طرف اشارہ کیا اور فَلَمْ يَتَبَيَّنْ سے اس کی تفسیر کی تو کیا مومن اس سے ناامید نہیں ہوتے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ یَايْئَس بمعنی يَعْلَمُ ہے بمعنی يَعْلَمُ ہے یعنی کیا مومنوں نے نہیں جانا؟ کلبی نے کہا یَايْئَسُ بمعنی يَعْلَمُ نخع کی لغت میں ہے۔ یہ مجاہد حسن اور قتادہ کا قول ہے۔ طبری نے قاسم بن معن سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں یہ ہوازن کی لغت ہے وہ کہتے ہیں یہ يَئِستُ كَذَا اى عَلِمْتُهُ میں نے اسے جانا " قاموس اور صراح میں ہے یاس بمعنی ناامید ہے۔ اور علم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اور اس آیت کریمہ : أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ الآیۃ میں یہی معنی ہے۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ یاس کو جو ناامید کے معنی میں ہے علم کے معنی میں استعمال نہیں کرتے مگر اس اعتبار سے کہ وہ علم کے معنی کو متضمن ہو کیونکہ جو کوئی کسی سے آئس اور ناامید ہو وہ یہ جانتا ہے کہ وہ اس کو پا نہیں سکے گا۔ ایک روایت میں ہے صحابہ کی ایک جماعت أَفَلَمْ يَيْأَسِ کی جگہ أَفَلَمْ يَتَبَيَّنْ پڑھتے ہیں (عینی وتیسیر القاری)

قولہ قَارِعَةٌ الآیۃ اس سے اس آیت کریمہ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ "، کی طرف اشارہ کیا اور دَاهِيَةٌ "، سے اس کی تفسیر کی یعنی اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھمک پہنچتی رہے گی۔ دَاهِيَة بمعنی ہلاکت اور دھمک ہے۔

قولہ فَأَمْلَيْتُ الآیۃ اس سے اس آیت کریمہ : فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ "، کی طرف اشارہ کیا اور " أَمْلَيْتُ "، کی أَطَلْتُ "، سے تفسیر کی "مَلِيٌّ" بفتح المیم و کسر اللام ہے اور آخر میں یا مشدد ہے اور " مِلَاوَة " بکسر المیم ہے زمانے کا کچھ حصہ " حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث میں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ " فَلَبِثْتُ مَلِيًّا "، میں کچھ زمانہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۰ ـ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِیْحُ الْغَیْبِ خَمْسٌ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا یَعْلَمُ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی یَاْتِی الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَلَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ

اور نہ ہی اسے حزن و ملال ہوتا ہے۔ اس کی والدہ کے حیض کا خون اس کی خوراک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اس کا رزق بنایا ہے۔ اس لئے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب پیدائش کے وقت بچہ زمین پر واقع ہوتا ہے تو چیخ مارتا ہے۔ اس کا چلانا اپنے مکان کی اجنبیت کے طور پر ہوتا ہے۔ جب اس کی ناف کاٹی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق اس کی والدہ کے پستان میں کر دیتا ہے۔ اس وقت بھی وہ حزن و ملال کی دنیا سے بالاتر ہوتا ہے پھر طفل ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کھانے لگتا ہے۔ جب بالغ ہو جاتا ہے تو کہتا ہے اب موت یا قتل ہے اب مجھے رزق کہاں سے ملے گا۔ مکحول نے کہا اے انسان تیری ہلاکت ہو تجھے اس وقت بھی غذا ملتی تھی جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اور جب تو طفل تھا حتیٰ کہ جب نوجوان ہوا تو کہتا ہے کہ یہ موت یا قتل ہے۔ اب مجھے رزق کہاں سے ملے گا۔ پھر یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ، زیادتی اور نقصان کی نسبت رحم کی طرف مجازاً ہے درحقیقت فاعل اللہ تعالیٰ ہے اس نے جو مقدر کر رکھا ہے اس پر زیادتی نقصان ناممکن ہے۔

۴۳۸۰ ـ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور نہ یہ جانتا ہے کہ عورت کا رحم کمی کرے گا یا زیادتی کرے گا اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی!

۴۳۸۰ ـ شرح: اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا یہ صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ ان پانچ امور کو اس لئے ذکر کیا کہ اس زمانہ میں کاہن ان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ غِيْضَ نُقِصَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے،،

اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے،،

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی کامل ہے یا ناقص اچھا ہے یا بُرا ہے لمبا ہے یا چھوٹا وغیرہ وغیرہ اور عورتوں کے ارحام جو نقصان یا زیادتی کرتے ہیں۔ آیا بچے کا جسم رحم میں صحیح ہے یا ناقص ہے اسی طرح مدت اور تعداد وغیرہ سب کچھ اللہ جانتا ہے، کیونکہ رحم میں کبھی ایک بچہ ہوتا ہے کبھی اس سے زیادہ دو یا تین یا چار یا پانچ بچے ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ شریک اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں چار بچوں سے چوتھے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یمن کے ایک بوڑھے آدمی نے انہیں خبر دی کہ ایک عورت نے کئی بار پانچ پانچ بچوں کو جنم دیا۔ جوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ " مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ ،، سے مراد ناتمام حمل کا ساقط ہونا ہے۔ اور " مَا تَزْدَادُ ،، سے مراد یہ ہے کہ پوری مدت سے بچہ پیدا ہو۔ کیونکہ بعض عورتیں دس ماہ حاملہ رہتی ہیں بعض نو ماہ احناف کے مذہب میں زیادہ سے زیادہ حمل کی مدت دو سال ہے۔ جبکہ شافعی کے مذہب میں چار سال اور امام مالک کے نزدیک پانچ سال ہے۔ ضحاک نے کہا میری والدہ نے دو سال حاملہ رہنے کے بعد مجھے جنم دیا۔ جبکہ میرے اگلے دانت نکل آئے تھے (قسطلانی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا آٹھ سو اٹھاسی ہجری کے جمادی الاولیٰ میں ہفتہ کے روز میری بیٹی زینب نے " اللہ تعالیٰ اسے ہر خیر کی توفیق دے اور اس کی عاقبت اچھی کرے اور اس کی اولاد نیک کرے۔ ابتداءِ حمل سے نو ماہ بعد بچہ کو جنم دیا جبکہ اس کے سامنے والے دو دانت ظاہر تھے جو تقریباً سات ماہ بعد گر گئے۔ مکحول نے کہا عورت کے پیٹ میں بچہ کوئی شئ طلب کرتا ہے نہ غمناک ہوتا

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَيَادِيَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَاَيَّامَهُ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ رَغِبْتُمْ اِلَيْهِ فِيْهِ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا يَلْتَمِسُوْنَ

جو زانیوں کی شرمگاہوں سے نکلے گا۔ صدید مار کی صفت ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرفِ تشبیہ محذوف ہے۔ دراصل ماءٌ مثلُ صَدِیدٍ، تھا۔ اس تقدیر پر دوزخی جو پانی پئیں گے وہ پیپ کی مثل ہوگا اور اس سے پیپ کی طرح بدبو آئے گی جیسے قرآن کریم میں ہے وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَاءٍ کَالْمُھْلِ، اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی پانی سے کی جائے گی جو مُہل کی طرح ہوگا۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ پیپ پانی کے مشابہ ہونے کے سبب اس پر پانی کا اطلاق کیا گیا ہے وہ درحقیقت پانی نہیں ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ خالص پیپ پئیں گے جو پانی کے مشابہ ہوگی (قسطلانی)

قولہ اُذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عیینہ نے نِعْمَةَ اللّٰہِ، کی اَیَادِیَ اللّٰہِ، سے تفسیر کی ہے اَیَادِی اَیْدِیْ کی جمع ہے اور وہ یَدٌ کی جمع ہے۔ پس اَیَادِیْ جمع کی جمع ہے۔ اس کے معنی نعمت کے ہیں یعنی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں یاد کرو جبکہ تمہیں فرعون کی قوم کی شر سے نجات دلائی، قولہ قَالَ مُجَاهِدٌ آہ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ: وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ میں "مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ"، کی تفسیر میں کہا کہ تم کو ہر وہ شئ دی جس کی تم نے خواہش کی" پوری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "اللہ تعالیٰ نے رات اور دن تمہارے تابع کر دیئے اور ہر وہ شئ تمہیں عطا کی جو تم نے خواہش کی اس تفسیر کا مقصد یہ ہے کہ جو شئ تمہیں پسند تھی اس کا سوال کرو یا نہ کرو وہ ہم نے تمہیں دی ہے ضحاک نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ "مَاسَاَلْتُمُوْهُ"، میں نافیہ ہے اور کُلٍّ، کے لام پر تنوین ہے۔ یعنی ہر نعمت سے تمہیں وہ کچھ دیا جس کا تم نے سوال نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے بہت نعمتیں ایسی ہیں جو ہم نے طلب نہیں کیں اور نہ ہی اُن کا ہمارے دِلوں میں خیال آیا ہے حسن بصری نے کہا تمہیں ہر وہ شئ دی جو تم نے خواہش کی"

قولہ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، کی طرف اشارہ کیا اور "يَبْغُوْنَهَا"، کی تفسیر يَلْتَمِسُوْنَ، سے کی۔ یعنی اللہ کی راہ میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہو۔

قولہ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ آہ، اس سے اس آیت کریمہ: وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور "تَاَذَّنَ"، کی اَعْلَمَ سے تفسیر کی یعنی اور یاد کرو جب تمہارے رب نے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ

ان پانچوں کے علم کا دعویٰ کرتے تھے۔ اُن کے ردّ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندے کو ان کا علم عطا کرے تو یہ آیت کے منافی نہیں چنانچہ اس مقام میں علامہ قسطلانی نے ذکر کیا: اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يُطْلِعُهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ مِنْ غَيْبِهٖ وَالْوَلِيُّ التَّابِعُ لَهٗ يَاخُذُ عَنْهُ،، یعنی مگر جس رسُول سے اللہ راضی ہو، اپنے غیب سے جو کچھ چاہے اس کو مطلع کرتا ہے اور رسُول کا پیروکار ولی نبی سے یہ حاصل کرتا ہے۔ سُورۂ لقمان میں انشاء اللہ مزید وضاحت آئے گی (حدیث ۱۷۴۷ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۃُ اِبْرَاہِیْم علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ صورت مکیہ ہے مگر یہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا اور اس کے بعد دُوسری آیت جو اس سے متصل ہے دونوں مدنی ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عباس ھَادٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن یہ آیت کریمہ سورۂ رعد کی ہے۔ پھر ھَادٍ کی تفسیر دَاعٍ سے کی۔ یعنی لوگوں کو حق کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اس سے مراد نبی ہیں جو اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات ظاہر کرتے ہیں۔ قولہ صَدِیدٌ" اس سے اس آیت کریمہ "وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ،، کی طرف اشارہ کیا لعد مجاہد نے صَدِیْدٌ کی تفسیر پیپ اور خون سے کی،، قتادہ نے کہا صَدِیدٌ وہ ہے جو گوشت اور چمڑے سے بہتی ہے اس سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جو کافر کے پیٹ سے نکلے گا اور اس کے ساتھ پیپ اور خون ملا ہوگا کہا گیا ہے

marfat.com
Marfat.com

اِسْتَصْرَخَنِيْ اِسْتَغَاثَنِيْ يَسْتَصْرِخُهُ مِنَ الصُّرَاخِ وَلَاخِلَالَ مَصْدَرُ خَالَلْتُهُ خِلَالًا وَيَجُوْزُ اَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ اُجْتُثَّتْ اِسْتُوْصِلَتْ

قولہ مِنْ وَّرَائِهِ ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَمِنْ وَّرَائِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ، کی طرف اشارہ ہے۔ اور وراء کی تفسیر قدام سے کی بعض نے کہا وَرَاءٌ بمعنی اَمَام صرف زمان اور مکان میں آتا ہے۔ قولہ لَكُمْ تَبَعًا ،، اس سے اِس آیت کریمہ: اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ تبعا تابع کی جمع ہے۔ جیسے غَيَبٌ غیبٌ کی جمع اور خَدَمٌ خادم کی جمع ہے۔

قولہ بِمُصْرِخِكُمْ آہ اس سے آئت کریمہ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ کی طرف اشارہ کیا یعنی (شیطان کہے گا) تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچو ،،

اِسْتَصْرَخَنِيْ کی تفسیر اِسْتَغَاثَنِيْ سے اور يَسْتَصْرِخُنِيْ صُرَاخ بمعنی فریاد سے مشتق ہے۔

علامہ قسطلانی نے شرح میں ذکر کیا کہ بِمُصْرِخِكُمْ میں ہمزہ سلب کے لئے ہے یعنی اَزَالَ صُرَاخِيْ ،،

قولہ وَلَاخِلَالَ آہ اس سے اس آئت کریمہ: ،، يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَاخِلَالٌ کی طرف اشارہ کیا اور لفظ خلال ،، میں دو وجہیں ذکر کیں۔ ایک یہ کہ باب مفاعلہ کی مصدر ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ کسی دوست کا دوستی کرنا۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ خُلَّت کی جمع ہے جیسے قلال قُلَّةٌ کی جمع بمعنی صداقت ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں دوستی اور محبت جو دل میں داخل ہو کر اس کے باطن میں پہنچ جاتی ہے۔ اسی سے خلیل بمعنی صدیق مشتق ہے۔

قولہ اُجْتُثَّتْ آہ اس سے اس آئت کریمہ: ،، مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ کی طرف اشارہ کیا اور اُجْتُثَّتْ کی اِسْتُوْصِلَتْ سے تفسیر کی اس کے معنیٰ ہیں جڑ سے اکھاڑنا اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں ،،

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پاکیزہ بات کی مثال جیسے پاکیزہ درخت ،،

marfat.com
Marfat.com

لَهَا عِوَجًا وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ أَعْلَمَكُمْ آذَنَكُمْ رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ هَذَا مَثَلٌ كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ مَقَامِي حَيْثُ يُقِيمُهُ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَائِهِ قُدَّامَهُ لَكُمْ تَبَعًا وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ بِمُصْرِخِكُمْ

کہ اگر احسان مانوگے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے۔ امام کا مقصد یہ ہے کہ تَأَذَّنَ باب تفعل سے ہے اور اٰذَنَ جو باب افعال سے ہے ہم معنیٰ ہیں لیکن تَأَذَّنَ میں معنی کی زیادتی ہے جیسے تَوَعَّدَ میں اوعد سے زیادتی ہے۔

قولہ رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ " جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ "، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابوعبیدہ نے کہا یہ عرب کا مقولہ اور مثال ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جس شیٔ کو ان کو حکم دیا گیا اسے باز رہے "

علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ علماء نے ابوعبیدہ پر مواخذہ کیا ہے کہ یہ کلام عربوں سے نہیں سنا گیا جو ابوعبیدہ نے ذکر کیا ہے۔ اخفش نے بھی یہی معنی اختیار کیا اُن پر بھی یہی اعتراض کیا گیا لیکن یہ مواخذہ اور اعتراض ناقابلِ فہم ہے کیونکہ بعض لوگوں کا عدمِ سماع عدم کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کافروں نے نبیوں پر غیظ و غضب کے سبب اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا۔ بعض نے معنی یہ کئے ہیں کہ کافروں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں پر رکھے اور نبیوں کو اشارہ کیا کہ اپنے منہ بند رکھیں اور خاموش رہیں (تیسیر القاری)

علامہ عینی نے کہا : مِثْل کی میم مکسور اور ثاء ساکن ہے یعنی رَدُّوا أَيْدِيَهُمْ کا معنی كَفُّوا عَمَّا أُمِرُوا بِهِ کے معنی کی مثل ہے اور یہ صیغۂ مجہول ہے اور اگر " مَثَل "، کی میم اور ثاء کو مفتوح پڑھیں تو یہ محاورہ کے معنی میں ہوگا یعنی جیسے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پند و نصائح اور مواعظ حسنہ لائے تو کافروں نے ان کا بلیغ رد کیا اور اپنے ہاتھوں کو مونہوں پر کر دیا اور کہا ہم تمہارے منشور کا انکار کرتے ہیں یعنی تمہارے لئے ہمارا یہی جواب ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی جواب نہیں یا معنی یہ ہے کہ کافروں نے نبیوں کے ہونٹوں پر اپنے ہاتھ رکھے تاکہ وہ کلام نہ کر سکیں۔

قولہ مَقَامِي آہ اس سے اس آیت کریمہ : ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ "، کی طرف اشارہ ہے اور اس میں " مقامی "، کے معنیٰ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے آگے کھڑا کریگا اس سے مراد قیامت میں حساب لینے کا مقام ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۱ - حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرُوْنِیْ بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ اَوْ کَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا یَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا وَلَا وَلَا تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَاَیْتُ اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ لَا یَتَکَلَّمَانِ فَکَرِهْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هِیَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ یَا اَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ کَانَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَکَلَّمَ قَالَ لَمْ اَرَکُمْ

ثابت رہتا ہے۔ چہارم یہ کہ شجر طیبہ سے مومن ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ مومن کے اعمال ہر وقت بُلند ہوتے ہیں اور کھجور کا پھل بھی ہر وقت موجود رہتا ہے۔

پنجم یہ کہ شجرہ طیبہ سے مراد قریش ہیں اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ دونوں کی قدر بُلند ہے کیونکہ قریش کی قدر عرب کے تمام قبائل پر بُلند ہے۔ جیسے کلمہ طیبہ باقی کلمات پر فائق ہے۔

چھیواں قول یہ کہ شجرہ سے مراد جوز ہندی ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ اس کا میوہ ہمیشہ رہتا ہے جیسے کلمہ طیبہ کا ثمرہ ہمیشہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئت کریمہ "اُکُلُهَا دَائِمٌ" الآیۃ کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ درخت جوز ہندی ہے کہ اس کا پھل معطل نہیں ہوتا ہر ماہ پھل دیتا ہے۔ اس طرح صاحب کلمہ اعمال صالحہ سے خالی نہیں رہتا۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ اس درخت میں تین چیزیں ہیں اس کا ریشہ مضبوط، تنا قائم اور شاخیں بُلند ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایمان تین چیزوں کے بغیر نہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ فائدہ بہم پہنچا جاسکتا ہے۔ اوّل صمیم قلب سے تصدیق کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا اور نیک اعمال کرنا۔ مجاہد نے کہا آئت کریمہ "کُلَّ حِیْنٍ" میں حین سے مراد سال ہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ دو حین ہیں ایک معلوم ہے دوسرا غیر معلوم ہے پہلے کا معنی جو اس آئت کریمہ "لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ" میں ہے دوسرا جو اس آئت کریمہ "تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ" میں ہے یہ درمیان سال سے لے کر دوسرے سال تک عرصہ ہے۔ قتادہ اور سعید بن جبیر نے کہا حین یعنی چھ ماہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں ہر صبح و شام حین ہے۔

۴۳۸۱ - ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ۲۴

جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے ،، **تفسیر** : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے ۔ وہ کہتے ہیں شجر طیبہ سے مراد ہر پھلدار درخت ہے ۔ بعض کہتے ہیں کھجور کا درخت ہے بعض نے کہا یہ بہشت میں درخت ہے ۔ بعض نے اس سے مومن مرد مراد لیا ہے بعض قریش کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اس سے مراد جوز ہندی ہے ۔

خداوند قدوس جل مجدہ الکریم نے کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور جمہور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،، ہے اور شجرہ طیبہ میں کئی اقوال مذکور ہیں ۔ اول یہ کہ شجرہ طیبہ پھلدار درخت ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ دونوں سے خوبصورتی ، پاکیزگی اور منافع حاصل ہوتے ہیں دوم یہ کہ شجرہ طیبہ سے مراد کھجور کا درخت ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ دونوں میں دنیا اور آخرت کی بہتریاں اور خوبصورتیاں پائی جاتی ہیں کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ کلمہ گو انسان کے لئے دنیا و آخرت کی بہتری اور خوبصورتی ہمیشہ رہتی ہے ۔ اسی طرح کھجور کا درخت ہے کہ اس کا پھل جب سے نمودار ہوتا ہے اس کے پکنے اور خشک ہونے تک بہت خوبصورت نظر آتا ہے اور پھل خشک ہونے کے بعد اس کی لکڑی شاخوں پتوں اور گٹھلیوں سے بہت منافع حاصل کئے جاتے ہیں ۔ بعض علماء نے وجہ تشبیہ کی تقریر اس طرح کی ہے کہ جب اس کا سر کاٹ دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے بخلاف دوسرے درختوں کے وہ پھر پھوٹ پڑتے ہیں نیز جب تک اس کی تلقیح نہ کی جائے یعنی مذکر کھجور کا ابتدائی پھل مؤنث کھجور کے ابتدائی پھل پر نہ ڈالا جائے تو یہ پھلدار نہیں ہوتا بلکہ کچھ ظاہر ہو کر گر جاتا ہے یا خشک ہو جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بچی ہوئی مٹی سے یہ درخت بنا تھا اسی لئے اس کو بنی آدم کی پھوپھی کہا جاتا ہے ۔ کہا گیا ہے کہ اس کی شاخیں بہت بلند ہوتی ہیں جیسے مومن کا عمل آسمانوں کی طرف اٹھتا ہے ۔ بعض نے کہا یہ بھی مومن کے دل میں ایمان کے ثبوت کی طرح سخت ثابت ہوتا ہے ۔

سوم یہ کہ شجرہ طیبہ سے مراد جنت کا درخت ہے ۔ اس تقدیر پر تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۲ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا

اَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهٖ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا اَلْبَوَارُ اَلْهَلَاكُ بَارَ يَبُوْرُ بُوْرًا قَوْمًا بُوْرًا هَالِكِيْنَ

۴۳۸۲ ـــ ترجمہ : براءؓ بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں پوچھا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ شہادت ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ثابت رکھتا ہے جو ایمان لائے ایسی بات پر دنیا اور آخرت میں ثابت ہے (حدیث ۱۲۸۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کیا تم نے انہیں نہ دیکھا، جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی"

تفسیر : اللہ کی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں مبعوث فرمایا اور انھوں نے آپ سے کفر کیا اور اپنی قوم اور پیروکاروں کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور وہ جہنم ہے جو بُرا قرار ہے۔ اَلَمْ تَرَ بمعنی اَلَمْ تَعْلَمْ ہے کیونکہ رؤیت بمعنی اِبْصار غیر حاصل ہے کہ یہ عادۃً مشکل ہے (کرمانی) علامہ عینی نے کہا یہ کلمہ کسی چیز سے تعجب اور مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے

marfat.com
Marfat.com

تَكَلَّمُونَ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَأَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

بَابٌ قَوْلِهِ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک ایسے درخت کی خبر دو جو مسلمان مرد کی مثل ہے یا مسلمان مرد کی طرح ہے (راوی کا شک ہے) اس کے پتے نہیں گرتے اس کی صفت یہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں اور یہ بھی نہیں وہ ہر وقت پھل دیتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں یہ واقع ہؤا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ خاموش ہیں بات نہیں کر رہے ہیں تو میں نے یہ اچھا نہ سمجھا کہ کہوں (وہ کھجور کا درخت ہے) جب لوگوں نے کوئی بات نہ کہی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم مجلس سے اُٹھ گئے تو میں نے عمر فاروق سے کہا اے میرے باپ بخدا! میرے دل میں یہی واقع ہؤا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ عمر فاروق نے کہا پھر تم کو بات کرنے سے منع کس نے کیا تھا۔ عبداللہ نے کہا میں نے تمہیں خاموش بیٹھے دیکھا تو میں نے کچھ کہنے کو اچھا نہ سمجھا عمر فاروق نے کہا تمہارا بات کرنا مجھے اتنے اتنے اونٹوں سے زیادہ اچھا تھا۔

۴۳۸۱ — شرح: لَا وَلَا وَلَا آپ تین بار لا فرمایا اس سے کھجور کے درخت کی اور تین صفات کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے انہیں ذکر نہیں کیا صرف تین بار کلمہ لا فرمانے پر اکتفاء کی اور قولہ "تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ"، یہ اس کی پانچویں وصف ہے۔ (حدیث ۵۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر "

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان اور اعمال کو حق بات پر ثابت رکھتا ہے اور وہ قبر میں سوال کے وقت اور آخرت میں جب قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

طَرِيْقَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ اَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ
وَقَالَ غَيْرُهٗ كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ اَجَلٌ لَوْمَا تَاْتِيْنَا هَلَّا تَاْتِيْنَا شِيَعٌ اُمَمٌ

سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ کلبی نے کہا اس میں ایک آئت مدنی ہے۔

قولہ قَالَ مجاہد آہ یعنی مجاہد نے کہا اس آئت کریمہ: هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ، ، کا معنی ہے جو سیدھے راہ پر دلالت ہے۔ صاحب کشاف نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ سچا راستہ ہے اس کی رعایت کرنا میرے ذمہ ہے۔ بیضاوی میں صراط علی کی تفسیر یہ ہے۔ میرا حق ہے کہ اس کی مراعات کروں۔ بعض نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے۔ مَنْ مَرَّ علی رضوانی ، ، یعنی جو کوئی میری رضا مندی پر چلے۔ کہا گیا ہے کہ علیّ ، ، بمعنی اِلَیَّ ہے۔ کسائی سے منقول ہے کہ یہ وعید اور تہدید کے طور پر فرمایا ہے۔ چنانچہ جس سے دشمنی ہو اسے کہتے ہیں تو نے میرے راہ ہی سے گزرنا ہے۔

قولہ قال ابن عباس آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لَعَمْرُکَ بمعنی لَعَیْشُکَ ، ، ہے۔ یعنی اے حبیب تیری زندگی کی قسم۔ یہ لوگ اپنی گمراہی میں حیران جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کیسے آپ کی ہدایت پائیں گے۔ بعض نے کہا اَنَّہُمْ ، ، کی ضمیر کا مرجع قریش ہیں اور لوط علیہ السلام کے واقعہ میں یہ جملہ معترضہ ہے۔ قولہ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ آہ اس سے آئت کریمہ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ، ، جب عذاب دینے کے لئے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کی قوم کے پاس آئے تو لوط علیہ السلام نے کہا ہم تمہیں پہچانتے نہیں ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کو پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے لوگوں کو عذاب دینے آئے ہیں۔ وَقَالَ غَیْرُہٗ آہ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے " اس آئت کریمہ اِلَّا وَلَهَا کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ، ، کی تفسیر میں کہا کہ یہ مدت مقررہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی شہر یا قریہ کے رہنے والوں کو ہلاک نہیں کرتا مگر ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ جب تک اس وقت کو نہ پہنچیں ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔

قولہ لَوْمَا تَاْتِیْنَا آہ اس سے اس آئت کریمہ: لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَةِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ، ، کی طرف اشارہ کیا پھر لَوْمَا کی ہلَّا سے تفسیر کی اس کے معنی ابھارنے کے ہیں۔ یعنی اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتا جو ہمیں عذاب دیں۔ صاحب کشاف علامہ زمخشری نے کہا ، لَوْ ، ، ما اور لا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے۔ اس مرکب کو دو معنی کے لئے استعمال کرتے ہیں ایک یہ کہ کسی چیز کا امتناع غیر کے وجود کے سبب ہوتا ہے اور دوسرا معنی تخصیص ہے۔ اور "ھل" کی ترکیب صرف "لا" کے ساتھ ہوتی ہے یعنی هَلَّا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓئِکَةِ ، ، یعنی فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے ہو

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۳ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ کُفْرًا قَالَ هُمْ کُفَّارُ اَهْلِ مَکَّةَ

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ اَلْحَقُّ یَرْجِعُ اِلَی اللّٰهِ وَعَلَیْهِ

کہا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ، اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِنَ الْکِتَابِ۔ یعنی اِن لوگوں کے فعل پر آپ تعجب نہیں کرتے اور ان کے حال پر متنبہ نہیں ہوتے یعنی اس کلام کا وضعی معنیٰ مقصود نہیں جیسے اس کلام "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ، اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا میں وضعی معنیٰ رؤیت بصری مراد نہیں بلکہ رویت بصیرت مراد ہے۔ قولہ اَلْبَوَار بمعنی ہلاک ہے۔ اس سے ماضی مضارع بَارَ یَبُوْرُ آتا ہے اور بَوْرًا اس کی مصدر ہے۔ قولہ قَوْمًا بُوْرًا بمعنی ہالکین ہے یعنی بوار کی جمع بُوْرٌ ہے۔

ترجمہ: عطاء سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

۴۳۸۳ـــ کو اس آیت کریمہ: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ کُفْرًا"، کی تفسیر میں کہا یہ لوگ جو اللہ کی نعمت بدلنے والے ہیں مکہ کے کافر ہیں ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

سُورۂ حِجر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طبری نے کہا بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ یوسف کے بعد اور سورۂ انعام

marfat.com
Marfat.com

مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً حَمَأٌ جَمَاعَةُ حَمَأَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ تَوْجَلْ تَخَفْ دَابِرَ اٰخِرَ الْاِمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ الصَّيْحَةُ الْهَلَكَةُ

کی طرف اشارہ کیا پھر غُشِیَتْ بمعنی حُبِسَتْ سے اس کی تفسیر کی یعنی اگر ہم اُن کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیں اور وہ اُوپر چڑھتے ہوئے اُن میں داخل ہوں اور ہر روز اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات دیکھیں تو وہ پرانی دشمنی اور فرطِ عناد کے باعث کہیں گے یہ کچھ بھی نہیں ہماری آنکھیں جادو سے باندھی گئی ہیں یہ صرف ایک خیالی صورت ہے جب وہ معجزات دیکھتے تھے تو اُن کے مشاہدہ کے وقت اسی طرح کہا کرتے تھے

قولہ بُرُوجًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور بروج کی تفسیر سورج اور چاند کے منازل سے کی مجاہد نے بروج سے مراد ستارے ہیں اور زَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِيْنَ " اسی معنی میں ہے کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ خوبصورت کیا۔ قسطلانی نے عطیہ سے نقل کیا کہ یہ آسمانوں میں محلات ہیں جن پر محافظ کھڑے ہیں۔ شیخ دہلوی نے اس کی شرح میں ذکر کیا کہ نجومیوں نے جو بروج مقرر کئے ہیں کہ آسمان کے بارہ برج ہیں۔ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ " کی اس پر ہرگز دلالت نہیں۔ قولہ لَوَاقِحَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً کی طرف اشارہ کیا اور لَوَاقِحَ کی تفسیر مَلَاقِحَ سے کی جو ملقحہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں حاملہ عورت " جو ہوا بارش کا پانی اٹھائے اس کو حاملہ عورت سے تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے مقابل کو جو بارش نہ برسائے عقیم کہتے ہیں اسی لئے بانجھ عورت کو عقیمہ کہتے ہیں۔ مُلْقِح اسے کہتے ہیں جو کسی کو باردار کرے چنانچہ کہا جاتا ہے اَلْقَحَ الْفَحْلُ النَّاقَةَ " اونٹ نے اونٹنی کو باردار کر دیا اور کہا جاتا ہے اَلْقَحَ الرِّيْحُ السَّحَابَ ہوا نے بادل اٹھایا (عینی) علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ لَوَاقِحَ لَاقِح کی جمع ہے یہ دراصل مَلَاقِح تھا تخفیف کے لئے میم کو حذف کر دیا۔ یہ تفسیر اصل لفظ کے اعتبار سے ہے جیسے شراب پر عَصِیر کا اطلاق کرتے ہیں۔ بیضاوی نے کہا لَوَاقِح کی حوامل سے تفسیر کرتے ہیں۔ نیز معنی کے اعتبار سے مُلْقِحَات سے تفسیر کی جاتی ہے یعنی درخت اور بادل باردار ہیں۔ بعض نے کہا مُلْقِحَات پر لواقح کا اطلاق مجازی ہے۔ جیسے سبب پر مسبب کا اطلاق کرتے ہیں۔ جوہری کا یہ کہنا کہ لواقح کی تفسیر ملاقح سے نادر ہے یعنی عام مشہور نہیں ہے یہ معنی نہیں کہ اس کی کوئی وجہ ہی نہیں " (ملتقط)

قولہ حَمَاٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ : لَمْ اَكُنْ لِاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَسْنُوْنٍ " کی طرف اشارہ کیا اور " مَسْنُوْنٍ " کی مَصْبُوْب سے تفسیر کی۔ اور ذکر کیا کہ حَمَأٌ حَمَاۃٌ کی

marfat.com
Marfat.com

وَالْاَوْلِيَآءُ اَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُهْرَعُوْنَ مُسْرِعِيْنَ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ
لِلنَّاظِرِيْنَ قَالَ سُكِّرَتْ غُشِّيَتْ بُرُوْجًا مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَوَاقِحَ

جو تمہاری سچائی کی گواہی دیں۔ تمہارے انذار اور تخویف پر تمہاری مدد کریں۔

قولہ شِيَعٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور "اُمَم" ، ، سے اس کی تفسیر کی یعنی پہلی امتوں میں آپ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے ، ، یہ "شِيْعَة" ، کی جمع ہے۔ ثعلبی نے کہا اس میں لفظ "رُسُلًا" ، مضمر ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ، ، حسن بصری نے کہا شیعہ فرقہ ہے اور لوگوں میں سے چھوٹا سا گروہ ، ، اولیاء کو بھی شیع کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لہٗ شِيَعٌ ، ، یعنی اس کے ولی ہیں طبری نے کہا کسی شخص کے ولیوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔ (عینی) قسطلانی نے کہا ابوعبیدہ کے غیر نے کہا شِيَعٌ شیعہ کی جمع ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جو ایک راستے اور مذہب پر متفق ہے اور اَرْسَلْنَا کا مفعول محذوف ہے یعنی اَرْسَلْنَا رُسُلًا ، ، اس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے جبکہ لوگوں نے آپ کو جنون کی طرف منسوب کیا یعنی اے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم آپ مطمئن رہیں ان لوگوں کی رسولوں کے بارے میں یہی عادت رہی ہے۔

قولہ قال ابن عباس يُهْرَعُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَجَاءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ، ، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے يُهْرَعُوْنَ ، ، کی تفسیر مُسْرِعِيْنَ سے کی ہے۔ یہ آیت کریمہ سورۂ ھود میں ہے یعنی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم تیز دوڑتی ہوئی آئی اس سے پہلے بھی وہ بُرے کام کرتے تھے۔

قولہ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ، ، اور "نَاظِرِيْن" سے اس کی تفسیر کی جو غور و خوض اور گہری نگاہ سے دیکھیں انہیں بھی متوسمین کہا جاتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ ثعلب نے کہا وَاسِم اسے کہتے ہیں جو تجھے سر سے پاؤں تک دیکھے اس میں تثبت کا معنی ہے۔ زجاج نے کہا لغت میں مُتَوَسِّمِيْن ، ، کی حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ گہری نظر سے دیکھیں حتیٰ کہ شئ کی علامت پہچان لیں۔ یہ دراصل کسی شئ کو پہچاننے میں گہری نگاہ کرنا ہے۔ اس سے مراد شدتِ عذاب ہے جس نے سورج طلوع ہونے کے وقت لوط علیہ السلام کی قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے شہر کو آسمان کی طرف لے گئے پھر اسے اوندھا کر دیا۔

قولہ سُكِّرَتْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۴ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهٗ صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَتَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ اَنْ يَّرْمِيَ بِهَا اِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقُهٗ وَرُبَّمَا لَمْ تُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِيَ بِهَا اِلَى الَّذِيْ يَلِيْهِ اِلَى الَّذِيْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا اِلَى الْاَرْضِ

مردود سے محفوظ رکھا یعنی ہم ان کو آسمان پر نہیں آنے دیتے مگر جو شیطان مسموعات کی چوری کرنے جاتا ہے تو اس کے پیچھے روشن شعلے پڑتے ہیں اور ان کو مسموعات کی چوری نہیں کرنے دیتے ہیں۔ شہاب آگ کا شعلہ ہے جو ہوا میں ظاہر ہوتا ہے۔ ستارے اور نیزے پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ وہ چمکدار ہوتا ہے

۴۳۸۴ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ سناتا ہے۔ تو آسمان کے فرشتے جو اللہ کے حکم کے تابع ہیں طاعت کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز ہوتی ہے۔ علی بن عبد اللہ (بخاری کے شیخ) نے کہا اور سفیان کے غیر نے صفوان کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں یہ قول نافذ کرتا ہے (یعنی تمام کو یہ قول سناتا ہے) اور جب اُن کے دلوں سے خوف زائل ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں اللہ نے کیا فرمایا ہے (ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے) (تو جبرائیل و میکائیل جیسے) اللہ کے مقرب فرشتے اس سے کہتے ہیں جس نے کہا تھا اللہ نے کیا فرمایا ہے کہ اللہ نے حق فرمایا ہے اور وہ برتر بزرگ ہے تو بات کے چور یہ کلمہ سُنتے ہیں اور وہ اس طرح ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ

کی جمع ہے اور وہ متغیر مٹی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "مسنون" بدبو دار تر مٹی ہے۔ قولہ اَلْمَصْبُوْب "، یعنی قالب میں ڈالی ہوئی مٹی تاکہ اس کی صورت بنے۔ صَلْصَالٍ خشک مٹی ہے جب اس پر کوئی شئی ماریں تو خشک ہونے کے سبب اس سے آواز نکلتی ہے۔ جب اس کو آگ سے پکایا جائے تو اسے فخار کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا وہ بدبودار مٹی ہے۔ جب گوشت بدبودار ہو جائے تو کہتے ہیں۔ صَلَّ اللَّحْمُ وَاَصَلَّ "

قولہ لَا تَوْجَلْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : "قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی دو لَا تَخَفْ "، سے تفسیر کی یہ وَجَل بمعنی خوف سے مشتق ہے۔ یعنی فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ ڈریں نہیں ہم تمہیں عالم بچے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ فرشتوں نے یہ اس لئے کہا تھا کہ جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے تو انھوں نے کہا میں تم سے ڈر محسوس کرتا ہوں پھر فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بچہ کی خوشخبری دی جبکہ آپ اور آپ کی بیوی دونوں بوڑھے ہو چکے تھے علامہ عینی نے کہا فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی۔

قولہ دَابِرَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَقَضَيْنَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی آخر سے تفسیر کی "، اور ہم نے لوط کو اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ہی ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی "

قولہ اَلصَّيْحَةُ " آہ اس سے اس آیت کریمہ :" فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور صیحہ کی تفسیر ملکہ سے کی۔ تو دن نکلتے ہی ان کو ہولناک آواز نے آلیا۔

قولہ لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ آہ ابو عبیدہ نے کہا امام وہ ہے جس کی تو اقتداء کرے اور اس کے ذریعہ ہدایت پائے "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو، اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ

اس سے پہلے کی آیت کریمہ یہ ہے وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ "، یعنی اسے ہم نے ہر شیطان

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنِ قَالَ
وَحَدَّثَنَا سُفْيٰنُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ
قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ وَقَالَ عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ قَالَ سَمِعْتُ
عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اِنَّ اِنْسَانًا رَوٰى عَنْكَ
عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهُ اَنَّهُ قَرَأَ فُزِّعَ قَالَ سُفْيٰنُ
هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا اَدْرِيْ سَمِعَهُ هٰكَذَا اَمْ لَا قَالَ سُفْيٰنُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

ایک دوسرے کو اس طرح بتلاتے ہیں کہ اُوپر والا نچلے کو نچلا اس سے نچلے کو حتی زمین پر وہ بات لے آتے ہیں اور کاہن کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حفاظت کرنے والے فرشتے ان کو چوری کرنے سے روکتے ہیں اور آگ کے شعلے انہیں مارتے ہیں کبھی تو وہ آگ کے شعلہ کی لپیٹ میں آجاتے ہیں اور وہ انہیں جلادیتا ہے اور کبھی شعلہ سے پہلے وہ چوری کرلیتے ہیں اور کاہن کے منہ میں ڈال دیتے ہیں وہ اس میں سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو بتاتے ہیں اور وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا فلاں روز فلاں بات درست نہیں نکلی تھی۔ یہ وہ سچی بات ہوتی ہے جو آسمانوں سے چوری ہوکر کاہن کے منہ میں آئی اور اُس نے لوگوں کو بتائی تھی۔ قوالحق، یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ اور وہ القول ہے یعنی قال اللّٰہ القول الحق ،، ہوسکتا ہے کہ یہ مرفوع ہو اور جب دینے والوں کا مقولہ ہو اور مقولہ مرفوع ہوتا ہے اور حق سے مراد کلمہ کُن ہے یا باطل کے مقابلہ ہے یا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے اور اس تقدیر پر حق کا معنیٰ یہ ہے کہ جو لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۴۳۸۵ ـ ترجمہ: علی بن عبداللہ (شیخ بخاری) نے کہا ہمیں سفیان بن عیینہ نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں عکرمہ کے ذریعہ عمرو نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ سنائے اور کاہن کا اضافہ کیا،، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ سنائے اور کہا ،، علیٰ فم الساحر،، کاہن کا اضافہ نہیں کیا،، علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان سے کہا ایک انسان نے تم سے اور تم نے عمرو سے اور انہوں نے عکرمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے مرفوع

marfat.com
Marfat.com

رُبَمَا قَالَ سُفْيٰنُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلَى الْاَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُصَدَّقُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا اَيَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِىْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ

کے اُوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے ان کی حالت بیان کی اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور ان کو ایک دوسرے کے اُوپر کھڑا کیا لبا اوقات سُننے والے کو چنگارا پالیتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھی کو وہ بات بتائے اُسے جلا دیتا ہے۔ اور لبا اوقات آگ کا شعلہ سُننے والے کو نہیں پاتا حتی کہ وہ اپنے ساتھ کو جو اس کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ بات بتلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو زمین کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ لبا اوقات سفیان نے کہا حتی کہ یہ سلسلہ زمین تک پہنچتا ہے (ایک دوسرے کو بتلانے والا سلسلہ) اور کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے وہ اس کلمہ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اور ان جھوٹی باتوں میں کاہن کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں روز ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا۔ ہم نے اسے سچا پایا۔ اس بات کے اعتبار سے جو آسمان سے سُنی گئی تھی"۔

۴۳۸۴ شرح: یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں پر کوئی فیصلہ سُناتا ہے۔ تو فرشتے عاجزی کرتے ہوئے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے جانور خوفزدہ ہوکر اپنے پَر مارنے لگتا ہے۔ اللہ کے فیصلہ سُنانے کی آواز ایسی ہوتی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کو چلایا جاتا ہے تو اس کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ اس وقت فرشتوں کے دل خائف ہوتے ہیں جب اُن سے یہ گھبراہٹ زائل ہو جاتی ہے تو وہ ایک دُوسرے کو کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فیصلہ سُنایا ہے تو ان کو جواب دینے والے مقرب فرشتے کہتے ہیں اللہ نے حق سُنایا ہے۔ ابو داؤد میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سُناتا ہے تو اس کی آواز آسمانوں کے فرشتے ایسے سُنتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز نکلتی ہے اور وہ یہ سُن کر بیہوش ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں پڑے رہتے ہیں حتی کہ اُن کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتا ہے اس وقت اُن کے دلوں سے خوف اور گھبراہٹ جاتی رہتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں اے جبرائیل تمہارے رب نے کیا فیصلہ سنایا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سنایا ہے تو فرشتے بھی حق حق کہنے لگتے ہیں (اس وقت آسمانوں میں گونج پیدا ہوتی ہے) اور وہ اللہ کے فیصلہ کی لفظ حق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ کے کلام کی چوری کرنے والے جن جو ایک دوسرے پر آسمان تک پہنچے ہوتے ہیں جیسے ہاتھ کی انگلیاں کھول پھیلائیں تو اُن کی حالت جو دیکھنے میں آتی ہے ایسی حالت میں وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ اللہ کا فیصلہ چوری کرتے ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۶ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاۤءِ الْقَوْمِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ

کی یقینی تکذیب ہے اور رسُولوں کے اَتباع پر مرسلین کا اِطلاق بطورِ تغلیب ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ صالح علیہ السلام نے اپنی طرف سے تابعداروں کو احکام کی تبلیغ کرنے بھیجا ہو جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف سے اپنے تابعداروں کو رسول (قاصد) بنا کر بھیجا تھا، چنانچہ سُورۂ یوسف میں اِن کا واقعہ مفصّل مذکور ہے۔ اس مناسبت کے پیشِ نظر اِن پر مجازاً "مرسلین" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے جہاں قوم ثمود رہتی تھی۔ اس وادی کو "حجر" کہتے ہیں۔

۴۳۸۶ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے صحابہ سے فرمایا جو حجر وادی میں داخل ہوئے تھے کہ اس قوم پر سے نہ گزرو مگر روتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے گزر جاؤ۔ اور اگر رونے والے نہیں ہو تو ان معذّب لوگوں پر سے نہ گزرو کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچے جو قوم ثمود کو پہنچا تھا۔

(حدیث ۴۲۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے تجھے سبع مثانی اور قرآن عظیم

سبع مثانی سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ آسمان والے اس کے ساتھ دعاء کرتے ہیں جیسے زمین والے دعاء کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس میں کلمات دو۔ دو بار مذکور ہیں جیسے الرحمٰن الرحیم، ایاک ایاک، الصراط الصراط، عَلَیْھِمْ عَلَیْھِمْ، اور غیرِ غیرِ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے غیرِ المغضُوبِ عَلَیْھِمْ وَغیرِ الضَّالِّیْن۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ

روائت کی کہ انہوں نے پڑھا "فُرِّغَ" سُفیان نے کہا ایسا ہی عمرو نے پڑھا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں اُنہوں نے عکرمہ سے اس طرح سُنا ہے یا نہیں۔ سُفیان نے کہا یہ ہماری قرأت ہے (جو میں نے عمرو سے سُنی ہے)

۴۳۸۵ — شرح : قولہ وزاد والکاہن " اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ علی بن عبداللہ نے اس اسناد میں ایک بار فَمِ السَّاحِرِ " کے بعد "وَالْكَاهِنِ" کا اضافہ کیا ہے۔ قولہ وَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ " یہ علی بن عبداللہ کا قول ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہلے طریق میں اسناد "عَنْعَنَہ" ہے اور اس میں بطریق سماع اور تحدیث ہے۔

قولہ سُفْيَانُ هِيَ قِرَاءَتُنَا۔ سُفیان نے کہا میں نے یہ قرأت اپنے شیخ عمرو سے سُنی ہے، لیکن مجھے یہ تردُّد ہے کہ عمرو کا عکرمہ سے سماع ہے یا نہیں ہو سکتا ہے کہ عمرو کو یہ عکرمہ سے پہنچی ہو۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرأت کی سماعت نہیں کی تو قرأت کیسے جائز ہوئی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شائد اس کا یہ مذہب ہے کہ سماع کے بغیر بھی قرأت جائز ہے۔ جبکہ معنی صحیح ہو اور علامہ زمخشری نے کشاف میں حم الدخان کی تفسیر ابو درداء سے روائت کی کہ وہ ایک آدمی کو پڑھاتے تھے اور کہتے تھے طَعَامُ الْأَثِيْمِ اور کہا یوں کہو "طَعَامُ الْفَاجِرِ" اس سے انہوں نے استدلال کیا کہ ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ بدل کر لانا جبکہ صحیح معنیٰ ادا ہو جائے جائز ہے۔ شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا یہ بات مخفی نہیں کہ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک مرادف کو دوسرے کی جگہ بدل کر لانا جائز ہے۔ جبکہ معنیٰ صحیح ادا ہو جائے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کہ "قرآن معنیٰ کا نام ہے اگر ایک کلمہ کے مرادف دوسرا کلمہ پڑھ لیں تو حرج نہیں نماز فاسد نہ ہوگی ، سے یہی سمجھا جاتا ہے متن کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا کلمہ مرادف ہو یا نہ تبدیل کرنا جائز ہے بشرطیکہ معنیٰ فاسد نہ ہو۔ ایک قرأت میں فُرِّغَ کی جگہ فُرِغَ ہے۔ جب کوئی شئی باقی نہ رہے تو کہتے ہیں توشہ فارغ ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اصحابِ حجر، ثمودیوں نے، رسولوں کو جھٹلایا

دراصل اس قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی لیکن ایک نبی کی تکذیب سب نبیوں کی تکذیب ہے کیونکہ سب کا دعویٰ ایک ہی تھا اس لئے جمع کا صیغہ ذکر کیا۔ یہ بھی جائز ہے کہ مرسلین سے مراد صالح علیہ السلام اور اُن پر ایمان لانے والے مسلمان ہوں اور صالح علیہ السلام کی تکذیب اُن کے اتباع

marfat.com
Marfat.com

فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَ فَقُلْتُ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ

تجھے آنے سے کس نے منع کیا تھا۔ میں نے عرض کیا میں نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا "اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائیں تو فوراً ان کی اجابت کرو پھر فرمایا کہ میں تجھے مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم تر سورت کی تعلیم نہ دوں؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے آپ کو وعدہ یاد دلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ "، یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

۴۳۸۷ — شرح: شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ اس حدیث سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ سبع مثانی قرآن کریم کی پہلی سات سورتیں ہیں اور سارا قرآن سبع مثانی ہے۔

ابو ذر نے اس حدیث میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے۔ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ "، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بلائیں تو آپ کی اجابت فرض ہے۔ اور صحابہ کی جماعت نے تصریح کی ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا اگر نماز میں حضور بلائیں تو آپ کی اجابت کرے اگرچہ نماز باطل ہو جائے۔

اقول۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ "، تم اپنے عمل باطل نہ کرو۔ اگر آپ کی اجابت سے نماز باطل ہوتی تو آپ ابو سعید کو نماز کی حالت میں نہ بلاتے۔ بلااس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ بعض قرآن بعض سے افضل ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفضیل صفت کے اعتبار سے نہیں ثواب کے اعتبار سے ہے پس اس کے معنیٰ یہ ہیں۔ بعض قرآن کا ثواب بعض سے اعظم ہے (قسطلانی)
(حدیث ۴۱۶۲ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۷ ــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ ابْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصَلِّي فَدَعَانِي

حُسین بن فضیل نے کہا یہ صُورت دو بار نازل ہُوئی۔ ہر بار ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نازل ہوتے تھے۔ ایک بار مکہ مکرمہ میں نازل ہُوئی جبکہ نماز فرض ہُوئی اور ایک بار مدینہ منورہ میں نازل ہُوئی جبکہ تحویلِ قبلہ ہُوئی۔ اس لئے اسے مثانی کہاجاتا اور سبع اس لئے کہ اس کی سات آیات ہیں۔ اس کے مدینہ منورہ میں نزول کا ایک سبب یہ بھی ذکر کیاجاتا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہودیوں کے سات قافلے آئے اُن کے پاس نفیس کپڑے، جواہرات اور قیمتی سامان تھے۔ مسلمانوں نے کہا اگر یہ سامان ہمارے پاس ہوتا توہم اللہ کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تواس وقت یہ سُورت نازل ہُوئی کہ ہم نے تجھے سبع مثانی عطا کی ہے یہ سات آیات تمہارے لئے سات قافلوں اور گراں قدر سامان سے بہتر ہیں۔ نیز اس سورت کی ابتدا حمد سے ہے اور جب حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی تھی تو سب سے پہلے اُنھوں نے الحمدللہ کہا تھا اور ان کی اولاد کا بہشت میں آخری کلام یہی ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ نیز اس کو فرض نماز میں دو بار پڑھا جاتا ہے۔ نیز مَثْنٰی بمعنیٰ ثنا ہے اور یہ سُورت اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، ابن عباس، سعید بن جُبیرؓ اور ضحاک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ اس سبع سے مراد قرآن پاک کی پہلی سات سورتیں "بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور ساتویں انفال مع توبہ ہیں۔ انفال اور توبہ ایک سورت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے طوال سُوَر کو مثانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ فرائض، حدود، امثال، اخبار اور عبرتیں ان میں موجود ہیں طاؤس اور ابن مالک نے کہا سارا قرآن مثانی ہے کیونکہ اس میں اخبار اور قصص ہیں۔ اس قول کے مطابق سبع سے مراد قرآن کے اسباع میں سے سبع ہیں۔ اس تقدیر پر لفظ مِنْ مقدر ہے یعنی ہم نے تجھے سبع مثانی دیئے اور وہ قرآن ہے اور پہلے قول کے مطابق واؤ عاطفہ ہے اور وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ" عام کا خاص پر عطف ہے بعض مفسرین نے کہا یہ واؤ تفسیریہ ہے یعنی سبع مثانی قرآن ہے عینی بیضاوی

۴۳۸۷ ــ ترجمہ: ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے بلایا تو میں حاضر ہُوا۔ میں نے نماز پوری کر لی! پھر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

کے موسم میں سولہ آدمی مکہ کے مختلف راستوں پر مقرر کیئے ، جہاں سے حاجی گزرتے تھے اور ہر راستہ پر ایک گروہ بٹھا دیا۔ وہ گزرنے والوں کو کہتے اس مجنوں شخص کے دھوکہ میں نہ آؤ جو اپنی قوم سے نکل چکا ہے اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسرے راستے والے کہتے یہ کاہن ہے۔ تیسرے راستے پر بیٹھنے والے کہتے یہ کاہن ہے۔ چوتھے راستے پر بیٹھنے والے کہتے یہ شاعر ہے علیٰ ہذا القیاس اور خود ولید بن مغیرہ مسجد کے دروازہ پر بیٹھ گیا جو اس سے لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھتے تو وہ کہتا جو راہوں پر بیٹھنے والوں نے کہا ہے۔ صحیح کہا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بدر کے دن اور اس سے پہلے مختلف آفات میں ہلاک کر دیا۔ بعض نے کہا یہ بے اصل لوگ استہزاء کے طور پر ایک دوسرے سے کہتے فلاں سورت مجھ سے لی۔ دوسرا کہتا فلاں سورت مجھ سے لی ہے۔

مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ یہودیوں نے اپنی کتاب بانٹ لی بعض کتاب پر ایمان لاتے اور جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف اور تصدیق پر مشتمل ہوتی اس کا انکار کر دیتے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کافروں کی ایک جماعت نے قرآن کی تقسیم اس طرح کی کہ بعض اس کو سحر کہتے بعض شعر کہتے بعض پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے۔ بعض کہتے یہ جھوٹ اور افسانہ ہے۔ یہ ہذلیات بکنے والے تمام اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔ اور دنیا و آخرت کے عذاب سے نہ بچ سکے۔

امام بخاری نے کہا مُقْتَسِمِیْن وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسمیں کھائیں یہ وہی کافر بدکردار ہیں۔ جنہوں نے افترا اور بہتان سازی کی تھی۔ امام نے کہا اسی معنی سے لَا اُقْسِمُ ماخوذ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں لَا اُقْسِمُ میں قسم کھاتا ہوں اور کلمہ "لا" زائدہ ہے۔ یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور لَاُقْسِمُ بھی پڑھا جاتا ہے اور لا نافیہ نہیں ہے۔ اور "لام" تاکید کے لئے بعض لام قسم کہتے ہیں۔

قولہ قَاسَمَهُمَا آہ یعنی اس آیت کریمہ : وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ، ابلیس لعین آدم و حوا علیہما السلام کے سامنے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

قولہ لَمْ يُحْلِفَا لَہٗ ، یعنی آدم و حوا علیہما السلام نے ابلیس کے آگے قسم نہ کھائی اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ باب مفاعلہ جانبین سے ہوتا ہے اور قرآن کریم میں "قَاسَمَهُمَا" مفاعلہ سے ماضی ہے تو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ آدم و حوا علیہما السلام نے قسمیں کھائی ہوں گی۔ اس لئے امام نے کہا یہاں مفاعلہ اپنے اصل پر نہیں بلکہ اصل فعل مراد ہے اس میں کسی کی مشارکت نہیں۔

قولہ تَقَاسَمُوا ، یعنی مجاہد نے کہا اس آیت کریمہ : وَتَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ ، انھوں نے اللہ کی قسم کھائی کہ وہ اس کو واضح کریں گے۔ ان دونوں اقوال سے مقصد یہ ہے کہ مُقْتَسِمِیْن بمعنی قسمت نہیں بلکہ قسم کے معنی میں ہے لیکن یہ جمہور مفسرین کے خلاف ہے۔ اور مذکور ہرگز اس پر دلالت نہیں کرتا کہ مقتسمین بمعنی قسمت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۸ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ

اَلْمُقْتَسِمِیْنَ اَلَّذِیْنَ حَلَفُوْا وَمِنْهُ لَا اُقْسِمُ اَیْ اُقْسِمُ وَیُقْرَأُ لَاُقْسِمُ قَاسَمَهُمَا حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ یَحْلِفَا لَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقَاسَمُوْا تَحَالَفُوْا

۴۳۸۸ـــ **ترجمہ** : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اُمّ القرآن یہی سورۃ فاتحہ ہے جو سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

۴۳۸۸ـــ **شرح** : اس کو اُمّ القرآن اس لئے کہتے ہیں کہ فاتحہ قرآن کے تمام معانی پر مشتمل ہے کیونکہ اس میں اللہ کی ثنا، امر و نہی پھر امتثال وعدہ، وعید وغیرہ ہیں نیز اس میں تین اصول پائے جاتے ہیں وہ مبدء، معاش اور معاد ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جنہوں نے قرآن کریم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے

آیت کریمہ یہ ہے : وَقُلْ اِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ كَمَا اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ،، یعنی اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بانٹنے والوں پر اُتارا جنہوں نے کلام الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کئے۔

عضین کی تفسیر : یہ عَضَیْتُ الشَّیْئَ سے ماخوذ ہے یعنی میں نے شئی کو جدا جدا کر دیا۔ کہا گیا ہے یہ عَضَۃٌ کی جمع ہے۔ دراصل عَضْوَۃٌ تھا یہ عَضَی الشَّاۃَ سے ہے جبکہ تو بکری کا ہر عضو علیحدہ علیحدہ کر دے کہا گیا ہے۔ یہ دراصل عَضْھَۃٌ تھا ہاء کو حذف کیا جیسے شَفَۃٌ جو دراصل شَفْھَۃٌ تھا اور شاہ کہ دراصل شَاھَۃٌ تھا ان سے ہاء کو حذف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کو جمع عِضِیْنَ کی گئی عکرمہ سے منقول ہے کہ عِضَہ بمعنی سحر ہے۔

مُقْتَسِمِیْنَ کی تفسیر : یہ قسمت سے ماخوذ ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے حج

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرِيْلُ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ فِيْ ضَيْقٍ

اپنے رب کی حمد کرو اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو!

سُورۂ نحل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نازل ہوئی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ سخاوی نے کہا یہ سُورۂ کہف کے بعد اور سُورۂ نوح سے پہلے نازل ہوئی۔ قتادہ سے روایت ہے کہ یہ سورت مدنیہ ہے۔ ان سے یہ روایت بھی ہے کہ اس کی ابتدائی آیات وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا،، تک مکیہ ہے اور یہاں سے آخر تک مدنی ہے۔ سُدی نے کہا یہ سورت ساری مکی ہے مگر دو آیات اور وہ" وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ الخ مدنی ہیں سفیان نے کہا یہ مکی ہے قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ یہ سُورت مکی ہے مگر تین ایات جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد نازل ہوئیں اور وہ" وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ،، ایک روایت میں ہے۔

قولہ رُوْحُ الْقُدُسِ آہ اس سے اس آیت کریمہ" قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رُوح القدس کی جبرائیل علیہ السلام سے تفسیر کی رُوح کی اضافت قدس کی طرف کی اور وہ بمعنی پاک ہے جیسے حَاتِمُ الْجُوْدِ اور زَيْدُ الْخَيْرِ کہا جاتا ہے اسی طرح رُوْحُ الْقُدُسِ ہے اور مراد روح ہے جو پاک ہے۔ ابن اثیر نے کہا درحقیقت رُوح کے ساتھ جسم قائم رہتا ہے اس کے سبب بدن کی زندگی ہے۔ اس کا اطلاق قرآن، وحی، رحمت اور جبرائیل علیہ السلام پر کیا جاتا ہے۔

قولہ نَزَلَ بِهٖ آہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بطور تائید ذکر کیا کہ رُوح القدس یعنی جبرائیل علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۹ـ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ھُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ قَالَ ھُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ جَزَّؤُہُ اَجْزَآءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِہٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِہٖ

۴۳۹۰ـ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ ظَبْیَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ قَالَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَّکَفَرُوْا بِبَعْضٍ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصٰرٰی

بَابُ قَوْلِہٖ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ قَالَ سَالِمٌ اَلْمَوْتُ

۴۳۸۹ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کریم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے وہ اہل کتاب ہیں انہوں نے قرآن کریم کو چند ٹکڑوں میں تقسیم کردیا اُن میں سے بعض پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کردیا۔

۴۳۹۰ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ مقتسمین وہ جماعت ہے جو بعض کتاب پر ایمان لاتے اور بعض کتاب سے کفر کیا۔

(ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقتسمین قسمت سے ماخوذ ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور مرتے دم تک اپنے ربّ کی عبادت میں رہو"

سالم نے کہا "اَلْیَقِیْن"، موت ہے۔ جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں لیکن میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بِاللّٰهِ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَّ مُؤَخَّرٌ وَذٰلِكَ اِنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاۃِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ شَاكِلَتِهٖ نَاحِيَتِهٖ قَصْدُ السَّبِيْلِ الْبَيَانُ الدِّفْئُ مَا اسْتُدْفِئَ

چاہنا۔ بعض مفسرین نے کہا تقدیم وتاخیر کرنے کی ضرورت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جب تو قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو استعاذہ کر جیسے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا الایۃ کا معنی یہ ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو۔ قولہ شَاكِلَتِهٖ آہ اس سے اس آیت کریمہ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ " کی طرف اشارہ کیا اور شاکلہ کی تفسیر ناحیہ بمعنی طریقہ سے کی شاکلہ بمعنی مذہب بھی آتا ہے یعنی ہر ایک اپنے طریقے اور مذہب پر عمل کرتا ہے یہ آیت سورۂ بنی اسرائیل کی ہے۔

قولہ قَصْدُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ " کی طرف اشارہ کیا اور قصد کی بیان سے تفسیر کی اس سے احکام شرائع مراد ہیں بعض نے قصد بمعنی طریق مستقیم ہے۔

قولہ الدِّفْئُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ " چار پایوں کو تمہارے لئے پیدا کیا ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور کئی منافع ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو۔ اَلدِّفْءُ کے معنی ہیں جس چیز سے تو نفع حاصل کرے ؛ چنانچہ ان کی اون سے گرم لباس وغیرہ بناتے ہیں اور انہیں سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جوہری نے کہا دف بمعنی سخونت وگرمی ہے اور اس آیت کریمہ میں دِفْءٌ " کی تفسیر نفع سے کی ہے جو اونٹوں کے بچوں اور دودھ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

قولہ تُرِيْحُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ " کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو قولہ بِشِقِّ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ " کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے ہو مگر ادھ مرے ہو کر سخت مشقت سے۔

قولہ عَلٰى تَخَوُّفٍ آہ اس سے آیت کریمہ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ آہ کی طرف اشارہ ہے۔ تَخَوُّفٌ بمعنی تَنَقُّصٌ ہے۔ جان ومال میں نقصان یعنی یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کرلے۔

قولہ وَفِى الْاَنْعَامِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ " کی طرف اشارہ کیا یعنی تمہارے لئے ان چوپایوں میں نصیحت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز سے جو ان کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ سے خالص دودھ بُطُوْنِهٖ " فرمایا بُطُوْنِهَا نہیں ذکر کیا کیونکہ انعام اور نعم واحد ہے اور لفظ نعم مذکر ہے۔ اس لحاظ سے ضمیر مذکر لائی ہے اور " انعام " مذکر اور مؤنث

marfat.com
Marfat.com

يُقَالُ أَمْرٌ ضَيْقٌ وَّضَيِّقٌ مِثْلُ هَيْنٍ وَّهَيِّنٍ وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي تَقَلُّبِهِمْ اخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيدُ تَكَفَّأُ مُفْرَطُونَ مَنْسِيُّونَ وَقَالَ غَيْرُهُ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ

ہے کیونکہ سورۂ شعراء کی اس آئت کریمہ میں بالاتفاق روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے لہذا یہاں بھی اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ امام نے اس سے ضحاک کی ابن عباس سے روائت کی نفی کی ہے کہ رُوح القدس وہ اسم ہے جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے۔ اَلْاَمِیْن،، جبرائیل علیہ السلام کی وصف ہے۔ کیونکہ وہ رسولوں کی طرف وحی لانے میں امین ہے۔ قولہ فی ضَیْقٍ آہ اس سے آئت کریمہ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اُن کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔

قولہ یقال اَمْرٌ ضَیْقٌ وَّضَیِّقٌ آہ یعنی اس میں دو لغتیں ہیں یاء مشدّد اور مُخفّف پڑھی جاتی ہے جیسے ھَیِّنٌ اور ھَیْنٌ، لَیِّنٌ اور لَیْنٌ، میِّت اور مَیْت میں یاء کو دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔

قولہ قال ابن عباس آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آئت کریمہ: اَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ،، میں تقلب بمعنی اختلاف ہے یعنی حضر، سفر اور رات دن یعنی انہیں سفر و حضر یا رات دن میں پکڑ لے وہ اللہ کے عذاب کرنے سے تھکا نہیں سکتے۔

قولہ یَتَفَیَّؤُ آہ اس کی تفسیر یَتَھَیَّأُ سے کی۔ علامہ قسطلانی نے کہا درست یَمِیْلُ ہے۔ یعنی اس کے سائے رات دن دائیں اور بائیں جھکتے ہیں اور اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے حضور ذلیل ہیں۔

قولہ سُبُلٌ آہ یعنی اپنے رب کی راہ میں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں۔ مجاہد نے کہا تَمِیْدُ بمعنی تَکَفَّأُ ہے اس سے اس آئت کریمہ: وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ الآیۃ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس نے زمین میں بھاری پہاڑوں کے لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے۔

قولہ مُفْرَطُوْنَ آہ یعنی اس کریمہ ،،لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُفْرَطُوْنَ،، میں مفرطون بمعنی مَنْسِیُّوْنَ ہے یہ متروکون کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اُن کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزرے ہوئے ہیں اور جہنم ہی میں چھوڑ دیئے جائیں گے،، اللہ کا ارشاد ،،فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ جس وقت تو قرآن پڑھے تو اللہ کی پناہ چاہ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ کہو۔ غیر مجاہد نے کہا اس کے معنی تقدیم و تاخیر ہے۔ کیونکہ استعاذہ قرأوتِ قرآن سے مقدم ہے۔ استعاذہ کے معنی ہیں شیطان کی شر سے پناہ

marfat.com
Marfat.com

بَاسَكُمْ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ دَخَلًا بَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفَدَةٌ مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ السَّكَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ أَنْكَاثًا هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ

بَابٌ قَوْلُهُ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ

کہا جاتا تھا۔ یعنی سوت بناتی ضرور تھی مگر اس کو باقی نہیں رہنے دیتی تھی اور کاتا ہوا دھاگہ سارا خراب کر دیتی تھی۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ نے یہ اس شخص کی مثال بیان فرمائی ہے جو عہد شکنی کرتا ہے۔ قولہ اَنْکَاثًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی تم نقضِ ایمان میں اس عورت کی طرح ہو جو مضبوط دھاگہ کاتنے کے بعد اس کو توڑ پھوڑ دیتی تھی۔ ابن اثیر نے کہا نقض سے مراد نقض عہد ہے۔ جبکہ علامہ زمخشری نے کہا اس سے نقضِ ایمان مراد ہے۔ قولہ اَلْاُمَّۃَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اُمّتًا بمعنی مُعَلِّم خیر ہے۔ مجاہد نے کہا وہ تنہا مومن تھے اور سب لوگ کافر تھے۔ قتادہ نے کہا دین میں آپ کو پسند کیا گیا اور محبوب سمجھا گیا۔ شہر بن حوشب نے کہا زمین چودہ افراد سے کبھی خالی نہیں رہتی ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں سے مصائب و بلیات دُور کرتا ہے اور زمین میں برکت ہوتی ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایسا نہ تھا کیونکہ وہ تنہا ہی مومن تھے۔ اُمّت کے اور بھی کئی معانی ہیں۔ قرن، جماعت، دین اور ایک شخص جو جماعت کے قائم مقام ہو۔

قانت بمعنی مطیع اور فرمانبردار ہے۔ قولہ اَکْنَانًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ذکر کیا کہ اَکْنَان جمع ہے اس کا واحد ،، کِنّ ،، ہے جیسے اَحْمَال جمع ہے۔ اس کا واحد ،، حِمْل ،، ہے۔ کِنّ ہر وہ شئی ہے جو کسی کو چھپا لے اور پردہ میں کر دے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، تم میں سے بعض کو رذیل عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

تُرِيْحُوْنَ بِالْعَشِيِّ وَتَسْرَحُوْنَ بِالْغَدَاةِ بِشِقِّ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ عَلٰى تَخَوُّفٍ تَنَقُّصٍ الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ الْاَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ سَرَابِيْلَ قُمُصٌ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَاَمَّا سَرَابِيْلُ تَقِيْكُمْ

آتا رہتا ہے ۔ اسی طرح نَعم بھی مذکر و مؤنث استعمال ہوتا ہے ۔ فراء نے کہا نعم مذکر ہے اس کی جمع اَنعام ہے اور وہ اونٹ بکریاں اور گائے بھینس وغیرہ ہیں۔

قولہ سَرَابِیْلَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ الاية کی طرف اشارہ کیا اور پہلے سرابیل کی قمص قمیص سے تفسیر کی اور دوسرے سرابیل کی زرہ سے تفسیر کی یعنی اللہ نے تمہارے لئے کپڑے کی قمیصیں بنائیں جو تمہیں گرمی سردی سے بچاتی ہیں اور لوہے کی زرہیں بنائیں جو تمہیں نیزوں، تلواروں اور تیروں سے محفوظ کرتی ہیں۔

قولہ دَخَلًا آہ اس سے اس آیت کریمہ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دَخَل ،، کی کل شي لم يصح فهو دخل ،، سے تفسیر کی ہر وہ شئ جو درست نہ ہو وہ دَخَل ہے۔

قولہ حَفَدَةً آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے اس کی تفسیر کی کہ آدمی کی اولاد پوتے وغیرہ سب حَفَدَۃ ہیں

قولہ اَلسَّكَرُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور سکر کی یہ تفسیر کی کہ جو کھجور اور انگور کے پھلوں سے حرام کیا گیا ہے اور رزق حسن سے مراد وہ ہے جو اللہ نے حلال کیا ہے۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ آہ ،، علامہ قسطلانی نے کہا یہ صدقہ ابو الہذیل ہے ۔ صدقہ بن فضل مروزی نہیں ہے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ صدقہ ابو الہذیل ہے جو سُدّی سے روایت کرتے ہیں اور ان کو پایا ہے اور صدقہ ابن فضل مروزی شیخ بخاری ہیں جو سفیان بن عُیَیْنہ سے روایت کرتے ہیں اور صدقہ ابن فضل نے سدّی کو پایا ہی نہیں اور نہ ہی سدی کے تلامذہ کو پایا ہے ۔

ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے ذریعہ ابن ابی عمر مدنی سے روایت کی اور طبری نے حمیدی کے طریق سے روایت کی اور دونوں نے سفیان بن عُیَیْنہ کے ذریعہ سُدّی سے روایت کی انہوں نے کہا ۔ مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کو خرقا کہا جاتا تھا ۔ وہ اور اس کی سہیلیاں صبح سے دوپہر تک سوتر بنایا کرتی تھیں پھر ان کو سوتر خراب کرنے کو کہتی تو وہ سارا سوتر ضائع کر دیا کرتی تھیں یہ اس کی عادت تھی اسی لئے اس کو خرقاء

marfat.com
Marfat.com

سُورَةُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۴۳۹۲ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَهْفِ وَمَرْیَمَ اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ

قدس اللہ سرہٗ نے کہا زندگی کے فتنہ سے مراد شدید امور میں مبتلا ہونا اور صبر اور رضاء سے محرومیت ہونا، آفات میں واقع ہونا، بسیار خرابی پر مُصر رہنا، ہدایت کی راہ نہ چلنا اور موت کا فتنہ منکر نکیر کا قبر میں سوال کرنا اور ہر طرف سے دہشت اور خوف کا طاری ہونا ہے۔

سُورہ بنی اسرائیل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ سورت مکی ہے اس کی آٹھ آیات وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ آخر تک مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں سخاوی نے کہا یہ سورۂ قصص کے بعد اور سورۂ یونس علیہ السلام سے قبل نازل ہوئی۔ ابن مردویہ نے غیر طریق ابن عباس سے روایت کی کہ یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی ایک سو دس آیات ہیں۔

۴۳۹۲ ـ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بنی اسرائیل، کہف اور مریم اعلیٰ درجہ کی سُورتیں ہیں اور ان کو میں نے بہت پہلے یاد کیا تھا۔

۴۳۹۲ ـ شرح: عِتاق عتیق کی جمع ہے جو شئی جودت اور عمدگی کی انتہاء کو پہنچی ہو اس کو عرب عتیق کہتے ہیں۔ یہ تینوں اعلیٰ درجہ کی سورتیں ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی ابتداء عجیب امر سے ہے جو عادت کے خلاف ہے۔ چنانچہ اسرائیل کی ابتداء آسمانی سیر سے ہے کہف کی

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۱ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ ابْنُ مُوْسٰى اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْاَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

ہر ردی خسیس شئ کو "رذل" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح "ارذل" ردی اور نکمی عمر کو کہتے ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ نوّے برس عمر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پچھتّر سال کہا ہے۔ حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ جو ہر روز قرآن پڑھتا رہے وہ رذیل عمر تک نہیں پہنچتا۔ ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سَو برس ارذل عمر ہے۔ یہ تعیین سب افراد کی نسبت نہیں صرف بعض افراد کی نسبت ہے۔

۴۳۹۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخیلی، سستی اور خسیس عمر سے، عذاب قبر سے، دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے"

۴۳۹۱ — شرح : بخل سے مراد مال کے حقوق میں بخل سے پناہ ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ چاہی جیسے غنا کے فتنہ سے پناہ چاہی کہ اس کو گناہ میں خرچ کرے یا فضول خرچی کرے ان امور میں مال خرچ کرنا سخت گناہ ہے "کسل" کے معنی سستی کے ہیں یعنی امرِ خیر کے لئے نفس آمادہ نہ ہو اور اس میں رغبت کم کرے۔

ارذل العمر، خسیس اور ردی عمر سے پناہ چاہنا اس لئے ہے کہ انسان کی خلقت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی صفات، افعال جلیلہ اور اس کی نعمتوں میں تفکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ عبادت بھی اس کی معرفت پر موقوف ہے جب تک فکر صحیح اور عقل میں قوت نہ ہو۔ عمر کے مقصد تک رسائی نہیں ہوتی اور اللہ کی معرفت سے محروم رہتا ہے تو وہ ردی شئ جیسا رہ جاتا ہے جس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا اس لئے اس سے پناہ چاہنا مناسب امر ہے۔

عذاب القبر، سے اس لئے پناہ چاہی کہ اس میں ہولناک اور سخت امور ہیں۔ "فتنۃ الرجال" سے اس لئے پناہ چاہی کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا ہے۔ زمین میں اس سے بڑا اور عظیم تر فتنہ کوئی نہیں۔ فتنۃ المحیا والممات محیا اور ممات حیوٰۃ اور موت سے مفعل ہیں۔ شیخ ابوالنجیب سہروردی

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی وُجُوْہٍ وَقَضٰی رَبُّکَ اَمَرَ رَبُّکَ وَمِنْہُ الْحُکْمُ اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ
بَیْنَہُمْ وَمِنْہُ الْخَلْقُ فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ نَفِیْرًا مَنْ یَّنْفِرُ مَعَہٗ
وَلِیُتَبِّرُوْا یُدَمِّرُوْا مَا عَلَوْا حَصِیْرًا مَحْبِسًا مَحْصَرًا حَقَّ وَجَبَ مَیْسُوْرًا

بمعنی مدت جیسے وَمِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ ،، ان میں سے بعض نے مدت پوری کی۔ چہارم بمعنی فصل جیسے یَقْضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ،، میرے اور تمہارے درمیان جدائی کردے۔ پنجم بمعنی امضاء پورا کرنا جیسے اس آیت کریمہ: لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا ،، میں ہے اللہ پورا کرے گا جو کام ہونا ہے۔
ششم بمعنی ہلاک جیسے اس آیت کریمہ: لَقُضِیَ اِلَیْھِمْ اَجَلُھُمْ ،، تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا یعنی وہ ہلاک ہو گئے ہوتے ،، ہفتم بمعنی وجوب جیسے اس آیت کریمہ لَقُضِیَ الْاَمْرُ ،، میں ہے۔ ہشتم بمعنی قصد کرنا جیسے اس آیت کریمہ: اِلَّا حَاجَۃً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا ،، میں ہے مگر یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک بات تھی جس کا انہوں نے قصد کیا تھا۔
نہم بمعنی وصیت جیسے اس آیت کریمہ: وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ ،، میں ہے تمہارے رب نے وصیت کی ہے کہ اسی ہی کی عبادت کرو۔
دہم بمعنی موت جیسے اس آیت میں فَوَکَزَہٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْہِ ،، میں ہے تو موسیٰ نے اسے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔
یازدہم بمعنی نزول جیسے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْہِ الْمَوْتَ ،، میں ہے۔ جب ہم نے اس پر موت کا پیغام بھیجا۔
دوازدہم بمعنی فعل جیسے اس آیت کریمہ: کَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَا اَمَرَہٗ ،، میں ہے جس کا حکم ہوا تھا وہ نہ کیا۔ سیزدہم بمعنی عہد جیسے اس آیت کریمہ: اِذْ قَضَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی ،، میں ہے جب ہم نے موسیٰ سے عہد کیا۔ چہاردہم بمعنی دفع جیسے اس آیت کریمہ: قَضٰی دَیْنَہٗ میں ہے صاحب دین کی طرف اس کا مال دفع کیا ،، قرضہ ادا کیا ،، پانزدہم بمعنی ختم اور اتمام جیسے اس آیت کریمہ ،، ثُمَّ قَضٰی اَجَلًا ،، میں ہے جب مدت پوری کر لی۔ ازہری نے کہا لغت میں ،، قضیٰ ،، کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ سب کا مآل انقطاع اور تمام ہے (عینی و تیسیر القاری)
قولہ نَفِیْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے تمہارا جتھا بڑھا دیا۔ نفیر اپنی قوم یا قبیلہ سے کسی شخص کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں نکلے نفیر اور نافر ہم معنی ہیں جیسے قدیر اور قادر (عینی) علامہ قسطلانی نے کہا یہ نفر کی جمع ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دشمن کی طرف جانے کے لئے

marfat.com
Marfat.com

مِنْ تِلَادِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَيُنْغِضُونَ يَهُزُّونَ وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ
أَيْ تَحَرَّكَتْ وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخْبَرْنَاهُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ وَالْقَضَاءُ

ابتداء اصحاب کہف کے واقعہ سے ہے جبکہ سورۂ مریم کی ابتداء زکریا علیہ السلام کے واقعہ سے ہے جبکہ انہوں نے بڑھاپے میں بچہ کی خواہش کی اور مریم علیہا السلام کا عجیب و غریب واقعہ ہے۔ ان کو اوّل اس لئے کہا کہ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

قولہ مِنْ تِلَادِي ،، یعنی قدیم طارق کی ضد ہے۔ تالد کے معنی قدیم کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ عنقریب اپنے سر ہلائیں گے

اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا فَسَيُنْغِضُونَ بمعنی یحرکون ہے۔ یعنی تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے؟ وہ استہزاء و سخریت کے طور اپنے سر ہلاتے تھے کہ قیامت کب ہے۔ ابن عباس کے غیر جن میں سے ابو عبیدہ بھی ہیں نے کہا ہے نَغَضَتْ سِنُّكَ اي تَحَرَّكَ ،، یعنی تیرا دانت ہلا اور جڑ سے باہر آگیا۔ پوری آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حبیب مشرکوں سے فرمادیں جو یہ کہتے ہیں ہمارے مرجانے اور خاک میں ملنے کے بعد ہمیں کون پیدا کرے گا۔ جس نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا وہ تمہارے اعادہ پر بھی قادر ہے۔ جب وہ سنتے ہیں تو وہ تعجب اور سخریت کے طور پر اپنے سر ہلاتے ہیں۔

قولہ وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ الْآيَةَ اس سے اس آئت کریمہ وَقَضَيْنَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ الاية اور ہم نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ تم زمین میں فساد کرو گے،، لفظ ,, قضاء ،، کے چند معانی ہیں۔ اس آئت کریمہ: قَضَىٰ رَبُّكَ میں بمعنی امر ہے یعنی تمہارے رب نے فرمایا اور حکم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم کی اس آئت إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ یعنی حکم ہے کہ تمہارے رب نے حکم دیا اور پیدا کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس آئت کریمہ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ،، ان کو سات آسمان پیدا کیا اس کے علاوہ اور کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے امام نے صرف تین معانی پر اکتفاء کی ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں مختلف معانی کے لئے مذکور ہے چنانچہ اس آئت کریمہ: فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ ،، میں فراغت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی جب تم حج کے امور سے فارغ ہو جاؤ! دوم بمعنی کتابت مستعمل ہے۔ قرآن کریم میں ہے: إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا جب لکھا۔ سوم

marfat.com
Marfat.com

مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ رُفَاتًا حُطَامًا وَاسْتَفْزِزْ اِسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ وَالرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ

قولہ لَنْ تَخْرِقَ آہ اس سے اس آئت کریمہ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا لَنْ تَخْرِقَ بمعنی لَنْ تَقْطَعَ ،، ہے اور اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا یعنی تکبر اور خودنمائی سے کچھ فائدہ نہیں - مَرَحًا مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

قولہ وَاِذْ هُوَ نَجْوٰى آہ اس سے اس آئت کریمہ : اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰى کی طرف اشارہ کیا۔ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ تو بعض مجنون کہتے ہیں بعض جادوگر اور بعض شاعر کہتے ہیں مد یہ ناجَیْت کی مصدر ہے اس کے معنی ہیں پوشیدہ بات کرنا۔ یہ جماعت کی صفت ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ لوگ آپس میں خفیہ گفتگو کرتے ہیں اور مصدر بمعنی فاعل ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ نجویٰ کا مضاف محذوف ہے۔ یعنی دراصل هُمْ ذُوْ نَجْوٰى ،، ہے۔ بعض نے نَجِيٌّ کی جمع کہا ہے جیسے قَتْلٰى قَتِيْل کی جمع ہے۔ قولہ رُفَاتًا آہ اس سے اس آئت کریمہ ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر حُطَامًا ،، سے کی یہ حطم کی جمع ہے۔ اس کے معنی کسر کے ہیں یا خشک شئی کے ساتھ مخصوص ہے یعنی وہ بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے ،،

مجاہد سے روایت ہے کہ حطام کے معنی ہیں شکستہ بوسیدہ ہڈیاں۔

قولہ وَاسْتَفْزِزْ آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ڈگا دے اُن میں سے جس پر قدرت پائے۔ اپنی آواز سے یعنی اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں میں اور بچوں میں ان کے دلوں میں وسوسے ڈال کر اور معصیت کی طرف بلا کر بعض علماء نے کہا اس سے مراد باجے لہو و لعب کی آوازیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے۔ رَجِل اور رَجالہ ،، کا واحد راجل ہے جیسے صاحب اور صحب اور تاجر اور تجر ہیں۔ آئت میں مذکور صیغہ امر تہدید کے لئے ہے۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا جو کوئی کسی کو گناہ کی طرف بلائے وہ شیطان کا لشکری ہے۔ مجاہد نے کہا اس جگہ صَوْت سے مراد غناء اور مزامیر ہیں۔

قولہ حَاصِبًا آہ تیز ہوا نیز حاصِب وہ شئی ہے جو سنگریزے اٹھا کر پھینکے اسی سے حَصَبُ جَهَنَّمَ ماخوذ ہے یعنی ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور جو چیز دوزخ میں ڈالی جائے وہ جہنم کا حصب (ایندھن) بعض تفاسیر میں ہے کہ حاصِب وہ پتھر ہے جو آسمان سے برسے جیسے قومِ لوط پر آسمان سے پتھر برسے تھے۔ حَصَب کے معنی

marfat.com
Marfat.com

لَیِّنًا خِطْأً اِثْمًا وَھُوَ اِسْمٌ مِّنْ خَطِئْتُ وَالْخَطَاءُ مَفْتُوْحٌ مَّصْدَرُہٗ مِنَ الْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰی اَخْطَأْتُ لَنْ تَخْرِقَ لَنْ تَقْطَعَ وَاِذْھُمْ نَجْوٰی مَصْدَرٌ

جمع ہوں۔ قاموس میں نفر بمعنی جماعت ہے۔ اس کا تین سے دس تک پر اطلاق ہوتا ہے۔

قولہ مَیْسُوْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا "کی طرف اشارہ کیا اور لَیِّنًا" سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن سے نرم کلام کریں۔ طبری نے عکرمہ کے طریق سے ذکر کیا عِدْھُمْ عِدَۃً حَسَنَۃً "، اُن سے اچھا وعدہ کریں۔

قولہ وَلِیُتَبِّرُوْا آہ اس سے اس آیت وَلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا "کی طرف اشارہ کیا اور یُدَمِّرُوْا سے اس کی تفسیر کی اور یہ دمار بمعنی ھلاک سے مشتق ہے۔ یعنی جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں،، قولہ حَصِیْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: " وَجَعَلْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا "کی طرف اشارہ کیا اور مَحْصَرًا سے اس کی تفسیر کی اس کے معنی ہیں جائے حبس اور جائے حصر،، یعنی ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے۔ وہ اس سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔

قولہ حَقَّ آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا کی طرف اشارہ کیا اور" وَجَبَ "، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی قریہ والوں پر بات پوری ہوئی تو ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔

قولہ خِطْأً آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْأً کَبِیْرًا "کی طرف اشارہ کیا اور اِثْمًا بمعنی گناہ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی غربت کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ اس میں کئی قباحتیں ہیں ایک تو نسل منقطع ہوتی ہے۔ دوم اللہ تعالیٰ کی رازقیت پر عدم اعتماد ہوتا ہے۔ سوئم یہ کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تَوَالَدُوْا وَتَنَاسَلُوْا "، بچے پیدا کرو اور نسل باقی رکھو۔ قولہ وَھُوَ اِسْمٌ آہ یعنی آیت کریمہ میں مذکور خِطْأً باب خَطِئْتُ سے اسم مصدر ہے۔ جبکہ خاء کو مکسور پڑھا جائے اور اگر اس کو مفتوح پڑھیں تو یہ مصدر ہے لیکن یہ دونوں لغت کے محاورہ کے خلاف ہیں۔ خِطْأً بکسر الخاء مصدر ہے اور بفتح الخاء اسم مصدر ہے یہ صواب کی ضد ہے۔ بیضاوی میں ہے۔ ابن عامر نے خَطَأً پڑھا ہے۔ یہ خطاء کا اسم ہے۔ بعض نے کہا یہ بھی ایک لغت ہے۔ بعض نے فتح اور مد پڑھا ہے۔ بعض نے خطاء کا ہمزہ حذف کر کے خاء پر فتحہ اور کسرہ پڑھا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ خَطِئْتُ بمعنی اَخْطَأْتُ "، یعنی مجرد اور مزید دونوں ہم معنی ہیں۔ یہ بھی اہل لغت کی تصریح کے خلاف کہا جاتا ہے وہ خَطِئْتُ عمداً گناہ میں کہتے ہیں اور اَخْطَأَ عدم عمد میں کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

وَالْحِجَارَةِ تَارَةً مَرَّةً وَجَمَاعَةٌ تِيَرَةٌ وَتَارَاتٌ لَاَحْتَنِكَنَّ لَاَسْتَاصِلَنَّهُمْ يُقَالُ اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اِسْتَقْصَاهُ طَائِرُهُ حَظُّهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حُجَّةٌ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ لَمْ يُحَالِفْ اَحَدًا

بَابُ قَوْلِهٖ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

۴۳۹۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِاِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرِيْلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

کے باعث اس کی مدد کرے یعنی وہ کسی سے انتقام لینے میں کسی کا محتاج نہیں وہ نہ انسانوں کا محتاج ہے نہ جنوں اور فرشتوں کا محتاج ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پاک ہے اللہ جو اپنے بندے کو ایک رات مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا

اس آیت کریمہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا واقعہ ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک معراج کا ثبوت قطعی ہے۔ اور بیت المقدس سے لامکان تک احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے ثابت ہے۔ تفاسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

صَاحِبٌ وَّصَحْبٌ وَّتَاجِرٌ وَّتَجْرٌ حَاصِبًا الرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ أَيْضًا مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ هُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْحَصْبَاءِ

زمین میں جانے کے بھی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے "حَصَبَ فِي الْأَرْضِ" جب زمین میں گیا حَصَب حصباء سے مشتق ہے جو پتھر ہے۔ حصباء کی حجارہ سے تفسیر عام کی خاص سے تفسیر کے قبیلہ سے ہے۔ کیونکہ حصباء کنکریوں کو کہتے ہیں، لیکن یہ اشتقاق محض مناسبت کے باعث ہے اصطلاحی اشتقاق مراد نہیں۔

قولہ تَارَةً آہ اس سے اس آیت کریمہ "أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً أُخْرٰى" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَرَّةً سے کی۔ تارہ کی جمع تِيَرَةٌ ہے اور تارات اس کی جمع سالم ہے۔ ابن تین نے کہا بہتر تِيَرَةٌ" ہے جیسے قَاعَةٌ کی جمع قِيَعَةٌ ہے۔

قولہ لَأَحْتَنِكَنَّ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ إِلَّا قَلِيْلًا" کی طرف اشارہ کیا اور "لَأَسْتَأْصِلَنَّ" سے اس کی تفسیر کی۔ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو میں اس کی اولاد کی جڑیں اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑے لوگ"۔ بعض نے کہا لَأَحْتَنِكَنَّ کے معنی ہیں میں ان کو گمراہ کرنے میں اُن پر غالب آؤں گا۔

قولہ يُقَالُ احْتَنَكَ آہ یعنی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں سے ہر وہ بات معلوم کر لی جو اسے معلوم نہ تھی دراصل "احْتِنَاكٌ" کے معنیٰ ہیں مکڑی کا کھیتوں کو ہلاک اور تباہ کرنا ہے۔

قولہ طَائِرَهٗ" اس سے اس آیت کریمہ كُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "حظّہ" سے کی یعنی ہم نے ہر انسان کی نیکی اور بدی جو اس کا نصیب ہے اس کی گردن میں لٹکا دیا چونکہ گردن محل زینت ہے۔ اس میں ہار لٹکایا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائر کی تفسیر عمل سے کی ہے۔

ابن عباس نے کہا قرآن کریم میں ہر لفظ "سُلْطَان" بمعنی حُجّت ہے۔ اس سورت میں لفظ سُلطان دو جگہ ہے ایک فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا" اور دُوسرا وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا۔

قولہ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا کی طرف اشارہ کیا اور لَمْ يُحَالِفْ أَحَدًا" سے اس کی تفسیر کی اور کمزوری سے کوئی اس کا حامی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو یعنی اُس نے کوئی حلیف اور دوست نہیں بنایا جو کمزوری

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ كَرَّمْنَا وَأَكْرَمْنَا وَاحِدٌ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ عَذَابَ الْحَيٰوةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ خِلَافَكَ وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ وَنَاٰى تَبَاعَدَ شَاكِلَتِهٖ نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكْلَتِهٖ صَرَّفْنَا وَجَّهْنَا قَبِيْلًا مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيْلَ الْقَابِلَةُ لِاَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ اَنْفَقَ الرَّجُلُ اَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ قَتُوْرًا مُقْتِرًا لِلْاَذْقَانِ مُجْتَمَعُ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْفُوْرًا وَافِرًا تَبِيْعًا ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيْرًا خَبَتْ طَفِئَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تُبَذِّرْ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ رِزْقٍ مَثْبُوْرًا مَلْعُوْنًا لَا تَقْفُ لَا تَقُلْ فَجَاسُوْا تَيَمَّمُوْا يُزْجِي الْفُلْكَ يُجْرِي الْفُلْكَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ لِلْوُجُوْهِ

اور قاصف ہوا ہے جو سختی کے باعث ہر شئی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ــــ ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے

کرّمنا اور اکرمنا ہم معنی ہیں ہم نے انسان کو شرافت، بزرگی اور فضیلت عطاء کی یعنی انسان کو خوبصورتی، معتدل مزاج، درمیانہ قدوقامت، عقلی امتیاز، نطق، اشارہ اور خط کے ساتھ افہام وتفہیم معاش اور معاد کے اسباب کی رہنمائی، زمین کی ہر شئی پر تسلّط اور ان کے منافع کی اشیاء پر قدرت عطاء کی

انسان کی میت پاک ہے "

علامہ قسطلانی نے کہا اس آئت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی نعش پاک ہے کیونکہ اس کی تکریم کی شان یہ ہے کہ اس کی موت کے باعث اس کو نجس نہ کہا جائے۔ اس کی بہت بڑی دلیل یہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا کَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَی اللّٰهُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ زَادَ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ لَمَّا کَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهٗ قَاصِفًا رِیْحٌ تَقْصِفُ کُلَّ شَیْءٍ

۴۳۹۳۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس رات جس میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ بیت المقدس میں دو پیالے شراب اور دودھ کے لائے گئے آپ نے ان کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ پکڑ لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدایت دی اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی۔" (حدیث ۲۹۹۵ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے)

۴۳۹۴۔ ترجمہ: ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب مجھے قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم بیت اللہ میں کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ میں اسے دیکھ کر اس کی نشانیاں انہیں بتانے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے یہ زیادہ کیا کہ مجھے زہری کے بھتیجے نے اپنے چچا زہری سے خبر دی کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جبکہ مجھے بیت المقدس کی طرف سیر کرائی گئی۔

۴۳۹۴۔ شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھنے والا مطعم بن عدی تھا جب آپ نے نشانیاں بیان کیں تو ان میں بعض لوگ تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے بعض نے سر نیچے کر لئے بعض نے ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لئے۔ جب آپ نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا درست ہے کیونکہ ان میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔ قولہ قاصفا آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَیُرْسِلَ عَلَیْکُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَکُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور رِیْحٌ تَقْصِفُ کُلَّ شَیْءٍ سے اس کی تفسیر کی

marfat.com
Marfat.com

اشارہ کیا اور اس کی تفسیر وَجَّهْنَا سے کی ہم نے متوجہ کیا۔
قولہ قَبِيلًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور
اس کی تفسیر معاینہ اور مقابلہ سے کی ۔ جو عورت ولادت کے وقت بچہ پکڑتی ہے اس کو قابلہ کہا جاتا ہے
کیونکہ وہ اس عورت کے سامنے ہوتی ہے جو بچہ کو جنم دیتی ہے ۔
قولہ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ
قَتُورًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور انفاق کی املاق سے تفسیر کی ۔ اس وقت تم فقر کے ڈر سے رک جاؤ گے اور
انسان بخیل ہے ۔ یعنی تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر خرچ کرو گے تو غریب ہو جاؤ گے ۔
قولہ انفق الرجل آہ یعنی ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید ہم معنی ہیں نیز اس سورت میں وَلَا تَقْتُلُوا
أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ،، ہے ۔ یعنی فقر کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ۔
قولہ لِلْأَذْقَانِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ،، کی طرف
اشارہ کیا أَذْقَان ذَقَن کی جمع بمعنی ٹھوڑی ہے یہ دونوں ہڈیوں کے ملنے کی جگہ ہے جن پر دانت اگتے
ہیں معنی یہ ہے کہ وہ اپنی ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہیں ۔
قولہ مَوْفُورًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ،،
کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے موفور کی تفسیر وافر سے کی مفعول بمعنی فاعل ہے ۔ یعنی دوزخ تمہاری بھرپور
سزا ہے ۔ قولہ تَبِيعًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا کی طرف اشارہ کیا اور
تَبِيعًا کی ثائرًا سے تفسیر کی ثائر ،، کے معنی ہیں انتقام لینے والا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تَبِيعًا کی تفسیر
نصیرًا سے کی ہے یعنی پھر تم سے کوئی بدلہ لینے والا یا مددگار نہ پاؤ گے ۔
قولہ خَبَتْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ،، کی طرف اشارہ
کیا اور خَبَتْ کی طَفِئَتْ سے تفسیر کی یعنی بجھ جائے گی ہم ان کی گرمی کی شدت زیادہ کریں گے ۔
قولہ لَا تُبَذِّرْ آہ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے لَا تُبَذِّرْ کی تفسیر لَا تُنْفِقْ بِالْبَاطِلِ ،، سے کی یعنی فضول خرچی نہ کرو ۔ تبذیر کے معنی
ہیں بے مقصد خرچ کرنا ،،
قولہ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ اس سے اس آیت کریمہ : وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ
رَبِّكَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رحمت کی رزق سے تفسیر کی ۔ اگر تم اپنے رب کا رزق طلب کرتے ہوئے
اُن سے اعراض کرو گے ۔
قولہ مَثْبُورًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ،، کی طرف اشارہ
کیا اور مثبور کی ملعون سے تفسیر کی ۔ یہ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

marfat.com
Marfat.com

کہ جب عثمان بن مظعون کا انتقال ہؤا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کی موت کے بعد آپ نے انہیں بوسہ دیا اور آپ کے آنسو عثمان کے رخساروں پر گر رہے تھے۔ اگر وہ نجس ہوتے تو آپ اس کو بوسہ نہ دیتے ۔۔۔۔ نیز ہمیں میت کو غسل دینے کا حکم دیا گیا ہے اور پلید کو غسل نہیں دیا جاتا کیونکہ غسل سے نجاست زیادہ پھیلتی ہے۔ اس میں مسلمان اور کافر برابر ہیں اور قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ،، اس سے نجاست اعتقادی مراد ہے۔ نجاست ابدان مراد نہیں یا مراد یہ ہے کہ مشرکوں سے ایسا اجتناب و پرہیز کیا جائے جیسے نجاست سے احتیاط کیا جاتا ہے۔

قولہ ضِعْفَ الْحَيَاةِ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف تھوڑا سا مائل ہو جاتے اس وقت ہم تجھے دُنیا و آخرت میں دگنا عذاب دیتے ،، اس آیت کریمہ میں اگرچہ مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مراد آپ کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ڈرایا تاکہ ان میں سے کوئی بھی کسی وقت کسی تھوڑی سی شئی میں مشرکوں کی طرف میلان نہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔

ابن جوزی نے کہا یہ آیت کریمہ اور اس کے مشابہ دوسری آیات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محال ہیں۔ اصل میں یہ کلام اس طرح ہے: عَذَابًا ضِعْفًا فِي الْحَيٰوةِ وَعَذَابًا ضِعْفًا فِي الْمَمَاتِ یعنی دگنا دگنا عذاب، پھر موصوف کو حذف کر کے صفت کو اس کے قائم مقام کر دیا پھر صفت کو موصوف کی طرف مضاف کر دیا۔ تو ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ،، پڑھا گیا ہے۔

قولہ خِلَافَكَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: إِذًا لَا يَلْبَثُوْنَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيْلًا ،، خِلَافَكَ اور خَلْفَكَ دونوں ہم معنیٰ ہیں یعنی آپ کے مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے جانے کے بعد تھوڑا وقت ہی باقی رہیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہؤا کیونکہ ہجرت کے ایک سال بعد وہ بدر کی جنگ میں ہلاک ہو گئے۔

قولہ وَنَاٰى آہ اس سے اس آیت کریمہ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور تَبَاعَدَ سے اس کی تفسیر کی یعنی جب ہم انسان پر انعام کریں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور دُور چلا جاتا ہے۔ نَاءَ يَنُوْءُ ،، اُٹھ کھڑا ہؤا ،،

قولہ شَاكِلَتِهٖ آہ اس سے اس آیت کریمہ ،، قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، نَاحِيَتِهٖ ،، سے کی یہ شَكْلَة سے مشتق ہے۔ حسن بصری اور قتادہ نے کہا عَلٰى نِيَّتِهٖ ابو زید نے کہا ،، عَلٰى دِيْنِهٖ ،، مقاتل نے کہا عَلٰى جِبِلَّتِهٖ ،، فراء نے کہا اپنے طریقہ پر جس پر وہ پیدا ہؤا ،، ابو عبیدہ نے کہا اپنی طبیعت پر عمل کرتا ہے۔ شکلہ کے معنی مثل کے ہیں۔

قولہ صَرَّفْنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ،، کی طرف

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَیِّ اِذَا کَثُرُوْا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ
اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ وَقَالَ اَمَرَ

بَابٌ قَوْلُہٗ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا

یعنی قریہ کے نمبرداروں، امیروں اور رئیسوں کو حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی طاعت کریں وہ نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر ہم سب کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ مُترفین مُترف کی جمع ہے بمعنی مالدار۔

۴۳۹۵ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا زمانۂ جاہلیت میں جب کسی قبیلہ کے لوگ زیادہ ہو جاتے تو ہم کہتے تھے۔ بنو فلاں زیادہ ہو گئے۔

وَاَمِرَ کی میم، مفتوح و مکسور بمعنی کثر ہے۔ اس میں ابن تین کا رد ہے کہ میم مفتوح ہو تو کثرت کا معنی نہیں ہوتا) قولہ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ سفیان بن عُیَیْنَہ سے حُمَیْدی نے اَمَرَ روایت کی ہے اور علی بن عبد اللہ نے بکسر المیم روایت کی ہے اس میں دونوں لغتیں ہیں۔ حُمَیْدی عبداللہ ابن زبیر بن عیسیٰ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ان کے اجداد میں سے کوئی حُمَیْد تھا اس طرف حمیدی منسوب ہے۔

باب — یہ اُن کی اولاد ہے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا یقیناً نوح شکر گزار بندے تھے“

مفسّرین نے ذکر کیا حضرت نوح علیہ السلام جب کوئی کپڑا پہنتے یا کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو فرماتے الحمدللہ،، اس لئے ان کو عبدًا شکورًا کہا جاتا ہے۔ عمران بن سلیم نے کہا نوح کو عبدِ شکور اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا دیا اگر وہ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا جب پانی پیتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے پانی پلایا اگر وہ چاہتا تو مجھے پیاسا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا الآية

۴۳۹۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ اَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ

کی ہے ابو عبیدہ نے کہا ثبور کے معنی ہیں ہلاک اور ملعون ہالک ہوتا ہے۔ عوفی نے اس کے معنی مغلوب ذکر کئے ہیں۔ جبکہ مجاہد نے ہالک عطیہ نے مُغیر اور زید بن اسلم نے اس کے معنی مخبول اور مجنون بیان کئے ہیں۔ یعنی جس میں عقل نہ ہو۔

قولہ وَلَا تَقْفُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور لَا تَقْفُ کی لَا تَقُلْ سے تفسیر کی یعنی جو نہیں جانتے ہو وہ نہ کہو۔ قتادہ نے کہا اس کے معنی ہیں جو تم نے دیکھا نہیں یہ نہ کہو میں نے دیکھا ہے اور جو تم نے سُنا نہیں یہ نہ کہو میں نے سُنا اور جو جانتے نہیں یہ نہ کہو میں جانتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا تمہیں علم نہیں اس کا پیچھا نہ کرو۔ قتبی نے کہا یہ قفاء سے ماخوذ ہے گویا وہ امور کا پیچھا کرتا ہے۔ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قائف کے قول پر عمل جائز نہیں۔ البتہ اس سے تائید ہو سکتی ہے جیسے مُجزز قائف کے کہنے پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے تھے جبکہ اُس نے زید اور حارث کے قدموں کو دیکھ کر کہا تھا یہ باپ بیٹوں کے قدم ہیں۔

قولہ فَجَاسُوا آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا" کی طرف اشارہ کیا اور تَيَمَّمُوا سے اس کی تفسیر کی، جَاسُوا جوس سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں پوری کوشش سے طلب کرنا۔ یعنی انھوں نے دیار کا قصد کیا اور اُن میں گھس گئے۔ ابن عرفہ نے کہا انھوں نے سرکشی کی اور فساد کیا۔

قولہ يُزْجِي آہ اس سے اس آیت کریمہ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ" کی طرف اشارہ کیا اور يُزْجِي کی تفسیر یہ کی کہ یہ اِزْجَاءٌ سے ہے اس کے معنی یُجْرِی کے ہیں یعنی تمہارا رب وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتیاں چلاتا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب ہم کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہیں تو اس کے امیر لوگوں کو حکم دیتے ہیں"

marfat.com
Marfat.com

رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ اٰدَمُ
اِنَّ رَبِّىْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ نَهَانِىْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِىْ نَفْسِىْ نَفْسِىْ
اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا
فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ
اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ
اِنَّ رَبِّىْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِىْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِىْ نَفْسِىْ نَفْسِىْ
نَفْسِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ
فَيَقُوْلُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِىُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ

شفاعت کون کرے گا؟ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے تم حضرت آدم علیہ السلام کو لازم پکڑو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے آپ بشر کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور تم میں عظیم روح پھونکی فرشتوں کو حکم دیا انھوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں ہو رہی ہے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے آج کے دن میرا رب نہایت ہی غیظ و غضب میں ہے اس سے پہلے اتنا غضبناک کبھی ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس جیسا غضبناک ہوگا اس نے مجھے درخت سے تناول کو منع کیا تھا تو میں نے شجرہ ممنوعہ سے تناول کر لیا تھا میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ میرے غیر کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ وہ نوح کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے نوح! آپ زمین والوں کی طرف پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ نے آپ کا نام عبدِ شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ کہیں گے میرا رب عزّ و جلّ آج بہت غضبناک ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا میرے لئے ایک دعا تھی میں نے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ
هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ
وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَشَ مِنْهَا نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهَلْ
تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ النَّاسُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِیْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ
الدَّاعِیْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ
وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ
بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ
عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ
وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى

رکھتا جب کپڑا پہنتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے لباس پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے برہنہ رکھتا جب
جوتا پہنتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے جوتا پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے ننگے پاؤں رکھتا جب قضائے
حاجت کرتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے عافیت سے غلاظت نکالی اگر وہ چاہتا تو اس کو
روک رکھتا''

۴۳۹۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ کو ایک دست (گوڈی) اٹھا کر دی
گئی جبکہ وہ آپ کو بہت پسند تھی۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا پھر فرمایا میں قیامت
کے روز لوگوں کا سردار ہوں کیا تم جانتے ہو یہ کیوں ؟ پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک میدان میں جمع کئے
جائیں گے۔ پکارنے والا سب کو اپنی آواز سنائے گا اور ان سب میں نظر پہنچے گی۔ سورج قریب آجائے
لوگوں کو غم اور تکلیف اس قدر ہوگی جس کی ان میں طاقت نہ ہوگی اور نہ وہ برداشت کرسکیں گے لوگ
کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں جس قدر تمہیں تکلیف ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے رب کے پاس تمہاری

marfat.com
Marfat.com

يَا عِيْسٰى أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ
وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اِشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ
فَيَقُوْلُ عِيْسٰى إِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ
وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا
إِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا إِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا
تَأَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّكَ أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَأَنْطَلِقُ فَآتِيْ تَحْتَ
الْعَرْشِ فَأَقَعُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ
الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى أَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ

کہیں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اُس نے مریم پر ڈالا تھا اور اس کے روح ہیں آپ نے گہوارہ میں بچپن ہیں لوگوں سے باتیں کیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے اس سے پہلے کبھی اس طرح غضبناک نہیں ہُوا اور نہ آئندہ اس جیسا غضبناک ہوگا۔ اُنھوں نے کوئی شئی ذکر نہ کی میں اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے ...... اور عرض کریں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ پس میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب عزّ وجل کے حضور سجدہ میں جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمدیں اور اچھی ثنائیں منکشف اور ظاہر کرے گا جو مجھ سے پہلے اور کسی پر ظاہر نہیں کیں پھر کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیں اور سوال فرمائیں آپ کو عطاء کیا جائے گا لوگوں کی شفاعت فرمائیں قبول کی جائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

اِشْفَعْ لَنَا اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ
الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ
قَدْ کُنْتُ کَذَبْتُ ثَلٰثَ کَذَبَاتٍ فَذَکَرَهُنَّ اَبُوْ حَیَّانَ فِی الْحَدِیْثِ نَفْسِیْ
نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُوْسٰی فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی
فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُوْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ
عَلَی النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَمَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَیَقُوْلُ اِنَّ
رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ
مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا
اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ

وہ اپنی قوم پر کی (جس سے وہ سب ھلاک ہوگئے) میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ میرے غیر کے پاس جاؤ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں سے اللہ کے خلیل ہیں اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں ہیں۔ وہ اُن سے کہیں گے آج میرا رب بہت غضبناک ہے اس سے پہلے اس طرح کبھی غضبناک نہیں ہُوا اور نہ اس کے بعد ایسا غضبناک ہوگا میں نے تین باتیں بظاہر خلافِ واقع کہی تھیں۔ ابوالحیان نے وہ حدیث میں ذکر بھی کیں۔ میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اس نے آپ کو رسول بھیجنے اور آپ سے کلام کرنے کے سبب لوگوں پر آپ کو فضیلت دی ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ آپ دیکھتے نہیں؟ ہم کس حال میں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غضبناک ہے اس سے پہلے اس جیسا غضبناک کبھی نہیں ہُوا اور نہ اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا میں نے ایک جان کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ میں اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور

marfat.com
Marfat.com

میں داخل ہوں گے وہ مرفوع القلم ہوں گے جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا یا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور شفاعت کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روائت میں ہے کہ یہ لوگ ستر ہزار افراد ہوں گے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا مصنف بن ابی شیبہ میں سلمان سے روائت مذکور ہے کہ قیامت میں سورج کو دس سال کی گرمی دی جائے گی پھر وہ لوگوں کے سروں کے قریب آئے گا۔ حتی کہ وہ قاب قوسین ہو جائے گا جس سے لوگوں کو پسینہ آنے لگے گا حتی کہ پسینہ زمین پر گرتے گرتے قد تک پہنچے گا پھر بلند ہوگا حتی کہ آدمی کے منہ میں پہنچے گا ابن مبارک نے اس روائت میں زیادہ ذکر کیا کہ اس روز سورج کی گرمی مومن مرد وعورت کو ضرر نہیں دے گی۔

علامہ کرمانی نے کہا "نَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُوْحِہٖ" میں روح کی اللہ کی طرف اضافت مضاف کی تعظیم وتشریف کے لئے ہے" حدیث میں اللہ کے غضب سے مراد اس کا لازم ہے اور عذاب دینے کا ارادہ ہے۔ امام نووی نے کہا اللہ کے غضب سے مراد اللہ کا انتقام ہے جو گناہگاروں میں ظاہر ہوگا اور جو اہل محشر خطرناک حالات دیکھیں گے جن کی کوئی مثال نہیں اور نہ ہوگی" نفسی نفسی نفسی کا تین بار تکرار کیا یعنی یہ شفاعت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جب مبتدا، خبر متحد ہوں تو مراد بعض لازم ہوتے ہیں یا نفسی مبتدا ہے اور خبر محذوف یعنی میرا نفس شفاعت کا مستحق ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے کہیں گے آپ پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی مرسل ہیں اسی طرح شیث و ادریس بھی نبی مرسل تھے اور وہ نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اولیت زمین والوں کے ساتھ مقید ہے یعنی اہل ارض کی طرف پہلے رسول مبعوث ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام اور شیث وادریس علیہما السلام اہل ارض کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ طوفانِ نوح سے ساری مخلوق ختم ہو جانے کے بعد چند افراد باقی رہے تھے۔ ان کی طرف حضرت نوح پہلے رسول تھے یہ بھی جواب دیا جاتا ہے کہ مذکورہ تینوں نبی تھے رسول نہ تھے لیکن صحیح ابن حبان میں ابوذر کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ وہ رسول تھے کیونکہ ان پر صحائف نازل ہوئے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام پر صحف کے نزول کی تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت نوح علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ ان کو ایک دعاء مستجاب دی گئی تھی جو انہوں نے پوری کر لی تھی" ان حضرات نے کسرِ نفس کے طور مقام شفاعت میں شفاعت کرنے سے خوف کیا کیونکہ جسے اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہو اور اس کا مرتبہ بلند ہو وہ زیادہ ڈرتا ہے۔

قولہ اَلْمِصْرَاعَیْنِ، بکسر المیم دروازہ کی دو طرفین، بُصریٰ شام میں شہر کا نام ہے۔

(حدیث ۳۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَابَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ اَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰى

میں اپنے سر مبارک اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے پروردگار میری امت کو معاف کر دے اے میرے رب میری امت کو معاف فرما دے۔ پس کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی امت میں سے ستر ہزار کو جن کا حساب نہیں جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کر دیں اور وہ ان دروازوں کے سوا جنت میں داخل ہونے کے لئے لوگوں سے شریک ہیں۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ بہشت کے دروازے کے دو کناروں کے درمیان اتنی مسافت ہے۔ جتنی مکہ اور حمیر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان مسافت ہے۔

۴۳۹۶ — شرح: حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء یہ تھی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا ،، زمین میں بسنے والا کوئی کافر نہ چھوڑ سب کو ہلاک کر دے۔ یہ دعاء اگرچہ اللہ کے حکم سے تھی۔ لیکن بظاہر یہ دعاء حضرت کی طرف سے تھی اس لئے خجالت باقی رہنے کے باعث معذرت کر دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو تین کذبات ذکر فرمائے ہیں وہ درحقیقت کذبات نہ تھے۔ ایک یہ کہ میں بیمار ہوں دوسرے بلکہ اُن کے بڑے نے کیا تیسرے یہ کہ سارہ میری بہن ہے۔ اصل میں یہ تو توریے تھے۔ وہ یہ کہ ایک لفظ کے متعدد معانی ہوں ان میں سے متکلم کی مراد کوئی ایک معنی ہو اور مخاطب اس کے خلاف اور معنی سمجھ لے۔ اس کی ظاہری صورت کذب ہے درحقیقت کذب نہیں تمام انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور اللہ کا یہ ارشاد لَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ،، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمہ تشریف خاص ہے۔ اس کی حقیقت مراد نہیں بعض علماء نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ پہلے گناہوں سے مراد آباؤ اجداد کے گناہ اور پچھلے گناہوں سے مراد ذریت کے گناہ بلکہ تمام تابعداروں کے گناہ مراد ہیں جو لوگ حساب کے بغیر جنت

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۸ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ قَالَ کَانَ نَاسٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِّنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّکَ ھٰؤُلَاءِ بِدِیْنِھِمْ زَادَ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْیٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے محبوب! کافروں سے فرما دیں کہ اُن کو بلاؤ جنہیں تم اللہ کے معبود سمجھتے ہو، وہ تم سے عذاب دُور کرنے کے مالک نہیں اور نہ تمہاری حالت بدل سکیں گے

۴۳۹۸ ـ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ ،، کے متعلق روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا لوگوں کا ایک گروہ جنّات کے گروہ کی عبادت کرتے تھے۔ جن تو مسلمان ہو گئے اور ان آدمیوں نے ان کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھا (جنوں کی عبادت پر قائم رہے) اشجعی نے سفیان کے ذریعہ اعمش سے یہ اضافہ کیا : قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ پھر کہا کان ناس الخ

۴۳۹۸ ـ شرح : یعنی اس آیت کریمہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ ،، میں ،، اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ ،، کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود ذکر کرتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جنّوں کو اپنا معبود بنایا اور ان کو اللہ کے قریب کرنے والا سمجھا۔ قسطلانی نے کہا جوہری نے تصریح کی ہے کہ جنّوں کو بھی ناس کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ناس نَاسَ سے ہے بمعنی تحرک جنوں پر ناس کا اطلاق بطریق مشاکلت ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف پر فرمایا : تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ،، حالانکہ اللہ کا نفس نہیں لیکن بطریق مشاکلہ اس پر نفس کا اطلاق کیا یعنی اے اللہ تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا

۴۳۹۷ـ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَاْمُرُ بِدَابَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ

بَابُ قَوْلِهٖ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے داؤد کو زبور عطاء کی

رُبیع بن انس نے کہا زبور شریف میں اللہ کی ثناء، تسبیح اور تحمیدِ خدا ہے اس میں حلال وحرام، فرائض و حدود وغیرہ احکام نہیں ہیں،،

۴۳۹۷ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے داؤد پر زبور کی قراءت آسان کر دی تھی۔ آپ گھوڑے کو کسنے کا حکم دیتے اور اس پر زین کرنے سے پہلے زبور پڑھ کر فارغ ہو جاتے۔

۴۳۹۷ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے زمانہ لپیٹ دیتا ہے جیسے زین لپیٹ دیتا ہے۔ چنانچہ سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ رکاب میں قدم رکھتے دوسرا قدم دوسرے رکاب میں قدم رکھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ملتزم کعبہ سے وہ قرآن پڑھنا شروع کرتے اور کعبہ کے دروازے تک پہنچنے پر قرآن ختم کر لیتے تھے۔
(اشعۃ اللمعات ص ۲۵۰۰، ج ۱۴۱)

marfat.com
Marfat.com

باب قولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس

۴۴۰۰۔ حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین عن عمرو عن عکرمۃ عن ابن عباس وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس قال ھی رؤیا عین اریھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ والشجرۃ الملعونۃ شجرۃ الزقوم

الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ کی تفسیر میں فرمایا: جنوں کے جس گروہ کی عبادت کی جاتی تھی وہ مسلمان ہوگئے (اس سے پیشتر تشریح ہو چکی ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو،،

یعنی معراج کی رات سرد رکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عجائب و غرائب اور ملک ملکوت دکھائے گئے اس میں صرف لوگوں کا امتحان تھا۔ انھوں نے مذاق اور استہزاء کیا اور اس کے قبول کرنے اور تصدیق کرنے سے انکار کر دیا حتی کہ بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ ابن انباری نے کہا رؤیت کا استعمال نیند میں کم آتا ہے اور رؤیا کا استعمال رؤیت چشم میں کم ہے۔ اور اس کا استعمال رؤیت چشم میں جائز ہے آئت کریمہ میں یہی معنی مراد ہے۔ چنانچہ مذکور حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے۔

۴۴۰۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اس آئت کریمہ میں رؤیت کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات دکھائے گئے تھے اور شجرہ ملعونہ تھوہر کا درخت ہے۔

۴۴۰۰ — شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آئت کریمہ میں رؤیا سے مراد خواب نہیں بلکہ آنکھ سے دیکھنا ہے اور یہ اشارہ ہے کہ یہ رؤیت بیداری میں تھی۔ یہ علم کے معنی میں نہیں۔ قولہ والشجرۃ الملعونۃ،، کا عطف رؤیا پر

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ الْاٰيَةَ

۴۳۹۹ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْجِنِّ كَانُوْا يُعْبَدُوْنَ فَاَسْلَمُوْا

تیری ذات کی باتیں نہیں جانتا۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ناس تو انسان ہیں اور وہ جنوں کی ضد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ حدیث میں جنوں پر ناس کا اطلاق کیسے ہُوا ہے جبکہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں "ناس من الجن" اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ناس سے مراد طائفہ اور گروہ ہے اور ناس کبھی انسان ہوتے ہیں کبھی جن ہوتے ہیں فَلَا اِشْكَالَ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مزید اور مزید علیہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ کا سفیان کے طریق سے: "اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَمَّا قَرَءَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ" اور اشجعی کا سفیان کے طریق سے ہے کہ اُنھوں نے قراءت میں کچھ زیادہ کہا اور "اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ بھی پڑھا پھر کہا كَانَ نَاسٌ"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یحییٰ کے سفیان اور عبد اللہ کے طریق میں ہے کہ جب اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ پڑھا تو کہا كَانَ نَاسٌ اور اشجعی کا سفیان کے طریق سے یہ ہے کہ اُنھوں نے قراءہ میں زیادہ لفظ کہے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ بھی آخر دو آیات تک پڑھا پھر کہا كَانَ نَاسٌ۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یہ تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں"

یعنی جن لوگوں کی یہ انسان عبادت کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کے قرب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں ابن عباس اور مجاہد نے کہا اکثر علماء کا بھی یہی قول ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ، ان کی والدہ مریم، عُزَیر فرشتے، سورج، چاند اور ستارے ہیں۔

۴۳۹۹ ـ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ:

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

قَالَ مُجَاهِدٌ صَلٰوةُ الْفَجْرِ

۴۴۰۱ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ صَلٰوةِ الْجَمِیْعِ عَلٰی صَلٰوةِ الْوَاحِدِ خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَّتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّیْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اِقْرَءُوْٓا اِنْ شِئْتُمْ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں“

مجاہد نے کہا قرآنِ فجر سے مراد فجر کی نماز ہے۔ اس وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور وہ اُوپر آسمانوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ وقت رات کی آخری ساعات اور دن کی پہلی ساعات ہیں۔

۴۴۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے والے سے پچیس درجے زیادہ ہے۔ صبح کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ابوہریرہ کہتے تھے پڑھو اگر چاہو وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ”صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۴۴۰۱ — شرح : رات دن کے فرشتے عصر کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

پر ہے اور زَقُّوم بروزن فَعُّولٌ ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت لقمہ،، اصل عبارت یہ ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ،، رُؤْیا کا فتنہ تو یہ ہے کہ یہ سُن کر کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ انھوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک رات میں بیت المقدس تک سیر کرکے واپس آجائے۔

اس آئت کریمہ کے نزول کا سبب

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے منبر شریف پر بنی امیہ بندروں کی طرح اچھل رہے ہیں آپ کو سخت غم لاحق ہُوا اور وفات تک کھل کر کبھی نہیں ہنستے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی! عینی،،

,, شجرہ ملعونہ کا فتنہ،،

جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی،، تو ابو جہل ملعون نے کہا تم ابن ابی کبشہ کا جھوٹ دیکھتے نہیں ہو کہ تمہیں آگ سے ڈراتا ہے کہ وہ پتھروں کو جلا دے گی پھر گمان کرتا ہے کہ دوزخ میں درخت ہے جو بہت کڑوا ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آگ درخت کو جلا دیتی ہے اس میں درخت کیسے نشو ونما پا سکتا ہے۔ اس طرح وہ استہزاء کرتا تھا۔ ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمرو سے روائت کی کہ شجرہ ملعونہ حکم بن عاص اور اس کا بیٹا مروان ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ انہوں نے مروان سے کہا میں گواہ ہوں کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے اور تیرے باپ اور دادے کے متعلق فرماتے ہُوئے سُنا کہ قرآن کریم میں شجرہ ملعونہ تمہاری طرف اشارہ ہے کہ وہ تم ہو۔ شجرہ ملعونہ کے اور بھی کئی معانی ہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ زقوم شیطان اور ابو جہل ہیں۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زقوم" کو ذکر کیا تو ابو جہل نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ زقوم کیا شئی ہے وہ مکھن والی کھجور ہے۔ اگر اللہ نے ہمیں اس پر قادر کیا تو ہم خوب کھائیں گے اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ والشجرة الملعونة،، مقاتل سے روائت ہے کہ عبداللہ زبعری نے کہا بربر کی زبان میں زقوم مکھن کو کہتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا اے لونڈی ہمارے پاس کھجور اور مکھن لا۔ اور قریش سے کہا اس سے خوب کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ صافات میں زقوم کو ذکر فرمایا کہ یہ وہ درخت ہے جو دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے یعنی یہ آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ اس کے ساتھ عذاب دے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۳ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۴۴۰۲ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جُثیً بضم الجیم وفتح الثاء اور الف مقصورہ بمعنی جماعات ہے اس کا واحد جُثوۃ مٹی وغیرہ کے ڈھیر کو جثوہ کہا جاتا ہے۔ ابن کثیر نے کہا: جُثِیًّ کی ثاء مشدد ہے جاثی کی جمع ہے بمعنی گھٹنوں کے بل بیٹھا، کذا ذکرہ السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

اسماء رجال

۱ اسماعیل بن ابان ابو اسحاق وراق ازدی کوفی ہیں۔ ۲۱۶ ہجری کی کوفہ میں وفات پائی۔ ۲ ابوالاحوص سلام ابن سلیم ہیں ۳ آدم بن علی عجلی بکری ہیں۔ ان کی بخاری میں یہی حدیث بخاری کے افراد سے ہے۔

۴۴۰۳ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان سننے کے وقت یہ دعاء پڑھی۔ اے اللہ اس دعاء تامہ کاملہ اور صلوٰۃ کاملہ کے پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگاروں کا وسیلہ اور تمام لوگوں پر فضیلت دے اور آپ کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگی۔ اس کی حمزہ بن عبداللہ نے اپنے والد کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی (حدیث ۵۹۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

باب قَوْلُهُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

۴۴۰۲ ـ حَدَّثَنِىْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِىٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ يَصِيْرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جُثًى كُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ اِشْفَعْ يَا فُلَانُ اِشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِىَ الشَّفَاعَةُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ

اسی لئے عصر کی نماز کو دوسری نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرات مفسرین کرام نے صلوٰۃ الوسطیٰ کی تفسیر میں یہ ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں فجر کی نماز کا ذکر ہے لیکن اس میں عصر کے وقت کی نفی نہیں۔
(حدیث ۴۶۷ اور حدیث ۶۲۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں

مقام محمود وہ ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کریں گے اور اگلے اور پچھلے اس کی حمد کریں گے۔ عمر فاروق سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے قریب کرے گا اور اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ ابن زنجویہ يُجْلِسُنِىْ مَعَهٗ عَلَى السَّرِيْرِ "مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے گا (عینی) شیخ دہلوی نے کہا یہ کمال قرب و اعزاز سے کنایہ ہے۔

۴۴۰۲ ـ ترجمہ: آدم بن علی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا قیامت میں لوگ جماعت جماعت ہوں گے اور دو زانو بیٹھے ہوں گے۔ ہر جماعت اپنے نبی کی پیروی کرے گی وہ کہیں گے ای فلاں شفاعت کر ای فلاں شفاعت کر" حتی کہ شفاعت کا سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گا۔ پس وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوْحِ

كُلٌّ مِّنْهَا نُصُبٌ ،، یہ اس وقت ہے جبکہ نُصُب مفرد ہو اس کی جمع اَنْصَاب ہے۔ نُصُب ہر وہ شئی ہے جس کی عبادت کی جائے۔ (حدیث ۳۹۹۷ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد تجھ سے رُوح کے متعلق پُوچھتے ہیں

کافروں کا سوال رُوح کی حقیقت یا اس کے حدوث و قدوم سے تھا۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ،، فرما دیجئے روح میرے پروردگار کی مخلوق ہے جس کو لفظِ کُنْ سے پیدا کیا اس کا کوئی اصل اور مادہ نہیں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ روح کی حقیقت سے سوال ہو یا فرمادیں کہ وہ اللہ کی ایجاد و احداث سے موجود ہے جبکہ اس کے ایجاد و احداث سے سوال ہو یا ان کا سوال حقیقتِ روح کے علم سے ہو تو فرمائیں اس کا علم اللہ ہی کو ہے وہ اس میں مستقل ہے

علامہ زمخشری صاحبِ کشاف نے کہا اکثر علماء کہتے ہیں کہ روح کی حقیقت کے علم کے سوال تھا چنانچہ مروی ہے کہ یہودیوں نے قریش مکہ سے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، سکندر ذوالقرنین اور روح سے متعلق پوچھو۔ اگر ان تینوں کا جواب نہ دیا اور خاموش رہے تو نبی نہیں اور اگر روح کے سوا باقی دو کا جواب دیا تو یقیناً نبی ہیں کیونکہ انہوں نے تورات میں دیکھا تھا کہ روح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے سوا باقی دو کا جواب دیا تو یقیناً نبی ہیں کیونکہ انھوں نے تورات میں دیکھا تھا کہ روح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے سوا باقی دو کا جواب تو دیا اور روح کے جواب کو مبہم رکھا۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ آدمیوں کی روح ان کے ابدان سے پہلے مخلوق ہے۔ ابدان سے اس کا تعلق بعد میں ہوا ہے نیز روح مرتی نہیں اور نہ ہی بوسیدہ ہوتی ہے اور موت کے بعد عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح دونوں نعمتوں سے لذت پاتے ہیں۔

حسن بصری اور قتادہ نے کہا اس آیت میں جس روح کے متعلق سوال کیا گیا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان ہے۔ ہر زبان کی ستر ہزار لغت ہے، وہ ہر لغت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا يَزْهَقُ يَهْلِكُ

۴۴۰۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرما دیں حق (دینِ اسلام) آیا باطل (شرک) گیا یقیناً باطل تو جانے ہی والا ہے

قولہ یزھق، یھلک،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ زہوق بمعنی ہالک ہے

۴۴۰۴ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے جبکہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو چھڑی جو آپ کے ہاتھ میں تھی سے مارنا شروع کیا۔ اس حال میں کہ آپ فرماتے تھے۔ حق آیا اور باطل گیا بے شک باطل جانے ہی والا ہے۔ حق آیا باطل کبھی ظاہر نہ ہوگا اور نہ واپس آئے گا۔

۴۴۰۴ — شرح: نُصُب کا نون اور صاد مضموم ہیں۔ نون کو مضموم اور صاد کو ساکن بھی پڑھتے ہیں۔ بعض نون کو مفتوح اور صاد کو ساکن پڑھتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا نُصُب میں رفع ہی پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

۴۴۰۶ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهٖ تَعَالَى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ

کے ساتھ ایک کھیت میں تھے جبکہ آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہودی جا رہے ہیں۔ اُنھوں نے ایک دوسرے سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق پوچھیں پھر بعض نے کہا تمہیں آپ کی طرف سے کیا تردّد ہے۔ بعض نے کہا تمہارے سامنے وہ شئی نہ ذکر کر دیں جس کو تم پسند نہ کرو (وہ کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں جو تمہیں پسند نہیں) اُنھوں نے کہا آپ سے پوچھو! چنانچہ اُنھوں نے روح کے متعلق پوچھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا میں نے جانا کہ آپ کو وحی کی جا رہی ہے۔ پس جب وحی نازل ہوئی فرمایا یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الآیۃ "وہ آپ سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیں روح رب کا امر ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے (حدیث ۱۲۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھیں اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھیں

اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک اعرابی التحیات بُلند آواز سے پڑھ رہا تھا تو یہ آئت نازل ہوئی۔ عبداللہ بن شداد نے کہا بنی تمیم کے اعرابی سلام پھیرنے کے بعد بُلند آواز سے کہتے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَالًا وَّ وَلَدًا "، تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آئت کریمہ دُعا کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ اسباب باب میں مذکور حدیث کے علاوہ ہیں ایک حکم کے اسباب متعدد بھی ہو سکتے ہیں۔

۴۴۰۶ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آئت کریمہ: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأْيُكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

قیامت تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ روح چوتھے آسمان پر بہت بڑا ملک ہے جو تمام آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور فرشتوں سے بڑا ہے وہ ہر روز ایک ہزار تسبیح پڑھتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ قیامت میں فرشتوں کے ساتھ صف باندھے ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا روح سے مراد فرشتہ ہے جو شبِ قدر میں نازل ہوتا ہے اس کے ہاتھ جھنڈا ہے جس کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو اجازت دے تو زمین و آسمان کا لقمہ کرلے۔ (تیسیر القاری)

"سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم حاصل ہے" علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب شریف اس سے بالاتر ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو حالانکہ آپ پروردگارِ عالم کے محبوب اور اس کی مخلوق کے سردار ہیں آپ پر یہ مخفی بھی کیسے رہ سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احسان کیا کہ تیرے رب نے تجھے وہ علوم دیئے جو آپ نہ جانتے تھے اور تیرے اوپر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ روح کا علم غیر ممکن ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ جانتے تھے۔ روح کے متعلق پوری تفصیل ج ۲۲ کی شرح میں دیکھیں

۴۴۰۵۔ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهٗ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ بَاخِعٌ مُهْلِكٌ اَسَفًا نَدَمًا اَلْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ

سُورۂ کہف

ابن عباس، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ سورت مکی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس سے نقل کیا مگر ایک آئت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ،، یہ مدنی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقاماتِ تنزیل سے نقل کیا کہ اس میں تین آیات مدنی ہیں۔ ایک وَاصْبِرْ نَفْسَكَ دوسری ویَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ،، تیسری ذکر نہیں کی ممکن ہے سہوِ قلم ہُوا ہو۔ لیکن حدیث ۴۴۰۵ کے باب کی تفسیر میں گزرا ہے کہ یہود نے مشرکین مکہ سے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابِ کہف ذی القرنین اور روح سے سوال پوچھیں تو یہ آیات نازل ہوئیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ "یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ،، مکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ تَقْرِضُهُمْ ،، اس سے اِس آئت کریمہ: وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا تَقْرِضُهُمْ بمعنی تَتْرُكُهُمْ ،، ہے یعنی جب سورج غائب ہوتا ہے تو ان کی دائیں اور بائیں جانب سے گزرتا ہے۔ ایک روائت میں تَقْرِضُهُمْ کی تفسیر تَدَعُهُمْ مذکور ہے۔ اور ایک دوسری روائت میں تَتَجَاوَزُهُمْ مذکور ہے۔ لیکن یہ سب ہم معنی ہیں۔ قرض کا لغوی معنی قطع کرنا ہے۔

قولہ وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ، آہ اس آئت کریمہ میں ثمر بمعنی سونا چاندی ہے۔ مجاہد نے مال سے تفسیر کی ہے

marfat.com
Marfat.com

سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَہٗ وَمَنْ جَآءَ بِہٖ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ اَیْ بِقِرَآءَتِکَ فَیَسْمَعُ الْمُشْرِکُوْنَ فَیَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا عَنْ اَصْحَابِکَ فَلَا تُسْمِعُھُمْ وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا

۴۴۰۷ — حَدَّثَنِیْ طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا قَالَتْ اُنْزِلَ ذٰلِکَ فِی الدُّعَاءِ

وَلَا تُخَافِتْ بِھَا کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ آئت کریمہ اس حال میں نازل ہوئی جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں چھپے ہوئے تھے (ابتداء اسلام میں) جب آپ صحابہ کو نماز پڑھاتے۔ بلند آواز سے قرآن پڑھتے جب مشرک سنتے تو قرآن کو اور جس نے اس کو نازل کیا اور جو کوئی لے کر آیا۔ سب کو گالیاں دیتے (خدا اور رسول کو گالیاں دیتے) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نماز میں قراءت بلند نہ کریں کہ مشرک سن کر قرآن کو برا کہیں اور نہ ہی اپنے ساتھیوں سے اتنا آہستہ کریں کہ ان کو سنا ہی نہ سکیں جہر اور اخفاء کے درمیان طریقہ اختیار کریں۔

۴۴۰۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آئت کریمہ دعاء کے متعلق نازل ہوئی۔

۴۴۰۷ — شرح: قولہ ذالک آہ اس میں وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ الآیۃ کی طرف اشارہ ہے۔ دعاء سے مراد صلوٰۃ ہے کیونکہ صلوٰۃ کا لغوی معنی دعاء ہے یا جزء سے کل کا ارادہ کیا ہے کیونکہ دعاء نماز کا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے "صلوٰۃ" کو دعاء اس لئے کہا کہ نماز دراصل دعاء ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس طرح روائت کی ہے چنانچہ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ یہ آئت کریمہ دعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ مُؤْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَهُ بَعَثْنَاهُمْ أَحْيَيْنَاهُمْ أَزْكَى أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ لَمْ

اشارہ کیا اور اس کی فناء بمعنی صحن سے تفسیر کی یعنی اُن کا کُتا اپنی دونوں کہنیاں صحن میں بچھائے ہوئے ہے۔ وَصِیدٌ کی جمع وَصائد اور وُصُد ہے۔ کہا جاتا ہے وَصِید دروازہ ہے۔ مُؤْصَدَۃٌ بند کی گئی۔ اس کو تبعًا ذکر کی ہے۔ قرآن کریم میں ہے اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ،، کافروں پر آگ بند کی گئی ہے۔ آصَدَ سے مشتق ہے کہا جاتا ہے۔ اَصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَ ،، دروازہ بند کر دیا۔ عطاء نے کہا ،، وَصِید ،، دروازہ کی دہلیز ہے یعنی کتا اصحاب کہف کی غار کی دہلیز پر دونوں کہنیاں بچھائے ہوئے ہے۔

قولہ بَعَثْنَاهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ نیز وَكَذٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، اَحْيَيْنَاهُمْ ،، سے کی ہم نے ان کو نیند سے بیدار کیا کیونکہ نیند موت کی ساتھی ہے۔ مسلمانوں کی دو جماعتوں نے باہم جھگڑا کیا پہلے مسلمانوں نے کہا اصحاب کہف غار میں تین سو نو سال سوئے رہے۔ دوسروں نے کہا بلکہ اتنے اتنے برس سوئے ہیں ایک اور جماعت نے کہا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ کتنا عرصہ غار میں رہے ہیں۔ نیز اس میں دوسری آیت کریمہ : بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ،، کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسے ہم نے ان کو غار میں سُلایا تھا۔ اسی طرح ان کو بیدار کیا۔ سوا اس کے اُن کے بدن پُرانے اور کپڑے کہنہ ہو چکے تھے تاکہ لوگ اُن کا عجیب و غریب واقعہ ایک دوسرے سے دریافت کریں۔

قولہ اَزْکٰی بمعنی اَکْثَر ہے کہا جاتا ہے اَزْکٰی یعنی حلال تر ہے۔ ابن عباس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے یہی تفسیر کی ہے یہ معنی بہتر ہے کیونکہ اُن کا مقصود اکلِ حلال تھا تھوڑا ہو یا زیادہ۔ بعض نے کہا اس جگہ مجوسی لوگ تھے۔ ان میں مسلمان بھی رہتے تھے۔ اس لئے اصحاب کہف نے کہا مسلمانوں کا ذبیحہ لائیں کہ وہی بہتر اور پاک ہے۔ کہا جاتا ہے ،، ازکی ،، بمعنی اکثر جو پک کر زیادہ ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا کھانا پاکیزہ ہے تمام معانی قریب قریب ہیں۔

قولہ لَمْ تَظْلِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ آہ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی لَمْ تَنْقُصْ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی دونوں باغوں نے پُورا پھل دیا اور کچھ کمی نہ کی ،،

قولہ قال سعید آہ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ،، رقیم ،، تانبے کی تختی ہے

marfat.com
Marfat.com

وَالرَّقِيْمُ الْكِتَابُ مَرْقُوْمٌ مَكْتُوْبٌ مِنَ الرَّقْمِ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَآ أَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا شَطَطًا أَفْرَاطًا الْوَصِيْدُ

مجاہد کے غیر یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ثُمُرٌ ثَمر کی جمع ہے۔ بعض نے کہا ثمرہ کی جمع ثمار اور ثمار کی جمع ثُمُرٌ ہے اور یہ جمع الجمع ہے۔

قولہ باخِعٌ، آہ اس میں اس آیت کریمہ: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا کی طرف اشارہ کیا اور "بَاخِعٌ"، کی مُهْلِكٌ سے اور "اَسَفًا"، کی نَدَمًا، سے تفسیر کی یعنی شائد آپ ان کے پیچھے آپ کو ندامت کے باعث ہلاک کرنے والے ہیں اگر وہ نہ لائیں اس قرآن پر ایمان۔

قولہ اَلْكَهْفِ،، اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ کی طرف اشارہ کیا اور کہف کی تفسیر کی کہ وہ پہاڑ میں غار ہے اور رَقِيْم بمعنی کتاب ہے اور مرقوم بمعنی مکتوب رقم سے مشتق ہے اس کے معنی لکھنے کے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے نقل کیا۔ رَقِيْم پیتل یا پتھر کی تختی ہے۔ اس میں اصحاب کہف نے نام اور ان کے حالات لکھ کر غار کے دروازہ پر اسے لگایا گیا ہے۔ کہا گیا ہے رقیم پہاڑ یا وادی جس میں ان کی غار ہے کا نام ہے ان کی یہ جگہ غضبان اور ایلہ کے درمیان فلسطین کے قریب ہے۔ اس میں اور بھی مختلف متباین اقوال ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں بتایا کہ وہ کس زمین میں ہے؛ کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ شرعی غرض کا تعلق ہے۔

قولہ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی ہم نے انہیں اپنا وطن چھوڑنے اہل و اولاد اور مال و دولت ترک کرنے، حق کے اظہار پر جرأت کرنے پر صبر کا الہام کیا۔ سورۂ قصص میں اسی مادہ سے لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا،، یہاں تبعًا ذکر کیا ہے یعنی اگر ہم موسیٰ کی والدہ کے قلب میں صبر کا الہام نہ کرتے۔

قولہ شَطَطًا،، اس سے اس آیت کریمہ: لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا کی طرف اشارہ کیا اور شَطَطًا کی افراط سے تفسیر کی دراصل شطط حد سے تجاوز کرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل نے کہا یہ بمعنی ظلم ہے قتادہ نے اس کے معنی جھوٹ ذکر کئے ہیں۔

قولہ مِرْفَقًا آہ ہر وہ شئ جس پر تو تکیہ کرے" تَزٰوَرُ،، بمعنی تَمِيْلُ زَوْرٌ سے مشتق ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ: تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ ہے یعنی سورج اُن کی غار سے دائیں بائیں میلان کرتا ہے "فَجْوَةٍ"، بمعنی کشادہ ہے اس کی جمع فَجَوَات اور فِجَاءٌ ہے جیسے زکوٰۃ کی جمع زکاء ہے۔

قولہ اَلْوَصِيْد،، اس سے اس آیت کریمہ: وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ،، کی طرف

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ وَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ رَجْمًا بِالْغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِنْ فُرُطًا نَدَمًا سُرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِيطِ يُحَاوِرُهُ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي أَيْ لٰكِنْ أَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي ثُمَّ حَذَفَ الْأَلِفَ وَأَدْغَمَ إِحْدَى النُّونَيْنِ فِي الْأُخْرَى زَلَقًا لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ عُقْبًا عَاقِبَةٌ وَعُقْبَى وَعُقْبَةٌ وَاحِدٌ وَهِيَ الْآخِرَةُ قِبَلًا وَقُبُلًا وَقَبَلًا اسْتِئْنَافًا لِيُدْحِضُوا لِيُزِيلُوا الدَّحْضُ الزَّلَقُ

یہ آیت کریمہ نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی وہ قرآن میں بہت جھگڑا کرتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی وہ بعثت میں جھگڑا کرتا تھا اور کہتا تھا کیا ہم زمین میں بوسیدہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

۴۴۰۸ ـــ ترجمہ: زہری نے کہا مجھے علی بن حسین زین العابدین نے خبر دی کہ حسین بن علی سید الشہداء نے ان کو حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار سے خبر دی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ سو رہے تھے اور فرمایا کیا تم رات کی نماز نہیں پڑھتے؟

(حدیث ۱۰۶۴ کی شرح دیکھیں)

قولہ رجما آہ اس سے اس آیت کریمہ: "وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر: لم یستبن "سے کی جس کی وضاحت نہ ہو اور بن دیکھے سنی سنائی بات کرے یعنی وہ تخمینہ اور اندازہ سے کہتے تھے کہ وہ پانچ ہیں ان میں سے چھٹا ان کا کتا ہے

marfat.com
Marfat.com

تَنْقُصُ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيمُ اللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ فَضَرَبَ اللَّهُ عَلَى آذَانِهِمْ فَنَامُوا وَقَالَ غَيْرُهُ وَأَلَتْ تَئِلُ تَنْجُو وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْئِلًا مَحْرِزًا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا لَا يَعْقِلُونَ

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

منگوا کر اس پر ان کے نام کندہ کر کے اسے اپنے خزانہ میں رکھ دیا۔ لہٰذا رقیم وہ تختی ہے جس پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں (عینی) قولہ فَضَرَبَ اللّٰہُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا، کی طرف اشارہ کیا اور فَنَامُوا سے اس کی تفسیر کی۔ ہم ان کو سلایا اور اُن پر نیند مسلط کر دی۔ یعنی ہم نے اصحابِ کہف کو غار میں چند سال سلائے رکھا۔ بعض نے یہ معنی بیان کئے ہیں ہم نے ان کی سماعت کو محجوب کر دیا اور ان کے کانوں تک آواز نہ پہنچنے دی یہ اموات اور سونے والوں کی وصف ہے۔ قولہ مَوْئِلًا، اس سے اس آیت کریمہ: بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ "مَوْئِلًا"، وَأَلَتْ تَئِلُ سے مشتق ہے اس کی باب ضَرَبَ ماضی مضارع ہے وَأَلَ يَئِلُ ہے اور تَئِلُ کے معنی تَنْجُو ہیں تو نجات پاتا ہے۔ مجاہد نے کہا مَوْئِلًا بمعنی مَحْرِزًا ہے۔ محفوظ مقام قتادہ نے کہا اس کے معنی مَلْجَاء ہیں۔ یعنی وہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ یا جائے حفاظت نہ پائیں گے۔

قولہ، لَا يَسْتَطِيعُونَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "لَا يَعْقِلُوْنَ" سے تفسیر کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی وصف بیان فرمائی ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں وہ میرے ذکر یعنی مجھ پر ایمان لانے سے غافل ہیں ان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب قرآن کریم کی تدبر سے سماعت کریں جو اس پر ایمان لانے کا سبب ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "انسان بہت جھگڑالو ہے"

marfat.com
Marfat.com

بابُ قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا زَمَانًا وَجَمْعُهٗ اَحْقَابٌ

قراء کی یہی قرآءت ہے کہ وَلَایَۃ کی واؤ مفتوح ہے۔ اسے مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی سُلطان اور ملک ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ دونوں لغتیں ہم معنی ہیں۔

قولہ عُقبًا، اس سے اس آیت کریمہ: هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا کی طرف اشارہ کیا اور کہا عُقبیٰ بمعنی عاقبت ہے اور عُقبیٰ، عقبہ ایک ہی ہیں اس کے معنی آخرت ہیں یعنی تینوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ جوہری نے کہا ہر شئ کی عاقبت آخرت ہے۔

قولہ قُبُلًا، اس سے اس آیت کریمہ: اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا، کی طرف اشارہ کیا۔ قُبُلًا، کا قاف مضموم باء مفتوح یا دونوں مضموم یا دونوں مفتوح بہر کیف بمعنی استقبال ہے یعنی یا اُن کے پاس سامنے سے عذاب آئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بمعنی عیانًا کہا ہے یعنی علانیہ عذاب آئے۔ قولہ لِيُدْحِضُوْا، اس سے اس آیت کریمہ: "لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ"، کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے حق کو ہٹا دیں، "دحض"، کے معنی پھسلنے کے ہیں سُدی نے کہا لِيُدْحِضُوْا المعنی لِيُفْسِدُوْا بعض نے لِيُبْطِلُوْا کہے ہیں یعنی اس سے حق کو خراب کریں یا باطل کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا

(حُقُب کی جمع احقاب ہے۔ یعنی زمانہ دراز)

تفسیر: مجمع البحرین فارس اور روم کا سمندر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر ساحل پر چلتے ہوئے میرا مقصود حاصل نہ ہوا تو میں مدت دراز سالہا سال چلتا رہوں گا۔ بعض نے کہا "حُقُب"، مطلق زمانہ ہے۔ یہاں لمبا زمانہ مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

قولہ فُرُطًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر در ندمًا ،، سے کی یعنی اس نے اپنی نفسانی خواہش کا پیچھا کیا اس کی عاقبت ندامت تھی۔

قولہ سُرَادِقُهَا آہ اس سے اس آئت کریمہ : إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مثل السرادق سے اس کی تفسیر کی یعنی قیامت میں دھوآں کافروں کو گھیرے ہوئے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ظالموں یعنی کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس نے اُن کا احاطہ کئے ہو گا جیسے بہت بڑی قنات جو صحن وغیرہ کا پُورا احاطہ کرتی ہے یہاں آگ کے احاطہ کو بڑی قنات کے احاطہ سے تشبیہ دی جس نے چھوٹے خیموں کو احاطہ کیا ہوتا ہے۔ اس لئے امام نے کہا مثل السرادق ،،

قولہ وَالْحُجْرَۃ آہ یعنی بہت بڑی قناۃ کی طرح جس نے چھوٹے خیموں کا احاطہ کیا ہوتا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آگ کے سرادق چار دیواریں ہیں ان میں سے ہر ایک چالیس سال کی مسافت کی راہ ہے۔

قولہ يُحَاوِرُهُ آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ محاورہ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں کلام میں تکرار کرنا یعنی دو باغوں والے نے اپنے ساتھی سے اس حال میں کلام کیا کہ وہ اس میں تکرار کر رہا تھا۔

قولہ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي آہ یعنی لٰكِنَّ دراصل لٰكِنْ أَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّي ،، تھا پھر الف کو حذف کیا گیا اور ایک نون کو دُوسرے نون میں ادغام کیا گیا ہے۔

قولہ وَفَجَّرْنَا آہ اس سے اس آئت کریمہ : كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور در خِلَالَهُمَا کی بَيْنَهُمَا ،، سے تفسیر کی۔ یعنی دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی اور وہ پھل رکھتا تھا۔

قولہ زَلَقًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی یہ تفسیر کی کہ جس میں قدم ٹھہر نہ سکے۔ یعنی صاف میدان ہو جائے جس میں سبزی نہ اُگ سکے۔ بعض نے اس کی تفسیر بہنے والے ریت سے کی ہے۔ پوری آئت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں۔ قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اُتارے تو وہ صاف میدان رہ جائے اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے

قولہ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ آہ اس سے اس آئت کریمہ : هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ،، کی طرف اشارہ کیا یہاں واضح ہوتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے۔ پھر اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ولائت ولی کی مصدر ہے یعنی ولی کا اشتقاق ولائت ہے۔ صاحب کشاف نے کہا وَلَايَة بفتح الواو بمعنی نصرت ہے۔ جمہور

marfat.com
Marfat.com

يُوشَعَ ابْنُ نُونٍ حَتَّى إِذَا أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا

ٹوکری میں رکھ کر چل پڑے اور ان کے ساتھ ان کا نوجوان خادم یوشع بن نون بھی چل پڑے حتیٰ کہ وہ ایک پتھر کے پاس آئے اور اس پر اپنے سر رکھ کر سو گئے اتنے میں مچھلی ٹوکری میں حرکت کرنے لگی اور اس سے باہر نکل کر سمندر میں گر گئی اور دریا میں جا کر اپنا راستہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا اور مچھلی کے لئے راستہ طاق کی مثل ہو گیا جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے اور اُن کے خادم انہیں مچھلی کا واقعہ بتانا بھول گئے وہ باقی دن رات چلتے رہے حتیٰ کہ دوسرے دن موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ناشتہ لاؤ ہمیں اس سفر میں بہت تھکان پہنچی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے تھکان اس وقت محسوس کی جگہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جس کا اللہ نے حکم فرمایا تھا۔ آپ کے خادم نے کہا کیا وہ وقت جانتے ہیں جبکہ ہم نے پتھر سے سر لگا کر آرام کیا تھا بے شک میں مچھلی کا واقعہ بیان کرنا بھول گیا صرف شیطان نے اس کا ذکر بھلایا ہے۔ مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لے لی تھی۔ مچھلی کے لئے دریا میں طاق بن گیا اور موسیٰ اور ان کے خادم کو تعجب تھا (مچھلی طاق میں لنگی رہی اور وہ دونوں تعجب کرتے رہے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو ہم تلاش کر رہے تھے تو وہ اپنے قدموں کے نشانوں پر اسی راہ پہ واپس ہوئے حتیٰ کہ پتھر کے پاس آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑا لپیٹے بیٹھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا۔ خضر نے کہا اس زمین میں سلام کیسے؟ (اس میں سلام نہ تھا) کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ فرمایا ہاں! (میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہوں) تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مجھے وہ رشد و ہدایت سکھائے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔ خضر علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۹ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعَمُ اَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اِنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهٖ قَالَ تَأْخُذُ مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهٗ فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِيْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ بِفَتَاهُ

نے فرمایا حُقُب دہر ہے ۔ سعید بن جُبیر نے کہا اسّی سال کو حُقب کہتے ہیں ۔ مجاہد نے ستّر سال کہے ہیں

۴۴۰۹ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا مجھے سعید بن جُبیر نے خبر دی کہ میں نے ابن عباس سے کہا نوف بکالی کہتا ہے کہ خضر کے ساتھی موسیٰ وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے ۔ مجھے اُبی بن کعب نے خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطاب کرنے کھڑے ہوئے (اور معارف الٰہیہ غایت بلاغت و فصاحت اور رموز و اسرار بیان کئے) تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "میں سب سے بڑا عالم ہوں" اس بات پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب کیا جبکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیا (اللہ بڑا عالم ہے) اور موسیٰ کو وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں میرا بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میں اس سے ملاقات کس طرح کر سکتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے ساتھ ایک مچھلی لو، اس کو ٹوکری میں رکھ لو جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہ وہاں ہوگا ! موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی پکڑ لی اور اس کو

marfat.com
Marfat.com

قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِّنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقَدُوْمِ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ فِى الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِىْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَمَا هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ اِذْ اَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَكَ

بطورِ نسیان عمد تھا۔ فرمایا ایک چڑیا آئی اور اُس نے سفینہ کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں چونچ ماری تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام" سے کہا میرا علم اور تمہارا علم اللہ کے علم کی نسبت اس کی مثل ہے جو اس چڑیا نے اس دریا سے پانی کم کیا ہے (یہ تشبیہ قلت اور حقارت میں ہے ورنہ اللہ کا علم غیر متناہی اور دریا متناہی ہے) پھر دونوں کشتی سے باہر نکلے وہ دریا کے کنارے چل رہے تھے اچانک خضر علیہ السلام نے ایک بچہ دیکھا جو بچوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر پکڑ کر اس کے بدن سے علیحدہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے بے گناہ پاک جان کو قتل کر دیا ہے۔ تم نے یہ ناپسند کام کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ کہا یہ کام پہلے (کشتی توڑنے) سے سخت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اس کے بعد میں کوئی اعتراض کروں تو مجھے اپنا ساتھی نہ بناؤ۔ آپ میری طرف سے عذر کو پہنچے ہیں۔ پھر دونوں چل پڑے حتیٰ کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا تو انھوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ موسیٰ اور خضر علیہما السلام نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی۔ خضر اٹھے اپنے ہاتھ سے دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم ان

marfat.com
Marfat.com

وَلِمُوسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصًا قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ آثَارَهُمَا حَتّٰى انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنّٰى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوسٰى إِنِّي عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَ اللّٰهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسٰى سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَفْجَأْ إِلَّا وَالْخَضِرُ

نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے اے موسیٰ! اللہ نے مجھے علم دیا ہے جس کو تم نہیں جانتے ہو اور تمہیں وہ علوم دیئے ہیں جو میں نہیں جانتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ تم مجھے صابر پاؤ گے اور کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ نے میری اتباع کی تو کسی شئ کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو حتیٰ کہ میں خود اس کا حال بیان کروں گا پھر دونوں دریا کے کنارے چل پڑے وہ چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے آگے سے گزری انھوں نے ملاحوں سے بات کی کہ انہیں کشتی میں سوار کرلیں۔ انہوں نے خضر کو پہچان لیا اور انھوں نے کرایہ کے بغیر انہیں سوار کرلیا جب کشتی میں سوار ہو گئے تو اچانک خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ تیشے کے ساتھ باہر نکال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے کرایہ لئے بغیر ہمیں کشتی پر سوار کیا اور تم نے قصداً اس کا تختہ توڑ دیا ہے تاکہ کشتی میں سوار لوگوں کو غرق کرو؟ تم نے یہ برا کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے اس شئ کے باعث گرفت نہ کرو جو میں بھول گیا ہوں میرے اس کام سے تنگی کی تکلیف نہ دو ابی بن کعب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بار اعتراض کرنا

marfat.com
Marfat.com

دکھا کہ اللہ سب سے بڑا عالم ہے اور اپنے علم پر اعتماد کیا یہ مقام عبودیت کے ادب کے خلاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ایک بندہ ہے جو بعض مخصوص امور میں تم سے بڑا عالم ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ملاقات کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ مجمع البحرین میں تمہیں ملے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رخت سفر باندھا اور بریاں کردہ مچھلی کو زادِ سفر بنایا اور زنبیل میں ڈال کر عازم سفر ہوئے۔ حتیٰ کہ سفر کرتے ہوئے ایک پتھر کے پاس پہنچے اور اس سے تکیہ لگاکر موسیٰ اور ان کا خادم دونوں سو گئے۔ اس پتھر کے قریب چشمۂ آب حیات تھا اگر اس کے پانی سے ایک قطرہ مُردے پر پڑ جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا ایک قطرہ ٹوکری پر پڑا جس میں بریاں شدہ مچھلی تھی وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ کلبی کی روایت میں ہے کہ یوشع بن نون نے اس پانی سے وضوء کیا تو اس کا چھینٹا مچھلی پر پڑا اور وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور جدھر جاتی پانی خشک ہو جاتا تھا۔ یہی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی علامت تھی کہ مچھلی گم ہو جائے وہاں اللہ کا بندہ ملے گا جو مخصوص علم میں تم سے بڑا عالم ہے۔

قولہ اَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰہِ آہ یعنی خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا ہے۔ میں وہ سارا علم نہیں جانتا ہوں۔ اسی طرح دوسری صورت میں ہے۔ دونوں مقام میں یہ قید (سارا علم) ضروری ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ بعض علماء اس قید سے غافل رہے اور کہا جس علم میں خضر ممتاز تھے وہ علمِ حقیقت تھا اور وہ اس پر عمل کرنے میں مامور تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر شریعت کا علم تھا اور حقیقت و شریعت کے علوم کے جامع صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی سمجھ کے مطابق اس کی دلیل میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ معنی معرفت سے بہت دور ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ علیہ السلام علم حقیقت سے ناواقف ہوں حالانکہ اللہ کے ولی بھی اس سے خالی نہیں ہیں تو نبی علمِ حقیقت سے کیسے خالی ہو سکتا ہے پھر یہ بات بھی غیر مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام شریعت کے علم سے خالی ہوں حالانکہ شریعت کے علم سے مسلمان خالی نہیں ہوتے ہیں۔

قولہ جاء عصفور آہ یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور پانی پینے کی غرض سے ایک چونچ دریا میں ماری تو خضر علیہ السلام نے کہا میرا علم اور آپ کا علم اللہ کے علم کی نسبت کچھ نہیں مگر جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔ اس تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ ہمارا علم اللہ کے علم کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے۔ ورنہ اللہ کا علم غیر متناہی ہے اور دریا متناہی ہے اور متناہی کی غیر متناہی کی طرف نسبت نہیں کر سکتے۔

قولہ فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا ،، یعنی جس قریہ کے لوگوں نے ان کو کھانے دینے سے انکار کر دیا تھا وہاں ایک دیوار سو گز اونچی تھی جو ایک طرف مائل تھی اور گرنے والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کو ہاتھ لگایا وہ سیدھی ہو گئی یہ ان کا معجزہ تھا لیکن علامہ بیضاوی نے اس مقام میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو از سرِ نو تعمیر کیا تھا اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اگر چاہتے تو ان لوگوں سے اس کی اجرت طلب

marfat.com
Marfat.com

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذَا أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهٖ فَقَالَ مُوسٰى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ إِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسٰى كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

لوگوں کے پاس آئے اُنھوں نے ہمیں کھانا نہیں دیا اور نہ ہی ہماری مہمانی کی اگر تم چاہتے تو دیوار سیدھا کرنے کی اُجرت لے لیتے۔ خضر نے کہا یہ میری اور تمہاری جُدائی کا وقت ہے الآیۃ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتیٰ کہ اُن کا سارا واقعہ ہم سے بیان کیا جاتا۔ سعید بن جبیر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ پڑھا کرتے تھے۔ ان کے آگے بادشاہ تھا جو صحیح سلامت کشتی کو غصب کر لیتا تھا اور وہ پڑھتے تھے۔ وہ بچہ کافر تھا اور اس کے ماں باپ دونوں نیک مومن تھے۔

۴۴۰۹ — شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو غایت بلاغت اور کثرتِ مواعظ میں خطاب کیا اور لوگوں کو حیران کر دیا تو اُن سے پوچھا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے بڑا عالم ہوں کیونکہ ہر زمانہ میں نبی سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے عتاب فرمایا کہ اُنھوں نے یہ نہ

marfat.com
Marfat.com

يَعْلٰى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ
يَوْمًا حَتّٰى اِذَا فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلّٰى فَاَدْرَكَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ
اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ
يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ قِيْلَ بَلٰى قَالَ اَيْ رَبِّ وَاَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ
اَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِّي عَلَمًا اَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهٖ فَقَالَ لِي عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ ؏
٤ الْحُوْتُ قَالَ مَا كَلَّفْتُ كَثِيْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ
يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ
ثَرْيَانَ اِذْ تَضَرَّبَ الْحُوْتُ وَمُوْسٰى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا اُوْقِظُهٗ حَتّٰى
اسْتَيْقَظَ نَسِيَ اَنْ يُّخْبِرَهٗ وَتَضَرَّبَ الْحُوْتُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَحْرَ فَاَمْسَكَ
اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتّٰى كَاَنَّ اَثَرَهٗ فِي حَجَرٍ قَالَ لِي عَمْرٌو وَهٰكَذَا كَاَنَّ
اَثَرَهٗ فِي حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ اِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن موسیٰ "علیہ السلام" نے لوگوں کو وعظ کیا۔ حتیٰ کہ جس وقت آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور دل نرم ہوگئے تو چلے گئے ایک آدمی نے ان کو پایا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا زمین میں کوئی آدمی ہے جو تم سے بڑا عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کوئی نہیں اس بات پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ علم کو اللہ کی طرف منسوب نہ کیا (کہتے اللہ اعلم) کہا گیا کیوں نہیں (کوئی ہے جو تم سے بڑا عالم ہے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگارِ من! میں اس آدمی کو کیسے پاسکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو مجمع البحرین میں پاؤ گے۔ عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے کوئی نشانی بتائیں کہ میں اس کے سبب اس کو مجمع البحرین میں پاؤں (ابن جریج نے کہا) مجھے عمرو نے کہا وہ جگہ کہ تم سے مچھلی جدا ہو جائے مجھے یعلیٰ نے کہا اللہ نے فرمایا مری ہوئی مچھلی لو جہاں اس میں روح پڑ جائے وہ وہاں ہوں گے موسیٰ علیہ السلام

۞ الْحُوْتُ قَالَ لِي يَعْلٰى قَالَ خُذْ نُوْنًا مَيِّتًا حَيْثُ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِي مِكْتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا اُكَلِّفُكَ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ ٤

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ

۴۴۱۰ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُهٗ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ اِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ بَيْتِهٖ اِذْ قَالَ سَلُوْنِيْ قُلْتُ اَيْ اَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ بِالْكُوْفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ نَوْفٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِيْ قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَاَمَّا

کرتے (اس کی تفصیل حصہ اوّل کے صـــ ۲۶۱ پر دیکھیں)

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب وہ مجمع البحرین پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے اُس نے دریا میں اپنے چلنے کا نشان کر دیا "سَرَبًا چلنے کا نشان

یَسْرُبُ بمعنی یسلک ہے اسی سے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ" ہے۔ دن میں راستہ چلنے والا"

۴۴۱۰ — ترجمہ: ابراہیم بن موسیٰ نے کہا ہمیں ہشام بن یوسف نے خبر دی کہ ابن جریج نے ان کو خبر دی کہ مجھے یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے سعید بن جُبیر سے خبر دی اس حال میں کہ ان میں سے ایک نے دُوسرے پر زیادہ ذکر کیا۔ ابن جریج نے کہا یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار کے غیر نے کہا اور وہ عثمان بن سُلیمان ہے۔ کہ میں ان دونوں کے غیر کو سعید سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر ان کے پاس بیٹھا تھا جبکہ کہا مجھ سے پوچھو تو میں نے کہا اے ابا عباس! اللہ تعالیٰ مجھے تم پہ فدا کرے۔ کوفہ میں ایک آدمی واعظ ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے اس کا گمان ہے کہ خضر کا ساتھی بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں۔ عمرو نے مجھے کہا کہ ابن عباس نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ یعلی نے کہا مجھے ابن عباس نے کہا کہ مجھے ابی کعب نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ أَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هٰذَا
السَّاحِلِ الْآخَرِ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خَضِرٌ
قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتِدًا قَالَ مُوسَى أَخَرَقْتَهَا
لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ
إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتِ الْأُولَى نِسْيَانًا وَالْوُسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ
عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا لَقِيَا
غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ يَعْلَى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا
كَافِرًا ظَرِيفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُهَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً

آپ سے رنج والم دُور کرے ۔ یہ روائت (قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ) سعید کی نہیں پس وہ دونوں واپس لوٹے اور خضر علیہ السلام کو پالیا (ابن جریج نے کہا) مجھے عثمان بن ابی سلیمان نے کہا (سعید کی روائت پر اضافہ کرتے ہوئے) دریا کے درمیان سبز بستر پر بیٹھے دیکھا۔ سعید بن جبیر نے کہا وہ کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اس کا ایک کنارہ اپنے دونوں پاؤں تلے اور دوسرا کنارہ اپنے سر کے نیچے کئے ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کہا تو خضر نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا اور کہا کیا میری اس زمین میں سلام کہنے کا طریقہ ہے؟ تم کون ہو؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ فرمایا جی ہاں (میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہوں) خضر نے کہا کس لئے تشریف لائے ہو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو آپ کو عطاء کیا گیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا آپ کو یہ کافی نہیں کہ تورات آپ کے پاس ہے اور آپ کے پاس وحی آتا ہے۔ اے موسیٰ میرے پاس علم ہے آپ کے لئے اس کو پُورا جاننا مناسب نہیں اور آپ کے پاس علم ہے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں وہ سارا سیکھوں اتنے میں ایک پرندے نے اپنی چونچ کے ساتھ دریا سے پانی پیا تو خضر نے کہا بخدا! میرا علم اور تمہارا علم اللہ کے علم کی نسبت صرف ایسا ہے جیسے اس پرندے نے دریا سے اپنی چونچ کے ساتھ پانی پیا ہے۔ پھر جب وہ کشتی میں سوار ہونے لگے

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ عَنْ سَعِيْدٍ أَخْبَرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ عَلٰى طِنْفِسَةٍ خَضْرَآءَ عَلٰى كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهُ تَحْتَ رَأْسِهٖ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَالَ هَلْ بِأَرْضِيْ مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيْكَ أَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيْكَ يٰمُوْسٰى إِنَّ لِيْ عِلْمًا لَا يَنْبَغِيْ لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَأَنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِيْ لِيْ أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ فِيْ جَنْبِ عِلْمِ اللّٰهِ إِلَّا كَمَا أَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي

نے مچھلی پکڑی اور اس کو زنبیل میں رکھ لیا۔ اور اپنے خادم یوشع سے کہا میں تمہیں صرف یہ تکلیف دیتا ہوں کہ جہاں یہ مچھلی تم سے جُدا ہوجائے مجھے خبردار کر دینا۔ یوشع نے کہا مجھے زیادہ تکلیف نہ دی گئی پس یہ اللہ کا فرمان ہے اس کا کلام عظیم ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یُوشع بن نُون سے فرمایا۔ سعید سے یہ روایت نہیں ہے (جس میں یوشع بن نون کا نام مذکور ہو) فرمایا ایک وقت مُوسیٰ علیہ السلام پتھر کے سایہ میں تر زمین پر تھے۔ اچانک مچھلی نے حرکت کی جبکہ موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے تو اُن کے خادم نے کہا میں انہیں بیدار نہیں کروں گا حتیٰ کہ جب وہ خود بیدار ہوئے تو انہیں خبردار کرنا بھول گئے مچھلی حرکت کرتی ہوئی دریا میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے دریا کا بہاؤ روک دیا حتیٰ کہ مچھلی کا اثر پتھر میں تھا۔ ابن جریج نے کہا مجھے عمرو نے ایسے کہا ہے کہ مچھلی کا اثر پتھر میں تھا۔ (انگشت کے اشارے سے اس کا اثر ظاہر کیا) اور اپنے دونوں انگوٹھوں اور ان کے ساتھ متصل دونوں انگلیوں سے حلقہ بنایا (دونوں انگوٹھوں اور دونوں سبابہ انگلیوں سے حلقہ بنایا) ہم نے اس سفر میں رنج پایا ہے۔ یوشع نے کہا اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

حُبُّهُ عَلٰى اَنْ يَتَابَعَاهُ عَلٰى دِيْنِهٖ فَاَرَدْنَا اَنْ يُّبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا هُمَا بِهٖ اَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْاَوَّلِ الَّذِيْ قَتَلَ خَضِرٌ وَ زَعَمَ غَيْرُ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا اُبْدِلَا جَارِيَةً وَاَمَّا دَاؤُدُ بْنُ اَبِيْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اِنَّهَا جَارِيَةٌ

نفس زکیہ کہتے ہیں۔ پھر دونوں چلتے رہے اور ایک دیوار پائی جو گرنا چاہتی تھی۔ خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔ سعید نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہا "اس طرح"، اور اپنا ہاتھ اٹھایا وہ سیدھی ہو گئی۔ یعلیٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ سعید نے کہا اس کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو وہ سیدھی ہو گئی۔ "موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم چاہتے تو اس کام کی اجرت لیتے۔ سعید نے کہا اجرت جو ہم کھاتے۔ ان کے آگے ابن عباس نے پڑھا کہ ان کے آگے بادشاہ تھا۔ سعید کے غیر سے روایت ہے کہ وہ بادشاہ ہَدَد بن بَدَد تھا۔ اور مقتول لڑکے کا نام جَیْسُور تھا۔ بادشاہ ہر کشتی غصب کر لیتا تھا۔ میں نے چاہا کہ جب کشتی اس کے پاس سے گزرے تو اس کو عیب ناک سمجھ کر چھوڑ دے گا۔ جب وہ چلے جائیں گے تو اس کو درست کر کے نفع حاصل کریں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ شیشہ پگھلا کر سوراخ بند کر لیں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا تارکول سے سوراخ بند کر لیں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا تارکول سے سوراخ بند کر لیں گے۔ اور اس کے ماں باپ مومن تھے اور وہ لڑکا کافر تھا۔ ہمیں خوف ہوا کہ سرکشی اور کفر کے باعث ان کو تنگ کر دے گا اور وہ اس بچے کی محبت کے باعث اس کے دین پر اس کی متابعت کر لیں گے۔ ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ان کا رب اس سے بہتر بچہ ان کو بدل دے گا جو پاکیزہ اور صلہ رحم کرنے والا ہوگا۔ انھوں نے یہ "اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً"، کی مناسبت سے کہا ہے۔ اس حال میں کہ اس بچہ کے ماں باپ پہلے بچے کی نسبت جس کو خضر نے قتل کیا تھا۔ اس سے زیادہ رحم کرنے والے ہوں گے۔ سعید کے غیر نے کہا (یعنی ابن جریج نے) ان کو لڑکی بدل دی گئی اور داؤد بن عاصم نے اکثر سے ذکر کیا کہ اس کا بدل لڑکی تھی۔

۴۴۱۰ — **شرح** : اس حدیث کی شرح کئی بار گزری ہے۔ کچھ یہاں بھی ذکر کئے تھے ہیں۔ قولہ لَا يَنْبَغِيْ لِيْ آہ یعنی خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ آپ کو وہ علوم حاصل ہیں جو میرے مناسب نہیں کہ میں وہ حاصل کر سکوں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا یہ اس اعتبار سے ہے کہ اگر خضر نبی ہیں تو دوسرے نبی کی شریعت اس پر واجب نہیں اگر وہ ولی ہیں تو ممکن ہے کہ وہ کسی نبی کی شریعت کے مامور ہوں" اس تقدیر پر خضر کے اس کلام کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ کے لیے

marfat.com
Marfat.com

مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ
فَاَقَامَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ
اَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ لَوْشِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا
قَالَ سَعِيْدٌ اَجْرًا نَاْكُلُهٗ وَكَانَ وَرَآءَهُمْ وَكَانَ اَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ
اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُوْنَ عَنْ غَيْرِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ هُدَدُ بْنُ بُدَدٍ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُوْلُ
اِسْمُهٗ يَزْعُمُوْنَ جَيْسُوْرُ مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا فَاَرَدْتُ اِذَا هِيَ
مَرَّتْ بِهٖ اَنْ يَّدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْا اَصْلَحُوْهَا وَانْتَفَعُوْا بِهَا وَ
مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ سَدُّوْهَا بِقَارُوْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِ كَانَ
اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اَنْ يَّحْمِلَهُمَا

تو اُنھوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں جو لوگوں کو ایک کنارے سے دُوسرے پر لے جاتی تھیں۔ ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا یہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے (انھوں نے سب کو سوار کر لیا) یعلی بن مسلم نے کہا ہم نے سعید بن جبیر سے کہا اُنھوں نے خضر کو پہچانا تھا؟ کہا جی ہاں! ان کو کرایہ لے کر سوار نہ کرتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ توڑ دیا اور اس کی جگہ میخ جڑ دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے کشتی کو توڑا ہے کہ کشتی میں سوار لوگوں کو پانی میں غرق کرے؟ آپ نے بُرا کام کیا ہے خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی بار موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر اعتراض کیا تھا اور دوسری بار شرط ذکر کی (کہ اگر میں پوچھوں تو مجھے جُدا کر دو) اور تیسری بار قصداً اعتراض کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے بھول جانے کے باعث مواخذہ نہ کرو اور میرے کام میں مشکل پیدا نہ کرو پھر وہ ایک بچہ سے ملے تو خضر نے اس کو قتل کر دیا۔ یعلی نے کہا سعید نے کہا خضر علیہ السلام چند لڑکوں کو دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں تو ایک ذہین کافر لڑکے کو پکڑا اور اس کو لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے بلا وجہ بے گناہ بچے کو قتل کر دیا ہے؟ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو "زکیۃً" "زاکیۃً مسلمۃً" پڑھا ہے جیسے غلام زکی کہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

إِلَىٰ قَوْلِهِ عَجَبًا صُنْعًا عَمَلًا حِوَلًا تَحَوُّلًا قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا إِمْرًا وَنُكْرًا دَاهِيَةً يَنْقَضَّ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ لَتَخِذْتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ رُحْمًا مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ وَتُدْعَىٰ مَكَّةُ أُمَّ رُحْمٍ أَيِ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُ بِهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب دونوں اس جگہ سے آگے بڑھے تو موسیٰ نے کہا کھانا لاؤ ہم نے اس سفر میں بہت تکان پائی ہے۔

تفسیر: حضرت موسیٰ اور ان کے خادم یوشع بن نون اور صخرہ (پتھر) سے جدا ہونے کے بعد ایک دن اور رات چلتے رہے۔ اس کے بعد خادم سے کہا کھانا لاؤ تو زنبیل میں بریاں مچھلی کو گم پایا پھر وہیں سے پلٹے اور اسی پتھر کے پاس آئے جہاں سے چلے تھے وہاں انہیں خضر مل گئے۔

قولہ صُنْعًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: ،، وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی عملاً سے تفسیر کی۔ یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے عمل کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا یہ لوگ راہب وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں وغیرہ میں محبوس کر رکھا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا ،، رضی اللہ عنہ ،، یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں ،، عبداللہ بن کوا ،، نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ جن کے اعمال خسارہ میں ہیں۔ فرمایا اے خارجیو! وہ تم لوگ ہو۔

قولہ حِوَلًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تحوّلاً ،، سے تفسیر کی ،، یعنی جنتی لوگ جنت سے پھر جانا نہیں چاہیں گے ،،

قولہ إِمْرًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ،، کی طرف اشارہ ،، پھر اس کی داھیۃ سے تفسیر کی اسی طرح لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا کی تفسیر داھیہ سے کی ہے۔

قولہ يَنْقَضَّ ،، اس سے اس آیت کریمہ فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَأَقَامَهُ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ يَنْقَضُّ اور يَنْقَاضُ ہم معنیٰ ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں يَنْقَاضُ السِّنُّ دانت گر گئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا

کسی نبی اور ولی کی متابعت مناسب نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کے کلام کے مطابق اسی قدر میں مامور تھے کہ خضر کی مصاحبت اختیار کریں اور یہ معلوم کریں کہ تم سے بڑا عالم بھی ہے۔

قولہ مَعَابِرَ کے معنی کشتیاں ہیں۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ "وجد معابر" "رکبا فی السفینہ" کی تفسیر ہے۔ اذا "کا جواب نہیں کیونکہ کشتیوں کو پانا کشتی میں سوار ہونے سے پہلے تھا (قسطلانی)

قولہ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ "اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سفیان کی روایت میں فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ " ہے کہ خضر نے بچے کا سر اپنے ہاتھ کے ساتھ باہر نکال مارا "۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پہلے ذبح کیا ہو اور باقی ماندہ کو ہاتھ کے ساتھ باہر پھینک مارا ہو نیز قتل عام ہے دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ اس مقتول بچے کا نام "جَيْسُوْر" تھا۔ جیسا کہ ابن جریج نے ذکر کیا ہے اور ضحاک کی تفسیر میں اس کا نام حشرد اور کلبی کی تفسیر میں "شمعون" مذکور ہے۔

قولہ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا "ہو سکتا ہے کہ یہ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا " سے بدل واقع ہو۔ اور ممکن ہے کہ تقدیر عبارت یہ ہو۔ بِاَنْ يُّبْدِلَهُمَا " ہو۔

قولہ خَيْرًا مِّنْهُ " یعنی جو بچہ ان کو عطا کیا جائے گا جو مقتول بچے سے بہتر ہوگا۔ زکاۃ کے معنی صلاحیت اور اسلام کے ہیں۔ اور "اَقْرَبَ رُحْمًا" کے معنی ہیں صلہ رحم کرنے والا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوگا اور مقتول بچہ کے ساتھ اگرچہ اس کے ماں باپ بہت محبت کرتے ہیں لیکن جو اس کا بدل بچہ عطا ہوگا اس سے بہت زیادہ محبت کریں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتول بچے کا بدل لڑکی عطا فرمائی۔ چنانچہ نسائی نے ابن ابی اسحاق کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتول بچے کا بدل لڑکی عطا کی۔ اس کے پیٹ سے نبی پیدا ہوا۔ طبرانی کی روایت میں دو نبی مذکور ہیں۔

سُدّی کی روایت میں ہے کہ لڑکی نے نبی کو جنم دیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی تھا جسے لوگوں نے کہا ہمارے لئے کوئی بادشاہ تجویز کریں جس کی معیت میں ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اس کا نام شمعون "تھا۔ اس کی والدہ کا نام حَنَّة تھا۔

ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس نے لڑکی کو جنم دیا جس کے پیٹ سے کئی نبی پیدا ہوئے جو لوگوں کے لئے مشعل ہدایت تھے بعض علماء نے ذکر کیا کہ اس کی اولاد میں ستر نبی ہوئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسٰى قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا الْاٰيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ مَا اُمِرَ بِهٖ قَالَ لَهٗ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ الْاٰيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوْتِ فَكَانَ لِلْفَتٰى عَجَبًا وَلِلْحُوْتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ اِذَا هُمَا بِرَجُلٍ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى قَالَ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسٰى اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ قَالَ بَلْ اَتَّبِعُكَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْاَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا

صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو اُن سے کہا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ فرمایا میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی اور انہیں وحی فرمائی کہ کیوں نہیں مجمع البحرین میں میرے بندوں میں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ نے کہا اے رب! اس کی طرف پہنچنے کی راہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں مچھلی رکھ لو جہاں اسے گم پاؤ تو اس کا پیچھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھ اُن کا خادم یوشع بن نون دونوں نکلے جبکہ اُن کے پاس مچھلی تھی۔ حتی کہ وہ صخرہ (پتھر) کے پاس آئے اور اس کے پاس ٹھہرے موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر اس پر رکھا اور سو گئے۔ سفیان نے کہا عمرو کے غیر کی حدیث میں ہے کہ پتھر کے قریب چشمہ تھا جس کو آبِ حیات کہا جاتا ہے۔ جس مردہ شی کو اس کا پانی پہنچے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس چشمہ کے پانی سے مچھلی کو پہنچا تو وہ حرکت میں آگئی اور زنبیل سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی۔ جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ راوی نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو تعب و مشقت نہ پہنچی حتی کہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا (صخرہ جو خضر سے ملاقات کا مقام تھا) اُن کے خادم یوشع بن نون نے کہا کیا آپ

marfat.com
Marfat.com

١١٤٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَوْفَ الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوسٰى بَنِي اِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسٰى خَطِيبًا فِي بَنِي اِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ وَاَوْحَى اِلَيْهِ بَلٰى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ اَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ اِلَيْهِ قَالَ تَاْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُ مَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسٰى وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتّٰى انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسٰى رَاْسَهُ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِي حَدِيثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي اَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيٰوةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَائِهَا شَيْءٌ اِلَّا حَيِيَ فَاَصَابَ الْحُوتَ مِنْ مَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ

قولہ لَتَخَذْتَ اور اِتَّخَذْتَ ایک ہی لفظ ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "لَتَخَذْتَ" پڑھا ہے۔

قولہ رُحْمًا "رُحْمٌ" سے ہے۔ رَحِمٌ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں "پیٹ" اس میں "رحمت" کی نسبت مبالغہ زیادہ ہے۔ یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بمعنی رحیم ہے اور مکہ مکرمہ کو "اُمّ رحم" کہتے ہیں یعنی وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

١١٤٤ــــ ترجمہ : سعید بن جبیرؓ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف البکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا موسیٰ وہ موسیٰ نہیں جو خضر کے ساتھی تھے۔ ابن عباس نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ ہمیں ابی بن کعب نے جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا إِلَى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى أَنَا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعِمُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا

تیشہ کا قصد کیا اور کشتی کو توڑ دیا موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا ان لوگوں نے ہمیں اُجرت کے بغیر کشتی میں سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی کو قصدًا توڑ دیا تاکہ کشتی میں سوار لوگوں کو دریا میں غرق کرے آپ نے اچھا کام نہیں کیا ہے پھر دونوں چل پڑے اچانک ایک لڑکا دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر نے اس کا سر پکڑا اور اس کو کاٹ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا کیا آپ نے بغیر قصاص کسی نفس کے بے گناہ کو قتل کر دیا ہے ؟ تم نے یہ بُرا کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُونَا تک ،، اُنھوں نے اس قریہ میں ایک دیوار پائی جو گرنے والی تھی۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور اس کو سیدھا کر دیا تو اُن سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم اس قریہ میں آئے اور اِن لوگوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تم چاہتے تو دیوار سیدھی کرنے کی اُجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان جُدائی کا وقت ہے میں عنقریب آپ کو اس بیان سے آگاہ کروں گا جس پر آپ صبر نہیں کر سکے ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتیٰ کہ سارا واقعہ ہم پر ظاہر ہوتا۔ راوی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے۔ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا ،، یعنی وہ لفظ ,, امام اور صالحۃ ،، پڑھتے تھے۔ (کئی بار اس حدیث کی شرح ذکر کی گئی ہے)

marfat.com
Marfat.com

يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ
بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ اَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ
السَّفِينَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ
الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللهِ اِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ
يَفْجَأْ مُوسَى اِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ اِلَى قَدُومٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ
حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ
الْاٰيَةَ فَانْطَلَقَا اِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ
فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا

نے دیکھا جس وقت ہم نے پتھر کے پاس جگہ لی تھی (وہاں مچھلی نکل گئی تھی اور میں آپ سے کہنا بھول گیا تھا) راوی نے کہا پھر دونوں واپس ہوئے اس حال میں کہ اپنے قدموں کے نشان تلاش کر رہے تھے اور دریا میں طاق کی طرح مچھلی کی گزرگاہ پائی خادم کے لئے یہ کیفیت تعجب خیز ہوئی اور مچھلی کے لئے سرنگ۔ جب وہ پتھر کے پاس پہنچے اچانک وہاں ایک آدمی تھا جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا تو اس نے کہا جس زمین میں تم ہو اس میں سلام کہنے کی عادت کب ہے؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو۔ فرمایا ہاں! موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں تمہارا اس پر ساتھی رہوں کہ مجھے وہ سکھاؤ جو تمہیں رشد سکھائی گئی ہے۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! آپ اللہ تعالیٰ کے معلومات سے ایسے راسخ علم پر ہیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ میں وہ سب نہیں جانتا ہوں اور میں اللہ کے علم سے علم راسخ پر ہوں کہ آپ اس کو نہیں جانتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بلکہ میں آپ کی پیروی کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ نے میرے ساتھ چلنا ہے تو مجھ سے کسی شئ کے متعلق دریافت نہ کرو حتیٰ کہ میں خود اس میں سے آپ سے بیان کروں گا۔ دونوں سمندر کے کنارے چل رہے تھے کہ اُن کے پاس سے ایک کشتی گزری۔ خضر کو لوگوں نے پہچانا اور کرایہ کے بغیر سب کو کشتی میں سوار کیا۔ بِغَيْرِ نَوْلٍ یعنی بغیر اَجر ہے۔ چنانچہ دونوں کشتی پر سوار ہو گئے۔ راوی نے کہا کشتی کے کنارے پر چڑیا بیٹھی اور وہ دریا میں اپنی چونچ لے گئی۔ خضر نے کہا اے موسیٰ میرا علم اور آپ کا علم اور ساری مخلوق کے علم اللہ کے علم کی نسبت اس مقدار میں ہیں جو اس چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا ہے۔ راوی نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے کچھ دیر نہ کی کہ اچانک خضر نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ الاٰية

۴۴۱۳ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ لَيَاْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهٗ

ہوئے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور آپ کی طاعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے باعث وہ جماعت سے خارج ہو گئے اس لئے انہیں حروریہ کہا جاتا ہے یہ فرقہ خارجیہ ہے جو اہلسنت وجماعت کے سخت خلاف ہیں ان کا سرغنہ وہی شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غنیمت کے مال تقسیم کرتے وقت اعتراض کیا اور کہا "یا رسول اللہ عدل کرو" اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اسی کو ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے۔ اسی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کی نسل میں ایسے لوگ ہوں گے جو بڑی نمازیں پڑھیں گے بڑے روزے رکھیں گے لیکن ان کا دین میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کر دیا ان کے سب عمل اکارت گئے"

۴۴۱۳ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بہت موٹا آدمی لایا جائے گا۔ اللہ کے حضور اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر نہ ہوگا اور فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلِهٖ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا

۴۴۱۲ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبِیْ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَهُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا وَاَمَّا النَّصَارٰى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے حبیب فرما دیجئے کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟

۴۴۱۲ــ ترجمہ: مُصْعَب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے پوچھا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ الآیۃ۔ یہ آیت کریمہ حروریہ کی شان میں ہے کیونکہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل والے یہی لوگ ہیں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا نہیں۔ یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں (جن کے اعمال ناقص ہیں) یہودیوں نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی آپ کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے جنت سے کفر کیا اور کہا اس میں کوئی کھانے پینے کی شئی نہیں اور حروریہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مضبوط عہد کرنے کے بعد اس کا نقض کیا ان کے حق میں یہ آیت کریمہ: "اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ الآیۃ" نازل ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص حروریہ کو فاسق کہتے تھے یعنی ان کو کافر نہیں کہتے تھے۔

"حُرُوْرِیَّہ"

حروریہ کی نسبت حرور کی طرف ہے اور وہ کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں خارجی جمع

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ تَؤُزُّهُمْ تُزْعِجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِدًّا عِوَجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وِرْدًا عِطَاشًا أَثَاثًا مَالًا إِدًّا قَوْلًا عَظِيمًا رِكْزًا صَوْتًا عِتِيًّا بُكِيًّا جَمَاعَةُ بَاكٍ صِلِيًّا صَلِيَ يَصْلَى نَدِيًّا وَالنَّادِي مَجْلِسًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَلْيَمْدُدْ فَلْيَدَعْهُ

کی ثنا کی ہے۔ قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ : أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ،، کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کافر آج کے دن سُنتے دیکھتے نہیں کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ قیامت میں جبکہ ان کا سُننا دیکھنا مفید نہ ہوگا بہت سُننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔

قولہ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ آہ یہ صیغہ امر ہے اس کا معنیٰ خبر ہے۔ یعنی اُس دِن کافر بہت سُننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔

قولہ لَأَرْجُمَنَّكَ آہ اس سے اس آئت کریمہ : يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَأَشْتِمَنَّكَ ،، سے کی۔ اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے لمبا زمانہ ہجرت کر جا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں تجھے ماروں گا بعض نے کہا اس کے معنی ہیں میں تیرا حال ظاہر کر دوں گا۔ عطاء نے کہا مد ملیًّا ،، کے معنی سالم کے ہیں یعنی سلامتی کے ساتھ ہم سے چلے جاؤ ،،

قولہ وَرِئْيًا آہ اس سے اس آئت کریمہ ،، وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَّرِئْيًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مَنْظَرًا ،، سے کی۔ ہم نے اس سے پہلے بہت اہلِ قرن ہلاک کئے کہ وہ ان سے بھی سامان اور جمال میں بہتر تھے ،، طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس سے رِئْيًا روائت کی ہے اور ثعلبی نے زاء کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی وہ ہیئت لکھے ہیں

قولہٗ قَالَ ابو وائل آہ ابو وائل نے کہا : مریم کو یہ معلوم تھا کہ تَقِيًّا ،، عقلمند ہے حتیٰ کہ فرمایا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔

سفیان بن عیینہ نے اس آئت کریمہ : تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ،، کی تفسیر میں کہا کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف حرکت دیتے ہیں (گناہ کرنے پر اُچھالتے ہیں) مجاہد نے اس آئت کریمہ ،، لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ،، میں لُدًّا ،، کی تفسیر عُوجًا سے یعنی تم اُس سے ڈرنے والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو

marfat.com
Marfat.com

كٓهٰيٰعٓصٓ
بَابُ سُوْرَةِ مَرْيَمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْصِرْبِهِمْ وَاَسْمِعْ اَللّٰهُ يَقُوْلُهٗ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُبْصِرُوْنَ فِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ يَعْنِىْ قَوْلَهٗ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرِ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ اَسْمَعُ شَيْءٍ وَاَبْصَرُهٗ لَاَرْجُمَنَّكَ لَاَشْتِمَنَّكَ وَرِءْيًا مَنْظَرًا

یہ آئت پڑھو! فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ،، ہم ان کے لئے قیامت میں کوئی تول نہ قائم کریں گے۔ یحییٰ بن بکیر نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے واسطہ سے ابوالزناد سے اس طرح روائت کی ہے۔

۴۴۱۳ — **شرح** : علامہ قسطلانی نے کہا اس آئت کریمہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ قیامت میں کافروں کا حساب نہ ہوگا کیونکہ حساب ان کا ہوگا جن کے اچھے بُرے عمل ہوں گے اور قیامت میں کافر کا کوئی عمل اچھا نہ ہوگا!

سُوْرۂ مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ

منقاتل نے کہا یہ سورت حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ یہ مکی ہے، لیکن اس میں سجدہ کی آئت مدنی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اللہ کا نام ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ اسم اعظم ہے۔ بعض نے کہا یہ اس سورت کا نام ہے۔ کلبی سے منقول ہے کہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات ستودہ صفات

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

۴۴۱۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَهَيْأَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ثُمَّ يُنَادِيْ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ

کیا اور اس کی تفسیر میں کہا " نَدِیًّا " ، اور النادی بمعنی مجلس ہیں۔ لوگوں کے بیٹھنے اور ان کے جمع ہونے کی جگہ کو " ندیا " ، کہا جاتا ہے۔

باب ارشاد اللہ تعالیٰ انھیں حسرت کے دن سے ڈرائیں

تفسیر: یعنی کافروں کو حسرت کے دن سے ڈرائیں اور وہ قیامت کا دن ہے اس روز گنہگار حسرت کرے گا کہ اُس نے اچھے عمل کیوں نہیں کئے اور مخلص اچھے عمل کرنے والا حسرت کرے گا۔ کہ اُس نے اور زیادہ اچھے عمل کیوں نہیں کئے۔ اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ حسرت کا دن وہ ہے جس وقت اعراف پر موت کو ذبح کیا جائے گا۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔

۴۴۱۴ — **ترجمہ**: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو ایسے مینڈھے کی صورت میں لایا جائیگا جو زیادہ سفید اور تھوڑا سیاہ ہوتا ہے تو منادی پکارے گا اے جنتیو! وہ گردنیں اُٹھا کر اس طرف دیکھیں گے وہ کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے۔ پھر وہ پکارے گا اے دوزخیو! وہ گردنیں اُٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے۔ وہ کہے گا کیا اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے ہر ایک نے اسے دیکھا ہے۔ پس اس مینڈھے کو ذبح کیا جائے گا پھر وہ کہے گا اے جنتیو! ہمیشہ جنت میں رہو اب تمہارے لئے موت نہیں۔ اے دوزخیو! ہمیشہ دوزخ میں رہو اب تمہارے لئے موت نہیں "

marfat.com
Marfat.com

لوگوں کو اُن سے ڈرسناؤ،، عُوجًا اَعْوَج کی جمع ہے۔ اور لُدًّا اَلَدّ کی جمع ہے۔ جھگڑا شخص کو اَلَدّ کہا جاتا ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر ظالم سے کی ہے۔ جبکہ ابوعبیدہ نے کہا اَلَدّ وہ ہے جو حق قبول نہ کرے اور باطل کا دعویٰ کرے،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ "وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَہَنَّمَ وِرْدًا،، میں وِرْد کی تفسیر عِطَاشًا،، سے کی ہے یعنی اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے "ثعلبی نے کہا عِطَاشًا" پیدل چلنے والے جو پیاس سے ہلاک ہوگئے ہوں۔

قولہ اَثَاثًا،، اس سے اس آیت کریمہ: هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِئْیًا،، کی طرف اشارہ کیا اور "اثاثا،، کی مال سے تفسیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "ہیئت،، سے اور مقاتل نے ثیاب سے تفسیر کی اس کے معنی متاع بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

قولہ اِدًّا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا،، کی طرف اشارہ کیا اور اِدًّا کی قَوْلًا عَظِیْمًا،، سے تفسیر کی "اور وہ اللہ کی اولاد کہتا ہے یعنی کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حد کی بھاری بات لائے۔

قولہ رِکْزًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِکْزًا،، کی طرف اشارہ کیا اور رِکْزًا کی صَوْت" سے تفسیر کی۔ قرطبی نے کہا "رکز،، ہلکی آواز ہے یا ان کی ہلکی آواز سُنتے ہو۔

قولہ غَیًّا آہ اس سے اس آیت کریمہ " وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا،، کی طرف اشارہ کیا اور "خُسْرَانًا،، سے اس کی تفسیر کی یعنی عنقریب وہ دوزخ میں غی جنگل پائیں گے "یا خسارہ پائیں گے،، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا "غی،، جہنم میں وادی ہے جو بہت گہری ہے۔ نیز اُنھوں نے "جہنم میں نہر،، سے بھی تفسیر کی ہے۔ عطاء نے کہا "غی،، جہنم کی وادی ہے جس میں پیپ بہتی ہوگی۔ کعب نے کہا "غی،، جہنم کی بہت گہری وادی ہے جو سخت گرم ہے اس میں کنواں ہے جسے "ہیم،، کہا جاتا ہے۔ جب دوزخ کی آگ بجھ جائے تو اللہ تعالیٰ وہ کنواں کھول دیتا ہے جس سے دوزخ بھڑکنے لگتی ہے۔

قولہ بُکِیًّا آہ اس سے آیت کریمہ: خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "بکیًا" سے کی یہ بَاکٍ،، کی جمع ہے۔ "بُکِیًّا،، دراصل "بُکُوْیٌ،، تھا۔ واؤ اور یاء دونوں کے جمع ہونے کے باعث جبکہ پہلی ساکن ہے واؤ کو یاء سے بدل کر کے یاء میں ادغام کردیا پھر ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا جیسے "مُسْلِیٌّ" میں کیا جاتا ہے۔ ثعلبی نے کہا یہ آیت کریمہ، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اس کے مومن اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔

قولہ صِلِیًّا آہ اس سے اس آیت کریمہ "ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰی بِهَا صِلِیًّا،، کی طرف اشارہ کیا یعنی پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں۔ "صِلِیًّا،، صَلِیَ یَصْلٰی کی مصدر از باب عَلِمَ ہے۔ "جو شخص آگ میں داخل ہوکر جل جائے اسے کہا جاتا ہے "صَلِیَ فُلَانٌ النَّارَ،،

قولہ نَدِیًّا،، اس سے اس آیت کریمہ "اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِیًّا کی طرف اشارہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا

قَالَ مَوْثِقًا ۴۴۱۷ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ سَيْفًا فَجِئْتُ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا اُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيكَ قَالَ اِذَا اَمَاتَنِي اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِي مَالٌ وَّوَلَدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اَفَرَاَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ سَيْفًا وَّلَا مَوْثِقًا

میری وہاں اولاد اور مال دولت ہوگا تو تیرا قرضہ ادا کردوں گا۔ اس کے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی اَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ،، اس کو سفیان ثوری، شعبہ حفص، ابومعاویہ اور وکیع نے سلیمان اعمش سے روائت کی۔

۴۴۱۶ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "حتیٰ ،، غائت کے لئے ہے اور غائت کا مفہوم یہ ہُوا کہ مرنے کے بعد کفر کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ موت کے بعد کفر غیر متصور ہے گویا کہ معنیٰ یہ ہے میں ہمیشہ کے لئے کفر نہیں کروں گا۔

اسماء رجال : حُمیدی بخاری کے استاذ ہیں ان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے۔ سفیان، عُیینہ اعمش سلیمان ہیں۔ مسلم ابن صبیح ہیں، مسروق ابن جدع اور خباب ابن ارت ہیں۔ (حدیث ۱۹۶۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا وہ غیب پر مطلع ہُوا یا اُس نے اللہ سے عہد لیا ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا

۴۴۱۶ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَآئِلِ السَّهْمِیَّ اَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِیْ عِنْدَهٗ قَالَ لَا اُعْطِیْكَ حَتّٰی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَیِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ لِیْ هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَاَقْضِیْكَهٗ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا رَوَاهُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَاَبُوْ مُعٰوِیَةَ وَوَكِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا آپ نے دیکھا جس نے ہماری آیات سے انکار کیا اور کہا مجھے مال اور اولاد دی جائیگی ""

قولہ "اَفَرَئِیْتَ" بمعنی خبر ہے اور فاء تعقیب کے لئے ہے گویا کہ کہا اس کافر کا قصہ بھی بیان کریں اور ان کے بعد اس کی بات ذکر کریں ہمزہ کے بعد فاء عاطفہ ہے اور معطوف علیہ مد الذی کفر الخ جملہ ہے یعنی عاص بن وائل جو حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے نے قرآن سے انکار کیا اور بطور استہزاء کہا مجھے مرنے کے بعد جنت میں مال و دولت اور اولاد دی جائے گی تو پھر تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا"

۴۴۱۶ ـ ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے خباب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس آیا اس سے اپنا حق طلب کرتا تھا اس نے کہا میں تجھے نہ دوں گا حتی کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سے کفر کرو میں نے کہا میں کفر نہیں کروں گا حتی کہ تو مر جائے پھر قبر سے اٹھایا جائے اس نے کہا کیا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں یقیناً! اس نے کہا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوتَى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا

بَابُ قَوْلِهِ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجِبَالُ هَدًّا هَدْمًا

۴۴۱۹ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

۴۴۱۸ — ترجمہ: مسروق نے خباب سے روائت کی کہ میں جاہلیت میں لوہار تھا۔ میرا عاص بن وائل پر قرض تھا۔ وہ عاص کے پاس آئے اس حال میں کہ اس سے قرضہ طلب کرتے تھے۔ عاص نے کہا میں تجھے قرضہ ادا نہ کروں گا حتی کہ محمد سے انکار کرو۔ خباب نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہیں کروں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا پھر تجھے زندہ کیا جائے۔ عاص نے کہا مجھے چھوڑ حتی کہ میں مروں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا اور مجھے مال و اولاد دیا جائے گا تو تیرا قرض ادا کردوں گا۔ پس یہ آئت کریمہ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ الآیہ نازل ہوئی۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو وہ کہتا ہے ہم لکھتے ہیں وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا میں هَدًّا کی تفسیر هَدْمًا سے کی یعنی زمین پھٹ جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

۱۸ ۴۴۴ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ

تفسیر: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے؟ مجاہد نے کہا کیا اُس نے غیب جانا ہے کہ وہ جنت میں ہوگا یا نہ۔ جوہری نے کہا مَوْثِقًا بمعنی عہد ہے۔

۴۴۱۷ — ترجمہ: خبّاب بن ارت نے کہا میں مکہ مکرمہ میں لوہار تھا میں نے عاص ابن وائل کی تلوار بنائی اور اس سے اُجرت لینے گیا تو اُس نے کہا میں تجھے اُجرت نہ دوں گا حتیٰ کہ تو محمد سے انکار کر دے میں نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہ کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے پھر تجھے زندہ کرے عاص نے کہا جب اللہ مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور میرا مال اور اولاد ہوگی (تجھے اجرت ادا کروں گا) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ الْآيَةَ نازل فرمائی"، اشجعی نے سفیان سے سَيْفًا اور مَوْثِقًا کو ذکر نہیں کیا"۔

عاص بن وائل

عاص بن وائل حضرت عمرو بن عاص مشہور صحابی اور اسلام میں بہت بڑے جرنیل کا والد ہے۔ جاہلیت میں لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، لیکن اسے اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ کلبی نے کہا یہ قریش کے حاکموں میں سے تھے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عاص یاء کے بغیر عصیان سے نہیں عصیٰ یعصو سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں تلوار سے مارنے والا"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عصیان سے ماخوذ ہونے سے کوئی شئ مانع نہیں بلکہ ظاہر یہی ہے کہ عصیان سے ماخوذ ہے اور یاء کو تخفیف کے لئے حذف کیا گیا ہے۔ اصل میں "العاصی"، تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "العاص" اجوف اور ناقص دونوں طرح ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر اجوف ہے تو عوص سے ماخوذ ہے اگر ناقص ہے تو عصیان سے ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو وہ کہتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں ہم دوسرے کافروں سے اس کو زیادہ عذاب دیں گے

marfat.com
Marfat.com

اَدُفِیہِ تَمتَمَۃٌ اَوْ فَأْفَأۃٌ فَہِیَ عُقْدَۃٌ اَذْرِیْ ظَهْرِیْ فَیُسْحِتَکُمْ یُهْلِکَکُمْ اَلْمُثْلٰی تَأْنِیْثُ الْاَمْثَلِ یَقُوْلُ بِدِیْنِکُمْ یُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰی خُذِ الْاَمْثَلَ

باب سُورَۃ طٰہٰ

اکثر نسخوں میں لفظ باب نہیں۔ مقاتل نے کہا یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ ابن عباس اور ابن زبیر نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ مقامات تنزیل میں ذکر کیا کہ یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ اس میں کچھ اختلاف نہیں لیکن کلبی نے کہا وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ وَاَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى مدینہ منورہ میں نماز کے اوقات کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ طٰہٰ وطی سے ماخوذ ہے۔ اس میں ہا سے زمین کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی زمین پر قدم لگائیں اور ایک قدم پر اعتماد کر کے اپنی ذات کریمہ کو دُکھ میں نہ ڈالیں جنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى "، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سعید بن جبیر نے کہا نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی یا رَجُلُ ہیں نبطیہ ایک قوم ہے جو دونوں عراقوں کے درمیان وسیع میدان میں رہتی ہے۔ یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ عکرمہ اور ضحاک نے کہا طٰہٰ نبطی زبان میں یا رَجُلُ ہے۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ طٰہٰ بمعنی یا رجل سریانی لفظ ہے۔ صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ حبشی زبان میں۔ یٰسین کے معنی یا انسان ہیں اور طٰہٰ نبطی زبان میں یا رَجُلُ ہے۔ بعض کہتے ہیں طٰہٰ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہاں بطریق قسم مذکور ہے۔

قولہ اَلْقٰى "، اس سے اس آیت کریمہ " قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اَلْقٰى بمعنی صَنَعَ ہے۔ جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو آپ پھینکیں یا ہم پہلے پھینکتے ہیں۔ حدیث ع___ کی شرح دیکھیں "،

قولہ عُقْدَۃً "، اس سے اس آیت کریمہ: وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ "، کی طرف اشارہ کیا اور عقدہ کی تفسیر یہ کی کہ ہر وہ شخص جو پورا حرف نہ بول سکے یا اس میں تمتمہ یا فافاہ ہو وہ عقدہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا " موسیٰ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ میری زبان سے عقدہ کھول دے تاکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ أَكْفُرَ بِهِ حَتّٰى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلٰى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا

سُورَةُ طٰهٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ طٰهٰ يَا رَجُلُ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ

۴۴۱۹ — ترجمہ: خباب نے کہا میں لوہار تھا میرا وائل بن عاصی پر قرضہ تھا میں اس کے پاس قرضہ لینے آیا تو اُس نے کہا میں تجھے قرض واپس نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کرے خباب نے کہا میں نے اس سے کہا میں جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہرگز کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے پھر زندہ ہو وائل نے کہا میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا عنقریب تجھے ادا کروں گا۔ جبکہ مال اور اولاد کی طرف رجوع کروں گا۔ تو یہ آیت کریمہ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ الآیۃ، نازل ہوئی "

امام نے یہ حدیث چار ابواب میں چار طریقوں سے تفاوت سے ذکر کی اور مذکورہ آیت وائل بن عاص کی شان میں نازل ہوئی "

marfat.com
Marfat.com

عَلٰى جُذُوْعِ خَطْبُكَ بَالُكَ مِسَاسَ مَصْدَرُ مَاسَّهُ مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهُ لَنُذْرِيَنَّهُ قَاعًا يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْاَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِيْ اسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْتُهَا فَاَلْقَيْتُهَا اَلْقٰى صَنَعَ فَنَسِيَ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهُ اَخْطَاَ الرَّبَّ لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان کو تہدید کرتے ہوئے کہا میں تجھے کھجور کے درخت پر پھانسی دوں گا۔

قولہ خَطْبُكَ ،، اس سے آئت کریمہ : فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بَالُكَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جب سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا اور بہت سے لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی پوجا کرنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا تیرا حال کیسا ہے کہ تو نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور خود کافر ہوگیا ہے

قولہ مِسَاس ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر نہیں کی۔ صرف یہ کہا کہ ،، مِسَاس ،، مَاسَّہ کی مصدر ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا ہم سے باہر چلے جا جب تک تو زندہ رہے گا لامساس ،، کہتا رہے گا۔ یعنی مَسّ نہ کرد، کیونکہ اس طرح اس کو بخار آجاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح عذاب دیا جس سے زیادہ سخت اور وحشتناک کوئی شئی نہیں کیونکہ اس طرح وہ لوگوں کے ساتھ میل جول سے محروم ہوگیا تھا۔

قولہ لَنَنْسِفَنَّهُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : لَنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَنُذْرِيَنَّهُ ،، سے کی۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا کیونکہ جب سونے سے بنائے ہوئے بچھڑے میں سامری نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالی تو اس میں گوشت اور خون آگیا تھا۔ پھر اس کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا۔

قولہ قَاعًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی يَعْلُوْهُ الْمَاءُ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی اس کو ہموار زمین میں پھینکیں گے جو اونچی نیچی نہیں۔ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے روائت کی کہ قاع وہ زمین ہے جس میں پانی جمع ہو۔ اور صفصف کی تفسیر ہموار زمین ہے فراء نے کہا قاع کے معنی ہیں فراخ زمین جس میں دوپہر کو سراب ہو اور صفصف وہ صاف زمین ہے جس میں

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ أْتُوا صَفًّا يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَةً لِكَسْرَةِ الْخَاءِ فِي جُذُوعِ

میرا کلام سمجھیں ،، تَمْتَمَہ اور فافاہ وہ ہے جو تا یا فا کو بار بار کہے ،،

قولہ أَزْرِي ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي کی طرف اشارہ کیا اور أَزْرِي کی قوت اور ظہر سے تفسیر کی ،، یعنی میرے بھائی ہارون کے ساتھ میری قوت مضبوط کر ،، کہا جاتا ہے ،، أَزَرْتُ فُلَانًا عَلَى الْأَمْرِ ،، میں نے فلاں کو امر پر قوی کیا اور اس میں اس کا مددگار ہوا ۔ قولہ فَيُسْحِتَكُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی يُهْلِكَكُمْ سے تفسیر کی ،، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو تمہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرے گا ،،

قولہ الْمُثْلَى ،، اس سے اس کریمہ : وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَى ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا: الْمُثْلَى ،، الْأَمْثَل کی تانیث ہے۔ یعنی تمہارا اچھا دین لے جائے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے کہا موسیٰ اور ہارون جادو کے ذریعہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتے ہیں ۔

قولہ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا کی طرف اشارہ کیا ۔ فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنا مکر اور جادو جمع کرو پھر صف باندھے ہوئے آؤ اور کہا صفًا بمعنی مصلّٰی ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہے ۔ آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے مکر و فریب اور جادو ایک جگہ جمع کرو پھر لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ آؤ ۔

قولہ فَأَوْجَسَ ،، آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، أَضْمَرَ خَوْفًا ،، سے تفسیر کی ۔ مقاتل نے کہا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے خوف کیا کہ لوگوں کا فعل ان کے فعل جیسا ہے لہٰذا وہ معجزہ میں شک کرنے لگیں گے اور ایمان نہ لائیں گے اور جو اُن کے پیروکار ہیں وہ بھی شک میں پڑ جائیں گے ۔

قولہ فَذَهَبَتِ الْوَاوُ یعنی خِيفَة دراصل خِوْفَةٌ تھا ۔ واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اس کو یاء سے بدل دیا جیسے میزان اور میعاد میں واؤ کو یاء سے بدل کیا گیا ہے اور واؤ کا ماقبل مفتوح ہو گیا ء سے بدل نہیں کرتے جیسے مَوْعِدٌ اور مَوْسِم ،، میں واؤ کو بدل نہیں کیا اور خَوْفٌ میں فتح کو کسرہ سے بدل کر کے واؤ کو یاء سے بدل دیا چونکہ یہ تعلیل صرفیوں کے مخالف ہے اس لئے امام نے اس کو بخاری میں ذکر کیا ہے ۔

قولہ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عَلَى جُذُوعِ النَّخْلِ سے اس کی تفسیر کی اور اشارہ کیا کہ ،، فِي ،، بمعنی ،، عَلَى ،، ہے ۔ جب جادوگر

marfat.com
Marfat.com

لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ عِوَجًا وَادِيًا أَمْتًا رَابِيَةً سِيرَتَهَا حَالَتَهَا
الْأُولَى النُّهَى التُّقَى ضَنْكًا الشَّقَاءُ هَوَى شَقِيَ الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ

نے کہا اَمْثَلُ ،، بمعنی اَعْدَلُ ہے۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے کہ جو عقل و دانش میں کامل تر ہو
قولہ ہضمًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا اس پر ظلم نہ کیا جائے گا کہ اس کی نیکیاں برائیوں سے کم کر دی جائیں (ایسا ہرگز نہ ہوگا) ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ دراصل ہضم ،، کے معنی ہیں طعام کو معدہ میں توڑنا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ہَضَمْتُ لَكَ مِنْ حَقِّكَ میں نے تیرا حق ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔

قولہ عِوَجًا اس سے اس آیت کریمہ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَّلَا أَمْتًا کی طرف اشارہ کیا العوج کی تفسیر وادی سے کی جبکہ مجاہد نے پست زمین سے تفسیر کی ہے اور اَمْتًا بمعنی رابیہ یعنی زمین کا اونچا نیچا ہونا اس کریمہ کے معنی یہ ہیں تو اس میں کوئی اونچی اور نیچی زمین نہیں پائے۔

قولہ سِيرَتَهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہے جبکہ انھوں نے کوہِ طور پر بحکم خدا عصا پھینکا تھا اور وہ عظیم ترین اژدھا بن گیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے خوف محسوس کیا تھا کہ یہ عصا جو اژدہے کی صورت اختیار کر گیا ہے واپس میرے ہاتھ میں کیسے آئے گا ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں ہم اس کو پہلی حالت پر واپس لے آئیں گے

قولہ والنہی ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اَلتُّقٰى سے کی یعنی اہل تقویٰ۔ ضحاک نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حرام اشیاء سے رکتے ہیں۔ ثعلبی نے کہا وہ عقلمند لوگ ہیں۔ اس کا واحد نہیَۃ ہے کیونکہ عقل انسان کو بری اشیاء، رسوا کرنے والے امور اور محرمات کے ارتکاب سے منع کرتی ہے۔

قولہ ضَنْكًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شقاوت سے کی۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے۔ ثعلبی نے کہا ضنک بمعنی ضَيِّق ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے منزل ضنک ، عیش ضنکٌ ،، اس لفظ میں واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر اور مؤنث برابر ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضنک قبر کا عذاب ہے۔ عکرمہ نے کہا یہ بمعنی حرام ہے۔ ضحاک نے کہا اس کے معنی کسب خبیث کے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ضنک معرب ہے دراصل یہ لفظ تنگ ہے اور یہ فارسی لغت میں ضیق ہے (عینی)

قولہ ھَوٰی ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ،، کی طرف اشارہ کیا

marfat.com
Marfat.com

قَوْلُهٗ الْعِجْلُ هَمْسًا حِسُّ الْاَقْدَامِ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى عَنْ حُجَّتِيْ وَكُنْتُ بَصِيْرًا فِي الدُّنْيَا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَمْثَلُهُمْ اَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا

سبزہ نہ ہو۔ قولہ والصَّفْصَفُ "، یہ صاف زمین ہے بعض نے کہا جس زمین میں پہاڑوں کا نام ونشان نہ ہو۔

قولہ قال مجاہد آہ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ : وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَا اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ "، اور مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اَوْزَار بمعنی اَثْقَال ہے۔ اوزار دراصل وزر کی جمع بمعنی سخت عقوبت ہے اور زِيْنَةُ الْقَوْمِ "، سے مراد وہ زیورات ہیں جو وہ فرعون کی قوم سے مانگ کر لائے تھے۔ عقوبت کو اوزار سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس پر بھاری بوجھ لادا جائے اس کے لئے اس کا اٹھانا سخت عقوبت ہوتی ہے اور وہ اس کی پشت کو تھکا دیتا ہے۔

قولہ فَقَذَفْنَاهَا "، اس سے اس آیت کریمہ : فَقَذَفْنَاهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ "، کی طرف اشارہ کیا پھر فَقَذَفْنَاهَا "، کی تفسیر اَلْقَيْنَاهَا "، سے کی ثعلبی نے کہا یعنی ہم نے زیورات کو جمع کر کے سامری کے حوالے کیا اور اس نے ان کو آگ میں ڈال کر بچھڑا بنا دیا۔ اَلْقٰی " کی صَنَعَ سے تفسیر کی۔

قولہ فَنَسِيَ مُوْسٰى "، اس سے اس آیت کریمہ : هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا "، کی طرف اشارہ کیا یعنی یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ موسیٰ بھول گیا ہے کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ بچھڑا اُن سے بات نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو جواب دیتا ہے۔

قولہ هَمْسًا "، اس سے اس آیت کریمہ : وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا "، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی حِسُّ الْاَقْدَامِ "، سے تفسیر کی "، همس دراصل ملکی آواز ہے۔ جب کوئی آہستہ بات کرے تو کہتے ہیں هَمَسَ فُلَانٌ بِحَدِيْثِهٖ "، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں جس وقت جو وہ محشر میں خوفزدہ ہو کر چلیں گے تو نہایت ہی آہستہ چلیں گے کہ ان کے پاؤں کی آواز سنائی نہ دے گی۔

قولہ حَشَرْتَنِيْۤ آہ اس سے اس آیت کریمہ : رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی۔ یعنی اعمٰی (نابینا) سے مراد حجت اور دلیل نہ پانا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر اندھے پن سے کی ہے۔

قولہ اَمْثَلُهُمْ "، اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً "، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا اَمْثَلُ "، بمعنی اَعْدَلُ "، ہے۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے جو عقل و دانش میں کامل تر ہو۔

قولہ لَا هَضْمًا "، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا "، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عُیَیْنَہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ

٤٤٢٠ـ حَدَّثَنِيْ اَلصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَقٰى اٰدَمُ وَمُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى لِاٰدَمَ اَنْتَ الَّذِيْ اَشْقَيْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ الَّذِيْ اِصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَاَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرٰىةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِيْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى اَلْيَمُّ اَلْبَحْرُ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے موسیٰ میں نے تجھے اپنے لئے چُن لیا ہے،،

یعنی رسالت و نبوّت میں تجھے اپنے لئے مُنتخب کرلیا ہے اور تجھے رسالت و نبوّت سے مختص کر دیا ہے،،

٤٤٢٠ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام،، کی باہم ملاقات ہوئی۔ موسیٰ نے آدم سے کہا تم وہی ہو کہ لوگوں کو مصیبتوں میں ڈالا ہے اور ان کو جنّت سے نکال دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے آدم نے کہا تم وہی ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لئے چُن لیا ہے اور تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا ہے اور تم پر تورات نازل فرمائی۔ موسیٰ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ آدم علیہ السلام،، نے کہا تم نے وہ خطا دیکھی ہے جو میری تقدیر میں میرے پیدا ہونے سے پہلے لکھی تھی۔ موسیٰ نے کہا جی ہاں! پس آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔ اور،، الیم،، دریائے نیل ہے۔

٤٤٢٠ــ شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

طُوًى اِسْمُ الْوَادِيْ بِمُلْكِنَا بِاَمْرِنَا مَكَانًا سُوًى مَنْصَفٌ بَيْنَهُمْ يَبَسًا يَابِسًا عَلٰى قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَا تَنِيَا تَضْعُفَا

اور اس کی تفسیر شقی سے کی۔ بعض نے کہا ہلاک ہوگیا اور آگ میں جا گرا۔

قولہ اَلْمُقَدَّسِ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ،، رات کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مبارک ،، سے کی۔

قولہ طُوًى ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر وادی سے کی۔ ضحاک نے کہا طُویٰ گہری گول وادی ہے۔

قولہ بِمُلْكِنَا ،، اس سے اس آئت کریمہ : قَالُوْا مَا اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمُلْكِنَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، بِاَمْرِنَا ،، سے کی بِمُلْكِنَا ،، کی میم مکسور ہو تو اس کے معنیٰ بِاَمْرِنَا ،، ہیں اگر مفتوح ہو یہ مصدر ہے۔ اگر اسے مضموم پڑھیں تو اس کے معنی قدرت اور غلبہ ہیں۔ اکثر قراء میم کو مکسور پڑھتے ہیں

قولہ مَكَانًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : لَا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَنْصَفٌ سے کی یعنی اُن کے درمیان کی جگہ جس کی ہر فریق کی نسبت مسافت برابر ہو۔

قولہ يَبَسًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يَابِسًا ،، سے کی۔ یابس کے معنی وہ جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو۔

قولہ عَلٰى قَدَرٍ ،، اس سے اس آئت کریمہ : ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يَّا مُوْسٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَلٰى مَوْعِدٍ ،، سے کی۔ یعنی اے موسیٰ تم اس اندازے پر آئے جو اللہ نے تمہارے آنے کے لئے مقدر کیا تھا۔ کیسان سے روایت ہے۔ اندازہ مقدر چالیس سال ہیں۔ یہ نبیوں پر وحی نازل ہونے کی قدر ہے۔

قولہ وَلَا تَنِيَا ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ اِذْهَبَا اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر وَلَا تَضْعُفَا ،، سے کی یعنی میرے ذکر میں کمزور نہ ہو۔ فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو چکا ہے۔

محمد بن کعب کی روایت میں ہے لَا تَقْصُرَا ،، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات لَا تَهِنَا ہے۔ دراصل یہ وَنٰى يَنِيْ سے ہے۔ جوہری نے کہا : اَلْوَنْيُ ،، بمعنی ضعف فتور، سستی اور عجز ہے۔ یعنی فرعون کو میرا پیغام پہنچانے میں ضعف و ناتوانی، سستی و کاہلی اور عجز کا اظہار نہ کرو !،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى

۴۴۲۱ — حَدَّثَنِىْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ .... فَصُوْمُوْهُ

کے تابع ہے اسی لئے آدم کو غلبہ حاصل ہُوا تھا، کیونکہ کسی مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایسی مخلوق پر اللہ کی اجازت کے بغیر ملامت کرے جس میں تقدیر ازلی جاری ہو اس صورت میں جبکہ بحکم شرع ملامت کی جائے تو درحقیقت علامت کرنے والا شرع ہے نیز فعل میں تقدیر اور کسب دونوں جمع ہیں اور توبہ کسب کا اثر مٹا دیتی ہے جب اس

قولہ اَلْیَمّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بحر سے اس کی تفسیر کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے موسیٰ کو یہ وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور اُن کے لئے

دریا میں سوکھا راستہ نکال دے تجھے ڈر نہ ہو گا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے میرا باپ آدم دکھا جس نے آپ کو اور ہمیں جنت سے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو آدم علیہ السلام دکھایا تو موسیٰ نے کہا آپ ہمارے! "ہیں؟ فرمایا جی ہاں" موسیٰ نے کہا آپ ہی ہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم رُوح ڈالی تھی؟ اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا فرمایا جی ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے کس لئے ہم کو جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم کون ہو؟ کہا میں موسیٰ ہوں۔ آدم نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ نبی ہو تم سے اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطہ کے بغیر کلام کیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جی ہاں! کیا تم نے تورات میں میرے پیدا ہونے سے پہلے یہ نہیں دیکھا تھا؟ کہا جی ہاں میں نے دیکھا تھا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے ایسی شئے میں ملامت کس لئے کرتے ہو جس میں اللہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس دلیل سے آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السّلام کی ملاقات کب ہوئی؟

حضرت موسیٰ اور آدم علیہما السلام کی ملاقات میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ قیامت میں ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ممکن ہے کہ یہ ملاقات بعینہٖ اشخاص کی ملاقات ہو کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ شب معراج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمام انبیاء کرام علیہما السلام کی بیت المقدس اور آسمانوں میں ملاقات فرمائی اور ان کو نماز پڑھائی تھی اس دوران یہ مباحثہ ہو گیا ہو گا نیز ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہو جیسا کہ عمر فاروق کی حدیث میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مباحثہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے۔ کسی اور نبی نے یہ سوالات کیوں نہ کیے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو تکالیف لے کر آئے۔ احادیث میں یہ حدیث شریف مختلف الفاظ سے منقول ہے، چنانچہ مسلم کے یہ الفاظ ہیں اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا " تو ہمارا باپ ہے ہمیں خسارہ میں ڈالا ہے۔ کتاب الانبیاء میں بھی حدیث مذکور ہے چنانچہ حدیث ۳۱۹۲ کی شرح میں اس کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے۔

قولہ کتب علی" یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ ایسا ہوگا اس کی تفصیل پانچویں حصہ کے صفحہ ۲۶۴ پر دیکھیں"، حضرت آدم علیہ السلام کے غالب ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر تقدیر ازلی پر تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظاہر حال میں کسب نظر کیا تھا جو تقدیر ازلی

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ

۴۴۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

موسیٰ نے آدم سے مباحثہ کیا اور کہا اے آدم تم وہ ہو جس نے لوگوں کو اپنے گناہ کے سبب جنت سے نکالا اور ان کو رنج والم میں ڈال دیا۔ آدم نے کہا اے موسیٰ ور علیہ السلام، تم وہی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام میں منتخب فرمایا کیا مجھے ایسی شئی پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے لکھ دی تھی .... یا میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر بن چکی تھی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے، حدیث ۳۱۹۳ ج : ۵ کی شرح دیکھیں۔ (اس سے پہلے مذکور حدیث میں اس کی تفصیل گزری ہے)

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ

ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مقاتل نے بھی یہی کہا ہے۔ مقاماتِ تنزیل میں ذکر کیا کہ اس ایک آیت : اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِ الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا، میں اختلاف ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔ تو کیا یہ غالب نہ ہوں گے۔ یعنی لوگوں کے قتل اور قید وغیرہ سے گھٹاتے ہیں۔ عطار نے کہا فقہاء اور نیک لوگوں کی موت سے، مجاہد نے کہا زمین پر رہنے والوں کی موت سے شعبی نے کہا جانوں اور پھلوں کے ضیاع سے سخاوی نے کہا یہ سورت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور سورت فتح سے پہلے نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

۴۴۲۳۔ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورت بنی اسرائیل، کہف، مریم طٰہٰ اور سورۂ انبیاء عتاقِ اوّل سے ہیں اور میری پرانی یادکی ہیں (اس کی تفصیل سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

باب قَوْلُهُ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى

۴۴۲۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰى اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ الَّذِىْ اَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَاَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ يَا مُوْسٰى اَنْتَ الَّذِى اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ اَتَلُوْمُنِىْ عَلٰى اَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِىْ اَوْ قَدَّرَهٗ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى

توان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر تو انہیں دریائے ڈھانپ لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی "

۴۴۲۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس روز موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہودیوں کی نسبت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں تم بھی روزہ رکھو "

(حدیث ۱۸۷۹-۱۸۸۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد شیطان تمہیں جنت سے نہ نکالے پھر تو مشقت میں پڑے "

۴۴۲۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ غَيْرُهُ أَحَسُّوا تَوَقَّعُوهُ مِنْ أَحْسَسْتُ خَامِدِينَ هَامِدِينَ حَصِيدٌ مُسْتَاصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالِاثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لَا يَسْتَحْسِرُونَ لَا يُعْيُونَ وَمِنْهُ حَسِيرٌ وَحَسَرْتُ بَعِيرِي عَمِيقٌ بَعِيدٌ نُكِسُوا رُدُّوا صَنْعَةَ لَبُوسٍ

قولہ حَصَبُ اس سے اس آئت کریمہ " اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں عکرمہ نے کہا یہ لفظ حبشی بمعنی حَطَبُ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر " اصنام " بتوں سے کی ہے جن کے ساتھ دوزخ کی آگ بھڑکے گی " علامہ قسطلانی نے کہا جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو کافروں نے کہا ہم عیسیٰ اور عزیر " علیہما السلام " جو اللہ کے پیغمبر ہیں کی عبادت کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی دوزخ میں ہوں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی قوم کی زبان سے جاہل ہو کلمہ " ما " غیر ذی العقول " سے خاص ہے۔ یعنی اس جگہ اصنام ہی مراد ہیں۔

قولہ قَالَ غَيْرُهُ آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس آئت کریمہ : فَلَمَّا اَحَسُّوْا بَاْسَنَا اِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُوْنَ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اَحَسُّوا بمعنی تَوَقَّعُوا ہے " یعنی جب انھوں نے ہمارا عذاب پایا تو وہ سارے اپنے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ لغت میں رکض کے معنی ہیں جانور کا پاؤں مارنا۔

قولہ خَامِدِيْنَ " اس سے اس آئت کریمہ " حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خَامِدِيْنَ " کی طرف اشارہ کیا اور خمود کے معنی ہیں آگ کی حرارت کو بجھا دینا " نیز ہامد اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نباتات نہ ہو خشک گھاس کو بھی ہامد کہتے ہیں اور حصید کے معنی ہیں۔ جڑ سے اکھاڑنا۔ واحد، تثنیہ اور جمع پر حصید کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ اس سے اس آئت کریمہ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَا يُعْيُوْنَ " سے کی یعنی وہ اس کی عبادت کرنے میں تکبر نہیں کرتے اور نہ اس سے عاجز ہوتے ہیں۔ عاجز آدمی کو حسیر کہتے ہیں کہا جاتا ہے۔ " حَسَرْتُ بَعِيْرِي " میں نے اپنے اونٹ کو عاجز کر دیا۔

قولہ عَمِيْقٍ " اس سے اس آئت کریمہ " مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر " بَعِيْد " سے کی یعنی ہر دور کے راستہ سے آئیں گے "

قولہ نُكِسُوْا " اس سے اس آئت کریمہ : نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور " رُدُّوْا " سے اس کی تفسیر کی یعنی اُنھوں نے شرمندگی سے اپنے سر نیچے کر لئے۔ ثعلبی نے کہا وہ حیران رہ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بت بول نہیں سکتے اور نہ کچھ پکڑ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے " نَكَسْتُهُ "

marfat.com
Marfat.com

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذًا قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي فَلَكٍ مِثْلُ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ يَسْبَحُونَ يَدُورُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَشَتْ رَعَتْ يُصْحَبُونَ يُمْنَعُونَ ‌ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً قَالَ دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ

قولہ جُذَاذًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہا کہ بتوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

قولہ فِي فَلَكٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ رات دن اور شمس و قمر ہر ایک۔ ایک گھیرے میں تیر رہا ہے ،، جس طرح تیراک پانی میں تیرتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا جس طرح چرخہ گھومتا ہے۔

قولہ يَسْبَحُونَ ،، اس سے كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور يَدُورُونَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ بعض نے ،، يَجْرُونَ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ نَفَشَتْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نَفَشَتْ کے معنی ہیں ،، رات کے وقت چر گئیں۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب رات کے وقت چرواہے بغیر چر جائیں تو اہل لغت اس میں نَفَشَتْ کہتے ہیں اور جب دن میں چرواہے کے بغیر چر جائیں تو أَهْمَلَتْ ،، کہتے ہیں۔ ابن مردویہ نے کہا یہ کھیتی پکے ہوئے انگور تھے ،،

قولہ يُصْحَبُونَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر يُمْنَعُونَ ،، سے اس کی تفسیر کی ابن عباس اور مجاہد نے لَا يُنْصَرُونَ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو !

قولہ حَصَبُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو !

marfat.com
Marfat.com

تُسْئَلُوْنَ تَفْهَمُوْنَ اِرْتَضٰى رَضِيَ اَلتَّمَاثِيْلُ اَلْاَصْنَامُ اَلسِّجِلُّ اَلصَّحِيْفَةُ

بَابُ قَوْلِهٖ كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ

۴۴۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔ مجاہد نے کہا جس سے اللہ راضی ہو۔

قولہ التَّمَاثِيْلُ ،، اس سے اس آیت کریمہ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی " اَصْنَام ،، سے تفسیر کی تَمَاثِیل تِمثَال کی جمع ہے۔ یہ اس شئ کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مشابہ کوئی شئ بنائی جائے۔ یہ مَثَّلْتُ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ ،، سے ماخوذ ہے جبکہ ایک شئ کو دوسری سے مشابہت دی جائے۔

قولہ السِّجِلّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ " کی طرف اشارہ کیا اور کہا سجل بمعنی صحیفہ ہے یعنی جس روز ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد " جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اسی طرح لوٹائیں گے ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں گے ،،

یعنی جس طرح ہم نے لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں میں برہنہ پیدا کیا ان کے پاؤں، جسم برہنہ تھے اور وہ بے ختنہ تھے قیامت کے روز اسی طرح ان کی قبروں سے نکالیں گے جیسے ان کو پانی سے پیدا کیا تھا۔ زمین سے اسی طرح پھر پیدا کریں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۴۲۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا تم اللہ کے حضور اس حال میں اٹھائے جاؤ گے کہ تمہارے پاؤں اور بدن ننگے ہوں گے اور ختنے نہ کئے ہوں گے جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اس طرح لوٹائیں گے۔ ہمارا وعدہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔ پھر قیامت میں سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

الدُّرُوْعُ تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ اِخْتَلَفُوْا الْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ اٰذَنَّاكَ اَعْلَمْنَاكَ اٰذَنْتُكُمْ اِذَا اَعْلَمْتَهُ فَاَنْتَ وَهُوَ عَلٰى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّكُمْ

میں نے اُوپر کو نیچے کر دیا بعض نے کہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کرنے سے پھر گئے ،،

قولہ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی زرہ سے تفسیر کی یعنی میں نے داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانی سکھائیں ،، عرب مطلق اسلحہ پر اطلاق کرتے ہیں، لیکن اس مقام میں اس سے زرہ مراد ہیں ۔

قولہ تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اِخْتَلَفُوْا سے کی ،، یعنی انھوں نے دین میں اختلاف کیا اور اس میں کئی فرقے بن گئے وہ سب ہماری طرف رجوع کریں گے ہم ان کو ان کے اعمال کے سبب جزاء دیں گے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا اور یہودی، نصاریٰ، مجوسی اور مُشرک بن گئے ،،

قولہ اَلْحَسِيْس اس سے اس آیت کریمہ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی جس وقت جنت میں اپنے بلند مقامات پر آئیں گے یا دوزخ سے باہر آئیں گے تو ہلکی آواز نہیں سنیں گے ،، حسیس، حِس، جَرس اور ہمس ہم معنیٰ ہیں ان چاروں کے معنی ،، صوتِ خفی ،، ہیں ہلکی سی آواز ،،

قولہ آذَنَّاكَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا اٰذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اَعْلَمْنَاكَ ،، سے تفسیر کی ،، لیکن یہ آیت اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ حٰمٓ فُصِّلَتْ ،، میں ہے اور فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ،، کی مناسبت کے لئے یہاں ذکر کیا ہے ۔ اور اَعْلَمْتَهُ الخ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جس وقت تو اس کو خبردار کرے تو اس اِعلام میں تو اور وہ برابر ہو ۔ اور کوئی بھی دھوکہ اور غدر نہ کر سکے گا ۔

قولہ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَلَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْا اِلٰى مَا اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تُسْئَلُوْنَ ،، کی تفسیر تُفْهَمُوْنَ ،، سے کی ،، یعنی اور نہ بھاگو اور لوٹ کر جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو ۔

قولہ اِرْتَضٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، رَضِيَ ،، سے کی یعنی وہ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْحَجِّ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ الْمُخْبِتِيْنَ الْمُطْمَئِنِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ اِذَا حَدَّثَ اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهٖ وَيُقَالُ اُمْنِيَّتُهٗ قِرَاءَتُهٗ اِلَّا اَمَانِيَّ يَقْرَءُوْنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ يَسْطُوْنَ يَفْرُطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ يَسْطُوْنَ يَبْطِشُوْنَ وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اُلْهِمُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ اِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ تَذْهَلُ تُشْغَلُ

نے کہا یہ مرتد ہونے والے لوگ مؤلفۃ القلوب ہیں جو مال و دولت کی لالچ میں مسلمان ہوئے تھے معاذاللہ وہ لوگ ہرگز مراد نہیں جو ہر وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے تھے اور ایمان میں کامل و اکمل تھے اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا چنانچہ قرآن میں ہے۔ "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی "، خصوصًا عشرہ مبشرہ جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جس کو ذرہ سی عقل حاصل ہو وہ ہرگز یہ گمان نہ کرے گا البتہ وہ شخص ایسا وہم کرسکتا ہے جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو۔ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں یہ گمان کرنا نبوت کی تکذیب اور توہین و اہانت ہے اور دینِ اسلام کی خرابی کا باعث ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدتِ نبوت میں پوری کوشش کر کے دینِ اسلام کی تکمیل کی اور اس آیت کریمہ: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ " سے اس پر مہر ثبت کی واللہ الہادی

سورۂ حج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورت کے نزول کے زمانہ میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت مکی

marfat.com

Marfat.com

قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عُرَاۃً غُرْلًا کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ ثُمَّ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِبْرَاھِیْمُ اَلَا اِنَّہٗ یُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُصَیْحَابِیْ فَیُقَالُ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ اِلٰی قَوْلِہٖ شَھِیْدٌ فَیُقَالُ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰٓی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ

وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ خبردار! میری اُمت سے چند لوگ لائے جائیں گے ان کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔ (اُن کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا) تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (مجھ پر ایمان لائے تھے) کہا جائے گا آپ نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا (آپ کے بعد مرتد ہوگئے تھے) پس میں کہوں گا جیسے عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا جب تک میں تھا الخ۔ پس کہا جائے گا یہ لوگ اپنی ایڑھیوں کے بل پھر گئے تھے جب سے آپ ان سے جدا ہوئے تھے۔

۴۴۲۴ — **شرح :** حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس اس لئے پہنایا جائے گا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد ہیں اور آپ کی شرافت پدری کے باعث تمام نبیوں سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا۔ اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کو نمرود کی آگ میں برہنہ پھینکا گیا تھا۔ اس کی جزاء کے طور پر آپ کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائیگا بعض علماء نے کہا عمومی کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابراہیم علیہ السلام کو جزوی فضیلت بھی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ متکلم ہیں اور مذکور عموم سے خارج ہیں تو معنی یہ ہوا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ساری مخلوق سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔"

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے تھے وہ دور دراز کے بدو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسی لئے "رجال" فرمایا اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ مرتد ہوگئے تھے وہ دور دراز کے بدو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسی لئے "رجال" فرمایا اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ بات واضح تر یہ ہے جو حدیث کے ماہرین نے کہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظیم منصب کے یہی لائق ہے۔ اس پر اُمت کا اجماع ہے اور قطعی حجت قائم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی زبان شریف پر سہوًا یا خطاءً باطل کلام جاری ہو اور شیطان نے آپ کی لسان مقدس پر تصرف کیا ہو۔ نظرِ صحیح اور عقل سلیم کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ آپ کی زبان شریف پر ایسا کلام جاری ہونا محال ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کے قریب موجود تھے ان پر یہ بات ہرگز مخفی نہ رہتی۔ واللہ الموفق "۔

قولہ یقال "، یعنی کہا جاتا ہے کہ امنیۃ کے معنی قراءت ہیں اور إِذَا تَمَنّٰی " بمعنی إِذَا تَلَا ہے۔

قولہ إِلَّا أَمَانِيَّ اس سے اس آیت کریمہ جو سورۃ بقرہ میں ہے " وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کو بطورِ استشہاد یہاں ذکر کیا کہ إِلَّا أَمَانِيَّ " کے معنی إِلَّا مَا يَقْرَءُونَ " ہیں۔ اور تمنی بمعنی قرأت ہے۔

قولہ مَشِيدٍ "، اس سے اس آیت کریمہ : وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيدٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا گچ کئے ہوئے محل "، جص گچ کا معرب ہے۔ جوہری نے کہا: شَادَ يَشِيدُ شَيْدًا " بمعنی جَصَّصَهُ " میں نے اس کو گچ کیا "، قتادہ ربیع اور ضحاک نے کہا مَشِيد بمعنی طویل ہے۔ ضحاک نے روایت کی کہ یہ حضرموت شہر میں ایک کنواں تھا۔ جس کا نام حاضورا تھا۔

حضرموت کا واقعہ

اس شہر کے چار ہزار آدمی حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جب اُنھوں نے دشمنوں کی تکالیف سے نجات پائی تو حضرت موت آگئے۔ اُن کے ساتھ صالح علیہ السلام بھی تھے جب وہاں آئے تو صالح علیہ السلام وفات پاگئے اس لئے اس کا نام حضرموت رکھا گیا، کیونکہ جب صالح علیہ السلام فوت ہوئے تو لوگوں نے حاضوراء (کنواں) بنایا اور وہ اس کنوئیں پر بیٹھ گئے انھوں نے اپنا ایک امیر بنا لیا جسے جلہس بن جلاس بن سوید کہا جاتا تھا اور اس کا وزیر سخاریب بن سوادہ کو بنایا اور وہ بہت عرصہ وہاں رہے اور ان کی اولاد [illegible] ہوئی۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی پھر اُنھوں نے بُت پرستی شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حنظلہ بن صفوان پیغمبر بھیجا اس کو اُنھوں نے بازار میں شہید کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا تو اُن کا کنواں بیکار ہوگیا اور مضبوط محلات تباہ و برباد ہوگئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کتنی ہی بستیاں ہم نے کھپا دیں کہ وہ ستمگار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور کتنے محل گچ کئے ہوئے۔

قولہ یَسْطُوْنَ "، اس سے اس آیت کریمہ : يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ "

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ ان سے ایک روایت یہ ہے کہ چار آیات کے سوا یہ سورت مدنیہ ہے۔ عطاء نے تین آیات مستثنیٰ کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے "هٰذٰنِ خَصْمٰنِ"۔ ہبہ بن سلامہ نے کہا قرآن کریم کی سورتوں میں سے یہ عجیب سورت ہے کہ اس میں کچھ آیات مکی، مدنی، سفری، حضری، حربی، سلمی، لیلی، نہاری اور ناسخ و منسوخ ہیں اس کی ۹۸ آیات ہیں" (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سفیان بن عیینہ نے "بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ" کی تفسیر میں کہا جو اللہ کے حکم سے مطمئن ہیں۔ بعض نے کہا جو تابعدار ہیں۔ بعض نے تواضع کرنے والوں سے تفسیر کی ہے۔ بعض نے ڈرنے والوں سے کی، یہ اِخْبَات، خُبْت، سے ماخوذ ہے اس کے معنی نیچی زمین کے ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الخ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ" کی تفسیر میں کہا جب آپ نے بات کی تو آپ کی بات میں شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے تو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کلمات کو باطل کرتا ہے اور اپنی آیات کو مستحکم کرتا ہے۔ اس کی تفسیر میں مفسرین نے بہت کچھ کہا ہے۔ تطویل کے خوف سے ہم صرف سب سے بہترین تفسیر ذکر کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور اثناء تلاوت کے سکتہ میں آپ کے کلمات کے مشابہ یہ نغمہ سرائی کی جس کو قریب والے لوگوں نے سنا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام گمان کیا اور اسے مشہور کر دیا چنانچہ ابن ابی حاتم، طبری، اور ابن منذر نے شعبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت کی جب آپ اس آیت کریمہ: اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى" کی تلاوت کی۔ تو شیطان نے آپ کی آواز کے مشابہ یوں نغمہ سرائی کی "وَتِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى" اور مشرکوں کے کانوں میں اس کا اِلقاء کیا وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ جس طرح محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" نے آج ہمارے بتوں کا ذکر کیا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے آخر میں سجدہ کیا تو آپ کی پیروی کرتے ہوئے مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب صورت حال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ذکر کی تو آپ کو غم لاحق ہوا تو آپ کی تسلی اور اطمینان خاطر کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ یہ قبیح کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر سہواً جاری ہو گئے تھے۔ قاضی بیضاوی نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا یہ کلام مردود ہے۔ محققین نے اسے قبول نہیں کیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس کو کسی نے ثقہ سند سے ذکر نہیں کیا۔ ابن عربی نے کہا یہ اور اس طرح کے دوسرے کلمات باطل ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ
يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَ
تِسْعِينَ فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى
وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى
تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ
تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ
كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ
فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا
ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ
سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ
وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى

حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد سے ایک جماعت دوزخ کی طرف نکالو فرمایا ہر ہزار سے میرا خیال ہے کہ فرمایا "نوسوننانوے آدمی" اس وقت حاملہ عورت حمل وضع کر دے گی اور نوزائید بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور تو لوگوں کو مست دیکھے گا وہ مست نہیں ہوں گے ، لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا لوگوں پر یہ بہت شاق گزرا حتی کہ ان کے چہرے متغیر ہوگئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج ماجوج سے نوسوننانوے اور تم میں سے ایک ہوگا ۔ پھر تم ان لوگوں میں جو وہاں حاضر ہوں گے ۔ مثل ایک سیاہ بال کے ہوگے جو سفید گائے کے پہلو میں ہوتا ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی ہوگے ہم نے اللہ کی تکبیر کہی ۔ پھر فرمایا تم اہل جنت کے نصف ہوگے تو ہم نے اللہ اکبر کہا ۔ ابو اسامہ نے اعمش سے روایت کی ۔ تَرَى النَّاسَ وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى ،، یعنی ابو اسامہ نے کہا ہر ہزار سے نوسوننانوے ،، جریر ، عیسٰی بن یونس اور ابو معاویہ نے سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى ،، پڑھا ہے "

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى

۴۴۲۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد کے غیر نے کہا کہ يَسْطُوْنَ بمعنی يَفْرُطُوْنَ ہے جو کوئی جلدی کرے اور حد سے بڑھ جائے تو اسے کہتے ہیں " فَرَطَ عَلَيْهِ "، يَسْطُوْنَ "، سطوہ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت پکڑنا "، یعنی قریب ہے کہ کافر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب پر سخت غصہ کرتے اور ان کی طرف بڑے ہاتھ اٹھاتے۔

قولہ يقال "، اس کا قائل فراء ہے يَسْطُوْنَ بمعنی يبطشون " ہے۔ کیونکہ مشرکین قریش جب کسی مسلمان کو سنتے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو وہ اس کو پکڑنے کے قریب ہو جاتے۔

قولہ وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ "، یعنی اہل جنت کو قرآن کا الہام کیا گیا یہی طیب قول ہے۔

قولہ بسبب "، اس سے اس آیت کریمہ : فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ " کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "سبب" کی تفسیر کی کہ وہ اپنے گھر کی چھت سے رسی باندھے پھر گلا گھونٹ کر مر جائے۔

قولہ تَذْهَلُ "، اس سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تشغل سے تفسیر کی۔ کہا جاتا ہے۔ ذَهَلْتُ عَنْ كَذَا "، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو لوگوں کو قیامت کے دن مست دیکھے گا وہ مست نہ ہوں گے

۴۴۲۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے اے اللہ! میں تیرے حضور کھڑا ہوں! اور بار بار کھڑا ہوں "، یعنی لبیک وسعدیک کہیں گے انہیں بلند آواز سے ندا کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ تجھے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ

شَكٍّ فَإِنْ أَصَابَهٗ خَيْرُنِ اطْمَأَنَّ بِهٖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةُنِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ أَتْرَفْنَاهُمْ وَسَّعْنَاهُمْ ۴۴۲۶ — حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهٗ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَأَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں

اگر اسے نفع ہو تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر نقصان ہو تو منہ کے بل پھر جاتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں خسارے میں ہے۔ "أَتْرَفْنَاهُمْ" ہم نے ان کو نعمتیں دیں اور وسعت دی"

مجاہد سے روایت ہے کہ حرف بمعنی شک ہے۔ عطیہ نے ابو سعید سے روایت کی کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے کے بعد اس کی بصارت جاتی رہی مال ضائع ہو گیا اور اولاد فوت ہو گئی اس نے اسلام کو منحوس جانا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میری بیعت کو ختم کر دیں اور عقد مسلمانی دور کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عقد مسلمانی دور نہیں کیا جاتا اسلام گناہوں کو دور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دور کرتی ہے تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قولہ أَتْرَفْنَاهُمْ بمعنی وَسَّعْنَاهُمْ ہے۔ یہ سورۃ مومنین

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ربع" ثلث اور نصف فرمایا حالانکہ یہ تینوں اعداد باہم الف ہیں اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح ظاہر ہوئے ہوں اور "قَالَ جَرِيرٌ" ،، سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی تین اشخاص نے اعمش سے روایت کی ہے اور لفظ "سُکاریٰ" اور لفظ سَکریٰ میں مخالفت کی ہے اور مفرد صیغہ ذکر کیا جمع ذکر نہیں کیا ،، اسی جزء کے اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تہائی اور نصف ہو گے۔ یہ خطاب اس وقت موجود صحابہ کرام سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ حاضرین کو غائبین پر اور مردوں کو عورتوں پر غلبہ دے کر فرمایا اور یہ بابِ تغلیب سے ہے جیسے سُورج اور چاند کو قمرین کہتے ہیں لیکن ابتداء اسلام سے قیامت تک ساری امت مرحومہ مراد ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ اس امت کے لوگ درجات اور کمالِ مراتب کے اعتبار سے تین جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت حق تعالیٰ کے مقربین کی ہے جو اس کے حضور خواص ہیں۔ دوسری متقی نیک اور علماء کی جماعت ہے اور تیسری جماعت عام مومنین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے اعتبار سے چوتھائی اہلِ جنت فرمائی ہو اور تہائی دوسری جماعت کے اعتبار سے اور نصف عام اہلِ اسلام کے لحاظ سے فرمایا ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہو گی۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں مخالفت پائی جاتی ہے۔ نیز یہ دونوں حدیثیں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ" ،، کے مخالف ہیں کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا جاتا ہے کہ قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ سے مراد امت محمدی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا اہل جنت کا نصف ہونا جبکہ اس میں انبیاء کرام اور رُسل عظام اور پہلی ساری امتیں ہیں اس کے مخالف نہیں کیونکہ اکثریت پہلی امتوں کے اعتبار سے ہے مجموعہ امتیں اور انبیاء کے اعتبار سے نہیں۔

نیز علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام امتوں کے مقربین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی امتوں کے سابق اور مقرب لوگ امت محمدی سے زیادہ ہوں اور اس امت کے پیروکار پہلی نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہو۔ لہٰذا حدیث اور آیت کریمہ میں بھی مخالفت نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

(حدیث ۳۱۳۲ کی شرح بھی دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ

شَكٍّ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرُ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ إِلٰى قَوْلِهِ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ أَتْرَفْنَاهُمْ وَسَّعْنَاهُمْ ۴۴۲۶ — حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ وَلَدَتِ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهُ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَأَتُهُ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهُ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سُوْءٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں

اگر اسے نفع ہو تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر نقصان ہو تو منہ کے بل پھر جاتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں خسارے میں ہے۔ "اَتْرَفْنَاهُمْ" ہم نے ان کو نعمتیں دیں اور وسعت دی ،،

مجاہد سے روایت ہے کہ حرف بمعنی شک ہے۔ عطیہ نے ابوسعید سے روایت کی کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے کے بعد اس کی بصارت جاتی رہی مال ضائع ہو گیا اور اولاد فوت ہو گئی اس نے اسلام کو منحوس جانا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میری بیعت کو ختم کر دیں اور عقد مسلمانی دور کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عقد مسلمانی دور نہیں کیا جاتا اسلام گناہوں کو دور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دور کرتی ہے تو اس کے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی قولہ اَتْرَفْنَاهُمْ بمعنی وَسَّعْنَاهُمْ ہے۔ یہ سورۃ مومنین

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ربع" ثلث اور نصف فرمایا حالانکہ یہ تینوں اعداد باہم مخالف ہیں اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح ظاہر ہوئے ہوں اور "قَالَ جَرِيرٌ"، سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی تین اشخاص نے اعمش سے روایت کی ہے اور لفظ "شکاری" اور لفظ شکری میں مخالفت کی ہے اور مفرد صیغہ ذکر کیا جمع ذکر نہیں کیا "، اسی جزء کے اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تہائی اور نصف ہو گے۔ یہ خطاب اس وقت موجود صحابہ کرام سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ حاضرین کو غائبین پر اور مردوں کو عورتوں پر غلبہ دے کر فرمایا اور یہ بابِ تغلیب سے ہے جیسے سورج اور چاند کو قمرین کہتے ہیں لیکن ابتداء اسلام سے قیامت تک ساری امت مرحومہ مراد ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ اس امت کے لوگ درجات اور کمالِ مراتب کے اعتبار سے تین جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت حق تعالیٰ کے مقربین کی ہے جو اس کے حضور خواص ہیں۔ دوسری متقی نیک اور علماء کی جماعت ہے اور تیسری جماعت عام مومنین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے اعتبار سے چوتھائی اہلِ جنت فرمائی ہو اور تہائی دوسری جماعت کے اعتبار سے اور نصف عام اہلِ اسلام کے لحاظ سے فرمایا ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہو گی۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں مخالفت پائی جاتی ہے۔ نیز یہ دونوں حدیثیں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ "، کے مخالف ہیں کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا جاتا ہے کہ قَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ سے مراد امت محمدی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا اہل جنت کا نصف ہونا جبکہ اس میں انبیاء کرام اور رسل عظام اور پہلی ساری امتیں ہیں اس کے مخالف نہیں کیونکہ اکثریت پہلی امتوں کے اعتبار سے ہے مجموعہ امتیں اور انبیاء کے اعتبار سے نہیں۔

نیز علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام امتوں کے مقربین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی امتوں کے سابق اور مقرب لوگ امت محمدی سے زیادہ ہوں اور اس امت کے پیروکار پہلی نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہو۔ لہٰذا حدیث اور آیت کریمہ میں بھی مخالفت نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

(حدیث ۳۱۳۲ کی شرح بھی دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۸ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ ابْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ ـــ

اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے روایت کیا اور عثمان بن ابی شیبہ جریر بن عبد الحمید سے اُنھوں نے منصور ابن معتمر سے اُنھوں نے ابو ہاشم سے اُنھوں نے ابو مجلز سے اس کا قول ذکر کیا (یعنی یہ ابو مجلز کا قول ہے اور اُس پر موقوف ہے) (حدیث ۳۷۱۷ کی شرح دیکھیں)

۴۴۲۸ـــ ترجمہ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں پہلا شخص ہوں جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے خصومت کے لئے دو زانو بیٹھے گا۔ قیس نے کہا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قیس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کے روز مبارزت کی (مقابلہ کیا) وہ علی، حمزہ اور عبیدہ اور شیبہ ابن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

۴۴۲۸ـــ شرح : پہلے تین مسلمان اور دوسرے تین کافر ہیں جو ان کے قریبی تھے۔ طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ اہل کتاب اور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حسن کے طریق سے بیان کیا کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد کے طریق سے روایت کی کہ یہ مومن اور کافر کا بعثت میں جھگڑا ہے۔ لیکن یہ کوئی منافات نہیں کیونکہ اگر کوئی آیت کریمہ کسی سبب نازل ہو تو اس قسم کے اور اسباب میں اس کا نازل ہونا ممتنع نہیں۔ (عینی)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِہٖ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ

۴۴۲۷ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْهَاشِمٍ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُقْسِمُ فِيْهَا اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِيْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ مِجْلَزٍ قَوْلَهٗ —

کی آئت ہے۔ اس جگہ سہوِ قلم سے لکھی گئی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۴۲۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کوئی آدمی مدینہ منورہ آتا اگر اس کی بیوی لڑکے کو جنم دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ اچھا دین ہے۔ اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے۔

۴۴۲۶ — شرح: "نُتِجَتْ"، صیغۂ مجہول ہے۔ کہا جاتا ہے: نُتِجَتِ النَّاقَةُ فَهِيَ مَنْتُوْجَةٌ جیسے کہا جاتا ہے: نُفِسَتِ الْمَرْءَةُ وَهِيَ مَنْفُوْسَةٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے دین میں جھگڑا کیا"

۴۴۲۷ — ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ آئت کریمہ "هٰذَانِ خَصْمَانِ الاٰیة"، یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے دین میں مخاصمت کی حمزہ اور ان کے دو ساتھیوں علی بن ابی طالب، عبیدہ بن حارث اور ان کے مقابل عُتبہ اور اس کے دو ساتھیوں شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس روز اُنھوں نے بدر کی جنگ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا

marfat.com
Marfat.com

کچھ دیں اور اُن کے دِل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سُود کھایا چوری کی وہ اس حال کے باعث اللہ سے ڈرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نماز روزے کیے اس کے باوجود وہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

قولہ ھَیْھَاتَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی بعید ،، سے تفسیر کی۔

قولہ وَاسْئَلِ الْعَادِّیْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَادِّیْنَ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا عادین ،، فرشتے ہیں ،، ثعلبی نے کہا یہ فرشتے وہ ہیں جو حفاظت پر مامور ہیں حساب وکتاب کے فرشتے ہیں ،، یعنی وہ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما۔

قولہ تَنْکِصُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَکُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ تَنْکِصُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تنکصون بمعنی تَسْتَاْخِرُوْنَ ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ اُلٹے قدم پھرتے ہیں ،،

قولہ لَنَاکِبُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاکِبُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ناکبون کی تفسیر عادِلُوْنَ سے کی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے پھرے ہوئے ہیں۔

قولہ کَالِحُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کَالِحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَابِسُوْنَ سے کی یعنی اُن کے چہروں کو آگ جلادے گی اور وہ اس میں بُرے چہروں والے ہوں گے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا آگ اسے جلادے گی اس کا اُوپر کا ہونٹ اُوپر کو چڑھ جائے گا اور سر کے درمیان چلا جائے گا اور اس کا نچلا ڈھیلا پڑ جائے گا اور ناف تک لٹک جائے گا۔

قولہ مِنْ سُلَالَةٍ اس سے اس آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد کے غیر یعنی ابو عبیدہ نے کہا سُلالہ وَلد ہے نُطفہ بھی سُلالہ ہے۔ عرب مرد کے نطفہ اور اس کے ولد کو سُلالہ اور سلیلہ کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سُلالہ کی تفسیر وَلَد سے کیسے صحیح ہے؟ کیونکہ انسان وَلَد سے نہیں بلکہ امر بالعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وَلَد سلالہ کی تفسیر نہیں بلکہ ولد مبتدا اور سُلالہ خبر ہے یعنی سلالہ وہ ہے جو کسی شئی سے باہر آئے جیسے ولد اور نطفہ انسان سے باہر آتے ہیں۔

قولہ وَالْجِنَّةُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِہٖ جِنَّةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی

marfat.com

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لَهَا سَابِقُوْنَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ خَائِفِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ فَسْئَلِ الْعَادِّيْنَ الْمَلَائِكَةَ لَنَاكِبُوْنَ لَعَادِلُوْنَ كَالِحُوْنَ عَابِسُوْنَ مِنْ سُلَالَةٍ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ

سُورۂ مؤمنین

یہ سورت مکی ہے اس کی آیات ۱۱۸ اور ایک سو اٹھارہ ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ سَبْعَ طَرَائِقَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ,, وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عیینہ نے سبع طرائق کی تفسیر سات آسمانوں سے کی ۔ سات آسمانوں کو سات طریق کہا کیونکہ یہ ایک دوسرے پر ہیں اور ہر ایک طریق ہے ۔ ہر وہ شئ جو دوسری شئ کے اوپر ہو عرب اس کو طریق کہتے ہیں۔ کہا گیا یہ فرشتوں کے راستے ہیں۔

قولہ لَهَا سَابِقُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر : سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ ،، سے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ازل میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں سعادت اور نیک بختی کر دی ہے اس لئے یہ نیک کاموں کے لئے جلدی کرتے ہیں ۔ قولہ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اس سے اس آیت کریمہ " وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور وَجِلَة کی تفسیر خائفین سے کی ،، اور وہ جو دیتے ہیں جو

marfat.com
Marfat.com

بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ سُمِّیَ قُرْاٰنًا وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ تَأْلِیْفُ بَعْضِہٖ اِلٰی بَعْضٍ فَاِذَا قَرَأْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ فَاِذَا جَمَعْنَاہُ وَاَلَّفْنَاہُ فَاتَّبِعْ

بادلوں کے درمیان سے نکلتی ہے ،، خَلَلٌ بارش کی جگہ اور وَدْقٌ بارش ہے۔

قولہ سَنَا بَرْقِہٖ ،، اس سے اس آئت کریمہ یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضیاء سے کی ،، یعنی اس کی شدت چمک نظروں کو لے جاتی ہے۔

قولہ مُذْعِنِیْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یُقَالُ سے یہ اشارہ کیا کہ مُسْتَخْذِی کو مُذْعِن کہتے ہیں۔ یعنی اگر ان کے لئے حق ہو تو وہ عاجزی کرتے ہوئے اس کی طرف آتے ہیں۔ جوہری نے کہا یہ سرع کے معنی میں ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے خَذَتِ النَّاقَۃُ تَخْذِی یعنی اونٹنی تیز دوڑی ،، مُذْعِنٌ اِذْعَان بمعنی اسراع سے ہے۔ زُجاج نے کہا اَذْعَنَ لِی بِحَقِّی ،، جو میں اس سے چاہتا تھا اس میں میری موافقت کی اور اس کی طرف تیز چلا ،،

قولہ اَشْتَاتًا ،، اس سے اس آئت کریمہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی تم پر اکٹھے اور علیحدہ علیحدہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اور شَتّٰی ، شَتَاتٌ اور شَتٌّ ہم معنی ہیں اور ان کا ماخذ ایک ہی ہے اگرچہ اشتات جمع اور شت مفرد ہے۔

قولہ قال ابن عباس ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَنْزَلْنٰھَا بَیَّنَّاھَا بمعنی فَرَضْنٰھَا ہے۔ اور ابن عباس کے غیر یعنی ابو عبیدہ نے کہا قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سورتیں جمع ہیں اور سورت کو سورت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورت سے جدا ہے۔ جب بعض کو دوسرے بعض کے ساتھ ملایا جائے تو اس کا نام قرآن ہے۔ سعد بن عیاض ثمالی نے کہا "مشکوٰۃ ،، بمعنی طاقچہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول : اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ،، یعنی اس آئت میں جمع اور قرآن کے معنی ترکیب دینا اور بعض کو بعض آیات کے ساتھ ملانا ہے۔

قولہ فَاِذَا قَرَءْنَاہُ ،، یعنی جب ہم اس کو جمع کر دیں اور ایک دوسرے سے جوڑ دیں تو اس کے مضمون کی پیروی کرو یعنی جو چیز اس میں جمع کی گئی ہے پس جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہ۔ کہا جاتا ہے اس کے شعر کا قرآن نہیں یعنی اس کے شعر کی تالیف نہیں۔ قرآن کو فرقان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے جس عورت کے پیٹ میں بچہ جمع نہ ہو سکے اس کو کہا جاتا ہے۔ مَا قَرَءَتْ بِسَلًا قَطُّ مادہ کے پیٹ میں ایک پردہ سا ہوتا ہے جس میں بچہ رکھا جاتا ہے اس کو سَلًا ،، کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قالَ سعد بن عیاض سے امام بخاری کے اس قول ،، فِیْ بَطْنِھَا وَلَدًا ،، تک قرآن کے معنی کا بیان ہے کہ وہ بمعنی جمع ہے۔

marfat.com

Marfat.com

سُوْرَةُ النُّوْرِ

مِنْ خِلَالِهِ مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ سَنَا بَرْقِهِ الضِّيَاءُ مُذْعِنِيْنَ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِىْ مُذْعِنٌ اَشْتَاتًا وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِىُّ اَلْمِشْكٰوةُ اَلْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّىَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِاَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِنَ الْاُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ

تفسیر میں کہا کہ جِنّہ اور جنون ایک ہی شئ ہیں۔

قولہ وَالْغُثَاءُ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَاءً ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر زبد سے کی اور وہ جھاگ ہے جو پانی پر اٹھتی ہے اور اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا قتادہ نے کہا غُثَاءً پرانی شئ ہے جو بوسیدہ ہوچکی ہو۔

سُورۂ نُور

ابوالعباس، مقاتل، عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ساری سورت مدنی ہے اس میں کسی کا اختلاف مذکور نہیں، اس کی چونسٹھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ مِنْ خِلَالِهٖ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهٖ کی طرف اشارہ کیا اور ،، مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ ،، سے اس کی تفسیر کی ،، یعنی تو بارش کو دیکھتا ہے کہ وہ گہرے

marfat.com
Marfat.com

الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عُوَیْمِرًا اَتٰی عَاصِمَ ابْنَ عَدِیٍّ وَکَانَ سَیِّدَ بَنِیْ عَجْلَانَ فَقَالَ کَیْفَ تَقُوْلُوْنَ فِیْ رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ کَیْفَ یَصْنَعُ سَلْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتٰی عَاصِمٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَکَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهٗ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِیْ حَتّٰی اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ کَیْفَ یَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِیْكَ وَفِیْ صَاحِبَتِكَ فَاَمَرَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمّٰی

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے سوا اُن کا کوئی گواہ نہ ہو! ‘‘

تو ان میں سے ایک کی گواہی یہ ہونی چاہیئے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں ‘‘

۴۴۲۹ —— ترجمہ : زُہری نے سہل بن سعد انصاری سے روایت کی کہ عُویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور وہ (انصار کے قبیلہ) بنی عجلان کے سردار تھے اور کہا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم قصاصاً اس کو

marfat.com
Marfat.com

قُرْاٰنَهٗ اَیْ مَا جُمِعَ فِیْهِ فَاعْمَلْ بِمَا اَمَرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَیُقَالُ لَیْسَ لِشِعْرِهٖ قُرْاٰنٌ اَیْ تَاْلِیْفٌ وَسُمِّیَ الْفُرْقَانَ لِاَنَّهٗ یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَیُقَالُ لِلْمَرْاَةِ مَا قَرَاَتْ سَلًی قَطُّ اَیْ لَمْ تَجْمَعْ فِیْ بَطْنِهَا وَلَدًا وَقَالَ فَرَّضْنَاهَا اَنْزَلْنَا فِیْهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَاَ فَرَضْنَاهَا یَقُوْلُ فَرَضْنَا عَلَیْكُمْ وَعَلٰی مَنْ بَعْدَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا لَمْ یَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ

۴۴۲۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا

قَالَ فَرَّضْنَاهَا ،، یعنی فَرَّضْنَاهَا بتشدید الرّاء کے معنیٰ یہ ہیں ہم نے قرآن میں مختلف فرائض اور واجبات نازل کئے اور جس نے فَرَضْنَا بتخفیف الرّاء پڑھا ہے وہ فرض بمعنیٰ قطع سے مشتق ہے۔ یعنی اللہ فرماتا ہے۔ ہم نے تم پر اور جو کوئی قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے سب پر فرض کیا ہے۔

قولہ اُولِی الْاِرْبَةِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں شعبی نے کہا اُولِی الْاِرْبَةِ ،، وہ آدمی ہیں جن کو کوئی حاجت نہیں ان میں شہوت نہیں اور وہ تمہارے تابع رہتے ہیں تاکہ تمہارا بچا ہوا طعام پائیں ان کو عورتوں کی حاجت نہیں اور نہ وہ ان کو چاہتے ہیں

قولہ اَوِالطِّفْلِ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَمْ یَدْرُوا الخ سے کی یعنی بچپن کی وجہ سے وہ عورتوں کی خواہش نہیں کرتے شعبی نے کہا طفل واحد اور جمع آتا ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ،، غیر اولی الاربۃ وہ ہیں جن کا مقصد صرف پیٹ ہے اور وہ احمق ہے۔ اس سے عورتوں کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ طاؤس نے کہا وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہیں (ان میں شہوت نہیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۹ — شرح : اس حدیث سے حضرات فقہاء کرام نے چند مسائل استنباط کئے ہیں۔ منجملہ ایک یہ کہ شریعت کا دار و مدار ظاہر حال پر ہے۔ اسرار کو خدا جانتا ہے۔ دوئم جس سوال میں کسی مسلمان کی بے عزتی ہوتی ہو وہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے اور نہ ہی اس کو پسند کرنا چاہیے۔ سوئم اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ فلاں شخص نے اس کی بیوی سے زناء کیا ہے اور اس کو قتل کردے جمہور علماء کہتے ہیں قاتل کو بطور قصاص قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر چار گواہ یہ کہہ دیں کہ اس نے زناء کیا تھا یا اس کے وارث اقرار کریں تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ جبکہ مقتول محصن ہو بعض شافعی کہتے ہیں۔ اگر کسی نے زانی محصن کو قتل کردیا تو اس پر قصاص نہیں، چہارم لعان مشروع ہے جیساکہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ : وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ " سے ظاہر ہے یہ لعان مرد سے حدِ قذف دور کرے گا اور عورت سے حدِ زناء دور کرے گا۔ پنجم یہ کہ لعان امام، قاضی اور لوگوں کے ہجوم میں ہونا چاہیے ششم صرف لعان کرنے سے بیوی خاوند میں تفریق نہ ہوگی بلکہ حاکم کے حکم سے فرقت ہوگی۔ امام ابوحنیفہ، امام احمد اور سفیان ثوری کا یہی مسلک ہے۔ کیونکہ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو مرد کو طلاق دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں جُدائی کر دی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ امام مالک، احمد، اسحاق کا بھی یہی مسلک ہے کہ نفس لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ پھر علماء میں یہ اختلاف ہے کہ متلاعنین (جنھوں نے لعان کیا ہے) کے درمیان تفریق فسخ ہوگا یا طلاق ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، امام محمد، ابراہیم نخعی اور سعید بن مسیب کے نزدیک یہ ایک طلاق ہوگی۔ امام مالک اور امام شافعی اس کو فسخ کہتے ہیں۔ ہفتم احکام میں شبہ کا اعتبار ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کا اعتبار کیا تھا، لیکن اس پر فیصلہ نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے اقویٰ دلیل موجود ہوتے ہوئے اس پر فیصلہ صحیح نہیں اسی لئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہ شبہ دیکھا تو ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کرو اور بچہ کا فیصلہ شبہ پر نہ کیا بلکہ فرمایا : اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ "، کیونکہ یہ شبہ سے قوی تر دلیل ہے اور قیافہ میں شبہ پر حکم کیا کیونکہ وہاں شبہ سے اقویٰ دلیل موجود نہ تھی "، ہشتم ملاعنہ عورت اور اس کے بچے میں وراثت ثابت ہے کیونکہ وہ اپنی والدہ کی طرف منسوب ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا "، امام احمد نے کہا جب اس بچے کی وارث صرف اس کی ماں ہو تو وہی اس کا عصبہ ہے اور اس کے سارے ترکہ کی وارث ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کی والدہ تنہا وارث ہو تو اس کا سارا ترکہ لے گی لیکن ایک تہائی فرض کے اعتبار سے باقی ترکہ اس پر رد ہو کر تقسیم ہوگا۔ نہم لعان کی شرط یہ ہے کہ بیوی خاوند میں ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ " وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ " اسی لئے جب کسی عورت سے نکاح فاسد کیا پھر عورت کو تہمت لگائی تو لعان نہیں کیونکہ اُن میں زوجیت نہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں جب قذف بچے کے

marfat.com
Marfat.com

اللهُ فِي كِتَابِهِ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا
فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ
عَظِيْمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ
عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ
عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ

قتل کردو گے وہ کیا کرے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو۔ عاصم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور پہلا کلام عرض کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالات کو اچھا نہیں جانتے تھے اور معیوب سمجھتے تھے۔ عویمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتیٰ کہ اس مسئلہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں گا پس عویمر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے کیا اس کو قتل کردے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ (اسے قتل نہ کرے) کیا کرے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں آیت نازل کی ہے اور اُن دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا جو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے پس عویمر اپنی بیوی سے لعان کیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا ہے اور اس کو طلاق دے دی پھر ان کے بعد یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ جاری ہُوا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو! اگر اُس نے سیاہ فام بچہ کو جنم دیا جو سیاہ آنکھوں والا بڑے بڑے سرینوں والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میرا خیال ہے عویمر نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ اور اگر اس نے سرخ بچہ کو جنم دیا گویا کہ وہ سام ابرص ہے تو میں عویمر کو بھی خیال کروں گا کہ اس نے اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولا ہے۔ پس اس عورت نے اسی صفت والے بچہ کو جنم دیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کی تصدیق کے متعلق فرمایا تھا۔ اس کے بعد وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتا تھا۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ،

۴۴۳۰ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا (اگر وہ اس کو قتل نہ کرے) وہ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا جو قرآن کریم میں لعان ذکر کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اور تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ راوی نے کہا پھر ان دونوں نے لعان کیا (ایک دوسرے پر لعنت کی) اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اس نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا۔ پھر یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کر دی جائے (واقعہ یہ ہے) وہ عورت حاملہ تھی اس کے شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا وہ عورت کا بیٹا رہا اس کے نام پر پکارا جاتا تھا۔ پھر وراثت میں یہی طریقہ جاری ہوا کہ وہ اس عورت کا وارث ہوتا اور عورت اس بچے کی وارث ہوتی جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حصۂ وراثت مقرر کیا ہے۔

۴۴۳۱ — ترجمہ: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ملاعنہ نفی ولد سے بھی ہوتا ہے جیسے زنا کی تہمت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی قاضی دونوں کے درمیان لعان کرائے گا اور بچے کو اس کی ماں سے لاحق کر دے۔ امام مالک، ابوعبیدہ اور ایک روایت کے مطابق امام ابویوسف کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف سے مشہور روایت کے مطابق اور امام محمد، امام احمد اور زفر رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اگر شوہر بچے کی نفی کرے تو اس صورت میں ملاعنہ نہ ہوگا۔ وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان دونوں میں لعان قذف سے تھا حمل کے انکار سے نہ تھا جیساکہ حدیث کی ابتداء سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز غالباً حمل متشخص شئ نہیں کہ اس کی نفی سے قذف لازم آجائے کیونکہ حمل وہمی شئ ہے جس کا توہم کر لیا گیا ہے یہ لعان کو واجب نہیں کرتا۔ تمام علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اس بچے اور اصحاب فروض یعنی جن کی وراثت کے حصے مقرر ہیں اور وہ ماں کی طرف سے وراثت کے مستحق ہیں ان میں وراثت جاری ہوگی۔ لہٰذا ماں کی طرف سے جو اس کے بھائی بہنیں اور نانیاں وغیرہ ہیں ان میں حسب قانون وراثت تقسیم ترکہ ہوگی۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ،

۴۴۳۰ـ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِمَا مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَأَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا

انکار کے باعث ہو تو لعان کریں گے۔ اسی طرح اگر بیوی کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیں پھر اس کو زناء کی تہمت لگائی تو لعان واجب نہیں۔ اگر رجعی طلاق دے کر تہمت لگائی تو لعان واجب ہے۔ اگر بیوی کی موت کے بعد تہمت لگائی تو احناف کے نزدیک لعان نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں اس کی قبر پر لعان کرے گا۔ دہم لعان کے ساتھ مرد سے حدِ قذف ساقط ہے۔ یازدہم لعان کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ بیّنہ قائم نہ کر سکے۔ دوازدہم لعان کی شرط یہ ہے کہ عورت زناء کا انکار کرے اگر وہ زناء کا اقرار کرلے تو لعان واجب نہیں بلکہ حدِ زناء واجب اور وہ رجم ہے اگر وہ شادی شدہ ہے ورنہ سو کوڑے ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پانچویں گواہی یہ دے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو!،

marfat.com
Marfat.com

الصَّادِقِيْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجَآءَ هِلَالٌ
فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَ كُمَا
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ
وَقَفُوْهَا وَقَالُوْا إِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا
أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوْهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهٖ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ
الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا
شَانٌ

پھر ہلال آیا اور پانچ بار گواہی دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے؟ پھر عورت کھڑی ہوئی اور چار بار گواہی دی جب پانچویں بار ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا پانچویں بار کہنا غضب کو واجب کر دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ عورت کچھ رکی حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ گواہی سے رجوع کرے گی پھر اس نے کہا آج میں اپنی قوم کو رسوا نہ کروں گی اور لعان کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دیکھتے رہو اگر اس نے سیاہ آنکھوں والے موٹے سرینوں والے اور موٹی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی بچے کو جنم دیا (جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا حکم نہ ہوتا (لعان) تو میری اور اس عورت کی کچھ شان ہوتی (میں اس کو رجم کرتا)

۴۴۳۲ — شرح: یعنی اس بچے اور زانی میں پوری مشابہت پائی گئی ہے۔ اگر شریعت اس عورت سے رجم ساقط نہ کرتی تو میں اس کو ضرور رجم کرتا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محض مشابہت سے رجم کرنا جائز ہے۔ حالانکہ علماء کہتے ہیں کہ چار گواہوں کی گواہی کے ثابت ہونے یا عورت کے چار مجالس میں چار بار اقرار کرنے سے رجم کیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کو کوئی اور حدیث ملی ہوگی اور انہیں یہ قول نہ پہنچا ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۳۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ اَوْحَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا عَلٰی امْرَأَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةُ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتّٰى بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "عورت کا چار بار گواہی دینا کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اس سے حد دفع کریگا"

۴۴۳۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا تیری پشت پر حد قائم ہوگی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "جب ہم سے کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حدِ قذف قائم ہوگی۔ ہلال نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ وہ آیت ضرور نازل کرے گا جو میری پشت کو حد کے قائم ہونے سے بچائے گی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیات نازل کیں: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ" تا "اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ" تک پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس عورت کو پیغام بھیجا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اَفَّاكٌ كَذَّابٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر آپ نے عورت کے حق میں بچہ کا فیصلہ کردیا (کہ یہ عورت کا ہے) اور دونوں کے درمیان تفریق کردی۔

۴۴۳۴ — شرح : یہ شخص عجلانی ہے جس نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا کہ مجرد لعان سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بلکہ حاکم کا حکم ضروری ہے اور یہ ان پر بیّن حجت ہے جو کہتے ہیں کہ محض لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جن لوگوں نے جھوٹ بولا وہ تم میں سے ایک گروہ ہے اسے اپنے لئے بُرا

گمان نہ کرو ! بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کو اپنے گناہ کے مطابق سزا ملے گی۔ اُن میں سے جس نے یہ بیڑا اُٹھایا ہے اس کو عظیم عذاب ہوگا ،، اَفَّاک بمعنی کذّاب ہے ،،

تفسیر : یہ گروہ ان افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین تھا یہ دراصل کافر تھا اور خوفزدہ ہوکر کلمۂ اسلام پڑھتا تھا ظاہری اعتبار سے اس کو مسلمانوں میں سے شمار کیا ہے۔ دُوسرے یزید بن رفاعہ تیسرے حسان بن ثابت یہ مشہور شاعر ہے چوتھے مسطح جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقرباء میں سے تھا پانچویں حمنہ بنت جحش جو ام المؤمنین زینب بنت جحش کی ہمشیرہ ہیں ،، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کا بہتان لگانا تمہارے لئے بہتر ہے بُرا نہیں کیونکہ اس کے ضمن میں شرف و فضیلت کا اظہار ہے کہ تمہاری پاکدامنی میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ یہ خطاب

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ

۴۴۳۳ — حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيَ الْقٰسِمُ ابْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا رَمٰى امْرَأَتَهٗ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فِىْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللّٰهُ ثُمَّ قَضٰى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

آیتِ لعان کے نزول کے سبب میں اختلاف کیا گیا ہے کہ یہ عُوَیمر کے تہمت لگانے کے سبب یا ہلال بن امیّہ کے قذف کے سبب نازل ہوئی ہے۔ بعض مفسرین نے کہا عویمر عجلانی کے سبب لعان کی آیت نازل ہوئی۔ انھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کا سبب ہلال بن امیّہ کا واقعہ ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں لعان کیا۔ داؤدی نے کہا ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک ہی وقت میں ہوں اور دونوں کے متعلق قرآن نازل ہوا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شاید دونوں نے قریب قریب وقت میں سوال کیا ہو اور آیت دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہو اور ہلال بن امیّہ نے پہلے لعان کیا ہو لہٰذا دونوں اس کا مصداق ہو سکتے ہیں (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "پانچویں گواہی یہ کہ اگر اس کا شوہر سچا ہو تو عورت پر اللہ کا غضب ہو"

۴۴۳۳ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی اور اس کے بچے کا انکار کر دیا (کہ یہ بچہ میرا نہیں) یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ
الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ
وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ
الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا
فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَأَنَا
وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا
بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي
فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي

اور عُبید اللہ بن عبد اللہ بن عُتبہ بن مسعود" رضی اللہ عنہم" نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی جس وقت بہتان لگانے والوں نے ان کے متعلق جو کچھ بھی کہا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بہتان سے بری کر دیا۔ ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور ان میں سے بعض کی حدیث دوسرے بعض کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے زیادہ ضبط کرنے والے ہیں جو مجھے عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی وہ یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے تھے۔ جس کا نام نکلتا اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان میں ایک غزوہ میں قرعہ اندازی کی تو میرا حصہ نکلا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی جبکہ پردہ نازل ہو چکا تھا اور میں ہودج میں اٹھائی جاتی تھی۔ اور اسی میں اُتاری جاتی تھی ہم چلتے رہے حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہو کر

marfat.com
Marfat.com

۴۴۳۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّہْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ قَالَتْ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اُبَیٍّ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَّا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِھٰذَا سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ لَوْلَا جَآءُوْا عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ

۴۴۳۵ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَعَلْقَمَۃُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق، عائشہ صدیقہ اور صفوان بن معطل کو ہے" رضی اللہ تعالیٰ عنہم" اور ہر ایک آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا کی برآءت کرنے، اہل بیت کی پاکیزگی بیان کرنے اور جھوٹوں کے لئے وعید میں مستقل نازل ہوئی ہے۔

۴۴۳۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ" سے مراد عبداللہ بن اُبیّ بن سلول ہے۔ (سلول اس منافق کی ماں ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہ ہو جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا،، اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں"

۴۴۳۵ ـــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص

marfat.com
Marfat.com

بِي الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوْغِرِيْنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا نَقِهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا

کا قصد کیا جہاں میں ٹھہری ہوئی تھی اور یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب مجھے گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے۔ ایک وقت میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ نے مجھ پر غلبہ کیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن مُعَطّل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے اندھیرے میں آ رہے تھے اور صبح کے وقت میرے ٹھہرنے کی جگہ پر پہنچے اُنھوں نے سونے والے شخص کو دیکھا تو میرے پاس آئے اور جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا۔ کیونکہ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھا کرتے تھے جب اُنھوں نے مجھے پہچانا تو "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کہا تو میں بیدار ہو گئی اور کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا بخدا! اُس نے ایک کلمہ بھی مجھ سے بات نہ کی اور نہ ہی میں نے اُن کے اِنَّا لِلّٰہِ الخ کے بغیر اُن سے کوئی کلمہ سُنا حتّٰی کہ اُس نے اپنی سواری کو بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں پر اپنا قدم رکھا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ میری سواری کو ہانکتے ہوئے چل پڑے اور جس نے اس بہتان کا بیڑا اُٹھایا تھا وہ عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ ہم مدینہ منورہ آئے تو میں بیمار ہو گئی حتی کہ ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی باتوں میں مشغول تھے اور میں اس سے کچھ نہ جانتی تھی حالانکہ مجھے بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مہربانی نہ پاتی تھی جو آپ سے اس وقت دیکھا کرتی تھی جب میں بیمار ہُوا کرتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر فرماتے کیسے حال ہے؟ پھر واپس چلے جاتے۔ پس یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی تھی اور مجھے شرارت کا کچھ علم نہ تھا۔ حتی کہ میں بیماری کے بعد باہر نکلی تو میرے ساتھ اُمّ مِسْطَح کھلے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے رفع حاجت کا وسیع میدان تھا ہم رات کے وقت دوسری رات تک باہر نکلتے تھے اور رفع حاجت کے لئے

marfat.com
Marfat.com

اِبْتِغَاؤُهُ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ
عَلٰى بَعِيْرِيَ الَّذِيْ كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ اَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَاءُ
اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ اِنَّمَا نَاْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ
يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ
فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ فَاَمَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ وَ
ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ
غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ
مِنْ وَّرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّلَجَ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَاَتَانِيْ
فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ
عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِيْ كَلِمَةً وَّلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً
غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ حَتّٰى اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ

واپس ہُوئے اور مدینہ منورہ کے قریب آئے ایک رات کوچ کرنے کا اعلان کیا تو میں کوچ کے اعلان کے وقت اُٹھی اور چلتی ہُوئی لشکر سے گزر گئی ۔ جب میں نے رفعِ حاجت کرلی تو اپنے ہودج کے پاس آئی میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا موتیوں کا ہار گر گیا ہے میں ہار کی تلاش میں رہی اور اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا اور جو لوگ میرا ہودج اُٹھایا کرتے تھے وہ آئے اور میرا ہودج اُٹھا کر اسے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی اور وہ یہ خیال کرتے رہے کہ میں ہودج میں ہوں اور حال یہ تھا کہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی تھیں ان کو گوشت نے بھارا نہیں کیا تھا وہ بہت کم طعام کھاتی تھیں ۔ ہودج اٹھانے والوں نے ہودج کے ہلکہ ہونے کا خیال نہ کیا جبکہ اس کو اُٹھایا ۔ میں چھوٹی عمر کی لڑکی تھی ۔ انھوں نے اونٹ کو اُٹھایا اور چل پڑے لشکر کے چلے جانے کے بعد میں ان کے مقام میں آئی جبکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا ۔ میں اپنی جگہ

marfat.com
Marfat.com

رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ فَوَاللهِ لَقَلَّ مَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَهْلَكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ

ماں لوگ کیا باتیں کرتے ہیں۔ اس نے کہا اے پیاری بیٹی! اپنے لئے آسانی کرو غم نہ کرو۔ خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت عورت مرد کے پاس ہو۔ جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں مگر وہ اس پر بہت باتیں کرتی رہتی ہیں۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں ساری رات روتی رہی حتیٰ کہ صبح ہوگئی میرے آنسو نہ رُکتے تھے اور نہ میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا تھا (روتی رہی) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اُسامہ بن زید کو بُلایا جبکہ وحی نے اس معاملہ میں دیر کی " آپ اُن دونوں سے اپنی بیوی کے فراق میں مشورہ لے رہے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اُسامہ بن زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی مشورہ دیا جو وہ آپ کے اہل کی براءت کے متعلق جانتے تھے اور جو اپنے آپ میں اہلِ بیت سے محبت جانتے تھے۔ اُسامہ نے

marfat.com

Marfat.com

اِلَى لَيْلٍ وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا وَ اَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِى التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَاَذّٰى بِالْكُنُفِ اَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَ اُمُّ مِسْطَحٍ وَهِىَ ابْنَةُ اَبِىْ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَ اُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَ ابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِىْ قَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَاْنِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِىْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ اَىْ هَنْتَاهُ اَوَلَمْ تَسْمَعِىْ مَا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَاَخْبَرَتْنِىْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِىْ فَلَمَّا

باہر جانا اس سے پہلے تھا کہ ہم گھروں کے پاس بیت الخلاء بنائیں۔ رفع حاجت کے لئے جنگل کی طرف جانے میں ہمارا طریقہ پہلے عربوں کا طریقہ تھا۔ (کہ رات کے وقت عورتیں رفع حاجت کے لئے باہر جنگل میں جایا کرتی تھیں) اور گھروں میں بیت الخلاء سے ہمیں اذیت پہنچتی تھی۔ پس میں اور مسطح کی والدہ باہر گئیں وہ ابورہم ابن عبد مناف کی بیٹی ہے۔ اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اس کا بیٹا مسطح بن اُثاثہ ہے پس میں اور مسطح کی ماں اپنے گھر کی طرف آئیں جبکہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکی تھیں ام مسطح اپنی چادر میں پھسل پڑی اور کہنے لگی مسطح مر جائے میں نے اُسے کہا تو نے بُرا کہا ہے کیا تو ایسے آدمی کو گالی دیتی ہے جو جنگِ بدر میں حاضر تھا۔ اُس نے کہا اے فلاں کیا تو نے سُنا نہیں جو مسطح نے کہا ہے۔ راوی نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا اس نے کیا کہا ہے۔ اُس نے بہتان سازوں کی ساری کہانی بیان کر دی ام المؤمنین نے فرمایا میری بیماری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ میں والدین کے پاس جاؤں۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ میں والدین کے پاس آئی اور اپنی والدہ سے کہا اے میری

marfat.com
Marfat.com

الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا
اَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا
صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا
تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهٖ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ
ابْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ
فَثَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ
حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَمَكَثْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ
بِنَوْمٍ قَالَتْ فَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ
بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ يَظُنَّانِ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا

سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس شخص سے میں بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں اگر وہ ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کے حکم کو پورا کریں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں اُنھوں نے کہا حالانکہ اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھا، لیکن اس کو قومی غیرت نے اُبھارا اُس نے سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کرسکے گا اور نہ ہی تو اس کو قتل کرنے پہ قدرت رکھتا ہے۔ پھر اُسید بن حضیر کھڑا ہوا وہ سعد بن معاذ کے چچا کا بیٹا ہے اُس نے سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے پس دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اُٹھے حتیٰ کہ اُنھوں نے قصد کرلیا کہ باہم لڑ پڑیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ آپ ان کو خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چُپ ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ دن اس حال میں گذارا کہ میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی میں نے آنکھوں میں نیند کا سرمہ ڈالا (بیدار رہی) ام المؤمنین نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ
الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ
فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ بَرِيْرَةُ وَالَّذِيْ
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ
حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ السَّلُوْلِ
قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ
مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ
مِنْ أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ
يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَإِنْ كَانَ مِنْ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کی بیوی ہے۔ ہم اُن کے متعلق بھلائی ہی جانتے ہیں اور علی المرتضیٰ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہ کرے گا۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ آپ بریرہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ ام المومنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بُلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کوئی چیز دیکھی ہے جس سے تجھے کوئی شک و شبہ ہوتا ہو۔ بریرہ نے کہا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے عائشہ پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اس پر معیوب دیکھوں اس سے زیادہ کہ وہ لڑکی کمسن ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو رہتی ہے پس گھریلو بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اہلبیت کے حق میں اذیت پہنچی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنے اہل میں سوا بھلائی کے کچھ نہیں جانا اور اس تہمت میں جس مرد کو ذکر کیا ہے۔ اس میں میں نے سوا بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی آیا کرتا تھا۔ پس

marfat.com
Marfat.com

وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي بِذٰلِكَ وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ

ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کر لیا تو میرے آنسو رک گئے حتیٰ کہ میں ایک قطرہ آنسو محسوس نہ کرتی تھی۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ارشاد کا جواب دیں اُنہوں نے کہا بخدا! میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عرض کروں پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو اُنھوں نے بھی یہی کہا بخدا! میں نہیں جانتی ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پس میں نے کہا حالانکہ میں کمسن لڑکی تھی۔ میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔ اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا ہے کہ تم نے یہ بات سُنی ہے حتیٰ کہ یہ بات تمہارے دلوں میں بیٹھ گئی ہے۔ اور تُم نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں اس بات سے بریٔ الزمہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بریٔ الذمہ ہوں تو تم اس میں میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر تمہارے پاس کسی) بات کا اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس بات سے بریٔ ہوں تو تم مجھے سچی کہو گے خدا کی قسم! میں نے اپنے اور تمہارے لئے یوسف علیہ السّلام کے والد کے کلام کے سوا کچھ نہیں پایا اُنھوں نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ ،، جب اُنھوں نے کہا صبر اچھا ہے تمہاری باتوں پر اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے پہلو پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بریٔ ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برات ظاہر کرے گا، لیکن اللہ کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جو پڑھی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کمزور تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے گا جس کی تلاوت ہوتی رہے گی ،، لیکن میں یہ اُمید رکھتی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تہمت سے بریٔ کرے گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

جَالِسَانِ عِنْدِی وَاَنَا اَبْكِی فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَیَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِی مَعِی قَالَتْ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ یَجْلِسْ عِنْدِی مُنْذُ قِیْلَ لِی مَا قِیْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا یُوْحٰی اِلَیْهِ فِی شَأْنِی قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَةُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِی عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِیْئَةً فَسَیُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰهَ وَتُوْبِی اِلَیْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ اِلَی اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِی حَتّٰی مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِاَبِی اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا قَالَ قَالَ

صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے اور میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ تو میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا اور نہ ہی میرے آنسو رکتے تھے۔ میرے والدین گمان کرتے تھے کہ میرا رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی مجھ سے اجازت طلب کی میں نے اُسے اجازت دے دی وہ بیٹھ کر میرے پاس رونے لگی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ ہم اسی حال میں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام فرمایا پھر بیٹھ گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس سے پہلے جب سے یہ قیل قال ہو رہی تھی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے مہینہ بھر گزر گیا میرے بارے میں آپ پر وحی نہ آئی تھی۔ ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھا یعنی "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ"، کہا پھر فرمایا اما بعد! اے عائشہ تمہاری طرف سے مجھے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور توبہ کرو کیونکہ جب انسان اپنے گناہ کا اعتراف کرلے پھر تائب ہو جائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ أَبُوبَكْرٍ بَلَى وَاللهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ وَرَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ

فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں یہ نازل کیا تو ابوبکر صدیق نے کہا جبکہ وہ مسطح بن اثاثہ پر قرابت اور فقر کے باعث خرچ کیا کرتے تھے۔ بخدا! میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا یہ اس کے بعد کہا جو مسطح نے عائشہ کے بارے میں کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "لَا يَأْتَلِ أُولِي الْفَضْلِ مِنْكُمْ الاٰية" دُنیاوی اسباب میں زیادتی اور فراخی والے قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے قریب والوں اور مساکین اور مہاجرین پر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں گے وہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے اللہ غفور رحیم ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں اِس سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور مسطح پر خرچہ شروع کردیا جو اس پر خرچ کیا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا واللہ! میں مسطح سے کبھی بھی خرچہ نہیں روکوں گا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے واقعہ کے متعلق پوچھا کرتے تھے کہ اے زینب تونے کیا جانا یا دیکھا ہے تو وہ کہتیں یارسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں اپنے کان کی حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے یہ سُنا ہے اور نہ سُنا ہو اور اپنی آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے دیکھا ہے اور نہ دیکھا ہو۔ میں نے عائشہ سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہی زینب ہے

marfat.com
Marfat.com

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ قَالَتْ
وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ
اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَاْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ
يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ
الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ
شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلُ
كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاكِ فَقَالَتْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلَيْهِ قَالَتْ
فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا
بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمُ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَاءَتِيْ

اس مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور نہ ہی اہلبیت سے کوئی باہر نکلا تھا حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ کو اس چیز نے پکڑا جو نزولِ وحی کے وقت آپ کو شدت پکڑا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ پر نازل شدہ قول کی گرانی اور بوجھ کے باعث سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے ٹپکتے تھے۔ ام المومنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجھ دُور ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا ہے ام المؤمنین نے فرمایا میری والدہ نے مجھے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھ کر جائیں (آپ کا شکریہ ادا کریں) میں نے کہا بخدا! میں تو آپ کی طرف اٹھ کر نہ جاؤں گی میں تو اپنے رب کا شکر ادا کروں گی (آپ نے از رُوئے ناز یہ فرمایا) ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا ،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے

marfat.com
Marfat.com

تو اس سے کہیں زیادہ آلودگی سے کیونکر خبردار نہ کرے گا۔ بخاری کی روائت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ پر تنگی نہیں کرتا عائشہ کے سوا اور عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام ام المؤمنین کے خلاف ہرگز نہیں اور نہ ہی آپ نے اس سے ام المؤمنین کے فراق کا ارادہ کیا تھا بلکہ آپ نے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت غم واندوہ میں دیکھا جو منافقوں کے بہتان سے ہُوا تھا تو اُنھوں نے اس صورت میں تسلی و اطمینان کی وجہ اختیار کی اور یہ عرض کیا تھا۔ بعض کوتاہ بینوں نے کچھ اور سمجھ لیا کہ حضرت علی نے یہ اس لیئے کہا تھا کہ آپ کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے عناد تھا (معاذ اللہ) کاملانِ اہل اسلام سے ناممکن ہے کہ ان کے قلوب میں ایسا تخیل ہو جس کو عام سنجیدہ انسان بھی تصور میں جگہ نہیں دیتے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بریرہ سے دریافت فرمائیں وہ آپ سے سچ کہے گی کیونکہ عورتیں ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتی ہیں۔ بریرہ سے پوچھا تو اُس نے کہا وہ کمسن لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری آٹا کھا جاتی ہے ایسی بچی کو ایسے عظیم غلیظ کردار سے کیا واسطہ اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق سے بھیجا ہے میں نے عائشہ میں کوئی عیب نہیں دیکھا ہے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا: یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ یَعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ، قولہ من یعذرنی اس کے معنی ہیں من یقوم بعذری اس امر میں میری کون مدد کرے گا۔ عذیر کے معنی ناصر ہیں۔

قولہ فقام سعد بن معاذ آہ سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مدد کروں گا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی عیاض نے اس روائت میں اشکال کیا ہے کہ یہ قضیۂ غزوۂ مریسیع میں ظہور پذیر ہُوا اور یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے حالانکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے تھے جبکہ غزوۂ خندق چار ہجری میں ہُوا تھا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ یہاں سعد کا نام ذکر کرنا راوی کا وہم ہے جس نے یہ کہا ہے وُہ اُسید بن حضیر کے بھائی کی اولاد سے ہے۔ بعض نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ غزوۂ مریسیع پانچ ہجری میں ہُوا ہے۔ اور غزوۂ خندق اس کے بعد ہُوا ہے۔ واقدی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غزوۂ خندق چار ہجری میں ہُوا ہے اور کہا کہ غزوہ مریسیع، غزوہ بنی مصطلق ہی ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ یہ چھ ہجری میں ہُوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا چار ہجری میں ہُوا تحقیق یہی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے، چنانچہ مغازی میں مذکور ہے کہ پانچ ہجری میں ہُوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افک کا واقعہ غزوۂ مریسیع میں ہُوا۔ لہٰذا امام کے قول کے مطابق یہ اشکال باقی رہتا ہے۔

قولہ رَجُلًا صَالِحًا، یعنی سعد بن عبادہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو خاندانی غیرت نے برانگیختہ کر دیا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سعد کی صلاح کی نفی فرماتی ہیں گمان یہ ہے کہ اس کے بعد سعد نے توبہ کر لی تھی اور کیئے پر پشیمان ہُوئے تھے۔ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ کامل صلاح کی نفی مراد ہے۔ جیسا کہ واقدی نے روائت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! کتاب الشہادت میں حدیث الافک کی واضح تشریح مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

الَّتِیْ کَانَتْ تُسَامِیْنِیْ مِنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَعَصَمَہَا بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ اُخْتُہَا حَمْنَۃُ تُحَارِبُ لَہَا فَہَلَکَتْ فِیْمَنْ ہَلَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْاِفْکِ

جو مجھ پر ارتفاع شان اور بلندی مقام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عزت کی خواہش کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کے باعث بچایا اور اس کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش اپنی بہن کے لئے جھگڑا کرتی رہی اور بہتان باندھنے والوں میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگئی ،،

۴۴۳۵ شرح : ابوذر کے نزدیک پہلی آئت کریمہ اسی طرح ہے ‹‹ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا ۔ اَلْکَاذِبُوْنَ تک۔ ابوذر کے غیر کی روائت میں ہے لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِھٰذَا ›› بیان مسلمانوں کو خطاب ہے جو اس بہتان میں شریک تھے۔ یعنی جب تم نے منافقوں سے سُنا تھا تو کیوں نہیں کہا ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ہم ایسی باتیں کریں بعض علماء نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے یہ گمان کیوں نہیں کیا جو کسی مرد کے متعلق گمان کیا جاتا ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پاس تنہائی میں بیٹھا ہو یا کوئی عورت جو اپنے بیٹے کے پاس تنہائی میں ہو کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں ان کے ساتھ خلوت میں وہی گمان کیا جانا واجب ہے جو ماں بیٹے کی خلوت کے وقت گمان کرتی ہے ‹‹ سُبْحَانَکَ ›› تعجب کے لئے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں تو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں یہ تو بہتانِ عظیم ہے اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور اس پر وہ چار گواہ کیوں نہیں لائے جب وہ گواہ نہیں لا سکتے ہیں تو اللہ کے نزدیک ظاہر باطن میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ بظاہر گواہ لاتے تو ظاہر حکم میں جھوٹے نہ ہوتے اور باطن میں تو یہ جھوٹے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بیویوں پر یہ صورت ممتنع اور محال ہے اور جب گواہ نہیں لائے تو ظاہر میں بھی جھوٹے ہیں ،،

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی تفتیش میں حضرات صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے استفسار فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں میں نجاست پیوست ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ نجاست آلود مکھی آپ کے جسم پاک کے ساتھ ملے جو اس سے زیادہ نجس حال پر مشتمل ہو یہ ناممکن ہے کہ آپ کے حرم کے متعلق ایسی نجس حالت کا تصور ہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ اٹھا لیا ہے۔ تاکہ کہیں غلاظت پر نہ پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کی اس قدر حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرم پاک کی ایسی غلاظت سے کیوں حفاظت نہ کرے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاؤں اقدس کی جوڑے پاک میں آلودگی ہو تو اللہ تعالیٰ جبرائیل بھیج کر آپ کو خبردار کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اِلَى الْوِزْرِ

۴۴۳۷ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

ام رومان کی وفات کا راوی علی بن زید بن جدعان ہے اور وہ ضعیف ہے۔ درست یہ ہے کہ ام رومان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت مدت بقیدِ حیات رہیں اور مسروق نے اُن سے یہ حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں سُنی تھی۔

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دُوسرے سے سُن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے"

۴۴۳۷ ــ ترجمہ: ابن جریج نے بیان کیا کہ ابن ابی مُلیکہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سُنا وہ پڑھتی تھیں:

"اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ"

۴۴۳۷ ــ شرح: یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا "تَلِقُوْنَهٗ" میں تخفیفِ قاف پڑھتی تھیں اور یہ "وَلَقَ يَلِقُ" سے ماخوذ ہے جب کوئی شخص جھوٹ بولے تو کہا جاتا ہے "وَلَقَ الرَّجُلُ" اس آدمی نے جھوٹ بولا"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَلَقَّوْنَهٗ يَرْوِيْهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ تُفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ

۴۴۳۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ اُمِّ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس میں تمہیں بڑا عذاب پہنچتا" مجاہد نے کہا تم میں سے بعض دوسرے بعض سے اس طرح روائت کرتے تھے کہ جب کوئی مرد دوسرے مرد سے ملاقات کرتا تو افک کی باتیں کرتے " تُفِيْضُوْنَ بمعنی تَقُوْلُوْنَ ہے۔ یہ کلمہ سورۂ یونس میں ہے اور " اَفَضْتُمْ کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے "

۴۴۳۶ ـ **ترجمہ**: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُمِّ رُومان سے روائت ہے انھوں نے کہا جب عائشہ کو تہمت لگائی گئی تو وہ غشی سے گر پڑیں

۴۴۳۶ ـ **شرح**: یعنی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو وہ اس کے سنتے ہی بے ہوش ہوکر زمین پر گر گئیں۔ خطیب نے اس حدیث پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی کہ ام رومان سے مسروق نے سماعت نہیں کی کیونکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں وفات پاگئی تھیں۔ اس وقت مسروق کی عمر صرف چھ برس تھی پس ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے شیخ ابن حجر نے مقدمہ میں جواب دیا کہ بخاری نے صحیح کہا ہے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

۴۴۳۹ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
اِسْتَاْذَنَ عَلٰی عَائِشَةَ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ نِسْيًا مَنْسِيًّا

بَابٌ قَوْلُهٗ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ اَبَدًا

۴۴۴۰ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ اَبِي الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ

بزرگ مسلمانوں میں سے ہیں فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو! ابن عباس نے کہا (اے ام المؤمنین) اپنے آپ کو کس حال میں پاتی ہو۔ فرمایا اگر میں اہل تقویٰ سے ہوں تو خیر ہے۔ ابن عباس نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ آپ خیر سے ہیں (آپ کی عاقبت بخیر ہے) آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں آپ نے تمہارے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا عذر آسمان سے نازل کیا (جبکہ منافقوں نے تہمت لگائی تھی)۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عباس کے چلے جانے کے بعد عبداللہ ابن زبیر آئے تو مائی صاحبہ نے فرمایا ابن عباس آئے تھے اُنھوں نے میری مدح وثناء کی میں خواہش کرتی ہوں کہ میں اس وقت نیست ونابود ہوتی (تاکہ وہ میری تعریف نہ کرتے)

۴۴۳۹ـــ ترجمہ: قاسم نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور پہلے طرح بیان کیا، لیکن نسیا منسیا،، ذکر نہیں کیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو"

۴۴۴۰ـــ شرح: مسروق سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

۴۴۳۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَاْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوْبَةٌ قَالَتْ اَخْشٰى اَنْ يُّثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيْلَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُّجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ ائْذَنُوْا لَهٗ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ اِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَاَنْتِ بِخَيْرٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهٗ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُّ اَنِّيْ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہ ہُوا جب تم نے اسے سُنا تھا کہ مُسلمان مردوں اور مُسلمان عورتوں نے اپنوں پر۔ نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا گمان ہے ''

۴۴۳۸ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا انھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پہلے اُن سے اجازت طلب کی جبکہ وہ موت میں مغلوب تھیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ ابن عباس میری مدح وثنا کرے گا (اس کے باعث ابن عباس کو اجازت دینے میں تاخیر کی)، آپ سے کہا گیا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور

marfat.com
Marfat.com

وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ، قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ وَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھے۔ ام المؤمنین عفیفہ پاک دامن ہے، عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی جو بُرے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عفائف عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں (وہ کسی عورت کی غیبت نہیں کرتی ہے) ام المؤمنین نے فرمایا لیکن تم تو ایسے نہیں ہو۔ مسروق نے کہا میں نے کہا ایسے شخص کو اپنے پاس آنے سے چھوڑیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آئت نازل کی ہے۔ وہ شخص جس نے اُن میں سے سب سے بڑا حصّہ لیا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے " ام المؤمنین نے فرمایا اندھا ہوجانے سے بڑا عذاب کیا ہوگا ؟ ام المؤمنین نے فرمایا حسان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کی ہجو کو رد کیا کرتا تھا۔

۱۴۴۴۔ شرح : قولہ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ "، علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہاں اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ "، یعنی جس نے ام المؤمنین پر بہتان لگانے میں سب سے بڑا حصّہ لیا وہ حسان بن ثابت تھے حالانکہ معتمد علیہ بات یہ ہے کہ وہ اُبی بن عبداللہ بن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک قول کے مطابق حسان نے بہتان میں بہت حصّہ لیا تھا۔ لہٰذا اشکال خفیف ہے "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مُسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے اُن کے لئے دردناک عذاب ہے، دُنیا و آخرت میں "، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو " اور اگر اللہ کا فضل

marfat.com
Marfat.com

يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ اَتَأْذِنِيْنَ لِهٰذَا قَالَتْ اَوَلَيْسَ قَدْ اَصَابَهُ عَذَابٌ عَظِيْمٌ
قَالَ سُفْيٰنُ تَعْنِيْ ذَهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ ؏ قَالَتْ لٰكِنْ اَنْتَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

۴۴۴۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ
قَالَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ
ابْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ ؏

نے فرمایا حسان بن ثابت آئے جب کہ وہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے ۔ میں نے کہا آپ اس کو اندر آنے کی اجازت دیں گی؟ ام المؤمنین نے کہا کیا اس کو عذاب عظیم نہیں پہنچا ہے ۔ سفیان نے کہا ان کی مراد یہ تھی کہ ان کی بصر جاتی رہی ہے ۔ (حسان بن ثابت آخر میں نابینا ہو گئے تھے) پھر حسان نے یہ شعر پڑھے : وہ پاک اور عفیفہ ہے عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی جو بُرے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی (کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن تم (یعنی تو نے اہل افک کے ساتھ مل کر غیبت کی تھی)

۴۴۴۰ — شرح : کسی مسلمان بھائی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ ، اس لئے فرمایا وہ عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے یہ کہتے ہو حالانکہ تم نے بہتان سازوں کے ساتھ مل کر میری غیبت کی تھی ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے !

۴۴۴۱ — ترجمہ : مسروق نے کہا حسان بن ثابت آئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي
ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ
فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ
أَبَنُوا أَهْلِي وَأَيْمُ اللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ وَأَبَنُوهُمْ بِمَنْ وَاللهِ
مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ
فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ ائْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ
أَنْ نَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بْنِ
ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللهِ إِنْ لَوْ كَانُوا مِنْ

حمید بن الربیع قال اخبرنا ابو اُسامہ ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ یہ بہت بڑی خطاء ہے۔ علامہ عینی نے کہا کرمانی پر یہ مواخذہ نافہمی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ کرمانی نے اس طرح نہیں کہا بلکہ اُنھوں نے کہا «حدثنا»، «حمید بن الربیع» یہ اُس نے وہ نقل کیا ہے جو بعض نسخوں میں واقع ہے۔ اس نقل میں اس پر کوئی شئ لازم نہیں۔

قولہ عن ھشام بن عروہ «ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میرے متعلق جو کچھ کہا گیا میں نے اس وقت کچھ نہ جانا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا پھر اللہ کی حمد وثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اللہ کی حمد وثنا کے بعد۔ مجھے مشورہ دو اور ان لوگوں کے بارے میں کوئی بات کہو کہ جنھوں نے میری بیوی کو تہمت لگائی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کے متعلق کوئی بُرائی نہیں دیکھی اور اُنھوں نے ایسے شخص کے متعلق تہمت لگائی ہے بخدا میں نے اس میں کوئی بُرائی نہیں جانی ہے۔ وہ میرے گھر کبھی داخل نہ ہوتا تھا مگر میں گھر میں موجود ہوتا تھا اور میں کسی سفر میں غائب نہیں ہوا مگر وہ میرے ساتھ غائب رہا (میں اس کی صلاحیت اور تقویٰ جانتا ہوں) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم «مجھے اجازت فرمائیں ان لوگوں کی گردنیں اُڑا دی جائیں۔ بنی خزرج سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ (سعد بن عبادہ) حسان بن ثابت کی والدہ اس شخص سعد بن عبادہ کے قبیلہ سے ہے۔ اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے خبردار بخدا «اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوتے تو اُن کی گردنیں اڑانا پسند نہ کرتا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں کوئی شر پیدا ہو جائے اور مجھے کچھ

marfat.com
Marfat.com

وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہائت مہربان والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے"

شرح: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر نسفی سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی بن سلول حسان بن ثابت اور مسطح کو حدِ قذف لگائی - ابوداؤد نے ذکر کیا حسان کو حد لگائی گئی تھی - طحاوی نے کچھ زیادہ ذکر کیا کہ اسی کوڑے لگائے گئے - اسی طرح حمنہ بنت جحش کو بھی حد قذف لگائی تاکہ ان کے گناہ کا کفارہ ہوجائے اور آخرت میں ان سے مؤاخذہ نہ ہو۔ طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن ابی بن سلول کو حد نہیں لگائی گئی تاکہ آخرت میں اس کے عذاب میں کمی نہ ہو یا فتنہ فرو کرنے کے لئے اس کو حد نہیں لگائی گئی - اس میں اس کی قوم کی تالیف بھی تھی - قشیری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کو اسی کوڑے لگائے گئے تھے قولہ تشیع بمعنی تظہر ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

قولہ قَالَ اَبُوْ اُسَامَۃَ، بعض نسخوں میں قَالَ ابوعبداللہ قَالَ ابو اسامہ ہے۔ علامہ کرمانی نے نقل کیا بعض نسخوں میں ہے حَدَّثَنَا حمید الربیع الخزاز، بعض نے کہا مستملی کی فربری سے روایت میں حَدَّثَنَا

marfat.com
Marfat.com

لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِي أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا

مگر جو زرگر سرخ سونے کے متعلق جانتا ہے۔ یہ واقعہ اس شخص کو بھی پہنچا جس کے متعلق بہتان لگایا گیا تھا۔ اُس نے کہا (صفوان بن معطل) سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے کسی عورت کا گھونگھٹ کبھی نہیں کھولا۔ ام المومنین نے فرمایا وہ اللہ کی راہ میں شہید ہُوا،، ام المؤمنین نے فرمایا صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس بیٹھے رہے حتی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے آئے،، جبکہ آپ نے عصر کی نماز ادا کی اور میرے پاس تشریف لائے حالانکہ میرے ماں باپ نے مجھے دائیں بائیں پکڑا ہُوا تھا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ! اے عائشہ اگر تونے گناہ کیا ہے یا ظلم کیا ہے تو اللہ کے حضور توبہ کرلو۔ کیونکہ اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔"

ام المؤمنین نے کہا قبیلہ انصار کی ایک عورت آئی اور وہ دروازہ پر بیٹھی ہُوئی تھی میں نے آپ سے عرض کیا آپ اِس عورت سے کچھ خیال نہیں کرتے کہ وہ بات کرتے ہیں جس کو ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے وعظ فرمایا جو بھی آپ نے فرمایا۔ تو میں نے والد کی طرف دیکھا اور کہا آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیں۔ اُنھوں نے کہا میں کیا کہوں؟

پھر میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہُوئی اور کہا آپ ہی جواب دیں اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا جواب دوں۔ جب دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے تشہّد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر میں نے کہا۔ اَمَّا بَعْدُ! اللہ کی قسم اگر میں تمہیں کہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچ کہتی ہوں تمہارے پاس یہ کہنا مجھے کچھ فائدہ نہ دے گا اور اگر میں یہ کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا تو تم کہو گے؟ اُس نے گناہ کا اقرار کرلیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اور تمہاری مثال نہیں پاتی اور میں نے یعقوب علیہ السّلام کا نام تلاش کیا اور اس پر قادر نہ ہوسکی مگر ابو یوسف پر،، (غم کے باعث حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ رہا) جبکہ اُنھوں نے فرمایا ،، میرے لئے صبر اچھا کام ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں،، اسی وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہُوئی تو ہم سب خاموش ہوگئے پھر آپ سے بارِ وحی اُٹھا تو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ جہاں آراء پر خوشی کے آثار پائے جبکہ آپ چہرۂ انور سے پسینہ پونچھ رہے تھے فرمایا اے عائشہ! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمادی ہے۔

ام المؤمنین نے فرمایا میں پہلے سے زیادہ غصّہ سے بھر گئی۔ میرے والدین نے کہا اے عائشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اُٹھ کر جاؤ! میں نے کہا بخدا میں آپ کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤں گی نہ میں تمہارا شکر کروں گی؛ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گی جس نے مجھے تہمت سے بری کیا تم نے تہمت سُنی اور اس کا انکار

marfat.com

Marfat.com

الْاَوْسِ مَا اَحْبَبْتُ اَنْ تَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ حَتّٰى كَادَ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ

معلوم نہ ہو۔ جب اس دن کی شام ہوئی تو میں رفع حاجت کے لئے باہر نکلی جبکہ میرے ساتھ مسطح کی والدہ تھی۔ وہ پھسل پڑی اور کہا مسطح مرجائے میں نے اسے کہا اے مائی اپنے بچہ کو گالی دیتی ہے۔ اور خاموش رہی پھر وہ دوسری بار پھسل کر گری تو کہا مسطح مرجائے۔ میں نے کہا تو اپنے بیٹے کو گالی دیتی ہے؟ پھر وہ تیسری بار پھسل کر گری تو کہا مسطح مرجائے۔ اس بار میں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی تو اُس نے کہا بخدا! میں اس کو صرف آپ کی وجہ سے گالی دیتی ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا میرے کس کام میں اسے گالی دیتی ہے۔ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا میں نے کہا ایسا ہُوا ہے اُس نے کہا خدا کی قسم! ایسی بات ہُوئی ہے۔ پس میں اپنے گھر کو لوٹی جس کے لئے میں گھر سے نکلی تھی اسے میں تھوڑا اور بہتا نہ پایا (دہشتِ واقعہ سے رفع حاجت جاتی رہی) اور مجھے بخار آگیا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے میرے والد کے گھر بھیجیں تو آپ نے میرے ساتھ غلام بھیجا۔ میں اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو ام رومان کو نچلے حصہ میں پایا اور ابوبکر کو بالاخانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی کیسے آئی ہو؟

میں نے اسے خبر دی اور افک کا واقعہ ذکر کیا اچانک دیکھا کہ انھیں اس سے رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا اُنھوں نے کہا اے میری پیاری بیٹی اتنا فکر نہ کرو! خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی مرد کے پاس ہو وہ اس سے محبت کرتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس میں باتیں کی جاتی ہیں۔ جب اسے اتنا رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا تو میں نے کہا میرے والد کو اس کا علم ہے کہا جی ہاں! (وہ بھی جانتے ہیں) میں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں؟ کہا ہاں آپ بھی جانتے ہیں مجھے آنسو آگئے اور میں بُلند آواز سے رونے لگی تو ابوبکر صدیق نے میری آواز سُن لی جبکہ وہ بالاخانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے تشریف لائے اور میری ماں سے کہا اس کا حال کیسا ہے؟ انھوں نے کہا اس کو وہ خبر پہنچی ہے جو ذکر کیا جاتا ہے۔ ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اُنھوں نے کہا اے بیٹی میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر چلی جاؤ۔ میں اپنے گھر آگئی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرا حال پُوچھا (بریرہ سے) اُس نے کہا خُدا کی قسم میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ وہ سوئی رہتی ہے حتیٰ کہ بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے بریرہ کو زجر کرتے ہوئے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ کہو۔ حتیٰ کہ بریرہ کو بہتان کی بات کی تصریح کی (ایسا کہو اور اسے وہ کہا جو نہ چاہیئے تھا) بریرہ نے کہا "سُبحان اللہ"، میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا

marfat.com
Marfat.com

بُنَيَّةُ اِلَّا رَجَعْتِ اِلَى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَأَلَ عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا اِلَّا اِنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَهَا اَوْ عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ وَبَلَغَ الْاَمْرُ اِلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِيْ اَبَوَايَ عَنْ يَمِيْنِيْ وَشِمَالِيْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْءًا اَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ اِلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ اَلَا تَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اَبِيْ فَقُلْتُ اَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اُمِّيْ

سے افتراء کی باتیں جمع کرتا اور ان کو زیادہ کر کے بیان کرتا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا تھا اور حمنہ بنتِ جحش ہیں (ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ وہ کبھی مسطح کو خرچہ نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تم

marfat.com
Marfat.com

تسبین ابنك ثم عثرت الثالثة فقالت تعس مسطح فانتهرتها فقالت والله ما اسبه الا فيك فقلت في اي شاني قالت فنقرت لي الحديث فقلت وقد كان هذا قالت نعم والله فرجعت الى بيتي كان الذي خرجت له لا اجد منه قليلا ولا كثيرا ووعكت فقلت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ارسلني الى بيت ابي فارسل معي الغلام فدخلت الدار فوجدت ام رومان في السفل وابا بكر فوق البيت يقرأ فقالت امي ما جاء بك يا بنية فاخبرتها وذكرت لها الحديث واذا هو لم يبلغ منها مثل ما بلغ مني فقالت يا بنية خففي عليك الشان فانه والله لقل ما كانت امراة حسناء عند رجل يحبها لها ضرائر الا حسدنها وقيل فيها واذا هو لم يبلغ منها مثل ما بلغ مني قلت وقد علم به ابي قالت نعم قلت ورسول الله صلى الله عليه وسلم قالت نعم ورسول الله صلى الله عليه وسلم واستعبرت وبكيت فسمع ابوبكر صوتي وهو فوق البيت يقرأ فنزل فقال لامي ما شانها قالت بلغها الذي ذكر من شانها ففاضت عيناه قال اقسمت عليك اي

نہ کیا اور نہ ہی اس کی تردید کی (یعنی یہ نہ کہا کہ یہ خلافِ واقع ہے) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔ بہرحال زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دینداری کے سبب بچا یا۔ اُس نے میرے متعلق سوا بھلائی کے کچھ نہ کہا اور اس کی بہن حمنہ بنت جحش اُن لوگوں میں ہلاک ہوئی جو تہمت لگا کر ہلاک ہوئے تھے جو اس میں باتیں کرتے تھے وہ مسطح اور حسان بن ثابت تھے اور یہ منافق عبداللہ بن ابی ناپاک ہے جو لوگوں

marfat.com
Marfat.com

ھُوَ وَحَمْنَۃُ قَالَ فَحَلَفَ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ لَّا یَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَۃٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ یَعْنِیْ اَبَا بَکْرٍ وَّالسَّعَۃِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاکِیْنَ یَعْنِیْ مِسْطَحَ اِلٰی قَوْلِہٖ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ حَتّٰی قَالَ اَبُوْبَکْرٍ بَلٰی وَاللّٰہِ یَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَہٗ بِمَا کَانَ یَصْنَعُ

خدا کی قسم ہم محبت کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بخشے اور جو خرچہ مسطح پر کرتے تھے پھر جاری کر دیا۔

شرح الحدیث

: افک میں جھوٹ اور افتراء سے زیادہ مبالغہ ہوتا ہے۔ بعض نے کہا افک بہتان ہے۔ وہ ایسی شئ ہے جو کسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کو شعور تک نہیں ہوتا۔ دراصل افک کے معنی قلب ہیں، کیونکہ یہ قول مافوک ہوتا ہے یعنی اپنے طریقہ سے پھیرا جاتا ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد بہتان ہے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ کو افک اس لئے کہا کہ ام المؤمنین کا حال اس کے خلاف تھا، کیونکہ آپ کا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونا اس سے مانع ہے کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تاکہ ان کو ایمان کی دعوت دیں لہٰذا ان کے لئے ضروری ہے کہ ان میں ایسی چیزیں نہ پائی جائیں جو لوگوں کے لئے نفرت کا سبب ہوں اور انسان کی بیوی کا فاحشہ ہونا نفرت کا بہت بڑا سبب ہے۔ اسی لئے نبی کی بیوی فاحشہ نہیں ہوتی کافرہ ہوسکتی ہے جیسے نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں کیونکہ کفر نفرت کا سبب نہیں۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نزولِ وحی سے پہلے بہتان کا علم تھا؟

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتان کا علم ہوتا تو آپ کا دل تنگ نہ ہوتا اور نہ ہی ام المؤمنین سے واقعہ کی کیفیت دریافت فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت دفعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کافروں کی جھوٹی باتوں سے تنگ ہوتا تھا، حالانکہ آپ ان کی جھوٹی باتوں کو خوب جانتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

فَقُلْتُ اَجِیْبِیْهِ فَقَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ یُجِیْبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ
وَاَثْنَیْتُ عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّیْ لَمْ
اَفْعَلْ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنِّیْ لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِیْ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ
وَاُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ وَاِنْ قُلْتُ اِنِّیْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ
قَدْ بَاءَتْ اِعْتَرَفَتْ بِهٖ عَلٰی نَفْسِهَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لِیْ وَلَكُمْ مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ
اِسْمَ یَعْقُوْبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْهِ اِلَّا اَبَا یُوْسُفَ حِیْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ وَاُنْزِلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَاِنِّیْ لَاَتَبَیَّنُ السُّرُوْرَ فِیْ وَجْهِهٖ وَهُوَ یَمْسَحُ جَبِیْنَهٗ
وَیَقُوْلُ اَبْشِرِیْ یَا عَائِشَةُ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ اَشَدَّ مَا
كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِیْ اَبَوَایَ قُوْمِیْ اِلَیْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْهِ وَلَا اَحْمَدُهٗ
وَلَا اَحْمَدُكُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِیْ اَنْزَلَ بَرَاءَتِیْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكَرْتُمُوْهُ
وَلَا غَیَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَیْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ
بِدِیْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَیْرًا وَاَمَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِیْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ
الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ فِیْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ
وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ یَسْتَوْشِیْهِ وَیَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ

میں سے مال دار اور وسعت والے لوگ قسم نہ کھائیں الایۃ یعنی اولوالفضل سے مراد ابوبکر صدیق ہیں کہ اہل
قرابت اور مسکینوں پر خرچ نہ کریں گے یعنی اولی القربیٰ سے مراد مسطح ہیں (آخر میں ہے) کیا تم اس سے محبت
نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ

کی خبر ہے۔ عبارت کا معنیٰ یہ ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری براءت کی خبر دی تو میں اس سے پہلے غصہ سے زیادہ سخت غصہ سے بھر گئی۔

قولہا وَلَا اَحْمَدُہٗ ،، علماء نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ کلام حالتِ سکر میں تھا کہ نظر سے واسطہ اٹھا دیا شیخ نور الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "من گویم بلکہ از راہِ نازِ معشوقی نیز مے تواند بود،، شکر اللہ سعیہٗ"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر پر یا

اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہر کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں، یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ،،

شرح الباب : یہ عورتوں کو حکم ہے۔ عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ اپنے کرتوں کے گریبانوں کو کشادہ کرتی تھیں۔ اس طرح ان کا گلہ، سینہ اور ارد گرد برہنہ نظر آتا تھا اور دوپٹے پس پشت لٹکاتی تھیں اور آگے والا حصہ سینہ وغیرہ سب کھلا ہوتا تھا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے بعد وہ دوپٹے اپنے سروں پر رکھتی تھیں اور اس کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر کرتی تھیں۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ آہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم

marfat.com
Marfat.com

فرمایا ہے "ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے" اس واقعہ سے قبل ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حال معروف تھا کہ آپ مقدمات فجور سے محفوظ اور بہت دور ہیں ایسے شخص پر حسن ظن ہی ہونا چاہیئے نیز بہتان لگانے والے منافقین اور اُن کے پیروکار تھے اور یہ واضح بات ہے کہ بہتان ساز دشمن کا کلام ہذیان اور بکواس ہوتا ہے۔ ان قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی سے پہلے بہتان کا فساد ظاہر تھا (کبیر)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اُن لوگوں کو جانتا ہوں جن کے سینوں پر کوڑے مارے جاتے ہیں جس کو دوزخی سنتے ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتے ہیں اور ان کی ہتک ستر کرتے ہیں اور اُن میں بُری باتوں کی اشاعت کرتے ہیں جو اُن میں پائی نہیں جاتی ہیں" (کبیر)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے قبل ام المؤمنین کی برأت کا علم تھا" نیز بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ عائشہ کی تصویر جنت کے ریشمی لباس میں لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نزول وحی سے قبل آپ کو ام المؤمنین کی برأت کا علم تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو آپ کی بیوی قرار دیا تو معلوم ہوا کہ ام المؤمنین فحش سے پاک تھیں جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے" اور اس کا آپ کو علم تھا اور سینہ کا تنگ ہونا لوگوں کی ناجائز باتوں سے تھا۔ (حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں)

قولہ حَتّٰی اَسْقَطُوْا لَهَا" یعنی حتی کہ بریرہ کے لئے بہتان لگانے والوں کا کلام ظاہر کیا یعنی بریرہ سے کہا کہو ایسا ہی واقعہ ہے" بعض کہتے ہیں "اَسْقَطُوْا لَهَا" کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے ناخوش بات کہی کہا جاتا ہے فُلَانٌ اَسْقَطَ فِیْ کَلَامِهٖ" جبکہ وہ گری ہوئی بات کرے۔ یعنی نامناسب کلام کرے"

قولہا فَقُتِلَ شَهِيْدًا" یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا "جس شخص کے ساتھ بہتان لگایا تھا وہ صفوان بن معطل ذکوانی تھے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انیس ۱۹ ہجری کو غزوہ ارمینیہ میں شہید ہوئے تھے" بعض نے کہا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زمانہ امارت میں چون ۵۴ ہجری کو روم میں فوت ہوئے تھے" سیوطی" یعنی وہ بہت بڑی شرافت کو پہنچے تھے"

قولہا کُنْتُ اَشَدَّ مَا کُنْتُ غَضَبًا" یعنی ام المؤمنین نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت نازل فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اچھی خبر سنائی تو میں اس قدر غضبناک ہوئی کہ اس سے پہلے میرا یہ حال نہ تھا" علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ کلام اَخْطَبُ مَا يَكُوْنُ الْاَمِيْرُ قَائِمًا" کی طرح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تشبیہ کو صحیح نہیں کہا کیونکہ اس ترکیب میں: اَخْطَبُ" مبتدا ہے اور قائما حال خبر کے قائم مقام ہے دراصل کلام یوں تھا" امیر کا اخطب ہونا اس حال میں حاصل ہے کہ وہ قائم ہے۔ اور اس حدیث شریف میں "اَشَدَّ" پہلے کُنْتُ کی خبر ہے اور غَضَبًا" دوسرے کُنْتُ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيْحُ مَدَّ الظِّلَّ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاكِنًا دَائِمًا عَلَيْهِ دَلِيْلًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ خِلْفَةً مَنْ فَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ

سورۂ فرقان

فرقان دراصل مصدر ہے اور دو شیئوں کے درمیان فرق ہے جبکہ ان کو جُدا جُدا کر دیا جائے قرآن کریم کو فرقان اس لئے کہا کہ یہ حق و باطل کے درمیان فاصل ہے۔ بعض نے کہا قرآن کریم ایک بار تمام نازل نہیں ہُوا لیکن مفروق و مفصول نازل ہُوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ "، یہ سورت مکی ہے اس کی دو آیتوں میں اختلاف کیا ہے اور وہ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ تا مُهَانًا " اور دُوسری آیت کریمہ: إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ تا كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا " سعید بن جبیر نے کہا پہلی آیت مکی ہے اور دوسری مدنی ہے۔ اس کی ۷۷۱ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا "، اس سے اس آیت کریمہ " وَقَدِمْنَا إِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا یہ وہ غبار کے ذرات ہیں جن کو ہوا اڑاتی ہے مجاہد، عکرمہ اور حسن بصری نے کہا جو آفتاب کی روشنی میں دیوار کے سوراخ سے باریک ذرات نظر آتے ہیں ان کو ہاتھ مس نہیں کرسکتا اور وہ سایہ میں نظر نہیں آتے ان کو هباء منثور کہتے ہیں۔ ابن زید نے کہا وہ غبار ہے جبکہ مقاتل نے کہا جو جانوروں کے پاؤں سے اڑے وہ هباء منثور ہے۔ یہ هباءۃ کی جمع ہے اور منثور بمعنی باطل ہے جس کا کچھ ثواب نہ ہو، کیونکہ کافروں کے عمل اللہ کے لئے نہیں ہوتے۔

آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے۔ ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک غبار کے بکھرے

marfat.com
Marfat.com

۴۴۴۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ أَخَذْنَ أُزُرَهُنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

کرے ـ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی : وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ الآية اُنھوں نے اپنی چادروں کو پارہ پارہ کیا اور اُن کے ساتھ اپنے سینوں کو ڈھانپا "

شرح : امام بخاری نے اس حدیث کو معلق ذکر کیا احمد بن شبیب امام کے اساتذہ میں سے ہیں اور دوسروں سے اور طریقوں سے موصول ذکر کیا۔ نِسَاءُ الْمُهَاجِرَاتِ کی ترکیب موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے یعنی اَلنِّسَاءُ الْمُهَاجِرَاتُ " اور وہ شَجَرُ الْأَرَاكِ " کی مثل یعنی شَجَرٌ هُوَ الْأَرَاكُ " قولہ اَلْأُوَلِ " اُولیٰ کی جمع ہے۔ یعنی پہلی مہاجر عورتیں۔

قولہ مُرُوطَهُنَّ " مُرُوط مِرْط کی جمع ہے اس کے معنی چادر ہیں۔

قولہ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا " یعنی اُنھوں نے اپنے چہروں کو چادروں سے ڈھانپا جن کو پارہ پارہ کیا تھا۔

۴۴۴۲ ـــ ترجمہ : صفیہ بنت شیبہ سے روائت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ جب یہ آئت کریمہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ " نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی چادروں کو اطراف سے پارہ پارہ کیا اور اُن سے اپنے چہرے اور سینے ڈھانپے

۴۴۴۲ ـــ شرح : یعنی یہ آئت کریمہ سُنتے ہی اُنھوں نے یہ کام کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے مائی صاحبہ کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جن عورتوں نے چادروں کو پارہ پارہ کیا تھا وہ پہلی مہاجرہ عورتیں ہیں اور مائی صاحبہ کی کی حدیث میں ہے کہ وہ انصار عورتیں تھیں جیساکہ ابن ابی حاتم کی روائت میں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں صورتِ اتفاق یہ ہے کہ جب یہ آئت نازل ہوئی تو انصار عورتوں نے فوراً چادریں پارہ پارہ کرکے ان سے اپنے سینے ڈھانپے مہاجر عورتوں نے اس کے کچھ دیر بعد یہ کیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ الرَّسُّ الْمَعْدِنُ وَجَمْعُهُ رِسَاسٌ مَا يَعْبَأُ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ غَرَامًا هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَعَتَوْا طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَاتِيَةٍ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ

اللہ کی طاعت میں دیکھے۔ مومن کی آنکھ سردی سے راحت لیتی ہے اور گرمی سے اس کو اذیت پہنچتی ہے۔ قرہ بمعنی قرار بھی آیا ہے یعنی مومن کی آنکھ خوشی کی حالت میں قرار لیتی ہے اور غم واندوہ میں پریشان ہوتی ہے۔ قولہ ثُبُوْرًا ،، اس سے اس آئت کریمہ ، وَدَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور دیل بمعنی ہلاک سے اس کی تفسیر کی ،،

قولہ اَلسَّعِيْر ،، اس سے اس آئت کریمہ :" وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے غیر ابوعبیدہ نے کہا ،، اَلسَّعِیر بمعنی دوزخ مذکر ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مؤنث ہے قرآن کریم میں ہے : اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ،، اس آئت کریمہ میں احتمال ہے کہ "لها" میں ضمیر کا مرجع زبانیہ ہو جیسا کہ زمخشری کے کلام سے ظاہر ہے۔ ہو سکتا ہے السعیر کو مذکر کہنا لفظ کے اعتبار سے ہو۔ اَلتَّسَعُّرُ اور اَلْاِضْطِرَام کے معنی ہیں آگ کا سخت بھڑکنا ،، تُمْلٰى عَلَيْهِ بمعنی تُقْرَءُ ہے یہ اَمْلَيْتُ اور اَمْلَلْتُ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں غیر پر پڑھنا۔

قولہ اَلرَّسّ ،، اس آئت کریمہ : وَاَصْحَابَ الرَّسِّ ،، میں رس بمعنی معدن ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ انطاکیہ میں کنواں ہے جس میں حبیب نجار کو قتل کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آذربیجان میں کنواں ہے۔ قولہ مَا يَعْبَاُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا۔ محاورہ ہے مَا عَبَاْتُ بِهٖ شَيْئًا ،، میں نے اس کا کچھ اعتبار نہ کیا یعنی اس کا کوئی شئی شمار نہ کیا کہ اس کا وجود وعدم دونوں برابر ہیں۔

قولہ غَرَامًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور غرام کی ہلاک سے تفسیر کی۔

قولہ عَتَوْا ،، اس سے اس آئت کریمہ : لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا عَتَوْا بمعنی طَغَوْا ہے۔

قولہ عاتیۃ ،، اس سے اس آئت کریمہ : اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ عاد کی قوم سخت تیز ہوا سے ہلاک کی گئی جس کی آواز تھی۔ بعض نے کہا صَرْصَر ،، سخت سرد ہوا

marfat.com

Marfat.com

وَقَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَى حَبِيْبَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُبُوْرًا وَيْلًا وَ قَالَ غَيْرُهُ السَّعِيْرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيْدُ تُمْلٰى

ہوئے ذرّے کردیا کہ روزن (روشندان) کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

قولہ مَدَّ الظِّلَّ "، اس سے اس آیت کریمہ : اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مدّالظّل "، سے مراد وہ سایہ ہے جو طلوعِ فجر کے درمیان طلوعِ شمس تک ہے۔ یہ بہترین حال ہے کیونکہ اندھیرا اور ظلمت سے طبع نفرت کرتی ہے اور یہ نظر کو خراب کرتی ہے اور آفتاب کی شعاعیں گرم ہیں وہ ہوا کو گرم کر کے نظر کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہشت کی وصف میں ظلِ ممدود ذکر فرمایا ہے

قولہ ساکنًا "، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا کی طرف اشارہ کیا اور ساکن کی دائم سے تفسیر کی یعنی زائل نہ ہونے والا "، بعض نے اس کی تفسیر یہ کی جو سایہ اصل دیوار سے ملا ہُوا ہو اور بکھرا ہُوا نہ ہُو اور دلیل کی تفسیر طلوعِ شمس سے کی یعنی طلوعِ شمس سایہ کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا اگر نور نہ ہوتا تو ظلمت کا پتہ نہ چلتا۔

قولہ خِلْفَةً "، اس سے اس آیت کریمہ : وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "مَنْ فَاتَهٗ "، سے کی "، اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی یعنی اُن میں سے ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی فرمایا ہے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی دلیل ہے۔ مجاہد سے منقول ہے کہ رات اور دن میں سے ہر ایک دوسرے کے مخالف کیا۔ یعنی رات کو سیاہ اور دن کو روشن کیا۔ ابن زید نے کہا ہر ایک کو ایک دوسرے کا متعاقب کیا یعنی کہ ایک کے چلے جانے سے دوسرا آتا ہے۔

قولہ هَبْ لَنَا "، اس سے اس آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا "، کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری نے اس کی یہ تفسیر کی جو لوگ یہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دے اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ آنکھ کی ٹھنڈک اللہ کی طاعت میں ہے۔

قولہ مَا مِنْ شَيْءٍ اَقَرَّ "، یعنی کوئی چیز مومن کی آنکھ کے لئے اس سے زیادہ خنک نہیں کہ وہ اپنے دوست کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا اَلْاَثَامُ اَلْعُقُوْبَةُ

۴۴۴ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْصُوْرٌ وَّسُلَیْمٰنُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَیْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَکْبَرُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے

اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ "اَلْاَثَام" بمعنی عقوبت ہے بعض نے گناہ کہا ہے۔

شرح الباب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان آیات کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ مشرکوں نے قتل کئے اور بکثرت قتل کئے اور بکثرت زنا کئے پھر وہ سرورِ کائنات

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا

۴۴۴۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا

ہے جو سخت ٹھنڈی ہونے کے باعث ہلاک کر دیتی ہے۔ عَتَتْ میں ضمیر ریح کی طرف راجع ہے۔
قولہ خُزّان ” بضم الخا بتشدید الزاء خازن کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہوا کے خازن ہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر ہوا نہیں چھوڑتے۔ ہوا نے ان پر غلبہ کیا اور مقدار معلوم کے بغیر چلی اور قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔ یہ آیت سورۃ ” الحاقہ “ میں مذکور ہے۔ کلمہ عتو کی مناسبت سے یہاں ذکر کی گئی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو جہنم کی طرف ہانکے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا اور وہ سب سے گمراہ “

۴۴۴۳ ترجمہ: انس بن مالک نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا ”یا نبی اللہ“ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کافر قیامت کے دن منہ کے بل ہانکے جائیں گے (وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے) فرمایا کیا جس نے دونوں پاؤں پر دنیا میں چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت میں اس کو منہ کے بل چلائے“۔ قتادہ نے کہا۔ کیوں نہیں پروردگار کے جلال کی عزت کی قسم وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۴۵ ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي الْقٰسِمُ بْنُ اَبِي بَزَّةَ اَنَّهٗ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيْدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكِّيَّةٌ اَرَاهُ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَآءِ

۴۴۴۵ ــــ ترجمہ : قاسم بن ابی بزہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے سعید بن جبیر سے پُوچھا کیا جو کوئی قصداً قتل کرے اس کی توبہ قبول ہے ؟ تو میں نے اس پر یہ آئت کریمہ پڑھی اور وہ جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ سعید نے کہا میں نے یہ آئت کریمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پڑھی جیسے تو نے میرے پاس پڑھی ہے تو اُنہوں نے کہا یہ مکیّہ ہے اس کو مدنی آئت جو سورۂ نساء میں ہے نے منسوخ کر دیا ہے۔

۴۴۴۵ ــــ شرح : یعنی اس آئت کریمہ : مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ جو مومن کو قصداً قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے نے مذکورہ آئت کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ اس میں ہ اِلَّا مَنْ تَابَ ہ مذکور نہیں۔ زید بن ثابت نے روائت کی ہے کہ سورۂ نساء سورۂ فرقان کے چھ ماہ بعد نازل ہُوئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیسے کہا کہ مومن کے قاتل کی توبہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا ،، تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو اور فرمایا : اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بطور تغلیظ اور تشدید فرمایا ہے ورنہ ہر گناہ قابل توبہ ہے اور یہی دلیل کافی ہے۔ کافر کی توبہ قبول ہے۔

اس مقام پر یہ بات ملحوظ ہونا ضروری ہے کہ قصداً قاتل کی توبہ قبول نہ ہونا صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ،، اللہ یہ نہ بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے بخشے گا نیز مشتق پر حکم ہو تو اس کا مبداء حکم کی علت ہُوا کرتا ہے لہٰذا مومن کا ایمان قتل کا موجب ہُوا اس کی سزا جہنم ہے۔ یعنی اگر مومن کو اس لیے قتل کیا کہ وہ مومن ہے تو قاتل کافر ہو جائے گا۔ اور اگر توبہ کے بغیر اسی

marfat.com

Marfat.com

خلقك قلت ثم اى قال ثم ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قلت ثم اى قال ثم ان تزانى بحليلة جارك قال ونزلت هذه الاية تصديقا لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم والذين لا يدعون مع الله الها اخر ولا يقتلون النفس التى حرم الله الا بالحق

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جدھر ہمیں بلاتے ہیں وہ اچھا ہے اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ ہم نے جو عمل کئے ہیں ان کا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہا جاتا ہے۔ ابن مطعم وحشی غلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۴۴۴ — **ترجمہ**: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے سوال پوچھا یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کون سا بڑا ہے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کی تصدیق کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ"

۴۴۴۴ — **شرح**: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر اولاد کو کھانا کھلانے کے ڈر کے بغیر قتل کرے تو جب بھی یہ کبیرہ گناہ ہے اس کو مقید کرنے کا کیا سبب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ان کی عادت کے مطابق قید کو ذکر کیا کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ اس خوف سے اولاد قتل کرتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آیت کریمہ میں قتل اور زنا مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اس کا جواب یہ ہیں کہ یہ قید کے ساتھ اور زیادہ کبیرہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے آیت کریمہ سے استدلال سے کوئی شئی مانع نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا

۴۴۴۸ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبْزٰى سُئِلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ حَتّٰى بَلَغَ اِلَّا مَنْ تَابَ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ اَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کفر و معصیت پر قیامت کے روز مرد کو دوگنا عذاب دیا جائے گا وہ ہمیشہ اس میں ذلیل و خوار رہے گا"

۴۴۴۸ — ترجمہ: سعید بن جبیر سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے ابن ابزیٰ نے کہا ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ" اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد! وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ الاٰية کے متعلق دریافت کرو میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا ہم نے اللہ کا شریک بنایا ہے اور ہم نے اس نفس کو قتل کیا ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق قصاص کے ساتھ،

marfat.com
Marfat.com

٤٤٤٦ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ ٤٤٤٧ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَلَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ قَالَ كَانَتْ هٰذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ

حال میں مرگیا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ،، واللہ و رسولہ اعلم !

٤٤٤٦ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا اہل کوفہ نے مومن کے قتل میں اختلاف کیا (کہ قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہ) میں اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو اُنھوں نے کہا یہ آئت کریمہ سب سے آخر نازل ہوئی اس کو کسی نے منسوخ نہیں کیا۔ (اس حدیث کی تشریح اوپر مذکور ہے)

٤٤٤٧ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئت کریمہ "فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ" ،، کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں۔ نیز میں نے اس آئت کریمہ "لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ" ،، کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

٤٤٤٧ — شرح : یعنی مشرکین مکہ کے لئے یہ حکم تھا۔ اسلام لانے کے بعد اگر کوئی مسلمان مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔

اقول یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ جمہور علماء اہل سنت کہتے ہیں یہ آئت زجر و تہدید پر محمول ہے اسی پر ابن عباس کا قول محمول کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

رَاٰهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهٰؤُلَآءِ فِي غَفْلَةٍ اَهْلُ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

پھر اس آئت کریمہ: وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ
یعنی مکہ کے کافروں کو ڈراؤ کہ وہ قیامت کے دن میں حسرت کریں گے جبکہ حساب پورا ہو جائے گا حالانکہ یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں "

۴۴۱۴ — شرح: اَملح وہ ہے جس میں سفیدی زیادہ اور سیاہی کم ہو۔ ابن اعرابی نے کہا وہ خالص سفید ہے۔ موت کو خالص سفید مینڈھے کی صورت میں لانے کی حکمت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ملک الموت اس شکل میں اور اسی حالت میں آیا تھا جبکہ اس کے چار سو پر تھے جنہیں پھیلایا ہوا تھا اور سفید اور سیاہ حالت میں آنے میں حکمت یہ ہے کہ سفیدی جنّت کے اعتبار سے اور سیاہی دوزخ کے اعتبار سے دونوں حال میں آئے گی ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت مذکور ہے کہ موت کو لایا جائے گا اور اس کو پلصراط پر کھڑا کیا جائے گا پھر جنتیوں کو آواز دی جائے گی۔ وہ اس طرف ڈرتے ہوئے دیکھیں گے کہ انہیں جنّت سے نہ نکال دیا جائے پھر دوزخیوں کو آواز دی جائے گی وہ بہت خوش ہوں گے اور خوشی سے اس کو گردنیں اُٹھا کر دیکھیں گے کہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا پھر انہیں کہا جائے گا کیا اسے پہچانتے ہو وہ سب کہیں گے جی ہاں! ہم اس کو جانتے ہیں" پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے ذبح کر دو تو اسے پلصراط پر ذبح کیا جائے گا۔ ایک روائت میں ہے جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار پر اسے ذبح کیا جائے گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت عرض ہے جو حیات کے منافی ہے یا وہ عدم الحیاۃ" ہے۔ اس کو کیسے ذبح کیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مینڈھے کی طرح مجسّم حیوان بنا دے گا یہ سمجھانے کے لئے مثال بیان کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مقاتل اور کلبی سے منقول ہے کہ موت وحیوٰۃ جسم ہیں۔ موت مینڈھے کی طرح ہے جس شئے سے گزرے یا کوئی شئ اس کی ہوا پائے تو فوراً مر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حیات کو مختلف رنگوں والی گھوڑی پیدا کیا ہے جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہوا کرتے تھے جو منتہائے نگاہ پر قدم رکھتی تھی وہ جس کے پاس سے گزرے یا کوئی شئ اس کی ہوا پائے تو زندہ ہو جاتی ہے۔ سامری نے اسی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی سونے کے بچھڑے میں ڈالی وہ زندہ ہو گیا

Marfat.com

تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت کو کون ذبح کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذبح کریں گے "بعض نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام ذبح کریں گے (عینی) علامہ قسطلانی نے کہا موت کے املح مینڈھے کی صورت میں حکمت یہ ہے کہ اس سے جنت اور دوزخ کی صفات کی طرف اشارہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نازل نہیں ہوتے مگر تیرے ربّ کے حکم سے "

تفسیر: عکرمہ، ضحاک، قتادہ، مقاتل اور کلبی سے روائت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں دیر کر دی جبکہ کافروں نے اصحابِ کہف، ذی القرنین اور روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ جبرائیل علیہ السلام کے آنے تک جواب میں تاخیر کی انتظار کی مدت میں مختلف اقوال ہیں۔ عکرمہ نے چالیس دن، مجاہد نے بارہ دن اور بعض نے پندرہ روز ذکر کئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شاق گزرا جب جبرائیل آئے تو فرمایا بہت دیر کر دی مجھے آپ کے ملنے کا بہت شوق تھا عرض کیا حضور ہم آپ کے ربّ کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔

۴۴۱۵ — **ترجمہ**: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تم کو کس نے روکا ہے کہ جتنی مرتبہ میرے پاس آتے ہو اس سے زیادہ مرتبہ آؤ" تو یہ آئت کریمہ: وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الآیۃ، نازل ہوئی"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَفَرَاَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا

۴۴۱۶ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ السَّهْمِیَّ اَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِّیْ عِنْدَهٗ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ لِیْ هُنَاكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَاَقْضِيْكَهٗ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَفَرَاَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا رَوَاهُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَاَبُوْ مُعٰوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

باب ۷ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا آپ نے دیکھا جس نے ہماری آیات سے انکار کیا اور کہا مجھے مال اور اولاد دی جائیگی "

قولہ "اَفَرَءَيْتَ" بمعنی خبر ہے اور فآء تعقیب کے لئے ہے گویا کہ کہا اس کافر کا قصہ بھی بیان کریں اور ان کے بعد اس کی بات ذکر کریں ہمزہ کے بعد فاء عاطفہ ہے اور معطوف علیہ مد الذی کفر الخ جملہ ہے یعنی عاص بن وائل جو حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے نے قرآن سے انکار کیا اور بطور استہزاء کہا مجھے مرنے کے بعد جنت میں مال و دولت اور اولاد دی جائے گی تو پھر تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا "

۴۴۱۶ ـ ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے خباب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس آیا اس سے اپنا حق طلب کرتا تھا اُس نے کہا میں تجھے نہ دوں گا حتی کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سے کفر کرو میں نے کہا میں کفر نہیں کروں گا حتی کہ تو مر جائے پھر قبر سے اُٹھایا جائے اُس نے کہا کیا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں یقیناً! اُس نے کہا

Marfat.com

امَا تِي اللّٰهُ ثُمَّ بعثني ولِي مَالٌ وّولَدٌ فانزل اللّٰهُ أفرأيتَ الّذِي كفر بِاٰيٰتِنَا
وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا
قَالَ مَوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ سَيْفًا وَّلَا مَوْثِقًا

میری وہاں اولاد اور مال و دولت ہوگا تو تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "اَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا"، اس کو سفیان ثوری، شعبہ حفص، ابومعاویہ اور وکیع نے سلیمان اعمش سے روایت کی۔

۴۴۱۶ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "حتیٰ" غایت کے لئے ہے اور غایت کا مفہوم یہ ہوا کہ مرنے کے بعد کفر کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ موت کے بعد کفر غیر متصور ہے گویا کہ معنیٰ یہ ہے میں ہمیشہ کے لئے کفر نہیں کروں گا۔

اسماء رجال: حُمیدی بخاری کے استاذ ہیں ان کا نام عبداللہ بن زُبیر ہے۔ سفیان، عُیینہ اعمش سلیمان ہیں۔ مسلم ابن صبیح ہیں، مسروق ابن جدع اور خباب ابن ارت ہیں۔ (حدیث ۱۹۶۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا وہ غیب پر مطلع ہوا یا اُس نے اللہ سے عہد لیا ہے"

بَابٌ قَوْلُهُ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

۴۴۱۸ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحَى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ

تفسیر: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے؟ مجاہد نے کہا کیا اُس نے غیب جانا ہے کہ وہ جنت میں ہوگا یا نہ۔ جوہری نے کہا مَوْثِقًا بمعنی عہد ہے۔

۴۴۱۷ ـــ **ترجمہ**: خبّاب بن ارت نے کہا میں مکہ مکرمہ میں لوہار تھا میں نے عاص ابن وائل کی تلوار بنائی اور اس سے اُجرت لینے گیا تو اُس نے کہا میں تجھے اُجرت نہ دوں گا حتی کہ تو محمد سے انکار کر دے میں نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہ کروں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے پھر تجھے زندہ کرے عاص نے کہا جب اللہ مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور میرا مال اور اولاد ہوگی دیکھے اجرت ادا کروں گا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ الْآيَةَ نازل فرمائی،، اشجعی نے سفیان سے سَيْفًا اور مَوْثِقًا کو ذکر نہیں کیا،،

عاص بن وائل

عاص بن وائل حضرت عمرو بن عاص مشہور صحابی اور اسلام میں بہت بڑے جرنیل کا والد ہے۔ جاہلیت میں لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، لیکن اسے اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ کلبی نے کہا یہ قریش کے حاکموں میں سے تھے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عاص یاء کے بغیر عصیان سے نہیں عصی یعصو سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں تلوار سے مارنے والا،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عصیان سے ماخوذ ہونے سے کوئی شئ مانع نہیں بلکہ ظاہر یہی ہے کہ عصیان سے ماخوذ ہے اور یاء کو تخفیف کے لئے حذف کیا گیا ہے۔ اصل میں ،، العاصی،، تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا العاص“ اجوف اور ناقص دونوں طرح ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر اجوف ہے تو عوص سے ماخوذ ہے اگر ناقص ہے تو عصیان سے ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو وہ کہتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں ہم دوسرے کا فروں سے اس کو زیادہ عذاب دیں گے

Marfat.com

قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَأَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَذَرْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَسَوْفَ أُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا

بَابُ قَوْلِهِ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجِبَالُ هَدًّا هَدْمًا

۴۴۱۹ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

۴۴۱۸ـــ ترجمہ: مسروق نے خباب سے روایت کی کہ میں جاہلیت میں لوہار تھا۔ میرا عاص بن وائل پر قرض تھا۔ وہ عاص کے پاس آئے اس حال میں کہ اس سے قرضہ طلب کرتے تھے۔ عاص نے کہا میں تجھے قرضہ ادا نہ کروں گا حتی کہ محمد سے انکار کرو۔ خباب نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہیں کروں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا پھر تجھے زندہ کیا جائے۔ عاص نے کہا مجھے چھوڑ حتی کہ میں مروں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا اور مجھے مال و اولاد دیا جائے گا تو تیرا قرض ادا کردوں گا۔ پس یہ آیت کریمہ: أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ الآية نازل ہوئی۔

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو وہ کہتا ہے ہم لکھتے ہیں وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا میں هَدًّا کی تفسیر هَدْمًا سے کی یعنی زمین پھٹ جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

Marfat.com

اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا قَیْنًا وَکَانَ لِیْ عَلَی الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَیْنٌ فَاَتَیْتُہٗ اَتَقَاضَاہُ فَقَالَ لَا اَقْضِیْکَ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ اَکْفُرَ بِہٖ حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَبْعُوْثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ اَقْضِیْکَ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی مَالٍ وَّوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَہٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَّنَرِثُہٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا

سُوْرَۃُ طٰہٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ بِالنَّبَطِیَّۃِ طٰہٰ یَا رَجُلُ یُقَالُ کُلُّ مَا لَمْ یَنْطِقْ بِحَرْفٍ

۴۴۱۹ — ترجمہ : خباب نے کہا میں لوہار تھا میرا وائل بن عاصی پر قرضہ تھا میں اس کے پاس قرضہ لینے آیا تو اس نے کہا میں تجھے قرض واپس نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کرے خباب نے کہا میں نے اس سے کہا میں جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہرگز کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے پھر زندہ ہو وائل نے کہا میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا عنقریب تجھے ادا کروں گا۔ جبکہ مال اور اولاد کی طرف رجوع کروں گا۔ تو یہ آیت کریمہ : اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ الآیۃ، نازل ہوئی "

امام نے یہ حدیث چار ابواب میں چار طریقوں سے تفاوت سے ذکر کی اور مذکورہ آیت وائل بن عاص کی شان میں نازل ہوئی "

Marfat.com

اَوْ فِیْهِ تَمْتَمَةٌ اَوْ فَاْفَاَۃٌ فَهِیَ عُقْدَۃٌ اَزْرِیْ ظَهْرِیْ فَیُسْحِتَکُمْ یُهْلِکَکُمْ اَلْمُثْلٰی تَانِیْثُ الْاَمْثَلِ یَقُوْلُ بِدِیْنِکُمْ یُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰی خُذِ الْاَمْثَلَ

باب سورۃ طٰہٰ

اکثر نسخوں میں لفظ باب نہیں۔ مقاتل نے کہا یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ ابن عباس اور ابن زبیر نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ مقامات تنزیل میں ذکر کیا کہ یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ اس میں کچھ اختلاف نہیں لیکن کلبی نے کہا وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ وَاَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی مدینہ منورہ میں نماز کے اوقات کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ طٰہٰ وطی سے ماخوذ ہے۔ اس میں ہا سے زمین کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی زمین پر قدم لگائیں اور ایک قدم پر اعتماد کر کے اپنی ذاتِ کریمہ کو دُکھ میں نہ ڈالیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ : مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ،، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سعید بن جبیر نے کہا نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی یا رَجُلُ ہیں نَبَطِیَّہ ایک قوم ہے جو دونوں عراقوں کے درمیان وسیع میدان میں رہتی ہے۔ یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ عکرمہ اور ضحاک نے کہا طٰہٰ نبطی زبان میں یا رَجُلُ ہے۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ طٰہٰ بمعنی یا رجل سریانی لفظ ہے۔ صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ حبشی زبان میں یٰسٓ کے معنی یا انسان ہیں اور طٰہٰ نبطی زبان میں یا رَجُلُ ہے۔ بعض کہتے ہیں طٰہٰ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہاں بطریق قسم مذکور ہے۔

قولہ اَلْقٰی ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اَلْقٰی بمعنی صَنَعَ ہے۔ جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو آپ پھینکیں یا ہم پہلے پھینکتے ہیں۔ حدیث ع ـــــ کی شرح دیکھیں ،،

قولہ عُقْدَۃً ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عقدہ کی تفسیر یہ کی کہ ہر وہ شخص جو پورا حرف نہ بول سکے یا اس میں تَمْتَمَہ یا فَاْفَاہ ہو وہ عقدہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ؛ موسیٰ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ میری زبان سے عقدہ کھول دے تاکہ وہ

Marfat.com

ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلَّى فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَةً لِكَسْرَةِ الْخَاءِ فِي جُذُوعِ

میرا کلام سمجھیں، تَمْتَمَہ اور فافاہ وہ ہے جو تا یا فا کو بار بار کہے "

قولہ اَزْرِی " اس سے اس آیت کریمہ " هَارُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِي کی طرف اشارہ کیا اور اَزْرِی کی قوت اور ظہر سے تفسیر کی "، یعنی میرے بھائی ہارون کے ساتھ میری قوت مضبوط کر" کہا جاتا ہے " اَزَرْتُ فُلَانًا عَلَى الْاَمْرِ " میں نے فلاں کو امر پر قوی کیا اور اس میں اس کا مددگار ہوا۔ قولہ فَيُسْحِتَكُمْ " اس سے اس آیت کریمہ " لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی یُهْلِکَکُمْ سے تفسیر کی " اللہ پر جھوٹ نہ باندھو تمہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرے گا "

قولہ اَلْمُثْلٰی " اس سے اس کریمہ : وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى " کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اَلْمُثْلٰی " اَمْثَل کی تانیث ہے۔ یعنی تمہارا اچھا دین لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے کہا موسیٰ اور ہارون جادو کے ذریعہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتے ہیں۔

قولہ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا " اس سے اس آیت کریمہ : وَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا کی طرف اشارہ کیا۔ فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنا مکر اور جادو جمع کرو پھر صف باندھے ہوئے آؤ اور کہا صفًّا یعنی مصلّٰی ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ آیت کا معنٰی یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے مکر و فریب اور جادو ایک جگہ جمع کرو پھر لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ آؤ۔

قولہ فَاَوْجَسَ " آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی " اَضْمَرَ خَوْفًا " سے تفسیر کی۔ مقاتل نے کہا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لئے خوف کیا کہ لوگوں کا فعل ان کے فعل جیسا ہے لہٰذا وہ معجزہ میں شک کرنے لگیں گے اور ایمان نہ لائیں گے اور جو اُن کے پیروکار ہیں وہ بھی شک میں پڑ جائیں گے۔

قولہ فَذَهَبَتِ الْوَاوُ یعنی خِيْفَة دراصل خِوْفَۃٌ تھا۔ واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اس کو یاء سے بدل دیا جیسے میزان اور میعاد میں واؤ کو یاء سے بدل کیا گیا ہے اور واؤ کا ماقبل مفتوح ہو گیا ء سے بدل نہیں کرتے جیسے مَوْعِدٌ اور موسم " میں واؤ کو بدل نہیں کیا اور خوفٌ میں فتح کو کسرہ سے بدل کر کے واؤ کو یاء سے بدل دیا چونکہ یہ تعلیل صرفیوں کے مخالف ہے اس لئے امام نے اس کو بخاری میں ذکر کیا ہے۔

قولہ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ " کی طرف اشارہ کیا اور عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ سے اس کی تفسیر کی اور اشارہ کیا کہ "فِیْ" بمعنی "علی" ہے۔ جب جادوگر

Marfat.com

عَلٰى جُذُوْعِ خَطْبُكَ بَالُكَ مِسَاسٌ مَصْدَرُ مَاسَّهٗ مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهٗ لَنُذَرِّيَنَّهٗ قَاعًا يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْاَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِيْ اِسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْتُهَا فَاَلْقَيْتُهَا اَلْقٰى صَنَعَ فَنَسِيَ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ اَخْطَأَ الرَّبَّ لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان کو تہدید کرتے ہوئے کہا میں تجھے کھجور کے درخت پر پھانسی دوں گا۔

قولہ خَطْبُكَ ،، اس سے آیت کریمہ : فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بَالُكَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جب سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا اور بہت سے لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی پوجا کرنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا تیرا حال کیسا ہے کہ تو نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور خود کافر ہوگیا ہے

قولہ مِسَاس ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر نہیں کی۔ صرف یہ کہا کہ ،، مِسَاس ،، مَاسَّہٗ کی مصدر ہے ۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا ہم سے باہر چلے جا جب تک تو زندہ رہے گا لامساس ،، کہتا رہے گا۔ یعنی مَس نہ کرو، کیونکہ اس طرح اس کو بخار آجاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح عذاب دیا جس سے زیادہ سخت اور وحشتناک کوئی شئ نہیں کیونکہ اس طرح وہ لوگوں کے ساتھ میل جول سے محروم ہوگیا تھا۔

قولہ لَنَنْسِفَنَّهٗ ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَنُذَرِّيَنَّهٗ ،، سے کی۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا کیونکہ جب سونے سے بنائے ہوئے بچھڑے میں سامری نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالی تو اس میں گوشت اور خون آگیا تھا۔ پھر اس کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا۔

قولہ قَاعًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی يَعْلُوْهُ الْمَاءُ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی اس کو ہموار زمین میں پھینکیں گے جو اونچی نیچی نہیں۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے روایت کی کہ قاع وہ زمین ہے جس میں پانی جمع ہو۔ اور صفصف کی تفسیر ہموار زمین ہے فرآء نے کہا قاع کے معنی ہیں فراخ زمین جس میں دوپہر کو سراب ہو اور صفصف وہ صاف زمین ہے جس میں

Marfat.com

قَوْلًا اَلْعِجْلُ هَمْسًا حِسُّ الْاَقْدَامِ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى عَنْ حُجَّتِيْ وَكُنْتُ بَصِيْرًا فِي الدُّنْيَا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَمْثَلُهُمْ اَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا

سبزہ نہ ہو۔ قولہ والصفصف ،، یہ صاف زمین ہے بعض نے کہا جس زمین میں پہاڑوں کا نام ونشان نہ ہو۔

قولہ قال مجاہد آہ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ : وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ ،، اور مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اوزار بمعنی اَثْقَال ہے۔ اَوزار دراصل وِزر کی جمع بمعنی سخت عقوبت ہے اور زِيْنَةُ الْقَوْمِ ،، سے مراد وہ زیورات ہیں جو وہ فرعون کی قوم سے مانگ کر لائے تھے۔ عقوبت کو اوزار سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس پر بھاری بوجھ لادا جائے اس کے لئے اس کا اُٹھانا سخت عقوبت ہوتی ہے اور وہ اس کی پشت کو تھکا دیتا ہے۔

قولہ فَقَذَفْنَاهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَقَذَفْنَاهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر فَقَذَفْنَاهَا ،، کی تفسیر اَلْقَيْنَاهَا ،، سے کی ثعلبی نے کہا یعنی ہم نے زیورات کو جمع کر کے سامری کے حوالے کیا اور اُس نے ان کو آگ میں ڈال کر بچھڑا بنا دیا۔ اَلْقٰى ،، کی صَنَعَ سے تفسیر کی۔

قولہ فَنَسِيَ مُوْسٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ : هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ موسیٰ بھول گیا ہے کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ بچھڑا اُن سے بات نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو جواب دیتا ہے۔

قولہ هَمْسًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی حِسُّ الْاَقْدَامِ ،، سے تفسیر کی ،، همس دراصل ہلکی آواز ہے۔ جب کوئی آہستہ بات کرے تو کہتے ہیں هَمَسَ فُلَانٌ بِحَدِيْثِهٖ ،، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں جس وقت جو وہ محشر میں خوفزدہ ہو کر چلیں گے تو نہایت ہی آہستہ چلیں گے کہ ان کے پاؤں کی آواز سُنائی نہ دے گی۔

قولہ حَشَرْتَنِيْٓ آہ اس سے اس آیت کریمہ : رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی۔ یعنی اعمیٰ (نابینا) سے مراد حجت اور دلیل نہ پانا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر اندھے پن سے کی ہے۔

قولہ اَمْثَلُهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً ،، کی طرف اشارہ کیا اور سُفیان بن عُیینہ نے کہا اَمْثَلُ ،، بمعنی اَعْدَلُ ،، ہے۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے جو عقل و دانش میں کامل تر ہو۔

قولہ لا ہَضْمًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عُیینہ

Marfat.com

لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ عِوَجًا وَادِيًا اَمْتًا رَابِيَةً سِيْرَتَهَا حَالَتَهَا
الْاُوْلٰى النُّهٰى التُّقٰى ضَنْكًا الشَّقَاءُ هَوٰى شَقِيَ الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ

نے کہا اَمْثَلُ ،، بمعنی اَعْدَلُ ہے ۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے کہ جو عقل و دانش میں کامل تر ہو

قولہ ہضمًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا اس پر ظلم نہ کیا جائے گا کہ اس کی نیکیاں برائیوں سے کم کر دی جائیں (ایسا ہرگز نہ ہوگا) ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ دراصل "ہضم" کے معنی ہیں طعام کو معدہ میں توڑنا ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے هَضَمْتُ لَكَ مِنْ حَقِّكَ میں نے تیرا حق ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے ۔

قولہ عِوَجًا اس سے اس آیت کریمہ لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا کی طرف اشارہ کیا لعبض عوج کی تفسیر وادی سے کی ۔ جبکہ مجاہد نے پست زمین سے تفسیر کی ہے اور اَمْتًا بمعنی رابیہ یعنی زمین کا اونچا نیچا ہونا آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو اس میں کوئی اونچی اور نیچی زمین نہیں پائے ۔

قولہ سِيْرَتَهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہے جبکہ انھوں نے کوہِ طور پر بحکم خدا عصا پھینکا تھا اور وہ عظیم ترین اژدھا بن گیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے خوف محسوس کیا تھا کہ یہ عصا جو اژدھے کی صورت اختیار کر گیا ہے واپس میرے ہاتھ میں کیسے آئے گا ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں ہم اس کو پہلی حالت پر واپس لے آئیں گے

قولہ والنُّهٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ " اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر التُّقٰى سے کی یعنی اہلِ تقویٰ ۔ ضحاک نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حرام اشیاء سے رکتے ہیں ثعلبی نے کہا وہ عقلمند لوگ ہیں ۔ اس کا واحد نہیہ ہے کیونکہ عقل انسان کو بری اشیاء ، رسوا کرنے والے امور اور محرمات کے ارتکاب سے منع کرتی ہے ۔

قولہ ضَنْكًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شقاوت سے کی ۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے ۔ ثعلبی نے کہا ضَنْكٌ بمعنی ضَيِّقٌ ہے ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے منزل ضنک ، عیش ضنکٌ " اس لفظ میں واحد ، تثنیہ ، جمع اور مذکر اور مؤنث برابر ہیں ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضنک قبر کا عذاب ہے ۔ عکرمہ نے کہا یہ بمعنی حرام ہے ۔ ضحاک نے کہا اس کے معنی کسبِ خبیث کے ہیں ۔ مشہور یہ ہے کہ ضنک معرب ہے دراصل یہ لفظ تنگ ہے اور یہ فارسی لغت میں ضیق ہے (عینی)

قولہ هَوٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ،، کی طرف اشارہ کیا

Marfat.com

طُوًی اِسْمُ الْوَادِیْ بِمُلْکِنَا بِاَمْرِنَا مَکَانًا سُوًی مَنْصَفٌ بَیْنَہُمْ یَبَسًا یَابِسًا عَلٰی قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَا تَنِیَا تَضْعُفَا

اور اس کی تفسیر شقیَ سے کی۔ بعض نے کہا ہلاک ہوگیا اور آگ میں جاگرا۔

قولہ اَلْمُقَدَّس ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، اِنَّکَ بِالْوَادِیْ الْمُقَدَّسِ طُوًی ،، رات کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مبارک ،، سے کی۔

قولہ طُوًی ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّکَ بِالْوَادِی الْمُقَدَّسِ طُوًی ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر وادی سے کی۔ ضحاک نے کہا طُویٰ گہری گول وادی ہے۔

قولہ بِمُلْکِنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا مَا اَخْلَفْنَا مَوْعِدَکَ بِمُلْکِنَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، بِاَمْرِنَا ،، سے کی بِمُلْکِنَا ،، کی میم مکسور ہو تو اس کے معنیٰ بِاَمْرِنَا ،، ہیں اگر مفتوح ہو یہ مصدر ہے۔ اگر اسے مضموم پڑھیں تو اس کے معنی قدرت اور غلبہ ہیں۔ اکثر قراء میم کو مکسور پڑھتے ہیں۔

قولہ مَکَانًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا نُخْلِفُہٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَکَانًا سُوًی ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَنْصَفٌ سے کی یعنی اُن کے درمیان کی جگہ جس کی ہر فریق کی نسبت مسافت برابر ہو۔

قولہ یَبَسًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاضْرِبْ لَھُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یَابِسًا ،، سے کی۔ یابس کے معنی وہ جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو۔

قولہ عَلٰی قَدَرٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَلٰی موعِدٍ ،، سے کی۔ یعنی اے موسیٰ تم اس اندازے پر آئے جو اللہ نے تمہارے آنے کے لئے مقدر کیا تھا۔ کیسان سے روایت ہے۔ اندازہ مقدر چالیس سال ہیں۔ یہ نبیوں پر وحی نازل ہونے کی قدر ہے۔

قولہ وَّلَا تَنِیَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ اِذْھَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر وَلَا تَضْعُفَا ،، سے کی یعنی میرے ذکر میں کمزور نہ ہو۔ فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو چکا ہے۔

محمد بن کعب کی روایت میں ہے لَا تَقْصِرَا ،، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت لَا تَھِنَا ہے۔ دراصل یہ وَنٰی یَنِیْ سے ہے۔ جوہری نے کہا : اَلْوَنِیُ ،، بمعنی ضُعْف فتور، سستی اور عجز ہے۔ یعنی فرعون کو میرا پیغام پہنچانے میں ضعف و ناتوانی، سستی و کاہلی اور عجز کا اظہار نہ کرو !،،

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ

۴۴۲۰۔ حَدَّثَنِى الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِىُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَقٰى اٰدَمُ وَمُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى لِاٰدَمَ اَنْتَ الَّذِىْ اَشْقَيْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ الَّذِىْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَاَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرٰىةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَّهَا كُتِبَ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِىْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى اَلْيَمُّ الْبَحْرُ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے موسیٰ میں نے تجھے اپنے لئے چُن لیا ہے ،،

یعنی رسالت و نبوت میں تجھے اپنے لئے منتخب کرلیا ہے اور تجھے رسالت ونبوت سے مختص کر دیا ہے ،،

۴۴۲۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام ،، کی باہم ملاقات ہوئی۔ موسیٰ نے آدم سے کہا تم وہی ہو کہ لوگوں کو مصیبتوں میں ڈالا ہے اور ان کو جنت سے نکال دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے آدم نے کہا تم وہی ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لئے چُن لیا ہے اور تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا ہے اور تم پر تورات نازل فرمائی۔ موسیٰ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ آدم علیہ السلام ،، نے کہا تم نے وہ خطا دیکھی ہے جو میری تقدیر میں میرے پیدا ہونے سے پہلے لکھی تھی۔ موسیٰ نے کہا جی ہاں! پس آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔ اور ''الیم'' ہ دریائے نیل ہے۔

۴۴۲۰ — شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے میرا باپ آدم دکھا جس نے آپ کو اور ہمیں جنت سے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو آدم علیہ السلام دکھایا تو موسیٰ نے کہا آپ ہمارے ! ہیں؟ فرمایا جی ہاں "، موسیٰ نے کہا آپ ہی ہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم روح ڈالی تھی؟ اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا فرمایا جی ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے کس لئے ہم کو جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم کون ہو؟ کہا میں موسیٰ ہوں۔ آدم نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ نبی ہو تم سے اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطے کے بغیر کلام کیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جی ہاں! کیا تم نے تورات میں میرے پیدا ہونے سے پہلے یہ نہیں دیکھا تھا؟ کہا جی ہاں میں نے دیکھا تھا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے ایسی شئے میں ملامت کس لئے کرتے ہو جس میں اللہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دلیل سے آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات کب ہوئی؟

حضرت موسیٰ اور آدم علیہما السلام کی ملاقات میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ قیامت میں ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ممکن ہے کہ یہ ملاقات بعینہٖ اشخاص کی ملاقات ہو کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ شب معراج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہما السلام کی بیت المقدس اور آسمانوں میں ملاقات فرمائی اور ان کو نماز پڑھائی تھی اس دوران یہ مباحثہ ہو گیا ہو گا نیز ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہو جیسا کہ عمر فاروق کی حدیث میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مباحثہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے۔ کسی اور نبی نے یہ سوالات کیوں نہ کئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو تکالیف لے کر آئے۔ احادیث میں یہ حدیث شریف مختلف الفاظ سے منقول ہے، چنانچہ مسلم کے یہ الفاظ ہیں اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا " تو ہمارا باپ ہے ہمیں خسارہ میں ڈالا ہے۔ کتاب الانبیاء میں بھی حدیث مذکور ہے چنانچہ حدیث ۳۱۹۲ کی شرح میں اس کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے۔

قولہ کتب علی "، یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ ایسا ہو گا اس کی تفصیل پانچویں حصہ کے صـ ۲۶۴ پہ دیکھیں "، حضرت آدم علیہ السلام کے غالب ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر تقدیر ازلی میں تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظاہر حال میں کسب پہ نظر کیا تھا جو تقدیر ازلی

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ

دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى

۴۴۲۱ — حَدَّثَنِىْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ .... فَصُوْمُوْهُ

کے تابع ہے اسی لئے آدم کو غلبہ حاصل ہوا تھا، کیونکہ کسی مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایسی مخلوق پر اللہ کی اجازت کے بغیر ملامت کرے جس میں تقدیر ازلی جاری ہو اس صورت میں جبکہ بحکم شرع ملامت کی جائے تو درحقیقت علامت کرنے والا شرع ہے نیز فعل میں قدر اور کسب دونوں جمع ہیں اور توبہ کسب کا اثر مٹا دیتی ہے جب اس

قولہ اَلْيَمّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاقْذِفِيْهِ فِى الْيَمِّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بحر سے اس کی تفسیر کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے موسیٰ کو یہ وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور اُن کے لئے

دریا میں سوکھا راستہ نکال دے تجھے ڈر نہ ہو گا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى

۲۲ ۴۴ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوسٰى اٰدَمَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ يَا مُوسٰى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُومُنِي عَلٰى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَّرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوسٰى

تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ،،

۴۴۲۱ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس روز موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہودیوں کی نسبت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں تم بھی روزہ رکھو ،،

(حدیث ۱۸۷۹-۱۸۸۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد شیطان تمہیں جنت سے نہ نکالے پھر تو مشقت میں پڑے ،،

۴۴۲۲ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاءِ

۴۴۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

موسیٰ نے آدم سے مباحثہ کیا اور کہا اے آدم تم وہ ہو جس نے لوگوں کو اپنے گناہ کے سبب جنت سے نکالا اور ان کو رنج والم میں ڈال دیا۔ آدم نے کہا اے موسیٰ دو علیہ السلام ،، تم وہی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام میں منتخب فرمایا کیا مجھے ایسی شئی پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے لکھ دی تھی .... یا میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر بن چکی تھی ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے ،، حدیث ۳۱۹۳ ج : ۵ کی شرح دیکھیں۔ (اس سے پہلے مذکور حدیث میں اس کی تفصیل گزری ہے)

سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ابن مردویہ نے عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مقاتل نے بھی یہی کہا ہے۔ مقاماتِ تنزیل میں ذکر کیا کہ اس ایک آئت : أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ،، میں اختلاف ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔ تو کیا یہ غالب نہ ہوں گے۔ یعنی لوگوں کے قتل اور قید وغیرہ سے گھٹاتے ہیں۔ عطاء نے کہا فقہاء اور نیک لوگوں کی موت سے ،، مجاہد نے کہا زمین پر رہنے والوں کی موت سے شعبی نے کہا جانوں اور پھلوں کے ضیاع سے سخاوی نے کہا یہ سورت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اور سورت فتح سے پہلے نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۴۴۲۳۔ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورت بنی اسرائیل، کہف، مریم طٰہٰ اور سورۂ انبیاء عتاقِ اوّل سے ہیں اور میری پرانی یاد کی ہیں (اس کی تفصیل سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں دیکھیں)

Marfat.com

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ وَطٰهٰ وَالْأَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِي وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذًا قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي فَلَكٍ مِثْلُ فَلْكَةِ الْمِغْزَلِ يَسْبَحُونَ يَدُورُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَشَتْ رَعَتْ يُصْحَبُونَ يُمْنَعُونَ. أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً قَالَ دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ حَطَبُ بِالْحَبَشِيَّةِ

قولہ جُذَاذًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہا کہ بتوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

قولہ فِي فَلَكٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ رات دن اور شمس و قمر ہر ایک۔ ایک گھیرے میں تیر رہا ہے ،، جس طرح تیراک پانی میں تیرتا ہے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا جس طرح چرخہ گھومتا ہے۔

قولہ يَسْبَحُونَ ،، اس سے كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور يَدُورُونَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ بعض نے وہ يَجْرُونَ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ نَفَشَتْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نَفَشَتْ کے معنی ہیں وہ رات کے وقت چر گئیں۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب رات کے وقت چرواہے بغیر چر جائیں تو اہل لغت اس میں نَفَشَتْ کہتے ہیں اور جب دن میں چرواہے کہ بغیر چر جائیں تو اَهْمَلَتْ ،، کہتے ہیں۔ ابن مردویہ نے کہا یہ کھیتی پکے ہوئے انگور تھے ،،

قولہ يُصْحَبُونَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا هُمْ مِنَّا يُصْحَبُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر يُمْنَعُونَ ،، سے اس کی تفسیر کی ابن عباس اور مجاہد نے لَا يُنْصَرُونَ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو!

قولہ حَصَبُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو!

Marfat.com

وَقَالَ غَیْرُہٗ اَحَسُّوْا تَوَقَّعُوْہُ مِنْ اَحْسَسْتُ خَامِدِیْنَ ہَامِدِیْنَ حَصِیْدٌ مُسْتَاصِلٌ یَقَعُ عَلَی الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْجَمِیْعِ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ لَا یُعْیُوْنَ وَمِنْہُ حَسِیْرٌ وَحَسَرْتُ بَعِیْرِیْ عَمِیْقٌ بَعِیْدٌ نُکِسُوْا رُدُّوْا صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ

قولہ حَصَبُ اس سے اس آیت کریمہ "اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں عکرمہ نے کہا یہ لفظ حبشی بمعنی حَطَبْ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر "اصنام" بتوں سے کی ہے جن کے ساتھ دوزخ کی آگ بھڑکے گی "۔ علامہ قسطلانی نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو کافروں نے کہا ہم عیسیٰ اور عزیر "علیہما السلام" جو اللہ کے پیغمبر ہیں کی عبادت کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی دوزخ میں ہوں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی قوم کی زبان سے جاہل ہو کلمہ "ما" "غیر ذی العقول" سے خاص ہے۔ یعنی اس جگہ اصنام ہی مراد ہیں۔

قولہ قَالَ غَیْرُہٗ آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا اَحَسُّوْا بَاْسَنَا اِذَا ہُمْ مِنْہَا یَرْکُضُوْنَ "کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اَحَسُّوْا بمعنی تَوَقَّعُوْا ہے"۔ یعنی جب انھوں نے ہمارا عذاب پایا تو وہ سارے اپنے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ لغت میں رکض کے معنی ہیں جانور کا پاؤں مارنا۔

قولہ خَامِدِیْنَ "اس سے اس آیت کریمہ " حَتّٰی جَعَلْنٰہُمْ حَصِیْدًا خَامِدِیْنَ "کی طرف اشارہ کیا اور خمود کے معنی ہیں آگ کی حرارت کو بجھا دینا"، نیز ہامد اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نباتات نہ ہو خشک گھاس کو بھی ہامد کہتے ہیں اور حَصِیْد کے معنی ہیں۔ جڑ سے اکھاڑنا۔ واحد، تثنیہ اور جمع پر حَصِیْد کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ اس سے اس آیت کریمہ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَا یُعْیُوْنَ "سے کی یعنی وہ اس کی عبادت کرنے میں تکبر نہیں کرتے اور نہ اس سے عاجز ہوتے ہیں۔ عاجز آدمی کو حَسِیْر کہتے ہیں کہا جاتا ہے۔ " حَسَرْتُ بَعِیْرِیْ " میں نے اپنے اونٹ کو عاجز کر دیا۔

قولہ عَمِیْقٌ " اس سے اس آیت کریمہ " مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "بَعِیْد" سے کی یعنی ہر دور کے راستہ سے آئیں گے "

قولہ نُکِسُوْا " اس سے اس آیت کریمہ: نُکِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِہِمْ "کی طرف اشارہ کیا۔ اور "رُدُّوْا" سے اس کی تفسیر کی یعنی انھوں نے شرمندگی سے اپنے سر نیچے کر لئے۔ ثعلبی نے کہا وہ حیران رہ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بت بول نہیں سکتے اور نہ کچھ پکڑ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "نَکَسْتُہٗ "

Marfat.com

الدُّرُوعُ تَقَطَّعُوْا اُمْرَهُمْ اِخْتَلَفُوْا اَلْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ اٰذَنَّاكَ اَعْلَمْنَاكَ اٰذَنْتُكُمْ اِذَا اَعْلَمْتَهُ فَاَنْتَ وَهُوَ عَلٰى سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّكُمْ

میں نے اُوپر کو نیچے کر دیا بعض نے کہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کرنے سے پھر گئے ،،
قولہ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ " وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی زرہ سے تفسیر کی یعنی میں نے داؤد علیہ السلام کو زرہیں بنانی سکھائیں ،،عرب مطلق اسلحہ پر اطلاق کرتے ہیں، لیکن اس مقام میں اس سے زرہ مراد ہیں ۔
قولہ تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اِخْتَلَفُوْا سے کی ،، یعنی انھوں نے دین میں اختلاف کیا اور اس میں کئی فرقے بن گئے وہ سب ہماری طرف رجوع کریں گے ہم ان کو ان کے اعمال کے سبب جزاء دیں گے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا اور یہودی ، نصاریٰ ، مجوسی اور مُشرک بن گئے ،،
قولہ اَلْحَسِيْسُ اس سے اس آیت کریمہ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی جس وقت جنت میں اپنے بلند مقامات پر آئیں گے یا دوزخ سے باہر آئیں گے تو ہلکی آواز نہیں سنیں گے ،، حَسِیس ، حِسّ ، جَرس اور ہمس ہم معنیٰ ہیں ان چاروں کے معنی ،، صوتِ خفی ،، ہیں ہلکی سی آواز ،،
قولہ اٰذَنَّاكَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا اٰذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اَعْلَمْنَاكَ ،، سے تفسیر کی ،، لیکن یہ آیت اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ حٰم فُصِّلَتْ ،، میں ہے اور فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَاءٍ ،، کی مناسبت کے لئے یہاں ذکر کیا ہے ۔ اور اَعْلَمْتَهُ الخ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جس وقت تو اس کو خبردار کرے تو اس اِعلام میں تو اور وہ برابر ہو ۔ اور کوئی بھی دھوکہ اور غدر نہ کر سکے گا ۔
قولہ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ " وَلَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْا اِلٰى مَا اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تُسْئَلُوْنَ ،، کی تفسیر تُفْهَمُوْنَ ،، سے کی ،، یعنی اب نہ بھاگو اور لوٹ کر جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو ۔
قولہ اِرْتَضٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ :" يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر رَضِيَ ،، سے کی یعنی وہ

Marfat.com

تُسْلُوْنَ تَفْهَمُوْنَ اِرْتَضٰى رَضِيَ التَّمَاثِيْلُ الْاَصْنَامُ السِّجِلُّ الصَّحِيْفَةُ

بَابٌ قَوْلِهٖ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ

۴۴۲۴ ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں ۔ مجاہد نے کہا جس سے اللہ راضی ہو۔

قولہ التماثیل ،، اس سے اس آیت کریمہ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی" اصنام ،، سے تفسیر کی تماثیل تمثال کی جمع ہے۔ یہ اس شئ کا نام ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مشابہ کوئی شئ بنائی جائے ۔ یہ مَثَّلْتُ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ ،، سے ماخوذ ہے جبکہ ایک شئ کو دوسری سے مشابہت دی جائے ۔

قولہ السجل ،، اس سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا سجل بمعنی صحیفہ ہے یعنی جس روز ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اسی طرح لوٹائیں گے ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں گے"

یعنی جس طرح ہم نے لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں میں برہنہ پیدا کیا ان کے پاؤں ، جسم برہنہ تھے اور وہ بے ختنہ تھے قیامت کے روز اسی طرح ان کی قبروں سے نکالیں گے جیسے ان کو پانی سے پیدا کیا تھا ۔ زمین سے اسی طرح پھر پیدا کریں گے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۴۲۴ ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا تم اللہ کے حضور اس حال میں اٹھائے جاؤ گے کہ تمہارے پاؤں اور بدن ننگے ہوں گے اور ختنے نہ کئے ہوں گے جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اس طرح لوٹائیں گے ۔ ہمارا وعدہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے ۔ پھر قیامت میں سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔

Marfat.com

قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ إِلَى قَوْلِهِ شَهِيدٌ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ خبردار! میری اُمت سے چند لوگ لائے جائیں گے ان کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔ (اُن کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا) تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (مجھ پر ایمان لائے تھے) کہا جائے گا آپ نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا (آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے) پس میں کہوں گا جیسے عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا جب تک میں تھا۔ الخ۔ پس کہا جائے گا یہ لوگ اپنی ایڑھیوں کے بل پھر گئے تھے جب سے آپ ان سے جدا ہوئے تھے۔

۴۴۲۴ — **شرح** : حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس اس لئے پہنایا جائے گا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد ہیں اور آپ کی شرافت پدری کے باعث تمام نبیوں سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا۔ اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کو نمرود کی آگ میں برہنہ پھینکا گیا تھا۔ اس کی جزاء کے طور پر آپ کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائیگا بعض علماء نے کہا عمومی کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابراہیم علیہ السلام کو جزوی فضیلت بھی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ متکلم ہیں اور مذکور عموم سے خارج ہیں تو معنی یہ ہُوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ساری مخلوق سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا“

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے وہ دور دراز کے بدو لوگ ہیں جو قتل وغارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسی لئے ”رجالٌ“ فرمایا اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ مرتد ہو گئے تھے وہ دور دراز کے بدو لوگ ہیں جو قتل وغارت کے ڈر سے مسلمان ہوئے تھے۔ اسی لئے ”رجالٌ“ فرمایا

اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

سُورَةُ الْحَجِّ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ الْمُخْبِتِينَ الْمُطْمَئِنِّينَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي أُمْنِيَّتِهِ إِذَا حَدَّثَ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ وَيُقَالُ أُمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ إِلَّا أَمَانِيَّ يَقْرَءُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَشِيدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ يَسْطُونَ يَفْرُطُونَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ يَسْطُونَ يَبْطِشُونَ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ أُلْهِمُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ تَذْهَلُ تُشْغَلُ

نے کہا یہ مرتد ہونے والے لوگ مؤلفۃ القلوب ہیں جو مال و دولت کی لالچ میں مسلمان ہوئے تھے معاذ اللہ وہ لوگ ہرگز مراد نہیں جو ہر وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے تھے اور ایمان میں کامل و اکمل تھے اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا چنانچہ قرآن میں ہے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ " اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی "، خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جس کو ذرہ سی عقل حاصل ہو وہ ہرگز یہ گمان نہ کرے گا البتہ وہ شخص ایسا وہم کرسکتا ہے جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو! کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں یہ گمان کرنا نبوت کی تکذیب اور توہین و اہانت ہے اور دینِ اسلام کی خرابی کا باعث ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدتِ نبوت میں پوری کوشش کرکے دینِ اسلام کی تکمیل کی اور اس آیت کریمہ: " اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي "، سے اس پر مہر ثبت کی واللہ الہادی

سُورۂ حج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورت کے نزول کے زمانہ میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت مکی

Marfat.com

ہے۔ ان سے ایک روائت یہ ہے کہ چار آیات کے سوا یہ سورت مدنیہ ہے۔ عطاء نے تین آیات مستثنیٰ کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے "هٰذَانِ خَصْمَانِ"۔ ہبہ بن سلامہ نے کہا قرآن کریم کی سورتوں میں سے یہ عجیب سورت ہے کہ اس میں کچھ آیات مکی، مدنی، سفری، حضری، حربی، سلمی، لیلی، نہاری اور ناسخ و منسوخ ہیں اس کی ۹۸ آیات ہیں" (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سفیان بن عیینہ نے "بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ" کی تفسیر میں کہا جو اللہ کے حکم سے مطمئن ہیں۔ بعض نے کہا جو تواضع کرنے والے ہیں۔ بعض نے تواضع کرنے والوں سے تفسیر کی ہے۔ بعض نے ڈرنے والوں سے کی، یہ اخبات، "خبت" سے ماخوذ ہے اس کے معنی نیچی زمین کے ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الخ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ، کی تفسیر میں کہا جب آپ نے بات کی تو آپ کی بات میں شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے تو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کلمات کو باطل کرتا ہے اور اپنی آیات کو مستحکم کرتا ہے۔ اس کی تفسیر میں مفسرین نے بہت کچھ کہا ہے۔ تطویل کے خوف سے ہم صرف سب سے بہترین تفسیر ذکر کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور اثناء تلاوت کے سکتہ میں آپ کے کلمات کے مشابہ یہ نغمہ سرائی کی جس کو قریب والے لوگوں نے سُنا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام گمان کیا اور اسے مشہور کر دیا چنانچہ ابن ابی حاتم، طبری، اور ابن منذر نے شعبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت کی جب آپ اس آئت کریمہ: اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى، کی تلاوت کی۔ تو شیطان نے آپ کی آواز کے مشابہ یوں نغمہ سرائی کی "تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى"، اور مشرکوں کے کانوں میں اس کا القاء کیا وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ جس طرح محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" نے آج ہمارے بتوں کا ذکر کیا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے آخر میں سجدہ کیا تو آپ کی پیروی کرتے ہوئے مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب صورتِ حال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ذکر کی تو آپ کو غم لاحق ہوا تو آپ کی تسلی اور اطمینانِ خاطر کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل کی بعض مورخین نے ذکر کیا ہے کہ یہ قبیح کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر سہواً جاری ہو گئے تھے۔ قاضی بیضاوی نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا یہ کلام مردود ہے۔ محققین نے اسے قبول نہیں کیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس کو کسی نے ثقہ سند سے ذکر نہیں کیا۔ ابن عربی نے کہا یہ اور اس طرح کے دوسرے کلمات باطل ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں۔

Marfat.com

شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ بات واضح نزیہ ہے جو حدیث کے ماہرین نے کہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظیم منصب کے یہی لائق ہے۔ اس پر اُمت کا اجماع ہے اور قطعی حجت قائم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی زبان شریف پر سہوًا یا خطاءً باطل کلام جاری ہو اور شیطان نے آپ کی لسان مقدس پر تصرف کیا ہو۔ نظرِ صحیح اور عقل سلیم کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ آپ کی زبان شریف پر ایسا کلام جاری ہونا محال ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کے قریب موجود تھے ان پر یہ بات ہرگز مخفی نہ رہتی۔ واللہ الموفق "۔

قولہ یقال "، یعنی کہا جاتا ہے کہ امنیۃ کے معنی قرات ہیں اور إذا تمنی "، بمعنی إذا تلا ہے۔

قولہ إلا أماني اس سے اس آیت کریمہ جو سورۃ بقرہ میں ہے " وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کو بطورِ استشہاد یہاں ذکر کیا کہ إلا أماني "، کے معنی إلا ما يقرءون "، ہیں۔ اور تمنی بمعنی قرأت ہے۔

قولہ مَشِيدٍ "، اس سے اس آیت کریمہ : وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ "، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا گچ کئے ہوئے محل "، جص گچ کا معرب ہے۔ جوہری نے کہا: شَادَ يَشِيدُ شَيْدًا "، بمعنی جَصَّصَهُ "، میں نے اس کو گچ کیا "، قتادہ ربیع اور ضحاک نے کہا مَشِيد بمعنی طویل ہے۔ ضحاک نے روایت کی کہ یہ حضر موت شہر میں ایک کنواں تھا جس کا نام حاضورا تھا۔

حضرموت کا واقعہ

اس شہر کے چار ہزار آدمی حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جب اُنھوں نے دشمنوں کی تکالیف سے نجات پائی تو حضرت موت آگئے۔ اُن کے ساتھ صالح علیہ السلام بھی تھے جب وہاں آئے تو صالح علیہ السلام وفات پاگئے اس لئے اس کا نام حضر موت رکھا گیا! کیونکہ جب صالح علیہ السلام فوت ہوئے تو لوگوں نے حاضوراء (کنواں) بنایا اور وہ اس کنوئیں پر بیٹھ گئے انھوں نے اپنا ایک امیر بنا لیا جسے جلہس بن جلاس بن سُوید کہا جاتا تھا اور اس کا وزیر سخاریب بن سوادہ کو بنایا اور وہ بہت عرصہ وہاں رہے اور ان کی اولاد ہوئی۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی پھر اُنھوں نے بت پرستی شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حنظلہ بن صفوان پیغمبر بھیجا اس کو اُنھوں نے بازار میں شہید کردیا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا تو اُن کا کنواں بیکار ہوگیا اور مضبوط محلات تباہ و برباد ہوگئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کتنی ہی بستیاں ہم نے کھپا دیں کہ وہ ستمگار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور کتنے محل گچ کئے ہوئے۔

قولہ یَسْطُونَ "، اس سے اس آیت کریمہ : يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ "،

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى

۴۴۲۵ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ يَقُوْلُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا اٰدَمُ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادٰى

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد کے غیر نے کہا کہ يَسْطُوْنَ بمعنی يَفْرُطُوْنَ ہے جو کوئی جلدی کرے اور حد سے بڑھ جائے تو اسے کہتے ہیں " فَرَطَ عَلَيْهِ، يَسْطُوْنَ "، سطوہ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت پکڑنا "، یعنی قریب ہے کہ کافر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب پر سخت غصہ کرتے اور ان کی طرف بڑے ہاتھ اٹھاتے۔

قولہ یقالُ "، اس کا قائل فراء ہے يَسْطُوْنَ بمعنی يبطشون " ہے۔ کیونکہ مشرکین قریش جب کسی مسلمان کو سنتے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو وہ اس کو پکڑنے کے قریب ہو جائے۔

قولہ وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ "، یعنی اہل جنت کو قرآن کا الہام کیا گیا یہی طیب قول ہے۔

قولہ بِسَبَبٍ "، اس سے اس آیت کریمہ : فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ " کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "سبب" کی تفسیر کی کہ وہ اپنے گھر کی چھت سے رسی باندھے پھر گلا گھونٹ کر مر جائے۔

قولہ تَذْهَلُ "، اس سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تُشْغَلُ سے تفسیر کی۔ کہا جاتا ہے۔ ذَهَلْتُ عَنْ كَذَا "، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو لوگوں کو قیامت کے دن مست دیکھے گا وہ مست نہ ہوں گے

۴۴۲۵ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے اے اللہ! میں تیرے حضور کھڑا ہوں! اور بار بار کھڑا ہوں "، یعنی لبیک وسعدیک کہیں گے انہیں بلند آواز سے ندا کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ تجھے

Marfat.com

بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أُرَاهُ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَحِينَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيبُ الْوَلِيدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى

حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد سے ایک جماعت دوزخ کی طرف نکالو فرمایا ہر ہزار سے میرا خیال ہے کہ فرمایا "نوسوننانوے آدمی" اس وقت حاملہ عورت حمل وضع کر دے گی اور نوزائیدہ بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور تو لوگوں کو مست دیکھے گا وہ مست نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا لوگوں پر یہ بہت شاق گذرا حتی کہ ان کے چہرے متغیر ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج ماجوج سے نوسوننانوے اور تم میں سے ایک ہوگا۔ پھر تم ان لوگوں میں جو وہاں حاضر ہوں گے۔ مثل ایک سیاہ بال کے ہوگے جو سفید گائے کے پہلو میں ہوتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی ہوگے ہم نے اللہ کی تکبیر کہی۔ پھر فرمایا تم اہل جنت کے نصف ہوگے تو ہم نے اللہ اکبر کہا۔ ابو اسامہ نے اعمش سے روایت کی۔ تَرَى النَّاسَ وَمَا هُمْ بِسُكَارَى، یعنی ابو اسامہ نے کہا ہر ہزار سے نوسوننانوے، جریر، عیسٰی بن یونس اور ابو معاویہ نے سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى، پڑھا ہے۔

Marfat.com

۴۴۲۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ربع" ثلث اور نصف فرمایا حالانکہ یہ تینوں اعداد باہم مختلف ہیں اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح ظاہر ہوئے ہوں اور "قَالَ جَرِیْرٌ" ، سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی تین اشخاص نے اعمش سے روایت کی ہے اور لفظ "سُکَارٰی" اور لفظ سَکْرٰی میں مخالفت کی ہے اور مفرد صیغہ ذکر کیا جمع ذکر نہیں کیا ، اسی جزء کے اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تہائی اور نصف ہو گے۔ یہ خطاب اس وقت موجود صحابہ کرام سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ حاضرین کو غائبین پر اور مردوں کو عورتوں پر غلبہ دے کر فرمایا اور یہ باب تغلیب سے ہے جیسے سورج اور چاند کو قمرین کہتے ہیں لیکن ابتداءِ اسلام سے قیامت تک ساری امت مرحومہ مراد ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ اس امت کے لوگ درجات اور کمالِ مراتب کے اعتبار سے تین جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت حق تعالیٰ کے مقربین کی ہے جو اس کے حضور خواص ہیں۔ دوسری متقی نیک اور علماء کی جماعت ہے اور تیسری جماعت عام مومنین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے اعتبار سے چوتھائی اہلِ جنت فرمائی ہو اور تہائی دوسری جماعت کے اعتبار سے اور نصف عام اہلِ اسلام کے لحاظ سے فرمایا ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہو گی۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں مخالفت پائی جاتی ہے۔ نیز یہ دونوں حدیثیں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ" ، کے مخالف ہیں کیونکہ اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا جاتا ہے کہ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ سے مراد امت محمدی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا اہل جنت کا نصف ہونا جبکہ اس میں انبیاء کرام اور رُسل عظام اور پہلی ساری امتیں ہیں اس کے مخالف نہیں کیونکہ اکثریت پہلی امتوں کے اعتبار سے ہے مجموعہ امتین اور انبیاء کے اعتبار سے نہیں۔

نیز علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام امتوں کے مقربین ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی امتوں کے سابق اور مقرب لوگ امت محمدی سے زیادہ ہوں اور اس امت کے پیروکار پہلی نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہو۔ لہٰذا حدیث اور آیت کریمہ میں بھی مخالفت نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

(حدیث ۳۱۳۲ کی شرح بھی دیکھیں)

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ

شَكٍّ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ اَتْرَفْنَاهُمْ وَسَّعْنَاهُمْ ۴۴۲۶ — حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَاِنْ وَلَدَتِ امْرَاَتُهٗ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَاِنْ لَمْ تَلِدِ امْرَاَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سَوْءٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں

اگر اسے نفع ہو تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر نقصان ہو تو منہ کے بل پھر جاتا ہے وہ دُنیا اور آخرت میں خسارے میں ہے۔ " اَتْرَفْنَاهُمْ " ہم نے ان کو نعمتیں دیں اور وُسعت دی ،،

مجاہد سے روایت ہے کہ حرف بمعنی شک ہے۔ عطیہ نے ابو سعید سے روایت کی کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے کے بعد اس کی بصارت جاتی رہی مال ضائع ہو گیا اور اولاد فوت ہو گئی اس نے اسلام کو منحوس جانا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میری بیعت کو ختم کر دیں اور عقد مسلمانی دُور کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عقد مسلمانی دور نہیں کیا جاتا اسلام گناہوں کو دُور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دُور کرتی ہے تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قولہ اَتْرَفْنَاهُمْ بمعنی وَسَّعْنَاهُمْ ہے۔ یہ سورۃ مومنین

Marfat.com

كى آئت ہے ۔ اس جگہ سہوِ قلم سے لکھی گئی ہے ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

۴۴۲۶ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں ۔ اُنھوں نے کہا کوئی آدمی مدینہ منورہ آتا اگر اس کی بیوی لڑکے کو جنم دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ اچھا دین ہے ۔ اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے ۔

۴۴۲۶ ــــ شرح : نُتِجَتْ ،، صیغۂ مجہول ہے ۔ کہا جاتا ہے : نُتِجَتِ النَّاقَةُ فَهِيَ مَنْتُوجَةٌ جیسے کہا جاتا ہے : نُفِسَتِ الْمَرْءَةُ وَهِيَ مَنْفُوسَةٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ” یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے دین میں جھگڑا کیا “

۴۴۲۷ ــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ آئت کریمہ هٰذَانِ خَصْمَانِ الآيَة ،، یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے دین میں مخاصمت کی حمزہ اور ان کے دو ساتھیوں علی بن ابی طالب ، عبیدہ بن حارث اور ان کے مقابل عتبہ اور اس کے دو ساتھیوں شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ۔ جس روز اُنھوں نے بدر کی جنگ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا

بَابُ قَوْلِهٖ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ

۴۴۲۷ ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْهَاشِمٍ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُقْسِمُ فِيْهَا اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِیْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِیْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ عَنْ مِجْلَزٍ قَوْلَهٗ

Marfat.com

۴۴۲۸ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُو بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ ابْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ ـــ

اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے روایت کیا اور عثمان بن ابی شیبہ جریر بن عبد الحمید سے اُنھوں نے منصور ابن معتمر سے اُنھوں نے ابو ہاشم سے اُنھوں نے ابو مجلز سے اس کا قول ذکر کیا (یعنی یہ ابو مجلز کا قول ہے اور اس پر موقوف ہے) (حدیث ۳۷۱۷ کی شرح دیکھیں)

۴۴۲۸ ـــ ترجمہ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں پہلا شخص ہوں جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے خصومت کے لئے دو زانو بیٹھے گا۔ قیس نے کہا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قیس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کے روز مبارزت کی (مقابلہ کیا) وہ علی، حمزہ اور عبیدہ اور شیبہ ابن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

۴۴۲۸ ـــ شرح : پہلے تین مسلمان اور دوسرے تین کافر ہیں جو ان کے قریبی تھے۔ طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ اہل کتاب اور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حسن کے طریق سے بیان کیا کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد کے طریق سے روایت کی کہ یہ مومن اور کافر کا بعثت میں جھگڑا ہے۔ لیکن یہ کوئی منافات نہیں کیونکہ اگر کوئی آیت کریمہ کسی سبب نازل ہو تو اس قسم کے اور اسباب میں اس کا نازل ہونا ممتنع نہیں۔ (عینی)
واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ العلم!

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لَهَا سَابِقُوْنَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ خَائِفِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ فَسْئَلِ الْعَادِّيْنَ الْمَلَائِكَةَ لَنَاكِبُوْنَ لَعَادِلُوْنَ كَالِحُوْنَ عَابِسُوْنَ مِنْ سُلَالَةٍ اَلْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ

سُورۂ مؤمِنین

یہ سُورت مکی ہے اس کی آیات ۱۱۸ اور ایک سو اٹھارہ ہیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ سَبْعَ طَرَائِقَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : " وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور سُفیان بن عُیَیْنہ نے سبع طرائق کی تفسیر سات آسمانوں سے کی۔ سات آسمانوں کو سات طرق کہا کیونکہ یہ ایک دوسرے پر ہیں اور ہر ایک طریق ہے۔ ہر وہ شیٔ جو دوسری شیٔ کے اوپر ہو عرب اس کو طریق کہتے ہیں۔ کہا گیا یہ فرشتوں کے راستے ہیں۔

قولہ لَهَا سَابِقُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر : سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ ،، سے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ازل میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں سعادت اور نیک بختی کر دی ہے اس لئے یہ نیک کاموں کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ قولہٗ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ" اس سے اس آیت کریمہ" وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ" اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور وَجِلَة کی تفسیر خائفین سے کی،، اور وہ جو دیتے ہیں جو

Marfat.com

کچھ دیں اور اُن کے دِل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شراب پی اور چوری کی وہ اس حال کے باعث اللہ سے ڈرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نماز روزے کئے اس کے باوجود وہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

قولہ ھَیْھَاتَ،، اس سے اس آیت کریمہ ، ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ،،کی طرف اشارہ کیا اور اس کی بَعِید،، سے تفسیر کی۔

قولہ وَاسْئَلِ الْعَادِّیْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَادِّیْنَ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا عادِّین ،، فرشتے ہیں ،، ثعلبی نے کہا یہ فرشتے وہ ہیں جو حفاظت پر مامور ہیں حساب وکتاب کے فرشتے ہیں " یعنی وہ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما۔

قولہ تَنْکِصُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَکُنْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ تَنْکِصُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تنکصون بمعنی تَسْتَاْخِرُوْنَ ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ اُلٹے قدم پھرتے ہیں،،

قولہ لَنَاکِبُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاکِبُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ناکبون کی تفسیر عادِلُوْنَ سے کی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے پھرے ہوئے ہیں۔

قولہ کَالِحُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کَالِحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَابِسُوْنَ سے کی یعنی اُن کے چہروں کو آگ جلا دے گی اور وہ اس میں بُرے چہروں والے ہوں گے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا آگ اسے جلا دے گی اس کا اُوپر کا ہونٹ اُوپر کو چڑھ جائے گا اور سر کے درمیان چلا جائے گا اور اس کا نچلا ڈھیلا پڑجائے گا اور ناف تک لٹک جائے گا۔

قولہ مِنْ سُلَالَةٍ اس سے اس آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد کے غیر یعنی ابوعبیدہ نے کہا سُلالہ وَلَد ہے نُطفہ بھی سُلالہ ہے۔ عرب مرد کے لطفہ اور اس کے ولد کو سُلالہ اور سلیلہ کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سُلالہ کی تفسیر وَلَد سے کیسے صحیح ہے ؟ کیونکہ انسان وَلَد سے نہیں بلکہ امر بالعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وَلَد سلالہ کی تفسیر نہیں بلکہ ولد مبتدا اور سُلالہ خبر ہے یعنی سلالہ وہ ہے جو کسی شئی سے باہر آئے جیسے ولد اور نطفہ انسان سے باہر آتے ہیں۔

قولہ وَالْجِنَّةُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِہٖ جِنَّةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی

Marfat.com

سُوْرَةُ النُّوْرِ

مِنْ خِلَالِهِ مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ سَنَا بَرْقِهِ الضِّيَاءُ مُذْعِنِيْنَ يُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِيْ مُذْعِنٌ اَشْتَاتًا وَشَتّٰى وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ الْمِشْكٰوةُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّيَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِاَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِنَ الْاُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ

تفسیر میں کہا کہ جِنَّہ اور جنون ایک ہی شئ ہیں۔
قولہ وَالْغُثَآءُ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر زبد سے کی اور وہ جھاگ ہے جو پانی پر اٹھتی ہے اور اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا قتادہ نے کہا غُثَآءُ پرانی شئ ہے جو بوسیدہ ہو چکی ہو۔

سُوْرَۂ نُوْر

ابوالعباس، مقاتل، عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ساری سُورت مدنی ہے اس میں کسی کا اختلاف مذکور نہیں، اس کی چونسٹھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ مِنْ خِلَالِہٖ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهٖ کی طرف اشارہ کیا اور،، مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ،، سے اس کی تفسیر کی،، یعنی تو بارش کو دیکھتا ہے کہ وہ گہرے

Marfat.com

بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ مِّنِّیْ قُرْاٰنًا وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ تَأْلِیْفُ بَعْضِهٖ اِلٰی بَعْضٍ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا جَمَعْنَاهُ وَاَلَّفْنَاهُ فَاتَّبِعْ

بادلوں کے درمیان سے نکلتی ہے ،، خَلَلٌ بارش کی جگہ اور وَدَقٌ بارش ہے۔

قولہ سَنَا بَرْقِهٖ ،، اس سے اس آئت کریمہ یَکَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضیاء سے کی ،، یعنی اس کی شدت چمک نظروں کو لے جاتی ہے۔

قولہ مُذْعِنِیْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاِنْ یَّکُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یُقَالُ سے یہ اشارہ کیا کہ مُسْتَخْذِی کو مُذْعِن کہتے ہیں۔ یعنی اگر ان کے لئے حق ہو تو وہ عاجزی کرتے ہوئے اس کی طرف آتے ہیں۔ جوہری نے کہا یہ سرع کے معنی میں ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے خَذَتِ النَّاقَةُ تَخْذِی یعنی اونٹنی تیز دوڑی ،، مُذْعِنٌ اِذْعَان بمعنی اسراع سے ہے۔ زجاج نے کہا اَذْعَنَ لِیْ بِحَقِّیْ ،، جو میں اس سے چاہتا تھا اس میں میری موافقت کی اور اس کی طرف تیز چلا ،،

قولہ اَشْتَاتًا ،، اس سے اس آئت کریمہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی تم پر اکٹھے اور علیحدہ علیحدہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اور شَتّٰی ، شَتَاتٌ اور شَتٌّ ہم معنی ہیں اور ان کا ماخذ ایک ہی ہے اگرچہ اشتات جمع اور شت مفرد ہے۔

قولہ قال ابن عباس ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَنْزَلْنَاهَا بَیَّنَّاهَا بمعنی فَرَضْنَاهَا ہے۔ اور ابن عباس کے غیر یعنی ابو عبیدہ نے کہا قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سورتیں جمع ہیں اور سورت کو سورت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دوسری سورت سے جدا ہے۔ جب بعض کو دوسرے بعض کے ساتھ ملایا جائے تو اس کا نام قرآن ہے۔ سعد بن عیاض ثمالی نے کہا "مشکوٰۃ" بمعنی طاقچہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول : اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ،، یعنی اس آئت میں جمع اور قرآن کے معنی ترکیب دینا اور بعض کو بعض آیات کے ساتھ ملانا ہے۔

قولہ فَاِذَا قَرَءْنَاهُ ،، یعنی جب ہم اس کو جمع کر دیں اور ایک دوسرے سے جوڑ دیں تو اس کے مضمون کی پیروی کرو یعنی جو چیز اس میں جمع کی گئی ہے پس جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہ۔ کہا جاتا ہے اس کے شعر کا قرآن نہیں یعنی اس کے شعر کی تالیف نہیں۔ قرآن کو فرقان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے جس عورت کے پیٹ میں بچہ جمع نہ ہوسکے اس کو کہا جاتا ہے۔ مَا قَرَءَتْ بِسَلًا قَطُّ مادہ کے پیٹ میں ایک پردہ سا ہوتا ہے جس میں بچہ رکھا جاتا ہے اس کو "سَلًا" کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قال سعد بن عیاض سے امام بخاری کے اس قول "فِیْ بَطْنِهَا وَلَدًا" تک قرآن کے معنی کا بیان ہے کہ وہ بمعنی جمع ہے۔

Marfat.com

قُرْآنَهُ أَيْ مَا جُمِعَ فِيهِ فَاعْمَلْ أَمْرَكَ وَانْتَهِ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ وَيُقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ أَيْ تَالِيفٌ وَسُمِّيَ الْفُرْقَانَ لِأَنَّهُ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَيُقَالُ لِلْمَرْأَةِ مَا قَرَأَتْ سَلًى قَطُّ أَيْ لَمْ تَجْمَعْ فِي بَطْنِهَا وَلَدًا وَقَالَ فَرَّضْنَاهَا أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَةً وَمَنْ قَرَأَ فَرَضْنَاهَا يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا لَمْ يَدْرُوا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ

بَابٌ قَوْلُهُ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ

۴۴۲۹ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا

قَالَ فَرَّضْنَاهَا " یعنی فَرَّضْنَاهَا بتشدید الرّاء کے معنیٰ یہ ہیں ہم نے قرآن میں مختلف فرائض اور واجبات نازل کئے اور جس نے فَرَضْنَا بتخفیف الرّاء پڑھا ہے وہ فرض بمعنی قطع سے مشتق ہے۔ یعنی اللہ فرماتا ہے۔ ہم نے تم پر اور جو کوئی قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے سب پر فرض کیا ہے۔

قولہ أُولِي الْإِرْبَةِ " اس سے اس آیت کریمہ : غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ " کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں شعبی نے کہا أُولِي الْإِرْبَةِ " وہ آدمی ہیں جن کو کوئی حاجت نہیں ان میں شہوت نہیں اور وہ تمہارے تابع رہتے ہیں تاکہ تمہارا بچا ہوا الطعام پائیں ان کو عورتوں کی حاجت نہیں اور نہ وہ ان کو چاہتے ہیں

قولہ أَوِ الطِّفْلِ " اس سے اس آیت کریمہ " أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَمْ يَدْرُوا الخ سے کی یعنی بچپن کی وجہ سے وہ عورتوں کی خواہش نہیں کرتے شعبی نے کہا طفل واحد اور جمع آتا ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ " غیر اولی الاربۃ وہ ہیں جن کا مقصد صرف پیٹ ہے اور وہ احمق ہے۔ اس سے عورتوں کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ طاؤس نے کہا وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہیں (ان میں شہوت نہیں)

Marfat.com

الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ ابْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَتَى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے سوا اُن کا کوئی گواہ نہ ہو!"

توان میں سے ایک کی گواہی یہ ہونی چاہیئے کہ وہ
چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں"

۴۴۲۹ — ترجمہ : زُہری نے سہل بن سعد انصاری سے روایت کی کہ عُویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور وہ (انصار کے قبیلہ) بنی عجلان کے سردار تھے اور کہا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کردے؟ تو تم قصاصًا اس کو

Marfat.com

اللّٰہُ فِی کِتَابِہٖ فَلَاعَنَہَا ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ حَبَسْتُہَا فَقَدْ ظَلَمْتُہَا فَطَلَّقَہَا فَکَانَتْ سُنَّۃً لِمَنْ کَانَ بَعْدَہُمَا فِی الْمُتَلَاعِنَیْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِہٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَیْنَیْنِ عَظِیْمَ الْاَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَیْہَا وَاِنْ جَاءَتْ بِہٖ اُحَیْمِرَ کَاَنَّہٗ وَحَرَۃٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ کَذَبَ عَلَیْہَا فَجَاءَتْ بِہٖ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِیْقِ عُوَیْمِرٍ فَکَانَ بَعْدُ یُنْسَبُ اِلٰی اُمِّہٖ

قتل کر دے گے وہ کیا کرے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو۔ عاصم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم (اور پہلا کلام عرض کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوالات کو اچھا نہیں جانتے تھے اور معیوب سمجھتے تھے۔ عویمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتی کہ اس مسئلہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں گا پس عویمر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے کیا اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ (اسے قتل نہ کرے) کیا کرے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں آیت نازل کی ہے اور ان دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا جو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے پس عویمر اپنی بیوی سے لعان کیا۔ پھر کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا ہے اور اس کو طلاق دے دی پھر ان کے بعد یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ جاری ہوا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو! اگر اس نے سیاہ فام بچہ کو جنم دیا جو سیاہ آنکھوں والا بڑے بڑے سرینوں والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میرا خیال ہے عویمر نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ اور اگر اس نے سرخ بچے کو جنم دیا گویا کہ وہ سام ابرص ہے تو میں عویمر کو یہی خیال کروں گا کہ اس نے اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولا ہے۔ پس اس عورت نے اسی صفت والے بچہ کو جنم دیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کی تصدیق کے متعلق فرمایا تھا۔ اس کے بعد وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتا تھا۔"

Marfat.com

۴۴۲۹ — **شرح** : اس حدیث سے حضرات فقہاء کرام نے چند مسائل استنباط کئے ہیں - منجملہ ایک یہ کہ شریعت کا دارو مدار ظاہر حال پر ہے۔ اسرار کو خدا جانتا ہے۔ دوئم جس سوال میں کسی مسلمان کی بے عزتی ہوتی ہو وہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے اور نہ ہی اس کو پسند کرنا چاہیے۔ سوئم اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ فلاں شخص نے اس کی بیوی سے زنا کیا ہے اور اس کو قتل کر دے جمہور علماء کہتے ہیں قاتل کو بطور قصاص قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر چار گواہ یہ کہہ دیں کہ اس نے زنا کیا تھا یا اس کے وارث اقرار کریں تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ جبکہ مقتول محصن ہو بعض شافعی کہتے ہیں۔ اگر کسی نے زانی محصن کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں، چہارم لعان مشروع ہے جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ : وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ " سے ظاہر ہے یہ لعان مرد سے حدِ قذف دور کرے گا اور عورت سے حدِ زنا دور کرے گا۔ پنجم یہ کہ لعان امام، قاضی اور لوگوں کے ہجوم میں ہونا چاہیے ششم صرف لعان کرنے سے بیوی خاوند میں تفریق نہ ہوگی بلکہ حاکم کے حکم سے فرقت ہوگی۔ امام ابوحنیفہ، امام احمد اور سفیان ثوری کا یہی مسلک ہے۔ کیونکہ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو مرد کو طلاق دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں جدائی کر دی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ امام مالک، احمد، اسحٰق کا بھی یہی مسلک ہے کہ نفس لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ پھر علماء میں یہ اختلاف ہے کہ متلاعنین (جنہوں نے لعان کیا ہے) کے درمیان تفریق فسخ ہوگا یا طلاق ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، امام محمد، ابراہیم نخعی اور سعید بن مسیب کے نزدیک یہ ایک طلاق ہوگی۔ امام مالک اور امام شافعی اس کو فسخ کہتے ہیں۔ ہفتم احکام میں شبہ کا اعتبار ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کا اعتبار کیا تھا، لیکن اس پر فیصلہ نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے اقویٰ دلیل موجود ہوتے ہوئے اس پر فیصلہ صحیح نہیں اسی لئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہٖ شبہ دیکھا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کرو اور بچہ کا فیصلہ شبہ پر نہ کیا بلکہ فرمایا : اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ "، کیونکہ یہ شبہ سے قوی تر دلیل ہے اور قیافہ میں شبہ پر حکم کیا کیونکہ وہاں شبہ سے اقویٰ دلیل موجود نہ تھی، ہشتم ملاعنہ عورت اور اس کے بچے میں وراثت ثابت ہے کیونکہ وہ اپنی والدہ کی طرف منسوب ہے؛ چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا "، امام احمد نے کہا جب اس بچے کی وارث صرف اس کی ماں ہو تو وہی اس کا عصبہ ہے اور اس کے سارے ترکہ کی وارث ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کی والدہ تنہا وارث ہو تو اس کا سارا ترکہ لے گی لیکن ایک تہائی فرض کے اعتبار سے باقی ترکہ اس پر رد ہو کر تقسیم ہوگا۔ نہم لعان کی شرط یہ ہے کہ بیوی خاوند میں ہو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ " وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ اسی لئے جب کسی عورت سے نکاح فاسد کیا پھر عورت کو تہمت لگائی تو لعان نہیں کیونکہ اُن میں زوجیت نہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں جب قذف بچے کے

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ،

۴۴۳۰ـ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُوالرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا رَاٰی مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِمَا مَا ذُکِرَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِیَ فِیْكَ وَفِی امْرَاَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَکَانَتْ سُنَّةً اَنْ یُّفَرَّقَ بَیْنَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ وَکَانَتْ حَامِلًا فَاَنْکَرَ حَمْلَهَا وَکَانَ ابْنُهَا یُدْعٰی اِلَیْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِی الْمِیْرَاثِ اَنْ یَّرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا

انکار کے باعث ہو تو لعان کریں گے۔ اسی طرح اگر بیوی کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیں پھر اس کو زناء کی تہمت لگائی تو لعان واجب نہیں۔ اگر رجعی طلاق دے کر تہمت لگائی تو لعان واجب ہے۔ اگر بیوی کی موت کے بعد تہمت لگائی تو احناف کے نزدیک لعان نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں اس کی قبر پر لعان کرے گا۔ دہم لعان کے ساتھ مرد سے حدِ قذف ساقط ہے۔ یازدہم لعان کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ بیّنہ قائم نہ کر سکے۔ دوازدہم لعان کی شرط یہ ہے کہ عورت زناء کا انکار کرے اگر وہ زناء کا اقرار کرلے تو لعان واجب نہیں بلکہ حدِ زناء واجب اور وہ رجم ہے اگر وہ شادی شدہ ہے ورنہ سو کوڑے ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پانچویں گواہی یہ دے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو ۔!،،

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ،

۴۴۳۰ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا (اگر وہ اس کو قتل نہ کرے) وہ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا جو قرآن کریم میں لعان ذکر کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اور تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ راوی نے کہا پھر ان دونوں نے لعان کیا (ایک دوسرے پر لعنت کی) اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اس نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا۔ پھر یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کر دی جائے (واقعہ یہ ہے) وہ عورت حاملہ تھی اس کے شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا وہ عورت کا بیٹا رہا اس کے نام پر پکارا جاتا تھا۔ پھر وراثت میں یہی طریقہ جاری ہوا کہ وہ اس عورت کا وارث ہوتا اور عورت اس بچے کی وارث ہوتی جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حصۂ وراثت مقرر کیا ہے۔

۴۴۳۱ — ترجمہ : اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ملاعنہ نفی ولد سے بھی ہوتا ہے جیسے زناء کی تہمت سے ہوتا ہے۔ لہذا اس صورت میں بھی قاضی دونوں کے درمیان لعان کرائے گا اور بچے کو اس کی ماں سے لاحق کر دے۔ امام مالک، ابوعبیدہ اور ایک روایت کے مطابق امام ابویوسف کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف سے مشہور روایت کے مطابق اور امام محمد، امام احمد اور زفر رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اگر شوہر بچے کی نفی کرے تو اس صورت میں ملاعنہ نہ ہوگا۔ وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان دونوں میں لعان قذف سے تھا حمل کے انکار سے نہ تھا جیسا کہ حدیث کی ابتداء سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز قائما حمل متشخص شئ نہیں کہ اس کی نفی سے قذف لازم آجائے کیونکہ حمل وہمی شئ ہے جس کا توہم کر لیا گیا ہے یہ لعان کو واجب نہیں کرتا۔ تمام علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اس بچے اور اصحاب فروض یعنی جن کی وراثت کے حصے مقرر ہیں اور وہ ماں کی طرف سے وراثت کے مستحق ہیں ان میں وراثت جاری ہوگی۔ لہذا ماں کی طرف سے جو اس کے بھائی بہنیں اور نانیاں وغیرہ ہیں ان میں حسب قانون وراثت تقسیم ترکہ ہوگی۔

Marfat.com

۴۴۳۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةَ اَوْحَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا عَلٰی امْرَاَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا يُبَرِّئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَاُنْزِلَ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَاَ حَتّٰی بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد عورت کا چار بار گواہی دینا کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اس سے حد دفع کریگا"

۴۴۳۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا تیری پشت پر حد قائم ہوگی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "جب ہم سے کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حدِ قذف قائم ہوگی۔ ہلال نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ وہ آیت ضرور نازل کرے گا جو میری پشت کو حد کے قائم ہونے سے بچائے گی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیات نازل کیں: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ" الخ یہ آیات پڑھیں حتی کہ "اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ" تک پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس عورت کو پیغام بھیجا

Marfat.com

الصَّادِقِينَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْسَلَ إِلَيْهَا فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوهَا وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ

پھر ہلال آیا اور پانچ بار گواہی دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے ؟ پھر عورت کھڑی ہوئی اور چار بار گواہی دی جب پانچویں بار ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا پانچویں بار کہنا غضب کو واجب کر دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ عورت کچھ رکی حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ گواہی سے رجوع کرے گی پھر اس نے کہا آج میں اپنی قوم کو رسوا نہ کروں گی اور لعان کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دیکھتے رہو اگر اس نے سیاہ آنکھوں والے موٹے سرینوں والے اور موٹی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی بچے کو جنم دیا (جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا حکم نہ ہوتا (لعان) تو میری اور اس عورت کی کچھ شان ہوتی (میں اس کو رجم کرتا)

۴۴۳۲ — شرح: یعنی اس بچے اور زانی میں پوری مشابہت پائی گئی ہے مگر شریعت اس عورت سے رجم ساقط نہ کرتی تو میں اس کو ضرور رجم کرتا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محض مشابہت سے رجم کرنا جائز ہے۔ حالانکہ علماء کہتے ہیں کہ چار گواہوں کی گواہی کے ثابت ہونے یا عورت کے چار مجالس میں چار بار اقرار کرنے سے رجم کیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کو کوئی اور حدیث ملی ہوگی اور انہیں یہ قول نہ پہنچا ہوگا۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ

۴۴۳۳ ـ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي الْقَاسِمُ ابْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

آیتِ لعان کے نزول کے سبب میں اختلاف کیا گیا ہے کہ یہ عُویمر کے تہمت لگانے کے سبب یا ہلال بن امیۃ کے قذف کے سبب نازل ہوئی ہے۔ بعض مفسرین نے کہا عویمر عجلانی کے سبب لعان کی آیت نازل ہوئی۔ انہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کا سبب ہلال بن امیۃ کا واقعہ ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں لعان کیا۔ داؤدی نے کہا ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک ہی وقت میں ہوں اور دونوں کے متعلق قرآن نازل ہوا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شاید دونوں نے قریب قریب وقت میں سوال کیا ہو اور آیت دونوں کے متعلق نازل ہوئی ہو اور ہلال بن امیۃ نے پہلے لعان کیا ہو لہٰذا دونوں اس کا مصداق ہو سکتے ہیں (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پانچویں گواہی یہ کہ اگر اس کا شوہر سچا ہو تو عورت پر اللہ کا غضب ہو"

۴۴۳۳ ـ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی اور اس کے بچے کا انکار کر دیا (کہ یہ بچہ میرا نہیں) یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اَفَّاكٌ كَذَّابٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر آپ نے عورت کے حق میں بچّہ کا فیصلہ کر دیا (کہ یہ عورت کا ہے) اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔

۴۴۲۳ — شرح: یہ شخص عجلانی ہے جس نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا کہ مجرد لعان سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بلکہ حاکم کا حکم ضروری ہے اور یہ ان پر بیّن حجت ہے جو کہتے ہیں کہ محض لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جن لوگوں نے جھوٹ بولا وہ تم میں سے ایک گروہ ہے اسے اپنے لئے بُرا

گمان نہ کرو! بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کو اپنے گناہ کے مطابق سزا ملے گی۔ اُن میں سے جس نے یہ بیڑا اُٹھایا ہے اس کو عظیم عذاب ہوگا،، اَفّاک معنی کذّاب ہے،،

تفسیر: یہ گروہ ان افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ایک عبد اللہ بن اُبی رئیس المنافقین تھا یہ در اصل کافر تھا اور خوفزدہ ہو کر کلمۂ اسلام پڑھتا تھا ظاہری اعتبار سے اس کو مسلمانوں میں سے شمار کیا ہے۔ دوسرے یزید بن رفاعہ تیسرے حسان بن ثابت یہ مشہور شاعر ہے چوتھے مسطح جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقرباء میں سے تھا پانچویں حمنہ بنت جحش جو ام المؤمنین زینب بنت جحش کی ہمشیرہ ہیں،، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کا بہتان لگانا تمہارے لئے بہتر ہے بُرا نہیں کیونکہ اس کے ضمن میں شرف و فضیلت کا اظہار ہے کہ تمہاری پاکدامنی میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ یہ خطاب

Marfat.com

۴۴۳۴ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ قَالَتْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ لَوْلَا جَآءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ

۴۴۳۵ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق، عائشہ صدیقہ اور صفوان بن معطل کو ہے " رضی اللہ تعالیٰ عنہم " اور ہر ایک آیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برآءت کرنے، اہل بیت کی پاکیزگی بیان کرنے اور جھوٹوں کے لئے وعید میں مستقل نازل ہوئی ہے۔

۴۴۳۴ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ " وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ " سے مراد عبداللہ بن اُبی بن سلول ہے۔ (سلول اس منافق کی ماں ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہ ہو جب تم نے اسے سُنا تھا کہ مُسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا " اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں "

۴۴۳۵ ــــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص

Marfat.com

حَدِيثَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا ... وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي

اور عُبیداللہ بن عبداللہ بن عُتبہ بن مسعود" رضی اللہ عنہم"، نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی جس وقت بہتان لگانے والوں نے ان کے متعلق جو کچھ بھی کہا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بہتان سے بری کر دیا۔ ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور ان میں سے بعض کی حدیث دُوسرے بعض کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے۔ اگرچہ اُن میں سے بعض دوسرے بعض سے زیادہ ضبط کرنے والے ہیں جو مجھے عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی وہ یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے تھے۔ جس کا نام نکلتا اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان میں ایک غزوہ میں قرعہ اندازی کی تو میرا حصہ نکلا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی جبکہ پردہ نازل ہو چکا تھا اور میں ہودج میں اُٹھائی جاتی تھی۔ اور اسی میں اُتاری جاتی تھی ہم چلتے رہے حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہو کر

Marfat.com

أَبْتَغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَحِّلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ
عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ
إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا نَأْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ
يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ
فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَ
ظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي
غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ
مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَادَّلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي
فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ
عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَاللهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً
غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ

واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کے قریب آئے ایک رات کوچ کرنے کا اعلان کیا تو میں کوچ کے اعلان کے وقت
اُٹھی اور چلتی ہوئی لشکر سے گزر گئی۔ جب میں نے رفع حاجت کر لی تو اپنے ہودج کے پاس آئی میں کیا دیکھتی
ہوں کہ میرا موتیوں کا ہار گر گیا ہے میں ہار کی تلاش میں رہی اور اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا اور جو لوگ میرا
ہودج اُٹھایا کرتے تھے وہ آئے اور میرا ہودج اُٹھا کر اسے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی اور
وہ یہ خیال کرتے رہے کہ میں ہودج میں ہوں اور حال یہ تھا کہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی تھیں ان کو گوشت
نے بھارا نہیں کیا تھا وہ بہت کم طعام کھاتی تھیں۔ ہودج اٹھانے والوں نے ہودج کے ہلکا ہونے کا خیال نہ
کیا جبکہ اس کو اُٹھایا۔ میں چھوٹی عمر کی لڑکی تھی۔ انھوں نے اونٹ کو اُٹھایا اور چل پڑے لشکر کے چلے جانے
کے بعد میں ان کے مقام میں آئی جبکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں اپنی جگہ

Marfat.com

بِي الرَّاحِلَةَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوْا مُوْغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْاِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ السَّلُوْلِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ لَا اَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ اَنِّيْ لَا اَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ اَرٰى مِنْهُ حِيْنَ اَشْتَكِيْ اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرِيْبُنِيْ وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَ مَا نَقِهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِيْ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا

کا قصد کیا جہاں میں ٹھہری ہوئی تھی اور یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب مجھے گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے۔ ایک وقت میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ نے مجھ پر غلبہ کیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن مُعَطّل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے اندھیرے میں آ رہے تھے اور صبح کے وقت میرے ٹھہرنے کی جگہ پر پہنچے اُنھوں نے سونے والے شخص کو دیکھا تو میرے پاس آئے اور جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا۔ کیونکہ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھا کرتے تھے جب اُنھوں نے مجھے پہچانا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ " کہا تو میں بیدار ہو گئی اور کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا بخدا اُس نے ایک کلمہ بھی مجھ سے بات نہ کی اور نہ ہی میں نے اُن کے اِنَّا لِلّٰہِ الخ کے بغیر اُن سے کوئی کلمہ سُنا حتّٰی کہ اُس نے اپنی سواری کو بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں پر دبا قدم رکھا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ میری سواری کو ہانکتے ہوئے چل پڑے اور جس نے اس بہتان کا بیڑا اُٹھایا تھا وہ عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ ہم مدینہ منورہ آئے تو میں بیمار ہو گئی حتی کہ ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی باتوں میں مشغول تھے اور میں اس سے کچھ نہ جانتی تھی حالانکہ مجھے بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مہربانی نہ پاتی تھی جو آپ سے اس وقت دیکھا کرتی تھی جب میں بیمار ہُوا کرتی تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر فرماتے کیسے حال ہے؟ پھر واپس چلے جاتے۔ پس یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی تھی اور مجھے شرارت کا کچھ علم نہ تھا۔ حتی کہ میں بیماری کے بعد باہر نکلی تو میرے ساتھ اُمّ مِسْطَح کھلے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے رفع حاجت کا وسیع میدان تھا ہم رات کے وقت دُوسری رات تک باہر نکلتے تھے اور رفع حاجت کے لئے

Marfat.com

إِلَى لَيْلٍ وَذَٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُتَّخَذَ الْكُنُفُ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ الْأُوَلِ فِي التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَأَذَّى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي قَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ أَيْ هَنْتَاهُ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا

باہر جانا اس سے پہلے تھا کہ ہم گھروں کے پاس بیت الخلاء بنائیں۔ رفع حاجت کے لئے جنگل کی طرف جانے میں ہمارا طریقہ پہلے عربوں کا طریقہ تھا۔ (کہ رات کے وقت عورتیں رفع حاجت کے لئے باہر جنگل میں جایا کرتی تھیں) اور گھروں میں بیت الخلاء سے ہمیں اذیت پہنچتی تھی۔ پس میں اور مسطح کی والدہ باہر گئیں وہ ابو رہم ابن عبد مناف کی بیٹی ہے۔ اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اس کا بیٹا مسطح بن اُثاثہ ہے پس میں اور مسطح کی ماں اپنے گھر کی طرف آئیں جبکہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکی تھیں ام مسطح اپنی چادر میں پھسل پڑی اور کہنے لگی مسطح مر جائے میں نے اُسے کہا تُو نے بُرا کہا ہے کیا تو ایسے آدمی کو گالی دیتی ہے جو جنگِ بدر میں حاضر تھا۔ اُس نے کہا اے فلاں کیا تو نے سُنا نہیں جو مسطح نے کہا ہے۔ راوی نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا اُس نے کیا کہا ہے۔ اُس نے بہتان سازوں کی ساری کہانی بیان کردی ام المؤمنین نے فرمایا میری بیماری پہلے سے زیادہ ہوگئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں ام المؤمنین نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ میں والدین کے پاس جاؤں۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ میں والدین کے پاس آئی اور اپنی والدہ سے کہا اے میری

Marfat.com

رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ
تِيكُمْ فَقُلْتُ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ
الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ
أَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِأُمِّي يَا أُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِي عَلَيْكِ
فَوَاللَّهِ لَقَلَّ مَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ
إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا
قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ
حَتَّى أَصْبَحْتُ أَبْكِي فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي
طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ
قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْلُكَ وَمَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ

ماں لوگ کیا باتیں کرتے ہیں۔ اس نے کہا اے پیاری بیٹی! اپنے لئے آسانی کرو غم نہ کرو۔ خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت عورت مرد کے پاس ہو۔ جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں مگر وہ اس پہ بہت باتیں کرتی رہتی ہیں۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں ساری رات روتی رہی حتیٰ کہ صبح ہوگئی میرے آنسو نہ رکتے تھے اور نہ میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا تھا (روتی رہی) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا جبکہ وحی نے اس معاملہ میں دیر کی" آپ ان دونوں سے اپنی بیوی کے فراق میں مشورہ لے رہے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اسامہ بن زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی مشورہ دیا جو وہ آپ کے اہل کی براءت کے متعلق جانتے تھے اور جو اپنے آپ میں اہل بیت سے محبت جانتے تھے۔ اسامہ نے

Marfat.com

يَا رَسُولَ اللهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ. فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ السَّلُولِ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کی بیوی ہے۔ ہم اُن کے متعلق بھلائی ہی جانتے ہیں اور علی المرتضیٰ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہ کرے گا۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ آپ بریرہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ ام المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بُلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کوئی چیز دیکھی ہے جس سے تجھے کوئی شک وشبہ ہوتا ہو۔ بریرہ نے کہا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے عائشہ پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اس پر معیوب دیکھوں اس سے زیادہ کہ وہ لڑکی کمسن ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو رہتی ہے پس گھریلو بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور[1] ؛ اہلبیت کے حق میں اذیت پہنچی ہے۔ خُدا کی قسم! میں نے اپنے اہل میں سوا بھلائی کے کچھ نہیں جانا اور اس تہمت میں جس مرد کو ذکر کیا ہے اس میں میں نے سوا بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی آیا کرتا تھا۔ پس

[1] اس روز عبداللہ بن ابی بن سلول کے متعلق انصاف چاہا۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ منبر شریف پر تھے۔ مجھے اس آدمی سے کون انصاف دلائے گا جس سے میرے ؛

Marfat.com

الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَمَكَثْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا

سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس شخص سے میں بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں اگر وہ ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کے حکم کو پورا کریں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں اُنھوں نے کہا حالانکہ اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھا، لیکن اس کو قومی غیرت نے اُبھارا اُس نے سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کرسکے گا اور نہ ہی تو اس کو قتل کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر اُسید بن حضیر کھڑا ہُوا وہ سعد بن معاذ کے چچا کا بیٹا ہے اُس نے سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے پس دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک اُٹھے حتیٰ کہ اُنھوں نے قصد کرلیا کہ باہم لڑ پڑیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ آپ ان کو خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چُپ ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ دن اس حال میں گذارا کہ میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی میں نے آنکھوں میں نیند کا سرمہ ڈالا (بیدار رہی) ام المؤمنین نے فرمایا

Marfat.com

جَالِسَانِ عِنْدِیْ وَاَنَا اَبْکِیْ فَاسْتَاذَنَتْ عَلَیَّ امْرَأَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ
لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْکِیْ مَعِیَ قَالَتْ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ یَجْلِسْ عِنْدِیْ مُنْذُ قِیْلَ
لِیْ مَا قِیْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا یُوْحٰی اِلَیْهِ فِیْ شَاْنِیْ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَۃُ فَاِنَّهٗ قَدْ
بَلَغَنِیْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِیْئَۃً فَسَیُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ
اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِیْ اللّٰهَ وَتُوْبِیْ اِلَیْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ
بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ اِلَی اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِیْ حَتّٰی مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَۃً
فَقُلْتُ لِاَبِیْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا قَالَ قَالَ

صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے اور میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ تو میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا اور نہ ہی میرے آنسو رکتے تھے۔ میرے والدین گمان کرتے تھے کہ میرا رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی مجھ سے اجازت طلب کی میں نے اُسے اجازت دے دی وہ بیٹھ کر میرے پاس رونے لگی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ ہم اسی حال میں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام فرمایا پھر بیٹھ گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس سے پہلے جب سے یہ قیل قال ہو رہی تھی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے مہینہ بھر گزر گیا میرے بارے میں آپ پر وحی نہ آئی تھی۔ ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھا یعنی "اشہدان لا الٰہ الا اللہ،، کہا پھر فرمایا اما بعد! اے عائشہ تمہاری طرف سے مجھے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور توبہ کرو کیونکہ جب انسان اپنے گناہ کا اعتراف کرلے پھر تائب ہو جائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

Marfat.com

وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ
إِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ
بِهِ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي
بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي
وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ

ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کر لیا تو میرے آنسو رُک گئے حتیٰ کہ میں ایک قطرہ آنسو محسوس نہ کرتی تھی۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ارشاد کا جواب دیں اُنہوں نے کہا بخدا! میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عرض کروں پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو اُنھوں نے بھی یہی کہا بخدا! میں نہیں جانتی ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پس میں نے کہا حالانکہ میں کمسن لڑکی تھی۔ میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔ اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا ہے کہ تم نے یہ بات سُنی ہے حتیٰ کہ یہ بات تمہارے دلوں میں بیٹھ گئی ہے۔ اور تُم نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں اس بات سے بریٔ الذمہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بریٔ الذمہ ہوں تو تم اس میں میری تصدیق نہیں کروگے اور اگر تمہارے پاس کسی بات کا اقرار کرلوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس بات سے بریٔ ہوں تو تم مجھے سچی کہوگے خُدا کی قسم! میں نے اپنے اور تمہارے لئے یوسف علیہ السّلام کے والد کے کلام کے سوا کچھ نہیں پایا اُنھوں نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ ،، جب اُنھوں نے کہا صبر اچھا ہے تمہاری باتوں پر اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے پہلو پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بریٔ ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برادت ظاہر کرے گا، لیکن اللہ کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جو پڑھی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کمزور تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے گا جس کی تلاوت ہوتی رہے گی ،، لیکن میں یہ اُمید رکھتی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تہمت سے بریٔ کرے گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ قَالَتْ وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَاْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاَكِ فَقَالَتْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمُ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَاءَتِيْ

اس مجلس سے جُدا نہ ہُوئے تھے اور نہ ہی اہلبیت سے کوئی باہر نکلا تھا حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ کو اس چیز نے پکڑا جو نزولِ وحی کے وقت آپ کو شدت پکڑا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ پر نازل شدہ قول کی گرانی اور بوجھ کے باعث سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے ٹپکتے تھے۔ ام المومنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بوجھ دُور ہُوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا ہے ام المؤمنین نے فرمایا میری والدہ نے مجھے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اُٹھ کر جائیں (آپ کا شکریہ ادا کریں) میں نے کہا بخدا! میں تو آپ کی طرف اُٹھ نہ جاؤں گی میں تو اپنے رب کا شکر ادا کروں گی (آپ نے اندروے ناز یہ فرمایا) ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا ، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

قَالَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ وَکَانَ یُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَ فَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحٍ شَیْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِیْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسَاکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ بَلٰی وَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِیْ کَانَ یُنْفِقُ عَلَیْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْاَلُ زَیْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِیْ فَقَالَ یَا زَیْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ وَرَاَیْتِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَیْرًا قَالَتْ وَهِیَ

فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں یہ نازل کیا تو ابوبکر صدیق نے کہا جبکہ وہ مسطح بن اثاثہ پر قرابت اور فقر کے باعث خرچ کیا کرتے تھے۔ بخدا! میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا یہ اس کے بعد کہا جو مسطح نے عائشہ کے بارے میں کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "لَا یَاْتَلِ اُولِی الْفَضْلِ مِنْکُمْ الْاٰیۃ" دُنیاوی اسباب میں زیادتی اور فراخی والے قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے قریب والوں اور مساکین اور مہاجرین پر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں گے وہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے اللہ غفور رحیم ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور مسطح پر خرچہ شروع کردیا جو اس پر خرچ کیا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا واللہ! میں مسطح سے کبھی بھی خرچہ نہیں روکوں گا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے واقعہ کے متعلق پوچھا کرتے تھے کہ اے زینب تو نے کیا جانا یا دیکھا ہے تو وہ کہتیں یا رسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں اپنے کان کی حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے یہ سُنا ہے اور نہ سُنا ہو اور اپنی آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے دیکھا ہے اور نہ دیکھا ہو۔ میں نے عائشہ سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہی زینب ہے

Marfat.com

الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ فَعَصَمَهَا بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ

جو مجھ پر ارتفاع شان اور بلندی مقام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عزت کی خواہش کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کے باعث بچایا اور اس کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش اپنی بہن کے لئے جھگڑا کرتی رہی اور بہتان باندھنے والوں میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگئی،،

۴۴۳۵ — شرح: ابوذر کے نزدیک پہلی آیت کریمہ اسی طرح ہے "لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۔ اَلْكَاذِبُونَ تک۔ ابوذر کے غیر کی روایت میں ہے لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا "یہاں مسلمانوں کو خطاب ہے جو اس بہتان میں شریک تھے۔ یعنی جب تم نے منافقوں سے سنا تھا تو کیوں نہیں کہا ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ہم ایسی باتیں کریں بعض علماء نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے یہ گمان کیوں نہیں کیا جو کسی مرد کے متعلق گمان کیا جاتا ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پاس تنہائی میں بیٹھا ہو یا کوئی عورت جو اپنے بیٹے کے پاس تنہائی میں ہو کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں ان کے ساتھ خلوت میں وہی گمان کیا جانا واجب ہے جو ماں بیٹے کی خلوت کے وقت گمان کرتی ہے "سُبْحَانَكَ" تعجب کے لئے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں تو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں یہ تو بہتانِ عظیم ہے اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور اس پر وہ چار گواہ کیوں نہیں لائے جب وہ گواہ نہیں لا سکتے ہیں تو اللہ کے نزدیک ظاہر و باطن میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ بظاہر گواہ لاتے تو ظاہر حکم میں جھوٹے نہ ہوتے اور باطن میں تو یہ جھوٹے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بیویوں پر یہ صورت ممتنع اور محال ہے اور جب گواہ نہیں لائے تو ظاہر میں بھی جھوٹے ہیں"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی تفتیش میں حضرات صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے استفسار فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں میں نجاست پیوست ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ نجاست آلود مکھی آپ کے جسم پاک کے ساتھ ملے جو اس سے زیادہ نجس حال پر مشتمل ہو یہ ناممکن ہے کہ آپ کے حرم کے متعلق ایسی نجس حالت کا تصور ہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ اٹھا لیا ہے۔ تاکہ کہیں غلاظت پر نہ پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کی اس قدر حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرم پاک کی ایسی غلاظت سے کیوں حفاظت نہ کرے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاؤں اقدس کی جوڑے پاک میں آلودگی ہو تو اللہ تعالیٰ جبرائیل بھیج کر آپ کو خبردار کرتا ہے

Marfat.com

تو اس سے کہیں زیادہ آلودگی سے کیونکر خبردار نہ کرے گا۔ بخاری کی روائت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ پر تنگی نہیں کرتا عائشہ کے سوا اور عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام ام المؤمنین کے خلاف ہرگز نہیں اور نہ ہی آپ نے اس سے ام المؤمنین کے فراق کا ارادہ کیا تھا بلکہ آپ نے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غائت غم واندوہ میں دیکھا جو منافقوں کے بہتان سے ہُوا تھا تو اُنھوں نے اس صورت میں تسلی و اطمینان کی وجہ اختیار کی اور یہ عرض کیا تھا۔ بعض کوتاہ بینوں نے کچھ اور سمجھ لیا کہ حضرت علی نے یہ اس لئے کہا تھا کہ آپ کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے عناد تھا (معاذ اللہ) کاملانِ اہلِ اسلام سے ناممکن ہے کہ ان کے قلوب میں ایسا تخیل ہو جس کو عام سفیہ انسان بھی تصور میں جگہ نہیں دیتے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بریرہ سے دریافت فرمائیں وہ آپ سے سچ کہے گی کیونکہ عورتیں ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتی ہیں۔ بریرہ سے پوچھا تو اُس نے کہا وہ کمسن لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری آٹا کھا جاتی ہے ایسی بچی کو ایسے عظیم غلیظ کردار سے کیا واسطہ اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق سے بھیجا ہے میں نے عائشہ میں کوئی عیب نہیں دیکھا ہے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا: یَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ یَعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ ، قولہ من یعذرنی اس کے معنی ہیں من یقوم بعذری اس امر میں میری کون مدد کرے گا۔ عذیر کے معنی ناصر ہیں۔

قولہ فقام سعد بن معاذ آہ سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مدد کروں گا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی عیاض نے اس روائت میں اشکال کیا ہے کہ یہ قضیۂ غزوۂ مریسیع میں ظہور پذیر ہُوا اور یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے حالانکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے تھے جبکہ غزوۂ خندق چار ہجری میں ہُوا تھا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ یہاں سعد کا نام ذکر کرنا راوی کا وہم ہے جس نے یہ کہا ہے وُہ اُسید بن حُضیر کے بھائی کی اولاد سے ہے۔ بعض نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ غزوۂ مریسیع پانچ ہجری میں ہُوا ہے۔ اور غزوۂ خندق اس کے بعد ہُوا ہے۔ واقدی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غزوۂ خندق چار ہجری میں ہُوا ہے اور کہا کہ غزوہ مریسیع، غزوہ بنی مصطلق ہی ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ یہ چھ ہجری میں ہُوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا چار ہجری میں ہُوا تحقیق یہی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے؛ چنانچہ مغازی میں مذکور ہے کہ پانچ ہجری میں ہُوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افک کا واقعہ غزوۂ مریسیع میں ہُوا۔ لہٰذا امام کے قول کے مطابق یہ اشکال باقی رہتا ہے۔

قولہ رَجُلًا صَالِحًا ، یعنی سعد بن عبادہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو خاندانی غیرت نے برانگیختہ کر دیا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سعد کی صلاح کی نفی فرماتی ہیں گمان یہ ہے کہ اس کے بعد سعد نے توبہ کر لی تھی اور کئے پر پشیمان ہُوئے تھے۔ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ کامل صلاح کی نفی مراد ہے۔ جیسا کہ واقدی نے روائت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! کتاب الشہادت میں حدیث الافک کی واضح تشریح مذکور ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَلَقَّوْنَهٗ يَرْوِيْهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ تُفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ

۴۴۳۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ اُمِّ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس میں تمہیں بڑا عذاب پہنچتا"

مجاہد نے کہا تم میں سے بعض دوسرے بعض سے اس طرح روایت کرتے تھے کہ جب کوئی مرد دوسرے مرد سے ملاقات کرتا تو افک کی باتیں کرتے "تُفِيْضُوْنَ یعنی تَقُوْلُوْنَ ہے۔ یہ کلمہ سورۂ یونس میں ہے اور "اَفَضْتُمْ کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے"

۴۴۳۶ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُمِّ رُومان سے روایت ہے انھوں نے کہا جب عائشہ کو تہمت لگائی گئی تو وہ غش سے گر پڑیں

۴۴۳۶ — شرح : یعنی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو وہ اس کے سنتے ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئیں۔ خطیب نے اس حدیث پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی کہ ام رومان سے مسروق نے سماعت نہیں کی کیونکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ شریف میں وفات پا گئی تھیں۔ اُس وقت مسروق کی عمر صرف چھ برس تھی پس ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے شیخ ابن حجر نے مقدمہ میں جواب دیا کہ بخاری نے صحیح کہا ہے کیونکہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ اِلَى الْوِزْرِ

۴۴۳۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

امّ رومان کی وفات کا راوی علی بن زید بن جدعان ہے اور وہ ضعیف ہے۔ درست یہ ہے کہ ام رومان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت مدت بقیدِ حیات رہیں اور مسروق نے اُن سے یہ حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں سُنی تھی۔

باب۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دُوسرے سے سُن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے "

۴۴۳۷ — ترجمہ: ابن جریج نے بیان کیا کہ ابن ابی مُلیکہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سُنا وہ پڑھتی تھیں:

"اِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ"

۴۴۳۷ — شرح: یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا " تَلِقُوْنَهٗ " میں تخفیفِ قاف پڑھتی تھیں اور یہ " وَلَقَ يَلِقُ " سے ماخوذ ہے جب کوئی شخص جھوٹ بولے تو کہا جاتا ہے " وَلَقَ الرَّجُلُ " اس آدمی نے جھوٹ بولا "

Marfat.com

بَابُ قَوْلُہٗ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

۴۴۳۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَاْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوْبَةٌ قَالَتْ اَخْشٰى اَنْ يُّثْنِيْ عَلَيَّ فَقِيْلَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وُّجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ اِئْذَنُوْا لَهٗ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِيْنَكِ قَالَتْ بِخَيْرٍ اِنِ اتَّقَيْتُ قَالَ فَاَنْتِ بِخَيْرٍ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكْرًا غَيْرَكِ وَنَزَلَ عُذْرُكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهٗ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَثْنٰى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا گمان ہے"

۴۴۳۸ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا انھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے پہلے اُن سے اجازت طلب کی جبکہ وہ موت میں مغلوب تھیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ ابن عباس میری مدح وثنا کرے گا (اس کے باعث ابن عباس کو اجازت دینے میں تاخیر کی)، آپ سے کہا گیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور

Marfat.com

۴۴۳۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
اِسْتَاذَنَ عَلٰى عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ نِسْيًا مَنْسِيًّا

بَابُ قَوْلِهِ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهِ اَبَدًا

۴۴۴۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ

بزرگ مسلمانوں میں سے ہیں فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو! ابن عباس نے کہا (اے ام المؤمنین) اپنے آپ کو کس حال میں پاتی ہو۔ فرمایا اگر میں اہل تقویٰ سے ہوں تو خیر ہے۔ ابن عباس نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ آپ خیر سے ہیں (آپ کی عاقبت بخیر ہے) آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں آپ نے تمہارے سوا کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارا عذر آسمان سے نازل کیا (جبکہ منافقوں نے تہمت لگائی تھی)۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عباس کے چلے جانے کے بعد عبداللہ ابن زبیر آئے تو مائی صاحبہ نے فرمایا ابن عباس آئے تھے انھوں نے میری مدح و ثناء کی میں خواہش کرتی ہوں کہ میں اس وقت نیست و نابود ہوتی (تاکہ وہ میری تعریف نہ کرتے)

۴۴۳۹ ـ ترجمہ: قاسم نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور پہلے طرح بیان کیا، لیکن نسیا منسیا،، ذکر نہیں کیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو"

۴۴۴۰ ـ شرح: مسروق سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ اَتَأْذِنِيْنَ لِهٰذَا قَالَتْ اَوَلَيْسَ قَدْ اَصَابَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ قَالَ سُفْيٰنُ تَعْنِيْ ذَهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ ۞ وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ ۞ قَالَتْ لٰكِنْ اَنْتَ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

۴۴۴۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ ابْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ ۞ ۞

نے فرمایا حسان بن ثابت آئے جب کہ وہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ میں نے کہا آپ اس کو اندر آنے کی اجازت دیں گی؟ ام المؤمنین نے کہا کیا اس کو عذاب عظیم نہیں پہنچا ہے۔ سفیان نے کہا ان کی مراد یہ تھی کہ ان کی بصر جاتی رہی ہے۔ (حسان بن ثابت آخر میں نابینا ہو گئے تھے) پھر حسان نے یہ شعر پڑھے: وہ پاک اور عفیفہ ہے عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی جو بُرے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی (کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن تم (یعنی تو نے اہل افک کے ساتھ مل کر غیبت کی تھی)

۴۴۴۰ — شرح: کسی مسلمان بھائی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ " اس لئے فرمایا وہ عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے یہ کہتے ہو حالانکہ تم نے بہتان سازوں کے ساتھ مل کر میری غیبت کی تھی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے!

۴۴۴۱ — ترجمہ: مسروق نے کہا حسان بن ثابت آئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

وَنُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ، قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدَعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِيْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰی وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابٌ قَوْلُهٗ إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھے۔ ام المؤمنین عفیفہ پاک دامن ہے، عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی جو بُرے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عفائف عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں (وہ کسی عورت کی غیبت نہیں کرتی ہے) ام المؤمنین نے فرمایا لیکن تم تو ایسے نہیں ہو۔ مسروق نے کہا میں نے کہا ایسے شخص کو اپنے پاس آنے سے چھوڑیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل کی ہے۔ وہ شخص جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے " ام المؤمنین نے فرمایا اندھا ہو جانے سے بڑا عذاب کیا ہوگا؟ ام المؤمنین نے فرمایا حسان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کی ہجو کو رد کیا کرتا تھا۔

۱۴۴۴ — شرح: قولہ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ " علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہاں اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وَالَّذِيْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ " یعنی جس نے ام المؤمنین پر بہتان لگانے میں سب سے بڑا حصہ لیا وہ حسان بھی ثابت تھے حالانکہ معتمد علیہ بات یہ ہے کہ وہ اُبی بن عبداللہ بن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک قول کے مطابق حسان نے بہتان میں بہت حصہ لیا تھا۔ لہٰذا اشکال خفیف ہے "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے اُن کے لئے دردناک عذاب ہے دُنیا و آخرت میں، " اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو " اور اگر اللہ کا فضل

Marfat.com

وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ
رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْآ
اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا
اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہایت مہربان والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے "

شرح: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر نسفی سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی بن سلول حسان بن ثابت اور مسطح کو حدِ قذف لگائی۔ ابوداؤد نے ذکر کیا حسان کو حد لگائی گئی تھی۔ طحاوی نے کچھ زیادہ ذکر کیا کہ اسی کوڑے لگائے گئے۔ اسی طرح حمنہ بنت جحش کو بھی حدِ قذف لگائی تاکہ ان کے گناہ کا کفارہ ہو جائے اور آخرت میں ان سے مؤاخذہ نہ ہو۔ طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن ابی بن سلول کو حد نہیں لگائی گئی تاکہ آخرت میں اس کے عذاب میں کمی نہ ہو یا فتنہ فرو کرنے کے لئے اس کو حد نہیں لگائی گئی۔ اس میں اس کی قوم کی تالیف بھی تھی۔ قشیری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کو اسی کوڑے لگائے گئے تھے قولہ تشیع بمعنی تظہر ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

قولہ قَالَ اَبُوْ اُسَامَۃَ "بعض نسخوں میں قَالَ ابوعبداللہ قَالَ ابو اسامہ ہے۔ علامہ کرمانی نے نقل کیا بعض نسخوں میں مد حَدَّثَنَا حمید الربیع الخزاز۔ بعض نے کہا مستملی کی فربری سے روایت میں حَدَّثَنَا

Marfat.com

ابنُ عُروَةَ قالَ أخبرني أبي عن عائشةَ قالت لمّا ذُكِرَ مِن شأني الّذي ذُكِرَ وما علِمتُ بهِ قامَ رسولُ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ في خطيبًا فتشهّدَ فحمِدَ اللهَ وأثنى عليهِ بما هوَ أهلُهُ ثمّ قالَ أمّا بعدُ أشيروا عليَّ في أُناسٍ أبَنُوا أهلي وايمُ اللهِ ما علِمتُ على أهلي مِن سوءٍ وأبَنُوهم بمَن واللهِ ما علِمتُ عليهِ مِن سوءٍ قطُّ ولا يدخُلُ بيتي قطُّ إلّا وأنا حاضرٌ ولا غِبتُ في سفرٍ إلّا غابَ معي فقامَ سعدُ بنُ معاذٍ فقالَ ائذَنْ لي يا رسولَ اللهِ أن نضرِبَ أعناقَهم وقامَ رجلٌ مِن بني الخزرجِ وكانت أُمُّ حسّانَ بنِ ثابتٍ مِن رهطِ ذلكَ الرّجلِ فقالَ كذبتَ أما واللهِ إن لو كانوا مِن

حمید بن الربیع قال اخبرنا ابواُسامہ ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ یہ بہت بڑی خطاء ہے۔ علامہ عینی نے کہا کرمانی پر یہ مواخذہ نافہمی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ کرمانی نے اس طرح نہیں کہا بلکہ اُنھوں نے کہا ،، حدثنا ،، حمید بن الربیع ،، یہ اُس نے وہ نقل کیا ہے جو بعض نسخوں میں واقع ہے۔ اس نقل میں اس پر کوئی شئی لازم نہیں۔

قولہ عن ھشام بن عروہ ،، ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میرے متعلق جو کچھ کہا گیا میں نے اس وقت کچھ نہ جانا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد۔ مجھے مشورہ دو اور ان لوگوں کے بارے میں کوئی بات کہو کہ جنہوں نے میری بیوی کو تہمت لگائی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کے متعلق کوئی بُرائی نہیں دیکھی اور اُنھوں نے ایسے شخص کے متعلق تہمت لگائی ہے بخدا میں نے اس میں کوئی بُرائی نہیں جانی ہے۔ وہ میرے گھر کبھی داخل نہ ہوتا تھا مگر میں گھر میں موجود ہوتا تھا اور میں کسی سفر میں غائب نہیں ہوا مگر وہ میرے ساتھ غائب رہا (میں اس کی صلاحیت اور تقویٰ جانتا ہوں) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، مجھے اجازت فرمائیں ان لوگوں کی گردنیں اُڑا دی جائیں۔ بنی خزرج سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ (سعد بن عبادہ) حسان بن ثابت کی والدہ اس شخص سعد بن عبادہ کے قبیلہ سے ہے۔ اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے خبردار بخدا ،، اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوتے تو اُن کی گردنیں اڑانا پسند نہ کرتا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں کوئی شر پیدا ہو جائے اور مجھے کچھ

Marfat.com

الْأَوْسِ مَا أَجَبْتُ أَنْ تَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ

معلوم نہ ہو۔ جب اس دن کی شام ہوئی تو میں رفع حاجت کے لئے باہر نکلی جبکہ میرے ساتھ مسطح کی والدہ تھی۔ وہ پھسل پڑی اور کہا مسطح مرجائے میں نے اسے کہا اے مائی اپنے بچّہ کو گالی دیتی ہے۔ اور خاموش رہی پھر وہ دوسری بار پھسل کر گری تو کہا مسطح مرجائے۔ میں نے کہا تو اپنے بیٹے کو گالی دیتی ہے؟ پھر وہ تیسری بار پھسل کر گری تو کہا مسطح مرجائے۔ اس بار میں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی تو اُس نے کہا بخدا! میں اس کو صرف آپ کی وجہ سے گالی دیتی ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا میرے کس کام میں اسے گالی دیتی ہے۔ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا میں نے کہا ایسا ہُوا ہے اُس نے کہا خدا کی قسم! ایسی بات ہُوئی ہے۔ پس میں اپنے گھر کو لوٹی جس کے لئے میں گھر سے نکلی تھی اسے میں تھوڑا اور بہتا نہ پایا یا دہشتِ واقعہ سے رفع حاجت جاتی رہی) اور مجھے بخار آگیا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے میرے والد کے گھر بھیجیں تو آپ نے میرے ساتھ غلام بھیجا۔ میں اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو ام رومان کو نچلے حصّہ میں پایا اور ابوبکر بالاخانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی کیسے آئی ہو؟

میں نے اسے خبر دی اور افک کا واقعہ ذکر کیا اچانک دیکھا کہ انھیں اس سے رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا اُنھوں نے کہا اے میری پیاری بیٹی اتنا فکر نہ کرو! خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت کسی مرد کے پاس ہو وہ اس سے محبت کرتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس میں باتیں کی جاتی ہیں۔ جب اسے اتنا رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا تو میں نے کہا میرے والد کو اس کا علم ہے کہا جی ہاں! (وہ بھی جانتے ہیں) میں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں؟ کہا ہاں آپ بھی جانتے ہیں مجھے آنسو آگئے اور میں بلند آواز سے رونے لگی تو ابوبکر صدیق نے میری آواز سُن لی جبکہ وہ بالاخانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے تشریف لائے اور میری ماں سے کہا اس کا حال کیا ہے؟ انھوں نے کہا اس کو وہ خبر پہنچی ہے جو ذکر کیا جاتا ہے۔ ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اُنھوں نے کہا اے بیٹی میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر چلی جاؤ۔ میں اپنے گھر آگئی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرا حال پُوچھا (بریرہ سے) اُس نے کہا خُدا کی قسم میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ وہ سوئی رہتی ہے حتی کہ بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے بریرہ کو زجر کرتے ہوئے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ کہو۔ حتی کہ بریرہ کو بہتان کی بات کی تصریح کی (ایسا کہو اور اسے وہ کہا جو نہ چاہیئے تھا) بریرہ نے کہا "سُبحان اللہ"، میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا

Marfat.com

لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسُبِّينَ ابْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا

مگر جو زرگر سُرخ سونے کے متعلق جانتا ہے۔ یہ واقعہ اس شخص کو بھی پہنچا جس کے متعلق بہتان لگایا گیا تھا۔ اُس نے کہا (صفوان بن معطل) سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے کسی عورت کا گھونگھٹ کبھی نہیں کھولا۔ ام المؤمنین نے فرمایا وہ اللہ کی راہ میں شہید ہُوا،، ام المؤمنین نے فرمایا صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس بیٹھے رہے حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے،، جبکہ آپؐ عصر کی نماز ادا کی اور میرے پاس تشریف لائے حالانکہ میرے ماں باپ نے مجھے دائیں بائیں پکڑا ہُوا تھا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ! اے عائشہ اگر تو نے گناہ کیا ہے یا ظلم کیا ہے تو اللہ کے حضور توبہ کر لو۔ کیونکہ اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔"

ام المؤمنین نے کہا قبیلہ انصار کی ایک عورت آئی اور وہ دروازہ پر بیٹھی ہُوئی تھی میں نے آپ سے عرض کیا آپ اِس عورت سے کچھ خیال نہیں کرتے کہ وہ بات کرتے ہیں جس کو ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جو بھی آپ نے فرمایا۔ تو میں نے والد کی طرف دیکھا اور کہا آپ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ اُنھوں نے کہا میں کیا کہوں؟

پھر میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہُوئی اور کہا آپ ہی جواب دیں اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا جواب دوں۔ جب دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر میں نے کہا۔ اَمَّا بَعْدُ! اللہ کی قسم اگر میں تمہیں کہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچ کہتی ہوں تمہارے پاس یہ کہنا مجھے کچھ فائدہ نہ دے گا اور اگر میں یہ کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا تو تم کہو گے؟ اُس نے گناہ کا اقرار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اور تمہاری مثال نہیں پاتی اور میں نے یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا اور اس پر قادر نہ ہو سکی مگر ابو یوسف پر،، (غم کے باعث حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ رہا) جبکہ اُنھوں نے فرمایا،، میرے لئے صبر اچھا کام ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں،، اسی وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہُوئی تو ہم سب خاموش ہو گئے پھر آپ سے بارِ وحی اُٹھا تو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ جہاں آرا پر خوشی کے آثار پائے جبکہ آپ چہرۂ انور سے پسینہ پونچھ رہے تھے فرمایا اے عائشہ! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرما دی ہے۔

ام المؤمنین نے فرمایا میں پہلے سے زیادہ غصہ سے بھر گئی۔ میرے والدین نے کہا اے عائشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جاؤ! میں نے کہا بخدا میں آپ کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤں گی نہ میں تمہارا شکر کروں گی؛ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کروں گی جس نے مجھے تہمت سے بری کیا تم نے تہمت سُنی اور اس کا انکار

Marfat.com

تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَسُبُّهُ اِلَّا فِيْكِ فَقُلْتُ فِيْ اَيِّ شَانِيْ قَالَتْ فَبَقَرَتْ لِيَ الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَرَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ كَاَنَّ الَّذِيْ خَرَجْتُ لَهٗ لَا اَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْنِيْ اِلٰى بَيْتِ اَبِيْ فَاَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ اُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَاَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَءُ فَقَالَتْ اُمِّيْ مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَاَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ وَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّيْ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّضِيْ عَلَيْكِ الشَّانَ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ لَقَلَّ مَا كَانَتْ امْرَاَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا وَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّيْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهٖ اَبِيْ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ صَوْتِيْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَاُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِاُمِّيْ مَا شَانُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ شَانِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكِ اَيْ

نہ کیا اور نہ ہی اس کی تردید کی (یعنی یہ نہ کہا کہ یہ خلافِ واقع ہے) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔ بہرحال زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دینداری کے سبب بچایا۔ اُس نے میرے متعلق سوا بھلائی کے کچھ نہ کہا اور اس کی بہن حمنہ بنت جحش اُن لوگوں میں ہلاک ہوئی جو تہمت لگا کر ہلاک ہوئے تھے جو اس میں باتیں کرتے تھے وہ مسطح اور حسان بن ثابت تھے اور یہ منافق عبداللہ بن ابی ناپاک ہے جو لوگوں

Marfat.com

بُنَيَّةُ اِلَّا رَجَعْتِ اِلٰى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِيْ فَسَأَلَ عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا
عَيْبًا اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَهَا اَوْ
عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا
اِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ وَبَلَغَ الْاَمْرُ اِلٰى ذٰلِكَ
الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰى
قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ
عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِيْ اَبَوَايَ عَنْ يَمِيْنِيْ وَشِمَالِيْ
فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ
سُوْءًا اَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ اِلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ
اَلَا تَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اَبِيْ فَقُلْتُ اَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اُمِّيْ

سے افتراء کی باتیں جمع کرتا اور ان کو زیادہ کرکے بیان کرتا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا تھا اور حمنہ بنت جحش ہیں (ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ وہ کبھی مسطح کو خرچہ نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی نم

Marfat.com

فَقُلْتُ اَجِیْبِیْهِ فَقَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ یُجِیْبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ
وَاَثْنَیْتُ عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّیْ لَمْ
اَفْعَلْ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنِّیْ لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِیْ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ
وَاُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ وَاِنْ قُلْتُ اِنِّیْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَنِّیْ لَمْ اَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ
قَدْ بَاءَتْ بِهٖ عَلٰی نَفْسِهَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لِیْ وَلَكُمْ مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ
اِسْمَ یَعْقُوْبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْهِ اِلَّا اَبَا یُوْسُفَ حِیْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ وَاُنْزِلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَاِنِّیْ لَاَتَبَیَّنُ السُّرُوْرَ فِیْ وَجْهِهٖ وَهُوَ یَمْسَحُ جَبِیْنَهٗ
وَیَقُوْلُ اَبْشِرِیْ یَا عَائِشَةُ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَاءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ اَشَدَّ مَا
كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِیْ اَبَوَایَ قُوْمِیْ اِلَیْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْهِ وَلَا اَحْمَدُهٗ
وَلَا اَحْمَدُ كُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِیْ اَنْزَلَ بَرَاءَتِیْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكَرْتُمُوْهُ
وَلَا غَیَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَیْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ
بِدِیْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَیْرًا وَاَمَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِیْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ
الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ فِیْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ
وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ یَسْتَوْشِیْهِ وَیَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ

لیعنی اولوا الفضل سے مراد ابوبکر صدیق ہیں کہ اہل میں سے مال دار اور وسعت والے لوگ قسم نہ کھائیں الایۃ
قرابت اور مسکینوں پر خرچ نہ کریں گے یعنی اولی القربیٰ سے مراد مسطح ہیں (آخر میں ہے) کیا تم اس سے محبت
نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں

Marfat.com

هُوَ مُحْسِنٌ قَالَ فَحَلَفَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ يَعْنِيْ اَبَابَكْرٍ وَّالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ يَعْنِيْ مِسْطَحًا اِلٰى قَوْلِهٖ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ حَتّٰى قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهٗ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ

خدا کی قسم ہم محبت کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بخشے اور جو خرچہ مسطح پر کرتے تھے پھر جاری کر دیا۔

شرح الحدیث

: افک میں جھوٹ اور افتراء سے زیادہ مبالغہ ہوتا ہے۔ بعض نے کہا افک بہتان ہے۔ وہ ایسی شئ ہے جو کسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کو شعور تک نہیں ہوتا۔ دراصل افک کے معنی قلب ہیں؛ کیونکہ یہ قول مافوک ہوتا ہے یعنی اپنے طریقہ سے پھیرا جاتا ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد بہتان ہے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ کو افک اس لئے کہا کہ ام المؤمنین کا حال اس کے خلاف تھا؛ کیونکہ آپ کا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونا اس سے مانع ہے کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تاکہ ان کو ایمان کی دعوت دیں لہٰذا ان کے لئے ضروری ہے کہ ان میں ایسی چیزیں نہ پائی جائیں جو لوگوں کے لئے نفرت کا سبب ہوں اور انسان کی بیوی کا فاحشہ ہونا نفرت کا بہت بڑا سبب ہے۔ اسی لئے نبی کی بیوی فاحشہ نہیں ہوتی کافرہ ہو سکتی ہے جیسے نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں کیونکہ کفر نفرت کا سبب نہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے پہلے بہتان کا علم تھا؟

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتان کا علم ہوتا تو آپ کا دل تنگ نہ ہوتا اور نہ ہی ام المؤمنین سے واقعہ کی کیفیت دریافت فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت دفعہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کافروں کی جھوٹی باتوں سے تنگ ہوتا تھا، حالانکہ آپ ان کی جھوٹی باتوں کو خوب جانتے تھے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرمایا ہے "ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے"، اس واقعہ سے قبل ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حال معروف تھا کہ آپ مقدمات فجور سے محفوظ اور بہت دُور ہیں ایسے شخص پر حسن ظن ہی ہونا چاہیئے نیز بہتان لگانے والے منافقین اور اُن کے پیرو کار تھے اور یہ واضح بات ہے کہ بہتان ساز دشمن کا کلام ہذیان اور بکواس ہوتا ہے۔ اِن قرآئن سے معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ وحی سے پہلے بہتان کا فساد ظاہر تھا (کبیر)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اُن لوگوں کو جانتا ہوں جن کے سینوں پر کوڑے مارے جاتے ہیں جس کو دوزخی سنتے ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتے ہیں اور ان کی ہتکِ ستر کرتے ہیں اور اُن میں بُری باتوں کی اشاعت کرتے ہیں جو اُن میں پائی نہیں جاتی ہیں"، (کبیر)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے قبل ام المؤمنین کی برأت کا علم تھا، نیز بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ عائشہ کی تصویر جنت کے ریشمی لباس میں لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نزولِ وحی سے قبل آپ کو ام المؤمنین کی برآءت کا علم تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو آپ کی بیوی قرار دیا تو معلوم ہُوا کہ اُمّ المؤمنین فحش سے پاک تھیں جیسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے، اور اس کا آپ کو علم تھا اور سینہ کا تنگ ہونا لوگوں کی ناجائز باتوں سے تھا۔ (حدیث ۲۳۱۵ کی شرح دیکھیں)

قولہ حَتّٰی اَسْقَطُوْا لَهَا، یعنی حتیٰ کہ بریرہ کے لئے بہتان لگانے والوں کا کلام ظاہر کیا یعنی بریرہ سے کہا کہ کہو ایسا ہی واقعہ ہے، بعض کہتے ہیں "اَسْقَطُوْا لَهَا" کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے ناخوش بات کہی کہا جاتا ہے فُلَانٌ اَسْقَطَ فِیْ کَلَامِہٖ، جبکہ وہ گری ہوئی بات کرے۔ یعنی نامناسب کلام کرے"

قولہا فَقُتِلَ شَهِيْدًا، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس شخص کے ساتھ بہتان لگایا تھا وہ صفوان بن معطّل ذکوانی تھے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں انیس ہجری کو غزوہ ارمینیہ میں شہید ہوئے تھے، بعض نے کہا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں چوّن ہجری کو روم میں فوت ہوئے تھے، "سیوطی"، یعنی وہ بہت بڑی شرافت کو پہنچے تھے"

قولہا کُنْتُ اَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا، یعنی ام المؤمنین نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت نازل فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اچھی خبر سنائی تو میں اس قدر غضبناک ہوئی کہ اس سے پہلے میرا یہ حال نہ تھا، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:۔ کلام اَخْطَبُ مَا يَكُوْنُ الْاَمِيْرُ قَائِمًا، کی طرح ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تشبیہ کو صحیح نہیں کہا کیونکہ اس ترکیب میں: اَخْطَبُ، مبتدا ہے اور قائما حال خبر کے قائم مقام ہے دراصل کلام یوں تھا "امیر کا اخطب ہونا اس حال میں حاصل ہے کہ وہ قائم ہے۔ اور اس حدیث شریف میں "اَشَدَّ" پہلے کُنْتُ کی خبر ہے اور غَضَبًا، دوسرے کُنْتُ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ

کی خبر ہے۔ عبارت کا معنیٰ یہ ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری براءت کی خبر دی تو میں اس سے پہلے غصہ سے زیادہ سخت غصہ سے بھر گئی۔

قولہا لَا اَحْمَدُہٗ ،، علماء نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ کلام حالتِ سکر میں تھا کہ نظر سے واسطہ اٹھا دیا شیخ نور الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ،، من گویم بلکہ از راہِ نازِ معشوقی نیز مے تواند بود ،، شکر اللہ سعیہٗ ،،

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہر کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں، یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ،،

شرح الباب : یہ عورتوں کو حکم ہے۔ عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ اپنے کرتوں کے گریبانوں کو کشادہ کرتی تھیں۔ اس طرح ان کا گلہ، سینہ اور ارد گرد برہنہ نظر آتا تھا اور دوپٹے پس پشت لٹکاتی تھیں اور آگے والا حصہ سینہ وغیرہ سب کھلا ہوتا تھا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے بعد وہ دوپٹے اپنے سروں پہ رکھتی تھیں اور اس کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر کرتی تھیں۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ آہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم

Marfat.com

۴۴۴۲ _ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ أَخَذْنَ أُزُرَهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِيْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی: وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ الآیۃ اُنھوں نے اپنی چادروں کو پارہ پارہ کیا اور اُن کے ساتھ اپنے سینوں کو ڈھانپا"

شرح : امام بخاری نے اس حدیث کو معلق ذکر کیا احمد بن شبیب امام کے اساتذہ میں سے ہیں اور دوسروں سے اور طریقوں سے موصول ذکر کیا۔ نِسَاءُ الْمُهَاجِرَاتِ کی ترکیب موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے یعنی اَلنِّسَاءُ الْمُهَاجِرَاتُ"، اور وہ شَجَرُ الْأَرَاكِ" کی مثل یعنی شَجَرٌ هُوَ الْأَرَاكُ" قولہ اَلْأُوَلُ" اُولٰی کی جمع ہے۔ یعنی پہلی مہاجر عورتیں۔

قولہ مُرُوطِهِنَّ" مُرُوط مِرْط" کی جمع ہے اس کے معنی چادر ہیں۔

قولہ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا" یعنی اُنھوں نے اپنے چہروں کو چادروں سے ڈھانپا جن کو پارہ پارہ کیا تھا۔

۴۴۴۲ — ترجمہ : صفیہ بنتِ شیبہ سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ جب یہ آیتِ کریمہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ"، نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی چادروں کو اطراف سے پارہ پارہ کیا اور اُن سے اپنے چہرے اور سینے ڈھانپے

۴۴۴۲ — شرح : یعنی یہ آیتِ کریمہ سنتے ہی اُنھوں نے یہ کام کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے مائی صاحبہ کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جن عورتوں نے چادروں کو پارہ پارہ کیا تھا وہ پہلی مہاجر عورتیں ہیں اور مائی صاحبہ ہی کی حدیث میں ہے کہ وہ انصار عورتیں تھیں جیسا کہ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں صورتِ اتفاق یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار عورتوں نے فوراً چادریں پارہ پارہ کرکے ان سے اپنے سینے ڈھانپے مہاجر عورتوں نے اس کے کچھ دیر بعد یہ کیا تھا۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ مَدَّ الظِّلَّ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاكِنًا دَآئِمًا عَلَيْهِ دَلِيْلًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ خِلْفَةً مَنْ فَاتَهٗ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ اَدْرَكَهٗ بِالنَّهَارِ اَوْ فَاتَهٗ بِالنَّهَارِ اَدْرَكَهٗ بِاللَّيْلِ

سُورۂ فرقان

فرقان دراصل مصدر ہے اور دو شیئوں کے درمیان فرق ہے جبکہ ان کو جُدا جُدا کر دیا جائے قرآن کریم کو فرقان اس لئے کہا کہ یہ حق و باطل کے درمیان فاصل ہے۔ بعض نے کہا قرآن کریم ایک بار تمام نازل نہیں ہُوا لیکن مفروق و مفصول نازل ہُوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ"، یہ سورت مکی ہے اس کی دو آیتوں میں اختلاف کیا ہے اور وہ "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ تا مُهَانًا"، اور دوسری آیت کریمہ: "اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ تا كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"، سعید بن جبیر نے کہا پہلی آیت مکی ہے اور دوسری مدنی ہے۔ اس کی ۷۷ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا، اس سے اس آیت کریمہ "وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا" کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا یہ وہ غبار کے ذرات ہیں جن کو ہوا اُڑاتی ہے مجاہد، عکرمہ اور حسن بصری نے کہا جو آفتاب کی روشنی میں دیوار کے سوراخ سے باریک ذرات نظر آتے ہیں ان کو ہاتھ مس نہیں کر سکتا اور وہ سایہ میں نظر نہیں آتے ان کو ہباء منثور کہتے ہیں۔ ابن زید نے کہا وہ غبار ہے جبکہ مقاتل نے کہا جو جانوروں کے پاؤں سے اُڑے وہ ہباء منثور ہے۔ یہ ہباءۃ کی جمع ہے اور منثور یعنی باطل ہے جس کا کچھ ثواب نہ ہو، کیونکہ کافروں کے عمل اللہ کے لئے نہیں ہوتے۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے۔ ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک غبار کے بکھرے

Marfat.com

وَقَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ أَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُبُورًا وَيْلًا وَقَالَ غَيْرُهُ السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ تُمْلَى

ہوئے ذرے کر دیا کہ روزن (روشندان) کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

قولہ مَدَّ الظِّلَّ ،، اس سے اس آیت کریمہ: اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مدّ الظلّ ،، سے مراد ،، وہ سایہ ہے جو طلوع فجر کے درمیان طلوع شمس تک ہے۔ یہ بہترین حال ہے کیونکہ اندھیرا اور ظلمت سے طبع نفرت کرتی ہے اور یہ نظر کو خراب کرتی ہے اور آفتاب کی شعاعیں گرم ہیں وہ ہوا کو گرم کر کے نظر کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہشت کی وصف میں ظلِ ممدود ذکر فرمایا ہے

قولہ ساکِنًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا کی طرف اشارہ کیا اور ساکن کی دائم سے تفسیر کی یعنی زائل نہ ہونے والا ،، بعض نے اس کی تفسیر یہ کی جو سایہ اصل دیوار سے ملا ہوا ہو اور بکھرا ہوا نہ ہو اور دلیل کی تفسیر طلوع شمس سے کی یعنی طلوع شمس سایہ کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا اگر نور نہ ہوتا تو ظلمت کا پتہ نہ چلتا۔

قولہ خِلْفَةً ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مَنْ فَاتَهٗ ،، سے کی ،، اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی یعنی اُن میں سے ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی فرمایا ہے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی دلیل ہے۔ مجاہد سے منقول ہے کہ رات اور دن میں سے ہر ایک دوسرے کے مخالف کیا۔ یعنی رات کو سیاہ اور دن کو روشن کیا۔ ابن زید نے کہا ہر ایک کو ایک دوسرے کا متعاقب کیا یعنی کہ ایک کے چلے جانے سے دوسرا آتا ہے۔

قولہ هَبْ لَنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری نے اس کی یہ تفسیر کی جو لوگ یہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دے اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ آنکھ کی ٹھنڈک اللہ کی طاعت میں ہے۔

قولہ مَا مِنْ شَيْءٍ اَقَرَّ ،، یعنی کوئی چیز مومن کی آنکھ کے لئے اس سے زیادہ خنک نہیں کہ وہ اپنے دوست کو

Marfat.com

عَلَيْهِ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ الرَّسُّ الْمَعْدِنُ وَجَمْعُهُ رِسَاسٌ
مَا يَعْبَأُ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ غَرَامًا هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ
وَعَتَوْا طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَاتِيَةٍ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ

اللہ کی طاعت میں دیکھے۔ مومن کی آنکھ سردی سے راحت لیتی ہے اور گرمی سے اس کو اذیت پہنچتی ہے۔ قرۃ بمعنی قرار بھی آیا ہے یعنی مومن کی آنکھ خوشی کی حالت میں قرار لیتی ہے اور غم واندوہ میں پریشان ہوتی ہے۔ قولہ ثُبُورًا ،، اس سے اس آیت کریمہ ، وَدَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ویل بمعنی ہلاک سے اس کی تفسیر کی ،،

قولہ اَلسَّعِير ،، اس سے اس آیت کریمہ :" وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے طریق ابو عبیدہ نے کہا ، اَلسَّعِير بمعنی دوزخ مذکر ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مؤنث ہے قرآن کریم میں ہے : اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ،، اس آیت کریمہ میں احتمال ہے کہ "لھا" میں ضمیر کا مرجع زبانیہ ہو جیسا کہ زمخشری کے کلام سے ظاہر ہے۔ ہو سکتا ہے السعیر کو مذکر کہنا لفظ کے اعتبار سے ہو۔ اَلتَّسَعُّرُ اور اَلْاِضْطِرَام کے معنی ہیں آگ کا سخت بھڑکنا ، تُمْلٰی عَلَيْهِ بمعنی تُقْرَءُ ہے یہ اَمْلَيْتُ اور اَمْلَلْتُ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں غیر پر پڑھنا۔

قولہ اَلرَّسُّ ،، اس آیت کریمہ : وَاَصْحَابَ الرَّسِّ ،، میں رسّ بمعنی معدن ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ انطاکیہ میں کنواں ہے جس میں حبیب نجار کو قتل کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آذربیجان میں کنواں ہے۔ قولہ مَا يَعْبَاُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا۔ محاورہ ہے مَا عَبَاْتُ بِهٖ شَيْئًا ،، میں نے اس کا کچھ اعتبار نہ کیا یعنی اس کا کوئی شئی شمار نہ کیا کہ اس کا وجود وعدم دونوں برابر ہیں۔

قولہ غَرَامًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور غرام کی ہلاک سے تفسیر کی۔

قولہ عَتَوْا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيْرًا کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا عَتَوْا بمعنی طَغَوْا ہے۔

قولہ عَاتِيَة ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ عاد کی قوم سخت تیز آندھی سے ہلاک کی گئی جس کی آواز نہ تھی۔ بعض نے کہا صَرْصَر ،، سخت سرد ہوا

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا

۴۴۴۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا

ہے جو سخت ٹھنڈی ہونے کے باعث ہلاک کر دیتی ہے۔ عتت میں ضمیر ریح کی طرف راجع ہے۔
قولہ خزّان ، بضم الخا بتشدید الزاء خازن کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہوا کے خازن ہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر ہوا نہیں چھوڑتے۔ ہوا نے ان پر غلبہ کیا اور مقدار معلوم کے بغیر چلی اور قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔ یہ بات سورۃ " الحاقہ " میں مذکور ہے۔ کلمہ عتو کی مناسبت سے یہاں ذکر کی گئی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو جہنم کی طرف ہانکے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا اور وہ سب سے گمراہ "

۴۴۴۳ ترجمہ: انس بن مالک نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا "یا نبی اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کیا کافر قیامت کے دن منہ کے بل ہانکے جائیں گے (وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے) فرمایا کیا جس نے دونوں پاؤں پر دنیا میں چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت میں اس کو منہ کے بل چلائے " قتادہ نے کہا۔ کیوں نہیں پروردگار کے جلال کی عزت کی قسم وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا اَلْاَثَامُ اَلْعُقُوْبَةُ

۴۴۴۴ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَّسُلَيْمٰنُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ اَوْسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَكْبَرُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دُوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے

اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اَلْاَثَام "بمعنی عقوبت ہے بعض نے گناہ کہا ہے"۔

شرح الباب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان آیات کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ مشرکوں نے قتل کئے اور بکثرت قتل کئے اور بکثرت زنا کئے پھر وہ سرورِ کائنات

Marfat.com

خلقك قلت ثم اي قال ثم ان تقتل ولدك خشية ان يطعم معك قلت ثم اي قال ثم ان تزاني بحليلة جارك قال ونزلت هذه الاية تصديقا لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم والذين لا يدعون مع الله الها اخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جدھر ہمیں بلاتے ہیں وہ اچھا ہے اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ ہم نے جو عمل کئے ہیں ان کا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہا جاتا ہے۔ ابن مطعم وحشی غلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۴۴۴ — **ترجمہ** : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے سوال پوچھا یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک کون گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کون سا بڑا ہے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کی تصدیق کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ"

۴۴۴۴ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر اولاد کو کھانا کھلانے کے ڈر کے بغیر قتل کرے تو جب بھی یہ کبیرہ گناہ ہے اس کو مقید کرنے کا کیا سبب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ان کی عادت کے مطابق قید کو ذکر کیا کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ اس خوف سے اولاد قتل کرتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آیت کریمہ میں قتل اور زنا مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اس کا جواب یہ ہیں کہ یہ قید کے ساتھ اور زیادہ کبیرہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے آیت کریمہ سے استدلال سے کوئی شیء مانع نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

۴۴۴۵ ـــ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ لَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَقَالَ هَذِهِ مَكِّيَّةٌ أُرَاهُ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ

۴۴۴۵ ـــ ترجمہ : قاسم بن ابی بزہ نے بیان کیا کہ انھوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کیا جو کوئی قصداً قتل کرے اس کی توبہ قبول ہے ؟ تو میں نے اس پر یہ آیت کریمہ پڑھی اور وہ جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ سعید نے کہا میں نے یہ آیت کریمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پڑھی جیسے تو نے میرے پاس پڑھی ہے تو انہوں نے کہا یہ مکیّہ ہے اس کو مدنی آیت جو سورۂ نساء میں ہے نے منسوخ کر دیا ہے۔

۴۴۴۵ ـــ شرح : یعنی اس آیت کریمہ : مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ جو مومن کو قصداً قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے نے مذکورہ آیت کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ اس میں «اِلَّا مَنْ تَابَ» مذکور نہیں۔ زید بن ثابت نے روایت کی ہے کہ سورۂ نساء سورۂ فرقان کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیسے کہا کہ مومن کے قاتل کی توبہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : «وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا» تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو اور فرمایا : اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بطور تغلیظ اور تشدید فرمایا ہے ورنہ ہر گناہ قابل توبہ ہے اور یہی دلیل کافی ہے۔ کافر کی توبہ قبول ہے۔

اس مقام پر یہ بات ملحوظ ہونا ضروری ہے کہ قصداً قاتل کی توبہ قبول نہ ہونا صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : «إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ» اللہ یہ نہ بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے بخشے گا نیز مشتق پر حکم ہو تو اس کا مبداء حکم کی علت ہوا کرتا ہے لہذا مومن کا ایمان قتل کا موجب ہوا اس کی سزا جہنم ہے۔ یعنی اگر مومن کو اس لئے قتل کیا کہ وہ مومن ہے تو قاتل کافر ہو جائے گا۔ اور اگر توبہ کے بغیر اسی

Marfat.com

۴۴۴۶ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ اَھْلُ الْکُوْفَةِ فِیْ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِیْهِ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِیْ اٰخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ یَنْسَخْھَا شَیْءٌ ۴۴۴۷ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَجَزَآءُهٗ جَھَنَّمُ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهٗ وَعَنْ قَوْلِهٖ جَلَّ ذِکْرُهٗ وَلَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰھًا اٰخَرَ قَالَ کَانَتْ ھٰذَا فِی الْجَاھِلِیَّةِ

حال میں مرگیا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا،، واللہ و رسولہ اعلم!

۴۴۴۶ — ترجمہ : سعید بن جُبیر نے کہا اہلِ کوفہ نے مومن کے قتل میں اختلاف کیا (کہ قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہ) میں اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو اُنھوں نے کہا یہ آئت کریمہ سب سے آخر نازل ہوئی اس کو کسی نے منسوخ نہیں کیا۔ (اس حدیث کی تشریح اُوپر مذکور ہے)

۴۴۴۷ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئت کریمہ فَجَزَآءُهٗ جَھَنَّمُ،، کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں۔ نیز میں نے اس آئت کریمہ :لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ،، کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

۴۴۴۷ — شرح : یعنی مشرکین مکہ کے لئے یہ حکم تھا۔ اسلام لانے کے بعد اگر کوئی مسلمان مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔

اقول یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ جمہور علماء اہل سنت کہتے ہیں یہ آئت زجر و تہدید پہ محمول ہے اسی پہ ابن عباس کا قول محمول کرتے ہیں۔

Marfat.com

بَابٌ قَوْلِهِ يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا

۴۴۴۸ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ اَبْزٰى سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ وَقَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ حَتّٰى بَلَغَ اِلَّا مَنْ تَابَ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ اَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلٰى قَوْلِهِ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کفر و معصیت پر قیامت کے روز مرد کو دوگنا عذاب دیا جائے گا وہ ہمیشہ اس میں ذلیل و خوار رہے گا "

۴۴۴۸ ـ ترجمہ : سعید بن جبیر سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن ابزیٰ نے کہا ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ " اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ! وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ الاية کے متعلق دریافت کرو میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا ہم نے اللہ کا شریک بنایا ہے اور ہم نے اس نفس کو قتل کیا ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق قصاص کے ساتھ "

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

۴۴۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰى اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ

اور ہم نے بہت گناہ کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ،، مگر جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کی توبہ قبول ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ،، یعنی وہ مسلمان شدید ترین عذاب کی وعید سے مستثنیٰ ہے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے الخ

۴۴۴۹ — ترجمہ : سعید بن جبیرؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے عبد الرحمٰن بن اَبزیٰ نے حکم دیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِن دو آیتوں کے متعلق پوچھوں ! وَمَن يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الخ میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس کو کسی شئ نے منسوخ نہیں کیا اور وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ،، اُنھوں نے کہا یہ مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی ،،

۴۴۴۹ — شرح : فتح الباری شرح البخاری میں ہے کہ اِن روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی ان دونوں آیتوں کو ایک محل پر

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا هَلَكَةً

۴۴۵۰ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسَةٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا هَلَاكًا

محمول کر سکتے ہیں۔ ایک آیت دوسری آیت کی ناسخ ہے۔ کبھی مختلف دو محلوں پر محمول کرتے ہیں جیسا کہ ان روایات سے واضح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دونوں قولوں میں صورت اتفاق یہ ہے کہ سورت فرقان کی آیت میں جو عموم ہے اس سے وہ مسلمان مخصوص ہیں جو عمداً قتل کرتے ہیں اور بہت علماء تخصیص پر نسخ کا اطلاق کرتے ہیں۔ یہ معنی تکلف سے خالی نہیں ہے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ کہیں ابن عباس کے کلام میں تناقض ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ کہیں اُنھوں نے پہلے آیت کو منسوخ کہا پھر اس سے رجوع کرلیا۔ ابن عباس کا مشہور قول یہ ہے کہ جب مومن دوسرے مومن کو عمداً قتل کرے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن جمہور علماء نے اس کو تغلیظ اور تہدید پر محمول کیا ہے اور قاتل کی توبہ کو صحیح کہا ہے جیسے دوسرے گناہ گاروں کی توبہ قبول ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اب ہوگا وہ عذاب جو لپٹ رہے گا "

۴۴۵۰ ـــ ترجمہ : مسروق نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ علامات ہیں جو گذر چکی ہیں۔ دخان، قمر، روم، بطشہ اور لزام۔

۴۴۵۰ ـــ شرح : یعنی پانچ علامات ہیں جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں ایک دخان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ دن ہوگا کہ آسمان سے دھواں آئے گا۔ دوسری قمر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " قیامت قریب آگئی اور قمر دو ٹکڑے ہوگیا۔ تیسری روم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم روم مغلوب ہوگئے۔ چوتھی بطشہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک دن ہم سخت پکڑیں گے (بدر میں مقتول مراد ہیں) پانچویں لزام اللہ تعالیٰ فرماتا تم نے تکذیب کی پس اب ہوگا وہ

Marfat.com

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَعْبَثُوْنَ تَبْنُوْنَ هَضِيْمٌ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ مُسَحَّرِيْنَ الْمَسْحُوْرِيْنَ الْلَيْكَةُ وَالْاَيْكَةُ جَمْعُ اَيْكَةٍ وَهِيَ جَمِيْعُ شَجَرٍ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ مَوْزُوْنٍ مَعْلُوْمٍ كَالطَّوْدِ كَالْجَبَلِ لَشِرْذِمَةٌ طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ فِي السَّاجِدِيْنَ الْمُصَلِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ كَأَنَّكُمْ الرِّيْعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَاَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ الرِّيَعَةُ مَصَانِعَ كُلُّ بِنَاءٍ هُوَ مَصْنَعَةٌ فَرِهِيْنَ مَرِحِيْنَ فَارِهِيْنَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ تَعْثَوْا هُوَ اَشَدُّ الْفَسَادِ وَعَاثَ يَعِيْثُ عَيْثًا الْجِبِلَّةُ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا يَعْنِي الْخَلْقَ

عذاب جو لپیٹ رہے گا۔ بعض نے کہا اس سے مراد قحط سالی ہے۔ بعض نے کہا بدر میں مرنے والے کافروں کا چاہِ بدر میں ایک دوسرے سے ملنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورہ شعراء

یہ سورت مکی ہے مگر ایک آئت کریمہ : إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا » حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک شعراء انصار میں واقع ہوئی « مقاتل نے کہا اس میں دو آئتیں مدنی ہیں اور وہ یہ ہیں « وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ » اور « أَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً أَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ » ہیں۔ امام سخاوی نے کہا یہ سورت سورتِ واقعہ کے بعد اور سورۂ نمل سے پہلے نازل ہوئی اس کی ۲۲۷ آیات ہیں «

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ تَعْبَثُوْنَ « اس سے اس آئت کریمہ: أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ « مجاہد نے کہا تعبثون کی تفسیر

Marfat.com

تَبْنُوْنَ ،، کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو ،، ان بلند مکانوں پر چڑھ کر گزرنے والوں سے تمسخر اور کھیل کرتے ہو ،، رِیْعٌ ،، بلند جگہ اس کی جمع رِیْعَۃٌ ہے رِیَاعٌ بھی مفرد ہے ،، مقاتل نے کہا وہ سفر کرتے اور ستاروں کے ذریعے راہ معلوم کرتے تھے اس لئے اُنھوں نے راستوں پر اُونچے اونچے نشانات بنا رکھے تھے تاکہ اُن کے ذریعے راہنمائی حاصل کریں اور غلط راستہ اختیار نہ کریں ،،

قولہ هَضِيْمٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ہضیم کی یہ تفسیر کی جو ہاتھ لگانے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یعنی کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم و نازک ،،

قولہ مُسَحَّرِيْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَسْحُوْرِيْنَ سے تفسیر کی۔ یعنی وہ بولے تم پر تو بار بار بکثرت جادو ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل بجا نہیں رہی (معاذ اللہ)

قولہ اَلْلَّيْكَةَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ کی طرف اشارہ کیا۔ نافع ، ابن کثیر اور ابن عامر نے اَيْكَةَ ،، پڑھا ہے۔ دوسرے اَلْاَيْكَةِ ،، پڑھتے ہیں۔ جوہری نے کہا اَيْكَةٌ ،، کے معنی جنگل ہیں اور لَيْكَةٌ ،، کے معنی قریہ ہیں۔ یہ اَيْكَہ کی جمع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ صحیح نہیں درست یہ ہے کہ اَيْكَۃٌ اور لَيْكَہ ایک کے معنی ہیں یا کہا جائے اس کی جمع اَيْكٌ ہے۔

قولہ يَوْمُ الظُّلَّةِ ،، اس سے اس آیت کریمہ ؎ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ان پر عذاب کے سایوں سے کی مفسرین نے کہا یہاں ظُلَّةٌ کے معنی بادل ہیں جو ان پر سایہ کرتے ہیں

قولہ مَوْزُوْنٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ؎ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یہ سورۃ حجر کی آیت ہے۔ کاتب نے سہواً یہاں لکھ دی ہے۔ یعنی اور اس میں ہر شئی اندازے سے اُگائی ،،

قَوْلہ كَالطَّوْدِ ،، اس سے اس آیت کریمہ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی جبل سے تفسیر کی ،، یعنی ہر حصہ پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

قولہ الشِّرْذِمَةُ سے اس آیت کریمہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور شِرْذِمَہ کی طائفہ قلیلہ سے تفسیر کی ،،

قولہ فِي السّٰجِدِيْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، ساجدین ،، کی مُصَلِّيْنَ سے تفسیر کی۔ کلبی نے اس کی یہ تفسیر کی کہ جو شخص نمازیوں کے ساتھ باجماعت نماز کے ارکان میں آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے کہ اس میں آپ کھڑے قاعد ، راکع اور ساجد ہوتے ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے بھی یہ روایت ہے۔ امام رازی نے تقلبک فی الساجدین کی تفسیر کی کہ آپ مُوَحِّدِيْنَ سے منتقل ہوتے رہے یعنی آپ کے آباؤ اجداد حضرت آدم تک سب اللہ کو ایک جانتے تھے۔ اُن میں کوئی مشرک نہ تھا۔

قولہ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ،، کی طرف

Marfat.com

اشارہ کیا اور لَعَلَّکُمْ ،، کی تفسیر کَاَنَّکُمْ ،، سے کی ،، یعنی یہاں لَعَلَّ بمعنی کَاَنَّ ہے جو تشبیہ کے لئے ہے یعنی تم مضبوط محل چنتے ہو اس اُمید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ،، اور کبھی نہ مرو گے "

قولہ اَلرِّیْعُ " اس سے اس آیت کریمہ " اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَۃً تَعْبَثُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں کہا رِیع وہ جگہ ہے جو زمین سے بُلند ہو۔

اَلْاَیْفَاعُ بُلند زمین ہے ۔ درست اَلْیَفَامِنَ الْاَرْضِ ،، ہے ۔ بُلند زمین ،، رِیع کی تفسیر ایفاع اور یفاع بھی کی جاتی ہے ۔ جوہری نے کہا کہا جاتا ہے : غلام یافع ویَفَعٌ ویَفَعَۃٌ غِلْمَانٌ اَیْفَاع وَیَفَعَۃٌ بھی کہا جاتا ہے اور کہا رِیع بکسر الراء بلند زمین ہے ۔ عمارہ نے کہا ریع پہاڑ ہے ۔ اس کے معنی راستہ بھی ہیں ۔ دو پہاڑوں کے درمیان فراخ جگہ کو رِیع کہتے ہیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بِکُلِّ رِیعٍ ہر اونچی جگہ سے ۔ رَیع بفتح الراء بڑھنا املاک کے منافع کو بھی رَیع کہا جاتا ہے ۔

قولہ جمعہ ،، یعنی رِیع کی جمع رِیَعَۃ بکسر الراء وفتح الیاء ۔ جیسے قِرْدٌ کی جمع قِرَدَۃٌ ،، رِیع واحد اور ارباع جمع ہے ۔ قولہ مَصَانِعَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ " کی طرف اشارہ اور اس کی تفسیر یہ کی کہ ہر بناء مَصْنَعَۃٌ ہے ۔ مَصْنَعَ مفرد اور مَصَانِع جمع ہے ۔ شیخ عبدالرزاق نے کہا یمن کی لغت میں عادیوں کے محلات ہیں ۔

قولہ فَرِهِیْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَرِحِیْنَ " سے اس کی تفسیر کی ،، مَرِحِیْنَ مَرِحٌ کی جمع صفت مشبہ ہے مَرِحَ مرحًا سے مشتق ہے ۔ اور مرح کے معنی سخت خوشی کے ہیں ۔ اس کے معنی مُکبرین ، متجرین اور ناعمین بھی ہیں ۔ فرهین اور فارهین ہم معنی ہیں ۔ اخفش کی قرارت " فرِهِین ،، ہے ۔

قولہ یُقَالُ ،، یعنی فارهین کا حاذقین کہا جاتا ہے ۔ یعنی تجربہ کار ،،

قولہ تَعْثَوْا ،، اس سے اس آیت کریمہ " وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ " کی طرف اشارہ کیا اور اَشَدُّ الفساد ،، سے اس کی تفسیر کی ۔ یہ تَعْثَوْا کے مصدر کی تفسیر ہے کیونکہ عَثَا یَعْثُوْا بمعنی اَفسد ہے ۔ ایسے ہی وعَثِیَ بکسر الثاء یَعْثٰی ہے ۔ پہلے کی مصدر عثوٌ اور دوسرے کی عُثِیٌّ ہے ۔

قولہ عَاثَ یَعِیْثُ عَیْثًا ،، یعنی یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں کیونکہ یَعْثُوْ عَاثَ یَعِیْثُ سے مشتق ہے ۔ پہلا یعنی عَثِیَ ناقص اور دوسرا یعنی یعیث اجوف ہے ۔

قولہ اَلْجِبِلَّۃَ ،، بمعنی خُلُق ہے اور جبل بمعنی خلق ہے اسی جُبُلًّا اور جِبِلًّا بمعنی خَلق ہیں یعنی تینوں ہم معنیٰ ہیں ۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ

عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ رَاٰی اَبَاهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلَیْهِ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ

۴۴۵۱ ــ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَخِیْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْكَافِرِیْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے مجھے رُسوا نہ کر!“

ابراہیم بن طہمان نے ابو ذئب سے اُنھوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اُنھوں نے اپنے والد کیسان سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے چچا کو قیامت میں دیکھیں گے کہ اس پر غبار اور سیاہی ہے۔

اس روائت کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس قصہ میں یوں مذکور ہے کہ جب ابراہیم علیہ السّلام اپنے چچا کو اس حال میں دیکھیں گے تو عرض کریں گے کہ اے اللہ! مجھے لوگوں میں رُسوا نہ کر“

۴۴۵۱ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابراہیم علیہ السّلام اپنے چچا سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ اِلَىٰ جَانِبِكَ

۴۴۵۲ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَخْرُجَ

اے میرے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جس روز لوگ اٹھائے جائیں گے مجھے رسوا نہیں کریگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔

۴۴۵۱ ـــ شرح: آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ اس کو قیامت میں بجو کی صورت کر دیا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اس طرح کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے اور وہ رسوائی سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ ہیں اور آذر چچا ہے۔ عرب چچا پر آب کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمِنْ اٰبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ"، یہ خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں اور قرآن کریم میں ان کو صف آباء میں ذکر کیا ہے۔

"ادب کی جگہ ہے قلم سنبھل کر رکھنا"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ!"

یعنی اپنا پہلو نرم کریں اور لطف و کرم فرمائیں۔"

Marfat.com

أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهَٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۴۴۵۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا

۴۴۵۲ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ : " وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ " ، نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے اور ندا کرنا شروع کیا ۔ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے قبائل کو پکارنے لگے " حتی کہ وہ سب جمع ہوگئے اور جو کوئی خود نہ آسکتا تھا اس نے اپنا قاصد بھیج دیا ۔ تاکہ وہ حالت دریافت کرے ابولہب اور قریش سب آئے تو آپ نے فرمایا مجھے خبر دو ! اگر میں تمہیں خبردار کروں کہ اس گھاٹی میں دشمن کا لشکر تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے ۔ انھوں نے کہا ہاں ہم آپ کی تصدیق کریں گے ہم نے آپ کی سچائی کا تجربہ کیا ہے ۔ فرمایا میں تمہیں کشد پر پیش آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں ۔ ابولہب نے کہا تیری ہلاکت ہو سارا دن ۔ کیا اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا ۔ تو یہ سورت : " تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ " ، یعنی تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا "

۴۴۵۲ ـ شرح : قولہ أَرَأَيْتَكُمْ " ، عرب جب ایک شخص سے خطاب کریں تو کہتے ہیں " أَرَأَيْتَ اور اگر دو سے خطاب کریں تو کہتے ہیں " أَرَأَيْتُمَا " ، اگر جماعت سے خطاب کریں تو کہتے ہیں أَرَأَيْتُمْ " کفار قریش بے سعادت گمراہوں پر تعجب ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے کہ آپ نے کبھی کوئی بات خلاف واقع نہیں کہی ۔ تو جو لوگوں کے حق میں دروغ گوئی نہیں کرتے وہ پروردگار عالم کے حق میں افترا اور تہمت کیسے کرسکتے ہیں ۔ یہ صرف ان کی شقاوت و بدبختی تھی ۔

۴۴۵۳ ـ ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مجھے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ " وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ " ، نازل کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا کہ قریش کے گروہ یا اس جیسا کلمہ فرمایا ۔ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے خرید لو

Marfat.com

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

(اسلام قبول کرلو) میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہ دوں گا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہ دونگا اے عباس بن عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تمہیں کچھ نفع نہ دوں گا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی میں اللہ کے ہاں کوئی نفع نہیں دوں گا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا، مجھ سے میرے مال سے جو چاہے طلب کریں میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہیں دوں گا،، اصبغ نے ابن وہب یونس اور ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے ابو الیمان کی متابعت کی۔

۴۴۵۳ — شرح : قولہ اِشْتَرُوْا ،، یعنی اللہ کے عذاب سے خلاصی حاصل کرنے کے اعتبار سے اپنی جانوں کو خرید لو گویا کہ فرمایا اسلام قبول کرلو! اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے گویا کہ یہ خرید نا ہوا اور اللہ کی طاعت نجات کی قیمت ہوئی۔ مسلم کی روایت میں ہے اے قریش کے گروہ اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو! الی صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی الخ

قولہ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ ،، کہا جاتا ہے۔ مَا یُغْنِیْ عَنْکَ ہٰذَا ،، ای مَا یَنْفَعُکَ ،، یعنی یہ تمہیں نفع نہ دے گا،، (کتاب الوصایا باب ہل یدخل النساء والولد فی الاقارب کے باب میں دیکھیں)

Marfat.com

سُوْرَةُ النَّمْلِ

اَلْخَبْاُ مَا خَبَأْتَ لَا قِبَلَ لَهُمْ لَا طَاقَةَ اَلصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اُتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حَسَنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ مُسْلِمِيْنَ طَائِعِيْنَ رَدِفَ اقْتَرَبَ جَامِدَةً قَائِمَةً اَوْزِعْنِيْ اجْعَلْنِيْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَكِّرُوْا غَيِّرُوْا وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ وَالصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمٰنُ قَوَارِيْرَ اَلْبَسَهَا اِيَّاهُ

سُورۂ نمل

یہ سُورت بلا خلاف مکی ہے۔ اس کی ترانوے (۹۳) آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "وَالْخَبْءُ"، اس سے اس آئت کریمہ : اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ، کی طرف اشارہ کیا اور "مَا خَبَأْتَ" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی جو شئ پوشیدہ ہو۔ خباء کی تفسیر آسمان سے بارش اور زمین سے نباتات سے بھی کی جاتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "، وَالْخَبْءُ واؤ کے ساتھ ہے اس واؤ کو واو الاستفتاح "کہتے ہیں"

قولہ "لَا قِبَلَ " اس سے اس آئت کریمہ : اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "لَا طَاقَةَ لَهُمْ" سے کی۔ یعنی پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم اُن پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کرکے نکال دیں گے کہ

Marfat.com

وہ پست ہوں گے ۔ قولہ الصَّرحُ ،، اس سے اس آیت کریمہ: قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی پہلے ملاط ،، سے پھر قصر سے تفسیر کی ۔ اور کہا اس کی جمع صُرُوح ہے ۔ صرح کی یہ دونوں تفسیریں ابوعبید اللہ سے منقول ہیں ۔ ملاط کے معنیٰ ہیں کانچ کا گارا ،، یعنی بلقیس سے کہا گیا صحن میں آ ۔ پھر جب اُس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھول دیں تاکہ پانی میں چل کر سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو ۔

قولہ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر سریر کریم سے کی ۔ کریم کے معنی عمدہ ہیں ۔ چنانچہ حدیث شریعت میں ہے لَا تَأْخُذُوا كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ ،، لوگوں کے عمدہ مال نہ لو ۔

قولہ حَسَنُ الصَّنْعَةِ ،، یہ عرش کی دوسری صفت ہے ۔ یعنی بہت اچھا اور بیش بہا قیمت والا ،، ثعلبی نے کہا عرش عظیم بمعنی ضخیم یعنی بہت بڑا ،، اس کا اگلا حصہ سونے کا تھا اس میں سرخ یاقوت اور سبز زمرد لگے ہوئے تھے ۔ پچھلا حصہ چاندی کا تھا جو رنگا رنگ جواہر سے خوبصورت بنایا گیا تھا اس کے چار پائے تھے ایک پایہ سُرخ یاقوت کا دوسرا سبز زمرد کا تیسرا پایہ موتیوں سے بنا ہُوا تھا ۔ تخت کی تختیاں سونے کی تھیں اس پر سات کمرے تھے ہر کمرہ کا دروازہ مقفل تھا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ،، بلقیس کا تخت ۳۰×۳۰ مربع گز تھا اور تیس گز اونچا تھا مقاتل نے کہا اس کا رقبہ اسّی مربع گز تھا اور اسّی گز ہی اونچا تھا جواہر سے مزین تھا ۔

قولہ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طائعین سے کی یعنی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کو مانتے ہوئے آئیں ۔ قولہ رَدِفَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً ،، کی طرف اشارہ کیا پھر جامدہ کی قائمۃً سے تفسیر کی ۔

قولہ أَوْزِعْنِي ،، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، اجْعَلْنِي ،، سے اس کی تفسیر کی ۔ یعنی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے باپ پر کئے ۔

قولہ نَكِّرُوا ،، اس سے اس آیت کریمہ: نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ بلقیس کا تخت تبدیل کردو تو جو سُرخ تھا اس کو سبز کیا گیا اور سبز کو زرد کر دیا گیا اس کی ہر شئی کی بناوٹ تبدیل کر دی ۔ قولہ أُوتِينَا الْعِلْمَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ امام بخاری نے اشارۃً کہا کہ ،، أُوتِينَا ،، سلیمان علیہ السلام کا کلام ہے ۔ واحدی نے کہا یہ بلقیس کا قول ہے لیکن سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلقیس کا قول ہے اس نے اس قول سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا تھا ،، (عینی)

قولہ الصرحُ ،، اس سے اس آیت کریمہ: قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی بِرْكَةُ مَاءٍ ،، یانی کا

Marfat.com

سُوْرَۃُ الْقَصَصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا مُلْكَهٗ وَيُقَالُ اِلَّا مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ الْحُجَجُ

سے تفسیر کی۔ سلیمان علیہ السلام نے شیشہ کا مکان بنوایا اور اس کے نیچے پانی جاری کیا اور اس میں ہر قسم کی مچھلیاں چھوڑ دیں پھر اس کے آگے تخت بنوایا اور اس پر آپ بیٹھ گئے جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو جب اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ یہ گہرا پانی ہے۔ ابن جریج نے کہا اس نے دریا گمان کیا تو اپنی پنڈلیاں ننگی کر لیں تاکہ پانی سے گزر کر سلیمان علیہ السلام کے پاس جائے "۔

سُورۂ قصص

یہ مکی ہے اور یہ آیت کریمہ: اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ، مدنی ہے۔ معاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے ابن عباس نے کہا موت ہے۔ قیامت کا دن بھی مراد لیا جاتا ہے۔ ابوسعید خدری نے کہا یہ جنت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ بیت المقدس ہے اس کی ۸۸ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ "، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ " اور " وَجْهَهٗ " کی تفسیر ملک سے کی یعنی اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے "۔

قولہ الانباء" اس سے اس آیت کریمہ: " فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ " کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا انباء حجتیں ہیں یعنی اس دن ان کے دلائل بے کار ہو جائیں گے "۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

۴۴۵۴ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ اَبَا جَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَقَالَ اَيْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيْدَانِهٖ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُوْ طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدائت کردو! ہاں اللہ ہدائت فرماتا ہے جسے چاہے

"یعنی ہدائت موصلہ آپ کے لئے نہیں یہ صرف اللہ کے لئے ہے۔ آپ کے لئے اراءۃ الطریق راہ دکھانا ہے۔ مقصود تک پہنچانا اللہ کا کام ہے"

۴۴۵۴ـــ ترجمہ : سعید بن مسیّب نے اپنے والد مسیّب سے روائت کی اُنھوں نے کہا جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے پاس ابوجہل، عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ

Marfat.com

عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِىْ اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُولِى الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ لَتَنُوْٓءُ لَتُثْقِلُ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى الْفَرِحِيْنَ الْمَرِحِيْنَ قُصِّيْهِ اتَّبِعِىْ اَثَرَهٗ وَقَدْ يَكُوْنُ اَنْ يَّقُصَّ الْكَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَّعَنْ جَنَابَةٍ وَّاحِدٌ وَّعَنْ اِجْتِنَابٍ اَيْضًا يَبْطِشُ وَيَبْطُشُ يَاْتَمِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ الْعُدْوَانُ وَالْعَدَآءُ وَالتَّعَدِّىْ وَاحِدٌ اٰنَسَ اَبْصَرَ الْجِذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِّنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ وَالْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ اَلْجَانُّ وَالْاَفَاعِىْ

کو پایا آپ نے فرمایا اے چچا یہ کہہ دو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ،، اس کلمہ کے باعث میں اللہ کے پاس تمہارے اسلام کی حجت قائم کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا ” اے ابا طالب ،، کیا تو عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کرے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسلام پیش کرتے رہے اور وہ دونوں وہی بات لوٹاتے رہے۔ حتیٰ کہ آخر میں ابوطالب نے جو کلام کیا وہ یہ تھا کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے اور لا الہ الا اللہ ،، کہنے سے انکار کر دیا۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تیرے لئے بخشش کی دعاء کروں گا جب تک مجھے استغفار سے منع نہ کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ” نبی کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعاء کریں ،، نازل کی اور ابوطالب کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا : اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ،،

Marfat.com

وَالْاَسَاوِدُ يِدٰءَ مُعِينًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَدِّقُنِيْ وَقَالَ غَيْرُهُ سَنَشُدُّ سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا مُقْبُوحِيْنَ مُهْلَكِيْنَ وَصَّلْنَا بَيَّنَّاهُ وَاَتْمَمْنَاهُ يُجْبٰى يُجْلَبُ بَطِرَتْ اَشِرَتْ فِيْ اُمِّهَا رَسُوْلًا اُمُّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا تُكِنُّ تُخْفِيْ اَكْنَنْتُ الشَّيْءَ اَخْفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ خَفَيْتُهُ اَظْهَرْتُهُ وَيْكَ اَنَّ اللّٰهَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ

۴۴۵۴ — شرح : صاحب تلویح نے صاحب توضیح کی اتباع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے۔ کیونکہ مسیب فتح مکہ میں مسلمان ہوئے عسکری کے مطابق بیعت الرضوان کے روز مشرف باسلام ہوئے۔ ہر تقدیر پر وہ ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر نہ تھے : کیونکہ ابوطالب اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک ہی سال میں قریب قریب مکہ میں فوت ہوئے تھے۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بچاس برس تھی۔ بعض نے یہ جواب دیا مسیب کے متاخر الاسلام ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر نہ تھے۔ جیسے عبد اللہ بن امیہ حاضر تھا حالانکہ وہ اس روز کافر تھا پھر اسلام کے بعد اسلام قبول کیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبد اللہ بن ابی امیہ کا جبکہ وہ کافر تھا ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے اور مسیب کا ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر ہونا جبکہ وہ کافر تھا صحیح اور غیر صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا محض احتمال کی بناء پر رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تحقیق تفہیم البخاری کی حصہ دوئم کے صفحہ ۴۱۲ پر دیکھیں ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

قولہ اُولِی الْقُوَّۃِ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اولی القوۃ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کو مردوں کی ایک جماعت نہ اٹھا سکتی تھی۔ مجاہد نے کہا دس سے پندرہ تک کو عصبہ کہا جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا دس سے چالیس تک عصبہ ہے۔ ابوصالح نے چالیس مرد کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین سے دس تک کو عصبہ کہا ہے۔ ساٹھ مردوں کو بھی عصبہ کہتے ہیں۔ اور لَتَنُوْٓءُ کی تفسیر لَتُثْقِلُ سے کی یعنی بھاری ہونا ،، کہا جاتا ہے کہ یہ تمام کنجیاں چمڑے کی تھیں ،،

Marfat.com

قولہ فَارِغًا ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فَارِغًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور فارغا کی تفسیر اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوْسٰی سے کی ،، یعنی صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا۔ اوران کا دل موسیٰ کی یاد کے سوا ہر شئ سے غافل تھا۔ مفسرین نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل اندوہ اور غم سے خالی تھا کیونکہ انہیں اللہ کے وعدہ پر وثوق تھا نیز انھوں نے سُنا تھا کہ فرعون نے موسیٰ کو اپنا بیٹا بنالیا ہے۔

قولہ اَلْفَرِحِیْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اوراس کی تفسیر ،، مَرِحِیْنَ ،، سے کی ،، اس کے معنی ہیں اترانے والے یعنی اس کی قوم نے کہا کہ مال کی کثرت پہ اترا نہیں۔ بیشک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

قولہ قُصِّیْہِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کی ہمشیرہ سے کہا اُن کا پیچھا کرو تو وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی اور اُن کو خبر تک نہ تھی ،، کہ یہ اس کی بہن ہے اور اُس کی نگرانی کرتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں ،، قَصَصْتُ اٰثَارَ الْقَوْمِ ،، میں نے اُن کا پیچھا کیا۔

قولہ قَدْ یَکُوْنُ ،، یعنی کبھی قَصٌّ بمعنی قصّ الکلام بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؛ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ عَنْ جُنُبٍ الخ یعنی لفظ جُنُب وَجَنَابَۃ اور اجتناب تینوں بمعنی بُعْد آتے ہیں۔

قولہ یَبْطُشُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ ھُوَ عَدُوٌّ لَّھُمَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور بیان کیا اس میں دو لغتیں ہیں ایک بضم الطاء اور دوسری بکسر الطاء یعنی یَبْطِشُ ،،

قولہ یَأْتَمِرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ یٰمُوْسٰی اِنَّ الْمَلَاَ یَأْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یَتَشَاوَرُوْنَ سے کی۔ بعض نے کہا وہ ایک دوسرے کو حکم دیتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کہنے والا شخص فرعون کے چچا کا بیٹا حزقیل تھا۔ مَلَاءٌ کے معنی جماعت ہیں۔ یعنی حزقیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا لوگ آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں ،،

قولہ اَلْعُدْوَانُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور واضح کیا کہ عدوان ، عداء اور تعدّی تینوں ہم معنیٰ ہیں۔ اور وہ حق سے آگے بڑھنا ہے اس کے قائل حضرت شعیب علیہ السلام ہیں ،، موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان قرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں (یعنی آٹھ سال یا دس سال) تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔

قولہ اٰنَسَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَھْلِہٖ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی اَبْصَرَ سے تفسیر کی یعنی پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا طور کی جانب ایک آگ دیکھی ،،

Marfat.com

قولہ اَلْجَذْوَۃُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ”اَوْجَذْوَۃٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور جَذْوَۃ کی تفسیر مِنَ الْخَشَبِ الخ سے کی جذوہ جلی ہوئی لکڑی کا موٹا ٹکڑا ہے جس میں آگ شعاع نہیں ہوتی،، تَصْطَلُوْنَ کے معنیٰ ہیں تم گرمی حاصل کروگے ،،

قولہ وَالشِّہَابُ ،، شہاب وہ آگ ہے جس میں شعاع ہو۔ جوہری نے کہا ”شہاب آگ کا بلند ہونے والا شُعلہ ہے اور لھب آگ کی لپٹ ہے اور وہ اس کی روشنی ہے ابولھب کی یہ کنیت اس لئے ہے کہ وہ بہت خوبصورت تھا۔ قولہ کَاَنَّھَا جَانٌّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰھَا تَھْتَزُّ کَاَنَّھَا جَانٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ دُوسری آیت میں ہے ”کَاَنَّھَا حَیَّۃٌ تَسْعٰی ،، گویا کہ وہ دوڑتا ہوا سانپ ہے ۔ یہ سورہ طٰہٰ میں ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے : فَاَلْقٰھَا فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی ،، سانپوں کی کئی اقسام ہیں جانّ ، اَفَاعی اور اَسَاوِد ایک اور بھی جنس ہے جس کو ثُعْبَان کہا جاتا ہے ۔ بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ سانپوں کے اقسام میں داخل ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آیت میں جَانّ اور دُوسری جگہ ثُعْبَان ہے ۔ یہ سانپ کی بہت بڑی جنس ہے ۔ اس کو اژدھا کہتے ہیں ۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تھا تو وہ ابتداء میں جانّ تھا پھر ثعبان ہوگیا تھا ۔ حیۃ اِن دونوں قسموں میں شامل ہے ۔ اللہ سے خطاب کی رات وہ حیۃ تھا تاکہ موسیٰ علیہ السلام اس سے خوف محسوس نہ کریں جبکہ فرعون کے آگے اسے ظاہر کریں گے ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نردرنگ کا سانپ ہوگیا اس کی گردن پہ بال تھے جیسے گھوڑے کی گردن پہ بال ہوتے ہیں یہ سانپوں کی چھوٹی قسم ہے ۔ پھر یہ آخر حال میں بہت بڑا اژدھا ہوگیا تھا ۔ جنّ کی طرح تیز چلتا تھا گویا کہ وہ جنّ ہے ۔ اسی لئے فرمایا جب اس کو دیکھا کہ وہ تیز دوڑ رہا ہے گویا کہ وہ جنّ ہے ،، کہا جاتا ہے اس سانپ کے دونوں جبڑوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ تھا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب سانپ ثعبان (اژدھا) بن گیا تو جو بھی اس کے آگے پہاڑ اور پتھر وغیرہ آتے اِن کو نگل جاتا تھا ۔ اَفَاعِی اَفْعٰی کی جمع ہے ۔ اَسَاوِد اَسْوَد کی جمع ہے یہ اسود کو اسم خیال کرتے ہوئے ہے اگر اس کو وصف لحاظ کریں تو جمع سُوْدٌ ہوگی ،،

قولہ رِدْءًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاَخِیْ ھٰرُوْنُ ھُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْہُ مَعِیَ رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ پھر اس کی مُعِین سے تفسیر کی (مددگار) یعنی میرا بھائی ھارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے ،، کہا جاتا ہے فُلاں شخص اس رِدْءٌ ہے یعنی اس کا مددگار ہے ؛؛

قولہ لِکَیْ یُصَدِّقُنِیْ ،، یعنی ابن عباس نے کہا تاکہ وہ میری تصدیق کرے ہارون کی تصدیق سے یہ غرض نہیں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہیں آپ نے سچ کہا ہے یا وہ لوگوں سے کہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سچ کہتے ہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ وہ خوب بسط سے کلام کریں اور اس بارے میں کفار سے جھگڑا کریں گے جیسے ایک بلیغ شخص معارضہ کرتا ہے ۔

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے "سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ" کا معنی یہ بیان کیا ہم تیری مدد کریں گے بعض نے کہا ہم تمہیں قوی کریں گے "شَدَّ العَضُد" تقویت سے کنایہ ہے، جب تو کسی کی مدد کرے اور اس کو قوت دے تو کہتے ہیں "جَعَلْتُ لَهُ عَضُدًا"، چنانچہ کہا جاتا ہے "عَزَّ فُلَانٌ أَخَاهُ" جبکہ کوئی اس کی مدد کرے اس سے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے "فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ"، "تیسرے کے ساتھ مدد کی"۔

قولہ مَقْبُوحِينَ، اس سے اس آیت کریمہ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "مُهْلَكِين" سے تفسیر کی اس کی تفسیر ملعونین سے بھی کی جاتی ہے۔ یہ قُبح بمعنی اِبْعاد سے ماخوذ ہے۔ ملعون وہ ہوتا ہے جو رحمت سے دُور کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے "قَبَحَ اللهُ فُلَانًا قَبْحًا وَقُبُوحًا"، اس کو ہر خیر سے دُور کیا اس کے معنی سواد الوجہ، اور زُرْقَةُ العَيْن بھی کئے جاتے ہیں یعنی کالا چہرہ نیلی آنکھ۔

قولہ وَصَّلْنَا، اس سے اس آیت کریمہ "وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر: بَيَّنَّاهُ اور أَتْمَمْنَاهُ سے کی یعنی ہم نے بیان کیا اور اس کو پورا کیا۔ ہم نے کفار مکہ کے لئے قرآن کریم میں پہلی امتوں کی خبریں بیان کیں کہ ہم نے انہیں کس طرح عذاب میں مبتلا کیا جبکہ اُنھوں نے نبیوں کو جھٹلایا تھا۔

قولہ يُجْبٰى، اس سے اس آیت کریمہ: يُجْبٰى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی يُجْلَبُ سے تفسیر کی۔ يُجْبٰى جبایہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی اطراف واکناف سے ہر طرح کے پھل حرم میں لائے جاتے ہیں۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے۔

قولہ بَطِرَتْ، اس سے اس آیت کریمہ: "وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا"، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "أَشِرَتْ"، سے تفسیر کی۔ یعنی ہم نے بہت اہلِ قریہ ہلاک کئے جن کی زندگی سرکش ہو چکی تھی۔ اُنھوں نے طغیان اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھاتے اور بوجتے بتوں کو اہلِ مکہ کو ایسی قوم کے خراب انجام سے خوف دلایا جاتا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر نہ کرتے ان نعمتوں پہ اتراتے وہ ہلاک کر دیئے گئے، ابن فارس نے کہا بَطَر کے معنی اترانے میں حد سے بڑھ گئے، بعض نے کہا نعمتوں کے باعث سرکش ہو گئے"۔

قولہ فِي أُمِّهَا، اس سے اِس آیت کریمہ: وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر أُمّ القُرىٰ مکہ اور اس کے ماحول سے کی مکہ کو ام القریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ مکہ سے ساری زمین پھیلائی گئی ہے اور مکہ ساری زمین کا مرکز ہے۔ یعنی تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے" یعنی مرکزی مقام میں"، اور رسول سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قولہ تُكِنُّ، اس سے اس آیت کریمہ: وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ، کی طرف اشارہ کیا

Marfat.com

بَابُ قَوْلُہٗ تَعَالیٰ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

اور "نُخْفِیْ" ، سے اس کی تفسیر کی ، جب تو کوئی شئی مخفی کرے تو کہا جاتا ہے : اَکْنَنْتُ الشَّیْءَ ، "کَنَنْتُ" کے معنی ہیں ہیں نے ظاہر کیا ابن فارس نے کہا : اَخْفَیْتُہٗ بمعنی سَتَرْتُہٗ اور خَفَیْتُہٗ بمعنی اَظْہَرْتُہٗ ہے۔ یہ اضداد سے ہے کیونکہ مخفی کرنا اور ظاہر کرنا متضاد ہیں۔

قولہ "وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ" ، اس سے اس آیت کریمہ : وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَکَانَہٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر کیا : مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ الخ یعنی کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی کہنے لگے۔ عجیب بات ہے۔ اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے لفظ "وَیْکَاَنَّ" کی تحقیق میں کئی اقوال ہیں۔ زمخشری نے کہا خلیل اور سیبویہ نے کہا مد "وَیْ" "کَاَنَّ" سے جدا ہے یہ تنبیہ کا کلمہ ہے کوفیوں کے نزدیک "وَیک" بمعنی "وَیْلَكَ" ہے اور معنیٰ یہ ہے : اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکَافِرُوْنَ ، ہو سکتا ہے کہ کاف خطاب کا ہو جو "وَیْ" کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور "اَنَّہٗ" ، بمعنی لِاَنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکَافِرُوْنَ"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو"

تفسیر : یعنی جس نے آپ پر قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا ہے وہ آپ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑے شان وشوکت اور عزت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیر فرمان ہوں گے۔ شرک اور اس کے حامی ذلیل وخوار ہوں گے۔

شانِ نزول : یہ آیت کریمہ جحفہ میں نازل ہوئی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کے جائے ولادت مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو جبریل امین آئے اور عرض کیا کیا حضور کو اپنے شہر مکہ کا شوق ہے۔ فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ معاد کی تفسیر موت، قیامت اور جنت سے

Marfat.com

۴۴۵۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْعُصْفُرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ قَالَ إِلَى مَكَّةَ

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ

قَالَ مُجَاهِدٌ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ضَلَلَةً فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ فَلْيَمِيزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهِ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ أَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ أَوْزَارِهِمْ

سے بھی کی گئی ہے۔ قولہ فَرَضَ عَلَيْكَ " آپ پر قرآن پر عمل فرض کیا۔

۴۴۵۵ ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ "کی تفسیر کی کہ إلیٰ مکۃ"۔

۴۴۵۵ ــ شرح : قولہ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ "میں مختلف اقوال ہیں۔ مجاہد نے وہی تفسیر کی ہے جو ابن عباس نے کی ہے۔ قعنبی نے کہا آدمی کا مَعاد اس کا شہر ہے کیونکہ اپنے شہر سے باہر جاتا ہے پھر اس کی طرف واپس آتا ہے۔ ابو سعید خدری نے کہا معاد موت ہے۔ حسن بصری، زہری نے قیامت کے دن سے تفسیر کی ہے جبکہ ابن صالح سے جنت منقول ہے۔

سورۂ عنکبوت

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی ۶۹۔ آیات ہیں۔ مقاتل نے کہا : الم أَحَسِبَ النَّاسُ "مہجع بن عبداللہ کے متعلق نازل ہوئی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ بدر کی جنگ میں مسلمانوں میں سب سے پہلے شہید ہوئے۔ ان کو ابن حضرمی نے تیر مار کر قتل کیا تھا۔ وہ پہلا شخص ہے جس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے شہداء میں سے سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا۔ سخاوی نے کہا یہ سورت الم غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بعد سورۂ مطففین سے پہلے نازل ہوئی"۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ مُسْتَبْصِرِيْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر ضَلٰلَةً ،، سے کی۔ کرمانی نے کہا یہ ضالّ کی جمع ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ ضلالت کی جمع ہے۔ یعنی وہ ضلالت میں ہیں۔ قتادہ نے کہا وہ اپنی گمراہی میں خوش ہیں۔ مقاتل نے کہا اُن کا گمان تھا کہ وہ حق پر ہیں، حالانکہ وہ باطل پر تھے۔ مجاہد کے غیر نے کہا "الحیوان والحی" ، دونوں کلمے ہم معنی ہیں۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ "یعنی دار آخرت باقی رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں اس میں موت نہیں گویا کہ وہ عین حیات ہے۔ حیوان حیی کی مصدر ہے۔ قیاس تو یہ ہے کہ حییان کہا جائے لیکن دوسری یاء کو واؤ سے بدل کر دیا ہے ،،

قولہ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور منافقوں کو جانتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو جزاء کا مالک ہے۔ اس کے نزدیک دونوں فریقوں کا حال ظاہر ہے۔

قولہ اِنَّمَا هِيَ ،، یعنی اِنَّمَا اور لام تاکید اور نون بمنزلہ فَلَيُمَيِّزَنَّ اللّٰهُ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ پہلے سے جانتا ہے کیونکہ دونوں گروہوں میں فرق ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ "یعنی کافر کو مومن سے جدا کر دے۔

قولہ اَثْقَالًا ،، اس سے اس آیت کریمہ "وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اَوْزَارًا مَّعَ اَوْزَارِهِمْ ،، سے کی یعنی ان کے لوگوں کو گمراہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے سبب وہ قیامت میں اپنے پورے گناہوں کا بوجھ اُٹھائیں گے اور جن کو گمراہ کیا ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اُٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ کے نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس بُرے طریقہ پر عمل کریں ان کے گناہ بھی۔ بغیر اس کے کہ ان کے بوجھ سے بار گناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔ (مسلم شریف)

سورۂ روم

یہ سورت مکیہ ہے۔ اس میں دو آیتوں میں اختلاف ہے۔ ایک آیت کریمہ : وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ ،، ہے۔ سدی نے ذکر کیا یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ دوسری آیت کریمہ : اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ،، سخاوی نے کہا یہ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ کے بعد اور سورۂ عنکبوت

Marfat.com

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فَلَا يَرْبُوْا مَنْ اَعْطٰى يَبْتَغِيْ اَفْضَلَ فَلَا اَجْرَ لَهٗ فِيْهَا
قَالَ مُجَاهِدٌ يُحْبَرُوْنَ يُنَعَّمُوْنَ فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ

سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ساٹھ آیات ہیں۔ واحدی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب بدر کا دن تھا رومیوں نے فارس پر غلبہ کر لیا اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے تو یہ نازل ہوئی: الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ،، یہاں تک کہ فرمایا رومیوں کے اہلِ فارس پر غالب آنے کے سبب مومن خوش ہوں گے! کیونکہ رومی اہلِ کتاب ہیں اور اہلِ فارس مشرک تھے۔ مسلمانوں کے خوش ہونے کا سبب یہ تھا کہ اللہ نے کتابیوں کو غیر کتابیوں پر غلبہ دیا اور اسی روز بدر میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور مسلمانوں کا صدق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی خبر کی تصدیق ظاہر فرمائی ،، جو اس نے فرمایا تھا کہ رومی چند برس میں پھر غالب ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فلا یَرْبُوْا ،، یعنی جس نے کسی کو عطیہ دیا پھر دیئے ہوئے سے زیادہ کی خواہش کرے تو عطیہ کرنے کا کچھ ثواب نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ربا دو (۲) ہیں ایک وہ جو اچھا نہیں دوسرا وہ جس میں گناہ نہیں اور وہ کسی کو ہدیہ دینا جس سے زیادہ کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ: ،، وَمَا اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ،، تلاوت کی یعنی تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے حضور نہ بڑھے گی ،، دراصل لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا کسی اور شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ عمل خالصًا اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوا۔

قولہ یُحْبَرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا تو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطرداری ہوگی ،، اور گلستان جنت میں اُن کا اکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے۔ یہ خاطرداری جنتی نعمتوں کے ساتھ ہوگی! قولہ یَمْهَدُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی یُسَوُّوْنَ المضاجع سے تفسیر کی ،، جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لئے تیاری کر رہے ہیں ،، کہ منازل جنت میں راحت و آرام پائیں ،، مجاہد نے کہا وہ قبور یا جنت میں اپنے لئے تیاری کر رہے ہیں۔

قولہ اَلْوَدْقَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مطر ،، بارش سے تفسیر کی۔ یعنی تو دیکھے گا اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے۔

Marfat.com

اَلْوَدْقُ الْمَطَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فِي الْاٰلِهَةِ وَفِيْهِ تَخَافُوْنَهُمْ اَنْ يَّرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَصَّدَّعُوْنَ يَتَفَرَّقُوْنَ فَاصْدَعْ وَقَالَ غَيْرُهٗ ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ السُّوْٓاٰى الْاِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيْئِيْنَ

قولہ هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ تَكُوْنُوْا اَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، تمہارے لئے ایک کہاوت بیان فرماتا ہے ۔خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں ۔ اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ۔ تو تم سب اس میں برابر ہو، یعنی کیا تم اپنے لئے خوش ہو کہ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں تمہارے بعض غلام تم میں شریک ہو جائیں پھر غلام اور مالک کا فرق کئے بغیر تم اور وہ اس مال میں برابر کے حق دار ہو جاؤ ۔تمہیں خود یہ ڈر ہے کہ تمہارے بعض غلام تمہارے وارث ہو جائیں یا تمہارے سوا وہ مال میں تصرف کرنے میں مستقل قرار پائیں جب تم اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتے ہو تو تم رب الارباب خالق کائنات کے لئے کیسے خوش ہو کہ اس کے بندوں کو اس کا شریک بناؤ ،، قولہ يَصَّدَّعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لئے پہلے اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں اس دن الگ پھٹ جائیں گے ،، حساب کے بغیر متفرق ہو جائیں گے جنتی جنت کی طرف جائیں گے ۔دوزخی دوزخ کی طرف جائیں گے ۔ يَصَّدَّعُوْنَ ،، کی تفسیر يَتَفَرَّقُوْنَ ،، سے کی یعنی متفرق ہو جائیں گے ۔

قولہ فَاصْدَعْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ،، کی طرف اشارہ کیا یہ بطور استشہاد ذکر کیا کہ یہاں صَدْعٌ بمعنی فرق ہے ۔یعنی فرق کر دراصل صدع کسی شئی کو شق کرنا ہے ۔

قولہ ضُعْفٌ اس سے اس آیت کریمہ : هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یہ بطور اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ ضُعْف ،، بفتح الضاد و بضمہا دونوں لغتیں ہیں اور ہم معنی ہیں ۔خلیل نے کہا ضُعف بضم الضاد جسم کی کمزوری اور ضَعف بفتح الضاد عقل میں کمزوری ہے ۔

قولہ السُّوْٓاٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔پھر اس کی اساءت سے تفسیر کی ۔یعنی پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے ،، نسفی نے کہا السُّوْٓاٰى اسوء کی تانیث ہے ۔اس کے معنیٰ بہت برا جیسے الحسنیٰ احسن کی تانیث بمعنی احسن ہے ۔

Marfat.com

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۴۴۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَّالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُّحَدِّثُ فِیْ كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِیْءُ دُخَانٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ بِاَسْمَاعِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَبْصَارِهِمْ وَيَاْخُذُ الْمُؤْمِنَ كَهَيْاَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَاَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّكَانَ مُتَّكِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَآ اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ وَاِنَّ قُرَيْشًا اَبْطَؤُا عَنِ الْاِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَاَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَهَيْاَةِ الدُّخَانِ فَجَآءَهٗ اَبُوْ سُفْيٰنَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَاْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ

۴۴۵۶۔ ترجمہ : مسروق نے کہا ایک دفعہ ایک آدمی نے کندہ میں حدیث بیان کی کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا اور منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں گھس جائے گا اور مومنوں کو زکام سا ہو جائے گا۔ ہم بہت گھبرائے تو میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے وہ غصہ سے بھر گئے اور بیٹھ گئے اور کہا جس کو بات کا علم ہو وہ کہے اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے اللّٰهُ اَعْلَمُ (اللہ جانتا ہے) کیونکہ جو کوئی نہ جانتا ہو اس کا یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا ہوں یہ بھی ایک طرح کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے حبیب فرما دیجئے۔ میں تم سے دین اسلام پہ اُجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ (دراصل واقعہ یہ ہے) قریش نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پہ بددعا کی اور فرمایا اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط کے سات سالوں کے ساتھ قریش پہ میری مدد فرما!

Marfat.com

قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ عَآئِدُوْنَ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَ ثُمَّ عَادُوْا اِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى سَيَغْلِبُوْنَ وَالرُّوْمُ قَدْ مَضٰى

پس ان کو ایک سال قحط نے آلیا۔ حتیٰ کہ اس قحط سالی میں مکہ والے ہلاک ہونے لگے اور اُنھوں نے مُردار اور ہڈیاں کھائیں (حال یہ تھا) کہ آدمی زمین و آسمان کے درمیان دھوئیں کی مثل دیکھتا (بھوک کے سبب) ابوسفیان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مکہ سے مدینہ منورہ میں) آیا اور کہا اے محمد آپ اس حال میں تشریف لائے ہیں کہ ہمیں صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے اللہ سے دعا فرمائیں (کہ قحط سالی دُور ہو) پھر عبداللہ بن مسعود نے پڑھا: "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ"، "عَآئِدُوْنَ" تک پڑھا، جس وقت آخرت کا عذاب آئے گا وہ اُن سے دُور کیا جائے گا؟ پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى"، بطشہ کبریٰ سے مراد (بڑی پکڑ) بدر کا دن ہے (جس میں وہ قتل ہوئے اور لزام سے مراد بدر کا دن ہے۔ جس میں وہ قید ہوئے)

۴۴۵۶ — شرح

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کے باعث ان پر سات قحط سالی کی بددعا فرمائی جس میں اہل مکہ بھوک کے باعث ہلاک ہونے لگے اور اسی مدہوشی میں انہیں زمین و آسمان کے درمیان دُھواں نظر آتا تھا یہ "يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ"، کا مصداق ہے جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے تو وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچا اور قحط سالی دُور ہونے کی درخواست کی، "عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ آخرت کا عذاب نہیں کیونکہ آخرت کا عذاب دُور نہیں کیا جائے گا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے تھوڑا سا قحط دُور ہُوا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى۔ بدر کا دن ہے اور لزام بھی بدر کا دن ہے جس میں وہ قتل اور قید ہُوئے تھے۔ یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت نے جیسے مجاہد، ابوالعالیہ ابراہیم نخعی، ضحاک اور عطیہ عوفی نے ان کی موافقت کی ہے۔ ابن جریر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت الدخان ابھی تک نہیں آئی جس میں

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ لِدِيْنِ اللّٰهِ خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ وَدِيْنُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةُ الْاِسْلَامُ

مومن کی حالت زکام جیسی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دخان قیامت کے علامات سے ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے تم دس علامات دیکھو گے۔ ٭ سورج کا مغرب سے طلوع کرنا ٭ دھواں ٭ دابہ ٭ یاجوج و ماجوج کا نکلنا ٭ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ٭ دجّال کا آنا ٭ مشرق، مغرب اور جزیرۂ عرب میں لوگوں کا زمین میں دھنس جانا ٭ عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کے ساتھ رات دن چلے گی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد! اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ،، کا معنی یہ ہے کہ اگر تم سے عذاب اٹھا دیں اور تمہیں دنیا کی طرف لوٹا دیں تو تم پھر اسی طرف لوٹ جاؤ گے جو پہلے کفر و تکذیب کرتے تھے،،

شیخ نور الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تعجب ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ان تمام باتوں میں اس شخص کی تجہیل کر دی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن مسعود کو مذکور حدیث نہ پہنچی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدم علم عدم کی دلیل نہیں ہوتی۔ عبداللہ بن مسعود کی بات انہی پر وارد ہوتی ہے کہ جس کا انسان کو علم ہو وہ بیان کرے علم نہ ہو تو کہے اللہ جانتا ہے یہ بھی علم ہے واللہ ورسولہ اعلم!

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں!

آیت کریمہ ہے لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ،، خلق اللہ کی تفسیر اللہ کے دین سے کی ہے یعنی اللہ کے دین میں تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔ اکثر علماء نے یہی تفسیر کی ہے؛ البتہ عکرمہ اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ اللہ کی مخلوق چارپایوں وغیرہ کو خصی کرنے سے تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے۔ اس تفسیر کے مطابق آدمی کے خصی ہونے کی ممانعت بطریق اَولیٰ ہے (تیسیر القاری)

قولہ خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ،، اس سے اس آیت کریمہ: اِنْ هٰذَا اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں خلق الاولین یعنی دین الاولین ہے اور اس آیت کریمہ، فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، میں فطرت یعنی اسلام ہے،،

Marfat.com

۴۴۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

سُورَةُ لُقْمَان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۴۴۵۷ ـــ ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچہ نہیں مگروہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں جیسے بہیمہ بچہ کو درست اور خلقت میں پورا جنم دیتا ہے کیا تم اس میں کان بریدہ دیکھتے ہو؟ پھر وہ کہتے مد اللہ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی مخلوق تبدیلی نہیں ہوسکتی یہ دین قائم ہے (کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی میں اس کی شرح دیکھیں)

سُورۂ لقمان

یہ سورت مکی ہے اس کی ۳۴۔ آیات ہیں اس کی دو (۲) آیتوں میں اختلاف ہے۔ سُدی نے کہا وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ ،، مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور دوسری إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ،، ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ اَلَّذِيْنَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ ،، مدنی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ وصلوٰۃ دونوں مدنی ہیں۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

۴۴۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّذِيْنَ

لقمان کون تھے؟

لقمان بن باعور بن ناخر بن تارخ والد ابراہیم علیہ السلام ان کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ اُنھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے قبل فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جب داؤد علیہ السلام مبعوث ہوئے تو فتویٰ دینا ترک کر دیا۔ بعض نے کہا لقمان نے ایک ہزار نبیوں سے علم حاصل کیا۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی کہ وہ سیاہ فام غلام تھے موٹے موٹے ہونٹ تھے۔ اور پاؤں پھٹے ہوئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حبشی نرکھان تھے۔ سعید بن مسیّب نے کہا مصر کے سوداگروں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و حکمت عطاء کی اور اُن کو نبوّت عطا نہ کی۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ لقمان کا قد چھوٹا اور ناک پست تھا۔ قتیبہ نے کہا اکثر کے نزدیک وہ نبی نہ تھے۔ البتہ نیک آدمی تھے۔ واقدی نے کہا وہ بنی اسرائیل میں فیصلے کیا کرتے تھے اس کا زمانہ خباب عیسیٰ علیہ السلام اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا زمانہ تھا۔ حوتی نے عکرمہ سے روائت کی کہ وہ نبی تھے لیکن وہ اس بات میں منفرد ہیں۔ وہب بن منبّہ نے کہا وہ ایوّب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ ابن مقاتل نے کہا ان کے خالو زاد تھے۔ لقمان کے بیٹے کا نام اَنْعَمْ تھا وہ کافر تھا۔ اس کو نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ مسلمان ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا نام مشکم تھا۔ بعض نے ماثان کہا ہے تاران بھی کہا جاتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم! (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ اس کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کرنا شرک بہت بڑا ظلم ہے، کیونکہ

Marfat.com

أٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِذَاكَ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

اس میں جو عبادت کا مستحق نہ ہو اس کو مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا ہے۔ یہ دونوں باتیں ظلم عظیم ہیں۔

۴۴۵۸ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ، جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو نہ ملایا "، تو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر بہت شاق گزرا۔ انھوں نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنا ایمان ظلم کے ساتھ نہ ملایا ہو (گناہ نہ کیا ہو) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں (جو تم نے خیال کیا ہے) کیا تم نے لقمان کی بات نہیں سنی ہے جو وہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(کتاب الایمان باب ظلم دون ظلم - حدیث ۳۱/۱۷ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم!

یہ آیت کریمہ وارث بن عمر کے متعلق نازل ہوئی جو دیہات میں رہائش پذیر تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے قیامت اور اس کے وقت کے متعلق پوچھا اور کہا ہماری زمین بارانی ہے۔ بارش کب ہوگی؟ میں اپنی بیوی حاملہ چھوڑ آیا ہوں وہ کب بچہ کو جنم دے گی؟ میں جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا اور یہ نہیں جانتا ہوں کہ کس زمین میں مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "

Marfat.com

۴۴۵۹ ــــ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا كَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوا عَلَيَّ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ ــــ

۴۴۵۹ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں علانیہ تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک مرد چلتا ہوا آیا اور کہا یا رسول اللہ "، ایمان کیا چیز ہے۔ فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور آخرت میں اس سے ملاقات پر ایمان لائے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لائے۔ اس نے کہا " یا رسول اللہ "، اسلام کیا ہے ؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کا کسی کو شریک نہ کرے نماز قائم کرے فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ رمضان مبارک کے روزے رکھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ! احسان کیا ہے ؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر اس کو نہیں دیکھتا تو اخلاص سے عبادت کر کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اس نے

Marfat.com

۴۴۵۹ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

سُورَةُ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کہا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی ؟ فرمایا قیامت کے متعلق جس سے سوال پوچھا گیا ہے۔ وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ لیکن میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔ یہ قیامت کی علامت ہے۔ پانچ امور ہیں جن کو اللہ کے سوا بذاتِ خود کوئی نہیں جانتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الآیۃ پھر وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو واپس میرے پاس لاؤ! صحابہ نے تلاش شروع کی کہ اس کو واپس لائیں، لیکن انھوں نے کوئی شئی نہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے وہ تشریف لائے تھے تاکہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں۔"

۴۴۵۹ ـــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کو مفروضہ کے ساتھ مقید ذکر کیا اور نماز کو مطلق اس لئے رکھا کہ نماز کی فرضیت ہر ایک کو معلوم تھی اور زکوٰۃ ادا کرنا اکثر طباع پر دشوار ہے۔ یہ نکتہ ہے کہ زکوٰۃ کو مقید ذکر کیا لیکن مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں تو مکتوبہ نماز (فرض نماز) قائم کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۴۷ کی شرح میں دیکھیں) (باب الایمان)

۴۴۶۰ ـــ ترجمہ : عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے اُن سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی! اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ : الآیۃ

Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّهِيْنٌ ضَعِيْفٌ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْجُرُزُ الَّتِيْ لَا تُمْطَرُ اِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِيْ عَنْهَا شَيْئًا نَّهْدِ نُبَيِّنُ

سُوْرَۃُ سجدہ

مقاتل نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں اور یہ آیت کریمہ: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ مدنی ہے۔ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ سخاوی نے کہا یہ قَدْ اَفْلَحَ کے بعد اور طور سے پہلے نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ مَّهِيْنٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا "مہین بمعنی ضعیف ہے پھر کہا ماء مہین آدمی کا نطفہ ہے۔ یعنی آدم کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا جو ضعیف پانی ہے۔

قولہ ضَلَلْنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ: "وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "هَلَكْنَا ،، سے تفسیر کی۔ بعض نے بمعنی تراب کہا ہے۔

قولہ اَلْجُرُزُ ،، اس سے اس آیت کریمہ: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر "اَلَّتِیْ لَا تُمْطَرُ ،، سے کی اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ میں جُرُز وہ زمین ہے جہاں بارش نہ ہو مگر اتنی بارش کہ اس زمین میں کسی چیز سے بے نیاز کرتی ،،

قولہ يَهْدِ ،، اس سے اس آیت کریمہ: اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی يُبَيِّنُ سے تفسیر کی۔ اور کیا انہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی ،، کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کیں ،،

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ

۴۴۶۱ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اللّٰهُ مِثْلَهٗ قِيْلَ لِسُفْيٰنَ رِوَايَةً قَالَ فَاَيُّ شَيْءٍ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ قَرَأَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُرَّاتِ

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لئے کیا چھپا رکھا ہے،،

۴۴۶۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہے جو کسی آنکھ سے نہیں دیکھی کسی کان نے نہیں سُنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر گزری ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو "کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا چُھپا رکھا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عُیینہ نے ذکر کیا کہ ہم سے ابوالزناد نے اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا کہ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے۔ سفیان سے کہا گیا۔ تم نے یہ روایت کی ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہو۔ سفیان نے کہا اگر روایت ہو تو

Marfat.com

۴۴۶۲ ــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصّٰلِحِیْنَ مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهَ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَیْهِ ثُمَّ قَرَاَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ــ

وہ کیا شئی ہے۔ ابومعاویہ نے اعمش کے ذریعہ ابوصالح سے انھوں نے ابوہریرہ سے روائت کی کہ ابوہریرہ نے قرات پڑھا ہے۔

۴۴۶۱ ــ شرح : ابن مسعود نے اپنی روائت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس کو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں جانتا ،، شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ لفظ مَا موصولہ یا موصوفہ ہے اور ،، عین ،، حیز نفی میں واقع ہونے کے سبب مفید استغراق ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سب آنکھوں نے اور نہ ہی ان سے کسی ایک آنکھ نے دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ ،، کے اسلوب کے مطابق رؤیت اور آنکھ دونوں کی نفی ہے یا صرف رؤیت کی نفی ہے۔ پہلی تقدیر پر عَیْنٌ کی نفی مطلوب ہے اس کے ساتھ رؤیت کو اس لئے ضم کیا ہے کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ موصوف کا انتفاء امر محقق ہے۔ اس میں کچھ نزاع نہیں اور یہاں تک ثابت ہے کہ وہ صفت کی نفی پہ شاہد ہو چکا ہے۔ اسی طرح ،، وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ہے۔ پہلی تقدیر پر جبکہ دونوں کی نفی ہو معنی یہ ہیں کہ ان کے دل ہی نہیں جن پہ خطرہ گزرے اور صفت کے انتفاء کو ذات کے انتفاء کی ذلیل بنایا ہے یعنی جب قلب کا ثمرہ ،، اخطار ،، حاصل نہ ہوا تو قلب ہی نہیں ہے۔

۴۴۶۲ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ شئی تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پہ وہ گزری ہے۔ اللہ نے یہ نعمتیں ذخیرہ کی ہیں جس پہ تمہیں اطلاع ہے اسے چھوڑو ،، پھر یہ آئت کریمہ پڑھی : فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الآیۃ

۴۴۶۲ ــ شرح : یعنی بہشت کی وہ نعمتیں چھوڑو جو قرآن میں مذکور ہیں کہ وہ ذخیرہ کردہ نعمتوں کی نسبت بہت تھوڑی ہیں۔ قولہ بَلْهَ ،، یعنی جس پر تم مطلع ہوا س کو

Marfat.com

سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاھِدٌ صَیَاصِیْھِمْ قُصُوْرِھِمْ

بعض نے کہا معنی یہ ہیں کہ اُن نعمتوں کے سوا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ صنعانی نے کہا صحیح کے تمام نسخوں میں "مِنْ بَلْہٖ" ہے۔ لیکن درست یہ ہے کہ کلمہ "مِن" کو ساقط کر دیا جائے اس پر بعض علماء نے اعتراض کیا کہ حرف "مِن" کا اسقاط جب ہی متعین ہو سکتا ہے۔ جب یہ بمعنی دَعْ ہو اور جب بمعنی غیر یا سوٰی ہو تو مِنْ ساقط نہ ہوگا۔ ابن مالک نے کہا مشہور "مِنْ بَلْہ" بمعنی اُتْرُکْ ہے یعنی چھوڑ دے وہ مابعد کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتا ہے اور یہ مصدر بمعنی ترک استعمال ہوتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اخفش نے کہا یہاں "بَلْہ" مصدر ہے جیسے ضَرْبُ زَیْدٍ، اور اس پر حرف مِنْ نادر طور پر زائد آجاتا ہے (عینی)

سُورۂ احزاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت ساری مدنی ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سخاوی نے کہا یہ سورت آل عمران کے بعد اور سورۂ ممتحنہ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ۷۳ آیات ہیں۔

قولہ صَیَاصِیْھِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاھَرُوْھُمْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْھِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی قُصُوْرِھِمْ سے تفسیر کی۔ صَیَاصِیْ صِیْصَۃٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی قلعہ ہیں یعنی اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی (بنی قریظہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قریش و غطفان وغیرہ احزاب کی مدد کی تھی) انہیں ان کے قلعوں سے اُتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔

Marfat.com

۴۴۶۳ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ کَانُوْا فَاِنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ وَ اَنَا مَوْلَاهُ

قولہ مَعْرُوْفًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی اَوْلِیَائِکُمْ مَعْرُوْفًا ،، کی طرف اشارہ کیا مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو۔ معروف سے مراد وہ ہے جو کتاب میں ہے۔ بعض نے قرآن مراد لیا ہے۔ لوح محفوظ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ بعض نے تورات مراد لی ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

"یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے"

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی دین و دنیا کی ہر شئی کے ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اسی لئے اس کو کسی قید سے مقید نہیں کیا اور اپنے اطلاق پر رکھا "

۴۴۶۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں لوگوں سے اس کا زیادہ حق دار ہوں۔ اگر چاہتے ہو تو پڑھو : اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ،، جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارث اس کے ترکہ کے وارث ہوں گے وہ جو بھی ہوں۔ اگر وہ اپنے پر قرضہ چھوڑے یا بال بچے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کے کاروبار کا متولی ہوں۔ حدیث ۲۲۴۱ کی شرح دیکھیں) (باب فی الصلوٰۃ علی من ترک دینا کتاب الاستقراض)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ

۴۴۶۴ — حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدْعُوْہُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ

بَابُ قَوْلِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ

وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا نَحْبَهٗ عَهْدَهٗ اَقْطَارُهَا جَوَانِبُهَا اَلْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا لَاَعْطَوْهَا

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو! یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے"

۴۴۶۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد کردہ) کو ہم زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ حتی کہ یہ آیت کریمہ : اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ الآیۃ نازل ہوئی"

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے"

اور وہ ذرا نہ بدلے"، یعنی جہاد پر ثابت رہے یہاں تک شہید ہو گئے جیسے حضرت حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما اور کوئی شہادت کا منتظر ہے۔ جیسے حضرت عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہما

Marfat.com

۴۴۶۵ ــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُرَى هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

اور وہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے شہید ہو جانے والے بھی اور انتظار کرنے والے بھی اس میں منافقین اور مریض القلب لوگوں پر تعریض ہے جو اپنے عہد پر قائم نہ رہے "۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے نَحْبَہ کی تفسیر عہد سے کی " أَقْطَارِهَا " اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا "کی طرف اشارہ کیا اور أقطار کی جوانب سے تفسیر کی یعنی اگر ان پر فوجیں مدینہ منورہ کے اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو مرتد ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اسلام سے منحرف ہو جاتے اور اس میں تھوڑی سی بھی دیر نہ کرتے "۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت کریمہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی : رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ "

۴۴۶۵ ــــ ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ زید بن ثابت نے کہا جب ہم نے صحیفوں کو مصاحف میں لکھا۔ تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت کریمہ نہ پائی حالانکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا تھا کہ آپ وہ پڑھا کرتے تھے میں نے وہ خزیمہ انصاری کے سوا کسی کے پاس نہ پائی جس کی گواہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں کی گواہی کے مساوی کی تھی۔ وہ یہ آیت کریمہ : مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا اَلتَّبَرُّجُ أَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا سُنَّةَ اللّٰهِ اسْتَنَّهَا جَعَلَهَا

۴۴۶۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهَا حِيْنَ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُخَيِّرَ أَزْوَاجَهُ فَبَدَأَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَأْمِرِيْ أَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَأْمُرَانِيْ بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے حبیب اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑوں "

معمر نے کہا تبرّج یہ ہے کہ عورت اپنی خوبصورتی کا اظہار کرے۔ قولہ "سُنَّةَ اللّٰهِ" اس سے اس آیت کریمہ "سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ" کی طرف اشارہ کیا اللہ کے طریقہ کی پیروی کریں جو چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے۔ "اِسْتَنَّهَا" سُنّت سے مشتق ہے۔ کسی چیز کو سُنّت قرار دینا۔ یعنی پہلے نبیوں میں اللہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جو ان کے لئے حلال کیا اس میں مؤاخذہ نہیں کرنا۔

۴۴۶۶ — ترجمہ: زہری نے کہا مجھے سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَفِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ

فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا وَقَالَ قَتَادَةُ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَالْحِكْمَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ

نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی بیبیوں کو اختیار دیں (کہ دُنیا پسند کریں یا دین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتدا کی اور فرمایا اے عائشہ" میں تیرے پاس ایک بات کا ذکر کرتا ہوں تجھ پر لازم نہیں کہ اس کے جواب میں جلدی کرے حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلے یقیناً آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ سے جُدا ہو جانے کا مشورہ نہ دیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیبیوں سے فرمادیں: قُلْ لِاَزْوَاجِكَ الآية۔ میں نے آپ سے عرض کیا میں اپنے والدین سے کیا پوچھوں؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دارِ آخرت کو پسند کرتی ہوں۔

۴۴۶۶ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اختیار کے بارے میں اپنے والدین سے پوچھ لینے کو کہا کیونکہ یہ خوف تھا کہ شاید کمسنی کے باعث آپ فراق کو اختیار کرلیں۔ جب وہ اپنے والدین سے مشورہ کریں گی تو وہ اُن کو وہی مشورہ دیں گے جس میں مصلحت ہو۔ اسی لئے جب ام المؤمنین نے یہ خیال فرمایا تو کہا میں اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں،، اس حدیث سے اس شخص کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ ام رومان چھ ہجری میں وفات پاگئی تھیں، کیونکہ تخییر ۹ ہجری میں واقع ہوتی تھی۔ اگر ام رومان چھ ہجری میں فوت ہوتیں تو ۹ ہجری میں اُن سے مشورہ کا کوئی مقصد نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے

Marfat.com

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا إِلَى أَجْرًا عَظِيمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ،، اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ کی آیتیں اور حکمت ،، قتادہ نے کہا آیات سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ لیث نے کہا مجھے یونس ابن شہاب نے خبر دی کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بیبیوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات ذکر کرتا ہوں تیرے اُوپر لازم نہیں کہ اس کے جواب میں جلدی کرے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ سے پوچھ لے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یقیناً آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جُدا ہو جانے کا مشورہ نہ دیں گے۔ ام المؤمنین نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جلّ ثناؤہٗ نے فرمایا ہے اے نبی اپنی بیبیوں سے فرما دیں: اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو الآیۃ،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا میں اپنے والدین سے کیا پوچھوں میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ

نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا۔ موسیٰ بن اعین نے معمر سے اُنھوں نے زُہری سے روایت کرنے میں لیث کی متابعت کی، کہا مجھے ابوسلمہ نے خبر دی اور عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے معمر سے اُنھوں نے زہری سے اُنھوں نے عروہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ (اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث زہری کو متعدد طرق سے پہنچی ہے اور زہری اور ام المؤمنین کے درمیان واسطہ ہے اور عروہ بھی واسطہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس سے خوف رکھو!"

تفسیر: آیت کریمہ کا اول یہ ہے: وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ الاٰية، اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے الخ یہ آیت کریمہ زینب بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی زید بن حارثہ کی بیوی تھی۔ مختصر واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کے گھر تشریف لے گئے اچانک آپ کی نگاہ زینب بنت جحش پر پڑی جبکہ وہ اچھے لباس میں ملبوس تھیں جو آپ کو پسند آیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور دلوں کو پھیرنے والا ہے اور یہ کہہ کر باہر تشریف لے گئے" اس سے آپ نے قلب شریف پر آنے والے خطرہ کو ٹال دیا جب زید گھر آئے تو زینب نے کیفیت حال ذکر کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس حال میں کہ میں اچھے لباس میں ملبوس تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زید کے دل میں زینب کا بغض ڈال دیا۔ زید نے

Marfat.com

۴۴۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

بَابُ قَوْلِهِ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُرْجِئُ تُؤَخِّرُ أَرْجِهْ أَخِّرْهُ

چاہا کہ زینب کو طلاق دے دیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو جدا کرنا چاہتا ہوں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام شریف وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ الآیۃ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جب آپ اس شخص سے فرماتے تھے جسے اللہ نے نعمت دی اور وہ مشرف باسلام ہوا اور آپ نے اس کو آزاد کرکے اس پر انعام فرمایا اور یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہوسکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں ازواج مطہرات میں داخل کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تھی کہ زینب آپ کے ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا مقصود تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے کہ لوگ یہ کہیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کرلیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی اور ڈرنے کا مقصد یہ تھا کہ مبادا بعض لوگ اس میں طعن کرکے اپنے دین اور دنیا کو برباد نہ کردیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ مباح امر میں بے جا طعن کرنے والوں کا کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔ تفاسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۴۶۷ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ زینب بنت جحش اور زید ابن حارثہ کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

Marfat.com

۴۴۶۸ ـــ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تُرْجِئُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ مَا أُرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”پیچھے ہٹاؤ اُن میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو“

اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں“ **تفسیر** : یعنی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بی بی کو چاہیں پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن اس اختیار کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔

قال ابن عباس ” ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”تُرْجِئُ“ بمعنی ”تُؤَخِّرُ“ ہے یعنی پیچھے ہٹائیں، چنانچہ سورۂ اعراف اور سورۂ شعراء میں یہ کلمہ ”اَرْجِئْهُ“ بمعنی ”اَخِّرْهُ“ ہے۔ یہاں اسے تبعاً ذکر کر دیا ہے۔

۴۴۶۸ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اُن عورتوں پر غیرت کرتی تھی جو اپنے نفسوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کیا عورت اپنے نفس کو ہبہ کر دیتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

Marfat.com

۴۴۶۹ ـ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَیَّ فَاِنِّیْ لَا اُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا تَابَعَهٗ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِی النَّبِیَّ فَيَسْتَحْیٖ

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ الْاٰيَة نازل ہوئی تو میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں آپ کے پروردگار کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے۔

۴۴۶۹ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی بی بی کی باری میں اس سے اجازت طلب فرماتے تھے (جبکہ آپ کسی دوسری بی بی کی طرف متوجہ ہونا چاہتے) اس آیت کریمہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ الْاٰيَة کے نزول کے بعد معاذہ کہتی ہیں۔ میں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے عرض کیا آپ کیا فرماتی تھیں؟ اُنھوں نے فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول! میں نہیں چاہتی کہ آپ کی محبت پر کسی کو ترجیح دوں۔ عبداللہ بن مبارک کی عباد بن عباد نے متابعت کی اُنھوں نے عاصم سے سماعت کی ہے۔

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے ایمان والو نبی کے

Marfat.com

مِنكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِن
وَرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا
رَسُولَ اللّٰهِ وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ
عِندَ اللّٰهِ عَظِيمًا يُقَالُ إِنَاهُ إِدْرَاكُهُ أَيْ يَأْنِي أَنَاةً لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ
قَرِيبًا إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيبَةٌ وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَ
بَدَلًا وَلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِي
الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى

گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ پاؤ "،
مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں
جب بُلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے
باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذاء ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ
فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے برتنے کی
کی کوئی چیز مانگو تو پردے سے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے
دلوں اور اُن کے دلوں کی "، اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ
اُن کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت
بات ہے! " **تفسیر** : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ چند مسلمانوں
کے بارے میں نازل ہوئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کے وقت کے منتظر ہوگئے اور طعام آنے سے

Marfat.com

پہلے بلا اجازت داخل ہوئے اور کھانا کھانے کے بعد وہاں بیٹھے رہے باہر نہ گئے لوگوں کے اس طرح آنے اور نہ جانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوئی اور شرم کے باعث اظہار نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَا تَدْخُلُوا الآیۃ نازل فرمائی قولہ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ ،، یعنی جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کچھ طلب کرنا ہو تو پردہ سے باہر سے طلب کرو! روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے کہا کہ تم پردہ میں رہو۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابن خطاب تم ہم پر غیرت کرتے ہو حالانکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ ماکان لکم ،، یہ آیت کریمہ بزعم مقاتل طلحہ بن عبیداللہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انھوں نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مناسب نہیں کہ کسی بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرو اس سے پیغمبر کو دکھ لگتا ہے۔

قولہ یقال اِنَاهُ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، غَیْرَ نَاظِرِیْنَ اِنَاهُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ادراک سے اس کی تفسیر کی ،، یعنی طعام کا وقت پانا ، اَنٰی یانی ماضی مضارع ہیں جیسے رمی یرمی اور اَنَاہ بفتح الہمزہ مصدر بمعنی ادراک ہے اور اس کے آخر میں ہا برائے تانیث ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس باب کی مصدر انی بکسر الہمزہ اور نون ساکن ہے اور اناہ اسم ہے اس کے معنی ہیں کام میں آسانی کرنا۔

قولہ لَعَلَّ السَّاعَۃَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ آپ سے قیامت قائم ہونے کا وقت پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شائد قیامت پاس ہی ہے۔

تفسیر: مشرک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء قیام قیامت کا وقت پوچھتے تھے اور یہودی از روئے امتحان پوچھتے تھے حالانکہ انہیں توریت سے معلوم تھا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں جلدی کرنے والوں کو تہدید و زجر اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکات اور ان کی ذہن دوزی کی ہے

قولہ اِذَا وَصَفْتَ ،، یعنی قیاس تو یہ ہے کہ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبَةٌ ہوتا کیونکہ یہ ساعت کی وصف ہے اور وہ مؤنث ہونی چاہیے اس کی توجیہ کرتے ہوئے امام نے ذکر کیا کہ اگر مؤنث کی صفت بیان کریں تو قریبۃ کہنا چاہیے اور اگر اس کو ظرف اور بدل کرے اور صفت کا ارادہ نہ ہو تو مؤنث سے ہاء دور کرے گا یعنی تانیث کی علامات وقف ہا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کا لفظ واحد، تثنیہ، جمع مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں ہے۔ یہ عبارت لعل الساعۃ سے الانثیٰ ،، تک صرف ابوذر او نسفی کی روایت میں ہے۔ ان کے سوا اور کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا درست بھی یہی ہے کہ یہ عبارت ذکر نہ کی جاتی اس کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے بعد جو احادیث

Marfat.com

۴۴۷۰ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الْحِجَابِ

۴۴۷۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ

مذکور ہیں تمام ترجمہ کے موافق ہیں اور یہ آیت کریمہ محض اجنبی فصل ہے۔ دُوسری وجہ یہ کہ قریبٌ کی توجیہہ میں جو کچھ ذکر کیا ہے مناسب نہیں ہے، کیونکہ فنِ عربیت کے ماہرین کہتے ہیں کہ صیغۂ فَعِیْل جس وقت مفعول کے معنی میں ہو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتے ہیں جیسے اس آیت کریمہ : اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ،، میں ہے۔ علاوہ ازیں لفظ قریب ظرف نہیں کیونکہ قریب کا موصوف شئی ہے اور ساعت بمعنی یَوْمٌ ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح عِنْدَ اور لَدَیٰ ،، کو ظرف زمان سے ملحق کیا ہے۔ قریب اور بعید بھی ظرف زمان سے ملحق ہیں اور یہ ظرف نہیں جیسے مؤلف نے کہا ہے۔

قولہ اَوْ بَدَلاً ،، یعنی جب اس کو بدل بمعنی اسم کہے اور اس میں وصفیت کا قصد نہ کرے تو اس میں تذکیر و تانیث اور تثنیہ جمع سب برابر ہیں،،

۴۴۷۰ــــ ترجمہ : حضرت انس نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دربارِ رسالت میں عرض کیا و دیا رسول اللہ ،، آپ کے پاس مسلمان نیک اور بد سب آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دیں تو بہت اچھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے حجاب (پردہ) کی آیت نازل فرمائی ،، (حدیث ۳۹۵ کی شرح دیکھیں)

۴۴۷۱ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو آپ نے لوگوں کو دعوتِ طعام

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ الْآيَةَ

۴۴۷۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ

دی ۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے ۔ اچانک سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہُوا کہ آپ اُٹھنے کی تیاری کر رہے ہیں، لیکن لوگ نہ اُٹھے (اور بدستور بیٹھے رہے) جب آپ نے دیکھا کہ یہ اُٹھتے نہیں ہیں تو آپ اُٹھ کھڑے ہُوئے ۔ جب آپ اُٹھے تو بعض لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہُوئے اور تین شخص بیٹھے رہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تاکہ گھر میں داخل ہوں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص بیٹھے ہُوئے ہیں پھر وہ لوگ اُٹھے اور چلے گئے ۔ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور چلتا ہُوا آیا اور آپ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے ہیں ۔ آپ تشریف لائے اور گھر میں داخل ہُوئے میں نے داخل ہونا چاہا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ الْآيَةَ نازل فرمائی "

۴۴۷۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب بنت جحش سے تین ہجری میں نکاح کیا ۔ قتادہ نے کہا پانچ ہجری میں کیا بعض کچھ اور کہتے ہیں ۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُٹھنے کی حالت اختیار کرنے سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ چلے جائیں لیکن بطورِ اخلاقی عظمت کے انہیں یہ نہ فرمایا کہ کھانا کھا لیا ہے تو چلے جاؤ ، لیکن اُنھوں نے آپ کا مقصد نہ سمجھا اور بیٹھے رہے ۔ جب وہ چلے گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی " سبحانہ من عظم شانہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۴۷۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ میں تمام لوگوں سے اس

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُوْدٌ يَتَحَدَّثُوْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ

٤٤٧٣ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيْءُ قَوْمٌ فَيَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَاۤ اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْهُ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ يَّتَحَدَّثُوْنَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آیت کریمہ آیت حجاب کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب دایہ نے زینب کو مزین کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھیجا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر میں تھیں۔ آپ نے طعام تیار کیا اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دی (کھانے کے بعد) وہ بیٹھے بیٹھے باتوں میں مشغول ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الآیۃ نازل فرمائی : مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ تک پس پردہ کیا گیا اور لوگ چلے گئے۔

٤٤٧٢ — شرح : اس سے واضح ہوتا ہے کہ "سْتَغْفِرِيْنَا" تک یہ آیت لوگوں کے جانے سے پہلے نازل ہوئی اور حضرت انس کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے چلے جانے کے بعد نازل ہوئی"، لیکن اس کی حال سے تاویل کی جاتی ہے کہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس حال میں کہ لوگ اٹھ رہے تھے۔ (کرمانی)

٤٤٧٣ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زینب بنت جحش لائی گئی اس حال میں روٹی اور گوشت سے ولیمہ کیا گیا تھا۔ مجھے طعام کے لئے لوگوں کو بلانے بھیجا گیا پس لوگ آتے کھاتے اور چلے جاتے۔ پھر لوگ آتے کھاتے اور چلے جاتے میں نے ہر شخص کو کھانے کی دعوت دی حتیٰ کہ میں نے کسی کو نہ پایا کہ اسے کھانے کے لئے بلاؤں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا اٹھا لو اور تین شخص باقی رہ گئے جو گھر میں باتوں میں مشغول رہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ کریمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا :

Marfat.com

فَانْطَلَقَ اِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرّٰى حُجَرَ نِسَائِهٖ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهٗ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ثَلٰثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهٗ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰى اِذَا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِيْ اُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَّاُخْرٰى خَارِجَةً اَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ

السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ ،، اے اہل بیت تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو (اس کے جواب میں) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ،، یا رسول اللہ اپنے اہل کو کیسا پایا اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے پھر آپ تمام بیبیوں کے حجروں میں تشریف لے گئے اور ان سے وہی فرماتے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا۔ اور وہ بھی وہی کہتیں جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو تین شخص وہیں باتوں میں معروف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل حیا دار تھے۔ آپ چلتے ہوئے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے حجرہ شریفہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی گئی کہ وہ چلے گئے ہیں آپ واپس آئے حتی کہ جب اپنا قدم میمنت دروازہ کے آستانہ میں رکھا اس حال میں کہ ایک قدم میمنت اندر اور دوسرا باہر تھا۔ تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۴۷۳ — شرح : قولہ بنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،، اس کے معنی بیوی کے پاس جانے کے ہیں۔ دراصل جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرتا تو ان کیلئے قبہ لگایا جاتا تھا تاکہ اس میں بیوی سے مجامعت کرے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے بنی الرجل باھلہ ،، بنی صیغہ مجہول بناء سے ماخوذ ہے۔ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی گئی۔ اس حدیث میں تردد سے بیان کیا اور اس سے پہلی حدیث میں تردد نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ انس کی مراد یہ ہو کہ یا آپ کو بذریعہ وحی خبر دی گئی اور میرا خبر دینا اس کے موافق تھا۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں منافات نہیں ہے۔ اسکفۃ الباب ،، دہلیز ،،

Marfat.com

۴۴۷۴ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجَرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بِنَائِهِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُو لَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بِهِمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَآهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَثَبَا مُسْرِعَيْنِ فَمَا أَدْرِي أَنَا أَخْبَرْتُهُ بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ وَأَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأُنْزِلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۴۷۴ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب زینب بنت جحش کی رخصتی ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا اور لوگوں کو خوب روٹی اور گوشت کھلایا پھر امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجروں کی طرف تشریف لے گئے۔ جیسے آپ رخصتی کی رات کی صبح کو حسب عادت جایا کرتے تھے۔ آپ انہیں سلام فرماتے اور وہ آپ کو سلام کہتیں اور دعا کرتیں جب آپ اپنے گھر کی طرف آئے تو دو آدمی باتوں میں مشغول دیکھے جب انھیں دیکھا تو واپس تشریف لے گئے۔ جب اُنھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے ہیں تو وہ جلدی سے اُٹھ کر چلے گئے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو ان کے چلے جانے کی خبر میں نے دی یا آپ کو خبر دی گئی۔ آپ واپس تشریف لائے اور گھر میں داخل ہو گئے اور میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن ابی مریم نے کہا ہمیں یحییٰ نے خبر دی۔

۴۴۷۴ ـــ شرح: ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ آپ رخصتی کی شب کی صبح کو ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف تشریف لے جاتے اور اُن سے سلام فرماتے اور ان کے لئے دعا فرماتے اور وہ بھی آپ کو سلام کہتیں اور دعا کرتی تھیں کہ حُمید نے کہا انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ پہلی حدیث میں تین مردوں کا ذکر ہے اور اس میں دو مرد مذکور ہیں۔ لیکن عدد

Marfat.com

۴۴۷۵ ـ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

کے مفہوم کا اعتبار نہیں ہوتا ہے دو باتیں کر رہے ہوں اور تیسرا خاموش بیٹھا ہو۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ وہ تین تھے پھر ایک چلا گیا اور دو باقی رہ گئے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر کوئی سوال پوچھے کہ ان احادیث میں سے دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قیام سے پہلے۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور پہلی احادیث جیسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قیام کے بعد نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حال سے تاویل کی جاتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی حالانکہ لوگ اُٹھ رہے تھے۔

قال ابن ابی مریم ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ حمید نے اس حدیث کی حضرت انس سے سماعت کی ہے اور اس میں عنعنہ کی روایت مؤثر نہیں۔ ابن ابی مریم بخاری کے شیخ ہیں ان کا نام سعید بن محمد بن حکم بن ابی مریم ہے وہ مصر کے رہنے والے ہیں۔

۴۴۷۵ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پردہ نازل ہونے کے بعد ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں۔ وہ جسیم خاتون تھیں جو انہیں پہچانتا تھا اس پر مخفی نہ رہتی تھیں۔ اگرچہ چادر اوڑھے ہوتیں انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا اے سودہ! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے بخدا! آپ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ (یعنی ہم نے تجھے پہچان لیا ہے) آپ دیکھیں کیسے باہر جا رہی ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا سودہ گھر واپس آگئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے؛

Marfat.com

حالانکہ آپ کے دستِ اقدس میں گوشت والی ہڈی تھی۔ سودہ نے آتے ہی کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قضائے حاجت کے لئے باہر نکلی تو مجھے عمر بن خطاب نے ایسا ایسا کہا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ پھر وحی کی شدت جاتی رہی، حالانکہ گوشت والی ہڈی آپ کے دستِ اقدس میں تھی .... اس کو دستِ مبارک سے جُدا نہیں کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم قضائے حاجت کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

۴۴۷۵ — شرح : یہ حدیث کتاب الطہارت میں مذکور ہے اس کا اسناد بھی یہی ہے جو اس حدیث کا اسناد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین کا باہر نکلنا قضائے حاجت کے لئے تھا۔ اور عمر فاروق کا زجر کرنا پردہ کی آیت کے نزول سے پہلے تھا اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا باہر نکلنا پردہ کے بعد تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا شاید ام المؤمنین سودہ کا باہر نکلنا دو بار تھا۔ بعض نے کہا پہلا حجاب اور دُوسرا حجاب علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حریم نبوی پر اجنبی لوگوں کے اطلاع پانے سے نفرت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انھوں نے صراحتاً سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسُول اللہ! اپنی بیبیوں کو پردہ میں رکھیں حتیٰ کہ پردہ کی آیت نازل ہُوئی پھر اس کے بعد عمر فاروق نے قصد کیا کہ امہات المؤمنین پردہ میں باہر نکلتی ہیں، لیکن ان کے اشخاص پہچانے جاتے ہیں تو انہوں نے قصد کیا کہ ان کے اشخاص بھی پردہ میں رہنے چاہئیں۔ اسی لئے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے؛ لیکن ازواج مطہرات کو قضاء حاجت کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی، تاکہ انھیں مشقت نہ ہو۔

قاضی عیاض نے کہا ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا وہ بلاخلاف اس میں مخصوص ہیں کہ ان کے لئے چہرہ اور کفین کا شہادت وغیرہ میں بھی ظاہر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ اپنے اشخاص ظاہر کر سکتی ہیں۔ اگرچہ پردہ میں ملبوس ہوں، لیکن قضاء حاجت کے لئے انہیں باہر نکلنے کی اجازت تھی۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بیبیوں نے باہر نکلنا بھی چھوڑ دیا اور اپنے اشخاص ظاہر نہ کرتی تھیں۔ جب ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہُوا تو ان کی نعش پر قبہ بنایا گیا تاکہ اُن کا شخص ظاہر نہ ہو۔

ازواج مطہرات کے علاوہ دوسری عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے جائز امور ضروریہ کے لئے باہر نکل سکتی ہیں بشرطیکہ سادہ کپڑوں میں ملبوس ہوں اور خوشبو وغیرہ بھی نہ ملی ہو اور اُن کے تمام اعضاء ڈھنپے ہُوئے ہوں اور اپنی زینت اور حسن و جمال کا اظہار بھی نہ کریں اور نہ ہی آواز بلند کریں۔

Marfat.com

بَابُ قَولِهِ إِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا

۴۴۷۶ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِيْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔"

اُن پر مضائقہ نہیں۔ اُن کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنے دین کی عورتوں اور لونڈیوں میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

تفسیر: یعنی اگر تم اپنی زبانوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے نکاح کی بات ظاہر کرو یا اپنے سینوں میں چھپائے رکھو وہ اس کو جانتا ہے۔ اس پر تمہیں سخت عذاب دے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا خرچہ وغیرہ بیت المال سے ادا کرنا ضروری اور لازم ہے۔ ازواج مطہرات کی عدتِ وفات میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض نے کہا ان پر عدت لازم نہیں، کیونکہ عدت اباحتِ نکاح کے انتظار کے لئے ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ان پر عدت اس لئے واجب ہے کہ یہ عبادت ہے۔ اگرچہ اباحتِ نکاح کے لئے نہ ہو۔ مفسرین نے کہا جب پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی تو اُن کے باپ بیٹوں نے کہا یا نبی اللہ! ہم بھی اُن سے پردہ میں بات کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

Marfat.com

الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا اٰذَنُ لَهٗ حَتّٰی اَسْتَاْذِنَ فِیْهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اَخَاهُ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِیْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِیْ اِمْرَاَةُ اَبِی الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِی الْقُعَيْسِ اِسْتَاْذَنَ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ حَتّٰی اَسْتَاْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِیُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا يَمْنَعُكِ اَنْ تَاْذَنِيْنَ عَمُّكِ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِیْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِیْ اِمْرَاَةُ اَبِی الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِیْ لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ

۴۴۷۶ — **ترجمہ**: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حجاب کی آیت نازل ہونے کے بعد ابوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے گھر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے کہا میں اس کو اجازت نہیں دوں حتیٰ کہ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لوں؛ کیونکہ اَبُو الْقُعَیْس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! ابوالقعیس کا بھائی اَفْلَح اجازت طلب کرتا تھا میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ آپ سے اجازت حاصل کر لوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اپنے چچا کو اجازت دینے سے کس نے منع کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ اس مرد نے مجھے دودھ نہیں پلایا دودھ تو مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے پلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دو وہ تمہارا چچا ہے "تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ"، تیرا ہاتھ خاک آلود ہو"، عروہ نے کہا اسی لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ دودھ کے باعث ان کو حرام جانو جن کو نسب کے باعث حرام جانتے ہو۔

۴۴۷۶ — **شرح**: اس حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ رضاعی باپ اور رضاعی چچا سے امہات المؤمنین پردہ نہ کرتی تھیں جیسا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہ تمہارا رضاعی چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ ابوالقعیس کا نام جعد ہے اور افلح کی کنیت ابوالجعد ہے جعد للزمن

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاۤؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَصَلٰوةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاۤءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلُّوْنَ يُبَرِّكُوْنَ لَنُغْرِيَنَّكَ لَنُسَلِّطَنَّكَ

کا رضاعی باپ اور ابوالجعد رضاعی چچا ہے۔ کنیت کے باب میں ابوالقُعَیس کا نام وائل بن افلح ذکر کیا ہے۔

قولہ تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ "، اس سے حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اس کے معنی ہیں اِفْتَقَرَتْ "، چنانچہ جب کوئی محتاج ہوجائے تو کہا جاتا ہے۔ تَرِبَ اور جب غنی ہوجائے تو اَتْرَبَ کہا جاتا ہے۔ گویا کہ جب کوئی محتاج ہوجائے تو تُراب (مٹی) سے مل جاتا ہے اور جب غنی ہوجائے اور اس کا مال مٹی کے مقدار ہوجائے تو اسے "اَتْرَبَ" کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ دودھ مذکر کا ہوتا ہے اور مُرضعہ (دُودھ پلانے والی عورت) کا شوہر بمنزلہ والد اور اس کا بھائی بمنزلہ چچا ہوتا ہے۔ (حدیث ع۲۴۶۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو"

تفسیر: سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے۔ ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر اور سُننے والے پر بھی ایک مرتبہ واجب اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ اسی پر اعتماد ہے۔ یعنی جمہور علماء یہی کہتے ہیں اور نماز کے قعدۂ آخیرہ میں تشہد کے بعد دُرود شریف پڑھنا سُنّت ہے اور آپ کے تابع کرکے آپ کے آل و اصحاب اور دُوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم مقام بُلند کیا ہے اور آپ کو عظمت و شرافت سے نوازا ہے۔ صلوٰۃ لفظ مشترک ہے۔ اللہ کی صلوٰۃ رحمت، فرشتوں کی استغفار اور مومنوں کی صلوٰۃ دُعاء ہے اور مختلف معانی میں بحسب قرآن استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الجملہ درود شریف بھیجنا واجب ہے جبکہ سرکار کا اسم گرامی ذکر کیا جائے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا اسم گرامی ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر

Marfat.com

۴۴۷۷ ـ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَکَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

درود نہ بھیجے ،، نیز فرمایا: "مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَدَخَلَ النَّارَ ،، جس کے پاس میرا اسم گرامی ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھے درود شریف نہ بھیجا وہ دوزخ میں داخل ہوگا ،، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت کے بغیر غیر نبی پر درود بھیجنا مکروہ ہے ،،

قولہ قال ابو العالیہ ،، ابو العالیہ نے کہا اللہ کی صلوٰۃ آپ کی ملائکہ کے پاس ثنا کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دُعا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "یُصَلُّوْنَ بمعنی یُبَرِّکُوْنَ ،، ہے۔ یعنی برکت کی دُعا کرتے ہیں

قولہ لَنُغْرِیَنَّکَ ،، بمعنی لَنُسَلِّطَنَّکَ ہے۔ یعنی ہم یقیناً تجھے مسلط کریں گے ،،

۴۴۷۷ ـــ ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ! ہم نے آپ پر سلام تو معلوم کر لیا ہے۔ آپ پر " صلوٰۃ ،، کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا کہو ،، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ،،

۴۴۷۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تشبیہ کی یہ شرط ہے کہ مُشَبَّہ بہ مُشَبَّہ سے اقویٰ ہو اور یہاں بالعکس ہے ؛ کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ وہ نہیں جس میں ناقص کو کامل سے لاحق کیا جاتا ہے بلکہ یہ تشبیہ شہرت کے اعتبار سے ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں عام مشہور تھے تو تشبیہ اس طرح ہوگی کہ جس کا حال معروف نہ ہو اس کو اس سے لاحق کیا جائے جس کا حال معروف ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجموع کو مجموع سے تشبیہ دی گئی ہے اور ظاہر اور یقینی بات ہے کہ آلِ ابراہیم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے افضل ہے کیونکہ آلِ ابراہیم میں انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی نبی نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

۴۴۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

۴۴۷۹ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى

۴۴۷۸ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سلام ہے ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور ابوصالح نے لیث سے " عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ " روایت کی ہے۔

۴۴۷۸ — شرح : پہلے جملہ میں عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ "نہیں ہے اور دوسرے جملہ میں علیٰ آلِ ابراہیم ہے۔ اس کی وجہ ظاہر نہیں ہے۔

۴۴۷۹ — ترجمہ : ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوردی نے یزید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا : كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اُن جیسے نہ ہونا، جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی "

Marfat.com

۴۴۸۰ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا

تفسیر : یعنی سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام بجا لاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرنا جو اُن کے رنج و ملال کا باعث ہو اور بنی اسرائیل کی طرح نہ ہونا جو ننگے نہاتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر طعن کرتے تھے کہ حضرت ہمارے ساتھ کیوں نہیں نہاتے۔ انہیں برص وغیرہ کی کوئی بیماری ہے۔

۴۴۸۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ بہت حیادار مرد تھے اور یہ اللہ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! اُن جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی باتوں سے مُبَرّا کیا اور وہ اللہ کے نزدیک مقبول اور صاحبِ جاہ تھے،،

۴۴۸۰ ـــ شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت شرمسار تھے۔ وہ تنہائی میں غسل کرتے تھے جبکہ بنی اسرائیل علانیہ ایک دوسرے کے سامنے ننگے غسل کرتے تھے۔ اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ آپ کو برص کی بیماری ہے۔

ایک دن موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں غسل کر رہے تھے اور کپڑے ایک پتھر پر رکھے تھے وہ آپ کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا اور بنی اسرائیل کی نشست گاہ کے پاس ٹھہر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے جبکہ آپ فرما رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے دو۔ اور بنی اسرائیل کی نشست گاہ تک برہنہ دوڑتے رہے۔ اُنہوں نے آپ کو برہنہ دیکھ کر کہا موسیٰ علیہ السلام پر کوئی عیب نہیں،، صلوات اللہ وسلامہ علیہ ،،

Marfat.com

سُورَةُ سَبَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ مُعَاجِزِيْنَ مُسَابِقِيْنَ بِمُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ سَبَقُوْا فَاتُوْا لَا يُعْجِزُوْنَ لَا يَفُوْتُوْنَ يَسْبِقُوْنَا يُعْجِزُوْنَا قَوْلُهُ بِمُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ وَمَعْنٰى

سُورہ سبا

مقاتل نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اور یہ آیت کریمہ : وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ (اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ) اس کی پچپن آیات ہیں۔۔

تفسیر : امام ترمذی نے فروہ بن مسیک مرادی کی حسن حدیث ذکر کی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسُولَ اللہ! سبا، کیا ہے وہ زمین ہے یا عورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نہ زمین ہے اور نہ عورت ہے لیکن وہ ایک عربی مرد ہے اس کے دس بیٹے تھے اُن میں سے چھ بیٹے دائیں جانب چلے گئے وہ ازد، اشعرون، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار تھے۔ اس آدمی نے کہا انمار کیا شئی ہے۔ فرمایا انمار وہ ہیں جن میں خثعم اور بجیلہ ہیں،، بعض روایات میں ہے کہ جو بائیں طرف گئے اور وہاں جاکر آباد ہوگئے۔ اس علاقہ کو شام کہتے ہیں اور جو دائیں جاکر وہاں آباد ہوگئے۔ اس علاقہ کو یمن کہتے ہیں۔ ابن اسحاق نے کہا ،، سبا،، کا نام عبد شمس بن یشجب بن یعرج بن قحطان بن عامر اور وہ ھود بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام ہے عرب میں سبا سب سے پہلی اسیر ہوا۔ تیجان میں ہے سبا پہلا شخص ہے جس نے تاج پہنا تھا اور قرآن کریم میں جس ،،سد،، کا ذکر ہے وہ اسی نے بنایا تھا جس میں ستر نہریں ہیں۔ اس کی عمر پانچ سو برس تھی (عینی مختصرا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ مُعَاجِزِيْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا

Marfat.com

مُعَاجِزِیْنَ مُغَالِبِیْنَ یُرِیْدُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنْ یُّظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهٖ مِعْشَارٌ عُشْرٌ اَلْاُکُلُ الثَّمَرُ بَاعِدْ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا یَعْزُبُ لَا یَغِیْبُ اَلْعَرِمُ السُّدُّ مَاءٌ اَحْمَرُ اَرْسَلَهٗ فِی السُّدِّ فَشَقَّهٗ وَهَدَمَهٗ وَحَفَرَ الْوَادِیَ

اور اس کی تفسیر مُسَابِقِیْن سے کی آگے بڑھنے والے۔ یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھ جائیں گے اور ہم ان کو نہیں پاسکیں گے قولہ مُعْجِزِیْنَ " اس سے اس آئت کریمہ " وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ " کی طرف اشارہ کیا اور " فَائِتِیْنَ " سے اس کی تفسیر کی یعنی تم زمین و آسمان میں ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے ہو "

قولہ سَبَقُوْا " معنی آگے نکل گئے اور " لَا یُعْجِزُوْنَ " ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ قولہ یَسْبِقُوْنَا " اس سے اس آئت کریمہ : اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر " لَا یُعْجِزُوْنَ " معنی ہم سے آگے نکل جائیں گے " سے کی " اور لفظ معجزین مکرر ہے۔ اس کی تفسیر فائتین سے کی۔ قولہ مُعَاجِزِیْنَ " اس سے یہ اشارہ کیا کہ معاجزین باب مفاعلہ سے ہے اور وہ دو میں مشارکت چاہتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو عاجز کر دے اور اس سے آگے نکل جائے "

قولہ مِعْشَارٌ " اس سے اس آئت کریمہ " وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَا اٰتَیْنٰهُمْ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عُشْر سے کی دسواں حصہ " یعنی جو کچھ ہم نے ان کو دیا وہ اس کے دسویں حصے تک نہیں پہنچ سکے " فراء نے کہا: پہلے لوگوں سے جو ہلاک ہو چکے ہیں۔ اہل مکہ قوت، جسم، اولاد اور تعداد میں ان کے دسویں حصہ تک نہیں پہنچے " قولہ اَلْاُکُلُ " اس سے اس آئت کریمہ : ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر الثَّمَر سے کی " اور ان کے باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے جو نہایت بدمزہ ہیں اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں یعنی جیسے ویرانوں میں جھاؤ اور بیریاں جم آتی ہیں اور وحشتناک جنگل کو جو ان کے خوشنما باغوں کی جگہ پیدا ہو گیا تھا اس کو بطریق مشاکلت باغ فرمایا ہے۔ اُکُل معنی ثمر ہے خمط پیلو کا درخت بعض نے کہا ہر خاردار درخت اور اثل جھاؤ کو کہتے ہیں۔

قولہ بَاعِدْ " اس سے اس آئت کریمہ : فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا " کی طرف اشارہ کیا اور کہا بَاعِدْ اور بَعِّدْ ہم معنی ہیں " تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال " یعنی ہمارے اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان کر دے کہ بغیر توشہ اور سواری کے سفر نہ ہوسکے "

قولہ لَا یَعْزُبُ " اس سے اس آئت کریمہ : لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا : " لَا یَغِیْبُ " اللہ غیب جاننے والا ہے اس کی کوئی

Marfat.com

فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَآءُ فَيَبِسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السَّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَرِمُ الْوَادِيْ

نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیرے رب سے کچھ غیب نہیں ،، قولہ اَلْعَرِمُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر سَد سے کی وہ سُرخ پانی جو اللہ تعالیٰ نے سَد میں بھیجا تھا یعنی انھوں نے منہ پھیرا تو ہم نے اُن پر عظیم سیلاب بھیجا جس سے ان کے باغ اموال سب ڈوب گئے اور ان کے مکانات ریت میں دفن ہوگئے اور اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کی تباہی عرب کے لئے مثال بن گئی۔

ترجمہ : اَلْعَرِم ،، پانی کا بند، ایک لال پانی تھا جس میں اللہ کے حکم سے سیلاب آیا اور بند ٹوٹ گیا۔ میدان میں گڑھا ہوگیا اور باغ دونوں طرف اونچے ہوگئے پھر پانی غائب ہُوا تو باغ خشک ہوگئے۔ یہ پانی بند سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا اس نے جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا، عمرو بن شرحبیل نے کہا کہ اہل یمن کی لغت میں اَلْعَرِم بند کو کہتے ہیں بعض نے عَرِم نالہ کو کہا ہے ،،

شرح : عرم کے معنی بند ہیں جو پانی کی روانگی کو روکتا ہے۔ سُدّ بضم السین اور دال مشدد ہے سین کو مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔

قولہ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ ،، قیاس یہ ہے کہ کہا جائے۔ اِرْتَفَعَتِ الْجَنَّتَانِ عَنِ الْمَآءِ دونوں کنارے پانی سے بلند ہوگئے، لیکن ارتفاع سے مراد انتفاء اور زوال ہے۔ یعنی اُن سے جنب (کنارہ) کا نام زائل ہوگیا۔

قولہ اَلْمُسَنَّاة ،، بضم المیم اور سین مفتوح ہے اور نون مشدد ہے۔ ابن تین نے کہا مسناۃ کے معنی بند کے ہیں جس سے وادی کا پانی روک کر کنارے پر چڑھاتے ہیں تاکہ زمین پر گر کر اس کو سیراب کرے (آج کی اصطلاح میں اس کو بَنْد کہتے ہیں)

قولہ اَلسَّابِغَاتِ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ ،، کی طرف اشارہ کیا ہم نے داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا اور ہم نے کہا زرہیں بناؤ۔ اور سابغات کی دُرُوع بمعنی زرہیں سے تفسیر کی۔ تفسیر میں ہے۔ زرہیں کشادہ کامل بناؤ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے زرہ بنائی ہے۔

قولہ نُجَازِيْ ،، اس سے اس آیت کریمہ ؛ وَهَلْ نُجَازِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی

Marfat.com

السَّابِغَاتُ الدُّرُوعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ "يُجَازِي" يُعَاقِبُ "أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ" بِطَاعَةِ اللهِ "مَثْنَى وَفُرَادَى" وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ "التَّنَاوُشُ" الرَّدُّ مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى الدُّنْيَا "وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ" مِنْ مَالٍ أَوْ وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ "بِأَشْيَاعِهِمْ" بِأَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ "كَالْجَوَابِ" كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ "وَالْخَمْطُ" الْأَرَاكُ "وَالْأَثْلُ" الطَّرْفَاءُ "الْعَرِمُ" الشَّدِيدُ۔

تفسیر یُعَاقِب سے کی۔ یعنی ہم عذاب نہیں دیتے مگر ناشکرے کو،،

قولہ أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ: قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ مَثْنَى وَفُرَادَى ،،کی طرف اشارہ کیا۔ میں تمہیں ایک خصلت کی نصیحت کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے کھڑے رہو۔ دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو،، یعنی اگر تم نے اس پر عمل کیا تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم وساوس، شبہات اور گمراہی کی مصیبت سے نجات پاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے کہ محض طلبِ حق کی نیت سے اپنے آپ کو طرفداری، تعصّب سے خالی کر کے باہم مشورہ کر سکو اور ایک دوسرے سے اپنی فکر کا نتیجہ بیان کر سکو اور دونوں انصاف کے ساتھ غور کر سکیں،،

قولہ التَّنَاوُشُ ،،اس سے اس آیت کریمہ: وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ،،کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر آخرت سے دُنیا کی طرف رَدّ ہونے سے کی۔ یعنی قیامت میں کافر خواہش کریں گے کہ دُنیا میں واپس جائیں، لیکن یہ وقت واپس جانے کا نہیں ہے۔

قولہ حِيلَ بَيْنَهُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور روک کر دی گئی انہیں اور جسے چاہتے ہیں اور مال واولاد یا دُنیاوی زیب وزینت اور حسنِ نضارت وغیرہ ہے۔ یہ مجاہد کی روایت ہے حسن بصری نے کہا روک کر دی۔ ان میں اور ایمان میں جبکہ انہوں نے عذاب دیکھا یعنی نا امیدی کے وقت وہ ایمان اور توبہ میں روک کر دی گئی اور ان کا ایمان اور توبہ کرنا قبول نہ ہُوا۔

قولہ بِأَشْيَاعِهِمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ: كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا جیسے اُن کے پہلے گروہوں سے کیا گیا کہ ان کی توبہ اور ایمان نا امیدی اور غرغرہ کے وقت قبول نہ فرمایا گیا۔

قولہ كَالْجَوَابِ ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ" کی تفسیر میں کہا کہ جواب یعنی جَوْبَةٍ فِي الْأَرْضِ ،، ہے۔ یعنی زمین کے گڑھوں اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

۴۴۸۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا

پیالے بناتے تھے جن میں سے ہر پیالے سے ہزار آدمی کھا سکتے تھے۔
قولہ الخمط ,, کڑوہ ، بدمزہ پیلو کا درخت ۔ اَثل جھاہ کا درخت ۔ ابوعبیدہ نے کہا خمط ہر خاردار کڑوا درخت ہے ۔ عَرِم ,, بمعنی سخت اور شدید ہے ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دُور فرما دی جاتی ہے تو وہ ایک دُوسرے سے کہتے ہیں تمہارے ربّ نے کیا بات فرمائی ۔ وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق ہے ,,

تفسیر : اللہ کے حضور کوئی شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کو اللہ تعالیٰ اذن دے وہ شفاعت کرے گا ۔ اس میں کفار کا رد ہے وہ کہتے تھے بُت ہماری شفاعت کریں گے اور جن کے دلوں سے گھبراہٹ دُور فرما دی جاتی ہے ۔ وہ فرشتے ہیں اُن کے دل اللہ کا کلام سُنتے وقت خائف ہو کر گھبرا جاتے ہیں اور جب یہ گھبراہٹ دُور کر دی جاتی ہے ۔ تو وہ ایک دُوسرے سے اللہ کا فیصلہ دریافت کرتے ہیں ۔

Marfat.com

قَالَ ...... رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَسْمَعُهَا
مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ
سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ
ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا
أَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا
مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ
بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي مِنَ السَّمَاءِ

وہ کہتے ہیں جو فرمایا ہے حق فرمایا ہے۔ بعض نے کہا وہ مشرک ہیں جب موت کے وقت ان کے دلوں سے گھبراہٹ زائل ہوتی ہے تو ان سے فرشتے کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے۔ اس وقت وہ اللہ کے فیصلہ کا اقرار کریں گے، لیکن یہ اقرار ان کو فائدہ مند نہ ہوگا۔ حسن بصری نے یہی تفسیر کی ہے (عینی)

۴۴۸۱ — ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابوہریرہ سے سُنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کا حکم سُن کر عاجزی سے اپنے پروں کو مارتے اور پھڑپھڑاتے ہیں۔ اور اللہ کا کلام ایسا ہوتا ہے۔ جیسے صاف پتھر پر زنجیر پھرتی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دُور فرمائی جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ دوسرا کہتا ہے جو فرمایا حق ہے اور وہ برتر اور بزرگ ہے۔ چور جن اس کو سنتے ہیں اور سماعت کی چوری کرنے والے جن اس طرح ایک دوسرے پر ہوتے ہیں سفیان نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو موڑ کر اور پھر انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ شیطان اس طرح ایک دوسرے پر ملے ہوئے ہوتے ہیں اوراُوپر نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو اور پھر اسی طرح یہ بات زمین پر جادوگروں اور کاہنوں تک پہنچ جاتی ہے اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ فرشتے ان کو انگارا مارتے ہیں جو بات چرانے سے پہلے انہیں لگتا ہے اور بسا اوقات جادوگر تک پہنچانے کے بعد انہیں لگتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کیا کاہن نے فلاں فلاں روز یہ نہیں کہا تھا اور اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے جو اس نے آسمان سے سُنی تھی۔ (حدیث ۲۳۸۳ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ

۴۴۸۲ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا مَا لَكَ قَالَ اَرَأَيْتُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ اَوْ يُمَسِّيْكُمْ اَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ نہیں مگر تمہیں ڈر سُنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے

۴۴۸۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لائے اور بُلند آواز سے فرمایا یا صباحاہ : قریش آپ کے پاس جمع ہوگئے ،، (لوگوں کو جمع کرنے کے وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے) اور کہا کس لئے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کروگے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا میں اللہ کے سخت عذاب کے آگے تمہیں ڈر سُناتا ہوں۔ ابو لہب بولا تمہیں ہلاکت ہو۔ اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا ؟ تو یہ سورت کریمہ : تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ ،، الخ نازل ہوئی ،،

(حدیث ۴۴۵۲ کی شرح دیکھیں)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۲۷۔ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۷۔ جون ۱۹۸۴ء

Marfat.com

اَلْجُزْءُ الْعِشْرُوْنَ

سُوْرَةُ الْمَلَائِكَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الْقِطْمِيْرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ مُثَقَّلَةٌ وَقَالَ غَيْرُهُ الْحَرُوْرُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ وَغَرَابِيْبُ أَشَدُّ سَوَادٍ الْغِرْبِيْبُ الشَّدِيْدُ السَّوَادِ

بیسواں (۲۰) پارہ

سورۂ ملائکہ

یہ سورت مکی ہے۔ سورۂ مریم سے پہلے اور سورۂ فرقان کے بعد نازل ہیں۔ اس کی چھیالیس (۴۶) آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ القطمیر، اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ الآیۃ کی طرف اشارہ کیا اور "لفافۃ النواۃ" سے اس کی تفسیر کی، یہ کھجور کی گٹھلی پر باریک سا چھلکا ہے۔ یعنی اور اس کے

Marfat.com

سُورۃ یٰسٓ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا

سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانۂ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں "

قولہ "مُثْقَلَةٌ" ، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ الآیۃ کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ مثقلۃ ہے پہلا اثقال سے دُوسرا تثقیل سے ماخوذ ہے ۔یعنی اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ اُٹھانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اُٹھائے گا ۔

قولہ الحرور ، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد کے غیر نے کہا دن کے وقت گرم ہوا حرور ہے ۔بعض نے کہا رات میں گرم ہوا کو حرور اور دن میں گرم ہوا کو سموم کہتے ہیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رات کی ہوا حرور اور دن کی سموم ہے ۔معنیٰ یہ ہے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں اور نہ اندھیریاں اور اوجالا اور نہ سایہ اور تیز دھوپ برابر ہیں ۔یعنی عالم اور جاہل اور کفر و ایمان اور جنت و دوزخ برابر نہیں ہیں ۔

قولہ غرابیبُ سُود ، اس سے اس آیت کریمہ : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ، کی طرف اشارہ کیا ۔غرابیب سود کے معنی ہیں سخت کالے ۔ غرابیب ، غربیب کی جمع ہے اور وہ سخت سیاہ ہے اسے کوّے کے رنگ کے ساتھ تشبیہ دی ہے ۔ فراء نے کہا غرابیب سود میں تقدیم و تاخیر ہے ۔ دراصل سُود غرابیب سے تھا یعنی سیاہیاں سخت سیاہ ہیں ۔

سُورۂ یٰسٓ

یہ سورت مکی ہے ۔ سُورۂ فرقان سے پہلے اور سُورۂ جن کے بعد نازل ہُوئی ۔ اس کی تراسی (۸۳) آیات ہیں "

Marfat.com

ذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيثَيْنِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ مِثْلِهِ مِنَ الْأَنْعَامِ فَكِهُونَ مُعْجَبُونَ جُنْدٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ فَعَزَّزْنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے کہا ،، فَعَزَّزْنَا ،، بمعنی شَدَّدْنَا ،، ہے۔ یعنی جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے پھر انھوں نے ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے تیسرے سے تقویت پہنچائی ،، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ والوں کی طرف پہلے دو رسول بھیجے ۔ ایک کا نام صادق اور دوسرے کا نام صدوق تھا جب انھوں نے قبول نہ کیا تو تیسرے کو بھیجا اس کا نام شلوم تھا ۔ کہا گیا ہے اس کا نام شمعون تھا ۔

قولہ یَا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : یَا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور حسرت کی تفسیر استہزاءہم الخ سے کی۔ یعنی کہا گیا ہائے افسوس ان بندوں پر جب اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اسے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں ،، بندوں پر افسوس یہی ہے کہ وہ رسولوں سے ٹھٹھا مذاق کرتے تھے ۔ ابوالعالیہ نے کہا جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے یا حَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ" یعنی تین رسولوں پر ایمان نہ لائے اور جب ان کو ایمان نفع نہ دے گا اس وقت ایمان لائیں گے اور اپنے حال پر افسوس کریں گے ،،

قولہ اَنْ تُدْرِكَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ،، اور سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے ۔ اور ہر ایک ۔ ایک گھیرے میں تیر رہا ہے ۔ یعنی ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو ڈھانپتی نہیں اور نہ ہی ان کے لئے درک اور ستر مناسب ہے ، کیونکہ ہر ایک کی مقرر حد ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا ۔ اور نہ رات دن پر غالب آسکتی ہے بلکہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے ستارہ اور رات مراد ہے ۔

قولہ یَتَطَالَبَانِ ،، یعنی سورج اور چاند میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو پانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس وقت میں ہی جمع ہو سکیں گے جو اللہ نے ان کی حد مقرر کی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔

قولہ نَسْلَخُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور نَسْلَخُ کی یہ تفسیر کی کہ ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ ابوذر کی روایت میں

Marfat.com

مُحْضَرُوْنَ عند الحساب وَيُذكَرُ عن عكرمة المَشْحُوْنَ المُوْقَر۔ قَالَ ابن عباس طَائِرُكُمْ مصائبكم يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجون مَرْقَدِنَا مَخْرَجِنَا اَحْصَيْنَاهُ حفظناه مَكَانَتِهِمْ ومكانهم واحد

یہ اور اس سے پہلے اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَر ثابت نہیں ہے۔

قولہ مِنْ مِّثْلِهٖ ،، اس سے اس آیت کریمہ ؛ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اوران کے لئے ویسے ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں۔ یعنی ہم نے کشتیوں کی مثل انعام پیدا کئے جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اونٹ خشکی کی کشتیاں ہیں۔

قولہ فَكِهُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، مُعْجَبُوْنَ ،، سے تفسیر کی۔ ایک روایت کے مطابق فَاكِهُوْنَ ہے۔ مشہور قرآءت بھی یہی ہے۔ کسائی نے کہا فاکہ بمعنی صاحب فاکہ ہے۔ جیسے تامر اور لابن بمعنی ذوتمر اور ذولبن ہیں۔ سدی سے منقول ہے کہ فاکِهُوْن بمعنی ناعِمُوْن ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بمعنی فَرِحُوْن ہے۔

قولہ جُنْدٌ مُحْضَرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی حساب کے وقت کافر اور اُن کے معاون سب حاضر کئے جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی کسی سے عذاب دفع نہ کر سکے گا۔

قولہ یذکر ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ کی تفسیر یہ منقول ہے کہ مشحون بمعنی موقر ہے۔ یعنی بھری ہوئی یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ اُنھوں نے آباؤ اجداد کو کشتی میں سوار کیا اور ان کی اولاد کو ان کی صلبوں میں رکھا۔

قولہ طَائِرُكُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر مصائب سے کی۔ قتادہ نے اعمال تفسیر کی ہے جبکہ حسن اور اعرج نے کہا طائر بمعنی طیر ہے قولہ يَنْسِلُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر يَخْرُجُوْنَ ،، سے کی، بچے کو نسل کہا جاتا ہے؛ کیونکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے یعنی صور میں پھونکا جائے گا۔ پس اچانک لوگ قبروں سے باہر نکل آئیں گے ،، قولہ مَرْقَدِنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مَخْرَجِنَا ،، سے کی باہر نکلنے کا مقام۔ بعض نے اس کی تفسیر مَنَام ،، نیند ،، سے کی ہے۔ ابن عباس ابی ابن کعب اور قتادہ نے کہا دونوں نفخوں کے درمیان عذاب نہیں ہے۔ پس وہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

۴۴۸۳ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

سوجائیں گے پھر انہیں بیدار کیا جائے گا۔ اس وقت کہیں گے ہمیں کس نے بیدار کیا ہے۔ بعض نے کہا جب کافر جہنم اور اس کا عذاب دیکھیں گے تو جو عذاب انھیں قبروں میں دیا گیا ہوگا۔ اس کی نسبت اُسے نیند شمار کریں گے اور کہیں گے ہماری ہلاکت ہمیں کس نے بیدار کیا ہے؟

قولہ أَحْصَيْنَا "، اس سے اس آیت کریمہ: وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ "، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی حَفِظْنَاهُ سے تفسیر کی یعنی ہم نے ہر شئی لوح محفوظ میں ثابت کی ہے۔

قولہ مَكَانَتِهِمْ "، اس سے اس آیت کریمہ: " وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ "، کی طرف اشارہ کیا پھر کہا مَكَانَتِهِمْ اور مکانہم ایک ہی فئی ہیں۔ مکانت اور مکان ہم معنی ہیں۔ طبری نے عوفی میں کہا "ہم انہیں ان کی جگہوں میں ہلاک کر دیتے۔

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سورج اپنے راستے پر چل رہا ہے۔ اس کی یہ گردش اللہ کی تقدیر سے ہے جو قوی اور علیم ہے

۴۴۸۳ ـــ ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں سورج کے غروب کے وقت مسجد میں تھا۔ آپ نے فرمایا اے ابا ذر کیا جانتے ہو سورج کہاں غروب ہوتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اُس کے رسُول جانتے ہیں فرمایا یہ چلتا ہے حتی کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِي۔ الآیۃ

Marfat.com

۴۴۸۴ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

۴۴۸۳ ـ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورج اپنے مستقر میں نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اپنے منازل کی طرف لوٹتا ہے ۔ بعض نے کہا ابوذر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے ۔ رات دن کا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے ۔

۴۴۸۴ ـ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ،، کے متعلق سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے ۔

۴۴۸۴ ـ شرح : یہ دوسرے طریق سے پہلی ہی حدیث ہے ۔ پہلی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے پوچھا کہ جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے اور اس حدیث میں ابوذر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے ۔ پہلی حدیث میں سورج کا عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا ذکر ہے ۔ سورج اپنی گردش میں عرش کے محاذی ہو تو اس کے سجدہ کرنے کا انکار نہیں کیا جا سکتا حالانکہ قرآن کریم میں سورج ، چاند اور ستاروں کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ قرآن کریم میں ہے کہ سورج گرم چشمہ میں غروب کرتا ہے لہٰذا دونوں آیات میں مخالفت ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے آیتوں میں مخالفت نہیں کیونکہ اس میں جو ذکر کیا گیا ہے وہ غروب شمس کے وقت بصر کا انتہائی ادراک ہے ۔ کہ سورج چشمہ میں غروب ہو رہا ہے اور اس کا سجدے کے لئے عرش کے نیچے جانا غروب کے بعد واقع ہے اور گرم چشمہ میں غروب ہونے کا معنی یہ نہیں کہ وہ چشمہ میں گرتا ہے یہ تو اس غائب کی خبر ہے جہاں تک ذوالقرنین چلتے ہوئے پہنچے تھے ۔ حتیٰ کہ اس کے اوپر کوئی راہ نہ پائی جیسے کوئی سمندر میں جا رہا ہو اور اس کو ساحل کا کنارہ نظر نہ آئے تو وہ یہ خیال کرے گا کہ سورج سمندر میں غروب ہو رہا ہے ۔ حالانکہ در اصل اس کا غروب سمندر کے پار ہے ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

Marfat.com

سُوْرَةُ وَالصَّافَّاتِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَ يُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يُرْمَوْنَ وَاصِبٌ دَائِمٌ لَازِبٌ لَازِمٌ تَأْتُوْنَنَا

سُورۃ والصّافات

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے مگر عبدالرحمٰن بن زید کی روائت میں قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ الخ مستثنیٰ ہے اس کی ۱۸۲۔ آیات ہیں "

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ یُقْذَفُوْنَ " مجاہد نے اس آیت کریمہ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آسمان سے چوری کرنے والے جنوں کو آسمان کی ہر طرف سے انگارے مارے جاتے ہیں وہ جس طرف سے آسمان کی طرف صعود کریں۔ اسی طرف سے انہیں مارا جاتا ہے۔

قولہ دُحُوْرًا " اس سے آیت کریمہ " دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ " کی طرف اشارہ کیا اور دحور کی طرد سے تفسیر کی یعنی جنوں کو بھگانے کے لئے مارا جاتا ہے یہ ان کو ہمیشہ کا عذاب ہے " واصب " کی تفسیر دائم سے کی ۔ قولہ لَازِبٌ " اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر " لازم " سے کی لازب کی باء میم کا بدل ہے۔ یعنی ہم نے ان کو چکنی مٹی سے پیدا کیا جو ہاتھ کو چمٹ جاتی ہے۔

قولہ تَأْتُوْنَ " اس سے اس آیت کریمہ " قَالُوْا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ کافر جن شیطانوں سے کہیں گے تم ہمارے داہنی طرف سے بہکانے آتے تھے اور

Marfat.com

عَنِ الْيَمِيْنِ يَعْنِى الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُوْلُهُ لِلشَّيْطَانِ غَوْلٌ وَجَعُ بَطْنٍ يُنْزَفُوْنَ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ قَرِيْنٌ شَيْطَانٌ يُهْرَعُوْنَ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ يَزِفُّوْنَ النَّسَلَانُ فِى الْمَشْىِ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ

بزورِ قوت ہمیں گمراہی پر آمادہ کرتے تھے۔ اس تقدیر پر کفار جن کی صفت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر یہی تفسیر کرتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق لفظ جن کی جگہ لفظ حق ہے اور یمین اسکی تفسیر ہے۔ یعنی تم حق کی جہت سے آکر اس کو ہم پر خلط ملط کرتے تھے۔

قولہ غَوْلٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ: "لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ يُنْزَفُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر غول کی تفسیر وجع بطن پیٹ کے درد سے کی یعنی جنت میں خمار نہیں جس سے عقل میں خلل آئے اور نہ اس سے ان کا سر چکرائے بخلاف دنیا کی شراب کے جس میں بہت سے فسادات اور عیب ہیں اس سے پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے سر میں بھی پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔ طبیعت گھبراتی ہے قے آتی ہے سر چکراتا ہے۔ عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ نزف کا معنی زوالِ عقل ہے۔

قولہ قَرِيْنٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ: قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شیطان سے کی یعنی ان میں سے کہنے والا بولا میرا دنیا میں ایک ہمنشیں تھا۔

قولہ يُهْرَعُوْنَ ،، اس سے آیت کریمہ "فَهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کی كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ ،، سے تفسیر کی یعنی وہ انھیں کے نشانِ قدم پر دوڑتے جاتے ہیں اور گمراہی میں اُن کا اتباع کرتے ہیں۔ اور حق کے دلائل واضحہ سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

قولہ يَزِفُّوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ: فَاَقْبَلُوْا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یزفون کی نسلان فی المشی سے تفسیر کی یعنی کافر ابراہیم علیہ السلام کی طرف جلدی کرتے ہوئے آئے۔ نسلان کا معنی جلدی جلدی چھوٹے قدم اٹھانا ہے۔ یعنی وہ جلدی چلتے ہوئے آئے دوڑ کر نہ آئے۔

قولہ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مشرکین مکہ نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنائی اور کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کی مائیں سردار جنوں کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن جانتے ہیں کہ انہیں حساب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور اعمال کا حساب ہوگا اور وہ دوزخ میں عذاب کے لئے ضرور

Marfat.com

لَمُحْضَرُوْنَ سَتُحْضَرُوْنَ لِلْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ الْمَلَائِكَةُ صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ وَوَسْطِ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَ يُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ يَسْتَسْخِرُوْنَ يَسْخَرُوْنَ بَعْلًا رَبًّا

لائے جائیں گے۔ اگر اُن کی اللہ تعالیٰ سے رشتہ داری ہوتی یا وہ وجوب طاعت میں اللہ کے شریک ہوتے تو انہیں عذاب نہ دیتا ،، قولہ لَنَحْنُ صَافُّوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ،،صافون ،، کی تفسیر فرشتوں سے کی یعنی ہم نماز میں صفیں باندھے کھڑے ہیں اور ہم اس کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔

قولہ صَرَاطِ الْجَحِيْمِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تفسیر میں کہا کہ صراط الجحیم ، سواء الجحیم اور وسط الجحیم تینوں الفاظ ہم معنی ہیں۔

قولہ لَشَوْبًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یخلط اور یسلط سے کی یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ جوہری نے کہا سوط یہ ہے کہ بعض اشیاء کو بعض سے ملایا جائے اور حمیم گرم پانی ہے۔

قولہ مَدْحُوْرًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، مَطْرُوْدًا ،، سے تفسیر کی۔ یہ آیت کریمہ سورۂ اعراف میں ہے یہاں اس کا محل نہیں۔ دَحْرٌ کے معنی بھٹکانے اور دُور کرنے کے ہیں۔

قولہ بَيْضٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ : كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ،، کی طرف اشارہ کیا لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی گویا کہ جنت کی عورتیں انڈے ہیں۔ پوشیدہ رکھے ہوئے گرد و غبار سے پاک صاف دلکش رنگ۔ بَيْضٌ بیضہ کی جمع ہے مکنون بمعنی مستور ہے۔ جس چیز کو پوشیدہ رکھا جائے وہ مکنون ہے۔ مکنون بیض کی صفت لفظ کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ بیض مکنونہ بالتاء چاہیئے تھا۔

قولہ تَرَكْنَا عَلَيْهِ ،، اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی اور اس کو خیر سے ذکر کیا جائے گا۔ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ ،، ترکنا علیہ کی تفسیر ہے۔ بعض نے کہا ان کی ہر اُمت میں قیامت تک اچھی تعریف باقی رکھی۔

قولہ يَسْتَسْخِرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یسخرون سے اس کی تفسیر کی یعنی جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو استہزاء کرتے ہیں۔

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

۴۴۸۵ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا مِنِ ابْنِ مَتّٰى ۴۴۸۶ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

قولہ بَعْلًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : أَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ أَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور بَعْل کی رب سے تفسیر کی۔ بعل بت کا نام ہے جس کی مشرک عبادت کرتے تھے۔ بعلبک اسی کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی تم بُت کی عبادت کرتے ہو اور بہتر خالق کو چھوڑتے ہو!

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بے شک یونس علیہ السلام پیغمبروں سے ہیں "

۴۴۸۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن مَتّٰی سے بہتر ہوں۔

۴۴۸۵ ـــ شرح : یعنی نفس نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں کوئی دوسرے سے افضل نہیں البتہ درجات میں بعض اوروں سے افضل ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ متّی یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے۔ دو پیغمبر ماں کے نام سے مشہور ہیں ایک عیسیٰ بن مریم دوسرے یونس بن متّیٰؑ ہیں بعض نے کہا متّی یونس کا باپ ہے۔

۴۴۸۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا میں یونس بن متّیٰؑ سے افضل ہوں۔ اُس نے جھوٹ کہا۔ ہوسکتا ہے ضمیر "أنا" ،، سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ؛ چنانچہ ایک روایت میں ہے لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی ،، مجھے یونس بن متّیٰ پر فضیلت نہ دی۔ اس ارشاد کا باعث یہ ہے کہ جاہل یہ نہ سمجھیں کہ یونس ابن متی علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں چلے جانا اور کئی روز تک اس کے پیٹ میں رہنے سے اس کی نبوت

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ
ابْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ

سُوْرَةُ صٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ
الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي صٓ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ
فَقَالَ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ
يَسْجُدُ فِيْهَا

میں نقصان ہوا تھا۔ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں ان کو اللہ سے وہی نسبت ہے جو یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں تھی۔ یہ کلام نفس نبوت کے اعتبار سے ہے۔ درجا میں انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے کی نسبت متفاوت ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ"، یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

سُوْرَہ صٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی ۸۵۔ آیات ہیں۔ صٓ کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ مجاہد نے کہا یہ سورت کی ابتداء ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کا نام ہے۔ سُدی نے کہا یہ اللہ کا نام ہے۔ محمد بن قرظی نے کہا اللہ کے ناموں کا ابتدائی حرف ہے جیسے صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

Marfat.com

۴۴۸۸ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِیُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ صٓ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ اَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ اَوَمَا تَقْرَاُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ فَكَانَ دَاوٗدُ مِمَّنْ اُمِرَ نَبِيُّكُمْ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهٖ فَسَجَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُجَابٌ عَجِيْبٌ اَلْقِطُّ الصَّحِيْفَةُ وَهُوَ هٰهُنَا صَحِيْفَةُ الْحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِيْ عِزَّةٍ مُعَازِّيْنَ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ مِلَّةِ قُرَيْشٍ الْاِخْتِلَاقُ الْكَذِبُ الْاَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِيْ اَبْوَابِهَا جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ يَعْنِيْ قُرَيْشًا اُولٰٓئِكَ

کہا یہ سمندر کا نام ہے جس پر عرش ہے جبکہ اس وقت رات اور دن نہ تھے۔ سعید بن جبیرؒ سے منقول ہے کہ یہ سمندر کا نام ہے جس کے ساتھ اللہ مُردوں کو دو نفخوں کے درمیان زندہ کرے گا۔ ابو سلیمان دمشقی نے کہا یہ سانپ کا نام ہے جس کا سَر زیرِ عرش اور دم زیرِ زمین ہے۔ بعض نے کہا یہ "مُصَادَاۃ" سے صیغۂ امر ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے۔ صاد بعملک القرآن یعنی اپنا عمل قرآن پر پیش کر تاکہ تو دیکھے تیرا عمل کس مقام میں ہے۔ جس نے یہ تاویل کی وہ "صاد" کے دال کو مکسور پڑھتا ہے کیونکہ یہ امر ہے۔ عام قراء بسکون الدال پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن اسحاق اور عیسیٰ بن عمر دال کو مکسور پڑھتے ہیں۔ (عینی)

۴۴۸۷ — ترجمہ: شعبہ نے عوام سے روایت کی کہ میں نے مجاہد سے صٓ میں سجدہ کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا "یہ وہ انبیاء ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ان کی ہدایت کی پیروی کرو" ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کرتے تھے۔ (حدیث ۴۲۱۸ کی شرح دیکھیں)

۴۴۸۸ — ترجمہ: محمد بن عبداللہ نے بیان کیا مجھے محمد بن عبید اللہ طنافسی نے عوام سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا میں نے مجاہد سے سورۂ صٓ میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ (سورہ صٓ میں) کہاں سجدہ کرتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کیا تم یہ نہیں پڑھتے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ الاٰية" ان کی اولاد سے داؤد اور سلیمان ہیں "علیہما السلام" ان کی

Marfat.com

الْاَحْزَابُ الْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةُ فَوَاقٍ رُجُوْعٍ قِطَّنَا عَذَابَنَا اِتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا اَحَطْنَا بِهِمْ اَتْرَابٌ اَمْثَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْاَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ الْاَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي اَمْرِ اللّٰهِ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ مِنْ ذِكْرٍ طَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا الْاَصْفَادُ الْوَثَاقُ

ہدایت کی پیروی کرو،، اور داؤد علیہ السلام اُن نبیوں میں سے ہیں جن کی پیروی کرنے کا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ فرمایا تھا،،

۴۴۸۸ — شرح : یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے اس میں سجدہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اقتداء کرنے میں مامور ہیں اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے میں مامور ہیں اور آپ کی متابعت ہم پر لازم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ صٓ میں سجدہ واجب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سورہ صٓ میں سجدہ تلاوت واجب نہیں اور یہ حدیث احناف کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ اور امام شافعی پر حجت قائم ہے۔ حدیث ع ۱۲ کی شرح دیکھیں،،

اسماء رجال : محمد بن عبداللہ ذہلی ہیں اپنے دادا محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس ابن ذؤیب ابوعبداللہ ذہلی نیشاپوری کی طرف منسوب ہیں وہ امام بخاری کے اُستاذ ہیں اور تیس احادیث اِن سے روایت کی ہیں، لیکن امام نے اِن کا نام صراحۃً ذکر نہیں کیا اور محمد بن عبداللہ ذہلی نہیں کہا بلکہ صرف کہا "حدثنا محمد،، ہم سے محمد نے بیان کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جب امام بخاری نیشاپور گئے تو محمد بن یحییٰ ذہلی نے اُن سے خلق لفظ کے مسئلہ میں بحث کی۔ اس لئے امام نے محمد بن یحییٰ سے روایات تو سُنی ہیں ان کو ترک نہ کیا لیکن اُستاد کے نام کی تصریح نہ کی جیسا کہ چاہیئے تھا یہ کلاباذی اور ابن طاہر نے ذکر کیا ہے، لیکن دُوسرے علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ محمد بن عبداللہ بن مبارک مخزومی ہو، کیونکہ وہ بھی محدثین کے اس طبقہ میں ہیں۔

قولہ عُجَاب،، اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ،، کی طرف اشارہ کیا اور عُجاب بمعنی عجیب ہے۔ عُجّاب بتشدید الجاء بھی پڑھا جاتا ہے دونوں کا معنی واحد ہے جیسے کریم اور کُرام، کبیر اور کبار، طویل اور طُوال اور عریض و عُراض بکثرت پڑھتے ہیں۔

قولہ اَلْقِطُّ،، اس سے اِس آیت کریمہ: وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ،،

Marfat.com

کی طرف اشارہ کیا اور کہا قِطّ مطلق صحیفہ کو کہتے ہیں، لیکن یہاں صحیفہ حسنات ،، مراد ہے۔ یعنی کفار نے کہا اے ہمارے رب یوم حساب سے پہلے ہمارا حصہ ہمیں جلد دے۔ نسفی نے کہا "صحیفہ حساب" مراد ہے۔ جب یہ یہ آیت کریمہ " فَاَمَّا اُوْتِیَ کِتَابَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ،، نازل ہوئی تو نضر بن حارث نے بطور تمسخر کہا تھا۔ روزِ حساب سے پہلے ہمارا حساب چکا دیں۔ قِطّ دراصل بمعنی قطعہ ہے۔ صحیفہ بھی کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔

قتادہ اور مجاہد نے کہا اس سے مراد عقوبت اور عذاب ہے۔ یعنی جو عذاب ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ جلد از جلد لائیں۔ بعض نے قِطّ بمعنی کتاب ہے اس کی جمع قطوط اور قِطَعَۃٌ ہے جیسے قِرد کی جمع قرود ہے۔ قولہ فِیْ عِزَّۃٍ ،، اس سے آیت کریمہ " بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر ،، مُعَازِّیْنَ ،، سے کی۔ یعنی بلکہ کافر تکبر اور خلاف میں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتے ہیں۔ اس لئے اعتراف حق نہیں کرتے۔ معازین بمعنی مغالبین اور شقاق بمعنی خلاف ہے۔ قولہ اَلْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ ،، اس سے آیت کریمہ : مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِی الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ اِنْ ھٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ملت آخرہ کی تفسیر ملتِ قریش سے کی اور اختلاق بمعنی کذب ہے یعنی ہم نے قریش کی ملت میں واحدنیت کا نام نہیں سنا۔ یہ تو خالص جھوٹ ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ذکر کیا ملت آخرہ سے مراد وہ ملت ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کی ملت مراد ہے کہ وہ سب دینوں سے مؤخر ہے۔ یعنی ہم نے اس ملت میں خدا ایک نہیں جانا نصاریٰ کہتے ہیں اللہ کے ساتھ اور خدا بھی ہے اُن کا یہ کہنا ازرُوئے جہالت اور عناد تھا ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی ملتوں میں یہی مذکور ہے کہ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ابراہیم علیہ السلام کے دین وملت کو یہ جانتے ہی تھے۔

قولہ اَلْاَسْبَابُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اسباب کی تفسیر آسمان کے دروازوں میں راہوں سے کی یعنی وہ آسمان پر چڑھیں اور وحی لے کر آئیں اور جسے چاہیں وحی کے ساتھ خاص کریں اور عالم کی تدبیر اپنے ہاتھ میں لیں اور جب یہ کچھ نہیں ہے تو امور ربانیہ اور تدابیر الٰہیہ میں دخل کیوں دیتے ہیں ان کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کافروں اور منکرین اسلام کے لئے یہ سخت تہدید اور زجر اور تعجیز و توبیخ ہے۔

قولہ جُنْدٌ مَّا ھُنَالِکَ ،، اس سے اس آیت کریمہ " جُنْدٌ مَّا ھُنَالِکَ مَھْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی کفارِ قریش آخر کار شکستہ خوردہ مکہ واپس آئیں گے یہ اخبار بالغیب ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ شکستہ خوردہ مکہ کی طرف لوٹے تھے " جُنْدٌ ،، خبر اس کا مبتداء ھُم محذوف یعنی ھُم جُنْدٌ۔ کلمہ مَا زائدہ یا جُند کی خبر ہے۔ مَھْزُوْمٌ دوسری خبر ہے اور ھُنَالِکَ سے ان کی واپسی کے مکان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ اس جگہ عنقریب شکست کھائیں گے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں وعدہ کیا تھا کہ عنقریب اللہ ان کو ہزیمت کا منہ دکھائے گا، چنانچہ اس وعدہ کی ایفاء بدر میں ہوئی کہ کافروں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور ان کی شوکت وسطوت خاک آلود ہوگئی۔

قولہ اُولٰئِکَ الۡاَحۡزَابُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَثَمُوۡدُ وَقَوۡمُ لُوۡطٍ وَّاَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَةِ " اُولٰٓئِکَ الۡاَحۡزَابُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اولائک الاحزاب کی تفسیر قرونِ ماضیہ سے کی۔ یعنی جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابل جتھے باندھ کر آئے مشرکین مکہ انہیں گروہوں میں سے ہیں۔

قولہ فَوَاقٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : مَایَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا صَیۡحَةً وَّاحِدَةً مَّالَهَا مِنۡ فَوَاقٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور ذکر کیا کہ فَوَاق بمعنی رجوع ہے۔ یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی جسے کوئی پھیر نہیں سکتا ایک چیخ قیامت نفخۂ اولی ہے جو اُن کے عذاب کی میعاد ہے۔ یعنی اُن کے لئے اقامت اور دُنیا کی طرف ہرگز رجوع نہیں۔ اگر فواق بضمِ فاء ہو تو معنی یہ ہے کہ ان کو اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار میں افاقہ نہ ہوگا۔ اونٹنی کو وقفہ وقفہ سے دوہتے ہیں اور دونوں دوہنوں کے درمیان وقفہ کو فُواق کہتے ہیں۔ بعض نے کہا فُواق بالضم والفتح معنی واحد ہے۔

قولہ قِطَّنَا ،، بمعنی عذاب ہے اس سے پہلے قِطّ کی تفسیر صحیفہ سے کی تھی اور یہاں بمعنی عذاب ہے یعنی ہمیں جلدی عذاب دیں لہٰذا اس میں تکرار نہیں۔

قولہ اِتَّخَذۡنٰهُمۡ سِخۡرِیًّا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِتَّخَذۡنٰهُمۡ سِخۡرِیًّا اَمۡ زَاغَتۡ عَنۡهُمُ الۡاَبۡصَارُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَحَطۡنَا بِهِمۡ سے اس کی تفسیر کی۔ اس آیت کریمہ کا معنی پہلی آیت کے ملانے سے واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ وَقَالُوۡا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّهُمۡ مِّنَ الۡاَشۡرَارِ ،، یعنی کفارِ قریش دوزخ میں کہیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو دیکھ نہیں رہے ہیں جنہیں ہم بُرا سمجھتے تھے کیا ہم نے انہیں ہنسی بنالیا یا آنکھیں اُن کی طرف سے پھر گئیں۔ صنادید قریش غریب مسلمانوں کو بُرا سمجھتے تھے اور انہیں اپنے دین کا مخالف ہونے کے باعث شریر کہتے تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے جب کفار جہنم میں انہیں نہ دیکھیں گے تو کہیں گے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے پھر کہیں گے وہ دوزخ میں آئے ہی نہیں۔ ہمارا اُن کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی ہنسی بنانا باطل تھا۔ اس لئے وہ ہمیں نظر نہیں آئے۔

قولہ اَتۡرَابٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ اَتۡرَابٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا اتراب بمعنی امثال ہے۔ اَتراب تِرب بکسر التاء کی جمع بمعنی لدّت ہے یعنی ان کے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اُٹھاتیں۔ وہ سن میں برابر ایک دوسری کی مثل ہیں ایسے حسن وجمال اور جوانی میں آپس میں محبت رکھنے والی اور ایک دوسرے سے بغض نہیں رکھتیں اور نہ رشک و حسد کرتی ہیں۔ قولہ اَلۡاَیۡدُ اَلۡقُوَّةُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : " وَاذۡکُرۡ عِبٰدَنَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ اُولِی الۡاَیۡدِیۡ وَالۡاَبۡصَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی

Marfat.com

تفسیر میں ذکر کیا کہ "اید" عبادت میں قوت ہے اور "والابصار"، کی تفسیر اللہ کے امر میں غور و خوض سے کی۔ یعنی ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو اللہ کی عبادت میں قوی اور معرفت خدا میں بصیرت والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت علمیہ اور عملیہ عطا فرمائیں اور اپنی معرفت اور طاعات پر قوت عطا فرمائی۔ قولہ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي "، سے اس آیت کریمہ " إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ "، کی طرف اشارہ کیا اور عَنْ ذِكْرِ رَبِّي "، کی تفسیر مِنْ ذِكْرِ "، سے کی یعنی عَنْ بمعنی مِنْ ہے۔ حروف جارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں اور "خیر"، بمعنی خیل "، ہے۔ یعنی سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے گھوڑوں کی محبت پسند آتی ہے۔ عرب راء کو لام سے بدل لے آتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے اِنْهَمَلَتِ الْعَيْنُ وَانْهَمَرَتْ "، یہ وہ گھوڑے ہیں جو سلیمان کو پیش کئے گئے ان کی دیکھ بھال سے عصر کی نماز رہ گئی اور سورج غروب ہو گیا۔

قولہ طَفِقَ مَسْحًا "، اس سے اس آیت کریمہ: طَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ آہ سے کی۔ أَعْرَاف عُرف بضم العین کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں گھوڑے کی گردن کے بال "، عَرَاقِيب عُرْقُوب کی جمع ہے۔ یہ ایڑی کے اوپر سخت عصب ہے۔ یعنی سلیمان علیہ السلام گھوڑوں سے مشغول رہے حتیٰ کہ سورج پردے میں چلا گیا (غروب ہو گیا) تو انہوں نے گھوڑوں کی گردنیں اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثعلبی سے نقل کیا کہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے گھوڑوں کو نحر کرنا شروع کیا اور تلوار سے ان کی گردنیں اڑانی شروع کیں "، عام تفاسیر میں اسی طرح مذکور ہے۔

فاضل بریلی حضرت عارف باللہ امام احمد رضا خاں صاحب نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ کیا ہے "تو سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے اِن گھوڑوں کی محبت پسند آئی اپنے رب کی یاد کے لئے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے "، اس کی تفسیر خزائن العرفان میں تفسیر کبیر سے نقل کی کہ اس پر ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے۔ ایک تو گھوڑوں کے عزت و شرف کا اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں بہترین معین ہیں۔ دوسرے امور سلطنت کی خود نگرانی فرمانا کہ تمام عمال مستعد رہیں، سوم یہ کہ آپ کے گھوڑوں کے احوال اور ان کے امراض و عیوب کے اعلیٰ ماہر تھے۔ ان پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے "،

قولہ الْأَصْفَاد "، اس سے اس آیت کریمہ " مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ "، کی طرف اشارہ کیا اور وثاق بمعنی قید سے اس کی تفسیر کی۔ اصفاد صفد کی جمع ہے۔ یعنی وہ قید میں مضبوط باندھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

۴۴۸۹ ــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمٰنَ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے میرے رب بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطاء فرما کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی بہت عطاء کرنے والا ہے۔

اس ملک سے مراد ہوا، پرندوں اور جنّوں کی تسخیر، تمام لوگوں پر حکومت اور دُنیا کے ملک پر رعب و غلبہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔

۴۴۸۹ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک طاقتور جن آج میرے سامنے آیا (یا اس طرح کوئی اور کلمہ فرمایا) تاکہ

Marfat.com

بَابُ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ

۴۴۹۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَّقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ

میری نماز قطع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قادر کیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں۔

۔ تاکہ تم صبح کے وقت اس کو دیکھو۔ پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کا کلام اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی کے مناسب نہ ہو۔ یاد کیا روح نے کہا " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل وخوار کرکے چھوڑ دیا۔

(حدیث ع ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اور میں بناوٹ والوں میں نہیں

تفسیر : اس سے پہلے " قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ " کی طرف اشارہ کیا۔ اے حبیب فرما دو! میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں سے نہیں یہ تو جہان والوں کے لئے نصیحت ہی ہے۔ اس آیت کریمہ نے دوسری آیت کریمہ .... : قُلْ لَّاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى " اے محبوب فرما دو میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قریبوں سے محبت کو منسوخ کر دیا۔ حسن بن فضل نے یہی کہا ہے۔ مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ " کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تکلف سے قرآن نہیں بنایا اور میں اُن لوگوں میں سے نہیں جو نااہل ہوتے ہوئے باتیں بناتے ہیں۔ اے مشرکو! تم نے مجھے جانا ہے کہ میں اس شئ کا ہرگز دعویٰ نہیں کرتا جو میرے پاس نہیں لہٰذا نبوت و قرآن میری اپنی باتیں نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کیا ہے کہ میں انہیں لوگوں تک پہنچا دوں یہ سارے جہان کے لئے نصیحت ہے۔

۴۴۹۰ — **ترجمہ** : مسروق نے کہا ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے

Marfat.com

لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْاَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ
الْمُتَکَلِّفِیْنَ وَسَاُحَدِّثُکُمْ عَنِ الدُّخَانِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
دَعَا قُرَیْشًا اِلَی الْاِسْلَامِ فَاَبْطَؤُا عَلَیْہِ فَقَالَ اللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ
یُوْسُفَ فَاَخَذَتْھُمْ سَنَۃٌ فَحَصَّتْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی اَکَلُوا الْمَیْتَۃَ وَالْجُلُوْدَ حَتّٰی
جَعَلَ الرَّجُلُ یَرٰی بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ دُخَانًا مِّنَ الْجُوْعِ قَالَ اللّٰہُ فَارْتَقِبْ
یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ یَّغْشَی النَّاسَ ھٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ
فَدَعَوْا رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ اَنّٰی لَھُمُ الذِّکْرٰی وَقَدْ
جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ اِنَّا کَاشِفُوا
الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّکُمْ عَآئِدُوْنَ فَیُکْشَفُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَکُشِفَ
ثُمَّ عَادُوْا فِیْ کُفْرِھِمْ فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ نَبْطِشُ
الْبَطْشَۃَ الْکُبْرٰی اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ

کہا اے لوگو! جو کوئی شئ جانتا ہو تو بیان کرے اور جو نہ جانتا ہو وہ یہ کہے "اللہ جانتا ہے" کیونکہ جو کوئی نہ جانتا ہو وہ کہے کہ اللہ جانتا ہے۔ یہ بھی جملہ علم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: فرما دو میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں سے نہیں۔ میں تمہیں دخان کی بات کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام دی انھوں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کر دی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ ان کافروں پر یوسف کے سات سالوں کی طرح قحط کے سات سالوں کے ساتھ میری مدد کر۔ ان کو قحط سالی نے آلیا اور وہ ہر شئ لے گئی (کفار کی خوراک ختم ہو گئی) اور انھوں نے مردار اور ان کے چمڑے کھائے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی وجہ سے دھواں دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب" ابن مسعود نے کہا لوگوں نے دعا کی" اے ہمارے

Marfat.com

سُوْرَةُ الزُّمَر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ يُجَرُّ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا ذِي عِوَجٍ لَبْسٍ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ مَثَلٌ لِآلِهَتِهِمِ الْبَاطِلِ وَالْإِلٰهِ الْحَقِّ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بِالْأَوْثَانِ خَوَّلْنَا أَعْطَيْنَا الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْآنُ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ هٰذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ مُتَشَاكِسُونَ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضَى

پروردگار ہم سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں۔ پھر وہ اس سے روگرداں ہُوئے اور بولے سکھایا ہُوا دیوانہ ہے۔ ہم کچھ دنوں عذاب کھول دیتے ہیں تو پھر وہی کرو گے ،، (ابن مسعود نے کہا) کیا قیامت کے دن کا عذاب کھولا جائے گا ؟ پس اللہ نے عذاب کھول دیا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز ان کی گرفت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ (حدیث ۴۴۵۶ کی شرح دیکھیں)

سُورہ زُمَر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت۔ سورت سبا کے بعد اور مومن سے پہلے نازل ہُوئی۔ یہ سورت مکیہ ہے اس کی دو آیتیں مدنی ہیں اور وہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ،، ہیں۔

Marfat.com

بِالْاَنْصَابِ وَرَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا اِشْمَأَزَّتْ نَفَرَتْ بِمَفَازَتِهِمْ مِنَ الْفَوْزِ حَآفِّيْنَ اَطَافُوْا بِهٖ مُطِيْفِيْنَ بِحِفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهٖ مُتَشَابِهًا لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ

مجاہد نے اس آئت کریمہ: اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ،، کی تفسیر میں کہا اس کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گھسیٹا جائے گا یعنی اس کے ہاتھ گردن سے باندھ کر دوزخ میں ڈالا جائیگا اور وہ دوزخ کی آگ سے اپنی حفاظت نہ کرسکے گا اور منہ کے بل اس میں گرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا ،، کیا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص بہتر ہے جو عذاب سے امن میں ہوگا۔ ان دونوں میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کلام میں کچھ عبارت محذوف ہے وہ یہ ہے: يَتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ كَمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْعَذَابِ ،، یعنی جو سخت عذاب سے اپنے چہرے کے بل چل کر اپنی حفاظت کرے وہ اس شخص جیسا ہوسکتا ہے؟ جو عذاب سے مامون ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: يُجَرُّ وَجْهُهٗ فِي النَّارِ اس آئت کریمہ: اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ کی مثل ہے وجہ تشبیہ ہم نے اوپر ذکر کردی ہے۔ علامہ ابن حجر نے شیخ عبدالرزاق کی روائت بواسطہ سفیان ابن عیینہ اور بشر بن تمیم ذکر کیا کہ یہ آئت کریمہ ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ ابوجہل ہے اور خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ،، عمار بن یاسر ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،، طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ضعیف اسناد سے روائت ذکر کی کہ ابوجہل کے ہاتھ باندھ کر اسے دوزخ کی طرف چلایا جائے گا۔ پھر اسے اس میں پھینکا جائے گا۔ سب سے پہلے اس کا چہرہ آگ سے مس کرے گا۔

ترکیب: اَفَمَنْ ،، میں لفظ مَنْ موصولہ مبتدا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور وہ كَمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْعَذَابِ ہے۔ قولہ غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ ،، اس سے اس آئت کریمہ: قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عِوَج کی لَبْس بمعنی التباس سے تفسیر کی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ تفسیر باللازم ہے، کیونکہ جس میں لَبْس ہو وہ معنیٰ میں عِوَج کو مستلزم ہے۔

قولہ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ آہ اس سے اس آئت کریمہ و ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے (مشرک اور موحد کی) ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک ہوں اور ایک نرے ایک مولیٰ کا، کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے یعنی ایک جماعت کا غلام نہائت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے۔ وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجا لائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو

Marfat.com

جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اُس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے۔ اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی۔ ثعلبی نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ کافروں کی مثال بیان کی ہے کہ کئی اِلٰہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور مومن کی جو صرف ایک معبود حق واجب الوجود کی عبادت کرتا ہے "مُتَشَاكِسُونَ" بمعنی مُتَنَازِعُونَ ہے۔ جھگڑا کرتے ہیں۔

قولہ "یُخَوِّفُونَكَ"، اس سے اس آیت کریمہ: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهٖ کی طرف اشارہ کیا اور "مِنْ دُونِهٖ" کی "اَوْثَانِ" سے تفسیر کی یعنی آپ کو مشرک بتوں کی مضرت و اذیت سے خوف دلاتے ہیں اور کہتے ہیں آپ ہمارے بتوں پر عیب نکالتے ہیں۔ ان کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ایسی باتیں کرنے سے رُک جائیں ورنہ آپ کو انہی کی بد دعا لگے گی۔

قولہ "خَوَّلْنَا"، اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا، کی طرف اشارہ کیا پھر خَوَّلْنَا کی "اَعْطَيْنَا" سے تفسیر کی۔ تخویل کے معنی اعطاء ہیں۔

قولہ "وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ"، اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ، کی طرف اشارہ کیا اور "صدق" کی تفسیر قرآن سے کی۔ اور مومن نے اس کی تصدیق کی۔ وہ قیامت میں قرآن لے کر آئے گا اور کہے گا اے اللہ یہ ہے جو تو نے مجھے دیا تھا۔ میں نے اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا ہے۔ سُدی نے کہا: "اَلَّذِي جَاءَ"، سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ صدق قرآن ہے اور مصدق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ نے مخلوق کو تبلیغ کی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ، ابوالعالیہ اور کلبی سے منقول ہے کہ جو صدق لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مصدق "تصدیق کرنے والے" ابوصدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔ قولہ "مُتَشَاكِسُونَ"، اس سے اس طرف اشارہ کیا: وَرَجُلًا فِيهِ مُتَشَاكِسُونَ "یعنی اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ متشاکس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ "شَكِس"، وہ ہے جو انصاف سے خوش نہ ہو۔ یعنی شکس صفت مشبہ اسی باب سے ہے لیکن قرآن کریم میں باب تفاعل سے بمعنی تشارک فی الخصوم سے عَسِر بفتح العین وکسر السین ہے۔ جیسے حَذِر، صفت مشبہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے شکس کی تفسیر عَسِر سے کی ہے جو انصاف سے خوش نہ ہو۔ عَسِیر بروزن فعیل سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔

قولہ "رَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ سَالِمًا"، یعنی سَلَم کا سین مفتوح و مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ زجاج نے کہا یہ دونوں مصدر رجل کی صفت ہیں جیسے "رَجُلٌ عَدْلٌ" کہا جاتا ہے۔

قولہ "اِشْمَأَزَّتْ"، اس سے اس آیت کریمہ "وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ"، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "نَفَرَتْ"، سے کی، "یعنی کافروں کے دل نفرت کرتے ہیں اور اس کے قبول کرنے سے بھاگتے ہیں۔ مجاہد نے اس کی تفسیر "اِنْقَبَضَتْ"، سے کی ہے۔ یعنی کافروں کے دل انکار کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

قولہ بِمَفَازَتِهِمْ ،، سے اس آیت کریمہ : وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ کی طرف اشارہ کیا اور مفازت مصدر میمی بمعنی فوز ہے۔

قولہ حَافِّيْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَافِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ" کی طرف اشارہ کیا اور حَافِّيْنَ ،، کی مُطِيْفِيْنَ ،، سے تفسیر کی۔ یہ اطافہ سے اسم فاعل ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ کسی شئ کے اردگرد پھرنا۔ بِحِفَافَيْهِ ،، حِفَاف کا تثنیہ ہے۔ اس کے معنی جانب ہیں۔ یعنی بجوانبہٖ ،، یعنی فرشتے عرش کے اردگرد اس کی تمام جوانب کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

قولہ مُتَشَابِهًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا متشابہ اشتباہ بمعنی اِلْتِبَاس سے نہیں۔ لیکن بعض قرآن دوسرے بعض سے تصدیق میں مشابہت رکھتا ہے کیونکہ قرآن کریم کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا قرآن کریم معجزہ ہونے کے باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے میں ایک دوسرے سے مشابہ ہے۔

باب تم فرماؤ! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ،، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ،،

تفسیر : اس آیت کریمہ کے شان نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ مشرکوں میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے حضور سے عرض کی کہ آپ کا دین تو بے شک حق اور سچا ہے، لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے ہیں کیا

Marfat.com

۴۴۹۱ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ یَعْلٰی اِنَّ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَیْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَنَزَلَ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

کسی طرح ہمارے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کافران مکہ کہتے تھے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی کو ناحق قتل کردے جس کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ اور بتوں کی عبادت کرے اللہ اُس کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور ہم نے غیر خدا کی عبادت کی ہے۔ اور محترم جانیں ضائع کی ہیں۔ ہمیں اللہ کیسے بخشے گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کے حق میں نازل ہوئی۔ نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ لوگوں نے جاہلیت میں عظیم ترین گناہ کئے تھے اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے کے وقت حالت بیعت میں پوچھا کہ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کردے گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ گناہ اسلام لانے سے پہلے کے ہیں۔ اسلام پہلے گناہوں کے عفو کا موجب ہے اور اسلام کے بعد ان کی عفو قطعی ہے اور اسلام کے بعد اگر جرائم ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کردے چاہے تو دوزخ میں عذاب دینے کے بعد دوزخ سے باہر لاکر نیک اعمال کے باعث جنت عطاء فرمائے۔ اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔

۴۴۹۱ — ترجمہ: اِبن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکوں کی ایک جماعت نے قتل کئے اور بہت قتل کئے۔ اُنھوں نے زنا کئے اور بہت زنا کئے وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جس طرف بُلاتے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ

۴۴۹۲ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ

ہیں اچھا ہے۔ اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ جو کچھ ہم نے کبائر کئے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے گا؟ اگر اسلام قبول کرنے سے گناہوں کا کفارہ ہو جاسے تو ہم اسلام قبول کرتے ہیں تو یہ آیت کریمہ: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الآیۃ نازل ہوئی۔ یعنی جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے باطل معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق ہلاک نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے اور یہ آیت نازل ہوئی تم فرمادو! اے میرے بندو جنہوں نے اپنی زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

۴۴۹۱ـ شرح: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ حدیث مذکور کا سوال کرنے والا شخص وحشی بن حرب تھا۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ "یعلیٰ" بفتح الیاء وسکون العین وفتح اللام مقصور ہے۔ یعلیٰ بن مسلم اور یعلیٰ بن حکیم دونوں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں اور ابن جریج ان دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ اس طرح کے التباس سے اسناد میں قدح نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں بخاری کی شرط کے مطابق ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کرمانی سلامتی کی راہ چلے ہیں اور دونوں یعلیٰ میں کسی ایک کا جزم نہیں کیا جبکہ صاحب توضیح ابو داؤد کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ یعلیٰ بن حکیم ہے لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ بخاری نے اس کو نسبت کے بغیر ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

باب اور اُنہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا،،

۴۴۹۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا علماء یہود سے ایک عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، زمین سے نیچے تر خاک کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر کرے گا پھر کہے گا میں بادشاہ اور ہر شیٔ کا مالک ہوں۔ (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ پھر آپ نے پڑھا، صلی اللہ علیہ وسلم،، ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسی اس کا حق ہے۔

۴۴۹۲ ـــ شرح : علامہ قسطلانی نے کہا یہودیوں نے اس قول میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسا اس کی تعظیم کا حق ہے جبکہ اس کے باوجود اُنہوں نے اللہ کا شریک بنایا۔ امام نووی نے کہا یہ آیت کریمہ یہودی عالم کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کی بات پر تعجب فرمایا اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ہنس پڑے۔ اسی طرح مسلم شریف میں ہے۔ ابن خزیمہ نے اسرائیل کے ذریعہ منصور سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے اور سامنے والے دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ نیز ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور کہا اے ابا القاسم آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس پر رکھے گا (چھنگلی کی طرف اشارہ کیا پھر ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور کہا) اور زمینوں کو اس پر، پانی کو اس پر، پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس پر رکھے گا (ترتیب سے باقی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا اور انگوٹھے تک پہنچا) ان روایات سے شدید اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ بعض نے اس کو اس پر محمول کیا کہ یہودی اللہ کو اجسام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو مُشبّہ کہتے ہیں مسلمانوں کا یہ مذہب نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے اثبات میں علماء اہلِ سنت و جماعت کے دو گروہ ہیں۔ علماء کی ایک جماعت

Marfat.com

اس میں توقف کرتی ہے۔ اور ان روایات کی تاویل نہیں کرتی اور اس کا علم اللہ تعالیٰ و تقدس کے سپرد کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری جماعت ان کی تاویل کرتی ہے، چنانچہ بعض نے کہا اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ ابن فورک نے کہا اس سے مراد اللہ کی بعض مخلوق کی انگلی ہے اور یہ اللہ کے نزدیک محال نہیں۔ محمد بن شجاع ثلجی نے کہا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق پیدا کی ہو جس کا نام انگلی کے نام جیسا ہو اسی طرح جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کی تاویل قدرت و ملک سے کرتے ہیں۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا اس میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اسی چیز کا اطلاق کرنا چاہیے جو نص قطعی یا صحیح حدیث میں مذکور ہو۔ ورنہ ایسے اطلاق میں توقف ضروری ہے۔ اور کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کا ثبوت ہرگز نہیں، لیکن اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اس سے اللہ کا ہاتھ ثبوت ہوتا ہے تو انگلیوں بھی ثابت ہوگئیں اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں "یَدٌ" سے مراد کام کرنے والا آلہ نہیں تاکہ اس کی انگلیاں ثابت ہو جائیں اور اس کو انگلیاں لازم نہیں کیونکہ ہاتھ دو پکڑنے کا آلہ ہے،، اور یہ ہڈیوں اور گوشت پوست کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جیسے قلم کتابت کا آلہ ہے۔ لہٰذا اللہ کا ہاتھ اور اس کی انگلی سے مراد بھی وہی ہے جو اس کی ذات کے لائق ہے جو شوائب حدوث و امکان کی کدورتوں سے پاک و صاف ہے۔ لہٰذا یَدٌ اصابع کو مستلزم نہیں۔ یا اس طرح کی احادیث مجازی معنی پر محمول ہیں، چنانچہ کوئی مشکل کام کسی طاقتور شخص کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ اپنی قدرت کا اظہار اور اس کام کی نوعیت کی خفت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ یہ میرے بائیں کی انگلی کا کام ہے۔ اور مسلم و ترمذی اور دوسری روایات میں جو مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے۔ اس سے یہودی کی بات کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ آپ کا ہنسنا بطور تعجب تھا۔ راوی نے اپنے گمان سے یہودی کی تصدیق سمجھی۔

عارف قسطلانی نے ابوالعباس قرطبی سے نقل کیا کہ "تصدیقاً" کو راوی کا قول سمجھنا باطل ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف انگلیوں کی نسبت کرنا محال ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محال کی تصدیق نہیں کر سکتے ہیں اور "مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ" یعنی یہودیوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جیسے اس کا حق ہے،، اس بات میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو روایت کریں وہ اسے خوب جانتے ہیں، حالانکہ انہوں نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے اور صحیح حدیث میں ہے ہر قلب رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے (مسلم) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات اللہ تعالیٰ میرے پاس احسن صورت میں آیا اور اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا اور معاذ کی روایت میں ہے میں نے اللہ کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ انگلیوں کا ذکر صحیح ہے ایسی حدیث پر طعن کیسے درست ہے جس پر شیخان اور دیگر ائمہ ...... نے اتفاق کیا ہے۔ خصوصاً ابن صلاح نے کہا جس حدیث پر شیخان نے اتفاق کیا ہو وہ بمنزلہ متواتر

بَابُ قَوْلِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؏

ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی وصف تحسین جو آپ کو پسند نہ ہو اور اس کا انکار نہ کریں۔ لہٰذا یہ ہی کہنا ہوگا کہ اس طرح کے الفاظ کا اطلاق متشابہات سے ہے جیسے چہرہ، بدن، قدم، رِجل اور جنب کا اطلاق متشابہات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ ،، پس ہم مشکل کی تاویل کریں گے یا اس کا مرادی معنی اللہ کے حوالے کریں گے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر ہم مشکل کی تفصیل سے جاہل ہوں تو مرادی معنی اعتقاد کرنے میں قباحت نہیں اس میں علماءِ سلف کا مذہب یہ ہے کہ ان متشابہات کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ مذہب بہت اچھا ہے اور علماءِ خلف ان کی تاویل کرتے ہیں جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اصبع کی تاویل قدرت سے کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ نَوَاجِذُہٗ ،، اصمعی نے کہا نواجذ بمعنی اضراس ہے (داڑھیں) ابن اثیر نے کہا نواجذ وہ دانت ہیں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ معنی اَحْسَن ہے ! کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر کھل کر نہ ہنستے تھے کہ آپ کی داڑھیں شریفہ نظر آنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک صرف تبسم تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس معنی کی حقیقت مراد نہیں بلکہ ضحک میں مبالغہ مقصود ہے۔ آخری دانتوں کا اظہار مراد نہیں۔ یہ بہترین قول ہے کیونکہ نواجذ کے معنی داڑھیں اور آخری دانت ہیں۔

باب قیامت میں ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہوگی اور اس کی قدرت سے آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے ،،

تفسیر : اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اپنی عظمت بیان فرمائی۔ اس آیت میں ذکر کیا کہ اس کی منجملہ عظمت یہ ہے کہ قیامت میں کسی تنازع اور شریک کے بغیر ساری زمین اس کی ملک اور تصرف

Marfat.com

۴۴۹۳ ــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ ابْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ

میں ہے۔ اخفش نے کہا جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں ملک فلاں کے قبضہ میں ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے چاروں کونے اس کی مٹھی میں ہیں بلکہ اس کی ملکیت اور تصرف مراد ہے۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا کہ طَیّ کے کئی معانی ہیں۔ ان میں سے آیت میں دو معنی مراد ہیں ایک بمعنی پیچیدن کاغذ (لپیٹنا) جیساکہ اس آیت کریمہ: يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ،، دوسرے بمعنی پنہان کردن (چھپا دینا)؛ چنانچہ کہا جاتا ہے ،، طَوَيْتُهٗ عَنْ اَعْيُنِ النَّاسِ ،، میں نے اس کو لوگوں کی نظروں سے چھپا دیا تیسرے بمعنی اِعراض چنانچہ کہتے ہیں ،، طَوَيْتُ عَنْ فُلَانٍ ،، میں نے اس سے اعراض کیا۔ چوتھے بمعنی اِفناء چنانچہ عرب کہتے ہیں طَوَيْتُ فُلَانًا بِسَيْفِيْ ،، میں نے فلاں کو فنا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم اقتدار میں مبالغہ کے لئے ذکر کی ہے۔ بعض نے کہا بمعنی قوت ہے بعض نے کہا یمین قسم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ وہ ان کو لپیٹے گا اور فناء کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نزاہت بیان فرمائی کہ اللہ اُن کے شریک سے برتر ہے۔

۴۴۹۳ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین قدرت کی مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو دستِ قدرت میں لپیٹے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۴۴۹۳ ــ شرح : ابن عطیہ نے کہا یہاں یمین اور قبضہ بمعنی قدرت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معنی لینا باطل ہے۔ اور ابوالطیب کا کہنا کہ یہ صفات ذات پر زائد صفات ہیں ضعیف ہے ،، اَرْض کی تاکید جمیعًا سے اس لئے کہ اس سے مراد زمینیں ہیں یا سارے ٹکڑے ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے ہوں اور قیامت کے دن تخصیص اس لئے کی ہے کہ معلوم ہو جائے کہ جیسے دُنیا کی عمارت کے وقت اُس کے ایجاد میں کمالِ قدرت کا اظہار ہوا تھا۔ دُنیا کے خراب ہونے کے وقت اس کے اِعدام میں اس کی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہو۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ

۴۴۹۴ ـــ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ اَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَاْسَهٗ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور صُور پھُونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے۔ پھر وہ دوبارہ پھُونکا جائیگا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے!

تفسیر : قولہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ،، اس استثناء میں کون کون داخل ہیں اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان اور زمین والے مرجائیں گے سوائے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لئے قرآن مجید میں بَلْ اَحْيَآءٌ ،، آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کئے گردِ عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پہ بیہوش ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس نفخہ سے آپ

Marfat.com

بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَىٰ مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَذٰلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ

۴۴۹۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ وَيَبْلَىٰ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ

بیہوش نہ ہوں گے بلکہ ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ضحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں (تفسیر کبیر و جمل) جب دو بار پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے اُٹھ کر بعث کو دیکھیں گے بعض نے کہا اللہ کے امر کو دیکھیں گے جو اُن میں فیصلہ ہونے والا ہے۔

۴۴۹۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو دوسرے نفخہ کے بعد اپنا سر اُٹھائے گا۔ اچانک میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش سے لگے ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ اسی طرح رہے ہیں یا نفخہ کے بعد۔

۴۴۹۴ — شرح: یعنی دونوں نفخوں کے درمیان ساری مخلوق فوت ہو جائے گی۔ اور دوسرے نفخہ کے بعد لوگ قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے روضۂ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے جبکہ موسیٰ علیہ السلام پائے عرش کو پکڑے ہوں گے۔ بظاہر یہ ہے کہ وہ نفخۂ اولیٰ کے بعد فوت نہ ہوئے ہوں گے بلکہ کوہِ طور پر تجلی میں وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس کے بدل انہیں نفخۂ اولیٰ کے بعد موت نہیں آئے گی یا وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زندہ ہوں گے اور عرش کو پکڑیں گے۔ نفخۂ اولیٰ کے بعد ساری مخلوق فوت ہو جائیگی یہ نفخۂ اماتت۔ دوسرا نفخہ جو چالیس کی مدت کے بعد ہوگا وہ نفخۂ احیاء ہے اس وقت ساری مخلوق زندہ ہو جائے گی۔ (حدیث ۲۲۵۱ اور ۳۱۹۸ جلد ثانی اور خامس میں پوری تفصیل مذکور ہے)

Marfat.com

۴۴۹۵ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نفخوں (پہلی اور دوسری پھونک) کے درمیان چالیس کی مدت ہے لوگوں نے کہا اے اباہریرہ وہ مدت چالیس ایام ہے؟ کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں کہا چالیس سال ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس تعیین کا انکار کرتا ہوں کہا چالیس مہینے مدت ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ انسان کی ڈبڈی کی ہڈی کے سوا اس کی ہر شئ بوسیدہ ہوجائے گی (گل سڑ جائے گی) اس میں اس کی ترکیبِ خلق ہوگی "

۴۴۹۵ — **شرح** ، یعنی قیامت میں ڈبڈی کی ہڈی پر گوشت پوست آئے گا اور انسان کے سارے اعضاء مستوی ہوں گے اور اس کی ترکیبِ خلق ہوگی۔ یَبْلٰی بوسیدہ ہوجائے گا یہ بَلِیَ الثَّوْبُ سے مشتق ہے جبکہ کپڑا پرانا ہوکر بوسیدہ ہوجائے عَجْب ،، بفتح العین وسکونِ جیم یہ دُم کی جڑ ہے۔ یہ لطیف ہڈی ہے جو بیچ صلب میں ہے۔ کتاب البعث میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عجب کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وہ رائی کے دانہ کی مانند ہے۔ اس کو عجم بھی کہتے ہیں وہ پہلی مخلوق ہے اسی لئے دوسرے اعضاء فناہ ہوجانے کے بعد وہ باقی رہتی ہے۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ کہا جاتا ہے کہ اس میں خداوند قدوس کا راز ہے جو ہم نہیں جانتے ہیں، کیونکہ قادرِ کریم نے کتم عدم سے پیدا کیا دوبارہ پیدا کرنے کی صورت میں اس ہڈی کو باقی رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ اس میں سارے جسم کی ترکیبِ خلق ہوگی۔ اس راز کو خدا ہی جانتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کہا جاتا ہے عجب کا معاملہ عجیب ہے۔ سب سے پہلے یہی پیدا ہوئی اور آخر میں بھی سب سے پہلے اسی کی خلق ہوگی۔

علامہ مظہری شارح مصابیح نے ذکر کیا۔ اس سے مراد طُولِ بقا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ عجب ذنب بوسیدہ ہی نہ ہوگی، کیونکہ یہ خلافِ محسوس ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ بدنِ انسان کی اساس ہے جس پر بنیاد استوار ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ باقی اعضاء سے مضبوط ہونی چاہیئے جیسے دیوار کی اساس جب مضبوط ہوگی تو باقی رہے گی۔ اس میں حضرت انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے اجسام حرام کئے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عبدالبر نے شہداء کو بھی انبیاء کرام کی طرح کہا ہے کہ ان کے اجسام بھی مٹی نہیں کھائے گی اور قرطبی نے مؤذن کو بھی اُن سے لاحق کیا ہے جو صرف طلبِ ثواب کے لئے اذان کہتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلمان سے روایت ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا سَرِ مبارک پیدا ہوگا لہٰذا یہ اس حدیث کے معارض ہے اس کا جواب ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور سب سے پہلے عجبِ ذنب کی تخلیق آدم کی اولاد کے حق میں ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ اَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ اَبِي اَوْفَى الْعَبْسِيِّ ؎ يُذَكِّرُنِي حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ؏ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ اَلطَّوْلُ اَلتَّفَضُّلُ دَاخِرِيْنَ خَاضِعِيْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِلَى النَّجَاةِ اَلْاِيْمَانُ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ يَعْنِي الْوَثَنَ يُسْجَرُوْنَ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ تَمْرَحُوْنَ تَبْطَرُوْنَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ

سُوْرَہٴ مُؤْمِن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سُورت بالاتفاق مکّی ہے۔ اس کی پچاسی (۸۵) آیات ہیں

حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ اَوَائِلِ السُّوَرِ ،، مجاز بمعنی طریقہ ہے یعنی اس حٰم کا حکم وہی ہے جو ان سورتوں کا حکم ہے جن کے اوائل میں حروف مقطعات ہیں۔ اس میں یہ تنبیہ ہے کہ قرآن کریم جنس حروف سے ہے عکرمہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،، حٰمٓ ،، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اور یہ اللہ کے خزانوں کی کنجی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حٰم اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ نیز ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ قسم ہے اس سے اللہ نے قسم کھائی ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کریم

Marfat.com

لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَاَنَا اَقْدِرُ اَنْ اُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحَابُ النَّارِ وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ اَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِيْ اَعْمَالِكُمْ وَاِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ اَطَاعَهٗ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ

کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ کسائی اور ضحاک سے منقول ہے کہ حم کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے گویا کہ یہ اشارہ کیا کہ حم دراصل حُمّ ہے۔ جب کوئی فیصلہ ہو جائے تو حُمَّ الامرُ کہتے ہیں۔

قولہ "بل ھو اسم" الخ یعنی کہا جاتا ہے بلکہ حم قرآن کریم یا سورت کا نام ہے۔ اس کی دلیل "شریح ابن ابی اوفیٰ کا یہ شعر ہے ؎ يُذَكِّرُنِيْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ؛ فَهَلَّا تَلَا حَامِيْمَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ" مجھے حامیم یاد دلاتا ہے، حالانکہ نیزے چل رہے ہیں۔ لڑائی میں آنے سے پہلے حامیم کیوں نہیں پڑھا؟ واقعہ یہ ہے کہ شریح شاعر تھا۔ جنگ جمل میں حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور محمد ابن طلحہ اپنے والد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھا۔ وہ سر پر سیاہ عمامہ باندھتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا سیاہ عمامہ والے کو قتل نہ کرو وہ اپنے والد کے ساتھ بھلائی کرنے کے باعث لڑائی میں آیا ہے۔ میدان کارزار میں اسے شریح بن ابی اوفیٰ ملے اور اس کی طرف نیزہ سیدھا کیا تو اس نے حامیم پڑھا۔ شریح نے اس کو قتل کر دیا اور کہا یہاں آنے سے پہلے حامیم پڑھنا تھا۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

ترکیب شعر: الرُّمحُ شاجرٌ جملہ اسمیہ حالیہ ہے۔ فَهَلَّا حرف تخصیص ہے جملہ فعلیہ خبریہ پر داخل ہوتا ہے۔ شَجَرَ بمعنی اختلط ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اِشْتَجَرَ الْقَوْمُ وَتَشَاجَرُوْا، جبکہ وہ باہم جھگڑا اور اختلاف کریں۔ معنی یہ ہے اور نیزے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ قولہ "اَلطَّوْلُ" اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ اور کہا اَلطَّوْلُ بمعنی تفضّل ہے۔ یعنی صاحب فضل ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ طول بمعنی سعۃ وغنا ہے۔

Marfat.com

قولہ داخِرِینَ، اس سے اس آیت کریمہ : سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیۡنَ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی صاغرین، سے تفسیر کی اور سدی نے صاغرین سے تفسیر کی ہے۔ یعنی وہ عنقریب ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

قولہ اِلَی النَّجَاۃِ، اس سے اس آیت کریمہ : وَیٰقَوۡمِ مَا لِیۡۤ اَدۡعُوۡکُمۡ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَی النَّارِ، کی طرف اشارہ کیا اور اِلَی النَّجَاۃِ، کی تفسیر اِلَی الۡاِیۡمَانِ، سے کی یعنی اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں ایمان کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو۔

قولہ لَیۡسَ لَہٗ دَعۡوَۃٌ، اس سے اس آیت کریمہ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ لَیۡسَ لَہٗ دَعۡوَۃٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَا فِی الۡاٰخِرَۃِ، کی طرف اشارہ کیا اور لہٗ میں ضمیر کا مرجع وثن ذکر کیا، یہ ضروری امر ہے کہ تم مجھے بت کی طرف بلا رہے ہو اسے بلانا دنیا و آخرت میں کسی کام کا نہیں، اس کلام کا تتمہ یہ ہے کہ یہ شخص فرعون کے قبیلہ سے تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا، ایمان کو خفیہ رکھتا تھا اور کہتا تھا اے میری قوم میری طرف آؤ میں تمہیں ہدایت والی راہ بتاتا ہوں۔ یہ شخص فرعون کے چچا کا بیٹا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ اس کا نام حزقیل تھا بعض نے حبیب ذکر کیا ہے اور بھی اس میں مختلف اقوال ہیں (عینی)

قولہ یُسۡجَرُوۡنَ، سے اس آیت کریمہ : اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ وَالسَّلٰسِلُ یُسۡحَبُوۡنَ فِی الۡحَمِیۡمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسۡجَرُوۡنَ، کی طرف اشارہ کیا، یعنی جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے۔ امام نے یُسۡجَرُوۡنَ، کی تفسیر یہ کی ان سے آگ روشن کی جائے گی جبکہ مجاہد نے کہا وہ دوزخ کا ایندھن ہو جائیں گے۔

قولہ تَمۡرَحُوۡنَ، سے اس آیت کریمہ : ذٰلِکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَبِمَا کُنۡتُمۡ تَمۡرَحُوۡنَ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تبطرون سے تفسیر کی یعنی یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین باطل پر خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جو تم اتراتے تھے۔

قولہ کَانَ الۡعَلَاءُ بۡنُ زِیَادٍ، ترجمہ : علاء بن زیاد آگ کو ذکر کرتا تھا (گنہگاروں کو دوزخ کی آگ یاد کراتا تھا) ایک مرد نے اسے کہا تم لوگوں کو نا امید اور مایوس کیوں کرتے ہو۔ علاء نے کہا کیا میں لوگوں کو مایوس کر سکتا ہوں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ اللہ سب گناہ بخشے گا اور فرماتا ہے بے شک مسرف (یعنی جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا ہے) وہ اصحاب نار ہیں۔ لیکن یہ چاہتے ہو کہ تمہارے بُرے اعمال کے باوجود تمہیں جنت کی خوشخبری دی جائے اور اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھیجا مگر جنت کی خوشخبری دینے والے اُس شخص کو جو اس کی اطاعت کرے اور آگ سے ڈرانے والے اس

Marfat.com

۴۴۹۶ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

شخص کو جو اس کی نافرمانی کرے۔

شرح : علاء بن زیاد کا مقصد یہ ہے کہ یا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ، میں اسراف کرنے والے لوگوں کو دوزخی کہا اور انہوں کو ہی گناہ گار کہا یعنی اے میرے بندو کہ تم اصحاب دوزخ (گناہ کار ہو) اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

علاء بن زیاد : عَدَوِی بصری تابعی زاہد ہیں۔ یہ بہت کم حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ بخاری نے صرف اِس حدیث میں ان کو ذکر کیا ہے وہ ۹۴ھ۔ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

۴۴۹۶ ــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ایسی سخت ترین چیز کی خبر دو جو مشرکوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے آگے صحن میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ اچانک عقبہ بن ابی معیط آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موڈھا پکڑا اور اپنا کپڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں ڈال کر مروڑنے لگا اور

Marfat.com

حٰمٓ السَّجْدَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ائْتِيَا طَوْعًا أَعْطِيَا قَالَتَآ أَتَيْنَا أَعْطَيْنَا وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ فَلَآ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ وَأَقْبَلَ

گلا شریف گھونٹنے لگا اتنے میں ابوبکر صدیق "رضی اللہ عنہ" آگئے اور اس ملعون کا کندھا پکڑا اور اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور کیا۔ اور فرمایا کیا تم ایسے عظیم انسان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے حالانکہ تمہارے پاس معجزات لائے ہیں جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔

۴۴۹۶ — شرح : قسطلانی نے ذکر کیا کہ جعفر بن محمد نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آل فرعون کے مومن سے افضل ہیں، کیونکہ وہ اپنے ایمان کو مخفی رکھے ہوئے تھا۔ اور ابوبکر صدیق نے علانیہ فرمایا کہ تم ایسے عظیم انسان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو فرماتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے کسی اور نے یہ کہا کہ ابوبکر آل فرعون کے مومن سے افضل ہیں کیونکہ اس نے صرف زبانی بات پر اقتصار کیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ مدد کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کو زبان کے تابع کیا اور قول وفعل دونوں سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی (حدیث ۳۴۴۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۃ حٰم سجدہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ ائتیا طوعًا "، سے اس آیت کریمہ : اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے

Marfat.com

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَآءَلُوْنَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَ وَالسَّمَآءَ بَنٰهَا اِلٰى قَوْلِهٖ

دونوں نے عرض کیا کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اِئْتِيَا بمعنی اَعْطِيَا ،، ہے۔ آسمان اور زمین نے کہا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ ،، بمعنی اَعْطَيْنَا ہے ،، اُنھوں نے اِئْتِيَا اور اَتَيْنَا بقصر الہمزہ عرب کے کلام میں بمعنی اعطیا اور اَعطینا مستعمل نہیں۔ یہ دونوں کلمے بمعنی مجیئی ہیں فشاید اٰتیا اور اٰتینا کو ممدودہ پڑھا ہے اور اٰتینا بمعنی اَعْطَيْنَا مستعمل ہے چنانچہ کہا جاتا ہے : اٰتَيْتُ زَيْدًا مَالَهٗ یعنی اَعْطَيْتُ مَالَهٗ ،، الحاصل اَتٰى مقصور بمعنی جاء ہے اور اٰتٰى ممدود بمعنی اعطٰی ہے فلا اشکال ،،

قَالَ الْمِنْهَالُ آہ ،، منہال سے سعید بن مسیّب سے روایت کی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں قرآن کریم میں ایسی چیزیں پاتا ہوں جو مجھے مختلف معلوم ہوتی ہیں (بعض آیات ایک دوسرے کے مخالف پاتا ہوں) اُس نے کہا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اس دن (قیامت میں) لوگوں میں کوئی نسبت نہ ہوگی اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے (اس کے خلاف یہ ہے) وہ ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے اور باہم سوال کریں گے (ان دونوں میں منافات ہے)

(دوسرا مقام جس میں اختلاف ہے) وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے (اور دوسری جگہ یہ ہے) اے ہمارے پروردگار ہم تو مشرک نہ تھے۔ اُنھوں نے شرک کو چھپایا۔

(تیسری جگہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا سے دَحٰهَا تک ،، اس میں آسمان کی پیدائش کو زمین کی پیدائش سے قبل ذکر فرمایا، پھر فرمایا : اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ سے طَائِعِيْنَ تک اس آیت میں زمین کی پیدائش کو آسمان کی پیدائش سے قبل ذکر کیا۔ (چوتھی جگہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا عَزِيْزًا حَكِيْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا ،، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمانہ ماضی میں اِن صفات سے موصوف تھا۔ اس وقت ان سے موصوف نہیں ؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں کہا : (پہلے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ ،، نفخہ اولیٰ میں ہوگا (چنانچہ اس میں یہ اشارہ ہے) ثُمَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ الخ یعنی پھر صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں سب ہلاک ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے وہ ہلاک نہ ہوگا ،، اس وقت ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہوگی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے کچھ پوچھ سکیں گے (زبردست ہیبت سے ہر نفس دم بخود ہوگا) پھر دوسرے نفخہ میں سب زندہ ہو جائیں گے اور ایک دوسرے

Marfat.com

دَحَاهَا فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ
بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ اِلٰی طَآئِعِیْنَ فَذَكَرَ فِیْ هٰذِهٖ خَلْقَ
الْاَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا عَزِیْزًا حَكِیْمًا سَمِیْعًا
بَصِیْرًا فَكَاَنَّهٗ كَانَ ثُمَّ مَضٰی فَقَالَ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ فِی النَّفْخَةِ الْاُوْلٰی
ثُمَّ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ
اللّٰهُ فَلَآ اَنْسَابَ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ثُمَّ فِی النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ اَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ وَاَمَّا قَوْلُهٗ مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ وَلَا یَكْتُمُوْنَ
اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ لِاَهْلِ الْاِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا
نَقُوْلُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِیْنَ فَخُتِمَ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ اَیْدِیْهِمْ فَعِنْدَ
ذٰلِكَ عُرِفَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُكْتَمُ حَدِیْثًا وَعِنْدَهٗ یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْاٰیَةَ
وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَآءَ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ
فَسَوّٰهُنَّ فِیْ یَوْمَیْنِ اٰخَرَیْنِ ثُمَّ دَحَا الْاَرْضَ وَدَحْیُهَا اَنْ اَخْرَجَ مِنْهَا
الْمَاءَ وَالْمَرْعٰی وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْاٰكَامَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ یَوْمَیْنِ اٰخَرَیْنِ
فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ دَحَاهَا وَقَوْلُهٗ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَجُعِلَتِ الْاَرْضُ

سے متوجہ ہو کر احوال پوچھیں گے (اور دوسرے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ "مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ" اور "وَلَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا" میں اختلاف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں کے گناہ بخشے گا اور مشرک ایک دوسرے سے کہیں گے آؤ ہم کہیں ہم مشرک نہ تھے تو اللہ تعالیٰ اُن کے مونہوں پر مہریں لگا دے گا اور اُن کے ہاتھ کلام کریں گے (وہ اپنی زبانوں سے چھپائیں گے اور ہاتھ اُن کو ظاہر کریں گے) اس وقت معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی۔ (تیسرے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے زمین دو دن میں

Marfat.com

وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمٰوٰتُ فِي يَوْمَيْنِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا سَمّٰى نَفْسَهٗ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پیدا کی۔ پھر آسمان کو پیدا کیا پھر آسمان کا قصد کیا اور ان کو دو دن میں ہموار کیا پھر زمین کو بچھایا اور اس کا بچھانا یہ ہے کہ اس میں پانی اور چرنے کی جگہ نکالی۔ اور پہاڑ اونٹ ٹیلے اور جو کچھ زمین وآسمان کے درمیان ہے دوسرے دو دنوں میں پیدا کیے۔ دَحَاهَا، کے معنٰی یہ ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ دو زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا،، وہ یہ کہ زمین اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کو چار دنوں میں پیدا کیا اور آسمان دو دنوں میں پیدا کیے گئے (یعنی زمین کی ذات پیدائش میں آسمان سے مقدم ہے) اور اس کا دَحو (پھیلنا) آسمان کی پیدائش سے مؤخر ہے۔ (چوتھے اختلاف کا جواب یہ ہے) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا،، اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا نام غفور رحیم رکھا (اور صفت غفوریت ورحیمیت دائمی ہے منقطع نہیں) وہ ہمیشہ اس صفت سے موصوف رہا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس شیٔ کا ارادہ کرے وہ شئی ہو کر رہتی ہے۔ پس تجھ پر قرآن مختلف نہ ہو، کیونکہ سارا قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

شرح: جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں زمین وآسمان کی پیدائش ذکر کی تو اس کے بعد پہلے منہال کی تعلیق ذکر کی پھر اس کے بعد اس کا اسناد ذکر کیا، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کو مرسل سُنا اور آخر میں مُسند سُنا تھا تو حسبِ سماعت ذکر کیا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسناد شرط نہیں۔

سوال کرنے والا شخص نافع بن ازرق تھا جو بعد میں ازارقہ خارجیوں کا سردار بن گیا تھا وہ مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور ان سے بکثرت سوال کرتا اور معارضہ کیا کرتا تھا۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ قرآن مجید میں چار مواضع میں مجھے اشکال ہے کیونکہ ان میں بظاہر منافات ہے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ ہے کہ ایک آیت کریمہ میں ہے ,, لَا يَتَسَاءَلُوْنَ ،، وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے۔ جبکہ دوسری آیت کریمہ میں وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے کوئی شیٔ مخفی نہ رکھ سکیں گے اور دوسری آیت کریمہ میں ہے کہ وہ کہیں گے ہم مشرک نہ تھے۔ ان دونوں میں منافات ہے کیونکہ پہلی آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری آیت میں ہے کہ وہ شرک کو چھپائیں گے۔

Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَمْنُوْنٍ مَحْسُوْبٌ اَقْوَاتَهَا اَرْزَاقَهَا فِي كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا مِمَّا اُمِرَ بِهٖ نَحِسَاتٍ مَشَائِيْمَ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ اِهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ وَرَبَتْ اِرْتَفَعَتْ وَقَالَ غَيْرُهٗ مِنْ اَكْمَامِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ اَيْ بِعَمَلِيْ اَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٰذَا سَوَاءً لِّلسَّائِلِيْنَ قَدَّرَهَا

تیسرا سوال یہ ہے کہ ایک آئت میں آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے ذکر کی اور دوسری آئت میں اس کے برعکس فرمایا۔ چوتھا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "کَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَكَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا۔ پھر اس میں تغیر ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سوال کا جواب یہ دیا کہ ایک دوسرے سے سوال دوسرے نفخہ کے بعد ہوگا اور عدم سوال اس سے پہلے ہوگا۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے ہاتھوں کے بولنے سے پہلے وہ چھپائیں گے اور ان کے بولنے کے بعد نہیں چھپائیں گے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ زمین کی ذات کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے اور اس کا دَحْوٌ یعنی پھیلنا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا نام غفور رحیم رکھا یہ نام اس سے غیر منقطع ہے اور اس کی غفوریت اور رحیمیت ہمیشہ کے لئے ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ مغفرت یا رحمت کا حال یا مستقبل میں ارادہ کرے۔ تو وہ شئی مراد یقینا واقع ہوتی ہے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل سے فرمایا یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہے تم پر مختلف نہ ہو اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کثیر اختلاف ہوتا۔

اسماء رجال

: یوسف بن عدی کی کنیت ابو یعقوب ہے وہ کوفی ۲۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ عُبید اللہ بن عمرو رقی ایک سو اسی ہجری میں فوت ہوئے ع۳ یزید بن ابی اُنیسہ ۱۲۴۔ ہجری میں فوت ہوئے "

قولہ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ " یعنی مجاہد نے کہا اس آئت کریمہ میں ممنون بمعنی محسوب ہے یعنی ان کے لئے بے حساب ثواب ہے طبری نے ابن عباس سے روائت کی کہ ثواب کم نہ ہوگا "

قولہ اَقْوَاتَهَا " اس سے اس آئت کریمہ: وَبَارَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا " کی طرف اشارہ کیا اور اَرْزَاقَهَا سے اس کی تفسیر کی یعنی اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کے رزق اور روزیاں مقرر کیں "

Marfat.com

سواءً فهديناهم دللناهم على الخير والشر كقوله وهديناه النجدين وكقوله وهديناه السبيل والهدى الذي هو الارشاد بمنزلة اصعدناه من ذلك قوله أولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده يوزعون يكفون

قولہ فی کل سماءٍ ،، سے آیت کریمہ وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مِمَّا اُمِرَ بِهٖ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہر آسمان میں اس کے احکام بھیجے جن کا حکم کیا گیا اور وہ خیرات وغیرہ ہیں۔ قتادہ اور سُدّی سے منقول ہے کہ ان میں سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے اور ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے —— اور جو اُن میں سمندر، پہاڑ وغیرہ پیدا کئے ہیں اور وہ جنہیں اللہ ہی جانتا ہے۔

قولہ نحسات ،، سے اس آیت کریمہ : فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَشَائِم سے اس کی تفسیر کی جو مشؤومۃ کی جمع ہے۔ یعنی ہم نے ان کی نحوست کے دنوں میں ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی اور بارش کے بغیر سخت ٹھنڈی، صرصر، سخت گرج والی ہوا مشؤمہ نحوست ،، قولہ وَقَیَّضْنَا لَهُمْ ،، اس سے آیت کریمہ : وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَرَنَّاهُمْ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہم نے اُن پر کچھ ساتھی تعینات کئے۔ قَیَّضْنَا معنی قَدَّرْنَا ہے۔ مجاہد نے کہا قُرَنَاءَ شیطان ہیں اور تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ قَیَّضْنَاهُمْ لَهُمْ قُرَنَاءَ کی تفسیر نہیں ہے۔ آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم اِن پر ان کے ساتھی مقرر کئے ہیں اُنھوں نے انہیں بہلا کر دکھایا جو اُن کے آگے دنیا کی زیب و زینت ہے اور جو ان کے پیچھے ہے کہ کوئی حساب اور عذاب نہیں ہے۔

قولہ اِهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ سے اس آیت کریمہ : فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ جب ہم نے ان پر بارش کی تو وہ نباتات کے ساتھ ترو تازہ ہوئی اور بلند ہوئی۔ مجاہد کے غیر نے رَبَتْ ،، کی تفسیر یہ کی کہ وہ اپنے چھلکوں اور پردوں سے باہر نکلی۔ اَکْمَام کُمّ کی جمع بمعنی پردہ اور چھلکا ہے جو خوشہ کے اُوپر ہوتا ہے۔

قولہ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور هٰذَا لِیْ ،، کی تفسیر بِعَمَلِیْ سے کی یعنی اگر ہم اسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں۔ اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میرا نیک عمل ہے اور میں اس کا مستحق ہوں نسفی نے یہ تفسیر کی کہ میرا حق مجھے پہنچ گیا ہے۔

Marfat.com

مِنْ اَكْمَامِهَا قِشْرُ الْكُفُرَّى هِيَ الْكُمُّ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ اَلْقَرِيْبُ مِنْ مَّحِيْصٍ حَاصَ حَادَ مِرْيَةٍ وَمُرْيَةٍ وَّاحِدٌ اَىْ اِمْتِرَآءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ

قوله سَوَاءً لِّلسَّائِلِيْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّائِلِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَدَّرَ نَمَا سَوَاءً ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں یہ پوچھنے والوں کو ٹھیک جواب ہے۔ زمین کو دو دنوں اتوار اور پیر میں پیدا کیا۔

قولہ فَهَدَيْنَاهُمْ سے اس آیت کریمہ : اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَا فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ،، سے اس کی تفسیر کی۔ ہم نے انہیں خیر و شر کی راہ دکھادی۔ ہدایت کے دو معانی ہیں۔ اول اراءۃ الطریق راستہ دکھانا۔ دوسرا معنیٰ دلالت مُوْصِلَۃٌ اِلَى المطلوب۔ جب ہدایت کی نسبت رسول، قرآن کی طرف ہو تو ارادۃ الطریق مراد ہوتی ہے۔ اگر اللہ کی طرف نسبت ہو تو دلالتِ موصلہ اِلَى المطلوب مراد ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ بعض آیات میں ہدایت بمعنیٰ دلالت اور راہ دکھانا ہے اور بعض آیات میں بمعنیٰ دلالت موصولہ الی المقصود ہے۔ مذکور آیت میں ہدایت سے مراد دلالتِ مطلقہ اور راہ دکھانا ہے۔ اسی طرح هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ میں ہدایت بمعنیٰ راہ نمودن ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو خیر و شر کی راہ دکھادی

اور هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ،، میں بھی مراد مطلق دلالت ہے۔

قولہ وَالْهُدَى الَّذِيْ هُوَ الْاِرْشَادُ ،، اس سے مراد دلالت موصلہ الی المطلوب ہے۔ امام بخاری نے اس کی تعبیر ارشاد و اسعاد سے کی ہے ؛ چنانچہ اس آیت کریمہ : اُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ میں دلالت موصلہ مراد ہے۔

قولہ يُوْزَعُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ " وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر يُكَفُّوْنَ ،، سے کی ابو عبیدہ نے يُكَفُّوْنَ بمعنیٰ يُدْفَعُوْنَ ہے۔ یہ وَزَعْتُ بمعنیٰ كَفَفْتُ وَمَنَعْتُ ہے یعنی جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے اور انہیں اگلے پچھلے کا فرجمع کرنے کے لیے روکا جائے گا۔ پھر سب کو دوزخ میں ہانک دیا جائے گا،،

قولہ مِنْ اَكْمَامِهَا ،، سے اس آیت کریمہ : " وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا،، کی طرف اشارہ کیا اور اَكْمَامِهَا کی تفسیر ، قِشْرُ الْكُفُرَّى ،، سے کی اور اس کی كُمٌّ سے تفسیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ شگوفہ سے کھلنے سے پہلے اس کا اوپر والا چھلکا ہے۔ جب شگوفہ کھل جائے اس کو اکمام نہیں کہتے ہیں

Marfat.com

اَلْوَعِيْدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ

بعض نے کہا کُمّ بضم الکاف قمیص کی آستین ہے اور بکسر الکاف کلیٰ کا چھلکا ہے۔ یہی فرق علامہ زمخشری نے کیا ہے کہ کمّ القمیص بضم الکاف ہے اور کِمّ الثمرۃ بکسر الکاف ہے۔ اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔ بعض نے اس کے معنی مطلق چھلکے کیے ہیں۔

قولہ یُقَالُ ،، انگور جب نکلے تو اسے بھی کافور اور کُفرَّیٰ کہا جاتا ہے۔ اصمعی وغیرہ نے کہا ہر شئی کے چھلکے کو کافورہ کہا جاتا ہے۔

قولہ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ،، سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور حمیم کی تفسیر ،، قریب ،، سے کی یعنی جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہوجائیگا جیسا کہ گہرا دوست ہے۔

قولہ مِنْ مَحِیْصٍ ،، سے اس آیت کریمہ : وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِیْصٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور حاص کی تفسیر حاد سے کی یعنی اُنھوں نے گمان کیا کہ ان کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

قولہ مِرْيَةٍ ،، سے اس آیت کریمہ اَلَا اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا مریۃ بکسر المیم وبفتحہا دونوں طرح بمعنی شک ہے یعنی خبردار انہیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے؛ کیونکہ وہ بعثت اور قیامت کے قائل نہیں ہیں۔

قولہ اِعْمَلُوْا ،، سے اس آیت کریمہ : اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا یہ وعید و تہدید ہے۔ اور صیغۂ امر حقیقی معنی میں مستعمل نہیں یعنی تم جو جی میں آئے کرو! بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ،، کی تفسیر کی کہ یہ غیظ و غضب کے وقت صبر کرنا اور برائی کے وقت عفو کرنا ہے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کے دشمن ان کے لئے نرم ہوجائیں گے گویا وہ قریبی دوست ہیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ برائی کو بھلائی سے ٹال دو ،، مثلاً غصہ کو صبر سے اور جہل کو حلم سے اور بدسلوکی عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی بُرائی کرے تو معاف کر اس خصلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح محبت کرنے لگیں گے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

۴۴۹۷ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ الْاٰيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ ثَقِيْفٍ اَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفٍ وَخَتَنٌ لَّهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَتُرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهٗ

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا

تفسیر: یعنی تم ارتکاب معاصی اور فواحش کے وقت باغات اور پردوں میں چھپ نہیں سکتے ہو اور تمہارا چھپنا اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے اعضاء تم پہ گواہی دیں گے کیونکہ تم تو اپنے پر ان کی گواہی کے قائل ہی نہیں ہو۔ بلکہ تم بعث و قیامت اور جزاء کے سرے سے منکر ہو۔

۴۴۹۷ ـ **ترجمہ**: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ: وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ الْاٰيَةَ کی تفسیر میں کہا کہ قریش کے دو مرد اور اُن کا داماد جو بنی ثقیف سے تھا یا بنی ثقیف کے دو آدمی اور ان کا داماد جو قریش سے تھا ایک گھر میں تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ ہماری باتیں سُنتا ہے تو ایک نے کہا ہماری بعض باتیں سُنتا ہے (جو ہم بلند آواز سے کہیں) اور اُن میں سے بعض نے کہا اگر وہ ہماری

Marfat.com

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ اَلْاٰيَةَ

بَابٌ قَوْلُهٗ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الْاٰيَةَ

۴۴۹۸ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ اَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتُرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَاِنَّهٗ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمُ الْاٰيَةَ وَكَانَ سُفْيٰنُ يُحَدِّثُنَا بِهٰذَا فَيَقُوْلُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ اَوِ ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ اَوْ حُمَيْدٌ اَحَدُهُمْ اَوِ اثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلٰى مَنْصُوْرٍ وَتَرَكَ ذٰلِكَ مِرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ

بعض باتیں سنتا ہے تو یقیناً ہماری ساری باتیں سنتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الاٰیۃ
یعنی اللہ کے نزدیک تمام مسموعات برابر ہیں اور بعض کو خاص کرنا تحکم ہے۔

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کو کے ساتھ کیا۔ اور اس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب رہ گئے خسارے والوں میں"

۴۴۹۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس دو قریشی

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ

۴۴۹۹ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنَحْوِهٖ

اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی اکٹھے بیٹھے تھے۔ اُن کے پیٹ کی چربیاں زیادہ اور اُن کی سمجھ کم تھی۔ اُن میں سے ایک نے کہا کیا تم اللہ کو جانتے ہو کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سُنتا ہے۔ دُوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو سُنتا ہے اور اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سُنتا۔ ایک اور شخص نے کہا اگر وہ اس کو سن لیتا ہے جو ہم بلند آواز سے بات کریں تو اس کو بھی سن لیتا ہے جو ہم آہستہ کلام کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ أَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الاٰیۃ نازل ہوئی اور تم اس سے کہاں چھُپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا۔ سفیان ہم سے یہ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے ہمیں منصور یا ابن ابی جُریج نے یا حُمَید نے خبر دی اُن میں سے ایک یا دو نے روایت کیا پھر سفیان منصور پر ثابت رہے اور ایک بار کے سوا کئی بار شک کو ترک کیا۔

شرح ۴۴۹۸ ـــ : قولہ کان سفیان ،، یہ کلام امام بخاری کے شیخ حُمیدی کا ہے۔ یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے اور یہ حدیث مضطرب نہیں کیونکہ پہلی بار ان کا تردد کرنا اور آخر میں جزم قطعی کرنا حدیث میں قدح نہیں کرتا۔

بابٌ ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُن کا ٹھکانا ہے!

اس باب میں اس آیت کریمہ کا بیان ہے۔ یعنی پھر اگر وہ عذاب پر صبر کریں تو یہ صبر بھی کارآمد نہ ہوگا اور آگ اُن کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا منانا نہ مانے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہ ہو جائے کتنا ہی منت کریں کسی طرح عذاب سے رہائی نہیں۔ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا کے معنی ہیں اگر وہ راضی کرنا چاہیں تو وہ راضی نہ ہوں گے"

Marfat.com

سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَقِيمًا لَا تَلِدُ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا الْقُرْآنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا لَا خُصُومَةَ طَرْفٍ خَفِيٍّ ذَلِيلٍ وَقَالَ غَيْرُهُ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي الْبَحْرِ شَرَعُوا ابْتَدَعُوا

۴۴۹۹ — ترجمہ: عمرو بن علی نے اس اسناد کے ساتھ مذکور حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔

سُورۂ حم عسق

یہ سورت مکیہ ہے اس کی ترپن ۵۳ آیات ہیں اُن میں سے چار آیات مدنی ہیں اور وہ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهٗ سے اُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ تک ہیں۔ حم عسق کو جُدا ذکر کیا اور کھیعص اور اس کے نظائر کو آیات کے ساتھ متصل ذکر کیا۔ بیضاوی نے کہا شاید اس سورت کے دو نام ہیں۔ اس نے ان کو دو آیتیں شمار کرتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا حم مبتدا اور عسق اس کی خبر ہے۔ بعض نے کہا اس جگہ حم فعل ہے اس کے معنیٰ ہیں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے، لیکن ان کے نظائر دیگر مقطعات حروف تہجی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ عَقِيمًا سے اس آیت کریمہ: وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا گیا کہ عقیم وہ عورت ہے جو بچے کو جنم نہ دے؛ چونکہ اس روایت میں ضعف و انقطاع ہے اس لیے امام نے جزم نہ کیا اور کہا یذکر لفظ مجہول ذکر کیا

قولہ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا" سے اس آیت کریمہ: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا" کی طرف اشارہ

Marfat.com

باب قَوْلُهُ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

کیا۔ اور رُوح کی تفسیر قرآن کریم سے کی سُدّی نے اس کی تفسیر وحی سے کی جبکہ حسن بصری نے رحمت سے تفسیر کی ہے۔

قولہ يَذْرَؤُكُمْ آہ سے اس آئت کریمہ: وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ،، کی طرف اشارہ کیا اور نسل بعد نسل سے اس کی تفسیر کی یعنی چوپائیوں سے ان کی جنس سے نر و مادہ پیدا کئے۔

قولہ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا اللّٰهُ يَجْمَعُ،، سے اس آئت کریمہ: لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ،، کی طرف اشارہ کیا،، ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل کوئی حجت نہیں ہم میں اور اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے (آئتِ قتال سے یہ آئتِ کریمہ منسوخ ہو چکی ہے)

قولہ طَرْفٍ خَفِيٍّ،، سے اس آئتِ کریمہ: وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ،، کی طرف اشارہ کیا اور خفی کی تفسیر ذلیل یعنی ضعیف سے کی یعنی تم انہیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ذلت سے دبے بچے چھپی نگاہوں سے دیکھتے ہیں یعنی ذلت اور خوف کے باعث آگ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے کوئی گردن زدنی اپنے قتل کے وقت تیغ زن کی تلوار کو دزدیدہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ قولہ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ،، سے اس آئت کریمہ: وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهِ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي الْبَحْرِ،، سے اس کی تفسیر کی،، آئت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔ دریا میں چلنے والی بڑی کشتیاں پہاڑیوں کی طرح وہ چاہے تو ہوا تھما دے (جو کشتیوں کو چلاتی ہے) کہ اس کی پیٹھ پہ دریا کے اوپر ٹھہری رہ جائیں۔ مجاہد کے غیر نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے کشتیاں ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں حرکت سے ہوا کو باز رکھے اور وہ دریا کے امواج سے حرکت کریں حالانکہ وہ ساکن ہیں یعنی امواج اور لہروں کے جوش سے ساکن حرکت کریں اور چلنے سے باز رہیں۔

قولہ شَرَعُوا،، سے اس آئت کریمہ: أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ،، کی طرف اشارہ کیا پھر شَرَعُوا کی تفسیر ابْتَدَعُوا سے کی،، یا اُن کے لئے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے وہ دین نکال دیا ہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی،،

باب — مگر قرابت کی محبت

Marfat.com

۴۵۰۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ
طَاؤُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فَقَالَ
سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجِلْتَ
إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ
قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اس آیت کریمہ میں "قربیٰ" سے مراد کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى "، تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں
مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ جب سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) تشریف لائے
اور حوادث اور حقوق آپ پر عائد ہوئے حالانکہ آپ کے پاس مال وغیرہ نہ تھا تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب ہمیں ہدایت دی ہے۔ یہ حوادث اور حقوق آپ کے ذمہ ہیں اور آپ
کے پاس مال و متاع نہیں ہے۔ ہم اپنے مالوں میں سے کچھ جمع کرتے ہیں۔ آپ حقوق و واجبات پورے کرنے میں
اس سے استعانت فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے حبیب آپ ان سے فرما دیں میں معجزات اور
ہدایت جو تمہارے پاس لایا ہوں اس پر میں تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت یعنی اللہ کی اطاعت
اور عبادت اور دینی احکام کی تعمیل کرنے سے تمہارا تقرب الٰہی چاہتا ہوں تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی تابعداری
سے اس کا تقرب حاصل کرو! حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی تفسیر کی ہے کہ قربیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کا تقرب ہے
عکرمہ، مجاہد، سدی اور ضحاک و قتادہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم میری قرابت سے دوستی اور میری عترت و اولاد
سے محبت کرو میں تم سے یہی چاہتا ہوں اور ان میں میری حفاظت کرو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں مختلف
اقوال ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اقرباء سے دوستی اور محبت کرنا طلب فرمایا ہے وہ حضرت امیر المومنین
حیدر کرار فاتح خیبر جناب علی المرتضیٰ، لخت جگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ زہراء کرم اللہ وجہہا اور
ان کی اولاد ہیں رضی اللہ عنہم بعض علماء نے کہا وہ عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے جن پر صدقہ حرام ہے
اور ان کا حق خمس ہے وہ ہاشم کی اولاد اور بنی مطلب ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے کفر و اسلام میں جدا نہیں ہوئے۔

۴۵۰۰ ـ ترجمہ: عبد الملک بن میسرہ نے کہا میں نے طاؤس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

Marfat.com

سُوْرَةُ حٰمٓ الزُّخْرُفِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى أُمَّةٍ إِمَامٍ وَقِيْلَهُ يَا رَبِّ تَفْسِيْرُهُ أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيْلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَوْ

ہوئے سُنا کہ اُن سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ،، کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے اس کی تفسیر میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ سعید بن جبیر نے کہا (جبکہ میں ان کی مجلس میں بیٹھا تھا) قربی سیدعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے۔ ابن عباس نے سعید بن جبیر سے کہا آپ نے جواب دینے میں جلدی کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے کسی قبیلہ سے نہ تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن سے قرابت تھی۔ پس آپ نے فرمایا میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کو ملاؤ!

۴۵۰۰ — شرح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام قریش سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب اور آیت کریمہ میں صرف بنو ہاشم ہی مراد نہیں ہیں جو سعید بن جبیر کے کلام کا مفہوم تھا۔ کیونکہ اس کا مفہوم خاص اولاد بنی ہاشم اور بنی مطلب تھا جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ قریش کے ہر قبیلہ کو شامل ہے اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قبائل سے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں آپ کو ہر ایک سے نسبت ہے۔ اس لئے آپ سب سے صلہ رحمی چاہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورۂ زخرف

اس میں سورۂ زخرف کی بعض آیات کی تفسیر ہے۔ یہ سورت مکیہ ہے صرف ایک آیت کریمہ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا الآیۃ مدنی ہے اس کی ۸۹ آیات ہیں۔ زخرف کے معنی ہیں ’’سونا‘‘ پھر ہر خوشنما شئی کو زخرف کہتے ہیں حسن گفتار اور زمین کے سبزہ کے مختلف الوان کو بھی زخرف کہا جاتا ہے گھر کی زینت کو زخرف البیت کہتے ہیں۔ اس کی جمع زخارف بمعنی کشتیاں ہے۔

Marfat.com

لَّا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَوْلَا اَنْ اَجْعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَّهِيَ دَرَجٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ عَلٰی اُمَّةٍ ،، سے اس آیت کریمہ ،، بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اُمَّۃ بمعنی امام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر دین سے کی جبکہ مجاہد سے اس کی تفسیر ملت سے بھی منقول ہے۔ آیت کے معنی یہ ہے بلکہ انھوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی اقتداء پر چل رہے ہیں۔ یہی ان کی دلیل تھی اس کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی کہ ان کے باپ دادے بھی ایسا کیا کرتے تھے

قولہ قِیْلِهٖ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی "کیا یہ لوگ گمان کئے ہوئے ہیں کہ ہم اُن کی آہستہ باتیں اور اُن کے مشورے نہیں سنتے ہیں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس لکھ رہے ہیں۔ امام نے قِیْلِهٖ یٰرَبِّ ،، کی تفسیر ،، اَیَحْسَبُوْنَ ،، الخ سے کی بعض نے اس تفسیر کا انکار کیا اور کہا یہ اس وقت درست ہے جبکہ قرآن کریم کا لفظ قِیْلِهِمْ ،، ہو اس کی ضمیر جمع ہو۔ قیلہ میں ضمیر مفرد ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ ثعلبی نے کہا اس کا معنی یہ ہے آیا گمان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں سنتے ہیں جو آپ اللہ کے حضور شکوہ کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

قولہ لَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ،، کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو کافروں کے لئے چاندی کے چھت اور چاندی کی سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے ہیں۔ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کو فراخی عیش میں دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے الخ

قولہ لِبُیُوْتِهِمْ ،، یہ لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ ،، سے بدل اشتمال ہے۔

قولہ مُقْرِنِیْنَ ،، سے اس آیت کریمہ ، سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی مُطِیْقِیْنَ سے تفسیر کی یعنی پاک ہے اسے جس نے یہ سواری ہمارے تابع کر دی اور ہم اس پہ طاقت نہ رکھتے اور نہ ہی قوت میں اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

قولہ اٰسَفُوْنَا ،، سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ،، کی طرف

Marfat.com

وسُرُ رفضة مُقۡرِنِيۡنَ مطيقين اٰسَفُوۡنَا اسخطونا يَعۡشُ يَعۡمٰى وَقَالَ مجاهدٌ اَفَنَضۡرِبُ عَنۡكُمُ الذِّكۡرَ اى تُكَذِّبُوۡنَ بالقراٰن ثم لا تُعَاقبون عليه وَمَضٰى مَثَلُ الۡاَوَّلِيۡنَ سُنَّةُ الاولين مُقۡرِنِيۡنَ يعنى الابل والخيل والبغال والحمير يُنَشَّؤُ فِى الۡحِلۡيَةِ الجوارى جعلتموهن للرحمٰن ولدًا فكيف تحكمون لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنَاهُمۡ يعنون الاوثان لقول الله تعالى مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ الاوثان انهم لا يَعۡلَمُوۡنَ فِىۡ عَقِبِهٖ وَلَدِهٖ مُقۡتَرِنِيۡنَ

اشارہ کیا اور "اَسۡخَطُوۡنَا" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی جب انھوں نے ہمیں غصّہ دلایا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا۔

قولہ "یَعۡشُ" سے "وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَہٗ شَیۡطٰنًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیۡنٌ" کی طرف اشارہ کیا اور "یَعۡمٰی" کی یعنی سے تفسیر کی یعنی جو کوئی اللہ کی یاد سے اندھا ہو جائے اور پُوری طرح اس طرف متوجہ نہ ہو ہم اس کے لئے شیطان تعیّنات کر دیتے ہیں وہ اس کا ہمیشہ ساتھی رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرتا ہے۔ یَعۡشُ عَشِیَ یَعۡشُوۡا سے ہے اس کے معنی ہیں کمزور نظر کر کے دیکھنا۔ نُقَیِّضۡ کے معنی ہیں مُسلّط کر دیں۔

قولہ اَفَنَضۡرِبُ الاٰیۃ سے اس آیت کریمہ "اَفَنَضۡرِبُ عَنۡکُمُ الذِّکۡرَ صَفۡحًا اِنۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا کہ تم قرآن کو جھٹلاتے ہو پھر تمہیں عذاب نہ دیا جائے یعنی کیا ہم قرآن کی تکذیب کرنے والوں سے اعراض کر لیں اور ان کو عذاب نہ دیں؟ بعض نے یہ تفسیر کی کیا ہم تم سے عذاب روک لیں اور تمہیں کچھ نہ کہیں اور تمہارے کفر پر تمہیں عذاب نہ دیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ بخاری کے بعض نسخوں میں "قال مجاہد" نہیں ہے۔

قولہ "مَضٰی" سے اس آیت کریمہ: "فَاَھۡلَکۡنَآ اَشَدَّ مِنۡھُمۡ بَطۡشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الۡاَوَّلِیۡنَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "سُنَّۃُ الۡاَوَّلِیۡنَ" سے تفسیر کی اور ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو اُن سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔ بعض مفسّرین نے اس کی تفسیر "عقوبۃ الاولین" سے کی ہے۔

قولہ "وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ" لہ میں ضمیر اَنۡعام کی طرف راجع ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور ضمیر مفرد اس لئے ذکر کی کہ اَنۡعام جمع کے معنی میں ہے جیسے جُنۡد، جَیۡش وغیرہ اسماء اجناس ہیں "مقرنین" کی تفسیر ابھی گزری ہے۔ قولہ "یُنَشَّؤُا" سے اس آیت کریمہ: "اَوَمَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَۃِ وَھُوَ فِی الۡخِصَامِ غَیۡرُ مُبِیۡنٍ" کی

Marfat.com

يَمْشُونَ مَعًا سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَثَلًا عِبْرَةً يَصِدُّونَ يَضِجُّونَ مُبْرِمُونَ مُجْمِعُونَ أَوَّلُ الْعَابِدِينَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ

کی طرف اشارہ کیا اور حِلْيَہ کی تفسیر جواری بمعنی لڑکیوں سے کی یعنی تم نے عورتوں کو اللہ کی اولاد بنالیا؛ چنانچہ وہ کہتے تھے۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور یُنَشَّأُ کے معنی یکثر فی الزینت ،، اور زینت کی تفسیر جواری بمعنی بنات سے کی اور آیت کی تفسیر یہ کی کہ تمہاری یہ بات کیسی ہے کہ عورتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناتے ہو، حالانکہ تم اپنے لئے لڑکیوں سے خوش نہیں۔

قولہ لَوْ شَاءَ ،، اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ،، عَبَدْنَاهُمْ ،، میں ضمیر کا مرجع ،، اَوْثَان ،، ہیں فرشتے مرجع نہیں۔ چنانچہ قتادہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ،، میں کہا کہ تمام مفسرین کا اس میں اتفاق ہے کہ اس میں ضمیر اَوْثَان کی طرف راجع ہے اس کا قرینہ : أَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ،، ہے اور اوثان بمنزلہ عُقلاء قرار دے کر ضمیر مذکور ذکر کی ہے۔

قولہ فِي عَقِبِهِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عقب کی تفسیر وَلَد سے کی اور وَلَد سے مراد جنس ولد ہے اس میں پوتے اور ان کی اولاد بھی داخل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عقب سے مطلق وارث مراد ہیں۔ اور کلمہ باقیہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ،، ہے۔

قولہ مُقْتَرِنُونَ ،، سے اس آیت کریمہ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر يَمْشُونَ مَعًا ،، سے کی یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس اکٹھے ہو کر چلتے۔

قولہ سَلَفًا ،، سے اس آیت کریمہ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا، انہیں ہم نے کردیا۔ اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لئے کہ بعد والے ان کے حال سے نصیحت و عبرت حاصل کریں امام بخاری نے اس کی تفسیر یہ کی کہ ہم نے فرعون کی قوم کو سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے کافروں کے لئے کہاوت اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت بنایا۔ سلفاً ،، پہلی امتیں خلا بعد میں آنے والوں کیلئے عبرت۔

قولہ يَصِدُّونَ ،، سے اس آیت کریمہ : إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يَضِجُّونَ سے کی۔ یعنی جبھی تمہاری قوم اس سے ہنسنے لگتی ہے۔ يَصُدُّونَ کو ضمہ سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس وقت اس کا معنیٰ ہے اعراض کرتے ہیں۔

قولہ مُبْرِمُونَ ،، سے اس آیت کریمہ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجمعون سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی کیا کفار مکہ نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں

Marfat.com

إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ الْعَرَبُ تَقُولُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَآءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْقَالَ بَرِيٌّ لَقِيلَ فِي الْاِثْنَيْنِ بَرِيَّانِ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيُّوْنَ وَقَرَأَ عَبْدُاللهِ إِنَّنِي بَرِيٌّ بِالْيَاءِ وَالزُّخْرُفُ اَلذَّهَبُ مَلَائِكَةٌ يَخْلُفُوْنَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

کفار مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کرنے اور فریب سے ایذاء پہنچانے کا ارادہ درحقیقت ایسا ہی تھا کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوکر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی کے لئے حیلے سوچتے تھے جس کا انجام ان کی ہلاکت ہوا۔

قولہ اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ کی طرف اشارہ کیا اور عابدین کی تفسیر مؤمنین سے کی۔ یعنی اگر تمہارے گمان میں اللہ کی اولاد ہے تو میں تمہاری تکذیب اور تمہاری اس بات کے انکار میں پہلا مُوَحِّد اور مُؤمن ہوں کہ اللہ ایک ہے اور میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

قولہ اِنَّنِیْ بَرِیْئٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ،، یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو اس سے میں بیزار ہوں ،، عرب کہتے ہیں : نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَآءُ وَالْخَلَاءُ ،، اس میں واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث برابر ہیں اور سب میں بَرَاءٌ کہا جاتا ہے ،، کیونکہ یہ مصدر ہے اگر کوئی بَرِیٌّ کہے تو تثنیہ بَرِیْئَانِ اور جمع بَرِیْئُوْنَ کہا جائے گا۔ عبداللہ بن مسعود نے ،، اِنَّنِیْ بَرِیْئٌ ‘‘ پڑھا ہے۔ نیز بَرِیْئٌ کی جمع بُرَاءٌ بھی ہے جیسے فقیہ کی جمع فقہا ہے۔ اور جیسے کریم کی جمع کرام ہے۔ اسی طرح بَرِیْئٌ کی جمع بِرَآءٌ ہے ایسے ہی ابراء اشراف اور ابریاء انصباء کی طرح ہے کہ جیسے اشراف شریف کی جمع اور انصباء نصیب کی جمع ہے۔ اسی طرح ابرآء، ابریاءٔ بَرِیْئٌ کی جمع ہیں۔ اور مؤنث میں کہتے ہیں۔ امرءۃ، بریئۃ، امرءتان، بریئتان نسوۃ بریئاتٌ وبرایا کہتے ہیں۔ یہ اہل نجد کی لغت ہے جبکہ پہلی لغت اہل حجاز کی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اِنَّنِیْ بَرِیٌّ بالیاء پڑھا ہے۔ زُخْرُف ،، یعنی سونا ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْاٰيَةَ

۴۵۰۱ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلًا لِلْاٰخِرِيْنَ عِظَةً وَقَالَ

قولہ مَلٰٓئِكَةً ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے لے آتے جو ہماری عبادت اور طاعت کرتے ،،

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! دوزخی (خازن دوزخ) کو آواز دیں گے اے مالک تمہارا رب ہمارا فیصلہ کرے

تفسیر : دوزخی جہنم کے خازن مالک کو نداء کریں گے کہ اے مالک تمہارا رب ہمارا فیصلہ کرے کہ ہمیں موت دے کہ اس عذاب سے رہائی پائیں۔ تو ایک ہزار سال بعد مالک جواب دے گا تم عذاب میں ہمیشہ رہو گے ۔ ایک روایت کے مطابق وہ چالیس سال واویلا کرتے رہیں گے مالک جواب نہ دیں گے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے کہ ہمارا خدا ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات دے اللہ تعالیٰ بھی دنیا کی عمر کی مدت تک جواب نہ دے گا۔ پھر فرمائے گا تم دوزخ کی آگ میں ذلیل و خوار ہوتے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو !

۴۵۰۱ــ ترجمہ : صفوان بن یعلیٰ نے اپنے والد سے روایت کی رضی اللہ عنہما" کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ پڑھتے ہوئے سنا۔ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْاٰيَةَ اور قتادہ نے مَثَلًا لِلْاٰخِرِيْنَ کی تفسیر میں کہا ہم نے ان کو بعد میں آنے والوں کا فروں کے لئے پیشرو بنایا اور پیچھے آنے والوں کے لئے انہیں عبرت کیا۔

Marfat.com

غَيْرُهُ مُقْرِنِيْنَ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ وَالْاَكْوَابُ الْاَبَارِيْقُ الَّتِيْ لَا خَرَاطِيْمَ لَهَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَيْ مَا كَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ وَيُقَالُ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ الْجَاحِدِيْنَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ فِيْ جُمْلَةِ الْكِتَابِ اَصْلُ الْكِتَابِ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ مُشْرِكِيْنَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهُ اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَهَلَكُوْا فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ عُقُوْبَةُ الْاَوَّلِيْنَ جُزْءًا عِدْلًا

قولہ غَيْرُهُ ،، یعنی قتادہ کے غیر نے " وَمَا كُنَّا مُقْرِنِيْنَ کی تفسیر میں کہا مقرنین بمعنی ضابطین ہے کہا جاتا ہے فلاں شخص فلاں کا مُقرن یعنی ضابط ہے اور اس کو قابو کرنے والا ہے۔

قولہ وَالْاَكْوَابُ ،، سے اس آیت کریمہ " يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اُن پہ دورہ ہوگا سونے کے پیالوں اور جاموں کا " اکواب کُوب کی جمع ہے۔ زمخشری نے کہا کُوب وہ کوزہ ہے جس کی مُٹھی اور ٹونٹی نہ ہو۔ اس سے پانی پینے والا ہر طرف سے پی سکتا ہے۔

قولہ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور عابدین کی تفسیر اٰنفین سے کی۔ یہ آیت کریمہ عنقریب گزری ہے۔ یہاں عابدین کا دُوسرا معنی بیان کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ یہاں اَوَّلُ العابدین کی تفسیر مَا كَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ" سے کی۔ اور " مَا كَانَ ،، اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ " کی تفسیر ہے۔ اور "اِنْ" نافیہ ہے۔ یعنی اللہ کی اولاد نہیں ہے۔ عابد اور عَبِد دو لغتیں ہیں۔ عابد بمعنی مومن اور عَبِد بمعنی آنِف ہے یعنی اللہ کی اولاد نہیں اور میں سب سے پہلا نفرت کرنے والا ہوں گا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے " قِيْلِهٖ کی جگہ " قَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ " پڑھا ہے۔ اگر اسے " قِيْلِهٖ يَا رَبِّ " کی تفسیر میں ذکر کیا جاتا تو مناسب تھا۔

قولہ يُقَالُ ،، یعنی اول العابدین بمعنی اول الجاحدین اور یہ عَبِدَ يَعْبَدُ ،، ماضی میں با مکسور اور مضارع میں مفتوح ہے مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی انکار کے ہیں۔ اس تقدیر پر اس کی تفسیر یہ ہے:

Marfat.com

سُوْرَۃُ حٰمٓ الدُّخَانِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَهْوًا طَرِيْقًا يَابِسًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مَنْ بَيْنَ

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الجَاحِدِيْنَ ،، یعنی اس کی اولاد نہیں میں سب سے پہلے اس کا انکار کرتا ہوں ، چنانچہ عرب کہتے ہیں ،، اِن کَانَ هٰذَا الْاَمْرُ قَطُّ ،، یعنی یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ سُدی نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اِنْ بمعنی لَوْ یعنی اگر رحمٰن کی اولاد ہوتی تو میں سب سے اس کا انکار کرتا ، لیکن اس کی اولاد نہیں ہے (عینی)

قولہ فِیْ اُمِّ الْکِتَاب ،، سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے اور قتادہ نے اس کی تفسیر جملۃ الکتاب اور اصل کتاب سے کی۔ مفسرین نے اس کی تفسیر لوح محفوظ سے کی۔

قولہ اَفَنَضْرِبُ ،، تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس پر کہ تم لوگ شرک کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہو۔ مُسْرِفِیْنَ بمعنی مشرکین ہے۔ بخدا اگر ایسا ہوتا کہ یہ قرآن اٹھا لیا جاتا جبکہ اس امت نے اس کو مسترد کر دیا تو یقیناً وہ ہلاک ہو جاتے ، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے باعث ان پر بیس برس تک بار بار ذکر کیا۔ یہ قتادہ کا کلام ہے۔

قولہ فَاَهْلَکْنَا ،، تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔ امام نے مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ،، کی تفسیر عقوبت سے کی۔

قولہ جزءًا ،، سے اس آیت کریمہ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ کی طرف اشارہ کیا اور جزءًا کی تفسیر عدل سے کی۔ یعنی اس کے لئے اس کے بندوں میں سے اس کا ٹکڑا ٹھہرایا بے شک آدمی کھلا ناشکر ہے۔ جو ایسی باتوں کا قائل ہے کہ فرشتوں کو اس کی بیٹیاں بتایا ،، اس میں کافروں کو توبیخ ہے ،،

سُورہ حٰمٓ دخان

مقاتل نے کہا یہ سورت ساری مکی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں اس کی انسٹھ آیات ہیں امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی جو کوئی اس سورت کو رات پڑھے صبح تک

Marfat.com

ظَهْرَيْهِ فَاعْتِلُوْهُ اِدْفَعُوْهُ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ اَنْكَحْنَاهُمْ حُوْرًا عِيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ تَرْجُمُوْنَ الْقَتْلُ وَرَهْوًا سَاكِنًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْمُهْلِ

تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی جمعہ کی رات یہ سورت پڑھے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ رَهْوًا ،، سے اس آئت کریمہ ؛ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی طریق یابس (خشک راستہ) سے تفسیر کی۔ ربیع سے اس کا معنیٰ آسان راستہ منقول ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے۔ بے شک وہ ڈبویا جائے گا۔ کھلا چھوڑنے میں حکمت یہ ہے کہ فرعونی ان راستوں سے دریا میں داخل ہو جائیں ،،

قولہ علیٰ علم ،، سے اس آئت کریمہ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَلٰى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ سے کی یعنی ہم زمانہ لوگوں پر "آئت کے معنی یہ ہیں۔ بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو دانستہ چن لیا اس زمانہ والوں سے۔

قولہ فَاعْتِلُوْهُ ،، سے اس آئت کریمہ : خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر " اِدْفَعُوْهُ ،، سے کی یعنی اس کو دوزخ کے درمیان لے جاؤ۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں "گنہگار کو پکڑو ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ۔ بعض تفاسیر میں اس کے معنی سُوْقُوْهُ اِلَى النَّارِ کئے ہیں ، چنانچہ کہا جاتا ہے عَتَلَهُ يَعْتِلُهُ عَتْلًا ،، جبکہ بزور لا کر دفع کریں۔

قولہ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ،، اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہائت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے کہ اُن میں ظاہری آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں۔ اُن کی پنڈلیوں کی مخ کپڑوں میں سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان کو دیکھنے والا ان کے جسم کے کسی حصہ سے اپنا چہرہ ایسے دیکھتا ہے جیسے آئینہ میں دیکھتا ہے۔

قولہ تَرْجُمُوْنَ ،، سے اس آئت کریمہ : وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رجم کی تفسیر قتل سے کی۔ رجم سے ترجمون مشتق ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر يَشْتِمُوْنَ ،، سے کی ہے۔ یعنی گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ہیں۔

قولہ كَالْمُهْلِ ،، سے اس آئت کریمہ : اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ

Marfat.com

اَسْوَدُ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ تُبَّعٍ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِاَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِاَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ

بَابٌ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ

وَقَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ

۴۵۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَضٰى خَمْسٌ اَلدُّخَانُ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ

بے شک تھوہر کا پیڑ گنہگاروں کی خوراک ہے گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے۔ ازہری نے کہا ہر گلا ہوا تانبہ، سیسہ، پیتل اور گلی ہوئی چاندی کو مُہل کہتے ہیں۔ بعض نے تیل کے نیچے والی میل کچیل کو مُہل کہا ہے۔ بعض نے کہا دوزخیوں کے چمڑوں سے جاری پیپ مہل ہے۔ لیث نے کہا مُہل گندھک کی قسم ہے جو زرد رقیق ہوتی ہے۔ سردیوں میں اونٹوں کو مَلی جاتی ہے۔ اصمعی نے کہا وہ پیپ ہے اور جو میت سے نکلے اس کو بھی مُہل کہتے ہیں۔ ابن جبیر سے روایت ہے کہ مہل نہایت ہی گرم شئ ہے۔ جس کی گرمی انتہا کو پہنچی ہو۔ بعض نے کہا خبثِ جواہر یعنی سونا چاندی لوہے وغیرہ کی چرک کو مہل کہا جاتا ہے۔

قولہ تُبّع ،، سے اس آیت کریمہ اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ملوک یمن (یمن کے بادشاہوں) سے کی۔ کیا طاقت میں کفارِ مکہ بہتر ہیں یا تُبّع کی قوم اور جو اُن سے پہلے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ یہ اس لئے کہ یمن کے بادشاہ کو تبّع کہتے ہیں جیسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ روم کے بادشاہ کو قیصر، حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی اور ترکستان کے بادشاہ کو خاقان کہتے ہیں۔ (عینی) یمن کے بادشاہ کو تبّع اس لئے کہتے ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک اپنے پہلے ساتھی کی اتباع کرتا ہے۔ سائے کو بھی تبّع کہا جاتا ہے کیونکہ وہ سورج کے تابع ہوتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس دن کے منتظر رہو، جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائیگا،

قتادہ نے کہا "فَارْتَقِبْ بمعنی اِنْتَظِرْ،، ہے۔ انتظار کرو!

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ

۴۵۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ هٰذَا لِاَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ

۴۵۰۲۔ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قیامت کی پانچ علامتیں گزرچکی ہیں۔ ایک دھواں۔ دوسری روم۔ تیسری قمر۔ چوتھی بطشہ اور پانچویں لزام ہیں۔

۴۵۰۲۔ شرح : قیامت سے پہلے پانچ علامات ہیں جن کا وقوع ہوچکا ہے اُن میں سے ایک دُخان (دُھواں) ہے جو کافروں اور منافقوں کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہوگا وہ اس سے مدہوش ہوجائیں گے اور مسلمانوں کو زکام کی طرح عارض ہوگا اور ساری زمین دھوئیں سے بھرجائے گی جیسے گھر میں آگ جلائی تو وہ سارا دھوئیں سے بھرجاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے : يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ،، یہ قیامت کے قریب ظاہر ہوگا چالیس روزوشب رہے گا ،، دوسری علامت کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ المّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ،، یعنی رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے اور ان کے مقابلہ میں فارس مغلوب ہوں گے۔ یہ علامت گزرچکی ہے۔ تیسری علامت انشقاق قمر ہے یہ بھی گزرچکی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ،، اور ظاہر ہے کہ معجزۂ انشقاق قمر وقوع پذیر ہوچکا ہے۔ چوتھی علامت بطشہ ہے یعنی کافر قتل اور اسیر ہوں گے ۔ اس آیت کریمہ " يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ،، میں اسی طرف اشارہ ہے اور پکڑ دھکڑ اور قتل بدر میں ہوچکا ہے جبکہ ستر کافر قتل ہوئے اور ستر کو قیدی بنالیا گیا تھا۔ پانچویں علامت لزام ہے یہ بھی واقع ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ،، عنقریب بدر کے دن کافر قید ہوں گے۔ حدیث : ۹۸۵ جلد : ۲ کی شرح دیکھیں ..

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! دھواں لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے "

Marfat.com

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ
حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا
كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اسْتَسْقِ اللهَ لِمُضَرَ فَاِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ
قَالَ لِمُضَرَ اِنَّكَ لَجَرِيْءٌ فَاسْتَسْقٰى فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ فَلَمَّا اَصَابَتْهُمُ
الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا اِلٰى حَالِهِمْ حِيْنَ اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى يَوْمَ
نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ قَالَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ

یہ دردناک عذاب دھؤاں ہے جو مشرق سے مغرب تک ساری زمین کو ڈھانپ لے گا اور چالیس روز و شب رہے گا "

۴۵۰۳ — ترجمہ : مسروق نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ حال نہ تھا مگر اس لئے کہ مشرکین قریش نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ نے ان پر قحط سالی کی دُعاء فرمائی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑا تھا۔ قریش خشک سالی اور سخت مشقت میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ اُنھوں نے بھوک کی وجہ سے ہڈیاں کھائیں۔ اور جو کوئی آسمان کی طرف نگاہ کرتا تو بھوک کی وجہ سے اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح نظر آتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ نازل ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص (ابوسفیان ابن حرب) آیا پس عرض کیا گیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے مضر قوم کے لئے بارش کی دُعاء فرمائیں وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر (ابوسفیان) سے فرمایا تو بہت دلیر ہے اور بارش کے لئے دُعاء فرمائی تو بارش ہو گئی تو یہ آیت کریمہ : اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ " نازل ہوئی جب وہ فراخی اور آرام میں ہوئے تو اپنے اسی حال کی طرف لوٹ گئے جبکہ انہیں فراخی اور آرام کی زندگی میسر تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ

۴۵۰۴ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَا اَسْأَلُكُمْ

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ،، نازل ہوئی جس دن ہم سخت پکڑ پکڑیں گے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اس سے مراد بدر کا دن ہے (جس میں بڑے بڑے مشرک قتل ہوگئے تھے)

۴۵۰۳ ـ شرح : جب قریش خشک سالی میں مبتلا ہوئے تو ابوسفیان جو مضر قبیلہ کا اس وقت سردار تھا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور بارش کی آپ سے استدعا کی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مُضر یعنی ابوسفیان سے فرمایا اور اس کا مُضر پر اطلاق کیا، کیونکہ وہ اس قبیلہ کا سردار تھا، عرب میں یہ رواج ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کردے تو قتل کی نسبت قاتل کے قبیلہ کی طرف کی جاتی تھی، حالانکہ واقعہ میں وہ نسبت صرف متعین شخص کی طرف ہوتی تھی۔ اے ابوسفیان تو بہت دلیر ہے کہ تو اللہ کا شریک بناتا ہے اور اس سے رحمت بھی طلب کرتا ہے جب تم سے یہ عذاب اُٹھا لیا جائے گا تو تم پھر شرک کرنے لگو گے اور اس پر اصرار کرو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور وہ پھر آپ سے دشمنی کرنے میں سخت ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر میں ان سے انتقام لیا جبکہ قریش مکہ کے ستر سردار قتل ہوئے اور ستر قید و بند میں مبتلا ہوئے۔

امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے اس کے بعد اس حدیث کے تین عنوان ذکر کیے ہیں اور بعینہٖ یہ حدیث مطوّل و مختصر ذکر کی ہے۔ نیز استسقاء میں حدیث ۹۸۵ ـ ج : ۲ ـ سورۂ رُوم کی تفسیر میں حدیث ۴۴۵۶ ج : ۶ اور سورۂ ص میں حدیث ۴۴۹۰ ج : ۶ ذکر کی۔ فَلْيُطَالِعْ ثَمَّةَ اَيْضًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں!،،

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ اَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ اَحَدُهُمْ يَرٰى مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَقِيْلَ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ

۴۵۰۴ — ترجمہ : مسروق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا دانش مندی یہ ہے کہ جس چیز کو تو نہ جانتا ہو تو تو کہے اللہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ فرما دو! میں تم سے اس پر اُجرت کا سوال نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلّف کرنے والوں سے ہوں۔ جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کر لیا اور آپ کی نافرمانی کی تو فرمایا اے اللہ یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی کی طرح اُن پر سات برس خشک سالی کے ساتھ میری مدد کر تو ان کو خشک سالی نے پکڑ لیا اس میں اُنھوں نے سخت بھوک کے باعث ہڈیاں اور مردار کھائے حتیٰ کہ اُن میں سے آدمی کو اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب دھوئیں کی طرح نظر آتا تھا اُنھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب کھول دے۔ ہم ایمان لاتے ہیں اور آپ سے کہا گیا اگر ہم نے اُن سے عذاب کھول دیا گیا۔ وہ پھر شرک کی طرف لوٹ آئے تو اللہ نے بدر کے روز اُن سے بدلہ لیا ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ " منتقمون تک "

۴۵۰۴ — شرح : اس میں ایک قصہ خواں پر تعریض ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کا سبب یہ ہے کہ ایک شخص کندہ میں باتیں کر رہا تھا۔ اُس نے باتوں میں کہا قیامت کے دن دھوآں آئے گا وہ منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں داخل ہوگا اور مومن کو صرف زکام کی حالت عارض ہوگی۔ ہم گھبرا کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اُن سے یہ بیان کیا تو وہ غصہ سے بھر گئے اور تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا جس کو کسی شئے

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اَلذِّكْرُ وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ

۴۵۰۵ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ

کاعلم ہو تو کہے اگر علم نہ ہو تو کہے اللہ جانتا ہے اور نامعلوم شئ میں تکلف نہ کرو اور کہا یہ واقعہ گزر چکا ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ ابن عباس، ابن عمر، زید بن علی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ دھواں قیامت کے علامات سے ہے اور قیامت سے کچھ پہلے ظاہر ہوگا۔ کافروں کے غلبہ سے مراد یہ ہے کہ کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت ترک کر دی اور کفر پر جمے رہے۔

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہاں سے ہو انہیں نصیحت ماننا حالانکہ اُن کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لاچکا ہے"

تفسیر: یعنی ان لوگوں پر مصائب کے بادل چھائے رہے اور انکو سخت عذاب دیا گیا تو اس حالت میں وہ کیسے نصیحت مانیں گے حالانکہ اُن کے پاس عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا اور معجزات ظاہرات اور آیات بینات پیش فرمائے۔

۴۵۰۵ ـــ ترجمہ: مسروق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ پھر کہا جب

Marfat.com

اَلْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حَتّٰى بَلَغَ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرٰى يَوْمُ بَدْرٍ

بَابُ قَوْلِهِ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ

۴۵۰۶ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام دی تو قریش نے آپ کو جھٹلا دیا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی کی طرح اُن پر سات برس خشک سالی کے ساتھ میری مدد فرما! تو اُن پر خشک سالی آگئی اور کھانے کی ہر شئے لے گئی حتی کہ وہ مُردار کھانے لگے اُن میں سے کوئی شخص کھڑا ہوتا تو مشقت اور بھوک کے سبب اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح دیکھتا پھر یہ آیت کریمہ : فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حتی کہ كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ " تک پہنچے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا قیامت کے روز اُن سے عذاب کھولا جائے گا ؟ اُنہوں نے کہا اور بطشہ کبریٰ بدر کا دن ہے۔

۴۵۰۵ — شرح : امام نے یہ حدیث تین تراجم کے ساتھ ذکر کی۔ ان میں سے یہ تیسری حدیث ہے۔ حصّت نے گئی۔ سَنَة خشک سالی جس میں کچھ نہ ہو اور وہ ہر شئے سے خالی ہو۔ بطشہ کبریٰ " يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى " کی تفسیر ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے !!"

تفسیر : کفار مکہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کیا اور منہ پھیرتے ہوئے

Marfat.com

سُلَیْمٰنَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰی قُرَیْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْھِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَخَذَتْھُمُ السَّنَۃُ حَتّٰی حَصَّتْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی اَکَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ اَحَدُھُمْ حَتّٰی اَکَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَیْتَۃَ وَجَعَلَ یَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ کَھَیْئَۃِ الدُّخَانِ فَاَتَاہُ اَبُوْسُفْیَانَ فَقَالَ اَیْ مُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَکَ قَدْ ھَلَکُوْا فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْھُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ یَعُوْدُوْا بَعْدَ ھٰذَا فِیْ حَدِیْثِ مَنْصُوْرٍ ثُمَّ قَرَاَ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی عَآئِدُوْنَ اَیُکْشَفُ عَذَابُ الْاٰخِرَۃِ فَقَدْ مَضَی الدُّخَانُ وَالْبَطْشَۃُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ اَحَدُھُمْ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ

چلے گئے اور آپ کو قبول نہ کیا اور کہا یہ سکھایا ہُوا دیوانہ ہے جس کو وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت جنات یہ کلمات تلقین کر جاتے ہیں (العیاذ باللہ)

۴۵۰۶ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور فرمایا۔ اے حبیب فرما دو! میں تبلیغ پر تم سے اُجرت طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف سے باتیں کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کو دیکھا کہ انھوں نے آپ کی نافرمانی کی ہے تو فرمایا اے اللہ! یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی سے سات خشک سالوں کے ساتھ ان پر میری مدد فرما پس ان کو خشک سالی نے پکڑا حتی کہ وہ ہر شئے گئے (ان کے پاس کچھ کھانے کو نہ رہا) اور یہاں تک معاملہ پہنچا کہ انھوں نے ہڈیاں اور چمڑے کھائے جب انھوں نے یہ کھائے حدیث کے ایک راوی نے کہا زمین سے دھوئیں کی طرح کچھ نکلتا تھا۔ آپ کے پاس ابوسفیان آیا

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ اِلٰى قَوْلِهِ مُنْتَقِمُوْنَ ۞

۴۵۰۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ اللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ

اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دُعا کریں کہ لوگوں سے عذاب کھول دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی اور خشک سالی دُور ہوگئی۔ پھر فرمایا یہ لوگ اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے۔ منصور کی حدیث میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ "کیا آخرت کا عذاب کھلے گا؟ پس دھواں بطشہ اور لزام گزر چکے ہیں (ان کا وقوع ہوگیا ہے) اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی نے کہا شق قمر جو قیامت کی علامت ہے ہو چکا ہے۔ دوسرے راوی نے کہا روم (رومیوں کا مغلوب ہونا) بھی گزر چکا ہے جس دن ہم زبردست پکڑ پکڑیں گے یقیناً ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

۴۵۰۶ — شرح: فقال احدہم "قیاس تو یہ ہے کہ "احدہما" کہتے کیونکہ ابوالضحیٰ سے دو راوی روایت کرتے ہیں اور وہ سلیمان اور منصور ہیں۔ علامہ کرمانی نے اس کی توجیہ یہ کی کہ اقل جمع کے دو فرد ہوتے ہیں۔ یہی حدیث کا محمل ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ دھواں زمین سے نکلتا تھا اور ہوا میں چلا جاتا تھا اور اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ یہ دھواں دیکھنے والے اور آسمان کے درمیان تھا، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ یہ بھی کفار کا گمان تھا کہ دھواں زمین سے نکلتا ہے جیسے وہ گمان تھا کہ اُن کے اور آسمان کے درمیان دھواں ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔

قولہ فی حدیث منصور" یعنی ابوالضحیٰ سے راوی منصور کی حدیث میں ہے کہ پھر فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ" کی تلاوت کی۔

قولہ قال احدہم" یعنی ابوالضحیٰ سے روایت کرنے والے دونوں راویوں نے بطشہ، دخان اور لزام میں اتفاق کیا ہے۔ اور انشقاق قمر میں ان کی رائے مختلف ہے۔

Marfat.com

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ

جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَسْتَنْسِخُ نَكْتُبُ نَنْسَاكُمْ نَتْرُكُكُمْ

۴۵۰۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ علامات لزام، روم، البطشہ قمر اور دخان گزر چکی ہیں۔

۴۵۰۷ — شرح : ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس پر مُصر ہیں کہ دخان گزر چکا ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کلام سے ظاہر ہے کہ یہ علامت ابھی نہیں گزری حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئت دخان ابھی نہیں گزری۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئت دخان ابھی نہیں گزری۔ شریح نے بھی یہی روایت کی ہے۔ مسلم کی حدیث اس کی مؤید ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تم دس علامات دیکھو گے۔ مغرب سے سُورج کا طلوع ہونا، دھوآں ظاہر ہونا اور دجال کا دابہ الخ واللہ ورسولہ اعلم!

سورۂ حٰم جاثیہ

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے۔ اس کی ۳۷۔ آیات ہیں۔ بعض نسخوں میں سورۂ جاثیہ ہے۔ حٰم کو ذکر نہیں کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ جاثیۃ" سے اس آئت کریمہ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً "کی طرف اشارہ کیا اور مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ" سے اس کی تفسیر کی کہ تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے۔ جب کوئی زانو اُٹھا کر بیٹھے تو کہا جاتا ہے اِسْتَوْفَزَ فِيْ قَعْدَتِهٖ" یعنی وہ اس دن کے خوف وہراس سے زانو کے بل بے آرام بیٹھے ہوں گے۔ قولہ نَسْتَنْسِخُ سے اس آئت کریمہ : اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ "کی طرف اشارہ کیا اور نَكْتُبُ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہم تمہارے عمل لکھتے ہیں۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہم لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ حسن بصری نے کہا ہم محفوظ کرتے ہیں۔

Marfat.com

بَابٌ وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ الْاٰيَةَ

۴۵۰۸ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ يُؤْذِيْنِيْ اِبْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

قولہ نَنْسَاكُمْ " سے اس آیت کریمہ : فَالْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ " کی طرف اشارہ کیا اور نَتْرُكُكُمْ " سے اس کی تفسیر کی یعنی جیسے تم نے چھوڑے رکھا۔ ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور کافروں کو چھوڑنا آگ میں ہی ہوگا۔ یہ تفسیر باللازم ہے۔ ذکر ملزوم ارادہ لازم ہے، کیونکہ جو بھول جائے وہ چھوڑ دیتا ہے اس کا عکس نہیں۔

باب ۲ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ

۴۵۰۸ـ ترجمہ ؛ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے ابن آدم اذیت پہنچاتا ہے۔ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ میرے دستِ قدرت میں جہاں کا کاروبار ہے۔ رات اور دن کو میں ہی پھیرتا ہوں۔

۴۵۰۸ـ شرح : اللہ کو اذیت پہنچانے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایسی بات کرتا ہے جو اللہ کی شان کے لائق نہ ہو۔ اگر ایسی بات اس شخص کو کہی جائے جس کے حق میں اذیت ہوسکتی ہے تو اسے اذیت پہنچے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو اذیت پہنچے۔ یہ صرف توسّع فی الکلام ہے۔" مراد یہ ہے کہ جو کوئی اس قسم کی بات کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے یہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا حال ہے۔ طیبی نے کہا قول یا فعل سے کسی کو ایذار پہنچانا مکروہ ہے۔ خواہ اس کو تکلیف ہو یا نہ ہو۔ دَہر دراصل عالم کی مدت ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ " میں دہر کا یہی معنی ہے پھر لمبی مدت پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور زمانہ کا اطلاق مطلقاً مدت قلیل ہو یا کثیر پر ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف میں دہر سے مراد رات اور دن کو گردش دینے والا اور ان میں امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ گویا کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے

Marfat.com

کہ ابن آدم امور کی تدبیر کرنے والے اور شب و روز کو گردش دینے والے کو گالی دیتا ہے اور میں ہی امور کی تدبیر کرنے والا ہوں اور ان کو گردش دینے والا ہوں۔ خطابی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں میں صاحب دہر اور امور کی تدبیر کرنے والا ہوں جنہیں تم دہر کی طرف منسوب کرتے ہو۔ ابن آدم جب دہر کو گالی دیتا ہے تو اس کی گالی میری طرف لوٹتی ہے، کیونکہ زمانہ میں امور کا فاعل میں ہی ہوں۔ زمانہ تو صرف ظرف ہے جس میں یہ امور طے کر پاتے ہیں۔

لوگوں کی عادت ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی دھر کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں مَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ ،، ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اور اس کو گالی دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ زمانہ کا برا ہو زمانہ کی ہلاکت ہو وغیرہ وغیرہ لغویات بکتے ہیں اور وہ زمانہ کے خالق کو نہیں جانتے ہیں اور اس کو ازلی ابدی اور قدیم کہتے ہیں جیسے فلاسفہ دہریہ کا قبیح عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ زمانہ حادث ہے اور وہ اس کو رات دن بدلا رہتا ہے۔ ہر اچھا برا فعل زمانہ کا نہیں وہ تو صرف ان افعال کے لئے ظرف ہے۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس کی نسبت دہر کی طرف کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: مَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ ،، ہمیں زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ علماء کہتے ہیں۔ اس تقدیر پر اچھے یا برے امور کی نسبت دہر کی طرف کرنا جائز نہیں اور جو شخص یہ اعتقاد کرتا ہے۔ اس کے کفر میں ذرہ بھر شک نہیں۔ اور جو کوئی ایسا اعتقاد کئے بغیر زبان پر لائے وہ کافر تو نہیں ہوتا لیکن کافروں کے مشابہ ہے کیونکہ اس نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جس کی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہیں دی۔ وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے استغفار کرے اور شعراء کی زبان پر اچھے اور برے امور کی نسبت فلک کی طرف ہوتی ہے اور اس کو سب و شتم کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح ہے۔ اگر ان کا اعتقاد یہی ہے کہ امور فلک کی فاعلیت سے سرانجام پاتے ہیں جیسے دہریہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے۔ اور اگر ان کا اعتقاد یہ ہو کہ فاعل حقیقی خدا ہے اور اوضاع فلکی محض اسباب عادیہ تو یہ کفر نہیں لیکن شارع علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود وقوع کا جزم کرنا اور تخلف کو محال جاننے میں کفر اور مشابہ کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

الحاصل زمانہ میں جملہ امور کا حقیقی فاعل اور ان میں مؤثر اللہ تعالیٰ کو جانے اور منسوب الیہ کو صرف اسباب کی حد تک محدود رکھے تو صحیح ہے جیسے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے اور ٹھنڈی ہوا یا بادل اس کے اسباب ہیں۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تُفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٌ وَاُثْرَةٌ وَاَثَارَةٌ بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ لَسْتُ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ

سُوْرۂ حٰم احقاف

بعض نسخوں میں سورۂ احقاف ہے۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکیّہ ہے۔ اس میں دو آئتیں مدنی ہیں۔ ایک قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ ،، اور دوسری آئت وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ،، اس کی ۳۵ آیات ہیں۔ اَحْقَاف حقف اور حقاف کی جمع ہے۔ جیسے لبس اور لباس ہے۔

امام بیضاوی نے کہا حقف ریت کا لمبا تودہ ہے۔ کسائی نے کہا ریت کا گول تودہ ہے۔ ضحاک نے کہا حقف شام میں ایک پہاڑ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ تُفِيْضُوْنَ ،، سے اس آئت کریمہ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر تَقُوْلُوْنَ سے کی تم کہتے ہو۔ قولہ اَثَرَةٍ ،، سے اس آئت کریمہ اِئْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور بعض نے ان تینوں الفاظ کی تفسیر بَقِيَّة ،، سے کی ان میں سے پہلا اَثَرَة ہمزہ اور ثاء دونوں مفتوح دوسرا اُثْرَہ ہمزہ مضموم اور ثاء ساکن۔ تیسرا اَثَارَة ہمزہ مفتوح بمعنی بقیہ علم، طبری نے کہا جمہور کی قرآءت اَثَارَة ہے اس سے مراد پہلے لوگوں کے بقیہ علوم ہیں جو تم میں باقی ہیں۔ اثر کا معنی روائت ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے اَثَرْتُ الْحَدِيْث

Marfat.com

غَيْرُهُ أَرَأَيْتُمْ هٰذِهِ الْأَلِفُ إِنَّمَا هِيَ تَوَعُّدٌ إِنْ صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَبَلَغَكُمْ أَنَّ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ خَلَقُوا شَيْئًا

میں نے حدیث روایت کی۔ مجاہد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت ہے جو اپنے اگلوں سے نقل کرتے ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی علمی میراث ہے۔ واللہ اعلم!

قولہ بِدْعًا " سے اس آیت کریمہ: قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ " سے کی یعنی میں کوئی پہلا (انوکھا) رسول نہیں ہوں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔ اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو وحی ہوتی ہے۔ اس کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا یہ مجھے معلوم نہیں۔

اگر یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزّیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم " کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں۔ اگر یہ قرآن اُن کا اپنا بنایا ہُوا نہ ہوتا تو اُن کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ اُن کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو۔ آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ "، نازل ہوئی " اور یہ آیت کریمہ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا "، نازل ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ وہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنوں کے ساتھ کیا۔

دوسرا قول اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے مومنوں کا بھی۔ مکذبین (جھٹلانے والوں) کا بھی معنیٰ یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا۔ یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی لئے جائیں تو بھی یہ آیت منسوخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بھی بتا دیا چنانچہ فرمایا: لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ "، بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرما دیا۔ خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر دراءت بمعنی ادراک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو معنی اور بھی زیادہ

Marfat.com

صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے۔
علامہ نیشاپوری نے اس کے تحت فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات کے اعتبار سے جاننے کی ہے۔ من جہۃ الوحی جاننے
کی نہیں (خزائن العرفان)
اقول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" قریب ہے کہ تمہارا
رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں" اور وہ مقامِ شفاعت ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم اس مقام میں کھڑے ہو کر شفاعتِ کبریٰ فرمائیں گے" آپ نے فرمایا میں قیامت میں آرام سے نہیں
بیٹھوں گا جب تک میری اُمت سے ایک بھی دوزخ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ
رَبُّكَ فَتَرْضٰى" اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" اس آیۂ کریمہ
میں اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دُنیا
میں عطا فرمائیں۔ کمال نفس اور علوم اوّلین و آخرین اور ظہور امر اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہد مبارک
میں ہوئیں اور عہد صحابہ میں ہوئیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و
مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترین امم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی
عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عامہ و خاصہ اور
مقام محمود وغیرہ جلیل نعمتیں عطاء فرمائیں۔ یہ وہ مقامات عظیمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دُنیا و آخرت میں حضور
کو عطاء فرمائے۔ مذکورہ دونوں آیات مکی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم
مکہ مکرمہ میں مذکورہ تمام حالات جانتے تھے پھر اس پر مزید یہ کہ جنگ بدر میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اہل بدر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فرمایا جبکہ وہ گھمسان کی جنگ لڑ رہے تھے جو چاہو کرو
میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ آپ نے عثمان بن مظعون جو آپ کے رضاعی بھائی تھے ان کی وفات کے وقت
فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا؛ حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ
مغفور ہیں، کیونکہ عثمان بن مظعون جنگِ بدر میں حاضر تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بذاتِ خود اور قیاس عقل سے
میں نہیں جانتا ہوں میں تو وحی کی اتباع کرتا ہوں۔ لہٰذا بقیاس عقل کسی کو امور آخرت میں فیصلہ کرنے کا
حق نہیں وہ تو صرف بذریعہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ "لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ" میں
ذات سے جاننے کی نفی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!
قولہ قَالَ غَيْرُهٗ اَرَاَيْتُمْ" یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ اَرَاَيْتُمْ" ہمزہ استفہام
وعید کے طور پر ہے۔ یعنی جو تم کہتے ہو اگر وہ صحیح ہے تو وہ عبادت کئے جانے کا مستحق نہیں ہے۔ اس سے
اس آیت کریمہ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ" کی طرف اشارہ ہے یعنی مجھے خبر دو
اگر قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے ساتھ کفر کرو اور اسے قبول نہ کرو تو کیا تم ظالم نہ ہو گے؟

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ
اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ
وَیْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ مذکور شرط کے محذوف جواب پر دلالت کرتا ہے۔ قول لبس قولہ اَرَءَیْتُمْ ،، سے آنکھ کا دیکھنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ اَتَعْلَمُوْنَ کے معنی میں ہے یعنی کیا تم جانتے ہو کیا تمہیں خبر ملی ہے کہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ اور ان کو اللہ کے سوا الٰہ کہتے ہو انھوں نے کچھ پیدا کیا ہے ؟

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف ہے تمہارے لئے ،،

کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا ؟ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی قومیں گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں۔ تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ہیں ،،

تفسیر : بعض نے کہا یہ آیت کریمہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی جبکہ وہ مسلمان نہ تھے۔ اُن کے والدین انہیں دعوتِ ایمان دیتے تھے اور یہ خبر دیتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، لیکن وہ ایمان قبول کرنے سے انکار کرتے تھے، لیکن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی شان میں یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔ زجاج نے کہا جس نے کہا کہ یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی باطل ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ والدین کے عاق کافر بیٹے کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ واحدی اور ابن جوزی نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ قولہ اُفٍّ ،، کلمۂ زجر و کراہت ہے اس سے مقصود ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جمہور فا پر کسرہ پڑھتے ہیں جبکہ نافع اور حفص نے عاصم سے مُنَوَّن روایت کی ہے۔ ابن کثیر اور ابن عامر نے عاصم سے بفتح الفاء

Marfat.com

۴۵۰۹ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعٰوِيَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعٰوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا فَقَالَ خُذُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي

بدونِ تنوین روایت کی ہے (عینی)

قولہ اَنْ اُخْرَجَ "، یعنی کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے زندہ اُٹھایا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی قومیں گزر چکی ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی زندہ نہیں اُٹھایا گیا اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے تھے کہ اللہ اس کو ہدایت دے اور اسے کہتے تھے تیری خرابی ہو ایمان قبول کرلے اور مرنے کے بعد زندہ اُٹھنے کو تسلیم کرلے، لیکن وہ بدستور ان باتوں کا انکار کرتا اور کہتا یہ تو پہلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں۔ اَسَاطِیر، جھوٹی باتیں اُسطُورَہ کی جمع ہے۔

۴۵۰۹ـــ ترجمہ : یوسف بن ماھک نے کہا مروان حجاز کا حاکم تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مقرر کیا تھا اُس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تاکہ اس کے والد کے بعد اس کی بیعت کی جائے۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اسے کوئی بات کہی (جو مروان کو پسند نہ آئی) تو کہا اس کو پکڑو، تو وہ فوراً ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوگئے اور وہ لوگ اسے پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي "، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں کوئی چیز نازل نہیں کی مگر یہ کہ (قصۂ افک میں) میری برأت نازل فرمائی "

۴۵۰۹ـــ شرح : اسماعیلی نے اس واقعہ کی یہ وضاحت کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ یزید کو خلیفہ منتخب کرے تو اُنھوں نے مروان کو خط لکھا جبکہ معاویہ منوّ

Marfat.com

بَابُ قولہ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَارِضٌ السَّحَابُ

(شرفہا اللہ تعالیٰ) کا حاکم تھا کہ یزید کے لئے لوگوں سے بیعت لے۔ مروان نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا امیر المؤمنین معاویہ نے یزید کے متعلق ایک اچھی رائے تجویز کی ہے اور انہیں یزید کی بیعت کرنے کو کہا یہ سُنکر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ تو ہرقل قیصر کا طریقہ اور کافروں کی رسم ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو جانشین مقرر کرلیتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر نہ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان سے کسی کو منتخب کیا۔ مروان نے کہا یہ ابوبکر اور عمر فاروق کا طریقہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہ ہرقل وقیصر کا طریقہ ہے۔ مروان نے کہا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں فرمایا: وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے مروان کی یہ بات سُنی اور فرمایا اے مروان تو عبدالرحمٰن کو ایسا ایسا کہتا ہو بخدا! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فلاں بن فلاں کے حق میں نازل فرمائی۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں اس کا نام ذکر کرتی ہوں، لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت فرمائی جبکہ تو اُس کی پشت میں تھا اور تو اس لعنتی کا ٹکڑا ہے مروان یہ بات سُن کر منبر سے اُترا اور جلدی سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دروازہ کے پاس آیا اور اُن سے کلام کیا۔ ام المؤمنین نے بھی اس سے بات کی پھر وہ واپس چلا گیا (عینی)

علامہ قسطلانی نے کہا اسناد کے لحاظ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اوروں کی روایت سے صحیح تر ہے اور قبول کرنے کے زیادہ لائق ہے اور کہا یہ آیت کریمہ کافر عاق کے حق میں نازل ہوئی جس نے یہ کہا کہ عبدالرحمٰن کے حق میں نازل ہوئی اس کی بات کمزور ہے، کیونکہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اچھے مسلمان رہے اور اعلیٰ ترین مسلمانوں میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر جب اُنھوں نے عذاب دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہُوا

Marfat.com

۴۵۱۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِّي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا

ان کی وادیوں کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے ''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عارض معنی بادل ہے ''

۴۵۱۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کے سرخ گوشت کو دیکھوں ''آپ تو صرف تبسم فرماتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرۂ انور پر غم کا اثر دیکھا جاتا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی۔ اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جب بادل دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرۂ انور پر پریشانی پائی جاتی ہے (کیونکہ کراہیت کا اثر چہرہ اور پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے اگرچہ

Marfat.com

سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْزَارَهَا اٰثَامَهَا حَتّٰی لَا یَبْقٰی اِلَّا مُسْلِمٌ

وہ دل کا فعل ہے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! میں مطمئن اور امن میں نہیں کہ اس میں عذاب ہو جو ایک قوم کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا تھا۔ ایک قوم نے عذاب دیکھا تو انھوں نے کہا یہ تو بادل ہے جو ہم پہ برسے گا۔

۴۵۱۰۔ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب نکرہ کا اعادہ کیا جائے تو ثانی نکرہ پہلے کا غیرہ ہوتا ہے اور یہاں جس قوم نے کہا تھا یہ بادل ہم پہ برسے گا بعینہٖ وہی لوگ جن کو ہوا کے ساتھ سخت عذاب دیا گیا تھا اور اس نے اللہ کے حکم سے ان کی ہر شئی تباہ و برباد کر دی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے یہ نحوی قاعدہ ہے ایسے مقام میں جاری ہوتا ہے جہاں اتحاد کا کوئی قرینہ نہ ہو اور جب قرینہ موجود ہو تو ثانی نکرہ عین اُولیٰ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ " الٰہ نکرہ ہے اور ثانی الٰہ عین اوّل اور اگر تسلیم بھی کر لیں کہ نکرہ کا اعادہ مطلقاً مغایرت چاہتا ہے اور یہ ضروری امر ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ شائد دو قومیں تھیں ایک قوم احقاف ریت کے تودوں میں رہتی تھی ان پہ بادل عذاب برساتا اور دوسری قوم ان کے علاوہ تھی۔ لیکن یہ بات غیر مخفی ہے کہ نحویوں نے تصریح کی ہے کہ یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں ہے۔

سُورۂ مُحَمَّد " صلی اللہ علیہ وسلم "

اکثر مفسرین نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ ابو العباس نے کہا حاکم نے سُدّی سے ذکر کیا کہ یہ سورت مکی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ : وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ " حج الوداع میں مکہ کرمہ سے باہر آنے کے بعد نازل ہوئی۔ لیکن یہ قول سورت کے مدنی ہونے کے منافی نہیں، کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جو آیت کریمہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں نازل ہو اس کی ۳۸۔ آیات ہیں۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ اَوْزَارَھا ،، سے اس آیت کریمہ : فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ,, آثامھا ،، سے کی ۔ اس تفسیر کے مطابق اوزار ,, وزر کی جمع اور آثام اثم کی جمع ہے ۔ ابن تین نے کہا امام بخاری کے سوا اور کسی نے یہ تفسیر نہیں کی ۔ معروف یہ ہے کہ اَوْزار سے مراد سامانِ حرب ہے ۔ اس تفسیر کے مطابق اَوزار وِزر بکسر الواؤ کی جمع بمعنی سلاح ہے ۔ علامہ عینی نے کہا مُعَرَّب میں وِزر بکسر الواو بھاری بوجھ ہے ۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ،، کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا ۔ اور لوگوں کا کہنا : وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا ،، کے معنی لڑائی ختم ہونے کے ہیں کیونکہ لڑائی کرنے والے اِس وقت ہتھیار ڈال دیتے ہیں ۔ سلاح کو وِزر ،، اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہتھیار پہننے والے پر بوجھ ہوتا ہے ۔ ابن تین کے کلام کی اعشی کا یہ شعر تائید کرتا ہے وَاَعْدَدْتُ لِلْحَرْبِ اَوْزَارَھَا ؛ رِمَاحًا طِوَالًا وَخَيْلًا ذُكُوْرًا ،، میں نے لڑائی کے لئے اسلحہ تیار کیا لمبے نیزے اور گھوڑے ،، ثعلبی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی ہے ۔ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ آثَامَھَا اَوْ اَلَاتِھَا وَاَثْقَالَھَا یہ مجاز بالحذف ہے اور مضاف محذوف ہے یعنی حَتّٰى تَضَعَ فِرْقَةُ الْحَرْبِ اَوْزَارَھَا ، یعنی لڑائی بالکلیہ ختم ہو جائے اور وہ لڑائی سے رُک جائیں ۔ بعض نے کہا ,, حتی کہ لڑنے والے لوگ اَوزار اور آثام ختم کر دیں اور اپنے کفر سے رُک جائیں اور صرف اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لائیں ۔ یہ تفسیر امام بخاری کی تفسیر کی تائید کرتی ہے اور اگر حرب بمعنی محاربین ہو تو اس سے امام بخاری اور ابن تین دونوں کی تائید ہے (عینی)

قولہ حتی لا یبقیٰ اِلّا مسلم ,, یعنی لڑنے والے لوگ اپنے گناہ ختم کر دیں اور توبہ کر کے مسلمان ہو جائیں حتی کہ محاربین میں سے صرف مسلمان باقی رہ جائیں ۔

قولہ عَرَّفَھَا ،، سے اس آیت کریمہ : وَيُدْخِلُھُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَھَا لَھُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ,, بَيَّنَھَا ،، سے اس کی تفسیر کی ثعلبی نے کہا ۔ بہشت میں اُن کے منازل بیان کر دیئے تاکہ اپنے درجات کی انہیں راہنمائی ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقسوم کئے ہیں اور کسی سے پوچھنے کی زحمت نہ کریں گویا وہ جب پیدا ہوئے تو وہاں کے باشندے رہے ہیں ۔ قولہ مولی الذین اٰمنو ،، سے اِس آیت کریمہ ، بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَھُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مولیٰ کی تفسیر ,, ولی ،، سے کی یعنی مومنوں کا ناصر اور محبّ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی ناصر محبّ نہیں ۔

قولہ عَزَمَ الْاَمْرُ ،، سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ کی طرف اشارہ کیا اور ,, جَدَّ الْاَمْرُ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی پھر جب حکم ناطق ہو چکا ۔ تو اگر اللہ سے سچے رہتے

Marfat.com

عَرَّفَهَا بَيَّنَهَا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلِيُّهُمْ عَزَمَ الْاَمْرُ جَدَّ الْاَمْرُ لَا تَهِنُوْا لَا تَضْعُفُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَضْغَانَهُمْ حَسَدَهُمْ اٰسِنٍ مُتَغَيِّرٌ

بَابُ قَوْلِهٖ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ

۴۵۱۱ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعٰوِيَةُ بْنُ اَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو اُن کا بھلا تھا۔ یہ اسناد مجازی ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی عَزَمَ اَهْلُ الْاَمْرِ، جب حکم کرنے والے ارادہ مضبوط کرلیں۔

قولہ لَا تَهِنُوْا ،، سے اس آیت کریمہ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تَضْعُفُوْا سے اس کی تفسیر کی یعنی دشمن کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھاؤ اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ،،

قولہ اَضْغَانَهُمْ ،، سے اس آیت کریمہ: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور حَسَدَهُمْ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ اَضْغَانٌ، ضِغْنٌ کی جمع بمعنی حسد دشمن ہے۔ قُلُوْبِهِمْ میں ضمیر کا مرجع منافقین ہیں۔ یعنی کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ اُن کے چھپے بیر ظاہر نہ فرمائے گا۔ اور وہ مومنوں سے دشمنی ہے۔

قولہ اٰسِنٍ ،، سے اس آیت کریمہ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور آسن کی تفسیر متغیر سے کی یعنی جنت میں جاری نہریں ہیں اُن کا پانی متغیر نہیں ہوگا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اپنے رشتے کاٹ دو

پوری آیت کریمہ یہ ہے " فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ اللّٰه یعنی تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو،، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرہ کردیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں،، تُقَطِّعُوْٓا مخفف اور اور مشدد دونوں طرح سے قطع سے ماخوذ ہے یا تقطیع سے مشتق ہے "

۴۵۱۱ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

Marfat.com

قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ اِقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ

اللہ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ ہُوا تو رِحم کھڑا ہو گیا اور اللہ کا دامن تھاما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رک جا تو اُس نے کہا یہی تو پناہ چاہنے کا مقام ہے (فریاد کا مقام ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اس سے مہربانی کروں گا اور جو تجھے قطع کرے اس پر میں رحم نہیں کروں گا۔ رحم نے کہا اے میرے رب کیوں نہیں اسی طرح کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس یہی ہے (جو صلہ رحمی کرے گا میں اس سے راضی ہوں گا اور جو قطع رحمی کرے گا یعنی رشتہ داری ختم کرے گا میں اس سے راضی نہ ہوں گا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہتے ہو تو پڑھو فَهَلْ عَسَيْتُمْ الآیۃ۔

۴۵۱۱ — شرح : رحم کے معنی شکمی قرابت کے ہیں۔ یہ رحمت سے مشتق ہے اور وہ عرض ہے اسے جسم میں رکھا گیا ہے۔ اسی لئے کھڑے ہو کر اس نے کلام کیا۔ قاضی نے کہا ہوسکتا ہے کہ فرشتے کا قیام مراد ہو اور اُس نے عرش سے متعلق ہو کر اللہ کے حکم سے اس کی زبان پر یہ کلام کیا ہو۔ طیبی نے کہا رحم جو ملایا اور قطع کیا جاتا ہے وہ معانی میں سے معنیٰ ہے۔ اس میں قیام وکلام متصور نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس سے مراد رحم کی شان ہے اور اس کے واصل کی فضیلت اور اس کے قاطع کو عظیم گناہ ہے۔ اَلْحَقْوُ، بفتح الحأ وسکون القاف بمعنی ازار اور کھوہ ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حَقْو ازار باندھنے کی جگہ ہے۔ عربوں کی عادت ہے جب کسی سے پناہ چاہتے ہیں تو اس کی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہیں۔ یہ مجازاً رحم کے لئے استعارہ ہے جو وہ قطع رحمی سے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہے۔ یہ استعارہ تمثیلیہ ہے گویا رحم کی حالت اور صلہ کی طرف اس کے افتقار کو پناہ چاہنے والے کے ساتھ تشبیہ دی جو اس شخص کی کمر پکڑتا ہے جس کے ذریعہ پناہ چاہتا ہے۔ پھر استعارہ تخییلیہ کے طور پر مشبہ بہ کے لازم قیام کی نسبت کی۔ پس یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ حقیقی معنی مراد نہیں اور قول واخذ کو ذکر کرنا استعارہ ترشیحیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا "مہ" یہ اسم فعل بمعنی

Marfat.com

۴۵۱۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعٰوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ اَبُوالْحُبَابِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِهٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

رک جاہے۔ ابن مالک نے کہا کلمہ "مہ"۔ میں ما استفہامیہ ہے۔ الف کو حذف کر کے وقف کیا اور ہا سکتہ کی لاحق کی اس کے معنیٰ ہیں۔ تو کیا چاہتا ہے۔" ھٰذا سے مقام کی طرف اشارہ کیا یعنی میرا یہ قیام تیرے ذریعہ پناہ چاہنے والے کا قیام ہے۔ یہ بھی مجاز ہے معقول کو محسوس کی صورت ذکر کیا جو لوگوں میں معروف ہے۔ اسی طرح سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور ذہن میں اس کا معنیٰ متمکن ہوتا ہے۔ صلہ رحمی درحقیقت مہربانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل کیا ہے اور ان پر مہربانی فرمائی ہے۔

صِلۂ رحمی کی تفصیل

اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور اس کو قطع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا اس کی شاہد ہیں، لیکن صلہ کے درجات ہیں۔ بعض اعلیٰ اور بعض ادنیٰ ہیں سب سے ادنیٰ درجہ ایک دوسرے سے ہجرت کر جانا اور کلام تک نہ کرنا ہے۔ بات کرنے سے اگرچہ سلام ہی ہو، صلہ ہوتا ہے اور یہ قدرت اور حاجت کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے. صلہ بعض صورت واجب اور بعض اوقات مستحب ہے اگر قادر ہونے کے باوجود قصور کرے تو قاطع ہے اور اگر مقدور علیہ سے قاصر رہے تو اسے واصل ہی کہا جائے گا۔ کس قرابت جن کا صلہ واجب ہے۔ ہر وہ قریبی لوگ ہیں کہ اگر بالفرض ان میں سے ایک کو مرد اور دوسرے کو عورت فرض کیا جائے تو ان کا آپس میں نکاح حرام ہو لہٰذا چچا اور ماموں کی اولاد میں صلہ واجب نہیں کیونکہ ان میں ایک دوسرے سے نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ چچا اور ماموں کی لڑکیوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ البتہ عورت اور اس کی بہن یا پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع جائز نہیں لہٰذا ان میں صلہ واجب ہے۔ بعض علماء نے کہا وراثت میں جو ذوی الارحام ہیں محرم ہوں یا غیر محرم ہوں۔ سب میں صلہ رحمی واجب ہے۔

۴۵۱۲ — ترجمہ: ابراہیم بن حمزہ نے کہا ہمیں حاتم نے معاویہ سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے میرے چچا ابوالحباب سعید بن یسار نے ابوہریرہ سے یہ خبر سنائی کہ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو پڑھو فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ یہ ابوہریرہ کی حدیث کا دوسرا طریق ہے۔

Marfat.com

۴۵۱۳ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُعٰوِیَۃُ ابْنُ اَبِی الْمُزَرِّدِ بِھٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَھَلْ عَسَیْتُمْ

سُوْرَۃُ الْفَتْحِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاھِدٌ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ السَّحْنَۃُ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاھِدٍ

۴۵۱۳ ترجمہ: بشر بن محمد نے کہا ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہ ہمیں معاویہ بن ابی مُزَرِّد نے اس اسناد اور متن سے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو پڑھو" فَھَلْ عَسَیْتُمْ الخ

سُورۂ فتح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سورت مدنی ہے حدیبیہ سے واپسی میں نازل ہُوئی۔ حدیبیہ سے مراد صلح حدیبیہ ہے جو فتح مکہ کا مقدمہ ہے۔ بعض نے فتح مکہ مراد لیا ہے اور نفخ فی الصور کے قبیلہ سے ہے۔ مجاہد اور عوفی سے فتح خیبر منقول ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم حدیبیہ کے دن کو ہی فتح مکہ شمار کرتے ہیں۔ بشر بن براء سے روایت ہے کہ جب ہم غزوہ حدیبیہ سے واپس ہُوئے اور کفار مکہ عمرہ سے مانع ہُوئے تو ہمیں بہت غم لاحق ہُوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ نازل فرمائی۔ علامہ قسطلانی نے نقل کیا کہ بعض کہتے ہیں اس سے فتح روم مراد ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دلیل و برہان سے فتح اسلام مراد ہے۔ اس کی ۲۹ آیات ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ بورًا،، سے اس آیت کریمہ: وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَکُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا،، کی طرف اشارہ کیا اور ہالکین،، سے اس کی تفسیر کی۔ اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے،، بُور بار سے مشتق ہے

Marfat.com

اَلتَّوَاضُعُ شَطْأَهُ فَرَاخَهُ فَاسْتَغْلَظَ غَلُظَ سُوْقِهِ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَائِرَةُ السُّوْءِ الْعَذَابُ تُعَزِّرُوْهُ تَنْصُرُوْهُ شَطْأَهُ شَطْءُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا اَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذَالِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَاٰزَرَهُ قَوَّاهُ وَلَوْكَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِاَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا

اور بناء اور معنی کے اعتبار سے ہالک کی طرح ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ واحد، جمع، مذکر اور مونث کی صفت لگ جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بائر کی جمع ہو جیسے عائذ کی جمع عُوذ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں اے مشرکو! تم دل جان اور نیت کے اعتبار سے خراب لوگ ہو۔ اللہ کے حضور تم میں کوئی اچھی بات نہیں۔ تم اللہ جلّ وعلا کے غیظ وغضب کے مستوجب ہو۔

قولہ سِیْمَاهُمْ " سے اس آیت کریمہ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ " کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے سیما کی تفسیر سحنہ سے کی یعنی چہرہ کا چہرہ اور اس کی ہیئت اور حال۔ سِحنہ بکسر السین ہے اس پہ فتحہ بھی پڑھتے ہیں سَحْنَاء مد کے ساتھ بھی اسے پڑھا جاتا ہے

منصور نے مجاہد سے روایت کی کہ سیما بمعنی خشوع ہے۔ شَطْأَهُ سے اس آیت کریمہ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهُ " کی طرف اشارہ کیا اور فراخہ " سے اس کی تفسیر کی یعنی جیسے کھیتی نے اپنا پٹھا نکالا۔ فَاسْتَغْلَظَ بمعنی غَلُظَ ہے یعنی سخت ہوئی۔

قولہ سُوْقِهِ " سے آیت کریمہ: فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ " کی طرف اشارہ کیا سُوق ساق کی جمع ہے۔ اور ساق درخت کی شاخ ہے۔ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ " کے معنی ہیں۔ درخت کے تنہ پر قائم ہوا۔

قولہ یُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ " دائرۃ السوء بمعنی بُری گردش یہ رَجُلٌ سَوْءٌ کی طرح بمعنی فاسد ہے۔ جیسے رَجُلٌ صِدْقٌ بمعنی صالح ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ سَوْء کا استعمال معانی میں ہوتا ہے جیسے فساد اجسام میں مستعمل ہوتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ سَاءَ مِزَاجُهُ، سَاءَ خُلُقُهُ، سَاءَ ظَنُّهُ اس کا مزاج، خُلق، گمان فاسد ہوگیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فَسَدَ اللَّحْمُ، فَسَدَ الْهَوَاءُ گوشت فاسد ہوگیا، ہوا فاسد ہوگئی۔ مزاج، خُلق اور ظن معانی ہیں اور لحم وہوا اجسام ہیں بلکہ ہر سَوْء فساد ہے اور ہر فساد سَوْء ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک کا نیادہ

Marfat.com

بَابٌ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

استعمال معانی میں ہے اور دوسرے کا زیادہ استعمال اجسام میں ہے۔ قرآن کریم میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ دَآئِرَةُ السَّوْءِ عذاب ہے یعنی اُن کا عذاب نے احاطہ کرلیا کہ وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ سُوْء کے سین پر ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ مفتوح کے معنی فساد اور رداءت میں جبکہ مضموم کے معنی ہزیمت اور مصیبت کے ہیں یا مضموم عذاب و ضرر ہے اور مفتوح مذمت ہے (قسطلانی)

قولہ تعزروا المعنی تنصروا ہے۔ شَطْأَهٗ، بالی کا پٹھا ایک دانہ سے دس یا آٹھ یا سات بالیاں اُگتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فَاٰزَرَهٗ" یہی مراد ہے کہ اس کو تقویت دی۔ اگر وہ ایک ہوتی تو شاخ پر قائم نہ رہ سکتی۔ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کی جبکہ آپ تنہا نکلے۔ پھر آپ کے صحابہ کرام کے ذریعے آپ کو قوی کیا۔ جیسے دانہ کو وہ شئی قوی کرتی ہے جو اس سے اُگتا ہے۔

اس سے یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے اپنے گھر سے تنہا نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے انصار کے ذریعے آپ کو تقویت پہنچائی۔

تفسیر میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ قلیل تر تھے۔ پھر زیادہ ہوتے گئے۔ اور ایک دوسرے کے ذریعے قوی ہوتے گئے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی مثال انجیل میں لکھی ہوئی ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی وہ کھیتی کی طرح اُگیں گے اچھی باتوں کا حکم دیں گے۔ بُری باتوں سے منع کریں گے۔

قولہ اِذْ خَرَجَ "، یعنی جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ سے نکلے۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ والوں کے پاس آئے ان کو دعوت ایمان دی پھر مکہ میں جنہوں نے اسلام قبول کیا اُن کے ذریعہ اللہ نے آپ کو تقویت پہنچائی۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے تنہا نکلے۔ جبکہ کافروں نے آپ کو شدید اذیتیں پہنچانی شروع کیں۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ ہمسفر رہے۔ پھر جب مدینہ منورہ پہنچے تو انصار کے ذریعہ آپ کو قوت دی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی

Marfat.com

۴۵۱۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْ اُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ اَنْ يُنْزَلَ فِيَّ الْقُرْاٰنُ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

۴۵۱۴ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفروں میں سے ایک سفر کر رہے تھے اور ایک رات عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر سوال عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا۔ ہر بار آپ نے تجھے جواب نہیں دیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی پھر میں لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں میرے متعلق قرآن نہ نازل ہو جائے۔ میں نے کچھ دیر بھی نہ کی کہ میں نے آواز دینے والے کو سنا کہ وہ مجھے بلا رہا ہے۔ میں نے (دل میں) کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا ہوگا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ہر اس شئ سے زیادہ محبوب ہے۔ جس پر سورج طلوع

Marfat.com

کرتا ہے۔ پھر آپ نے پڑھا ، اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ،،

۴۵۱۴ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کے راوی اسلم اس واقعہ میں موجود نہ تھے اور نہ وہ زمانہ پایا تھا، لیکن ہوسکتا ہے کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کے سیاق میں عمر فاروق نے فرمایا میں اپنا اونٹ ہنکا کر آگے لے گیا، قرطبی نے کہا یہ سفر حدیبیہ سے واپسی میں رات کا سفر تھا۔ عمر فاروق نے تین بار سوال عرض کیا ہر بار جواب نہ ملا اس کا سبب یہ تھا کہ اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں مشغول تھے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد عمر فاروق کو بلاکر جواب فرمایا ؛

قولہ ثکلتک امک ،، ثکل کے معنی کسی عورت کا اپنے بچے کو گم پانا ہے۔ گویا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات پر بددعاء کی جبکہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کرنے میں بار بار اصرار کیا تھا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے موت کی دعاء کی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے عربوں کی عادت کے مطابق یہ کہا ہوگا اور حقیقۃً دعا کا ارادہ نہ کیا ہوگا، کیونکہ یہ کلمات ایسے مواقع میں عربوں کی زبان پر جاری ہوجاتے ہیں۔ ان کی حقیقت مطلوب نہیں ہوتی جیسے ،، تَرِبَتْ يَدَاكَ ،، قَاتَلَكَ اللّٰہُ ،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کہنا نَزَرْتَ ،، یعنی اے عمر تو نے سوال کرنے میں الحاح اور مبالغہ کیا ہے کہ بار بار آپ سے پوچھا۔ نزر بمعنی قلت ہے جس کنوئیں میں تھوڑا پانی ہو اس کو بئر نزور ،، کہا جاتا ہے۔ علماء نَزَرْتَ کو مخفف پڑھتے ہیں۔ داؤدی نے کہا نزرت کا معنی یہ ہے کہ جس وقت میں نے سوال عرض کیا تو کلام میں کمی کی یا میں نے ایسا سوال کیا جس کا جواب دینا آپ پسند نہ فرماتے تھے، لیکن ہر کلام کا جواب نہیں ہوتا بعض کلام کا سکوت ہی جواب ہوتا ہے۔ بار بار سوال عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عمر فاروق کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان کی بات نہیں سُنی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات وہ سورت نازل ہوئی ہے جو ہر شئی سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرتا ہے یعنی ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی خبر دی ہے۔ اور اس میں نصرت اسلام ، اتمام نعمت ، اصحاب شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے سوا اور امور مذکور ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے دیا گیا ہے ساری دنیا سے مجھے زیادہ محبوب ہے اور اسم تفضیل میں مفضل اور مفضل علیہ اصل معنی میں برابر ہوتے ہیں۔ پھر ایک کو دوسرے پر فضیلت ہوتی ہے تو لازم آئے گا کہ آپ کو دنیا بھی محبوب ہے لیکن اس سورت کا نزول زیادہ محبوب ہے ، حالانکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے محبت نہ کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کبھی اسم تفضیل اصل فعل کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے : خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا ،، یہاں جنت اور دوزخ کے درمیان مفاضلہ نہیں ہے تاکہ یہ کہا جائے کہ دوزخ میں بھی خیریت ہے بلکہ معنی یہ ہے خیریت صرف جنت میں ہے اور دوزخ اس سے

Marfat.com

۴۵۱۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ

۴۵۱۶ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُوْرَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيْهَا قَالَ مُعٰوِيَةُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَحْكِيَ لَكُمْ قِرَآءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ ــــ

خالی ہے یا اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات مستحکم اور مستقر ہے اور اُن کا عقیدہ ہے کہ دُنیا کی مثل اور کوئی شئی نہیں اور یہی اُن کا مقصود ہے تو لوگوں کے ذہنوں میں مستقربات کے اعتبار سے خطاب فرمایا کہ جو تمہارا گمان ہے کہ اس دنیا سے افضل کوئی شئی نہیں اللہ کے پاس اس سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم! (حدیث ۳۹۰۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۵۱۵ ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا میں نے قتادہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سُنا کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا، صُلح حدیبیہ ہے (یعنی اس فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے، کیونکہ دراصل اسی موقعہ پر قریش کی کمزوری ظاہر ہوگئی تھی)

۴۵۱۶ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سُورۂ فتح پڑھی اور اس کی قراءت میں خوش الحانی فرمائی۔ معاویہ ابن قُرّہ نے کہا اگر میں تمہارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآءت کی حکایت کردوں تو میں کرسکتا ہوں

۴۵۱۶ ــــ شرح : ترجیع کے معنی گلے میں آواز کو پھیرنا ہے جیسے خوش الحان کرتے ہیں۔ بعض نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصدًا نہیں کیا تھا بلکہ آپ اونٹ پر سوار تھے اور اس کی حرکت سے ترجیع ظاہر ہوتی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف حُسن میں بے مثال تھی۔ جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے تو مد سے پڑھتے تھے اور آپ حروف اور کلمات میں فصل فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کوئی پیغمبر حُسنِ صوت سے خالی نہ تھا۔ قرآءت قرآن خوبصورت آواز سے پڑھنے

Marfat.com

بَابٌ قَوْلِهِ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا

۴۵۱۷ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تاکہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے ،،

اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے ،،

تفسیر : اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو فتح و نصرت دی تاکہ موجب مغفرت ہو اور بعثت یا اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے اور اس کے بعد کی تقصیر بخشے اس تقصیر پہ ذنب کا اطلاق مشہور قول پر مبنی ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ،، نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ ہیں یا مقربین کے گناہ ابرار کی نیکیاں ہیں۔ بعض نے کہا ما تقدم سے آپ کے مادر و پدر کے گناہ مراد ہیں اور ما تأخر سے آپ کی امت کے گناہ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو واقع ہوا یا ہوگا وہ مغفور ہے۔ شیخ دہلوی نور اللہ مرقدہ نے اس آیت کریمہ کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ یہ کلمۂ تشریف ہے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ منظور ہو

۴۵۱۷ — ترجمہ : مغیرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں لمبا قیام فرماتے حتی کہ آپ کے دونوں قدم سوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ حضور آپ تو مغفور ہیں۔ اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار نہ ہوں ؟

۴۵۱۷ — شرح : یعنی یہ رنج و تعب شکر ادا کرنے کے لئے ہے۔ گناہوں کے مواخذہ

Marfat.com

۴۵۱۸ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ

کے سبب نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سائل کے حال اور اس کے فہم کے مطابق ذکر فرمایا ہے ورنہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں جو استغراقِ تمام اور شہودِ خاص تھا وہ دوسرے اوقات میں نہ تھا اسی لئے آپ نے فرمایا نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور مومنوں کی معراج ہے اور فرمایا اے بلال مجھے نماز کے ساتھ آرام پہنچا۔

۴۵۱۸ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔ ام المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کس لئے کرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں اور آپ مغفور ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار ہوں جب آپ کا جسم شریف بھاری ہو گیا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور قرأت کے بعد رکوع کرتے۔

۴۵۱۸ ـــ شرح : ایک حدیث شریف میں ہے: لَمَّا بَدَّنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى جَالِسًا ،، داؤدی نے اس روایت فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ ،، کا انکار کیا ہے۔ اور کہا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فَلَمَّا بَدَّنَ الخ لیکن راوی نے بَدَّنَ ،، کی کثرتِ لحم سے تعبیر کی ہے۔

ابن جوزی نے کہا کسی شخص نے آپ کی وصف میں یہ نہیں کہا کہ آپ بہت موٹے تھے، کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک پیٹ کو جَو کی روٹی سے نہیں بھرا۔

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

۴۵۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْقُرْاٰنِ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا قَالَ فِي التَّوْرٰىةِ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّحِرْزًا لِلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهٗ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ بنا کر اور خوشی اور ڈر سناتا ،،

۴۵۱۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ : اے نبی ہم نے تمہیں شاہد (گواہ) خوشی سنانے والا بے پڑھوں کی پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے وہ سخت خو اور سخت دل نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والا ہوگا۔ برائی کو برائی سے دفع نہ کرے گا لیکن معاف کرے گا اور درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبض نہیں کرے گا۔ حتیٰ کہ اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے گا کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں گے اور اس کے ذریعہ اندھی آنکھوں، بہرے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ

۴۵۲۰ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ وَفَرَسٌ لَّهٗ مَرْبُوْطٌ فِی الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ

کانوں اور پردوں میں ڈھکے دلوں کو کھول دے گا ۔

۴۵۱۹ ـــ شرح : اس حدیث میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ سخاب فعّال کے وزن پر ہے۔ ایک لغت میں "صخّاب" بالصاد ہے ۔ملت عوجاء،، کفر کی ملت ہے۔ اَعْیُنٌ عُمْیًا اندھی آنکھیں "قلوب غلف۔ پردوں میں ڈھکے دل۔ غُلف اَغْلَف کی جمع ہے۔ اسی سے غلاف شیء ہے۔
مقصد یہ ہے کہ تورات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح مذکور ہیں۔ ظاہر ہے کہ تورات میں سریانی زبان میں آپ کا ذکر ہے۔ لیکن راوی نے اس کو عربی زبان میں ترجمہ کرکے ذکر کیا ہے ۔

باب

۴۵۲۰ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا۔ اس کا گھوڑا گھر میں بندھا ہوا تھا گھوڑا بھاگنے لگا۔ وہ شخص باہر آیا اور دیکھا تو کوئی شئی نہ دیکھی اور گھوڑا بدک رہا تھا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ اطمینان ہے کہ قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوا تھا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سکینت (اطمینان) محض معنوی شئی نہیں ہے۔

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْآيَةَ

۴۵۲۱ _ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفٌ وَّ أَرْبَعُ مِائَةٍ ۴۵۲۲ _ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنُ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ إِنِّي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جب لوگ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے

تفسیر : اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اللہ راضی ہُوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ اس درخت کا نام شجرہ ہے۔ بعض اس کا نام سدرہ بتاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ دوسرے سال لوگوں نے یہ درخت نہ پایا نامعلوم کہ کیا ہُوا۔ نافع نے کہا پھر لوگ اس بیعت کے بعد آئے اور اس درخت کے نیچے نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہیں تو اُنھوں نے حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ دو تو اس کو کاٹ دیا گیا۔

اس بیعت کا سبب یہ تھا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حدیبیہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۴۵۲۳ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَۃِ

کو اشرافِ قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انھیں بتائیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کمزور مسلمانوں کو وہاں اطمینان دلائیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہو گا۔ قریش نے حضرت عثمان کو مکہ میں روک لیا اور حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو جوش آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی اور کیکر کے درخت کے نیچے یہ بیعت لی۔ عرب اسے سمرہ کہتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں دستِ مبارک داہنے دستِ اقدس پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے "رضی اللہ عنہ"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ حضرتِ عثمان شہید نہیں ہوئے۔ جبھی تو ان کی بیعت لی اور یہ کہنا کہ حضور کو عثمان کی حالت کا علم نہ تھا۔ مضحکہ خیز بات ہے۔

۴۵۲۱ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم حدیبیہ کے روز چودہ سو اصحاب تھے۔

۴۵۲۱ — شرح: بعض روایات میں پندرہ سو مذکور ہیں جبکہ ایک اور روایت میں تیرہ سو کا ذکر ہے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتی۔

۴۵۲۲ — ترجمہ: قتادہ نے کہا میں نے عقبہ بن صہبان کے ذریعہ عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت شجرہ میں حاضر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔ عقبہ بن صہبان نے کہا میں نے عبداللہ بن مغفل مزنی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپ نے غسلخانہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۴۵۲۲ — شرح: پہلی حدیث مرفوع اور یہ موقوف ہے دونوں کو اس آیت کریمہ کی تفسیر سے تعلق نہیں اور نہ ہی اس سورت سے تعلق ہے۔ "عن عقبۃ" سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اسے عقبہ بن صہبان کی عبداللہ بن مغفل سے سماعت بیان کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ کنکریاں پھینکنے سے منع اس لئے کیا کہ اس فعل سے کسی دشمن کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ اس طرح اس قسم

Marfat.com

۴۵۲۴ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ السُّلَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا وَائِلٍ اَسْئَلُهٗ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِيٌّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ ابْنُ حُنَيْفٍ اِتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِيْ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے افعال بھی اس کے حکم میں ہیں اگر کوئی ایسی چیز ہو جس سے دشمن کی مدافعت کی جا سکتی ہو یا اس سے شکار ہو سکتا ہو تو حرج نہیں، لیکن کنکری وغیرہ پھینکنے سے تو کسی کا دانت توڑے گا یا آنکھ پھوڑے گا اس لئے یہ منع ہے اور غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ اگر بول کسی اور راہ سے خارج ہو سکتا ہو اور غسل خانہ میں جمع نہ ہو تو حرج نہیں۔ عطاء نے کہا اگر بول بہہ جاتا ہے تو ممنوع نہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا اگر پانی جاری ہو تو حرج نہیں۔ نووی نے روایت کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سُنا کہ غسلخانہ میں پیشاب کرنے پر لوگ ملامت کرتے ہیں۔ اس لئے منع فرمایا ہے۔

۴۵۲۳ — ترجمہ: ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اصحاب شجرہ سے ہیں۔ (حدیث کا متن ذکر نہیں کیا صرف اس پر اقتصار کیا جس کی ضرورت تھی وہ یہ کہ وہ اصحابِ شجرہ سے ہیں)

۴۵۲۴ — ترجمہ: حبیب بن ابی ثابت نے کہا میں ابو وائل کے پاس آیا اُن سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اُنھوں نے کہا ہم صفین میں تھے۔ ایک آدمی نے کہا کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جو اللہ کی کتاب کی طرف بلاتے ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (میں ایسا ہی کرتا ہوں) سہل بن حُنَیف نے کہا تم اپنے آپ کو مُتَّہم کرو۔ ہم نے اپنے آپ کو حدیبیہ کے روز دیکھا یعنی صلح جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور کافروں کے درمیان تھی۔ اگر ہم جنگ دیکھتے تو ضرور جنگ کرتے۔ عمر فاروق آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم حق پر اور کافر باطل پر نہیں؟ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور کافروں کے مقتول دوزخ میں نہیں؟ (ہم کیوں نہیں جنگ لڑتے) سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (جو تم کہتے ہو صحیح ہے) عمر فاروق نے کہا پھر کس کے سبب کمزور خصلت اختیار کریں اور واپس چلے جائیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان صلح کا حکم نہیں کیا۔ سیّدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں

Marfat.com

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ اُعْطِيَ الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِيَ اللّٰهُ اَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى جَاءَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ اَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ

ہونے دے گا۔ عمر فاروق غصّہ کی حالت میں واپس چلے گئے پس صبر نہ کیا اور ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا اے ابا بکر! کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کافر باطل پر نہیں؟ ابوبکر صدیق نے کہا اے ابن خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا پس سورہ فتح نازل ہوئی

۴۵۲۴ — شرح: صِفِّیْن بکسر الصاد فاء مکسور مشدد ہے۔ یہ دریائے فرات کے نزدیک میدان ہے جہاں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عظیم جنگ ہوئی تھی۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار کوفی نے کہا میں ابووائل شفیق ابن سلمہ کے پاس آیا۔ امام احمد کی روایت میں ہے۔ میں ابووائل کے پاس ان کے محلہ کی مسجد میں آیا اور اُن لوگوں کے متعلق سوال پوچھا جن کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور وہ خارجی تھے۔ ابووائل نے کہا ہم صفین میں تھے۔ جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی اور شامی بکثرت قتل ہونے لگے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا علی کی طرف قرآن کریم بھیجو اور انہیں اللہ کے فیصلہ کی طرف بلاؤ وہ اس کا کبھی انکار نہیں کریں گے یہ پیغام لے کر ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ کے پاس آیا اور کہا ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔ احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی نے کہا ہاں مجھے جب اللہ کی کتاب پر عمل کے لئے دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنے کے زیادہ لائق ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حق میری طرف ہے۔ خارجی جنہیں ہم اس وقت قاری کہتے تھے۔ ان میں سے اکثر کندھوں پر تلواریں اٹھائے ہوئے آئے اور کہنے لگے حکم صرف اللہ کا ہے اور تحکیم کا انکار کر دیا۔ سُہیل بن حُنیف جو امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کے لشکر میں تھے نے کہا اور دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم

Marfat.com

سُوْرَةُ الْحُجُرَاتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تُقَدِّمُوْا لَا تَفْتَاتُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِهٖ اِمْتَحَنَ اَخْلَصَ

اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو، اس لئے وہ سہل بن حُنَیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں۔ اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو۔ اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رکنا تقصیر کے طور نہ تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ کی مذکور تقریر سے مقصد یہ تھا کہ حضرات صحابہ کرام نے حدیبیہ کے دن کافروں سے لڑائی کرنا چاہی اور صلح کی مخالفت کی پھر انہیں یہ بات واضح ہوگئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح ہی کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتدا کریں اور تحکیم کا فیصلہ قبول کرلیں۔ اس میں مسلمانوں کی خیریت ہے (حدیث ع۲۹۷۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَہ حُجرات

ابوالعباس نے کہا یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ حُجُرات میں جیم مضموم و مفتوح پڑھی جاتی۔ ایک لغت میں اس کو ساکن بھی پڑھتے ہیں یہ حُجر کی جمع ہے اور وہ حجرہ کی جمع ہے۔ لہٰذا حجرات جمع کی جمع ہے۔ اس سے مراد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے گھر ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ لَا تُقَدِّمُوْا "، سے اس آیت کریمہ : يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ " کی طرف اشارہ کیا اور لَا تَفْتَاتُوْا سے اس کی تفسیر کی تَفْتَاتُوْا اِفْتِيَاتٌ اِفْتِعَالٌ فوت سے ہے۔ اس کے معنی کسی نہی کے

Marfat.com

بَابٌ تَنَابَزُوْا يُدْعَاءُ بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ يَلِتْكُمْ يَنْقُصُكُمْ أَلَتْنَا نَقَصْنَا بَابٌ قَوْلِهٖ لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الْآيَة تَشْعُرُوْنَ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ

آگے بڑھنا ہے۔ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کتاب وسنت کے خلاف مت کہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بات نہ کرو! جابر اور حسن بصری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کرو تو آپ نے حکم دیا کہ قربانی کا اعادہ کریں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے سے پہلے روزے نہ رکھو،، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا بنی تمیم کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ،، صلی اللہ علیہ وسلم،، قعقاع بن معبد بن زرارہ کو ان کا امیر مقرر فرمائیں۔ عمر فاروق نے کہا اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا تم میرے خلاف ہی بولتے ہو عمر فاروق نے کہا میں تمہاری مخالفت نہیں کرتا ہوں۔ اس گفتگو میں ان کی آواز بلند ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی فیصلہ نہ کرو۔ کلبی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے پہلے کوئی بات اور کام نہ کرو حتی کہ آپ تمہیں حکم دیں۔ ابن زید نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل سے پہلے کوئی بات اور کام نہ کرو حتی کہ آپ تمہیں حکم دیں۔ ابن زید نے کہا اللہ رسول کے آگے آگے مت چلو (عینی)

قولہ امْتَحَنَ،، سے اس آیت کریمہ: أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى کی طرف اشارہ کیا۔ اور اَخْلَصَ سے اس کی تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے ان کے دل خالص کئے۔ قولہ لَا تَنَابَزُوْا،، سے اس آیت کریمہ،، وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ کسی کو اسلام لانے کے بعد کافر نہ کہو۔ حسن بصری نے کہا لوگ یہودی اور نصرانی کو مسلمان ہونے کے بعد اے یہودی اے نصرانی کرکے پکارتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عکرمہ سے منقول ہے کسی کو یہ نہ کہو یا فاسق یا منافق یا کافر،، ضحاک نے اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ہر شخص کے دو دو یا اس سے زیادہ نام ہیں۔ بعض اچھے نہ تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ لَا يَلِتْكُمْ،، سے اس آیت کریمہ، وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا

Marfat.com

۴۵۲۵ــ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ أَنْ يَهْلِكَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِي تَمِيمٍ فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمُ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ

کی طرف اشارہ کیا اور یَنْقُصْکُمْ سے اس کی تفسیر کی کہ تم سے کچھ کم نہ کرے گا یہ لَاتَ یَلِیْتُ سے ہے۔ سورۂ طور میں اَلَتْنَا بمعنی نَقَصْنَا ہے۔ ہم نے کم کیا۔ یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال سے کچھ کم نہ کرے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اُونچی نہ کرو!"

تَشْعُرُوْنَ کے معنی تم جانو اسی مادہ سے لفظ شاعر ہے۔ اور شعور بمعنی علم سے مشتق ہے۔ اس سے وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کی طرف اشارہ ہے۔

۴۵۲۵ــ ترجمہ: ابنِ ابی مُلیکہ نے کہا قریب تھا کہ سب سے بہتر دو آدمی ہلاک ہو جاتے یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما جبکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازیں اونچی کر دی تھیں۔ جس وقت آپ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا اُن میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کو اُن کا امیر مقرر فرمائیں جبکہ دوسرے (ابوبکر) نے یہ مشورہ دیا کہ کسی اور آدمی کو

Marfat.com

۴۵۲۶ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ

امیر مقرر کیا جائے (قعقاع بن معبد) نافع نے کہا اس کا نام یاد نہیں۔ ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے فرمایا تم میرا خلاف ہی چاہتے ہو۔ عمر فاروق نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ اس گفتگو میں ان کی آوازیں اونچی ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: "لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ"، نازل فرمائی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کے نزول کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر فاروق اپنی آواز نہیں سناتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے یہ اپنے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر نہیں کیا۔

۴۵۲۵ ــــ شرح: كَادَ الْخَيِّرَانِ يَهْلِكَانِ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ"، ابوبکر اور عمر خیران کا بیان ہے۔ بعض نسخوں میں حِبْرَانِ تثنیہ حَبر بمعنی عالم ہے۔ ایک روایت میں یھلکا ناصب و جازم کے بغیر ایک لغت ہے۔ حَبر کی حاء پر فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ رکب کے معنی اونٹوں والے مسافر"۔ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر آواز اونچی کرنا حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس آپ کی بیبیاں اُمہات المؤمنین بلند آوازوں سے گفتگو کر رہی تھیں، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر اونچی آواز کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مذکورہ آیات کے نزول سے پہلے کا ہے یا ان کی اونچی آواز اجتماعی صورت میں تھی۔ ہر ایک کی آواز اونچی نہ تھی۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا ابن ابی ملیکہ نے عبداللہ بن عمر سے سماعت کی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے ہیں۔ ابوبکر صدیق ان کے نانے ہیں ان پر باپ کا اطلاق مجازی ہے۔

۴۵۲۶ ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

مُوسٰی فَرَجَعَ اِلَیْہِ الْمَرَّۃَ الْاٰخِرَۃَ بِبَشَارَۃٍ عَظِیْمَۃٍ فَقَالَ اذْھَبْ اِلَیْہِ فَقُلْ لَہٗ اِنَّکَ لَسْتَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَلٰکِنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

بَابُ قَوْلِہٖ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک آدمی نے کہا یا رَسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ اُن کے پاس آیا تو ان کو نیچا سر کیئے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پایا۔ اُس آدمی نے کہا تمہارا کیسا حال ہے۔ ثابت نے کہا بُرا حال ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے اپنی آواز اونچی کرتا رہا ہے۔ اس کے عمل تباہ ہوگئے ہیں۔ وہ تو دوزخی ہے۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو خبر سنائی کہ اُس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ موسیٰ بن انس نے کہا وہ آدمی دوسری بار عظیم خوشخبری لے کر ثابت کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اسے جاکر کہہ دو کہ تو دوزخی نہیں لیکن تو جنتیوں میں سے ہے۔

٤٥٢٦ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے وہ تو صرف دس ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں، کیونکہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا یا عشرہ مبشرہ سے وہ حضرات مراد ہیں۔ جنہیں ایک مجلس میں خوشخبری دی گئی تھی۔ یا جن کے حق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "بَشَّرْتُ بِالْجَنَّۃِ" فرمایا یہ تاویل ضروری ہے! کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر حضرات کو مختلف مواقع میں جنتی فرمایا ہے۔ نیز بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سب جنتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

(حدیث ٣٣٨٢ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں"

تفسیر : قبیلہ بنی تمیم کے دیہاتی لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف کے پاس آکر بُلند

Marfat.com

۴۵۲۷ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا اَرَدْتَ اِلَى اَوْ اِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حَتّٰى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ

آواز سے پکارنے لگے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں۔ ہمارے مدح کرنے سے زینت اور ہمارا مذمت کرنا عیب ہے۔ قتادہ اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ چند دیہاتی لوگ آئے اور انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو! اگر وہ پیغمبر ہیں تو ہم نیک بخت ہو جائیں گے اور ان کی صحبت سے سعادت مندی حاصل ہوگی اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کے دروازے پر اچھی زندگی گزاریں گے وہ حجرہ شریف کے پاس آئے اور اے محمد، اے محمد! سے ندا کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۵۲۷ — ترجمہ: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی تمیم کا قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قعقاع بن معبد کو ان کا امیر بنائیں۔ عمر فاروق نے کہا: اقرع بن حابس کو امیر منتخب کریں۔ ابوبکر صدیق نے کہا تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے۔ عمر فاروق نے میں نے آپ کی مخالفت نہیں چاہی وہ دونوں جھگڑ پڑے حتی کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس وقت یہ آیت کریمہ "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو!

(اس حدیث کی مناسبت بنی تمیم کے قافلہ کے آنے میں ہے، کیونکہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ قٓ

رَجْعٌ بَعِيْدٌ رَدٌّ فُرُوْجٍ فُتُوْقٍ وَاحِدُهَا فَرْجٌ وَرِيْدٌ فِيْ حَلْقِهٖ وَالْحَبْلُ حَبْلُ

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

سُوْرَۂ ق

یہ سورت مکی ہے اس کی ۴۵ آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ق" اللہ کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس نام سے قسم کھائی ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کا نام ہے۔ قرطبی سے منقول ہے کہ یہ اللہ کے ناموں کا پہلا حرف ہے جو قدیر، قادر، قریب اور قاہر و قہار، قاضی قابض ہیں۔ عکرمہ اور ضحاک نے کہا کہ ق زمرد کا سبز پہاڑ ہے جس نے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی تہ میں وہ پتھر ہے۔ جس پر زمین قبّہ کی مانند ہے اس کے عکس سے آسمان سبز معلوم ہوتا ہے اس پر آسمان کا کنارہ ہے۔ لوگ جو زمرد پاتے ہیں اُسی سے جدا ہوا ہے

ابن عباس اور مقاتل سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے

Marfat.com

الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ تَبْصِرَةً بَصِيرَةً حَبَّ الْحَصِيدِ الْحِنْطَةُ بَاسِقَاتٍ الطِّوَالُ أَفَعَيِينَا أَفَأَعْيَى عَلَيْنَا وَقَالَ قَرِينُهُ الشَّيْطَانُ الَّذِي قُيِّضَ لَهُ فَنَقَّبُوا ضَرَبُوا أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ بِغَيْرِهِ حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ رَقِيبٌ عَتِيدٌ رَصَدٌ سَائِقٌ وَشَهِيدٌ الْمَلَكَيْنِ كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ شَهِيدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ لُغُوبٍ النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهُ نَضِيدٌ الْكُفُرَّى مَا دَامَ فِي أَكْمَامِهِ وَمَعْنَاهُ مَنْضُودٌ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ أَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَضِيدٍ فِي إِدْبَارِ النُّجُومِ وَأَدْبَارِ السُّجُودِ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ الَّتِي فِي ق وَيَكْسِرُ الَّتِي فِي الطُّورِ وَتُكْسَرَانِ جَمِيعًا وَتُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخُرُوجِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْقُبُورِ

اس کو پیدا کیا اس کے بعد جبل قُبَیس کو پیدا کیا۔ ساری دُنیا اس پہاڑ کے اندر ہے اس کے پیچھے جو کچھ ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ رَجْعٌ بَعِیْدٌ ، سے اس آیت کریمہ : ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ ، کی طرف اشارہ کیا اور ردّ ، سے تفسیر کی۔ یہ منکرین بعثت کی بات ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دُور ہے۔

قولہ فُرُوْجٍ ، سے اس آیت کریمہ " وَزَیَّنّٰھَا وَمَا لَھَا مِنْ فُرُوْجٍ ، ہم نے زمین کو سنوارا اور اس میں کوئی رخنہ نہیں۔ کوئی عیب و قصور نہیں۔ امام نے فُرُوج کی تفسیر نتوق سے کی اس کا واحد " فرج ،، ہے۔ بعض نے کہا فروج کے معنی ایک دوسرے سے جُدا ہو جانے کے ہیں۔

قولہ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ، سے اس آیت کریمہ : وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ، کی طرف اشارہ کیا اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ وَرِید وہ رگ ہے جس میں خون جاری ہو کر بندے کے ہر ہر

Marfat.com

جزو میں پہنچتا ہے۔ یہ رگ گردن میں ہے۔ یہ کمالِ قرب کی مثال ہے۔ حبل کی ورید کی طرف اضافت توصیفی ہے۔ جیسے مَسْجِدُ الْجَامِعِ یعنی حَبْلُ الْعِرْقِ الْوَرِیْدِ ،، ہو سکتا ہے کہ حبل عام ہو اور اس کی ورید کی طرف اضافت بیانیہ ہو یعنی ورید حبل کا بیان ہے۔ یا ورید سے مراد عاتق ہو اور حبل کی عاتق کی طرف اضافت ہے جیسے درید ملکی اضافت عاتق کی طرف ہے۔ آیت کریمہ سے مراد کمالِ علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال سے خود اس سے زیادہ جانتے ہیں۔ حبل الورید کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔ سبحان اللہ! یہ کیسا سیاق ہے کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے کمالِ قرب کی مثال یہ بیان فرمائی اور اپنے حبیب کریم کے لوگوں سے کمالِ قرب کی مثال فرمائی : اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ یہ رمز غامض ہے جسے اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔

قولہ مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ ،، سے اس آیت کریمہ : قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ ،، ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا کہ زمین جو ان کی ہڈیاں گھٹاتی ہے۔ یعنی جو ان کے جسم کی ہڈیاں زمین کھا جاتی ہیں۔ اُن میں سے کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں تو ہم ان کو ویسے ہی زندہ کرنے پر قادر ہیں، جیسے کہ وہ پہلے تھے۔

قولہ تَبْصِرَةً ،، سے اس آیت کریمہ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تبصرہ بمعنی بصیرت ہے۔ یعنی سوجھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لئے۔

قولہ حَبَّ الْحَصِيْدِ ،، یعنی اس آیت کریمہ ،، فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ،، ہم نے پانی سے باغ اُگائے اور اناج جو کاٹا جاتا ہے جیسے گیہوں چنا وغیرہ کہ ان کو کاٹ کر ان سے اناج نکالتے ہیں۔ حب سے گندم کا دانہ ہے یا ہر دانہ ،،

قولہ بَاسِقٰتٍ لَّهَا ،، یعنی اس آیت کریمہ : وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا ،، میں باسقات کے معنی لمبی ہیں یعنی کھجور کے لمبے درخت ،، بسق بمعنی طال ہے دراز ہوا۔ بعض نے کہا طوال کے معنی سیدھے لمبے ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باصقات صاد سے پڑھا اور بصاق کھجور کی قسم ہے (مراح)

قولہ اَفَعَيِيْنَا ،، سے اس آیت کریمہ : اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ نئے بننے سے شک وشبہ میں ہیں۔ اور اَفَعَيِيْنَا کی تفسیر اَفَاَعْيَا عَلَيْنَا سے کی کیا ہم پر یہ دشوار ہے اور ہم عاجز ہو گئے ہیں؟

قولہ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اس کا ہمنشیں بولا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ امام نے قرین کے معنی شیطان ذکر کئے ہیں جو اس پر مقرر ہے۔ قتادہ سے روایت ہے کہ قرین سے مراد فرشتہ ہے۔ جو اس پر مقرر ہے۔ لہٰذا آیت کے

Marfat.com

معنی یہ ہیں کہ فرشتے نے کہا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ تفسیر مدارک اور خازن میں ہے کہ یہ فرشتہ اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے۔ اس کا نامۂ اعمال پیش کرے گا۔

قولہ نَقَّبُوْا ،، سے اس آیت کریمہ : فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور نَقَّبُوْا کی تفسیر مرّوا یعنی گھومنے پھرنے سے کی یعنی وہ موت کے ڈر سے شہروں میں گھومتے پھرے کہ کہیں بھاگنے کی جگہ ملے۔ قولہ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ سے اس آیت کریمہ : اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ کی طرف اشارہ کیا اور کہا اَلْقَى السَّمْعَ کے معنی ہیں۔ اس کے سوا دل میں کوئی بات نہ کرے گا اس کی تفسیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ کان لگائے اور متوجہ ہو۔ قولہ حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ ،، جس وقت تمہیں پیدا کیا اور تمہاری پیدائش ظاہر کی۔ یہ اَفَعَيِيْنَا کی تفسیر کا تتمہ ہے۔ حق یہ تھا کہ اسے وہاں لکھا جاتا، لیکن کاتب کے سہو سے یہاں لکھا گیا ہے۔

قولہ رَقِيْبٌ سے آیت کریمہ : مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رَصَدٌ سے اس تفسیر کی۔ رصد کے معنی بغور دیکھنا بعض مفسرین نے رَقِیْب کی تفسیر حافظ سے اور عتید کی تفسیر حاضر سے کی ہے (عینی)

قولہ سَائِقٌ وَّشَهِيْدٌ سے اس آیت کریمہ : وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ذکر کیا کہ یہ دو فرشتے ہیں۔ اُن میں سے ایک کاتب اور دوسرا گواہ ہے۔ حسن بصری نے کہا سائق ہانکنے والا اور شہید گواہ ہے یعنی ہر جان یوں ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا فرشتہ ہوگا جو اس کو حشر کی طرف ہانکے گا اور ایک گواہ ہوگا جو اس کے عملوں کی گواہی دے گا۔

قولہ شَهِيْدٌ ،، سے اس آیت کریمہ : اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور شہید کی تفسیر شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ ،، سے کی یعنی یا کان لگائے اور دل سے متوجہ ہوا شبلی قدس سرہ نے فرمایا قرآنی نصائح سے فیض حاصل کرنے کے لئے قلب حاضر چاہئیے جس میں چشم زدن بھی غفلت نہ ہو اور وہ قلب حاضر رکھے۔

قولہ لُغُوْبٍ ،، سے اس آیت کریمہ : وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور نصب ،، بمعنی تعب و مشقت سے اس کی تفسیر کی اور ہمیں تعب و مشقت نہ پہنچی ،، عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے روایت کی کہ یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مخلوق چھ دنوں میں پیدا کی اور جمعہ کے دن تخلیق سے فارغ ہوا پھر وہ تھک گیا اور ہفتہ کے روز عرش پر لیٹ کر آرام لیا۔ یہ آیت کریمہ اُن کے رد میں نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تکان سے پاک ہے وہ تھکتا نہیں۔ قولہ نَضِيْدٌ ،، سے اس آیت کریمہ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ،، کی طرف اشارہ اور نَضِید کی کُفُرّیٰ سے تفسیر کی۔ بضم الکاف و فتح الفاء یعنی مجاہد کے غیر نے کہا شگوفہ جب تک اپنے غلاف میں رہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ اس کے بعض پتے بعض پر تہ کردہ ہیں۔ جب وہ اپنے غلاف سے نکل جائے تو نضید نہیں ہے۔ کُفُرّیٰ بضم الکاف و فتح الفاء اور راء مشددہ مقصورہ ہے اس کے معنی شگوفہ کے ہیں۔ اَکْمَام کِمّ کی جمع بکسر الکاف اور میم مشدد ہے۔ مسروق نے کہا جنت کی کھجوریں سرتا پا شگوفہ دار ہیں اس کے

Marfat.com

بابٌ قَوْلُہٗ وَتَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ

میوے مُنَضَّد ہیں۔ جیسے مٹکے ہوتے ہیں جب اُن سے پھل اُتار اجائے تو اس کے نیچے اور پھل نکل آتا ہے اور جنت کی نہریں کناروں کے بغیر جاری ہیں۔

قولہ فِی اَدْبَارِ النُّجُوْمِ وَ اَدْبَارِ السُّجُوْدِ ،، لفظ اَدْبار قرآن کریم میں دو جگہ واقع ہے۔ ایک اَدْبار النجوم سورۂ طور میں اور دوسرے اَدْبَارِ السُّجُوْد اس سورت میں ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد ،، عاصم ،، اَدْبار ،، کے ہمزہ کو مفتوح اور سورۂ طور میں" اِدبار" کے ہمزہ کو مکسور پڑھتے ہیں۔ ابو عمرو اور کسائی نے عاصم کی موافقت کی اور نافع ابن کثیر اور حمزہ نے مخالفت کی اور ہمزہ کو مکسور پڑھا۔

قولہ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ،، اس سے مراد مطلق تسبیح ہے۔ بعض نے کہا فرض نمازوں کے بعد تسبیح کرو! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کے بعد تسبیح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد نماز ہے کہ فرض نمازوں کے بعد نفل پڑھو۔ بعض نے کہا مراد فرائض ہیں یعنی طلوعِ شمس سے پہلے صبح کی نماز غروب سے پہلے عصر کی نماز پڑھو!

قولہ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْہُ ،، سے مراد عشاء کی نماز ہے۔ بعض نے رات کی نماز مراد لیا ہے۔

قولہ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ،، اس سے مراد مغرب کے فرضوں کے بعد دو سُنتیں ہیں اور اَدبار النجوم صبح سے پہلے دو سنتیں ہیں۔" اَدْبار ،، کا ہمزہ مفتوح ہو تو دُبُر کی جمع ہے۔ اگر مکسور ہو تو باب افعال کی مصدر ہے۔

قولہ یکسران جمیعًا ،، یعنی سورۂ قاف اور طور دونوں میں اِدبار کو کسرہ سے پڑھتے ہیں اور دونوں کو مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے اور قراء سبعہ نے سورۂ طور میں کسرہ پر اتفاق کیا ہے اور فتح کو شاذ کہا ہے۔ (عینی، کرمانی)

عاصم ابن بخود اسدی تابعی کوفی قراء سبعہ میں سے ہیں۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

قولہ یَوْمَ الْخُرُوْجِ ،، سے اس آیت کریمہ : یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس دن لوگ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! دوزخ عرض کریگی کچھ اور زیادہ ہے

یعنی جس وقت ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ہے ؟ وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ اس کی دو صورتیں

Marfat.com

۴۵۲۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ

ہیں، کیونکہ استفہام میں انکار بھی ہوسکتا ہے اور نفی کا بھی احتمال ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں۔ میں بھر چکی اور معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ابھی اور گنجائش ہے۔

۴۵۲۸ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا قدم رکھے گا تو کہے گی بس بس۔

۴۵۲۸ ـــ شرح : قط میں تین لغات ہیں طاء کو ساکن یا مکسور منوّن یا غیر منوّن پڑھتا اس کے معنی ہیں مجھے کافی ہے۔ بعض نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے ـــ

هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ،، نافرمانوں پر غیض و غضب کے باعث کہے گی۔ یہ سوال تقریر بمعنی استزادہ ہے۔ زیادہ طلب کرنا یعنی میں بھر گئی ہوں مجھ میں کچھ باقی نہیں رہی جو بھری نہ ہو۔ یہ بات مشکل ہے کیونکہ اس وقت اس کا معنی انکار ہوگا حالانکہ اس کا مخاطب اللہ تعالیٰ ہے اور اس باب میں مذکور حدیث کا معنی اس کے مناسب نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ سوال دوزخ کے خازنوں کے لئے ہے۔ اور جواب بھی اُن کی طرف سے ہے۔ اس تقدیر پر عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ ہم دوزخ کے خازنوں سے کہیں گے اور وہ مزید کہیں گے نیز جائز ہے کہ یہ مصدر ہو یعنی هَلْ مِنْ زِيَادَةٍ یا اسم مفعول ہو یعنی جو مجھے زیادہ دیتے جاؤ گے میں اسے جلاتی رہوں گی (قسطلانی)

قولہ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهُ ،، حتیٰ کہ اللہ اپنا قدم قدرت رکھے گا۔ مسلم کی روایت میں ہے ،، حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهُ ،، دونوں حدیثیں ایک دوسری کی تفسیر کرتی رہتی ہیں۔

اللہ کا قدم یا رِجل کی بحث

جن احادیث میں قدم و رجل کے لفظ آتے ہیں وہ اللہ کی صفات میں مشہور احادیث ہیں۔ اس میں علماء کے دو مذہب ہیں۔ ایک مذہب مُفَوِّضَہ کا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان پر ایمان لانا کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور رجل معنی یہ ہے کہ جو اللہ کی شان کے لائق ہے۔ ظاہری معنی مراد نہیں جمہور علماء اور بعض متکلمین یہی کہتے ہیں۔ دوسرا مذہب جمہور متکلمین اور مُؤَوِّلَہ کا ہے۔ وہ قدم اور رجل کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے

Marfat.com

۴۵۲۹ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ ۴۵۳۰ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ہیں اس سے دوزخ کو ذلیل کرنا مقصود ہے، کیونکہ جب وہ سرکشی اور طلبِ مزید میں مبالغہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کرے گا اور اسے تحتِ قدم رکھے گا۔ حقیقی قدم مراد نہیں۔ عرب مثال بیان کرنے کے طور پر اعضاً کے الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اُن کی مراد بعینہ اعضاء نہیں ہوتے جیسے وہ کہتے ہیں: رَغِمَ أَنْفُهُ وَسَقَطَ فِي يَدِهِ " حقیقۃً رَغِمَ انف (ناک کا خاک آلود ہونا اور ہاتھ پر جانا مراد نہیں) بعض نے کہا قدم سے مراد متقدم یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں پہلے لوگ رکھے گا جو عذاب کے لائق ہیں۔ بعض نے کہا قدم سے مراد بعض مخلوق کا قدم ہے اور ضمیر غائب معلوم مخلوق کی طرف راجع ہے یا وہاں ایسی مخلوق ہے جس کا نام ہی قدم ہے ان کو دوزخ میں رکھے گا۔ اور قدم سے مراد اخیر ہے کیونکہ قدم سب اعضاء سے آخر ہے۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخری دوزخی داخل کرے گا۔ اوّل معنی بہتر ہے (فتح الباری)۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۵۲۹ــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے کہ ابوسفیان اسے بیشتر اوقات موقوف روایت کرتے ہیں کہ دوزخ سے کہا جائے گا کیا تو بھر ہوگئی ہے۔ وہ کہے گی ــ "هَلْ مِنْ مَزِيدٍ" ، تو رب تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کا قدم اس پر رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

۴۵۳۰ــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے باہم جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں صرف کمزور لوگ اور لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ساتھ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب کروں گا۔ جنت اور دوزخ میں سے ہر ایک نے بھرنا ہے۔ بہرکیف دوزخ نہ بھرے گی۔ حتیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں اپنی قدرت کا قدم داخل کرے گا۔ تو وہ کہے گی بس بس بس

Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِیْ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابٌ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَیُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ وَلَا یَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ یُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

اس وقت اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل جائے گا۔ اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے گا بلکہ جنت کے لیئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

۴۵۳۰ — شرح : ضُعَفَاءُ النَّاسِ وہ لوگ ہیں جن کے کمزور حال، مسکنت کی وجہ سے اکثر لوگ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے "سَقَط" بفتح السین و بفتح القاف ہے جو لوگوں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کے نزدیک وہ ان کی نظروں سے گرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ کے حضور عظیم اشخاص ہیں اور ان کے درجات بلند ہیں چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم مقیم عطا فرمایا ہے۔ اس لیئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور بغایت خضوع اور انتہائی خشوع سے رہتے ہیں۔ اور لوگوں میں نہایت عاجزی سے رہتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ضعیف اور سقط فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ قولہ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ "، میں حصر ہے کہ جنت میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو لوگوں میں کمزور اور نظر انداز ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اغلب کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان میں اکثر فقراء و مساکین اور کمزور قسم کے لوگ ہیں اور جو دنیا و آخرت میں اکابر ہیں وہ کم ہیں اور وہ بلند درجات والے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کی اشیاء میں تمیز پیدا کرے جس کے باعث وہ ادراک کریں اور ایک دوسرے سے خصومت پر قادر ہوں

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

۴۵۳۱ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا قَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۴۵۳۲ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سورج کے طلوع وغروب سے قبل اپنے ربّ کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو

اس سے مراد نماز فجر اور نماز عصر ہے ''

۴۵۳۱ ترجمہ : جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا عنقریب تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے اس کو دیکھتے ہو کہ اس کو دیکھنے میں تم آپس میں

Marfat.com

سُوْرَةُ وَالذّٰارِيَاتِ

وَقَالَ عَلِيٌّ اَلرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهُ تَذْرُوْهُ تُفَرِّقُهُ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ تَاكُلُ وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ مَوْضِعَيْنِ فَرَاغَ فَرَجَعَ فَصَكَّتْ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَهَا فَضَرَبَتْ بِهٖ جَبْهَتَهَا وَالرَّمِيْمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَ

مزاحمت نہ کروگے اگر تم طاقت رکھو تو سورج کے طلوع و غروب سے پہلے نماز سے مغلوب نہ ہو تو ضرور پڑھو پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی : "وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ"،
(حدیث ۵۳۱ - جلد : ۱، کی شرح دیکھیں)

۴۵۳۲ — ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو حکم دیا کہ تمام نمازوں کے اَدبار میں تسبیح پڑھیں اس سے مقصد "ادبار السجود" کا مطلب بیان کرنا ہے کہ سجود سے مراد نماز یعنی جزو سے کل مراد ہے۔

سُوْرَہ ذاریات

یہ پُوری سُورت مکّی ہے اس کی ساٹھ آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ احقاف کے بعد اور سورہ غاشیہ سے پہلے نازل ہُوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ذاریات ہوائیں ہیں۔ سفیان بن عُیَیْنہ نے ابن ابی حسین سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے ابوالطفیل کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں ابن کوا رسے سُنا کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ذاریات ذَرْوًا کے متعلق پوچھا اُنھوں نے کہا یہ ہوائیں ہیں اور حاملات وِقْرًا سے پوچھا تو کہا یہ بادل ہیں ۔ جاریات یُسرًا سے پوچھا تو کہا یہ کشتیاں ہیں اور مُدبّرات امرًا سے پوچھا تو کہا یہ فرشتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا کہ

Marfat.com

وَدِیْسَ لَمُوْسِعُوْنَ اَیْ لَذُوْ سَعَۃٍ وَکَذٰلِکَ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ یَعْنِی الْقَوِیَّ زَوْجَیْنَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثیٰ وَاخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلُوٌّ

حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عبدالرزاق نے دوسرے اسناد کے ساتھ ابوالطفیل سے روایت کی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے۔ اُنھوں نے کہا "سَلُوْنِی" مجھ سے جو چاہو پوچھو! اللہ کی قسم تم کوئی شئی نہ پوچھوگے جو قیامت تک ہونے والی ہے مگر تمہیں بتاؤں گا مجھ سے اللہ کی کتاب کے متعلق پوچھو اللہ کی قسم کوئی آئت کریمہ نہیں مگر میں جانتا ہوں وہ رات نازل ہوئی یا دن میں صاف زمین میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر نازل ہوئی۔ ابن کوا نے کہا میں اس کے اور حضرت علی کے درمیان تھا اور وہ میرے پیچھے تھا۔ اُس نے میرے پس پشت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ذاریات کیا چیز ہے الخ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر نے کہا تَذْرُوْہُ بمعنی تُفَرِّقُہٗ ،، ہے۔ یعنی اس آئت کریمہ : تَذْرُوْہُ الرِّیَاحُ ،، کے معنی یہ ہیں کہ اس کو ہوائیں پریشان کرتی ہیں۔ یہ آئت کریمہ سورۂ کہف میں ہے۔ ذاریات کی مناسبت سے یہاں ذکر کردی ہے۔ جوہری نے کہا ذَرَاتِ الرِّیحُ التراب وغیرہ تذروہ وتذریہ ذروًا وذریًا۔ یعنی یہ واؤ اور یاء ہر دو سے مذکور ہے ہوا خاک اڑاتی ہے (یعنی) قولہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ،، یعنی تم عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہو جو تمہاری ذوات میں اللہ تعالیٰ کی آیاتِ قدرت ہیں کہ جاندار ایک جگہ سے کھاتا پیتا ہے اور وہ دو جگہوں سے نکلتا ہے۔

قولہ فَرَاغَ بمعنی فَرَجَعَ ،، یعنی یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا واقعہ ہے جو بصورت انسان فرشتے آئے تو ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر تشریف لائے اور موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا اُسے بریاں کرکے لے آئے اور اُن سے کہا۔ کھاؤ! جب اُنھوں نے نہ کھایا تو خوف زدہ ہوئے۔ اُنھوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم آپ کو بیٹے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے گھر کی طرف چہرہ کرکے آہ لی اور اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا جیسے عورتیں تعجب کے وقت کرتی ہیں اور کہا مجھے بچہ کیسے پیدا ہوگا الخ

قولہ فَصَکَّتْ ،، یعنی انگلیاں اکٹھی کرکے اپنے ماتھے پر ماریں۔

قولہ وَالرَّمِیْمَ ،، یعنی زمین کا گھاس سبزہ جس وقت خشک ہوجائے اور باریک ہوجائے۔ "رمیم" دراصل بوسیدہ ہڈی ہے۔ دِیْسَ ماضی مجہول ہے اس کی مصدر "دوس" ہے۔ اس کے معنی کسی شئی کو قدموں تلے روندنا ہے حتی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے۔ یہ اصل میں دُوِسَ تھا۔ دال کا ضمہ حذف کرکے اسے واو کا کسرہ دیا پھر واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے سبب اسے یاء سے بدل دیا "دِیْسَ" ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رمیم ہلاک ہونے والی شئی ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا باریک مٹی ہے۔

قولہ لَمُوْسِعُوْنَ سے اس آئت کریمہ : وَالسَّمَاءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا

Marfat.com

حَامِضٌ فَهُمَا زَوْجَانِ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ اِلَيْهِ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَاخَلَقْتُ اَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ اَهْلِ الْفَرِيْقَيْنِ اِلَّا لِيُوَحِّدُوْنِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ

ہم نے آسمان پیدا کیا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مخلوق کا رزق وسیع کرنے والے ہیں۔ امام نے اس کی تفسیر "لَذُوْ سَعَةٍ" سے کی یعنی مُوْسِع بمعنی صاحب وسعت ہے اسی طرح "وَعَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ" یعنی اس جگہ موسع بمعنی قوت ہے۔ یعنی یہ وسعت و قدرت کے معنی میں ہے۔

قولہ زَوْجَین "اس آیت کریمہ: وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ" میں ہر جنس حیوان سے نر اور مادہ مراد ہیں۔ بعض مفسرین نے زوجین کی یہ تفسیر کی ہے کہ دو مختلف صنفیں اور نوع پیدا کیئے چنانچہ زمین و آسمان، شمس و قمر، رات دن، انسان و جنّ، ایمان و کفر، پانی و خشکی، نرم اور سخت، گرمی و سردی، نیک بختی و بدبختی، حق و باطل اور دنیا و آخرت جوڑا جوڑا پیدا کیئے۔

قولہ وَاخْتِلَافُ اَلْوَانِكُمْ "سے اس آیت کریمہ: "وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالَمِيْنَ" اور اس کی نشانیوں سے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ یہ آیت کریمہ سورۂ روم میں ہے یعنی اس کی نشانیوں سے انسانوں کی رنگتوں میں اختلاف ہے اور وہ مختلف رنگتوں میں ہیں۔ اگر وہ ہم شکل ہوتے اور ایک ہی نوع ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچاننے میں سخت دشواری اور التباس ہوتا کہ یہ کون ہے وہ کون ہے اور کثیر مصلحتیں جاتی رہتیں۔ اسی طرح ہر شئی میں رنگت کے اختلاف نہ ہونے سے بڑی مشکلات پیش آئیں ایسے کھانے پینے کی اشیاء میں اختلاف ضروری ہے۔ حتیٰ کہ پھلوں کے ذائقے مختلف ہیں۔ کوئی میٹھے ہیں۔ کوئی ترش ہیں۔ امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا اور رکہا رنگتوں کا مختلف ہونا جیسے شیریں اور ترش (حلو و حامض) یہ جوڑا ہے۔ اس پر زوجان کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے متضاد ہے۔ اور ان میں تقابل بالتضاد ہے جیسے نر و مونث ذکورت و انوثت میں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اسی مناسبت سے امام نے سورۂ روم کی آیت کو یہاں ذکر کیا ہے (عینی)

قولہ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ "سے اس آیت کریمہ" فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ پس اللہ کی طرف بھاگو! بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں" اس کی تفسیر میں امام نے کہا "من اللہ الیہ" یعنی اس کی نافرمانی سے اس کی طاعت کی طرف یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔ مفسرین نے کہا اس کے معنی ہیں اللہ کے عذاب سے ایمان لاکر اس کے ثواب کی طرف بھاگو اور اس کی عصیاں سے کنارہ کش رہو۔ ابوبکر وراق نے کہا شیطان کی تابعداری سے رحمٰن کی تابعداری

Marfat.com

لِيَفْعَلُوا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْقَدَرِ وَالذُّنُوبِ

کی طرف بھاگو! قولہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ، "میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ مجھے ایک جانیں۔ بعض نے کہا ان کو پیدا کیا کہ وہ عبادت کریں تو بعض نے کیا اور بعض نے ترک کر دیا۔ اس میں اہلِ قدر کے لئے دلیل نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تفسیر کی کہ میں نے دونوں فریقوں جنوں اور انسانوں میں نیک بختوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ مجھے ایک جانیں۔ دونوں فریقوں میں سے نیک بختوں کو اس لئے خاص کیا کہ علت اور معلول میں ملازمہ واضح ہو، کیونکہ اہل سعادت کی پیدائش کے لئے اللہ کی توحید علت ہے۔ ان میں ملازمہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ مخلوق اہلِ سعادت ہو اور وہ اللہ کی توحید کے قائل ہوں، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرآءت ہی یہ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کے معنی یہ ہیں۔ إِلَّا لِأَمُرَ لِعِبَادَتِي وَأَدْعُوهُمْ إِلَيْهَا، "یعنی میں نے پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ ان کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دوں اور انہیں اس طرف بلاؤں" زجاج نے اسی معنی پر اعتماد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: فَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ "اس کی تائید کرتا ہے کہ ان کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے اگر اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے اور اس کے حکم کے تابع ہو جانے اور اس کی مشیت سے راضی ہونے کے لئے پیدا کیا ہے تو انھوں نے کفر کیوں کیا

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کے لئے فیصلہ کیا ہے وہ اس کی قضاء کے تابع ہیں، کیونکہ اللہ کی قضاء ان پر جاری ہے اگر اُن پر نازل ہو تو اس کو رد کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ اس کی مخالفت صرف اس نے کی جس نے مامور بہ پر عمل سے انکار کیا اس کی قضاء کے تابع ہونا ممتنع نہیں۔

قولہ قَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا، اس عبارت سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ دو توجیہوں میں فرق بیان کیا ہے کہ پہلا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرت میں عبادت کے لئے پیدا نہیں کیا؛ ان کو صرف عبادت کی تکلیف دینے کے لئے پیدا کیا۔ بعض نے اس پر عمل کیا اور بعض نے عمل نہ کیا جیسا کہ حدیث میں ہے كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے آگے ان کا عمل مختلف ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا: اِعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ "تم عمل کرتے رہو ہر ایک کا عمل اس کے لئے آسان کیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ان توجیہات کا مقصد یہ ہے کہ کافر جنوں اور

Marfat.com

اَلدَّلْوُ الْعَظِیْمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَرَّةٍ صَیْحَةٍ ذَنُوْبًا سَبِیْلًا اَلْعَقِیْمُ

انسانوں کے عمل نہ کرنے اور اللہ کی عبادت نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا تخلّف لازم نہیں آتا۔

قولہ لَیْسَ فِیْهِ حُجَّةٌ لِاَهْلِ الْقَدَرِ ،، اہل قدر معتزلے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ صرف خیر سے متعلق ہوتا ہے۔ شر سے اللہ کا ارادہ متعلق نہیں ہوتا۔ لہٰذا لوگ جو بُرے عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے نہیں کرتے۔ نیز اُن کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے فعل معلّل بالغرض ہوتے ہیں یعنی غرض اللہ کے فعل کی علّت ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ لوگوں کو پیدا کرنے سے اللہ کی غرض عبادت ہے گویا تخلیق خلق کی علّت اللہ کی عبادت ہے۔

اہل سُنّت و جماعت نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی شئ کسی دوسری شئ کا معلّل ہو تو اس کو یہ لازم نہیں کہ وہ شئ یعنی علّت مراد ہو اور دوسری شئ یعنی معلول مراد نہ ہو۔ لہٰذا خلق کا بعلت عبادت معلّل ہونے کو یہ لازم نہیں کہ عبادت مراد ہو اور اس کا غیر مراد نہ ہو۔ ان کے دوسرے عقیدہ کا جواب یہ ہے وقوع تعلیل اس کے وجوب کو لازم نہیں جواز تعلیل کے ہم بھی قائل ہیں لہٰذا ایک مقام میں تعلیل واقع ہو تو اس کو یہ لازم نہیں کہ تمام مقامات میں تعلیل ضروری اور واجب ہو جائے۔ معتزلہ نے اس سے یہ بھی استدلال کیا کہ لوگوں کے افعال ان کی اپنی مخلوق ہیں۔ یعنی لوگ اپنے اعمال کے خالق ہیں ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا اسناد ان کی طرف کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسناد بطورِ کسب ہے اور عبد اس کا محل ہے یعنی عبد کاسب ہے اس لئے عبادت کا اسناد اس کی طرف کیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ بندہ افعال کا خالق ہے۔

قولہ الذنوبؒ ،، سے اس آیت کریمہ فَاِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دلوِ عظیم سے اس کی تفسیر کی۔ لغت کے اعتبار سے ذنوب کے معنی بہت بڑا ڈول ہے جو پانی سے بھرا ہُوا ہو۔ مفسّرین کے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ مجاہد نے راستہ سے، نخعی نے برتن سے قتادہ اور عطاء نے عذاب سے، حسن نے دولت سے۔ کسائیؒ اور اخفش نے حصّہ اور نصیب سے تفسیر کی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ بے شک اُن ظالموں کے لئے عذاب کا ایک حصّہ اور نصیب ہے جیسے ان کے ساتھ والوں کے لئے حصّہ و نصیب ہے تو مجھ سے عذاب نازل کرنے کی جلدی نہ کریں۔ قولہ صَرَّةٍ ،، سے اس آیت کریمہ : فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی صَیْحَةٍ سے تفسیر کی۔ آیت کے معنی یہ ہیں : ابراہیم علیہ السلام کی بیوی چلاتی ہوئی آئی پھر اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا ،،

مجاہد نے ذَنُوْب کی تفسیر سبیل بمعنی راہ سے کی ہے۔ عَقِیْمٌ ،، وہ عورت ہے جسے بچہ پیدا نہ ہو۔ قولہ الْحُبُکِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس

Marfat.com

اَلَّتِیۡ لَا تَلِدُ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ وَالۡحُبُكُ اِسۡتِوَاءُهَا وَحُسۡنُهَا فِیۡ غَمۡرَةٍ فِیۡ ضَلَالَتِهِمۡ یَتَمَادُوۡنَ وَقَالَ غَیۡرُهٗ تَوَاصَوۡا تَوَاطَئُوۡا وَقَالَ مُسَوَّمَةً مُعَلَّمَةً مِنَ السِّیۡمَا

سُوۡرَةُ وَالطُّوۡرِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر نقل کی کہ آسمان ہموار اور خوبصورت ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر مضبوط بنیاد سے کی ہے۔

قولہ فِیۡ غَمۡرَةٍ "، سے اس آیت کریمہ: قُتِلَ الۡخَرّٰصُوۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ غَمۡرَةٍ سَاهُوۡنَ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضلالت سے کی۔ یعنی مارے جائیں دل سے تراشنے والے (اندازہ و تخمینہ کرنے والے) جو جہالت کے نشہ میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور گمراہی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قولہ اَتَوَاصَوۡا، اس آیت کریمہ: اَتَوَاصَوۡا بِهٖ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ " کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ابن عباس کے غیر نے اس کی تفسیر: تَوَاطَئُوۡا "، سے کی ہے۔ یعنی کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں۔ بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔ تواطؤ کے معنی ہیں ایک دوسرے کی بات میں موافقت کرنا۔

قولہ مُسَوَّمَةً " سے اس آیت کریمہ: لِنُرۡسِلَ عَلَیۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ طِیۡنٍ مُّسَوَّمَةً "، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس کے غیر سے اس کی تفسیر نقل کی کہ مُسَوَّمَہ سِیۡمَا بمعنی علامت سے مشتق ہے۔ یعنی ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے علامت کردہ ہیں

قولہ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ "، قتل بمعنی لُعِنَ یعنی جھوٹے لوگوں پر لعنت کی گئی۔ یہاں تفسیر میں کچھ تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے۔ قُتِلَ الۡخَرّٰصُوۡنَ "، خَرّٰصُوۡنَ "، جھوٹے لوگ ہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام نے مرفوع حدیث ذکر نہیں کی، کیونکہ اُن کی شرط کے مطابق ایسی حدیث نہ ملی ہوگی (عینی)

سُوۡرَۂ طُوۡر

ابو العباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ کلبی نے کہا اس میں ایک آیت کریمہ: وَاِنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا

Marfat.com

وَقَالَ قَتَادَةُ مَسْطُوْرٍ مَكْتُوْبٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلطُّوْرُ الْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ رَقٍّ مَنْشُوْرٍ صَحِيْفَةٍ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سَمَاءٌ وَالْمَسْجُوْرِ الْمُوْقَدُ وَقَالَ الْحَسَنُ تُسْجَرُ حَتّٰى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقٰى فِيْهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلَتْنَا نَقَصْنَا

عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ،، مدنی ہے بدر میں مقتول مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی ۴۹ آیات ہیں۔ ثعلبی نے کہا ہر پہاڑ طور ہے، لیکن اس طور سے اللہ کی مُراد وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس میں کلام کیا تھا اور وہ مدین کی زمین ہے۔ اس طور کو سینا کہتے ہیں۔ سینا کے معنی پتھر ہیں یا وہ ایک درخت ہے۔ مقاتل بن حیان نے کہا دو طور ہیں۔ ایک کو طور زیت کہا جاتا ہے۔ دوسرے کو طورِ تین کہتے ہیں؛ کیونکہ یہ دونوں زیتون اور تین اگاتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا جب کفار مکہ نے تکذیب کی تو اللہ نے طور کی قسم کھائی اور وہ نبطی لغت میں پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس میں کلام کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے۔ طورِ زیت میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام بھوک کے باعث فوت ہوئے۔ وہ وادی سلوان کی مشرقی جانب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ مَسْطُوْرٍ سے اس آیت کریمہ: وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ نے اس کی تفسیر مکتوب کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے یا جو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے الواح یا معارف الٰہیہ مراد ہیں جو اولیاء اللہ کے دلوں میں ہیں یا کراماً کاتبین کے دفتر میں جو لکھا گیا ہے۔ مجاہد نے کہا سریانی زبان میں طور کے معنی پہاڑ ہیں لیکن اس سے مراد وہ طور ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ہوئی تھی۔

قولہ مَنْشُوْرٍ ،، سے اس آیت کریمہ: فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا رق چمڑہ ہے۔ بعض نے کہا لوح محفوظ ہے۔ کلبی نے کہا جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے تورات لکھی رق منشور بمعنی صحیفہ ہے۔ قولہ والسقف ،، سے اس آیت کریمہ: وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی سقفِ مرفوع سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے چھت کی مانند ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔

قولہ اَلْمَسْجُوْرِ ،، سے اس آیت کریمہ: وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی سلگائے ہوئے سمندر، مسجود

Marfat.com

وَقَالَ غَيْرُهُ تَمُورُ تَدُورُ أَحْلَامُهُمُ الْعُقُولُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْبَرُّ اللَّطِيفُ كِسْفًا قِطَعًا الْمَنُونُ الْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهُ يَتَنَازَعُونَ يَتَعَاطَوْنَ

یعنی مُوْقَدہے سُلگایا ہُوا، بیضاوی نے کہا بحر مسجور پانی سے بھرا ہُوا محیط سمندر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحر مسجور عرش کے نیچے گہرا سمندر ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ وہ غلیظ پانی ہے جسے بحر الحیوان کہتے ہیں۔ وہ نفخہ اولیٰ کے بعد چالیس روز بارش برسائے گا تو لوگ اپنی اپنی قبروں سے زندہ باہر نکلیں گے جیسے نباتات اُگتی ہیں۔ ان آیات کے معنی یہ ہیں۔ در طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت المعمور اور بلند چھت اور سلگائے سمندر کی قسم بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں حسن بصری نے کہا بحر مسجور گرم کیا جائے گا حتیٰ کہ اس کا سارا پانی خشک ہو جائے گا اس میں ایک قطرہ پانی باقی نہ رہے گا۔ یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ "جب سمندر خشک ہو جائیں گے"

قولہ اَلَتْنَاھُمْ "سے اس آیت کریمہ: وَمَا اَلَتْنَاهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ یعنی ہم نے ان کے عمل سے کوئی چیز کم نہیں کی۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے اس کے غیر نے يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ کی تفسیر کی کہ آسمان گردش کرے گا جیسے چکی گھومتی ہے۔ دراصل مَوْر بمعنی اختلاف و اضطراب ہے۔ یعنی آسمان چکی کی طرح گھومیں گے اور اس حرکت میں آئیں گے کہ ان کے اجزاء مختلف اور منتشر ہو جائیں گے۔

قولہ اَحْلَامُهُمْ "سے اس آیت کریمہ: اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَا اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور احلام کی عقول سے تفسیر کی یعنی کیا ان کی عقلیں انہیں یہ بتاتی ہیں۔ یا وہ سرکش لوگ ہیں "کہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے بڑھ رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ "کی تفسیر میں ذکر کیا کہ بَر بمعنی لطیف ہے۔

قولہ کِسَفًا "سے آیت کریمہ: وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا "کی طرف اشارہ کیا اور کِسَف کی قِطَع سے تفسیر کی قطع قطعہ کی جمع ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: کِسَفٌ "کِسْفَہ کی جمع ہے۔ جیسے سِدَر سِدْرہ کی جمع ہے۔ اگر سین ساکن پڑھیں تو یہ مفرد لفظ ہے۔ اس کی جمع اَکْسَاف اور "کسوف" ہے۔ یعنی اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے۔

قولہ اَلْمَنُوْنُ "سے اس کریمہ: اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ "کی طرف اشارہ کیا اور موت سے اس کی تفسیر کی طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "ریب المنون" موت ہے۔

Marfat.com

۴۵۳۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ۔

۴۵۳۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثُوْنِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

قولہ یَتَنَازَعُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِیْهَا وَلَا تَاْثِیْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یتنازعون کی یَتَعَاطَوْنَ سے تفسیر کی ۔ ابو عبیدہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے، لیکن اُنھوں نے یَتَدَاوَلُوْنَ ،، کا اضافہ کیا ہے ۔ اس کے معنی ہیں ۔ ایک دوسرے سے لیتے ہیں ۔ یعنی ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی اور نہ گناہ گاری ،، کاسًا ،، کے معنی شراب کا پیالہ ہے جس کے پینے میں کوئی بیہودگی نہیں اور نہ کوئی فضول بات نہ گالی گلوچ اور نہ جھگڑا ۔ یہ شراب پلانے والے فرشتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر وہ شراب پیئیں گے جبکہ جنت کے سارے لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے بخلاف دنیا کی شراب کے اس کو پیتے وقت اللہ کا نام لینا کفر ہے ۔

۴۵۳۳ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں (میں پیدل طواف نہیں کر سکتی ہوں) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے بعد طواف کر لو میں نے طواف کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ۔ اور اس میں سورۂ طور پڑھتے تھے (حدیث ۱۵۲۱ کی شرح دیکھیں)

۴۵۳۴ — ترجمہ : جُبَیر بن مُطعِم نے کہا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ

Marfat.com

الْمُصَيْطِرُونَ كَادَ قَلْبِي اَنْ يَطِيْرَ قَالَ سُفْيٰنُ فَاَمَّا اَنَا فَاِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ لَمْ اَسْمَعْهُ زَادَ الَّذِيْ قَالُوْا لِيْ

مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے تھے۔ جب اس آیت کریمہ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ الاٰية پہ پہنچے۔ کیا وہ کسی اصل سے نہ پیدا کئے گئے یا (یعنی ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے) یا اُنھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا بلکہ انہیں یقین نہیں۔ یا اُن کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ غالب خود مختار ہیں (ابن عباس نے کہا) قریب تھا کہ میرا دل اُڑ جائے۔ سُفیان نے کہا بہر حال میں نے زہری کو محمد بن جبیر بن مطعم سے حدیث بیان کرتے ہُوئے سُنا کہ سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہُوئے سُنا اور میں نے ان کو نہیں سُنا کہ وہ اس سے زیادہ کیا ہو جو انھوں نے کہا (وہ زیادتی یہ ہے) فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الاٰية "

۴۵۳۴ — شرح

شرح : یعنی کیا یہ لوگ جامد اشیاء کی طرح ماں باپ کے بغیر پیدا ہُوئے کہ ان میں عقل نہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی کوئی حجت قائم نہیں۔ ابن کیسان نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کیا یہ لوگ عبث اور بیہودہ پیدا ہُوئے ہیں۔ ان پر اوامر اور نواہی نہیں ہیں یا اُنھوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہے جب یہ دونوں چیزیں باطل ہیں کہ یہ لوگ نہ تو عبث پیدا ہوئے ہیں اور نہ خود بخود پیدا ہُوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے اس کی حجت ان پر قائم ہے۔ کیا اِن لوگوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ حقیقتِ حال کو یقیناً نہیں جانتے ہیں۔

بعض مفسّرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اگر یہ جائز ہوتا ہے کہ اپنی ذات کی خالقیت کا دعویٰ کر سکتے تو یہ ضرور دعویٰ کرتے کہ اُنھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے چونکہ یہ ممکن نہیں ہے لہٰذا ان کے سب دعوے باطل ہیں لہٰذا انہیں اقرار کرنا چاہیئے کہ ہر شیٔ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے بعد خود اضراب و اعراض کر کے فرمایا بلکہ انہیں کچھ یقین نہیں اور عدم یقین ہی ان کے ایمان کو مانع ہے جو اللہ کی توفیق اور اس کے فضل کے بغیر میسّر نہیں ہوتا۔

Marfat.com

سُوْرَۃُ وَالنَّجْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذُوْ مِرَّةٍ ذُوْ قُوَّةٍ قَابَ قَوْسَيْنِ حَيْثُ الْوَتَرِ مِنَ الْقَوْسِ ضِيْزٰى عَوْجَاءُ وَاَكْدٰى قَطَعَ عَطَاءَهٗ رَبُّ الشِّعْرٰى هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ

یہ سورۃ مکیہ ہے۔ لیکن یہ آیت کریمہ: اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ ،، جو نبہان تمار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مدنیہ ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورت اخلاص کے بعد اور سورۂ عبس سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ۶۲۔ آیات ہیں۔ "وَالنَّجْم،، میں واؤ قسم کے لئے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نجم ثریا ہے۔ عرب ثریا کو نجم کہتے ہیں اگرچہ وہ کئی ستاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مجاہد نے کہا اس سے مراد آسمان کے تمام ستارے ہیں۔ اگرچہ یہ لفظ واحد ہے، لیکن اس کے معنی جمع ہیں ،، اِذَا هَوٰى ،، یعنی جب غائب ہو اور گرا ،، اور ،، مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ،، قسم کا جواب ہے۔ صاحب سے مراد جناب سید کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (عینی)

مجاہد سے ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ "نجم" سے مراد قرآن کریم ہے۔ اِذَا هَوٰى یعنی جب نازل ہوا۔ بعض نے نجم سے جنس نجوم مراد لی ہے۔ بعض نے کہا نجم وہ نباتات ہیں جو زمین پر بکھر جاتی ہیں اور ان کا پیڑ نہیں ہوتا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ "نجم" سے مراد سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سُوْرَۃ والنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ ذُوْ مِرَّةٍ ،، مجاہد نے کہا ذُو مِرَّة بمعنی ذو قُوَّة ہے۔ یعنی بہت طاقتور، وہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں تحت الثریٰ سے اپنے پر پر اٹھائیں اور آسمان تک لے گئے پھر ان کو الٹ دیا۔

قولہ قَابَ قَوْسَيْنِ ،، دو کمانوں کے درمیان کا فاصلہ یا اس سے قریب تر، ضحاک نے کہا ،، ثُمَّ دَنٰى ،، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فَتَدَلّٰى ،، اور سجدہ میں گر گئے اور دو کمان یہ

Marfat.com

اَلَّذِیْ دَنٰی دَنٰی مَا فُرِضَ عَلَیْہِ اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ سَامِدُوْنَ

یہ نقلِ مکان نہ تھا۔ آپ اللہ کے حکم سے قائم تھے جیسے کوئی کسی شئ سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا قدم کسی مکان پر مستقر نہیں ہوتا ،، قاب، قاد اور قِیْدُ، شئ کی مقدار ہے۔

جمہور مفسرین نے کہا قوس سے مراد کمان ہے جس کے ساتھ تیر پھینکا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے کہا قوس سے مراد کلائی ہے۔ جس کے ساتھ اشیار کی پیمائش کی جاتی ہے۔ ابن مردویہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت اس قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قاب مقدار ہے اور قوسین دو کلائیاں ہیں۔ یعنی محب اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں دو ہاتھوں کی مقدار کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ یہ دراصل قَابَیْ قوسین تھا اس کو قلب کرکے قاب قوسین کہا ہے مراد بھی یہی ہے کیونکہ ایک قوس کے دو قاب ہوتے ہیں۔

قولہ ضِیْزٰی ،، سے اس آئت کریمہ ،، تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور عَوْجَاء یعنی ٹیڑھی سے اس کی تفسیر کی۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ یہ ظالمانہ تقسیم ہے کہ تم نے اپنے رب کے لئے ایسی اولاد بنائی جسے تم مکروہ جانتے ہو۔

ابن سیرین نے کہا یہ تقسیم مساوی نہیں کہ تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سارے انسان اس کی مملوک ہیں۔ مملوک اولاد نہیں ہوسکتی۔

قولہ اَکْدٰی ،، سے اس آئت کریمہ" اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَكْدٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَطَعَ بمعنی عَطَاءَہٗ اپنا عطیہ روک لیا۔ پورا نہ کیا سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اپنی بخشش کو دور کیا یہ آئت کریمہ ولید بن مغیرہ کی شان میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین میں اتباع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلائی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہوگیا ہے۔ اس نے کہا میں نے عذابِ الٰہی کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافر نے اس سے کہا اگر تو شرک کی طرف لوٹ آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمے لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف اور مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہوگیا اور جس شخص سے مال دینا ٹھہرایا تھا اس نے تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔ اس لئے مولیٰ کریم نے فرمایا تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک لیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آئت ابوجہل بن ہشام کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم محمد ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدرے قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی وہ آئندہ امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید اور

Marfat.com

اَلْبَرْطَمَۃُ هُوَ ضَرْبٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ

موافقت کیا کرتا تھا۔ اَکْدٰی ،، کُدْیہ سے ہے اور کدیہ اس پتھر کو کہتے ہیں جو کنواں کھودتے وقت اس میں ظاہر ہو اور کھدائی سے روکے اور پانی سے ناامید کر دے، چنانچہ محاورہ ہے کہ جب کوئی بخل کرے تو کہا جاتا ہے کدیت اصابعہ اور جب ہاتھ کچھ نہ کرے اور تھک جائے تو "کدیت یدہ کہا جاتا ہے۔

قولہ رَبُّ الشِّعْرٰی ،، سے اس آیت کریمہ : وَاَنَّہٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور مرزم الجوزاء ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی شعریٰ ستارہ ہے جو جوزاء کے بعد طلوع کرتا ہے۔ مرزم کی میم مکسور راء ساکن اور زاء مفتوح ہے۔ شعریٰ دو ستارے ہیں۔ ایک غُمَیْصَاء دوسرا عبور ہے۔ پہلا برج۔ اسد میں ہے دوسرا برج جوزاء میں ہے۔ ابوحنیفہ دینوری نے کہا غُمَیْصَاء اور عَبُور ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ان دونوں کے درمیان مجرہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک بار ہی طلوع کرتے ہیں۔ قبیلہ خزاعہ شعریٰ عبور کی پوجا کرتے ہیں جو بہت روشن ہے۔ اس کا پہلا پرستار ابوکبشہ ہے جو بت پرستی ترک کرکے عبور کی پوجا کرتا تھا۔ (تیسیر القاری دعینی)

قولہ وَفّٰی ،، سے اس آیت کریمہ : وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن امور کو پورا کیا جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر فرض کئے تھے۔ زُجاج نے کہا ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے چند امور میں امتحان لیا جن کو اُنھوں نے پورا کر دیا اُن میں سے ایک اپنے بیٹے کو ذبح کرنا تھا۔

قولہ اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ ،، سے اس آیت کریمہ : اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ کی طرف اشارہ کیا اور اقتربت الساعۃ سے تفسیر کی یعنی قیامت کی گھڑی قریب ہوگئی۔ اس کے سوا کوئی اور ظاہر نہیں کرے گا۔

قولہ سَامِدُوْن ،، سے اس آیت کریمہ "تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا سُمُوْد بمعنی بَرْطَمَۃ ہے۔ بعض برطمہ نون سے پڑھتے ہیں۔ دونوں بمعنی اعراض ہیں مفسرین سامدون کی تفسیر لہوون اور غافلون سے کرتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ دَعْ عَنْكَ سُمُوْدَكَ یعنی لَهْوَكَ ،، یہ اہل یمن کی لغت ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں تم ہنستے ہو روتے نہیں، حالانکہ تم غفلت اور کھیل کود میں ہو۔ سُفیان بن عُیَیْنہ نے کہا برطمہ یہ ہے اپنی ٹھوڑی کو سینہ کی طرف لے گئے۔ بعض نے کہا برطمہ غصّہ سے رگوں کا پھول جانا ہے مُبَرْطِم کے معنی متکبر ہیں۔ بعض نے کہا یہ گانا جو سمجھ نہیں آتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا سامدون کے معنی ہیں وہ حمیری لغت میں گاتے تھے۔

قولہ اَفَتُمَارُوْنَہٗ ،، سے اس آیت کریمہ : اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَفَتُجَادِلُوْنَ سے اس کی تفسیر کی۔ یہ تفسیر ابراہیم نخعی نے کی ہے۔ حمزہ نے اَفَتَمْرُوْنَ ،، پڑھا ہے۔ اس کے

Marfat.com

أَفَتُمَارُوْنَهٗ أَفَتُجَادِلُوْنَهٗ وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُوْنَهٗ يَعْنِيْ أَفَتَجْحَدُوْنَهٗ وَقَالَ مَازَاغَ الْبَصَرُ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا طَغٰى وَلَا جَاوَزَ مَا رَاٰى فَتَمَارَوْا كَذَّبُوْا وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا هَوٰى غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَغْنٰى وَأَقْنٰى أَعْطٰى فَأَرْضٰى

اس کے معنی ہیں کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ یعنی کیا اُن سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شبِ معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔

قولہ "مَازَاغَ"، آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم ہوا آپ اس سے آگے نہ بڑھے اور نہ مقصود اِدھر اُدھر مائل ہوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں۔ آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے۔ دائیں بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔

قولہ "فَتَمَارَوْا"، یہ سورۂ قمر کی آیت ہے۔ یہاں سہوِ ناسخ سے واقع ہوئی ہے۔ اس کے معنی "کذبوا" ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا تمارٰی بمعنی تکذیب ہے۔ اور یہ اسی سورت کی آیت ہے۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى، تو اے سننے والے اپنے رب کی کونسی نعمتوں میں شک کرے گا۔ پس یہ خطاب مطلق انسان کے لئے ہے۔ تفسیر نسفی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن یہ اچھا نہیں نہ ہمیں ہی پسند ہے کذا قال عینی۔

قولہ "إِذَا هَوٰى"، سے اس آیت کریمہ: وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں حسن بصری نے کہا هَوٰى بمعنی غرب ہے۔ بعض نے کہا ہوی بمعنی نزل ہے یہ هَوٰى يَهْوِي سے ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں جس وقت آسمان سے تشریف لائے (عینی وتیسیر القاری)

قولہ "أَغْنٰى"، سے اس آیت کریمہ: وَأَنَّهٗ أَغْنٰى وَأَقْنٰى، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا أَعْطٰى فَأَرْضٰى دیا اور راضی کر دیا۔ ابو صالح نے کہا لوگوں کو مال کے ساتھ غنی کر دیا اور اصولِ اموال دیئے۔ ضحاک نے سونے، چاندی اور مختلف اموال کے ساتھ غنی کیا اور اونٹوں بکریوں اور گائے کے ساتھ خوش کیا۔ اخفش نے کہا: أَغْنٰى بمعنی افقر ہے۔ بہت سمجھدار"

Marfat.com

۴۵۳۵ — حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ يَا اُمَّتَاهُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِىْ مِمَّا قُلْتَ اَيْنَ اَنْتَ مِنْ ثَلٰثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ ...... اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ مَا فِىْ غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْاٰيَةَ وَلٰكِنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ فِىْ صُوْرَتِهٖ مَرَّتَيْنِ —

۴۵۳۵ — ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے میری ماں! کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب معراج) میں اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جو تو نے کہا ہے (یہ سن کر) میرے بال کھڑے ہو گئے ہیں۔ تو تین چیزوں سے کہاں ہے جس نے تجھے ان کی خبر دی اس نے جھوٹ بولا۔ جس نے تجھے یہ خبر دی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت کریمہ : لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ نظریں کوئی اللہ کو نہیں پاتا اور وہ سب کو پاتا ہے۔ اور وہ لطیف خبیر ہے۔ اور کسی بشر کو مناسب نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ "، اور جس نے تجھے خبر دی کہ آپ کل کی خبریں جانتے ہیں۔ پس اس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت کریمہ : وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا پڑھی کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور جس نے تجھے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وحی چھپا رکھی ہے تو وہ جھوٹا ہے پھر پڑھا " اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو تجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس کو لوگوں تک

Marfat.com

پہنچا دے"، لیکن آپ نے جبرائیل علیہ السلام کو دو بار اس کی اصلی شکل میں دیکھا۔

۴۵۲۵ — شرح: قولہ یا اُمَّتَاہ "آخر میں الف اور ہا زائد ہے ہا وقف کے لئے ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ندا آء کے وقت وقف میں "یا ابہ یا امہ" پڑھتے ہیں۔ اگر وقف نہ کریں تو وصل کے وقت "یا اَبَتِ یا اُمَّتِ" پڑھتے ہیں۔ اور مندوبہ کے وقت یا اَبَتَاہ یا اُمَّتَاہ کہتے ہیں اس میں ہا وقف کے لئے ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا "یا اُمَّتَاہ" ندبہ نہیں کیونکہ ندبہ میں کسی پر افسوس مطلوب ہوتا ہے یہاں افسوس کا مقام نہیں۔

قولہ قَفَّ شَعْرِی"، یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی گھبراہٹ سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے، کیونکہ خوف کے وقت چمڑہ منقبض ہوجاتا ہے۔ اس سے بال کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا اَیْنَ اَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ یعنی سمجھ جاہئے کہ ان اشیاء کو ذہن میں جگہ دیں تاکہ جو ان کا قائل ہے اس کا جھوٹ ظاہر ہوجائے۔ ان تین میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے یہ خبر دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اپنا رب دیکھا ہے اس نے جھوٹ کہا پھر اللہ کی رؤیت کی نفی پر دو آیتوں سے استدلال کیا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ"، یعنی ابصار اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کرسکتیں اور عدم ادراک رؤیت کی نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ"، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر سے کلام کرنے کو تین امور میں منحصر کیا۔ اُن میں سے ایک وحی ہے کہ کسی کے دل میں کوئی شئ ڈال دیتا ہے دوسرے یہ کہ پس پردہ کلام کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کو اللہ کا کلام پہنچاتا ہے۔ ان تینوں امور میں کلام کرنے کی حالت میں رؤیت کی نفی ہوتی ہے! لیکن یہ استدلال تام نہیں! کیونکہ پہلی آیت میں ادراک سے مراد احاطہ ہے عدم احاطہ عدم رؤیت کو مستلزم نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی مرفوع حدیث سے رؤیت کی نفی نہیں کی اگر ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث ہوتی تو ضرور ذکر کرتیں۔ انہوں نے صرف ظاہر آیت کریمہ سے استنباط پر اعتماد کیا ہے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی مخالفت کی ہے اور قاعدہ ہے کہ جب صحابی کوئی بات کرے اور ان میں سے دوسرا صحابی اس کے قول کی مخالفت کرے تو بالاتفاق اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی رؤیت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مخالفت کی ہے، چنانچہ امام ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

ابن خزیمہ نے قوی اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ کعب الاحبار اور زہری نے بھی یہی کہا ہے۔

عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اثبات رؤیت کی روائت کی ہے۔ جب کوئی اُن سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا رؤیت سے انکار ذکر کرتا تو اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتے اور اُنھوں نے کتاب التوحید میں ثابت کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رؤیت دو بار ہوئی ہے ایک بار مبارک آنکھ سے اور دُوسری بار قلب شریف سے ہُوئی ہے۔ واللہ اعلم!

دُوسری آئت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس سے مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہوتی۔ البتہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ حالتِ رؤیت میں کلام نہیں ہُوا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ رؤیت ہُوئی اور کلام نہ ہُوا۔

قولہ مَنْ حَدَّثَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ ،، یہ مذکورتین امور سے دوسرا ہے کہ جس نے خبر دی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل میں ہونے کو جانتے ہیں وہ جھوٹا ہے اور اس آئت کریمہ سے استدلال کیا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اعلام والہام کے بغیر نہیں جانتے ورنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے حوادث اور واقعات تفصیلاً بیان فرمائے ہیں یہ تمام بذریعہ وحی تھے۔ بلکہ خواصانِ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو فیض رسول سے مستفیض ہیں۔ قیامت تک ہونے والے واقعات وہ بھی جانتے ہیں؛ چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں سورۂ ذاریات کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ایک وجہ سے حاکم نے اور ایک دوسری وجہ سے شیخ عبدالرزاق نے ابوطفیل سے روائت کی تصحیح کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا وہ خطبہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم قیامت تک جو واقعات ہونے والے ہیں میں سب بیان کروں گا۔ اسی سورت میں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ الحاصل آئت کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب رسُولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ پس حضرات انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے غیب پر مطلع ہوتے ہیں اور اولیاء کرام نبیوں کے تابع ہیں وہ بھی باطلاع اللہ مغیبات پر مطلع ہیں واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ مَنْ حَدَّثَ أَنَّهُ كَتَمَ ،، یہ تیسری شئ ہے کہ جس نے تمہیں خبر دی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے احکام سے کچھ مخفی رکھا ہے۔ اُس نے جھوٹ کہا؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام کی تبلیغ فرض ہے۔ آپ اُن سے کوئی شئ مخفی نہیں رکھ سکتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول جو تجھ پر نازل ہُوا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو! واللہ ورسُولہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى حَيْثُ الْوَتَرِ مِنَ الْقَوْسِ

۴۵۳۶ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

۴۵۳۶ — ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے زر بن حبیش کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ محب اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ زر نے کہا ہمیں عبداللہ بن مسعود نے خبر سنائی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے چھ سو پر تھے (حدیث ۲۹۹۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۳۶ — شرح: قولہ لہ ستمائۃ جناح، یہ جملہ اسمیہ حالیہ واؤ کے بغیر ہے۔ بخاری کے غیر کی روایت میں ہے کہ جبرائیل کے بالوں سے موتی اور یاقوت گرتے تھے۔ نسائی کی روایت میں یَتَنَاثَرُ مِنْهَا تَهَاوِيْلُ الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ، یعنی ان سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت گرتے تھے۔ تہاویل تہوال کی جمع بمعنی اختلاف اللون ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا۔ علماء سلف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے دیکھنے میں اختلاف کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے رؤیت کا انکار کیا ہے جبکہ ایک جماعت رؤیت کے اثبات کی قائل ہے۔

عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے۔ ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر سے اس کو ثابت کیا ہے اور ان سے جب ام المؤمنین کا انکار ذکر کیا جاتا تو بڑے زور سے کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابن عباس

Marfat.com

باب قوله فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى

کے تلامذہ یہی کہتے ہیں۔ کعب الاحبار، زہری اور ان کے شاگرد معمر اور دیگر علماء نے اسی پر یقین کیا ہے۔ اشعری اور ان کے اکثر اتباع بھی یہی کہتے ہیں۔ پھر اختلاف اس بات میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے یا قلب شریف سے دیکھا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس سے مطلق اور مقید دونوں طرح کی روایات ہیں۔ لہذا مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کرنا ضروری ہے؛ چنانچہ امام نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ اسے ذکر کیا اور حاکم نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس سے اس روایت کی تصحیح کی کہ انھوں نے کہا کیا تمہیں اس بات میں تعجب ہے کہ خُلّت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے کلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رؤیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روایت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دیکھا ہے۔ اس میں اتفاق کی یہی صورت ہے کہ آپ نے ایک بار سر کی آنکھ سے دیکھا اور ایک بار قلب شریف سے دیکھا۔ اور قلب کی رؤیت ایسی تھی جیسے آنکھ سے رؤیت ہوتی ہے۔ محض حصول علم نہ تھا؛ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بالدوام عالم ہیں۔ آپ کو قلبی رؤیت اس طرح تھی کہ آپ کے قلب شریف میں رؤیت پیدا کی گئی جیسے غیر کو دیکھنے کے لئے آنکھ میں رؤیت پیدا کی گئی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے اور ام المؤمنین کے انکار کا مفصل جواب ذکر کیا۔ کما مر۔

باب ۴ ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پروردگار عالم نے اپنے بندہ کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی“

تفسیر حسن بصری، ربیع اور ابن زید سے روایت ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی اور وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب تمام نبیوں پر جنت میں داخل حرام ہے جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ اسی طرح تیری امت جب تک جنت میں داخل نہ ہو کسی امت کے لئے جنت میں داخل ہونا

Marfat.com

۴۵۳۷ ـ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

جائز نہ ہوگا۔ (تیسیر القاری)

ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اکثر مفسرین یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی۔ بعض نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی۔ اقول اس تقدیر پر آیت کریمہ کے معنی میں عبارت مقدر کرنا ہوگی! وہ یہ کہ فاوحیٰ جبرائیل الیٰ عبدہٖ ای عبد اللہ محمدٍ ولا یخفی ما فیہ من التکلف» واللہ اعلم!

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ تمام ضمیریں لفظ اللہ کی طرف راجع ہیں۔ جعفر بن محمد نے کہا اللہ نے اپنے بندے کو بلا واسطہ وحی کی اور آپ کے قلب شریف میں وہ اسرار ڈالے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے "صلی اللہ علیہ وسلم"

۴۵۳۷ ـ ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے زِرّ بن حُبیش سے اس آیت کریمہ: فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا سرور کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھا جبکہ اس کے چھ سو پر تھے۔

۴۵۳۷ ـ شرح: یہ پہلی حدیث کا دوسرا طریقہ ہے۔ یعنی اس آیت کریمہ میں مذکور "عبد"، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے دیکھا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ جیسے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے۔

پس عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں: جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی! کیونکہ عبد اللہ کا ملاپ ہی یہ ہے کہ جو قریب ہوئے تھے وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انھوں نے ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی تھی "۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہم نے عنقریب کر دی ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی

۴۵۳۸ — حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی رَفْرَفًا اَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ

بَابُ قَوْلِهٖ اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنے ربّ کی بڑی بڑی آیات دیکھیں،،

۴۵۳۸ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی آیات دیکھیں،، اور آپ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے اُفق کو روک رکھا تھا۔

۴۵۳۸ — شرح : نسائی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو رفرف پہ دیکھا اُس نے آسمان اور زمین کو بھرا ہوا تھا۔ بیہقی نے کہا رفرف جبرائیل علیہ السلام کی اصلی صورت ہے جو آسمان میں ہے۔ قرطبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ "دَنٰی فَتَدَلّٰی" میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ فتدلّی الرفرف لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلة المعراج فجلس علیه ثم دنٰی "یعنی شبِ معراج میں رفرف سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ اس پر بیٹھ گئے پھر اُوپر پرواز کی اور اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فرمایا جبرائیل مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں خاموش ہو گئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سنا۔ اس تقدیر پہ رفرف ریشمی باریک خوبصورت کپڑا ہے جس پہ بیٹھتے ہیں۔ اس کو پردے میں بھی استعمال کرتے ہیں (قسطلانی) الحاصل اس مسئلہ کے متعلق محدثین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

شیخ سعدی نے کہا : ؎ اگر یک سرِ موئے برتر پرم ❊ فروغِ تجلی بسوزد پرم

Marfat.com

۴۵۳۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْهَبِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيْقَ الْحَاجِّ

۴۵۴۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

۴۵۳۹ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: "اللَّاتَ وَالْعُزّٰى" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستو بنایا کرتا تھا۔

۴۵۳۹ ـــ شرح: لات ایک آدمی تھا جو موسم حج میں ستوؤں سے حاجیوں کی جماعت کی خدمت کرتا تھا۔ اس لئے لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس کی عمر بہت لمبی ہوئی ہے۔ جس پتھر پر وہ بیٹھا کرتا تھا لوگوں نے اس کے مرنے کے بعد اسے بت کی شکل بنا کر اس کا نام لات رکھا۔ کچھ مدت گزر جانے کے بعد لوگوں نے اس پتھر کی عبادت کرنا شروع کر دی جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا۔ اس کو لات اس کے فعل کے اعتبار سے کہتے ہیں۔ فانہ کان یلتُّ السویق، یہ طائف میں رہتا تھا۔ بعض نے کہا مکہ میں تھا۔ ابن زید نے کہا یہ نخلہ میں مکان تھا اس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عزّیٰ غطفان کا ایک درخت تھا جس کی غطفانی پوجا کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا یہ وہی ہے جس کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بھیجا تھا خالد نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا

۴۵۴۰ ـــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے اور اپنی قسم میں لات و عزّیٰ ذکر کرے تو فوراً کہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلتا ہوں وہ فوراً صدقہ کرے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى

۴۵۴۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنَّمَا كَانَ مَنْ اَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ

۴۵۴۰ — شرح: قسم صرف معبود کی کھائی جاتی ہے جس کی تعظیم کی جاتی ہے۔ جب کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے اس قسم میں کافروں سے مشابہت کی۔ اس لئے اس کے ازالہ کے لئے کلمہ توحید، ذکر کرے، کیونکہ اس سے اصنام کی تعظیم کا ازالہ ہوتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کی قسم کھالی یا کہا اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی نصرانی یا اسلام سے بیزار ہوں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں وغیرہ وغیرہ سے قسم منعقد نہیں ہوتی اس پر لازم ہے کہ استغفار کرے اور لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ وہ مذکور کام کرے یا نہ کرے اس پر کفارہ واجب نہیں امام شافعی، مالک اور دیگر علماء کی یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمام میں اس پر کفارہ واجب ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اگر کہا کہ یہ کام کیا تو وہ یہودی ہے یا اسلام سے بیزار ہے تو یہ ہمارے مذہب میں قسم ہے اگر اس نے وہ کام کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر ان امور کو فعل ماضی سے معلق کیا تھا اور وہ قسم کھانے کے وقت جانتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو بعض علماء نے کہا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے موجود شرط سے معلق کیا ہے۔ یہ کفر سے رضامندی ہے۔ بعض نے کہا کافر نہ ہوگا اور نہ ہی اس پر کفارہ لازم ہے شیخ الاسلام شیخ زادہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ یہ کام مستقبل میں کرے گا تو بعض علماء نے کہا کافر نہ ہوگا اور اس پر کفارہ واجب ہے۔ صحیح جواب یہ ہے جو امام سرخسی نے کہا ہے کہ اس طرح کی قسم میں دیکھا جائے گا اگر قسم کھانے والا کا اعتقاد یہ ہے کہ ایسی قسم کھانے سے کافر ہو جاتا ہے تو فی الحال کافر ہو جائے گا اگر اس کا اعتقاد یہ نہیں تو کافر نہ ہوگا اس کی قسم فعل ماضی میں ہو یا مستقبل میں ہو (عینی)

قولہ تعالیٰ یہ تعالیٰ باب تفاعل کی مصدر سے امر ہے اور "تقامر"، اس کا جواب مجزوم ہے۔ قمار یہ ہے کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ فلاں کام میں یا فلاں بات میں دوسرے پر غلبہ کرلے تاکہ جو مال داؤ پر لگایا ہے۔ وہ قبضہ میں کرلے یہ بالاتفاق حرام ہے۔ ایسی بات کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ کرے تاکہ اس کا گناہ زائل ہو جائے۔

Marfat.com

لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ
مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَطَافَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ.
قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا هُمْ
وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ مِثْلَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ
صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَا نَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهُ

باب ___ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تیسرا منات ہے!

آئت کریمہ میں "اُخریٰ"، عُزّیٰ کی صفت ہے، کیونکہ پہلا لات اور دوسرا عزّیٰ ہے ثالثہ کو اُخریٰ نہیں کہا جاتا۔ خلیل نے یہ اس لئے کہا ہے کہ آیات کے رؤس ایک جیسے ہوں۔ بعض نے کہا یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل اس طرح تھا
"أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ الْأُخْرَىٰ وَمَنَاةَ"

۴۵۷۱ ___ ترجمہ: زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سُنا کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا (میں نہیں دیکھتا کہ جو کوئی صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اس کو گناہ ہو) ام المومنین نے فرمایا کہ جو لوگ مناۃ طاغیہ میں جو مشلل میں ہے حرام باندھتے وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ" نازل فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے دونوں کے

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا

۴۵۴۲ ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ تَابَعَهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ۔

درمیان طواف (سعی) کیا سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا۔ مناتؔ مُشَلَّلْ میں قُدَید کے قریب ہے۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے زُہری سے روایت کی کہ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی وہ اور غسّانی اسلام لانے سے پہلے مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے۔ مَعْمَر نے زُہری سے روایت کی کہ عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انصار کے چند لوگ مناۃ کا احرام باندھتے تھے مناتؔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بُت تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبیَّ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مناۃ کی تعظیم کے لئے صفاء اور مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے۔

۴۵۴۱ ــ شرح: یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا جبکہ اس وقت کمسن تھا کہ مجھے فرمائیں: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا، کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے علامات ہیں جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کچھ حرج نہیں کہ ان کے درمیان طواف کرے۔ عروہ نے کہا میرے نزدیک اگر کوئی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جو مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے۔ وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے۔ اس میں وہ اس بُت کی تعظیم کرتے تھے، کیونکہ وہ "مُشَعَّل" (صفا مروہ کے درمیان) میں نہ تھا اس میں "اُساف اور" نائلہ" دو بُت تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا ردّ کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ ان کا طواف کیا (حدیث ۱۵۴۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۴۲۴۳ — حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَوَّلُ سُوْرَةٍ أُنْزِلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ اَلنَّجْمُ قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کو سجدہ کرو! اور اس کی عبادت کرو!

۴۵۴۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور سب نے سجدہ کیا۔ عبدالوارث کی ابراہیم بن طہمان نے ایوب سے روایت کرنے میں متابعت کی اور ابن علیہ نے ابن عباس کو ذکر نہیں کیا "

۴۵۴۲ — شرح: اس مجلس میں مشرکوں نے سجدہ کیا کیونکہ یہ سب سے پہلے سجدہ کی آیت ہے جو نازل ہوئی تو مشرکوں نے مسلمانوں کا معارضہ کرنے کے لئے اپنے بتوں کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اُنھوں نے قصداً نہ کیا تھا یا اُنھوں نے اس مجلس میں مسلمانوں سے خائف ہوکر کیا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر تلاوت کے وقت شیطان نے یہ القا کیا تھا۔ تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى ۔ إِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى " نقلاً اور عقلاً صحیح نہیں۔

(اس کی مکمل تفصیل حدیث ع ۱۰۱۴ کی شرح میں دیکھیں)

۴۵۴۳ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پہلی سورت جو نازل ہوئی جس میں سجدہ ہے وہ سورہ نجم ہے۔ عبداللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ مگر ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اس نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس پر سجدہ کیا اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کافر قتل ہوا اور وہ اُمیّہ بن خلف ہے

Marfat.com

سُوْرَۃُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ مُجَاھِدٌ مُسْتَمِرٌّ ذَاھِبٌ مُزْدَجَرٌ مُتَنَاھِیْ وَازْدُجِرَ فَاسْتُطِیْرَ جُنُوْنًا دُسُرٍ اَضْلَاعُ السَّفِیْنَۃِ لِمَنْ کَانَ کُفِرَ یَقُوْلُ کُفِرَ لَہٗ

۴۵۳۸ — شرح : مٹھی بھر مٹی اُٹھا کر اس پر سجدہ کرنے والا یہ آدمی اُمیّہ بن خلف تھا جو بدر میں کُفر کی حالت میں قتل ہُوا تھا۔ اُس نے مٹی ماتھے پر لگا کر کہا تھا مجھے یہی کافی ہے اور سجدہ نہ کیا اگر وہ سجدہ کر لیتا تو ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام نصیب کرتا۔ ابن سعد کی روایت میں یہ شخص ولید بن مغیرہ ہے جس نے سجدہ نہ کیا تھا۔ بعض نے کہا یہ سعید بن عاص ابن اُمیّہ ہے۔ بعض نے کہا ان دونوں نے سجدہ نہ کیا تھا، لیکن یہ تمام محلِ نظر ہیں کیونکہ صحیح حدیث میں تصریح ہے کہ یہ شخص امیہ بن خلف ہے اور جن کافروں کا مذکور حضرات نے ذکر کیا ہے اُن میں سے کوئی بدر میں قتل نہیں ہُوا تھا۔ بدر میں امیہ بن خلف قتل ہُوا تھا جس کے قتل کی خبر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مدت پہلے ذکر فرمائی تھی اس کی تفصیل ابتداء مغازی میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ (حدیث ۱۰۱۰ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۃُ اِقْتَرَبَ السَّاعَۃُ

اس کو سورہ قمر بھی کہتے ہیں یہ مکیّہ ہے مگر یہ تین آیات : اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ، سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَۃُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ ۔ اس کی ۵۵ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ مُسْتَمِرٌّ سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ کی طرف اشارہ کیا اور ذَاھِبٌ سے اس کی تفسیر کی۔ عبدالرزاق نے معمر، قتادہ کے ذریعہ انس سے روایت کی

Marfat.com

جَزَآءً مِّنَ اللّٰہِ مُحْتَضَرٌ یَحْضُرُوْنَ الْمَآءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ مُّھْطِعِیْنَ

مُسْتَمِرٌّ کے معنیٰ ذَاھِبٌ ہیں۔ مفسرین نے کہا یعنی عنقریب زائل اور باطل ہوگا، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ مَرَّ الشَّیْءُ وَاسْتَمَرَّ، شیٔ زائل ہوگئی۔ ضحاک نے مضبوط، شدید اور قوی سے تفسیر کی ہے، کیونکہ جب رسّی سخت مضبوط اور قوی ہوجائے تو کہتے ہیں: مَرَّ الْحَبْلُ، ربیع سے بمعنی نافذ منقول ہے۔ بعض نے بمعنی ماضی کہا ہے۔ بعض نے ایک دوسرے کے مشابہ سے تفسیر کی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "مکہ والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و نبوت پر دلالت کرنے والی اگر کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ قولہ مُزْدَجَرٍ، سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ جَآءَھُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِیْہِ مُزْدَجَرٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور مُتَنَاہٍ، سے اس کی تفسیر کی یعنی انتہائی ڈانٹ، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں بے شک اُن کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی کفر سے روک تھی کہ پچھلی امتیں اپنے رسولوں کی تکذیب کرنے کے سبب ہلاک ہوئیں۔ مُزْدَجَر دراصل مُزْتَجَرٌ تھا۔ باب افتعال سے اسم مفعول ہے۔ تاء کو دال سے بدلا ہے۔ قولہ وَازْدُجِرَ، سے اس آیت کریمہ: وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ، کی طرف اشارہ کیا اور اُسْتُطِیْرَ جُنُوْنًا، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے کہ وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا اور دھمکایا کہ اگر تم تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے یہ ابن زید سے نقل کیا ہے۔ مجاہد نے کہا اُزْدُجِرَ بمعنی اُسْتُطِیْرَ جُنُوْنًا ہے۔ یعنی اس کا جنون دراز ہوگیا ہے۔ قولہ دُسُرٍ، سے اس آیت کریمہ: وَحَمَلْنَاہُ عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اَضْلَاعِ سفینہ سے تفسیر کی یعنی ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا۔ اَضْلَاعِ سفینہ اس کے تختے ہیں۔ مفسرین نے کہا دُسُر دِسَار کی جمع ہے اس کے معنی میخیں ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ دَسَرْتُ السَّفِیْنَۃَ، میں نے سفینہ کو میخوں کے ساتھ مضبوط کیا۔ یہ ابن عباس کی تفسیر ہے حسن بصری نے صدرِ سفینہ سے تفسیر کی ہے۔ دراصل دُسُر بمعنی دفع ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ عنبر وہ شیٔ ہے کہ دَسَرَہُ الْبَحْرُ، جس کو سمندر دفع کرے اسی لئے سفینہ کے اطراف، صدر اور میخوں کو دسر کہتے ہیں کہ وہ کشتی میں پانی داخل ہونے کے منع کرتے ہیں۔

قولہ لِمَنْ کَانَ کُفِرَ، سے اس آیت کریمہ "تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ کَانَ کُفِرَ، کی طرف اشارہ کیا اور جَزَآءً مِّنَ اللّٰہِ، سے اس کی تفسیر کی، یعنی ہم نے نوح اور ان کی کشتی کو طوفان میں غرق ہونے سے سلامت رکھا۔ یہ ان کے عمل کی جزا تھی۔ نسفی نے فراء سے نقل کیا کہ کفر کا متبادر معنی مراد ہے اور کَفَرَ ماضی معروف ہے یعنی جس نے نوح کے ساتھ کفر کیا وہ غرق کر کے

Marfat.com

اَلنَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهُ فَتَعَاطٰى بِيَدِهٖ فَعَقَرَهَا

ہلاک کر دیئے گئے یہ ان کے کفر کی سزا تھی۔

قولہ مُحْتَضَرٌ سے اس آیت کریمہ "وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَیْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور تَحْضُرُوْنَ الْمَآء سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی انہیں خبر دیدے کہ پانی اُن میں حصّوں سے تقسیم ہے۔ ہر حصّہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے یعنی ایک دن اُن کا اور ایک دن اُونٹنی کا جو دن اونٹنی کا ہے اس دن اونٹنی حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اس دن قوم پانی پر حاضر۔ شِرْب" پانی کا حصّہ ہے۔ قولہ مُهْطِعِیْنَ" سے اس آیت کریمہ: مُهْطِعِیْنَ اِلَی الدَّاعِ یَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا یَوْمٌ عَسِرٌ کی طرف اشارہ کیا یعنی بلانے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے مہطعین کے ضمن میں اِہْطَاع کی تفسیر نَسَلَان بمعنی خبب سراع سے کی۔ خَبَب رفتار کی قسم ہے اور سِراع اس کی تاکید ہے۔ ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "مہطعین" بمعنی ناظرین اور قتادہ سے بمعنی عابدین روایت کی ہے۔ احمد بن یحییٰ نے کہا مہطع وہ شخص ہے جو خواری اور خشوع سے دیکھے اور داعی حضرت اسرافیل علیہ السلام ہے۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ اہطاع گردن اُٹھا کر تیز چلنا ہے۔ مطلق دیکھنا بھی ہے۔

قولہ فتعاطیٰ" سے اس آیت کریمہ: فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَهَا" کی طرف اشارہ کیا یعنی اُنھوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی اُس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں اور اس کو ہلاک کر دیا سعید ابن جبیر کے غیر نے کہا۔ اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ ابوذر کی روایت میں فَعَاطَهَا بِیَدِهٖ اور فَتَعَاطَهَا بِیَدِهٖ" مذکور ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا عَاطَهَا" عین کے بعد الف اور اس کے بعد طاء اور ھا اور الف ہے۔ ابن تین نے کہا یہاں عاطہا کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ یہ مقلوب ہو کہ عین کو لام کی جگہ کیا ہو! کیونکہ اس تقدیر "عَطْوٌ" بمعنی تناول ہوگا تو معنی یہ ہوگا۔ فتناولها بیدہٖ" اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا عوط کلام عرب میں نہیں دیکھا گیا اور عیط کے معنی اس کے موافق نہیں۔ شیخ نور الحق محدث دہلوی نے کہا یہ بات مخفی نہیں کہ یہ کلام شارحین کے کتب لغت میں عدم سعی کے باعث ظاہر ہوا ہے۔ جوہری اور قاموس دونوں لغت کی کتابیں ہیں۔ ان دونوں نے لفظ عوط اور عیط لیا ہے لیکن اس مقام میں مقلوب کر کے معنی واضح ہوتا ہے کہ یہ دراصل عطو تھا کہ اس کو عَوط کہتے ہیں اور کلامِ عرب میں عطو بمعنی تناول ہے۔ کما ذکرنا عن القسطلانی۔ ابن فارس نے کہا تعاط بمعنی تجرّا ہے یعنی اُس نے ناقہ کو کھینچا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ یہ شخص قدار بن سالف تھا۔ اپنی قوم میں بہت بہادر تھا۔ اُس نے تیز تلوار لے کر اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

Marfat.com

الْمُحْتَظِرِ لِحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ اُزْدُجِرَ اِنْفَعَلَ مِنْ زَجَرْتُ كُفِرَ فَعَلْنَا بِهٖ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَآءً لِّمَا صُنِعَ بِنُوْحٍ وَاَصْحَابِهٖ مُسْتَقِرٌّ عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ الْاَشِرُ الْمَرِحُ وَالتَّجَبُّرُ

قولہ اَلْمُحْتَظِر ،، سے اس آیت کریمہ :" فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مُحْتَظِر کی تفسیر لِحِظَار سے کی کہ وہ درخت کی جلی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے خبر دی کہ " ہم نے اُن پر ایک سخت آواز بھیجی تو وہ درخت کی جلی ہوئی باڑ کی طرح ہو گئے ۔ یہ فرشتہ کی ہولناک آواز تھی ،، جو اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی قوم پہ عذاب بھیجا تھا جبکہ انھوں نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "مُحْتَظِر ،، وہ ہے جو کوئی اپنی بکریوں کے لئے درخت کی شاخوں اور کانٹوں وغیرہ سے باڑ بناتا ہے کہ وہ درندے سے محفوظ رہیں تو جو اس سے گری پڑی ہوتی ہے ۔ یا بکریوں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ اور باریک ہو جاتی ہے اس کو ہشیم کہا جاتا ہے ۔ یہ حالت ان کی ہو گئی تھی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ روایت بھی ہے کہ وہ بوسیدہ جلی ہوئی ہڈیوں کی طرح ہو گئے یا وہ گھاس کی طرح ہو گئے جسے بکریاں کھاتی ہیں ۔

قولہ وَاُزْدُجِر ،، سے اس آیت کریمہ " وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یہ اشارہ کیا کہ اُزْدُجِرَ ،، افتعال سے ماضی مجہول ہے ۔ اس کا مادہ "زجر" ہے ۔ کیونکہ دراصل اُزْتُجِرَ ،، تھا تاء کو دال سے بدلا تو اُزْدُجِرَ ہوا ۔ یہ زَجَرْتُ سے مشتق نہیں ، کیونکہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے ۔ فعل سے مشتق نہیں ہوتا ۔

قولہ كُفِرَ ،، اس کی تفسیر ابھی گزری ہے یا محض تکرار ہے ۔ اگر اسے یہاں ذکر نہ کیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا ۔ کفر ،، کفرانِ نعمت سے ہے ۔ اور جس کا کفران کیا گیا وہ حضرت نوح علیہ السلام ان کی قوم نے نعمتوں سے کفر کیا ۔ خصوصاً نبی کا وجود بہت بڑی نعمت ہوتی ہے جو انسان کی دنیا میں رشد و ہدایت اور آخرت میں نجات و مغفرت کا سبب ہوتا ہے اس کی طاعت نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے ۔ یعنی ہم نے نوح کے ساتھ یہ کیا کہ ان کی مدد کی اور ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کی قوم کے ساتھ یہ کیا کہ ان کو پانی میں غرق کر دیا ۔ یہ اس فعل کی جزا تھی جو انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ روا رکھا تھا اور انہیں سب و شتم اور مار پیٹ کی تھی اور انہیں دردناک اذیتیں پہنچائی تھیں ۔

قولہ مُسْتَقِرٌّ ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

۴۵۴۴ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا ۴۵۴۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِىٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِىْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا

اور اس کی عذاب حق سے تفسیر کی۔ یعنی صبح تڑکے اُن پر ٹھہرنے والا عذاب آیا جو عذاب آخرت تک باقی رہے گا۔ قولہ "اَلْاَشِرُ"، سے اس آیت کریمہ: "بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور مرح اور تجبّر سے اس کی تفسیر کی یعنی بلکہ یہ سخت جھوٹا اترانے والا ہے۔ نبوّت کا دعویٰ کرکے بڑا بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترانے والا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شق ہوگیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ہیں

۴۵۴۴ ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہُوا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کے نیچے پڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس معجزہ پر تم گواہ رہو۔"

۴۵۴۴ شرح: مشرکین مکہ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ نبوت کے

Marfat.com

۴۵۴۶ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۴۷ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلَ أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

کے دعویٰ میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھائیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر پڑا اور دوسرا ٹکڑا مقام قیقعان پر گرا جن کو سویدا بھی کہتے ہیں جبکہ حراد دونوں ٹکڑوں کے درمیان تھا۔ جمعرات کو یہ معجزہ رُونما ہُوا۔

(حدیث ع۲۴۰۴ جلد، ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۴۵ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا چاند دو ٹکڑے ہُوا جبکہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ دو ٹکڑے ہوگیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گواہ ہوجاؤ، تم گواہ ہوجاؤ!"

۴۵۴۵ــــ شرح : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ دوسرا طریق ہے جس میں پہلی حدیث پر کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ "نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"۔ اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ یہ خبر بیان کرنے والے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے انشقاق قمر آنکھوں سے دیکھا اور بعض وہ جو سُن کر خبر دیتے ہیں۔

۴۵۴۶ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہُوا (ابن عباس مخبرین میں سے ہیں۔ انھوں نے خود انشقاقِ قمر نہیں دیکھا۔ (حدیث ع۲۴۰۴ جلد : ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۴۷ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا مکہ والوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ ان کو معجزہ دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کا دو ٹکڑے ہونا دکھایا۔

Marfat.com

۴۵۴۸ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ

۴۵۴۷ ــ شرح : حضرت انس بن مالک بھی مخبرین میں سے ہیں۔ انشقاقِ قمر کی حدیث صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اُن میں سے ابن مسعود ، انس بن مالک اور ابن عباس ہیں ۔ ان کی احادیث بخاری میں مذکور ہیں ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہُوا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہا میں حذیفہ سے مدائن میں ملا تو ان کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہُوا ۔

بیہقی نے اپنے طریق سے جُبیر بن مطعم سے روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہُوا اور ہم مکہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ۔

۴۵۴۸ ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ۔

۴۵۴۸ ــ شرح : یہ پانچ احادیث ہیں جن میں انشقاقِ قمر کا ذکر ہے ان کے راوی ابن مسعود ، ابن عباس اور انس ہیں۔ ابن مسعود کی حدیث میں تصریح ہے کہ وہ انشقاقِ قمر کے وقت موجود تھے ، چنانچہ اُنھوں نے کہا : ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ہمیں فرمایا تم گواہ رہو۔ انس بن مالک انشقاق کے وقت وہاں موجود نہ تھے ، کیونکہ انس مدینہ منورہ میں چار یا پانچ سال کے تھے اور انشقاقِ قمر کا معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہُوا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے ۔ وہ صحابہ کرام سے سُن کر روایت کرتے ہیں جبکہ صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نے انشقاقِ قمر کی روایت کی ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے کہا "اِنْشَقَّ الْقَمَرُ" یعنی چاند ٹکڑے ہو جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ" اس کے معنی ہیں اللہ کا امر آئے گا یعنی ماضی مستقبل کے معنی میں ہے ۔ اس آیت کریمہ میں انشقاقِ قمر قیامت کی علامت سے ہے اور جو انشقاق کفارِ مکہ پر حجت قائم ہُوا تھا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور یہ بہت بڑا عظیم معجزہ ہے ۔ لیث نے مجاہد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابابکر تم اس کے گواہ بن جاؤ ۔ یہ معجزہ تمام معجزات کا اصل اور سارے نبیوں کے معجزات سے فائق ہے ، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے زمین سے تجاوز نہ کرتے تھے ۔
(عینی و قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَا اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ قَالَ قَتَادَةُ اَبْقَى اللّٰهُ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ حَتّٰى اَدْرَكَهَا اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ۔ ۴۵۴۹ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

باب　اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہماری حفاظت میں بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا

(نوح علیہ السلام) ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا "۔
"قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے سفینۂ نوح کو محفوظ رکھا حتیٰ کہ اس اُمت کے اگلے لوگوں نے اس کو پایا "۔

تفسیر : اس آیت کریمہ سے پہلی آیت یہ ہے : وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ "یعنی ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی پر سوار کیا جو ہماری حفاظت میں چلتی تھی ۔ اس حال میں کہ یہ اس کی جزا تھی جس کے ساتھ کفر کیا گیا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام جو اللہ کی نعمتوں میں نعمت تھے کا کافروں نے انکار کیا تو ہم نے اس واقعہ کو کہ کفار غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی انکے کفر کی جزا بنایا۔ بعض مفسرین کے نزدیک " تَرَكْنٰهَا " کی ضمیر کا مرجع کشتی ہے ۔ قتادہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو سرزمین جزیرہ میں اور بعض کے نزدیک جودی پہاڑ پر مدتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری امت کے پہلے لوگوں نے اس کو دیکھا "
علامہ قسطلانی نے ابن کثیر سے نقل کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ جنس سفینہ کو باقی رکھا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اُن کے لئے نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ شیخ دہلوی نے اس کا

Marfat.com

بَابٌ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ

۴۵۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَاُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ امر مخفی نہیں کہ یہ قتادہ اور اس کے غیر کے صریح قول کے خلاف ہے۔

۴۵۴۹ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" پڑھتے تھے۔ (یہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض علماء سلف نے "مُذَّكِر" ذال سے پڑھا ہے۔ یہ بھی قتادہ سے منقول ہے (عینی)

باب بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا"

مجاہد نے کہا ہم نے قرآن پڑھنا آسان کر دیا"

تفسیر : اس آیت کریمہ میں قرآن کریم تعلیم و تعلّم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھنے اور اس کو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کا حفظ سہل اور آسان فرما دینے ہی کا ثمرہ ہے کہ بچوں تک اس کو یاد کر لیتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہے اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ دوسری کتب الٰہیہ کو یاد کرنا پیغمبر کے سوا آسان نہ تھا

۴۵۵۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" پڑھتے تھے"

Marfat.com

باب قوله أعجاز نخل منقعر فكيف كان عذابي ونذر

۴۵۵۱ — حدثنا أبو نعيم قال حدثنا زهير عن أبي إسحق أنه سمع رجلا سأل الأسود من مدكر أو مذكر فقال سمعت عبد الله يقرؤها فهل من مدكر دالا

باب قوله فكانوا كهشيم المحتظر

ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گویا کہ وہ کھجور کے گرے ہوئے تنے تھے تو کیسا ہے میرا عذاب اور ڈر کے فرمان

تفسیر: یہ آیت کریمہ قوم عاد کی شان میں نازل ہوئی کہ سخت سرد ہوا نے ان کو پاؤں سے اٹھا کر سروں کے بل اوندھا پھینکا اور اُن کی گردنیں توڑ دیں۔ محمد بن قرظہ بن کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوا نے لوگوں کو ان کی قبروں سے نکالا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا " أعجاز نخل " کھجوروں کی جڑیں۔ " منقعر " جڑ سے اُکھڑ کر زمین پر گرنے والے۔ " أعجاز " عجز کی جمع ہے۔ جیسے عضد کی جمع أعضاد ہے۔ عجز شیٔ کا پچھلا حصہ ہے۔ ان کو أعجاز سے تشبیہ دی، کیونکہ ہوا نے ان کے سر اُڑائے اور جسموں کو پھینک دیا۔

۴۵۵۱ — ترجمہ: ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک آدمی سے سنا جس نے اسود سے پوچھا کہ فهل من مدكر ہے یا مذكر، اسود نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو میں یہ پڑھتے ہوئے سنا " فهل مدكر " وہ دال پڑھتے تھے اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے " فهل من مدكر " دال پڑھتے تھے۔

Marfat.com

۴۵۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنیوالے کے لئے

تفسیر: یعنی جس طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے گھاس کانٹوں کا احاطہ بنالیتے ہیں اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے یہ حالت اُن کی ہو گئی " مُحتَظِر بکسر الظاء اسم فاعل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کہا " مُحتَظِر وہ چرواہا ہے جو اپنی بکریوں کے لئے گھاس اور کانٹوں سے گھیرا بناتا ہے جو اس میں سے زمین پر گرا ہوتا ہے اس کو بکریاں پاؤں سے روند ڈالتی ہیں۔ روندی ہوئی گھاس کو ہشیم کہتے ہیں بعض نے کہا یہ اسم مکان ہے "

۴۵۵۲ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ، پڑھا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان "

Marfat.com

۴۵۵۳ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُندَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

۴۵۵۴ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

تفسیر : یہ لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے۔ ان پر صبح کے وقت عذاب آیا اور ہمیشہ ثابت رہا۔ حتیٰ کہ عذابِ آخرت تک پہنچائے گا۔

۴۵۵۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" پڑھا۔
(یہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث کا دوسرا طریق ہے)

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے (پہلی اُمتوں کے کافر) ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی دھیان کرنیوالا

(جو عبرت حاصل کریں۔ "أَشْيَاعَكُمْ"، کفر میں مشابہت رکھنے والے)

۴۵۵۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر "فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ" پڑھا۔

۴۵۵۴ ـــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث چھ طرق سے ذکر کی ہے۔

Marfat.com

بَابٌ قَولِهٖ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

۴۵۵۵ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ — يَعْنِيْ مِنَ الْمَرَارَةِ

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان چھ عنوانوں میں حدیث کے تکرار کا کیا مقصد ہے؟ اور اس حدیث اور تراجم میں کیا مناسبت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی غرض یہ ہے کہ اس سورت میں جو چھ جگہ مذکر مذکور ہے وہ دال کے ساتھ ہے۔ ذال سے نہیں۔

بابٌ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے"

۴۵۵۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ غزوۂ بدر کے روز ایک قبّہ میں تشریف فرما تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں (جو مسلمانوں کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے) اے اللہ! اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو اس دن کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ يَعْنِي مِنَ الْمَرَارَةِ

۴۵۵۶ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ أَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ —

عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو یہ کافی ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بہت دعاء کی ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں جوش سے چلے جبکہ آپ فرمارہے تھے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ "

۴۵۵۵ — شرح: کفارِ مکہ کہتے تھے ہماری جمعیت بہت بڑی ہے اور ہم ایک جگہ جمع ہیں۔ ہمارا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کو ڈرایا اور اپنا کیا ہوا وعدہ سچا کیا اور بدر میں ان کو شکست فاش دی۔ اس طرح ان کی جمعیت اور عزور خاک آلود ہوئے اور دنیائے عرب میں ان کی کمزوری شہرۂ آفاق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ کفار مکہ کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پہ آپ کو غالب فرمائے گا؛ چنانچہ فرمایا وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ "

(حدیث ۲۷۱۷، ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب ۷ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ اُن کا وعدہ قیامت قیامت ہے اور قیامت نہائت کڑی اور سخت کڑوی ہے "

یعنی کفار مکہ کے عذاب کا وعدہ قیامت کا دن ہے جبکہ اس دن کا عذاب بہت سخت لاعلاج اور ہزیمت قتل اور قید سے زیادہ سخت ہے۔ امَر مرارہ سے ماخوذ ہے مرور سے نہیں۔ مرارہ کے معنی

Marfat.com

۴۵۵۷ — حَدَّثَنِیْ إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ لَّهٗ يَوْمَ بَدْرٍ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ أَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِی الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ.

کڑوی کے ہیں ،، اَدْھٰی اعظیم ترین مصیبت ،،

۴۵۵۶ — ترجمہ : ابن جُریج نے کہا مجھے یوسف بن ماھک نے خبر دی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا تھا۔ انھوں نے فرمایا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں یہ آیت کریمہ : بَلِ السَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ ،، نازل ہوئی جبکہ میں کمسن تھی اور کھیلتی تھی ۔
(اس حدیث کی مفصل تقریر باب فضائل قرآن میں دیکھیں گے۔ انشاء العزیز)

۴۵۵۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا جبکہ آپ خیمہ میں تشریف فرما تھے : اے اللہ ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ ! اگر تو مومنوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی ۔ ابو بکر صدیق نے آپ کا دستِ اقدس تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کو اللہ کافی ہے ۔ آپ نے اپنے ربّ سے بہت دُعا کی ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں باہر تشریف لائے جبکہ یہ فرمارہے تھے ۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ
(آیات کے فواصل کے اعتبار سے ،، دُبُر ،، کو مفرد ذکر کیا ہے)

Marfat.com

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ يُرِيْدُ لِسَانَ الْمِيْزَانِ وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ اِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ وَالرَّيْحَانُ وَرَقُهٗ وَالْحَبُّ الَّذِيْ يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ

سُوْرَةُ الرَّحْمٰن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابوالعباس نے کہا اس سُورت کے مکّی ہونے میں سب کا اتفاق ہے کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی عکاظ میں یہ پڑھی اور جنّات نے اس کو سُنا تھا۔ کفارِ قریش نے سب سے پہلے اسی سورت کی سماعت کی تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کے پاس یہ سورت پڑھی تو ان کو بہت پیٹا گیا اور ان کے منہ پر شدید زخم آئے۔ ابوسعید نے قتادہ سے نقل کیا کہ "سورت مکّی ہے اس کی ۷۸ آیات ہیں" اس سورت کو مدنی کہنا صحیح نہیں۔ یہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے کہا رحمٰن کیا ہے۔ جیسے حُسبان، رُکبان، غُضبان اور رُہبان مجموع ہیں۔ تقدیر عبارت اس طرح "وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَجْرِيَانِ بِحُسْبَانٍ"

قولہ "اَقِيْمُوْا" سے اس آیت کریمہ "وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور مجاہد کے غیر نے اس کی تفسیر کی کہ اس سے ترازو کی ڈنڈی مراد ہے۔ ابوالدرداء نے تفسیر کی "کہ عدل و انصاف سے ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو۔ سفیان بن عُیینہ نے کہا اقامت ہاتھ سے اور قسط دل سے ہوتا ہے۔ "لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ" یعنی ناپنے اور وزن کرنے میں کمی نہ کرو۔

Marfat.com

الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهُ وَالْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّبْنُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تُسَمِّيهِ النَّبَطُ هَبُورًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَعْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ لِلشَّمْسِ

قولہ وَالْعَصْفُ " سے اس آیت کریمہ : وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا " عصف " کچی کھیتی ہے۔ جبکہ پکنے سے پہلے اس میں کچھ کاٹ لیا جائے تو یہ عصف ہے۔ " ریحان " بمعنی روزی ہے اور وہ دانہ جو کھایا جاتا ہے۔ عرب کے کلام میں رزق کو ریحان کہتے ہیں۔ ان میں بعض نے کہا " عصف " سے مراد وہ دانے ہیں جو کھائے گئے اور " ریحان " وہ پکے ہوئے دانے ہیں جو نہیں کھائے گئے۔ بعض نے کہا " عصف " گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک نے کہا " عصف " سوکھی گھاس ہے۔ ابو مالک نے کہا " عصف " وہ ہے جو سب سے پہلے اُگے۔ نبطی اس کو " ھبور " کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا " عصف " گیہوں کے پتے ہیں اور " ریحان " کے معنی رزق ہیں۔

قولہ مَارِج " سے اس آیت کریمہ : وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ یہ زرد اور سبز شعلے ہیں جو سلگائے جانے پر بلند ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا جب آگ روشن کی جائے تو اس کی ایک طرف سے نکلنے والے باریک شعلے کو مارج کہتے ہیں بعض نے کہا خالص شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔ جان ابلیس ہے۔ اس کا واحد جن ہے۔

قولہ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ " سے اس آیت کریمہ " رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ " کی طرف اشارہ کیا۔ بعض نے مجاہد سے نقل کیا کہ سورج کا ایک مشرق سردی میں ہے اور ایک گرمی میں مشرق ہے۔ اس طرح مغربین بھی دو ہیں ایک سردی میں دوسرا گرمی میں۔

قولہ لَا يَبْغِيَانِ " سے اس آیت کریمہ : مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں اور نہ متغیر ہوتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے پر غلبہ کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ بعض نے کہا وہ

Marfat.com

فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ لَا يَبْغِيَانِ لَا يَخْتَلِطَانِ الْمُنْشَآتُ مَا رُفِعَ مِنْ قِلْعِهِ مِنَ السُّفُنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَنُحَاسٌ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُؤُسِهِمْ يُعَذَّبُونَ بِهِ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ فَيَتْرُكُهَا الشُّوَاظُ لَهَبٌ مِنْ نَارٍ مُدْهَامَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ صَلْصَالٍ خُلِطَ

لوگوں پر غلبہ نہیں کرتے کہ ان کو غرق کر دیں۔ حسن بصری نے کہا "دو بحرین" سے مراد بحر روم اور بحر ہند ہے۔ قتادہ سے منقول ہے کہ بحر فارس اور بحر روم مراد ہیں۔ ان کے درمیان جزائر فاصل ہیں۔ مجاہد اور ضحاک سے روائت ہے کہ زمین و آسمان کا بحر مراد ہیں جو ہر سال ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور برزخ بُعدِ مسافت کو کہتے ہیں۔ قولہ اَلْمُنْشَآتُ "، اس آیت کریمہ: وَلَهُ الْجَوَارُ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مُنْشَآت وہ کشتیاں ہیں جن کے بادبان بلند کئے گئے ہوں .... اور جن کے بادبان بلند نہیں کئے گئے ہوں۔ اور جن کے بادبان بلند نہیں کئے گئے وہ مُنْشَآت نہیں ہیں (جواری جاریہ کی جمع ہے اس کے معنی بڑی بڑی کشتیاں ہیں۔ قِلْع بکسر القاف بمعنی بادبان ہے۔ قولہ کَالْفَخَّار " سے اس آیت کریمہ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ "، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جیسے فخار بنایا جاتا ہے اور وہ آگ سے پکایا جاتا ہے جو ہاتھ مارنے سے آواز دیتا ہے۔ صَلْصَال مصدر ہے۔ اس سے ماضی " صَلْصَلَ يُصَلْصِلُ ہے۔ صلصلۃ کے معنی مٹی خشک ہے جب اسے پکایا جائے اور وہ آواز دینے لگے تو اس کو فخار کہتے ہیں۔ اس سے مراد خلق آدم ہے جو انسان کا اصل ہے قولہ اَلنُّحَاس " سے اس آیت کریمہ: " يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ "، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی یہ تفسیر کی کہ نحاس تانبا ہے جو پگھلا کر دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ اس کے ساتھ ان کو عذاب کیا جائے گا۔ یعنی جب تم قیامت کے روز قبروں سے نکلو گے۔ تو تم پر بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تم پر چھوڑا جائے گا " لپٹ میں دھواں ہو تو اس میں سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ زمین کے اجزاء شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا نہ ہو گا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے۔ ان پر

Marfat.com

بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيدُونَ بِهِ
صَلَّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ
مِثْلُ كَبْكَبْتُهُ يَعْنِي كَبَبْتُهُ فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ
الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَأَمَّا الْعَرَبُ فَإِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً
كَقَوْلِهِ تَعَالَى حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى فَأَمَرَهُمْ
بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيدًا لَهَا كَمَا

بے دھوئیں کی لپٹ بھی بھیجی جائے گی۔ جس کے سب اجزاء جلانے والے اور بے لپٹ کا دھواں جو سخت کالا اندھیرا ہے۔ مجاہد نے کہا شُوَاظ "آگ کی لپٹ جس میں دھواں نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ سُرخ لپٹ ہے۔ بعض نے کہا دھواں جو لپٹ سے نکلتا ہے۔

قولہ فَلَا تَنْتَصِرَان پھر بدلا نہ لے سکو گے "، اور اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے۔

قولہ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ "، سے اس آیت کریمہ : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ آدمی کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت یاد آتے ہی اسس کو ترک کر دیتا ہے۔ اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

قولہ مُدْهَامَّتَان "، سے سُنہری سے سیاہی جھلک دینے والی وہ مٹی جس میں ریت ملی ہو اور وہ کھنکھناتی ہے جس طرح ٹھیکری کھنکھناتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے معنیٰ ہیں سڑا ہُوا۔

صلصال " اس سے صَلَّ مراد لیتے ہیں۔........ اس کے معنی صَلَّ اللَّحْمُ " ہیں یعنی گوشت گندہ ہو گیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ "، بند کرتے وقت دروازہ آواز دے تو کہتے ہیں۔ صَرَّ الْبَاب اور صَرْصَرَ " كَبْكَبْتُهُ " کی طرح ہے کہ مراد كَبَبْتُهُ " ہے۔ اسی طرح صَرْصَرَ بمعنی صَرَّ ہے۔

یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک مٹی سے پیدا ہُوئے جو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی تھی۔ اس کی امام بخاری نے یہ تفسیر کی کہ " خُلِطَ بِرَمْلٍ "، یعنی جب مٹی ریت سے ملائی جائے اور خشک ہو جائے تو وہ تر ہو جاتی ہے کہ جب اس پر ہاتھ مارا جائے تو اس سے آواز نکلتی ہے۔ امام نے اپنے قول فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ "، سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

Marfat.com

اُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ

قولہ یُقَالُ مُنْتِن ،، امام نے اس سے یہ اشارہ کیا کہ لَحْمٌ مُنْتِنٌ ،، کہا جاتا ہے اور ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اِنَّہٗ صَلَّ ،، چنانچہ گوشت کچا ہو یا پکا ہُوا بدبودار ہو جائے تو کہتے ہیں "صَلَّ اللَّحْمُ"۔

قولہ یقال صلصال ،، امام نے اس سے یہ اشارہ کیا کہ صَلَّ کا مضاعف ہے جیسے کہا جاتا ہے "صَرَّ الْبَابُ ،، جب وہ آواز دے تو اس کو مضاعف صَرْصَرَ کہا جاتا ہے ۔ جیسے کَبْتُہٗ کو مضاعف کَبْکَبْتُہٗ ،، کہا جاتا ہے۔

قولہ فاکھۃ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّان ،، اس سے اس آیت کریمہ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی دو جنتوں میں جن کو اس آیت کریمہ ،، وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ ،، میں ذکر کیا پھل، کھجور، انار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے کلام شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنتیں چار ہیں ؛ چنانچہ ارشاد فرمایا : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ،، پھر فرمایا : وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ ،، یعنی پہلی دو جنتوں کے علاوہ جن کا خائفین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے اور دو جنتیں ہیں جن میں پھل ، کھجور اور انار ہیں ؛ لیکن عدد اپنے مفہوم میں منصوص نہیں ہوتا کہ اس پر زیادتی نہ ہو سکے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ خائفین کے لئے دو جنتیں ہوں اور دوسری دو عام مسلمانوں کے لئے ہوں اور اخص خواص حضرات انبیاء کرام اور رُسُلِ عظام کے لئے مخصوص جنت ہو۔

قَالَ بَعْضُهُمْ ،، یعنی بعض علماء نے کہا انار اور کھجور پھل نہیں اور عرب ان کو پھل شمار کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ نمازوں کی حفاظت کرو ! خصوصًا درمیانی نماز ،، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم فرمایا پھر عصر کی نماز کا اعادہ کیا ۔صرف اس کی اہمیت بیان کرنے کے لئے اسی طرح نخل اور رمان کا اعادہ کیا۔ اس آیت کی مثل یہ آیت کریمہ ہے کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اکثر لوگ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ۔ پھر فرمایا کہ اور بہت سے لوگ کہ اُن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ،، کے ضمن میں سب لوگوں کا ذکر ہو چکا ہے ؛ لیکن كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ علیحدہ ذکر کیا۔

شرح : علامہ کرمانی وغیرہ نے کہا کہ اس بعض سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ کھجور اور انار فاکہہ (پھل) نہیں ۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ پھل نہ کھائے گا اس نے کھجور یا انار کھا لیا تو حانث نہ ہوگا ؛ کیونکہ کھجور غذا ہے اور انار دوا بھی ہے لہٰذا اِن دونوں میں محض تفکّہ نہیں پایا جاتا ۔ پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ضعیف کرتے ہوئے کہا وہ کہ عرب ان کو فواکہ (پھل) شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی قسم میں داخل ہونے چاہئیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس دلیل کا جواب

Marfat.com

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِي أَوَّلِ قَوْلِهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَقَالَ غَيْرُهُ أَفْنَانٍ أَغْصَانٍ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَا يُجْتَنٰى قَرِيبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فَبِأَيِّ آلَاءِ نِعَمِهٖ وَقَالَ قَتَادَةُ رَبِّكُمَا

یہ ہے کہ ہم کھجور اور انار پر پھل کے اطلاق کا انکار نہیں کرتے ہیں، لیکن ان میں محض تفکہ نہیں۔ اس حیثیت سے یہ قسم میں داخل نہیں۔ امام نے مذکورہ دلیل کی تائید میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰاتِ الخ میں خاص کا عام پر عطف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کا حکم فرمایا پھر اس کے بعد عصر کی حفاظت کا ذکر کیا حالانکہ عصر کی نماز تمام نمازوں میں داخل ہے۔ یہ صرف عصر کی نماز کی اہمیت اور تعظیم کے لئے ذکر کیا۔ ایسے نخل اور رمّان یعنی کھجور اور انار پھلوں میں داخل ہیں اور ان کی اہمیت کے لئے عام کے بعد ذکر کیا۔ اسی طرح یہ آیت کریمہ «اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ» ہے اس میں سب لوگ داخل ہیں، لیکن ان کی اہمیت کے لئے ان کو علیحدہ ذکر کیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں کہ فاکہہ عام نہیں کیونکہ یہ نکرہ ہے اثبات میں واقع ہے اور نکرہ سیاق اثبات میں عام نہیں ہوتا۔ نیز اس آیت کریمہ اور دلیل میں مذکور دو آیتوں میں مشابہت و موافقت نہیں پائی جاتی، کیونکہ «صلوات» اور مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ بالاتفاق عام ہیں لیکن فاکہہ نکرہ سیاق اثبات میں عام نہیں۔ لہٰذا امام بخاری کا استدلال تام نہیں۔
نیز بعض سے مراد صرف امام ابوحنیفہ ہی نہیں بلکہ مفسرین کی ایک جماعت نے بھی یہی کہا چنانچہ فراء نے کہا مفسرین نخل اور رمّان کو فاکہہ نہیں کہتے ہیں، کیونکہ فاکہہ وہ ہوتا ہے جو کھانے سے پہلے یا بعد محض تفکہ اور لذت کے طور پر کھایا جاتا ہے اور کھجور پھل اور طعام ہے جبکہ انار، پھل اور دواء ہے ان میں محض تفکہ نہیں۔ لہٰذا یہ قسم میں داخل نہیں ہیں۔
قولہ اَفْنَان «یعنی ذَوَاتَا اَفْنَانٍ میں افنان فَنَنٌ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں بہت سی ڈالوں والیاں (اور ہر ڈالی پر قسم قسم کے میوے)
مجاہد کے غیر نے کہا «اَفْنَان» شاخیں ہیں مفسرین نے افنان بمعنی الوان کہا ہے اس تقدیر پر یہ فن کی جمع ہے، چنانچہ اِفْتَنَّ فُلَانٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ» اس شخص کیلئے کہا جاتا جو کلام کے مختلف اطوار اور ضروب میں شروع ہو۔ ضحاک نے رنگا رنگ کے میووں سے تفسیر کی ہے۔
قولہ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ «سے اس آیت کریمہ: وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

Marfat.com

يَعْنِي الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ يَغْفِرُ ذَنْبًا وَيَكْشِفُ كَرْبًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَضَعُ آخَرِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ الْأَنَامُ الْخَلْقُ نَضَّاخَتَانِ فَيَّاضَتَانِ ذُو الْجَلَالِ ذُو الْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٍ خَالِصٍ مِنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ سے کی یعنی دونوں جنّتوں کے درختوں کے پھل اتنے قریب ہیں کہ نیچے سے چُن لو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ اللہ کے پیارے کھڑے بیٹھے اس کا میوہ چُن لیں گے۔

قولہ وَقَالَ الْحَسَنُ الخ یعنی حسن بصری نے اس آیت کریمہ: فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ،، میں آلاء کی تفسیر نعمتوں سے کی اور قتادہ نے رَبِّكُمَا،، کی تفسیر میں کہا جنّوں اور انسانوں کے رب،، آلاء اِلی کی جمع ہے۔ رَبِّكُمَا میں جنّوں اور انسانوں سے خطاب ہے اور تُكَذِّبَانِ،، عربوں کی عادت کے مطابق تثنیہ ذکر کیا ہے۔ اس آیت کے تکرار میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سُورت میں بہت نعمتیں شمار کی ہیں۔

قولہ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ،، یعنی عُوَیمر بن مالک ابوالدرداء نے اس آیت کریمہ: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کی تفسیر میں کہا کہ اس کی شان یہ ہے کہ گناہ معاف کرتا ہے مصیبت دُور کرتا ہے۔ بعض کو بُلند اور بعض کو ذلیل کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ،، کی تفسیر میں کہا کہ برزخ بمعنی حاجز ہے۔ بعض نے حائل سے تفسیر کی ہے۔ یعنی ایک دوسرے پر غلبہ نہیں کرتے۔

قولہ الْأَنَامِ،، سے اس آیت کریمہ،، وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ،، کی طرف اشارہ کیا اور انام کی تفسیر خلق سے کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عامر شعبی سے روایت ہے کہ انام ہر ذی روح ہے بعض نے انس وجن سے تفسیر کی ہے۔

قولہ نَضَّاخَتَانِ،، سے اس آیت کریمہ: فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ،، کی طرف اشارہ کیا اور فَيَّاضَتَانِ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ان میں دو چشمے جوش مارتے ہوئے۔ بعض نے کہا وہ پانی کے فوّارے ہیں جو بند نہیں ہوتے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا خیر و برکت کا فیضان کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس

Marfat.com

خَلَاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ مَرِيجٍ مُلْتَبِسٌ
مَرَجَ اخْتَلَطَ الْبَحْرَيْنِ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا سَنَفْرُغُ
سَنُحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ
يُقَالُ لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ يَقُولُ لَآخُذَنَّكَ عَلٰى غِرَّتِكَ

رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے جنت کے مکانوں پر کستوری، عنبر اور کافور کی بارش کریں گے۔ سعید بن جبیر نے کہا مختلف پھلوں اور پانی کی بارش کریں گے "۔

قولہ ذُوالجلال " سے اس آیت کریمہ: تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ " کی طرف اشارہ کیا اور ذوالجلال کی تفسیر ذوالعظمت " عظمت والا سے کی۔

قولہ والاکرام " یعنی کرم والا جو سوال اور وسیلہ کے بغیر عطاء کرتا ہے۔

قولہ قال غیرہ " ابن عباس کے غیر نے کہا " مارج خالص آگ ہے جس میں دھواں نہ ہو۔

کہا جاتا ہے: مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ " یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ امیر لوگوں کے درمیان تخلیہ کر دے اس حال میں کہ وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کریں .... اور ایک دوسرے پر ظلم کریں۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ مَرَج کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے جو ذکر کیا ہے اور دوسرے مَرِجَ أَمْرُ النَّاسِ " کہا جاتا ہے۔ جبکہ لوگوں کا معاملہ درہم برہم خلط ملط اور مضطرب ہو جائے۔ ابوداؤد نے کہا مَرِجَ أَمْرُ الدِّينِ " دین کا معاملہ خراب ہو گیا۔ اسی سے مَرِيج " ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ " فِي أَمْرٍ مَرِيجٍ " بمعنی مشتبہ ہے۔ مَرَجَ بمعنی اِخْتَلَطَ " دو سمندروں کو ملا یا مَرَجْتَ دَابَّتَكَ " سے ماخوذ ہے۔ یعنی تو نے اپنے جانور چھوڑ دیئے کہ وہ چرتے پھرتے ہیں۔ یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔ اس کو مَرَجَ الامیرُ رَعِیَّتہ " کے بعد ذکر کرنا چاہیئے تھا؛ کیونکہ یہ اس کا ہم معنیٰ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ لکھنے والوں نے مَرَج مفتوح الراء کو مَرِج مکسور الراء سے خلط ملط کر دیا ہے۔

قولہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ " سے آیت کریمہ "سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَا الثَّقَلَانِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور سَنُحَاسِبُكُمْ " سے اس کی تفسیر کی یعنی عنقریب تمہارا حساب لیں گے۔ فراغ کے معنی ہیں حساب و کتاب سے فارغ ہونا اور اللہ تعالیٰ کو کوئی شئ مشغول نہیں کرتی۔ یہ معنی کلام عرب میں مشہور ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے لَأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شُغْلٌ " میں تیرے لئے فارغ ہوں گا؛ حالانکہ اسے کوئی شغل نہیں۔ اس کی تفسیر لَآخُذَنَّكَ " سے کی۔ یعنی تجھے غفلت میں پکڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعید و تہدید فرمائی ہے جیسے کوئی کہے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ

۴۵۵۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَّنْظُرُوْا إِلٰى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ

میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں۔ اس سے ڈانٹ ڈپٹ مقصود ہوتی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان دونوں کے قریب دو (۲) جنتیں ہیں"

حکیم ترمذی نے کہا " دون " سے مراد قرب ہے یعنی اُن کے قریب دو جنتیں ہیں اور وہ عرش کے بہت قریب ہیں۔ حکیم ترمذی نے کہا یہ پہلی دو جنتوں سے افضل ہیں۔ اُن کے غیر نے کہا ان کے قریب میں ہیں یہ ایک دوسری سے افضل نہیں طیبی نے کہا پہلی دو دوسریوں سے افضل ہیں جو اُن کے بعد ہیں؛ کیونکہ سونے اور چاندی میں بہت تفاوت ہے۔ ابن مردویہ نے حماد کے طریق سے ابوعمران سے روایت کی کہ سونے کی جنتیں سابقین کے لئے اور چاندی کی تابعین کے لئے ہیں۔ ابوبکر سے ثابت کی روایت ہے کہ سونے کی مقربین کے لئے اور چاندی کی اصحاب یمین کے لئے ہیں۔ (فتح الباری)

۴۵۵۸ ترجمہ: ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد عبداللہ بن قیس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں۔ جن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب چاندی کے ہیں۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب سونے کے ہیں۔ لوگوں کے درمیان اور اُن کے اپنے رب کو جنت عدن میں

Marfat.com

بَابٌ حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُوْرُ السُّوْدُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّقْصُوْرَاتٌ مَّحْبُوْسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِيْنَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ

دیکھنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی"۔

۴۵۵۸ شرح: قولہ فی جنت عدن "ظرف قوم کے متعلق ہے۔ یعنی لوگوں کے درمیان اور اس امر کے درمیان کہ وہ جنت عدن میں اپنے رب کو دیکھیں صرف کبریائی کی چادر اس کے چہرے پر ہوگی۔ یہ لفظ کا ظرف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی مکان میں ہونا محال ہے یا یہ قوم سے حال واقع ہے یا اس حال میں کہ لوگ جنت میں ہوں گے۔

قولہ رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهِ "متشابہات سے ہے؛ کیونکہ وجہ اور رداء کا لغوی معنی مراد نہیں۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ متشابہات کے متعلق علماء کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ مُفَوِّضَہ ہے جو کہتے ہیں کہ متشابہات کی تاویل صرف اللہ ہی جانتا ہے دوسرا گروہ مُؤَوِّلَہ ہے جو متشابہات کی تاویل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں وجہ سے مراد ذات ہے اور رداء سے مراد عظمت ہے چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "عظمت میرا ازار اور کبریاء میری چادر ہے جیسے ازار اور رداء آدمی کو لازم ہیں اسی طرح عظمت اور کبریاء اللہ کی ذات سے مختص ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عظمت اور کبریائی محسوس کپڑوں کی جنس سے نہیں یہ صرف مجازات ہیں اور ان میں مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح رداء اور ازار انسان کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں اس سے کوئی مشارک نہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریاء میں اس سے کوئی مشارک نہیں ہے؛ چنانچہ اس حدیث کے آخر میں ہے جو کوئی ان میں سے کسی ایک میں میرے منازعت کرے گا میں اس کو ہلاک کروں گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حُوریں جو خیموں میں چھپی ہوئی ہیں"

حُور حَوراء کی جمع ہے اس کے معنی آنکھ کی سخت سفیدی اور سخت سیاہی، مقصورات کے معنی خیموں میں محبوس اور چھپی ہوئی" یعنی پردہ دار ہوں گی۔ مجاہد نے کہا وہ اپنے شوہروں کے لئے ہی ہوں گی اور ان کے بدل کو نہ چاہیں گی"، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حور سیاہ آنکھوں والی عورتیں ہیں۔

Marfat.com

۴۵۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ —

مجاہد نے کہا "مقصورات" کے معنی محبوسات ہیں۔ بند کی ہوئیں۔ ان کی نظریں اور خواہشات اپنے شوہروں پر بند ہوں گی۔ اپنے شوہروں کے سوا کسی کی متلاشی نہ ہوں گی۔ علامہ قسطلانی نے کہا حکیم ترمذی نے کہا ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ عرش سے بادل بارش برسائے گا تو رحمت کے قطرات کے حلقے بن جائیں گے پھر نہروں کے کنارے ہر ایک پر خیمہ نصب کیا جائے گا جس کی وسعت چالیس میل ہوگی۔ اس کا کوئی دروازہ نہ ہوگا حتی کہ جب اللہ کا ولی (جنت میں سب اولیاء اللہ ہوں گے) خیمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کا دروازہ کھلے گا تاکہ اللہ کے ولی کو معلوم ہو جائے کہ فرشتوں اور خادموں میں سے کسی مخلوق کی نگاہ اُن پر نہیں پڑتی ہے۔ پھر اس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ جنت کی حوریں زیادہ خوبصورت ہوں گی یا دُنیاوی عورتیں زیادہ خوبصورت ہوں گی۔ بعض علماء نے کہا جنت کی حوریں زیادہ خوبصورت ہوں گی؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کی دُعا میں فرمایا: "اے اللہ اس کو اس کی اپنی بیوی سے بہتر بیوی بدل دے۔" بعض نے کہا دُنیاوی عورتیں جنت کی حوروں سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہوں گی

۴۵۵۹ — ترجمہ: ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد عبداللہ بن قیس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مجوف (کھوکھلے) موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اس کے ہر کونہ میں بیویاں ہوں گی

Marfat.com

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ

جو دُوسرے کو نہ والیوں کو نہ دیکھیں گیں۔ مومن اُن سے مباشرت کریں گے اور دو باغ چاندی کے ہوں گے اُن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہوگا سب چاندی کے ہوں گے اور دو باغ سونے کے ہوں گے اُن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کے ہوں گے اور جنّت عدن میں لوگوں کے درمیان اور اس امر کے درمیان کہ وہ اپنے رب کو دیکھیں صرف اللہ کے چہرے پر کبریائی کی چادر ہوگی۔

۴۵۵۹ — شرح : قولہ یطوف علیہم المؤمنون ،، دمیاطی نے کہا۔ درست یہ ہے کہ مؤمن کہا جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو احاد پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ یعنی ہر مومن اپنی بیوی سے مباشرت کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رؤیت واقع نہیں، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جنّتِ عدن میں عدم وقوع سے یا اس وقت میں عدم وقوع کو یہ لازم نہیں کہ رؤیت واقع ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورۂ واقعہ

ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکیّہ ہے اور اس آئت کریمہ : وَاَصْحَابُ الْيَمِيْنِ اور اس آئت کریمہ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ،، میں اختلاف ہے۔ پہلی فتح مکہ اور حنین کے بعد اہل طائف کے حق میں نازل ہوئی .... اور دُوسری اِن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے ہیں کہ فلاں ستارہ کے طلوع کے باعث بارش ہوئی۔ ان کی اصلاح میں یہ دونوں آئتیں مدنی ہیں اس کی ننانوے (۹۹) آیات ہیں۔ واقعہ سے مراد قیامت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ رُجَّتْ ،، سے اس آئت کریمہ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا، کی طرف اشارہ کیا اور زُلْزِلَتْ ،، سے اس کی تفسیر کی اسے

Marfat.com

اَلْمَخْضُوْدُ الْمُوْقَرُ حَمْلًا وَيُقَالُ اَيْضًا لَاشَوْكَ لَهٗ مَنْضُوْدٍ الْمَوْزُ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ ثُلَّةٌ اُمَّةٌ يَحْمُوْمٌ دُخَانٌ اَسْوَدُ يُصِرُّوْنَ يُدِيْمُوْنَ اَلْهِيْمُ الْاِبِلُ الظِّمَاءُ لَمُغْرَمُوْنَ لَمُلْزَمُوْنَ رَوْحٌ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهٗ

معنی ہلائی جائے »۔ یعنی جب زمین پوری طرح ہلائی جائے گی۔

قولہ بُسَّتْ » سے اس آیت کریمہ : وَبُسَّتِ الْجِبَالُ » کی طرف اشارہ کیا اور فُتَّتْ، لُتَّتْ سے اس کی تفسیر کی۔ اس کے معنی وہ توڑے اور پیسے جائیں گے جیسے ستو پیس کر باریک کیا جاتا ہے۔ لُتَّتْ اور لَتَّتْ ہم معنیٰ ہیں۔ یعنی وہ پیسے ہوئے آٹے کی طرح ہوں گے۔ ابن مسیب نے کہا اس کے معنی کُسِرَتْ کسرًا » ہیں یعنی پوری طرح توڑے جائیں گے۔

عطاء نے کہا « بُسَّتْ بمعنی اُذْهِبَتْ ذِهَابًا » ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ جڑ سے اکھاڑے جائیں گے۔ عطیہ نے کہا ریت اور مٹی کی طرح بچھا دیئے جائیں گے۔

قولہ اَلْمَخْضُوْدُ » سے اس آیت کریمہ « فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ » کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ اس کے معنی ہیں جو بوجھ سے لدا ہو۔ اور اس شئ کو بھی کہا جاتا ہے جس میں کانٹا نہ ہو۔ « خضد کا لغوی معنیٰ قطع ہے۔ گویا کہ اس شئ کے کانٹے قطع کئے گئے ہیں۔ حسن بصری نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جو ہاتھوں کو زخمی نہ کرے۔ ابن کیسان نے کہا جس سے اذیت نہ پہنچے۔

قولہ مَنْضُوْدٍ » سے اس آیت کریمہ « وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ » کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "موز" بمعنی کیلا سے تفسیر کی۔ طَلْحٌ » طلحہ کی جمع ہے۔ اکثر مفسرین نے یہی تفسیر کی ہے۔ حسن بصری نے کہا : طلح کے معنی کیلا نہیں بلکہ یہ درخت ہے جس کا سایہ ٹھنڈا اور خوشنما ہوتا ہے۔ فراء نے کہا عربوں کے نزدیک طلع بہت بڑا درخت ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ مَنْضُوْد جو ایک دوسرے سے ملا ہو۔ مغرب میں اس کے معنی بعض سامان کو بعض کے ساتھ اکٹھا کرنا۔

قولہ وَالْعُرُبُ سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا » کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو محبوب ہیں۔ مُحَبَّبَات مُحَبَّبَةٌ کی جمع اسم مفعول ہے۔ اس کا مادہ تحبب عُرُب عَرُوْبَہ کی جمع ہے اہل مکہ اس کو عربہ کہتے ہیں۔ اور اہل مدینہ منورہ غنجہ کہتے ہیں جبکہ اہل عراق شکلہ کہتے ہیں۔ « اتراب » ترب » کی جمع ہے۔ یعنی وہ ہم عمر ہوں گی۔

(تفہیم البخاری، حصہ نہم کے صفحہ ۵۷ تا ۵۹ کا مطالعہ کریں)

Marfat.com

تَفَكَّهُوْنَ تَعَجَّبُوْنَ عُرُبًا مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيْهَا أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْغَنِجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ فِيْ خَافِضَةٌ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَرَافِعَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ مَوْضُوْنَةٍ مَنْسُوْجَةٍ

قولہ ثُلَّةٌ "سے اس آیت کریمہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور آیت "سے اس کی تفسیر کی۔ ثلہ کے معنی فرقہ بھی ہیں " قولہ یَحْمُوْم " سے اس آیت کریمہ : وَظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر " دخان اسود " یعنی کالا دھواں سے کی، کیونکہ عرب کالی شئی کو یحموم کہتے ہیں۔

قولہ یُصِرُّوْنَ " سے اس آیت کریمہ وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر " یُدِیْمُوْنَ " سے کی کہ وہ ہمیشہ رہے۔ یعنی وہ گناہ کبیرہ جو شرک ہے پر ہمیشہ رہے۔ ابوبکر اصم سے منقول ہے۔ کفار قسم کھا کر کہتے تھے کہ بعث اور قیامت کوئی شئی نہیں اور بت اللہ کے شریک ہیں (معاذ اللہ) وہ اس قسم اور اعتقادِ باطل پر ہمیشہ رہتے تھے۔

قولہ الْھِیْم سے اس آیت کریمہ : " فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر اِبِلٌ ظِمَاءٌ " پیاسے اونٹ سے کی ھِیْمٌ ھَیْمَاءُ کی جمع ہے؛ چنانچہ اونٹ کو جمل اَھْیَمُ اور اونٹنی کو ناقہ ھَیْمَاءُ کہا جاتا ہے۔ اور اِبِلٌ ھِیْمٌ پیاسے اونٹ ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ اونٹوں کی بیماری ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ پانی سے سیر نہیں ہوتے اور پانی پی پی کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس بیماری کو " ھیام " کہا جاتا ہے۔ ظِمَاءٌ ظَمْاٰن کی جمع ہے اور ظماء بمعنی پیاس ہے۔

قولہ لَمُغْرَمُوْنَ " اس آیت کریمہ " اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر لَمُلْزَمُوْنَ " سے اس کی تفسیر کی " مُلْزَمُوْنَ " اِلزام سے اسم مفعول ہے۔ لام تاکید کے لئے ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں۔ ہم پر چٹی پڑی (اور ہمارا مال ضائع ہو گیا) بلکہ ہم بے نصیب رہے " ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مُغْرَمُوْنَ غرام سے بمعنی عذاب ہے۔

قولہ مَدِیْنِیْن " سے اس آیت کریمہ : فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ " کی طرف اشارہ کیا پھر مُحَاسَبِیْن " سے اس کی تفسیر کی " یعنی تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں (مرنے کے بعد اٹھ کر)

قولہ رَوْحٌ " سے اس آیت کریمہ : فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ رَوح جنت اور آرام ہے اور ریحان رزق ہے۔ یعنی پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو اس کے لئے راحت ہے اور پھول اور آرام کے باغ " اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوالعالیہ

Marfat.com

وَمِنۡہُ وَضِیۡنُ النَّاقَۃِ وَالۡکُوۡبُ لَا اُذَانَ لَہٗ وَلَا عُرۡوَۃَ وَالۡاَبَارِیۡقُ ذَوَاتُ الۡاٰذَانِ وَالۡعُرَی مَسۡکُوۡبٍ جَارٍ وَفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ بَعۡضُہَا فَوۡقَ بَعۡضٍ

نے کہا مقربین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے۔ اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے وہ اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔

قولہ ننشاکم،، سے اس آیت کریمہ ،، وَنُنۡشِئَکُمۡ فِیۡمَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ ہم تمہیں جس خلق میں چاہیں پیدا کریں تم اُن صورتوں کو نہیں جانتے ہو۔ یعنی مسخ کر کے بندر سور وغیرہ کی صورت بنا دیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے تمہیں یہ معلوم نہیں۔

قولہٗ تفکھون ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰہُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَکَّہُوۡنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد کے غیر نے اس کی تفسیر تعجبون ،، سے کی ،، یعنی ہم چاہیں تو جو تم بوتے ہو اسے خشک گھاس چورا چورا کر دیں پھر متحیر اور نادم و غمگین رہ جاؤ۔ عکرمہ نے ملامت سے حسن بصری نے ندامت سے اور ابن کیسان نے غم و حزن سے تفسیر کی ہے۔ لفظ تفکہ اضداد سے ہے یعنی دو ضدوں میں استعمال ہوتا رہتا ہے؛ چنانچہ عرب کہتے ہیں۔ تفکّھت یعنی تنعّمت میں آرام میں رہا اور یہ بھی کہتے ہیں ،، تفکّھت ،، یعنی حزنت ،، میں غمگین رہا۔ قولہ عُرُبًا ،، مشغلہ اس کا واحد عَرُوب ہے جیسے صبور کی جمع صُبُر ہے۔ اہل مکہ اسے عَبِرہ کہتے ہیں اور اہل مدینہ منورہ اور اہل عراق شکلہ کہتے ہیں۔

(یہ مکرر ہے۔ ابوذر کی روایت میں نہیں (تفہیم البخاری جلد ۵ ص۵۰ پر دیکھیں)

قولہ وقال خافضۃ ،، سے اس آیت کریمہ : لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ کی طرف اشارہ کیا (جب قیامت واقع ہوگی) اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو لوگ دُنیا میں اُونچے تھے قیامت قیامت انہیں پست کرے گی اور جو دُنیا میں پستی میں تھے ان کے مرتبے بلند کرے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل معصیت کو پست کرے گی اور اہل طاعت کو بلند۔

قولہ موضونۃ ،، سے اس آیت کریمہ ،، عَلٰی سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَۃٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، منسوجۃ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی بُنے گئے۔ اسی سے وَضِیۡنُ النَّاقَۃِ ،، ماخوذ ہے ،، اَلۡکُوۡبُ ،، جس برتن کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اَلۡاَبَارِیۡقُ ،، وہ برتن جن کی ٹونٹیاں اور دستے ہوں۔ اکواب کوب کی جمع ہے اور اباریق ابریق کی جمع ہے۔ یہ نام اس لئے ہے کہ اس کا رنگ چمکدار ہوتا ہے (ج ۵ ۔ ص ۵۰ ۔ دیکھیں)

قولہ مسکوب ،، سے اس آیت کریمہ : وَمَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، جارٍ ،، سے اس کی

Marfat.com

مُتْرَفِيْنَ مُمْتَنِعِيْنَ مَا تُمْنُوْنَ هِيَ النُّطْفَةُ فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ لِلْمُقْوِيْنَ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرِ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ بِمُحْكَمِ الْقُرْاٰنِ وَيُقَالُ بِمَسْقَطِ

تفسیر کی۔ یعنی ہمیشہ جاری پانی میں ،، مفسرین نے کہا وہ پانی کناروں کے بغیر ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا۔ قولہ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ،، اور بلند بچھونوں میں اُن میں سے بعض بعض سے فوق ہوں گے جو مرصّع اونچے اونچے تختوں پر ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچھونوں سے مراد عورتیں ہیں۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ عورتیں فضل و جمال میں بلند درجہ رکھتی ہوں گی ،، ابو اُمامہ باہلی سے روایت ہے کہ اگر اُوپر سے نیچے بچھونے گرائے جائیں تو ستر سال بعد وہ نیچے پہنچیں۔

قولہ مُتْرَفِيْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر مُتَنَعِّمِيْنَ سے کی یعنی بے شک وہ اس سے پہلے دُنیا کے اندر نعمتوں میں تھے ،، کشمینی کی روایت میں۔ مُمْتَنِعِيْنَ ،، ہے اِمْتَاع سے مشتق ہے۔ نفع اٹھانے والے۔

قولہ مَا تُمْنُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ یہ عورتوں کے رحموں میں نطفہ ہے ؛ کیونکہ ،، مَا تُمْنُوْنَ ،، وہ نطفہ ہے جو عورتوں کے رحموں میں ڈالا جائے۔ فراء نے کہا یعنی نطفے جب رحموں میں ڈالے جائیں کیا اِن نطفوں کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم۔

قولہ لِلْمُقْوِيْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مسافرین سے تفسیر کی بعد یہ اشارہ کیا کہ یہ قِیّ بمعنی قَفْر سے مشتق ہے۔ یعنی آبادی سے خالی زمین ،، جب کوئی مکان مکینوں سے خالی ہو تو کہا جاتا ہے ،، اَقْوَتِ الدَّارُ ،، مجاہد نے کہا ،، مُقْوِيْنَ ،، وہ ہیں جو مسافروں اور حاضرین سب لوگوں سے نفع حاصل کریں۔ قطرب نے کہا مقوی اضداد سے ہے۔ فقیر اور غنی دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قولہ مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ،، سے اس کریمہ : فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر مُحْكَمِ قرآن ،، سے کی۔ کشاف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی کہ قرآن کریم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نجماً نجماً نازل ہوا۔ یہ اوقات نزول قرآن کی قسم ہے۔ لَاۤ اُقْسِمُ کے معنی یہ ہیں جو تم کہتے ہو اس طرح نہیں پھر قسم سے کلام کی ابتداء کی۔

قولہ يُقَالُ بِمَسْقَطِ النُّجُوْمِ اِذَا سَقَطْنَ ،، اس سے دوسری تفسیر کی طرف اشارہ ہے یعنی ستاروں کے گرنے کے مقامات جو مغارب ہیں۔ اس تقدیر پر آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے

Marfat.com

النُّجُوْمِ اِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمُوْقِعٌ وَاحِدٌ مُدْهِنُوْنَ مُكَذِّبُوْنَ مِثْلُ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ فَسَلَامٌ لَكَ اَيْ مُسَلَّمٌ لَكَ اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ وَاُلْغِيَتْ اِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ اِذَا كَانَ قَدْ قَالَ اِنِّيْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ

ڈوبتے ہیں کہ وہ ظہورِ قدرت اور جلال الٰہی کے مقام ہیں حسن بصری نے کہا مَسَاقِط ،، سے مراد قیامت میں تاروں کا گرنا ہے ۔ قولہ مَوَاقِع وَ مُوْقِعٌ وَاحِدٌ ،، یعنی اِن دو لفظوں کا حاصل ایک ہے ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لفظ یا معنی کے اعتبار سے واحد نہیں بلکہ جو کچھ ان دونوں لفظوں سے حاصل ہوتا ہے وہ واحد ہے ۔ کیونکہ جمع مضاف اور مفرد مضاف دونوں عام ہیں ۔ ان میں کچھ تفاوت نہیں علامہ کرمانی نے کہا اس کی جمع کی طرف اضافت اس کے تعدّد کو مستلزم ہے جیسے کہا جاتا ہے ۔ قلبُ القوم حالانکہ اس سے مراد ،، قلوب القوم ،، ہے ۔

قولہ مُدْھِنُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : اَفَبِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْھِنُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ،، مُکَذِّبِیْنَ ،، سے کی ،، یعنی کیا اس بات میں تم تکذیب کرتے ہو اور نہیں مانتے ،، ،، اس حدیث ،، سے مراد قرآن کریم ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر ،، تکفرون ،، سے کی ہے ۔ جیسے لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ یعنی لو تکفر فیکفرون ،، اگر تو کفر کرے تو وہ کفر کریں گے ۔ ابن کیسان سے منقول ہے کہ کہ مُدْہِن وہ شخص ہے کہ جو اس پر حق ہے وہ ادا نہ کرے اور حیلہ بہانہ سے وقت گذار دے ۔ بعض کے نزدیک مدہن منافق ہے جو اپنی جانب نرم رکھتا ہے ۔ تاکہ اس کا کفر مخفی رہے ۔

قولہ فَسَلَامٌ لَّکَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یہ بتایا کہ یہاں کلمہ ،، اِن ،، محذوف ہے ۔ تقدیر عبارت یہ ہے اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ،، اگرچہ اِنَّ کو ملغیٰ کیا گیا ہے لیکن اس کا معنی باقی ہے ۔ جیسے تو کہے : اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِیْلٍ ،، یعنی تیری تصدیق کی جاتی ہے کہ تو عنقریب سفر کرنے والا ہے ۔ جبکہ اس نے کہا ہو کہ میں عنقریب سفر کرنے والا ہوں ،، پس اس آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں ۔ تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تو اصحاب یمین میں سے ہے ۔ قولہ قد یکون للدعاء ،، یعنی کبھی دعاء کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے فَسُقْیًا ،، فَسُقْیًا لَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ ای سقاک اللہ سقیا اور سلام مرفوع مبتدا ہے کیونکہ یہ دعا ہے اور وہ مخصص ہے ثعلبی نے کہا : فَسَلَامٌ لَکَ مرفوع ہے یعنی فَلَکَ سَلَامٌ فَلَا تَھْتَمَّ لَھُمْ فَاِنَّھُمْ سَلِمُوْا

Marfat.com

وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهُ كَقَوْلِكَ فَسَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامُ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ تُورُونَ تَسْتَخْرِجُونَ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ لَغْوًا بَاطِلًا تَأْثِيمًا كَذِبًا

بَابُ قَوْلِهِ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ

۴۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَمْدُودٍ

مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ "یعنی اے محبوب تم پر سلام ہو دہنی طرف والوں سے آپ اُن کی فکر نہ کریں وہ اللہ کے عذاب سے سلامتی میں ہیں"۔ فرآء نے کہا "مُسَلَّمٌ لَكَ أَنَّهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ" تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تو اصحاب یمین میں سے ہے (صاحب یمین (دہنی طرف والے) سے کہا جاتا ہے تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے تو اصحاب یمین میں سے ہے) زمخشری نے کہا اس کے معنی یہ ہیں۔ اے داہنی طرف والے تیرے بھائیوں، جو داہنی طرف والے ہیں کی طرف سے تجھے سلام ہو یعنی وہ تجھے سلام کہتے ہیں۔

قولہ إِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ هُوَ مِنَ الدُّعَاءِ "اگر سلام کو مرفوع پڑھے تو یہ دُعاء کے لئے ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کسی قاری نے اس کو منصوب نہیں پڑھا ہے سب مرفوع پڑھتے ہیں تو "إِنْ رَفَعْتَ الخ" کہنے کا کیا مقصد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سقیا منصوب دُعاء کے لئے ہوتا ہے اور سلام مرفوع دُعاء کے لئے ہوتا ہے منصوب دُعاء کے لئے نہیں ہوتا۔

قولہ تُورُونَ "سے اس آیت کریمہ "أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تَسْتَخْرِجُونَ" سے تفسیر کی أَوْرَيْتُ کے معنی أَوْقَدْتُ ہیں میں نے آگ روشن کی، "تُورُونَ" دراصل تُورِيُونَ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا۔ دو ساکن واؤ اور یاء جمع ہو گئے یاء کو حذف کیا تُورُونَ" ہوا۔

قولہ لَغْوًا" سے اس آیت کریمہ "لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا" کی طرف اشارہ کیا اور لغو کی باطل سے اور تاثیم کی کذب سے تفسیر کی اہل جنت جنات میں باطل اور جھوٹ نہ سُنیں گے یعنی جنات میں باطل اور جھوٹی چیزیں نہیں ہوں گی۔

Marfat.com

سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ وَالْمُجَادَلَۃِ

قَالَ مُجَاهِدٌ جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیشہ کے سائے میں جن کو سورج دور نہیں کرتا،،

ربیع سے منقول ہے کہ اس سے عرش کا سایہ مراد ہے۔ عمرو بن میمون سے روائت ہے کہ یہ سایہ ستر ہزار سال کی مسافت کی مقدار ہے،،

۴۵۶۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آئت پڑھو۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ،،

۴۵۶۰ — شرح : ابوہریرہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کا جزم نہیں۔ ممکن ہے کہ ابوہریرہ نے اس سے سنا ہو جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ساری جنت سایہ ہے۔ وہاں سورج نہیں لہٰذا یہ سورج کا سایہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ یہ سایہ پیدا کرے گا ربیع بن انس نے عرش کا سایہ کہا ہے۔

(حدیث ع ۳۰۴۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

سورہ حدید

یہ سورت مکی ہے۔ کلبی نے کہا اس سورت میں مکی اور مدنی دونوں آیات ہیں صحیح یہی ہے، کیونکہ اس سورت میں منافقوں کا ذکر ہے۔ اور منافق صرف مدینہ منورہ میں تھے۔ کیونکہ اسلام کے

Marfat.com

إِلَى النُّوْرِ .... مِنَ الضَّلَالَةِ إِلَى الْهُدٰى وَمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ مَوْلٰكُمْ أَوْلٰى بِكُمْ لِئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ
لِيَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ عِلْمًا أَنْظِرُوْنَا انْتَظِرُوْنَا

غلبہ کے بعد نفاق پیدا ہُوا جبکہ بدر کی جنگ کے بعد اسلام غالب ہُوا تو بعض مشرکوں نے کفر چھپایا اور اسلام ظاہر کیا۔ اور یہ آیت کریمہ: لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ، یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہُوئی۔ اسی طرح آیتِ قتال ہجرت کے بعد نازل ہُوئی اور یہ آیات مدنی ہیں اور پہلی مکی ہیں۔ اس کی ۲۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ، سے اس آیت کریمہ: وَأَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا۔ اور مُسْتَخْلَفِيْنَ، کی تفسیر مُعَمَّرِيْنَ سے کی یعنی اس میں آباد ہونے والے۔

قولہ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ، سے اس آیت کریمہ: هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ، سے اس آیت کریمہ: هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ، وہی ہے کہ اپنے بندہ پر (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) روشن آیتیں اُتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھریوں (گمراہی) سے نکالے اوجالے (ہدایت) کی طرف لے جائے اور نُورِ ایمان عطا فرمائے، ظلمات کی تفسیر ضلالت سے اور نور کی ہدایت سے کی۔

قولہ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ، سے اس آیت کریمہ: وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر منافع للناس کی تفسیر جُنَّةٌ اور سلاح سے کی۔ ہم نے لوہا اُتارا (لوہا پیدا کیا) اس میں سخت اور نہایت قوت اور لوگوں کے فائدے۔ یعنی ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں کے لئے معادن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا حکم دیا۔ اس میں نہایت قوت ہے کہ اس سے اسلحہ اور آلاتِ جنگ بنائے جاتے ہیں۔ اور صنعتوں اور حرفتوں کے وہ بہت کام آتا ہے۔

قولہ مَوْلَاكُمْ، سے آیت کریمہ: مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ، کی طرف اشارہ کیا پھر أَوْلٰى بِكُمْ،

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُحَادُّوْنَ يُشَاقُّوْنَ كُبِتُوْا أُخْزُوْا مِنَ الْخِزْيِ اِسْتَحْوَذَ غَلَبَ

سے اس کی تفسیر کی ،، یعنی تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہارے بہت لائق ہے۔

قولہ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ ،، یعنی لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ ،، یعنی لِئَلَّا يَعْلَمَ میں لا زائدہ ہے۔ جیسے مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ ،، میں لا زائدہ ہے يُقَالُ اَلظَّاهِرُ ،، سے اس آیت کریمہ: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ظاہر و باطن کی یہ تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ کا ظہور و بطون علمی ہے۔

قولہ اُنْظُرُوْنَا ،، سے اس آیت کریمہ: يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ کی طرف اشارہ کیا جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں ،، اُنْظُرُوْا میں ہمزہ وصل کے لئے ہے۔

سُوْرَۂ مجادلہ

ابوالعباس نے کہا یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ حجرات سے پہلے اور منافقین کے بعد نازل ہوئی اس کی ۲۲۔ آیات ہیں۔ علامہ عینی نے کہا عبد بن حمید کی تفسیر میں ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا اس مجادلہ (جھگڑا کرنے والی عورت) کا نام "خُوَیلہ بنت دلیج ہے ،، اُن کے شوہر نے اُن سے ظہار کیا تھا یہ اسلام میں پہلا ظہار تھا۔ عکرمہ نے کہا اس کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ یہ عبادہ بن صامت کے بھائی اَوس بن صامت کی بیوی تھی۔ اُنھوں نے اس سے ظہار کیا تو یہ آیت کریمہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا الاية

قولہ يُحَادُّوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الاية ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يُشَاقُّوْنَ اللّٰهَ سے کی یعنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

قولہ كُبِتُوْا ،، سے اس آیت کریمہ: كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور

Marfat.com

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَلَاءُ اَلْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ

اُخْزِلُوْا ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ذلیل کئے گئے۔ یہ خِزْیٌ سے مشتق ہے۔ بعض نے کہا وہ ہلاک کئے گئے کُبِتُوْا ،، دراصل کُبِدُوْا ،، تھا۔ دال کو تاء سے بدلا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مخرج قریب قریب ہے۔ کہا جاتا ہے کُبِدَ ،، جبکہ اس کو دل میں تکلیف ہو۔

قولہ اِسْتَحْوَذَ ،، سے اس آیت کریمہ ،، اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور غَلَبَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن پر شیطان نے غلبہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ استحاذ علیہم بروزن استقام پڑھتے تھے۔ یہ قاعدہ کے مطابق ہے اور ،، اسْتَحْوَذَ ،، بدونِ اعلال ہے۔ اس سورت میں اور اس سے پہلی سورت میں کوئی مرفوع حدیث ذکر نہیں کی ،،

سُوْرَۂ حشر

یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی چوبیس آیات ہیں اس کو حشر اس لئے کہا گیا کہ اس میں قبیلہ بنی نضیر کے یہودیوں کو حجاز مقدس سے جلاوطن کیا گیا تھا اور شام میں ان کا حشر اور اجتماع ہوا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ سے واپسی پر بنی نضیر کو جلاوطن کیا۔ جبکہ غزوۂ احزاب کے بعد قریظہ کو فتح کیا تھا ان میں دو سال کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ،، وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو اُن کے گھروں سے نکالا اُن کے پہلے حشر کے لئے یعنی یہود بنی نضیر کو جو مدینہ منورہ میں تھے۔ نکالا یہ جلاوطنی اُن کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر اُن کا یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالا یا آخر حشر روز قیامت کا حشر ہے کہ آگ سب لوگوں کو سرزمین شام کی طرف لے جائے گی اور وہیں اُن پر قیامت قائم ہوگی۔

Marfat.com

۴۵۶۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَمْ تُبْقِ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَوْلُہٗ اَلْجَلَاءَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا، کی طرف اشارہ کیا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے ،، سے اس کی تفسیر کی۔ جلاء اخراج سے خاص ہے۔ کیونکہ جلاء اہل و اولاد اور مال سمیت نکالنا ہے اور اخراج اس سے عام ہے۔ اہل و اولاد اور مال ہو یا نہ ہو وطن سے باہر کرنا ہے۔

۴۵۶۱ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا آپ سورہ توبہ کو کیا کہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا توبہ فاضحہ ہے ؟ اس میں ہمیشہ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ ،، نازل ہوتا رہا حتی کہ اُنھوں نے گمان کیا حتی کہ اُس نے ان میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دیا مگر اس میں ذکر کر دیا۔ سعید نے کہا میں نے کہا سورہ انفال کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہا یہ اہل بدر کے متعلق نازل ہوئی کہا سورہ حشر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں کہا یہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۵۶۱ — شرح : قولہ مِنْهُمْ وَمِنْهُمْ ،، سے آیت کریمہ : وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ ائْذَنْ لِي ،، وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ ،، بعض یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں اور بعض صدقات میں عیب جوئی کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں مجھے اجازت دیں میں غزوہ میں نہیں جا سکتا اور اُن میں سے بعض نے عہد شکنی کی اس طرح کافروں کے عیوب بیان کئے اور ان کو عالم میں رسوا کیا حتی کہ اِن کو یہ گمان ہوا کہ اس سورت نے اُن میں سے کسی کو نہ چھوڑا مگر اس میں ذکر کیا۔ اور یہودی

Marfat.com

۴۵۶۲ـــــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ بَنِي النَّضِيرِ

بَابُ قَوْلِهِ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً

رسواء زمان ہوئے اس لئے اس کو فاضحہ کہتے ہیں۔

۴۵۶۲ـــــ ترجمہ: سعید بن جبیرؓ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سُورۂ حشر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا اسے بنی نضیر کہو۔

۴۵۶۲ـــــ شرح: یعنی یہ سورت کریمہ بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ علامہ قسطلانی نے زرکشی سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سورت کا نام حشر کہنا مکروہ جانا کیونکہ حشر قیامت میں ہوگا۔ ابن حجر نے فتح الباری میں اس پر اضافہ ذکر کیا کہ یہاں حشر سے مراد بنی نضیر کو ارض حجاز مقدس سے باہر نکالنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو محشر کی زمین میں نکال دو پھر قیامت میں ساری مخلوق شام میں جمع ہوگی۔ کہا حشر ثانی لوگوں کو آگ قیامت میں جمع کرے گی۔ کذا فی عینی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو درخت تم نے کاٹے یا اُن کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "لینہ" کی تفسیر کھجور کے درخت سے کی جو عجوہ اور برنی نہ ہو۔ عکرمہ اور قتادہ نے بھی یہی کہا ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا لینہ سخت زرد کھجور ہے جس کی گٹھلی باہر سے نظر آتی ہے بظاہر خستہ اور نرم ہوتی ہے کہ اس میں دانت چھپ جاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ کھجور کا عمدہ درخت ہے۔ لین سے ماخوذ ہے اس کی جمع الیان ہے۔ بیضاوی نے کہا لینہ بروزن فعلہ

Marfat.com

۴۵۶۳ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِى النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

۴۵۶۴ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مٰلِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ

ہے لَون سے مشتق ہے واؤ کو یاء سے بدل کیا اس کی جمع الوان ہے۔ برنیہ اچھی کھجور ہے عجوہ مدینہ منورہ کی بہترین کھجور ہے جس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر صبح سات عجوہ کھجوریں کھالے وہ آسیب سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس پر زہر اثر نہیں کرتا۔

۴۵۶۳ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلا دیا اور کاٹ ڈالا اور وہ بُوَیرہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ الآية ،، نازل ہوئی یعنی جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا۔ اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

۴۵۶۳ــــ شرح: بُوَیرَہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ ،، کے قریب جگہ ہے۔ وہاں بنی نضیر کے کھجور کے درخت تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اے محمد ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ نے ہمیں فساد اور خرابہ سے منع کیا ہے یہ کیا ہے کہ آپ نے ہمارے پھلدار درخت جلا دیئے اور ان کو کاٹ ڈالا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے شہروں کو گرانا اور تباہ کرنا جائز ہے اور ان کے درختوں کو کاٹ ڈالنا صحیح ہے تاکہ وہ غصہ سے مریں

(حدیث ۲۸۱۸ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو اللہ نے اپنے رسول کو بغیر جنگ کے دیا ،،

۴۵۶۴ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنی نضیر کے مال اس میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بغیر جنگ کے عطاء کئے۔ مسلمانوں نے اُن پہ گھوڑے اور اُونٹ نہیں دوڑائے وہ مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے اس سے آپ اپنی بیویوں پہ ایک سال کا خرچہ لیتے اور جو باقی بچتا وہ اسلحہ اور گھوڑوں میں خرچ کرتے۔ اس حال میں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کرتے۔

۴۵۶۴ — شرح : ایجاف کا مادہ وجیف بمعنی تیز رفتار ہے۔ خیل گھوڑے اور رکاب اونٹ ہیں جن پر سیر کی جاتی ہے۔ سلاح جنگی اسلحہ ہے۔ کُراع گائے بکری کے پائے ہیں۔ پھر اس کا اطلاق گھوڑوں میں مشہور ہو گیا۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دلیل ہے کہ فئی تقسیم نہیں کرنی چاہیئے۔ امام کے اجتہاد اور اس کی صلاحیت پہ چھوڑ دی جائے۔ یہی خمس کا حال ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ امام شافعی اس کے پانچ حصے کرتے ہیں۔ امام شافعی سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ فئی کا مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج ایک سال کا ذخیرہ کرنا جائز ہے جبکہ اپنی زمین سے حاصل ہو۔ اگر بازار سے خرید کیا ہو تو بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر اناج کا ذخیرہ کرنے سے عوام مسلمانوں کو ضرر پہنچتی ہے تو جائز نہیں نیز معلوم ہوا کہ خوراک کا ذخیرہ کرنا توکل کے منافی نہیں ،،

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

۴۵۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِّنْ بَنِىْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِىْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِىْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَاِنِّىْ اَرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهٗ قَالَ فَاذْهَبِىْ فَانْظُرِىْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُنَا ۔

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"

۴۵۶۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے واشمات اور موتشمات، متنمصات پر لعنت فرمائی اور ان عورتوں پہ لعنت فرمائی جو حسن کے لئے دانتوں کو کشادہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں" قبیلہ بنی اسد

Marfat.com

کی ایک عورت جس کو ام یعقوب کہا جاتا ہے کو یہ خبر پہنچی تو وہ آئی اور عبداللہ بن مسعود سے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس طرح لعنت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا میرے لئے کیا ہے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت کی ہے اور وہ کہ جس پہ اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے قرآن کریم دونوں تختیوں کے درمیان پڑھا ہے۔ میں نے اس میں وہ نہیں پایا جو تم کہتے ہو۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تو قرآن کریم پڑھتی تو اسے پالیتی۔ کیا تو نے پڑھا نہیں "جو کچھ تمہیں رسُول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"، اس عورت نے کہا میں تمہارے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ یہ کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جاؤ اور دیکھو وہ عورت گئی اور نظر کی اور جو کچھ اس نے گمان کیا تھا۔ وہ نہ دیکھا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

۴۵۶۵ — شرح : وَاشِمَات وَاشِمَہ کی جمع ہے۔ یہ وشم سے ہے عورت کے ہاتھ کی پشت یا ہونٹ وغیرہ پہ سوئی گاڑی جاتی ہے حتیٰ کہ اس سے خون بہنے لگتا ہے پھر اس جگہ میں سُرمہ یا نیل وغیرہ بھر دیا جاتا ہے تو وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جاتی ہے۔ اس کا کرنے والا واشم اور واشمہ ہیں اور جس عورت کو یہ کیا جاتا ہے وہ موشومہ ہے۔ اگر وہ یہ فعل طلب کرتی ہے تو وہ مُستَوشِمَہ ہے۔ یہ فاعل اور جو اپنے اختیار سے کروائے دونوں کے لئے حرام ہے۔ اگر یہ فعل چھوٹے بچے سے کیا جائے تو کرنے والی گنہگار ہے، کیونکہ اس وقت بچہ مکلف نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہمارے اصحاب شافعیہ کہتے ہیں جس جگہ یہ فعل کیا جائے وہ پلید ہو جاتی ہے اگر کسی طریقہ سے اس کو زائل کرنا ممکن ہو تو زائل کرنا واجب ہے اور اگر اس کا ازالہ ممکن نہ ہو اور سخت حرج میں واقع ہونے کا ڈر ہو تو اگر عضو وغیرہ کے تلف ہونے کا خطرہ ہو یا عضو ناکارہ ہو جانے کا ڈر ہو تو اس کا ازالہ واجب نہیں اور جب توبہ کرے تو گناہ معاف ہوگا۔ اگر اس کے ازالہ میں کوئی تکلیف وغیرہ نہ ہو تو اس کا ازالہ واجب ہے اور تاخیر کرنے میں گناہ گار ہوگا اس میں مرد و زن دونوں برابر ہیں۔ اگرچہ حدیث میں عورتوں کا ذکر ہے، کیونکہ یہ کام عموماً عورتیں کرتی ہیں۔ اگر مرد یہ کرے تو اس کی اقتداء درست نہیں۔ احناف کہتے ہیں اقتداء جائز ہے اگر زائل کرنا ممکن ہو۔

اَلْمُتَنَمِّصَات " مُتَنَمِّصَہ " کی جمع ہے۔ تَنَمُّصْ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی "منہ سے بال دُور کرنا ہے۔ یہ فعل کرنے والی مُتَنَمِّصَہ ہے اور یہ فعل کرنے والی نامِصَہ ہے۔ یعنی بال زائل کرنے والی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فعل حرام ہے۔ ہاں اگر عورت کو داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو ان کے لئے بال زائل کرنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے کہ داڑھی اور مونچھوں کے بال کسی طریقہ سے زائل کرے۔ البتہ آبرؤں کے بال زائل کرنے ممنوع ہیں۔

اَلْمُتَفَلِّجَات " مُتَفَلِّجَہ کی جمع ہے۔ اس کا مادہ تَفَلُّجْ ہے اور وہ سامنے والے دانتوں کو کشادہ

Marfat.com

۴۵۶۶ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ اِمْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ

کرنا ہے۔ یہ حسن بڑھانے کے لئے عموماً عورتیں کرتی ہے۔ اگر یہ فعل حسن بڑھانے کے لئے نہ کیا جائے بلکہ کسی علاج کے لئے یا دانت میں عیب زائل کرنے کے لئے کیا جائے تو حرج نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا بوڑھی عورتیں خوبصورتی کے لئے ایسا کرتی ہیں یہ فعل کرنے اور کروانے والی دونوں کے لئے حرام ہے۔

اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ ،، یہ مذکورہ تمام امور کو شامل ہے؛ کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلا جاتا ہے۔

قولہ مَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ،، وَهُوَ ،، کا عطف کس پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا عطف مَنْ لَعَنَهٗ ،، پر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے: مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَلْعُوْنٌ ،، یعنی مجھے کیا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جو اللہ کی کتاب میں ملعون ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں عورتوں پر لعنت کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو اس سے رکنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ،، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یہ فعل کرنے والا ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ،، ظالموں پر خدا کی لعنت ہے (کرمانی)

مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ ،، سے مراد قرآن کریم ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ،، مَا جَامَعْتُنَا ،، یعنی اگر وہ یہ کرتی تو میرے پاس نہ رہتی بلکہ میں اس کو طلاق دے دیتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی بیوی معصیت کا ارتکاب کرے اور دشنام وغیرہ کرے نماز نہ پڑھے اس کو طلاق دے کر گھر سے باہر کردے اسی طرح ابروؤں کے بال نکالنا انہیں باریک فیشن دار کرنا بھی ممنوع ہے۔ ایسی عورت کو بھی طلاق دے کر مفارقت کر لینا درست ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب بنت عبداللہ ثقفیہ ہے۔

۴۵۶۶ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واصلہ پر لعنت فرمائی۔ عبدالرحمٰن بن عابس نے

Marfat.com

نے کہا میں نے یہ ایک عورت سے سنا ہے جسے ام یعقوب کہا جاتا ہے۔ اس نے عبداللہ منصور کی حدیث کی مانند روایت کی ہے۔

۴۵۶۶ — شرح: یعنی جو حدیث اس سے پہلے مذکور ہے، لیکن پہلی حدیث میں "واصلہ کا ذکر نہیں"، ممکن ہے کہ منصور کی حدیث کے معنی یہ ہوں کہ منصور کی حدیث میں واشمات وغیرہ پر لعنت مذکور ہے۔ ام یعقوب نے بھی عبداللہ بن مسعود سے روایت میں واصلہ پر لعنت ذکر کی ہو۔ "واصلہ" وہ عورت ہے جو بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو پیوند کرے تاکہ بال لمبے ہو جائیں یہ فعل بھی وشم کی طرح ممنوع اور ملعون ہے۔

عورتوں کا بال لمبے کرنا

بعض عورتیں بالوں کو لمبا اور زیادہ کرنے کے لئے دوسرے بال پیوند کرتی ہیں یہ فعل کرنے والی عورت واصلہ اور کروانے والی مستوصلہ کہلاتی ہے۔ دونوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث اس فعل کی تحریم میں نص ہے۔ امام مالک اور کثیر علماء یہی کہتے ہیں انہوں نے بالوں کے ساتھ صوف وغیرہ کے پیوند کو ممنوع کہا ہے کیونکہ یہ وصل شعر کے معنی میں ہیں نیز حدیث میں صرف لفظ واصلہ ہے یہ اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہے۔ ظاہریوں نے کہا بالوں کو سر پر رکھنے کو جسے "ڈگ یا جوڑا" کہتے ہیں۔ جائز کہا ہے کیونکہ یہ وصل نہیں وضع ہے۔ بعض نے مطلقاً وصل کو جائز کہا ہے۔ یہ باطل قول ہے۔ اس نہی میں وہ پشم یا ریشم کے دھاگے داخل نہیں جو بالوں کے ساتھ خوبصورتی کے لئے ملاتی ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل اس طرح ذکر کی ہے کہ اگر آدمی کے بال بالوں سے جوڑیں تو یہ بالاتفاق حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ مرد کے بال ہوں یا عورت کے بال، کیونکہ آدمی کے بالوں اور دیگر اجزاء سے نفع حاصل کرنا حرام ہے، کیونکہ انسان مکرم اور معزز ہے اس کے بال کسی استعمال میں لانا حرام ہے بلکہ اگر سر منڈائے یا ناخن ترشوائے تو بالوں اور ناخنوں کو زمین میں دفن کیا جائے۔ اگر غیر آدمی کے بال ملائے جو پلید ہیں مردار کے بال ہوں یا حرام جانور زندہ سے اتارے گئے ہوں یہ بھی حرام ہیں، کیونکہ اس تقدیر پر وہ نماز یا غیر نماز میں قصداً نجاست کا حامل ہوتا ہے۔ اس حرمت میں مرد اور عورت شادی شدہ ہو یا نہ دونوں برابر ہیں۔ اگر بال پاک ہوں تو عورت شادی شدہ نہ ہو تو بھی حرام ہیں اگر شادی شدہ ہو تو صحیح ترین صورت یہ ہے کہ اگر شوہر کی اجازت سے کرے تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ عورت کا چہرہ پر سرخی لگانا اگر شادی شدہ نہ ہو یا اس کا شوہر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر سرخی استعمال کرے تو حرام ہے شوہر کی اجازت سے جائز ہے ذکرمانی، بہرکیف عورت کا خوبصورت بن کر بازار کی زینت بننا حرام ہے۔ گھر میں اپنے شوہر کے لئے زینت کرنے میں حرج نہیں۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ

۴۵۶۷ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُّهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ منورہ) اور ایمان میں گھر بنایا"

۴۵۶۷ — ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (حیات کے آخری وقت میں) کہا میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اولین مہاجرین کا حق پہچانے اور خلیفہ کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے اس شہر اور ایمان میں گھر بنایا کہ ان میں نیک اور مخلصوں سے احسان کرے اور ان میں سے گنہگاروں کو معاف کرے۔

۴۵۶۷ — شرح: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے جبکہ وہ زخمی تھے ان کے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کی کہ مہاجرین کا حق پہچانے کیونکہ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی سربلندی کے لئے اپنا وطن، مال و دولت اور اولاد چھوڑی کہ ان سے خصوصی رعایت کرے مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جو تحویل قبلہ سے پہلے ہجرت کرکے آئے تھے۔ بعض نے کہا جو بیعت رضوان کے وقت موجود تھے۔ بعض نے کہا جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ " کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے مدینہ منورہ میں جگہ بنائی اور ایمان میں اخلاص کیا منافقت سے اجتناب کیا۔ نیز ایمان مدینہ منورہ کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَة

اَلْخَصَاصَةُ اَلْفَاقَةُ اَلْمُفْلِحُوْنَ اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ اَلْفَلَاحُ اَلْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً حَسَدًا

۴۵۶۸ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ الْاَشْجَعِيُّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اپنی جانوں پر اُن کو، ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو"

یہ آیت کریمہ انصار کی شان میں نازل ہوئی کہ اُنھوں نے اپنے مال اور مکانات فقرآء مہاجرین میں تقسیم کر دیئے"

خصاصہ کی فاقہ سے تفسیر کی یعنی اگرچہ وہ خود فقیر اور محتاج ہوں وہ دوسروں کو اپنی ذوات پر ترجیح دیتے ہیں۔ قولہ المفلحون" سے اس آیت کریمہ: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور مُفلحون کی اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ" سے تفسیر کی فلاح کی بقاء سے تفسیر کی یعنی فلاح بمعنی بقاء بھی آتا ہے یعنی جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں اور باقی رہنے والے ہیں۔

قولہ حَيَّ عَلٰى" سے غرض یہ ہے کہ یہاں فلاح اور حیّ کے معنی یہ ہیں کہ مقصد کی کامیابی میں جلدی کر۔ یہ فلاح کا معنی ہے اور حیّ کا معنی بالتبع ذکر کیا ہے۔ ابن تین نے کہا کسی لغوی نے حَيَّ بمعنی عَجِّلْ نہیں کہا بلکہ بمعنی هَلُمَّ اور اَقْبِلْ کہا ہے۔

قولہ قال الحسنُ حاجةً" سے اس آیت کریمہ: وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا" کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری رحمہ اللہ نے حاجۃً کی تفسیر حسداً سے کی یعنی اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اور ان کے دلوں میں کوئی خواہش پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ حسد کرتے ہیں۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِیَ الْجَهْدُ فَاَرْسَلَ اِلٰی نِسَائِهٖ فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا رَجُلٌ یُضَیِّفُ هٰذَا اللَّیْلَةَ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ ضَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِیْهِ شَیْئًا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عِنْدِیْ اِلَّا قُوْتُ الصِّبْیَةِ قَالَ فَاِذَا اَرَادَ الصِّبْیَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِیْهِمْ وَتَعَالَیْ فَاَطْفِئِی السِّرَاجَ وَنَطْوِیْ بُطُوْنَنَا اللَّیْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

۴۵۶۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت بھوک ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس بھیجا تو ان کے پاس کچھ نہ پایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ہے جو آج رات اس کو کھانا کھلائے اور اس کی مہمانی کرے ۔ ایک انصاری کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ ! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں پھر اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اس سے کوئی شئی نہیں روکنا ۔ اس نے کہا ہمارے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اس نے کہا جب بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور آ کر چراغ بجھا دینا ہم آج رات بھوکے رہیں گے ۔ پس اس نے ایسا ہی کیا پھر صبح کو وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا فلاں مرد اور فلاں عورت سے اللہ بہت خوش ہوا اور اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل کی ، وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

۴۵۶۸ — شرح : خطیب نے کہا یہ میزبان ابوطلحہ انصاری تھے ۔ بعض نے عبداللہ بن رواحہ

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لَا تُعَذِّبْنَا بِاَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ

کہا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بچوں کا نفقہ واجب ہے اور ضیافت واجب نہ تھی تو ان کا نفقہ ضیافت میں کیوں خرچ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کھانا ان کی ضرورت سے زائد تھا (کرمانی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ عورت نے صراحت کی تھی کہ ہمارے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے۔ اس لئے بہتر جواب یہ ہے کہ اس عورت کو معلوم تھا کہ بچے رات کے کھانے کے محتاج نہیں ہیں اور اُن کا کھانا طلب کرنا صرف ان کی عادت کے لحاظ سے تھا؛ کیونکہ بچے بھوک کے بغیر کھانے کی اشیاء طلب کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بھوک کے باعث کھانے کے محتاج ہوتے اور نہ کھانے سے انہیں ضرر پہنچتی تو اُن کو کھلانا ضیافت پر مقدم ہوتا۔

قولہ عجب اللہ" اللہ تعالیٰ کے حق میں عجب اور ضحک سے مراد اُن کے لوازم اور غایات ہیں۔ ان کے مبادی اور حقیقی معانی مراد نہیں؛ کیونکہ تعجب وہ حالت ہے جو امرِ عزیب کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ضحک امرِ عجیب کے وقت دانتوں کا ظاہر ہونا ہے۔ یہ دونوں امور اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ لہٰذا ان کی غایت سے رضا مراد ہے۔ علامہ خطابی نے کہا عجب کا اطلاق اللہ پر محال ہے۔ اس سے مراد رضا ہے، کیونکہ سخی کا ضحک رضا پر دلالت کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کا تعجب مُراد ہو کیونکہ اپنی ذات پر دوسرے کو ترجیح دینا عادۃً نادر ہے اس لئے فرشتے اس پر تعجب کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ضحک" کی تاویل رحمت سے کی ہے، لیکن ضحک بمعنی رضا ذہن کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

سُوْرَۂ مُمْتَحِنَہ

مُمْتَحِنَۃ بکسرِ الحاء ہے یعنی امتحان لینے والی سورت کی طرف امتحان کی اضافت مجازی ہے۔ جیسے سُوْرَۂ بَرَاءَت کو فاضحہ کہا جاتا ہے۔ یعنی رسوا کرنے والی اور منافقوں کے عیوب ظاہر کرنے والی بعض نے

Marfat.com

لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هٰذَا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ

بَابُ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ

حاء پر فتح پڑھا ہے۔ اُنھوں نے اس کی نسبت اس عورت کی طرف کی ہے جس کے حق میں یہ سورت نازل ہوئی اور وہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی مُعَیط عبدالرحمن بن عوف کی بیوی ہے۔ بعض نے اور کہا ہے۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ اس کی تیرہ آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت احزاب کے بعد اور سورۂ نساء سے پہلے نازل ہوئی۔ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً " کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے پس وہ کہیں گے اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ پہنچتا۔ یعنی ان کو ہم پر مسلط نہ کر یہ ہمیں وہ عذاب دیں گے جس کی ہمیں طاقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ کافروں کو ہم پر کامیاب نہ کر ورنہ وہ کہیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں۔

قولہ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ" سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا عصم عصمۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی جس کو مضبوط پکڑے۔ اور کوافر کافرہ کی جمع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافرہ عورتوں کے نکاح پر قائم رہنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ ان سے علیحدہ ہو جائیں اور ان کو چھوڑ دیں۔ ابن عباس نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کافرہ عورتوں کے عقد ختم کر دو جس کی کافرہ بیوی مکہ میں ہے وہ اسے بیوی شمار نہ کرے اس سے تعلق ختم کر دے۔ وہ اس کی بیوی نہیں رہی اور اگر اہل مکہ سے کوئی عورت مسلمان ہو کر تمہارے پاس آ جائے، حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس کا شوہر کافر ہے تو وہ اس کو شوہر نہ سمجھیں اس کا تعلق بھی ختم ہو چکا ہے زہری نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں قریبہ بنت امیہ اور ام کلثوم خزاعیہ جو عبداللہ کی والدہ ہے طلاق دے دی یہ دونوں مشرکہ مکہ میں تھیں قریبہ سے معاویہ بن ابو سفیان نے نکاح کر لیا جبکہ وہ بھی اس وقت مکہ میں مشرک تھے اور ام کلثوم سے ابوجہم نے نکاح کر لیا اور یہ دونوں مشرک تھے اور طلحہ بن عُبَیداللہ کی بیوی اروی بنت ربیعہ تھی۔ اسلام نے ان میں بھی تفریق کر دی۔ قولہ اُمِرَ آہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ مکہ میں کافرہ بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لیں۔

باب میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ

Marfat.com

۴۵۶۹ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبٍ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي كُنْتُ امْرَاً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ

۴۵۶۹ــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع نے کہا میں نے علی بن ابی طالب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا کہ تم جاؤ جب تم روضہ خاخ پہنچو گے وہاں ایک عورت ہے جس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے آؤ ہم چل پڑے اس حال میں کہ گھوڑے ہمیں بھگالے جا رہے تھے حتی کہ ہم روضہ خاخ پہنچ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک عورت ہے ہم نے کہا خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہم نے کہا خط نکالو ورنہ تیرے کپڑے اتار دیں گے تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے سے خط نکالا ہم خط لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ میں رہنے والے مشرکوں کی طرف لکھا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا؟ حاطب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

Marfat.com

اَنْ اَصْطَنِعَ اِلَیْہِمْ یَدًا یَحْمُوْنَ قَرَابَتِیْ وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ کُفْرًا وَّلَا اِرْتِدَادًا عَنْ دِیْنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَضْرِبُ عُنُقَہٗ فَقَالَ اِنَّہٗ شَہِدَ بَدْرًا وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلٰی اَہْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِیْہِ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ قَالَ لَا اَدْرِی الْاٰیَۃَ فِی الْحَدِیْثِ اَوْ قَوْلُ عَمْرٍو

میرے متعلق جلدی نہ فرمانا میں قریشی مرد ہوں اور اُن میں سے نہیں ہوں (میری پیدائش ان میں سے نہیں بلکہ میں ان کا حلیف ہوں) اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں۔ ان کی اُن سے قرابتیں ہیں جس کے باعث وہ مکہ میں اُن کے گھر اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جب میرا اُن میں نسب نہیں ہے تو میں اُن پہ احسان کروں تاکہ وہ میرے قرابت کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کفر اور اپنے دین سے منحرف ہونے کے باعث نہیں کیا (یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حاطب نے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر تھا تمہیں کیا معلوم۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کو دیکھ کر فرمایا جو چاہو کرو میں نے یقیناً تمہیں بخش دیا ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ سفیان بن عیینہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ آیت حدیث کا حصہ ہے یا عمرو کا قول ہے۔

۴۵۶۹ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کو خط لینے روضہ خاخ بھیجا تھا وہ علی المرتضیٰ، عمار بن یاسر، عمر، زبیر بن عوام، طلحہ، مقداد بن اسود اور ابومرثد تھے وہ تمام گھوڑوں پر سوار تھے "ظعینہ" وہ عورت ہے جو ہودج میں بیٹھی ہو اس عورت کا نام سارہ تھا۔ قولہ کنتُ امرأً من قریش "یعنی ان کا حلیف ہونے کے باعث میں اُن میں سے ہوں نسب و ولادت کے اعتبار سے نہیں" لہٰذا یہ "لم اکن من انفسہم" کے منافی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تھی تو عمر فاروق نے حاطب کی گردن اُڑانے کی بات

Marfat.com

۴۵۷۰ — حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قِیْلَ لِسُفْیَانَ فِیْ هٰذَا فَنَزَلَتْ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ قَالَ سُفْیٰنُ هٰذَا فِیْ حَدِیْثِ النَّاسِ حَفِظْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَکْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا اُرٰی اَحَدًا حَفِظَهٗ غَیْرِیْ

بَابُ قَوْلِهٖ اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

۴۵۷۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِی ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ

کیوں کی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عمر فاروق نے دینی قوت وصلابت کے پیش نظر ارادہ کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انتظام میں استحکام کریں تاکہ کوئی اور شخص ایسی جرأت نہ کر سکے نیز ممکن ہے کہ عمر فاروق کا اس کلام سے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا ہو کہ آئندہ کوئی شخص اس قسم کے ناشائستہ کام کا مرتکب نہ ہو انھوں نے حاطب کو قتل کرنے کا عزم نہ کیا تھا۔ (اس حدیث کی تفصیل کے لئے چوتھی جلد کی حدیث ع۲۸۰۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۷۰ — ترجمہ : علی بن مدینی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان سے کہا گیا کیا یہ آیت کریمہ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ الآیۃ حاطب بن بلتعہ کے حق میں نازل ہوئی تھی ؟ سفیان نے کہا یہ لوگوں کی حدیث میں ہے۔ میں نے یہ عمرو سے یاد کی ہے اس سے میں نے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا ہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے میرے سوا اس کو یاد کیا ہوگا "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں "

یہ آیت کریمہ حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اس کا سبب قریش اور مسلمانوں میں اس شرط پر صلح تھی کہ جو کوئی مکہ سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آئے مسلمان اسے قریش کو واپس کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بِقَوْلِ اللهِ يٰاَيُّهَا
النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ عُرْوَةُ
قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ
امْرَاَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكَ
تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اِسْحٰقُ
ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ

اس سے وہ عورتیں مستثنیٰ کر دیں جو بشرط الامتحان ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آجائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فامتحنوھن" ان کا امتحان لو۔

۴۵۷۱ — ترجمہ: یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہمیں ابن شہاب کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن مسلم نے اپنے چچا محمد بن مسلم زہری سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن مومن عورتوں کا جو آپ کے پاس ہجرت کر کے آئیں۔ اس آیت کریمہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ "غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" تک کے نزول کے سبب امتحان لیا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھے اس پر بیعت کر لیا ہے۔ صرف کلام سے بیعت کرتے تھے۔ خدا کی قسم! بیعت کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہ کرتا۔ آپ عورتوں کو صرف اپنے اس کلام کہ میں نے تجھے اس پر بیعت کر لیا ہے بیعت کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب کے بھتیجہ کی یونس معمر اور عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی اسحاق بن راشد یعنی معمر نے زہری سے روایت کی۔ زہری نے عروہ اور عمرہ دونوں سے یہ روایت کی ہے۔

۴۵۷۱ — شرح: اس آیت کریمہ کا تتمہ یہ ہے: عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ

Marfat.com

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" اے پیارے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت کر لو اور اللہ سے اُن کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ عورتوں کی بیعت میں ان شرائط کی تخصیص اس لیے ہے کہ یہ صفات عورتوں میں راسخ اور غالب ہوتی ہیں۔ ان میں عقل ناقص ہونے کے باعث ان سے دُور رہنے میں دشواری ہے اس لئے پہلے اُن سے اقرار لیا کہ ان کے قریب نہ جائیں ورنہ مردوں کی بیعت میں بھی یہ امور ضروری ہیں۔

مفسرین نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتوں سے بیعت لی جبکہ آپ صفا پہاڑی پر تشریف فرما تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے نیچے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عورتوں سے آپ کے لئے بیعت لیتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا اور مردوں سے بیعت کے وقت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن خزیمہ، ابن حبان، بزار، طبرانی اور ابن مردویہ نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن کے طریق سے ام عطیہ سے روایت کی کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے باہر سے اپنا دستِ اقدس لمبا کیا اور ہم نے اندر سے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے پھر آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ،،

اسی طرح حدیث ۴۵۷۲ میں ام عطیہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہاتھوں سے کرتی تھیں کلام سے بیعت نہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا پس پردہ ہاتھ بڑھانے میں یہ اشارہ ہے کہ اُن سے بیعت کا وقوع ہُوا ہے۔ یہ مصافحہ کو مستلزم نہیں اور دوسری حدیث میں قبض ید سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے قبول سے تاخیر کی تھی یا درمیان میں پردہ حائل تھا۔ چنانچہ ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے بیعت لی تو آپ نے چادر اپنے دستِ اقدس پر رکھی اور فرمایا میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ کروں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور باپردہ آتی تھیں، کیونکہ بیگانی عورت کو مس کرنے اور اس کے چہرے کو دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے۔

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

۴۵۷۲ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدَتْنِي فُلَانَةُ أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب آپ کے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں "

۴۵۷۲ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ ہم اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا فلانہ عورت نے میری موافقت کی تھی (میرے ساتھ نوحہ کیا تھا) میں اس کو نوحہ کی جزاء دینا چاہتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہ کہا وہ عورت چلی گئی پھر واپس آئی تو آپ نے اس سے بیعت کی۔

۴۵۷۲ — شرح : عورت کا میت پر روتے ہوئے اس کے محاسن بیان کرنے کو نوحہ کہتے ہیں۔ جس عورت نے بیعت کے وقت اپنا ہاتھ روک لیا تھا۔ وہ ام عطیہ تھی لیکن اس نے اپنے کو مبہم رکھا اس کی دلیل یہ ہے کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ ام عطیہ نے کہا ایک عورت نے میری موافقت کی تھی میرے لئے ضروری ہے کہ میں اس کی نوحہ میں موافقت کردوں۔ حاکم کی روایت میں اس طرح ہے کہ ام عطیہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

Marfat.com

فلاں عورت نے جاہلیت میں میرے ساتھ نوحہ کیا تھا میں اس کی مکافات کرنا چاہتی ہوں اسعاد نوحہ میں مدد کرنے کے معنی میں خاص ہے اور مساعدت تمام امور میں عام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ سے فرمایا جاؤ اور اس عورت کے ساتھ نوحہ کرو وہ گئی اور اس عورت کے ساتھ نوحہ کرکے واپس آئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو اسعاد کی اجازت دی تھی کہ وہ اس کی مکافات کرلے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ رخصت ام عطیہ کے لئے مخصوص ہے۔ شارع علیہ السلام کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے عام احکام سے مستثنیٰ کرکے مخصوص کردے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں نظر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں حرام کو حلال کرنے میں تخصیص نہیں ہوتی" ہاں یوں ہوسکتا ہے کہ جس عورت سے نوحہ میں مکافات کی تھی وہ ابھی مسلمان نہ ہوئی ہو۔

نیز ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ خولہ بنت حکیم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جاہلیت میں میرا والد اور بھائی فوت ہوگئے تھے۔ اور فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میری موافقت کی تھی اور مکافات کی رخصت طلب کی۔ ترمذی نے سعد بن حوشب کے طریق سے ام سلمہ انصاریہ سے روایت کی کہ اسماء بنت یزید نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا چچا فوت ہوگیا تھا اور فلاں قبیلہ کی عورت نے نوحہ کرنے میں میری موافقت کی تھی۔ میں اس کی مکافات کرنا چاہتی ہوں آپ نے انکار کیا تو میں نے بار بار عرض کی آپ نے مجھے نوحہ کی اجازت دے دی۔ پھر اس کے بعد میں نے نوحہ نہیں کیا۔ امام احمد اور طبری نے مصعب بن نوح کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ میں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت کو پایا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اس نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گی تو ایک عورت نے کہا یا نبی اللہ لوگوں نے نوحہ کرنے میں ہماری مصیبتوں میں ہماری موافقت کی تھی۔ اب انہیں مصیبت پہنچی ہے۔ میں نوحہ میں ان کی موافقت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کی مکافات کرو (بدلہ دو) وہ گئی اور مکافات کرکے واپس آئی اور حضور کی بیعت کی" ان احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا کہ نوحہ کرنا جائز ہے۔ اور حرام وہ نوحہ ہے جس میں جاہلیت کی رسم کے مطابق گریبان چاک کئے جائیں۔ رخسارے پیٹے جائیں اور بال نوچے جائیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نوحہ مطلقاً حرام ہے۔ اس میں جاہلیت کی رسوم ادا کی جائیں یا نہ۔ اور ان احادیث کا بہترین جواب یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں نوحہ سے نہی تنزیہی تھی۔ یہ واقعات اس زمانہ کے ہیں۔ پھر جب عورتوں کی بیعت مکمل ہوگئی اور اس پر تشدید زیادہ ہوگئی تو نوحہ قطعی حرام ہوگیا۔

Marfat.com

۴۵۷۳ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَیْرَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ قَالَ اِنَّمَا ھُوَ شَرْطٌ اللّٰہُ لِلنِّسَآءِ ۴۵۷۴ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الزُّھْرِیُّ حَدَّثَنَاہُ قَالَ حَدَّثَنَاہُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ سَمِعَ عُبَادَۃَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَقَرَاَ اٰیَۃَ النِّسَاءِ وَاَکْثَرُ لَفْظِ سُفْیٰنَ قَرَاَ الْاٰیَۃَ فَمَنْ وَّفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْھَا شَیْئًا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَہٗ تَابَعَہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِی الْاٰیَۃِ

۴۵۷۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا۔ یہ شرط ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر عائد کی ہے۔

۴۵۷۳ — شرح : یعنی یہ آیت کریمہ عورتوں کے بارے میں ہے، لیکن یہ شرط مردوں کی شرط کے منافی نہیں؛ کیونکہ مفہوم لقب کا اعتبار نہیں۔ لہٰذا مرد بھی اس شرط میں داخل ہیں جیسے اکثر احکام مردوں کی نسبت مشروع ہیں اُن میں عورتیں بھی داخل ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ عقبہ میں مردوں پر بھی یہی شرط عائد کی تھی۔

۴۵۷۴ — ترجمہ : سفیان نے کہا زہری نے ہم سے حدیث بیان کی کہ مجھے ابوادریس خولانی نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم اس شرط پر میری بیعت نہیں کرتے کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ ہی چوری کرو گے اور سودا کا فادگی

Marfat.com

۴۵۷۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا هٰرُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمٰنَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ اَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ

آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ سفیان کے اکثر لفظ قَرَءَ الآیۃ ہیں۔ جس نے تم میں سے وفاد کی اس کی جزاء اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کچھ ارتکاب کیا اور اس کو عذاب دیا گیا تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور اس میں سے کسی شئ کا مرتکب ہُوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے عذاب دے اگرچہ چاہے تو گناہ معاف کر دے۔ عبدالرزاق نے بھی معمر سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی ہے۔

۴۵۷۵ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید فطر کی نماز میں حاضر ہُوا اور ابوبکر صدیق

Marfat.com

سُوْرَۃُ الصَّفِّ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاھِدٌ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ مَنْ یَّتْبَعُنِیْ اِلَی اللّٰہِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرْصُوْصٌ مُلْصَقٌ بَعْضُہٗ بِبَعْضٍ وَقَالَ غَیْرُہٗ بِالرَّصَاصِ

عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہُوا وہ تمام عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد خطبہ پڑھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے اُترے گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں جس وقت اپنے ہاتھ مبارک کے اشارے سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ مردوں کی صف چیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ حضرت بلال کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے اور یہ آیت کریمہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ الآیۃ تلاوت فرمائی۔ اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اُٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جس وقت آیت کریمہ کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عورتو! تم اس آیت میں مذکور پر بیعت کرتی ہو؟ تو ایک عورت نے کہا ہاں بس اس کے سوا کسی عورت نے جواب نہ دیا۔ حسن بن مسلم کو معلوم نہیں کہ وہ عورت کون تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتو! صدقہ کرو اور بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا تو عورتوں نے بلال کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنا شروع کیں۔ (حدیث ۹۲۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۂ صَفّ

اس کو سورہ حواریین بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ عینی نے ابن نقیب سے نقل کیا کہ یہ مکی ہے، لیکن یہ نقل منظور فیہ ہے، کیونکہ اس سورت کی آیات میں جہاد کی

Marfat.com

بَابُ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

ترغیب دلائی گئی ہے اور مکہ میں جہاد مشروع نہ تھا۔

اس کی چودہ آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت تغابن کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کا نام صف اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں صفیں باندھ کر جہاد کرتے ہیں۔

قولہ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللهِ ،، یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ مجاہد نے اس کی یہ تفسیر کی کہ اللہ کی طرف ہو کر میری متابعت کرے۔

قولہ مَرْصُوص ،، سے اس آیت کریمہ : كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس نے اس کی تفسیر یہ کی کہ بعض سے بعض دوسرے ملے ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا رصاص کے ساتھ ملا ہوا۔ رَصاص کی راء کو مکسور و مفتوح دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ شارح کرمانی نے کہا رَصاص بفتح الراء ہے عام لوگ راء پر کسرہ پڑھتے ہیں۔

علامہ عینی نے کہا دستور اللغۃ میں راء کو صرف مفتوح کہا ہے۔ کرمانی کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ لغت راء کو مفتوح پڑھتے لیکن عام لوگ مکسور پڑھتے ہیں ،،

قولہ مِنْ بَعْدِي ،، سے اس آیت کریمہ : وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا اسم گرامی احمد ہے ،،

اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "احمد" رکھا اور اپنے نام سے مشتق کیا یا فاعل میں مبالغہ ہے۔ یعنی جو کوئی میری حمد کرے آپ اس سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔

اہلِ انجیل کے نزدیک آپ کا اسم مبارک

فارقلیط (یعنی جو اپنی طرف سے کلام نہ کرے)

Marfat.com

۴۵۷۶ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْہِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ

سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ قَوْلِہٖ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَقَرَاَ عُمَرُ فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ

۴۵۷۶ـــ ترجمہ : جُبَیر بن مطعم نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ کفر مٹائے گا میں حاشر ہوں میرے قدموں پہ لوگ اُٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہے جو اپنے سے پہلے نیک کا نیکی میں خلیفہ ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ بہت ہیں۔ اِن اسماء کی تخصیص کا کیا سبب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مقصود وہ اسماء ہیں جو بہت سی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی اُمتوں کے علم میں ہیں۔ حاشر کے معنی ہیں میری نبوت کے زمانہ میں حشر ہوگا۔ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ بعض نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ میں سب سے پہلے قبر شریف سے اُٹھوں گا۔ یہ معنی ان صحیح احادیث کے منافی نہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ میں سب سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لاؤں گا جبکہ موسیٰ علیہ السلام استارِ عرش پکڑے ہوں گے۔

(حدیث ع ۳۳۰۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۴۵۷۷ــــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَاَلَ ثَلٰثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ ــــ

سُورَۂ جُمُعَہ

یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُن میں (امیوں میں سے) اوروں کو پاک کرتے اور علم عطاء فرماتے ہیں جو اُن اگلوں سے نہ ملے

یَلْحَقُوْا منصوب یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ پر عطف ہے۔ یعنی اُن میں سے اُن مومنوں کو علم عطاء فرماتے ہیں جو آپ کے دین کے تابع ہیں۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا جو بھی آخر زمانہ تک جناب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا علم حاصل کرتا ہے۔ آپ اس کے بالقوہ معلم ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسس خیر عظیم اور فضل جسیم کا اصل ہیں۔ اگر مجرور ہو تو یہ اُمّیّین پر عطف ہوگا یعنی آخرین امتیوں میں بھیجا۔
قولہ یَلْحَقُوْا بِہِمْ ،، یعنی آخرین اگلوں کو نہیں پایا، لیکن اُن کے بعد ہیں۔ اِن آخرین سے مراد یا تو

Marfat.com

۴۵۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اَخْبَرَنِيْ ثَوْرٌ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

عجمی لوگ ہیں یا وہ تمام لوگ ہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے انھوں نے ان کا زمانہ نہ پایا یا فضیلت و شرافت میں اُن کے درجہ کو نہ پہنچے کیونکہ صحابہ کے بعد لوگ خواہ قطب و غوث ہو جائیں مگر صحابیت کی فضیلت نہیں پا سکتے۔

قولہ قرء عُمَرُ " یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ " کے بجائے " فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ " پڑھا ہے ؛ چنانچہ سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ پڑھتے سنا ہے۔

۴۵۷۷ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی ۔ جب یہ آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ " نازل ہوئی تو ابوہریرہ نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ لوگ کون ہیں ۔ آپ نے جواب کی طرف رجوع نہ کیا حتیٰ کہ تین بار سوال عرض کیا ۔ اور ہم میں سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس سلمان پر رکھ کر فرمایا ۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے لوگ یا کوئی آدمی اس کو لے آتا ۔

۴۵۷۷ ــــ شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ " آخرین " سے مراد اہلِ فارس ہیں کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلمان پر دستِ اقدس رکھ کر یہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ سلمان فارسی کی جماعت سے ہیں ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ اہلِ فارس یعنی عجمی ہیں اس میں اُن کی فضیلت واضح ہوتی ہے ۔ قرطبی نے کہا سب سے بہتر قول یہ ہے کہ " آخرین " اہلِ فارس ہیں ۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے اور یہ علانیہ ظاہر بھی ہو چکا ہے ؛ کیونکہ اُن میں دین کا غلبہ ہوا اور علماء کی کثرت ہوئی اس طرح اُن کا وجود سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان علماء میں سے ہیں ۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ اہلِ فارس لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں ۔ علی بن کیسان نسابہ نے کہا وہ فارس بن جابر بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں ۔ طبقات صاعد میں اس طرح ہے کہ اہلِ فارس پہلے نوح علیہ السلام کے دین پر موحّد تھے یہاں تک کہ زردشت پیدا ہوا اُس نے لوگوں کو مجوسیوں کے دین پر مجبور کیا اور وہ سب آتش پرست ہو گئے کسی

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

۴۵۷۹ ـ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَقْبَلَتْ عِيْرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا

سال وہ آتش پرست رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُن کو ہلاک کیا۔

۴۵۷۸ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (اگر ایمان ثریا میں ہوتا) تو اِن لوگوں میں سے اسے پکڑ لاتے (یعنی اس حدیث میں عبداللہ بن عبدالوہاب نے بے تردد ''لَنَالَہٗ رِجَالٌ'' کہا ہے)

بابٌ ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُنھوں نے جب کوئی مال تجارت یا کوئی لہو دیکھا تو اسکی طرف چل دیئے''

۴۵۷۹ ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جمعہ کے روز شام سے ایک قافلہ آیا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ بارہ آدمیوں کے سوا سب لوگ ادھر بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ جب اُنھوں نے مالِ تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔

۴۵۷۹ ـ شرح : قولہ اِنْفَضُّوْا اِلَيْهَا ''ضمیر کا مرجع تجارت، کیونکہ لوگوں کا بھاگ جانا تجارت کی دریافت کے لئے تھا جبکہ ڈھول بجا کر اعلان کیا گیا تھا کہ مالِ تجارت پہنچ چکا ہے۔ یہ کوئی تماشا نہ تھا جس کو دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ اس لئے ضمیر تثنیہ ''اِلَيْهِمَا'' نہیں لائے، کیونکہ اگر مرجع دو چیزیں ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے پر معطوف ہو تو

Marfat.com

سُوْرَۃُ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ اِلٰی لَکٰذِبُوْنَ

۴۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ کُنْتُ فِیْ غَزَاۃٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ اُبَیٍّ یَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِہٖ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِہٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَذَکَرْتُ

اُن کی ضمیر واحد لاتے ہیں۔ صاحب کشاف نے کہا دراصل کلام اس طرح ہے: اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَاِذَا رَاَوْا لَھْوًا انْفَضُّوْا اِلَیْہِ "۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب کشاف کی تصویب کی اُنھوں نے کہا "والجواب فیہ قال الزمخشریؒ "، ایک انفضوا الخ کی دوسرے پر دلالت ہونے کے باعث ایک کو حذف کردیا "۔ واللہ ورسولہ اعلم (حدیث ۸۹۵ ج ۲: کی شرح دیکھیں)

سُورۂ منافقین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے اس کی گیارہ آیات ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں "، لَکٰذِبُوْنَ تک "۔

۴۵۸۰۔ ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک غزوہ میں تھا (تبوک) تو میں نے

Marfat.com

ذٰلِكَ لِعَمِّیْ اَوْلِعُمَرَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهٗ فَاَصَابَنِیْ هَمٌّ لَمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ لِیْ عَمِّیْ مَا اَرَدْتَ اِلٰی اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ فَبَعَثَ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ یَا زَیْدُ

عبداللہ بن اُبی سے سُنا وہ کہتا تھا جو لوگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں اُن پر خرچ نہ کرو حتیٰ کہ وہ آپ کے گرد سے متفرق ہو جائیں۔ اگر ہم آپ کے پاس سے مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو جو عزیز تر ہے وہ ذلیل تر کو مدینہ منورہ سے نکال دے گا، میں نے یہ (عبداللہ کا کلام) اپنے چچا یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بُلایا تو میں نے (جو کچھ سُنا تھا) آپ سے عرض کر دیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا۔ تو وہ قسمیں کھا گئے (کہ ہم نے نہیں کہا) پس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلا دیا اور عبداللہ وغیرہ کی تصدیق کر دی۔ (یہ سُن کر) مجھے وہ غم لاحق ہُوا جو اس کی مثل کبھی لاحق نہ ہُوا تھا میں اپنے گھر بیٹھ گیا (شرمندگی کے باعث) میرے چچا نے مجھے کہا تو نے کیا ارادہ کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا کہا اور تجھ پر ناراض ہُوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ "جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں" نازل فرمائی پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور یہ سورت پڑھی اور فرمایا اے زید اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے (کہ تو سچا ہے اور منافق جھوٹے ہیں)

۴۵۸۰ — **شرح**: یہ واقع تبوک سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے وقت پیش آیا جیسا کہ نسائی میں ہے۔ علامہ قسطلانی نے یہ واقعہ غزوۂ رجیع کے وقت ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی نے کہا اہلِ مغازی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق میں ہُوا۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں امام نسائی کے قول کی تائید کی ہے۔ ابوالفرج نے کہا یہ غزوۂ مریسیع کا واقعہ ہے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا اور قبیلہ خزرج کا سردار تھا۔

قولہ ذکرتُ ذالک لعمّی " یعنی میں نے اس منافق کا کلام اپنے چچا یا عمر فاروق سے ذکر کیا۔ اکثر روایات

بَابُ قَوْلِهِ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً يَجْتَنُّونَ بِهَا

۴۵۸۱ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ ابْنَ سَلُولٍ يَقُولُ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا وَقَالَ أَيْضًا لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَصَدَّقَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ إِلٰى قَوْلِهِ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا إِلٰى قَوْلِهِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَرْسَلَ

میں لفظِ اَوْ نہیں۔ صرف "لِعَمِّیْ" مذکور ہے۔ طبرانی نے کہا "عَمّ" سے مراد سعد بن عبادہ ہیں جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے یہ ان کے حقیقی چچا نہیں۔ زید بن ارقم کے حقیقی چچا ثابت بن قیس صحابی ہیں۔ کرمانی نے کہا چچا سے مراد عبداللہ بن رواحہ ہے لیکن وہ بھی اُن کے حقیقی چچا نہیں۔ زید بن ارقم نے کہا جب مجھے جھٹلایا گیا تو میں نے اپنے گھر ہی رہنا شروع کر دیا۔ مجھے یہ خوف طاری ہوا کہ اگر کوئی مجھے دیکھے گا تو کہے گا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ محمد بن کعب کی روایت کے مطابق زید نے کہا میری قوم مجھے ملامت کرنے لگی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابو سعد کی روایت میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا۔ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور میں نے ندامت کے باعث سر نیچا کیا ہوا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان پکڑ کر ہنس پڑے پھر مجھے ابوبکر صدیقؓ ملے اور کہا خوشخبری ہو پھر عمر فاروقؓ ملے انھوں نے بھی یہی کہا جب صبح ہوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ منافقین پڑھی۔

Marfat.com

اِلَی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَھَا عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَكَ بَابُ قَوْلِہٖ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! منافقوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے ان کے ساتھ اپنا حال چھپاتے ہیں“

۴۵۸۱ ــــ ترجمہ : زید بن ارقم نے کہا میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے عبداللہ ابن اُبَی بن سُلول کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جو رسول اللہ کے پاس ہیں۔ ان پر خرچ نہ کرو! یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس سے متفرق ہو جائیں۔ نیز اُس نے کہا اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو اس میں سے غالب ذلیل کو نکال دے گا۔ میں نے یہ کلام اپنے چچا سے ذکر کیا تو میرے چچا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا تو سب نے قسم کھائی کہ انھوں نے کچھ نہیں کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تصدیق کی اور مجھے جھٹلا دیا اس سے مجھے وہ غم لاحق ہوا کہ ایسا غم پہلے کبھی لاحق نہیں ہوا تھا میں اپنے گھر بیٹھ گیا تو میرے چچا نے کہا تو نے کیا کہا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھٹلا دیا اور ناراض ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الاٰیة نازل فرمائی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا اور میرے سامنے یہ سورت پڑھی اور فرمایا اے زید اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے (زید بن ارقم کی حدیث کا دوسرا طریق ہے)

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کا بیٹا ہاتھ میں تلوار لئے عبداللہ بن ابی کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرے سامنے اقرار کر کہ تو ذلیل ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غالب اور عزیز ہیں؛ ورنہ تلوار سے سر اُڑا دوں گا۔ عبداللہ نے اپنے بیٹے کے سامنے اپنی ذلت، رسوائی اور خواری کا اقرار کیا تو اپنی جان بچائی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجزاہ خیراً

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ اس سبب سے کہ وہ لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئیں پس وہ لوگ سمجھتے نہیں“

Marfat.com

۴۵۸۲ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اَيْضًا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِي الْاَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ مَا قَالَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ اِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَاَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا الْاٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

۴۵۸۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن ارقم نے کہا جب عبداللہ بن اُبی نے کہا اُن لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ہیں نیز اُس نے کہا اگر ہم مدینہ منورہ کی طرف لوٹ کر گئے۔ میں نے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی تو مجھے انصار نے ملامت کی۔ اور عبداللہ قسم کھا گیا کہ اُس نے یہ نہیں کہا۔ میں اپنے گھر جاکر سو گیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ میں حاضر خدمت ہُوا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کردی ہے۔ اور یہ آیت کریمہ : هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا، نازل فرمائی۔ ابن ابی زائدہ یحییٰ بن زکریا نے سلیمان اعمش سے اُنھوں نے عمرو بن مُرّہ سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اُنھوں نے زید رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی۔۔

Marfat.com

۴۵۸۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ قَالُوا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقِي فِي إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تو منافقوں کو دیکھے تو ان کے جسم تمہیں اچھے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تم ان کی

بات غور سے سنے۔ گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی۔ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں تو اُن سے بچتے رہو۔ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

تفسیر: یعنی منافقوں کے جسم تمہیں تعجب میں ڈال لیتے ہیں کہ ان کی خلقت ہموار، قددراز اور خوبصورت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے عبد اللہ بن اُبی جسیم صحت مند، خوبصورت اور میٹھی زبان والا انصار کے سرداروں میں تھا۔ اکثر منافق اسی طرح تھے۔ جب محمدی آفتاب رسالت کا طلوع ہوا تو ان کے ستارے خاک میں مل گئے تو عداوت اور

Marfat.com

انکار نبوت پر کمر بستہ ہو گئے ،، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کے دشمن اور آپ کے صحابہ کے بھی دشمن ہیں۔ ان کی میٹھی باتیں اور چرب زبانی نہ دیکھیں ان سے بچتے رہیں اور ان کے ظاہر حال سے دھوکہ نہ کھائیں۔ یہ اپنے دلوں میں سخت دشمنی رکھتے ہیں اور تمہاری خبریں کافروں کو پہنچاتے ہیں اور تمہاری پوری جاسوسی کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کیسے پھرتے ہیں۔

۴۵۸۳ — **ترجمہ** : زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے (غزوۂ تبوک یا بنی مصطلق) اس سفر میں لوگوں کو سختی سفر کا سامنا کرنا پڑا تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کے گرد سے چلے جائیں۔ نیز اس نے کہا لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ،، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ نے عبداللہ بن اُبی کو بلایا اور اس سے پوچھا تو وہ زور دار قسمیں کھانے لگا کہ اس نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھوٹ بولا ہے تو میرے دل کو لوگوں کی باتوں سے سخت تکلیف ہوئی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ نازل فرمائی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا تاکہ ان کے لئے مغفرت طلب کریں تو انھوں نے اپنے سر پھیرے اور خدمت میں حاضر نہ ہوئے ،،

۴۵۸۳ — **شرح** : اگر کوئی سوال پوچھے کہ اس حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عبداللہ بن ابی کی ہزلیات کی آپ کو خبر دی اور اس سے پہلی حدیث میں فرمایا کہ زید بن ارقم نے کہا میں نے اپنے چچا سے ذکر کیا انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے زید نے بالواسطہ خبر پہنچائی پھر خود خبر دی بایں ہمہ دونوں خبروں کے وقوع میں منافات نہیں۔

قولہ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ،، چند منافقین مدینہ منورہ کے رؤسا تھے۔ وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو نہایت خوبصورتی سے ٹیک لگا کر بیٹھتے جبکہ وہ حسن منظر اور فصیح اللسان بھی تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لمبے اور خوشنما اجسام دیکھ کر تعجب کرتے جب وہ بات کرتے تو حضور نہایت غور سے ان کی بات سنتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ بات کریں آپ ان کی بات غور سے سنتے ہیں گویا یہ لوگ صرف صورتیں ہیں ان میں ارواح نہیں اجسام ہیں۔ ان میں عقل نہیں۔ ان کے ٹیک لگا کر بیٹھنے اور ان کے اجسام کے ایمان وغیرہ سے خالی ہونے کو ان کڑیوں سے تشبیہ دی گئی جو دیوار سے ٹکائی ہوئی ہوں۔ کیونکہ کڑی سے فائدہ اس وقت پہنچتا ہے جب وہ مکان کی چھت پر ہو یا کسی استعمال میں آتی ہو اور جب تک فارغ پڑی ہو اور اسے

Marfat.com

بَابُ قَوْلُہٗ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ قَالَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ

بَابُ قَوْلِهٖ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ حَرَّكُوْا اسْتَهْزَؤُا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ لَوَيْتُ

۴۵۸۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُوْلٍ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ

انتفاع وغیرہ نہ ہو تو اس کو دیوار کے ساتھ ٹکا دیتے ہیں۔ اس لئے عدمِ انتفاع میں کافروں کو ٹکائی ہوئی کڑیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ "خُشُبٌ مُّسَنَّدَہ"، مراد وہ بُت ہیں جو لکڑی سے بنائے گئے ہیں جو دیواروں سے ٹکائی ہوتی ہیں ان کے ساتھ حسنِ صورت اور قلتِ نفع میں تشبیہ دی۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسُول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنا سَر گھماتے ہیں

اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہُوئے منہ پھیر لیتے ہیں اور معافی نہیں چاہتے

تفسیر: حَرَّكُوْا یعنی سردرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کرتے ہیں اور آپ کی بات ماننے سے انکار کرتے ہیں اور لَوَّوْا کو مخفف بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر لَوَيْتُ سے ماخوذ ہوگا۔ اس کے معنی میلان کرنا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَوَيْتُ رَأْسِيْ میں نے سر مائل کیا۔

۴۵۸۴ — ترجمہ: زید بن ارقم نے کہا۔ میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول کو یہ کہتے ہُوئے سُنا ان لوگوں پر خرچ

Marfat.com

لِعَمِّيْ فَذَكَرَ عَمِّيْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ
اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اُبَيٍّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُمْ فَاَصَابَنِيْ غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِيْ
بَيْتِيْ وَقَالَ عَمِّيْ مَا اَرَدْتَ اِلٰى اَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ
لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَرْسَلَ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهَا وَقَالَ اِنَّ
اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ بَابٌ قَوْلُهٗ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ

نہ کرو جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہیں حتیٰ کہ وہاں سے چلے جائیں بکھر جائیں متفرق ہوجائیں اور اگر ہم مدینہ پہنچے تو اس میں سے غالب کمزور کو نکال دے گا۔ میں نے یہ اپنے چچا سے ذکر کیا تو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سچا خیال فرمایا۔ اس لئے آپ نے مجھے بُلایا تو میں نے اس کی بات آپ سے بیان کی آپ نے عبداللہ اور ساتھیوں کو پیغام بھیجا وہ قسمیں کھاگئے کہ اُنھوں نے کچھ نہیں کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے جھٹلا دیا۔ اس سے مجھے سخت غم لاحق ہُوا پہلے اس جیسا غم کبھی لاحق نہیں ہُوا تھا۔ میں اپنے گھر بیٹھ گیا میرے چچا نے کہا تو نے کیا چاہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تجھے جھٹلا دیا ہے اور تجھ سے ناراض ہوگئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الآیۃ نازل فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے بُلایا اور یہ آیت پڑھی اور فرمایا اللہ نے تیری تصدیق کردی ہے۔ (یہ مذکورہ حدیث کا اور طریق ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "برابر ہے اُن پر استغفار کریں یا نہ کریں اللہ ان لوگوں کو کبھی نہیں بخشے گا"

بے شک اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا" کیونکہ یہ لوگ مغفرت کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ ہی اسے کسی شمار میں لاتے ہیں اللہ ان کو نہیں بخشے گا"

Marfat.com

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

۴۵۸۵ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰى جَاهِلِيَّةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوْهَا اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ ثُمَّ اِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوْا بَعْدُ قَالَ سُفْيٰنُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۸۵ ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم ایک غزوہ بنی مصطلق میں تھے۔ سُفیان بن عُیَینہ نے ایک دفعہ کہا ہم لشکر میں تھے۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پُشت پر ہاتھ مارا تو انصاری نے انصار کو پکارا اور کہا اے انصار! اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پکار سُنی تو فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ (یہ جاہلیت کی رسم ہے) لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک مہاجر نے انصاری مرد کی پیٹھ پر ہاتھ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا چھوڑو یہ گندی بات ہے۔ عبد اللہ بن اُبی نے یہ سُنا اور کہا کیا انھوں نے

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ

۴۵۸۶ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ

ایسا کیا ہے ؟ بخدا ! اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو غالب تر آدمی ذلیل تر کو باہر نکال دے گا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! مجھے چھوڑیں میں اس منافق کی گردن اُڑاتا ہوں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو ۔ لوگ باتیں کریں گے کہ محمد" صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تھے تو انصار کی تعداد اُن سے زیادہ تھی ۔ پھر مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے ۔

۴۵۸۵ ـــ شرح : علی بن عبداللہ مدینی امام بخاری کے استاذ ہیں ۔ وہ سفیان بن عیینہ سے راوی ہیں جبکہ اُن کے شیخ عمرو بن دینار ابو محمد مکی ہیں ۔ محمد بن اسحاق نے کہا یہ غزوہ بنی مصطلق تھا ۔ کسع کے معنی ہاتھ یا پاؤں سے کسی دبر کو تھپکی دینا ہے ۔ اس مہاجر کا نام جَہجاہ بن قیس تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گھوڑا چلایا کرتا تھا جبکہ انصاری کا نام سنان بن وبرہ جُہنی ہے جو انصار کا حلیف تھا ۔ لَلْاَنْصَار میں لام استغاثہ کا ہے ۔ یہ لام مفتوح ہوتا ہے ۔ یعنی اَغِیْثُوْنِی ،، میری فریاد رسی کرو ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا لَلْاَنْصَار و یَا لَلْمُهَاجِرِیْنَ ،، میں استغاثہ کو جاہلیت کی رسم قرار دیا ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے یہ فرما کر روک دیا کہ لوگ کہیں گے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں ، کیونکہ یہ منافق بظاہر اپنے آپ کو مسلمان اور اصحاب سے ظاہر کرتے ہیں ۔ اگر اسے قتل کر دیا تو دُور کے لوگ کہیں گے کہ وہاں اصحاب کو قتل کر دیا جاتا ہے اور یہ لوگوں کے اسلام سے نفرت کا موجب ہو گا اور ربقۂ اسلام میں داخل ہونے سے گریز کریں گے ،،

Marfat.com

اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰى مَنْ اُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ اِلَيَّ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَبَلَغَهٗ شِدَّةُ حُزْنِيْ يَذْكُرُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِيْ اَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَ اَنَسًا بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِيْ اَوْفَى اللّٰهُ لَهٗ بِاُذُنِهٖ

بَابُ قَوْلِهٖ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں جو لوگ رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے پاس ہیں اُن پر خرچ نہ کرو! حتیٰ کہ یہ بکھر جائیں اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کے خزانے ہیں، لیکن منافق نہیں سمجھتے"

۴۵۸۶ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جو لوگ حرہ کے روز قتل ہوگئے تھے۔ مجھے اُن کا بہت غم تھا مجھے زید بن ارقم نے خط لکھا جبکہ انہیں میرے سخت غمگین ہونے کی خبر پہنچی تھی (وہ مجھے تسلی دے رہے تھے) انھوں نے خط میں لکھا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے اے اللہ انصار اور ان کے بیٹوں کو بخش دے عبداللہ بن فضل نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں میں شک کیا ہے (کہ آپ نے ابناء ابناء انصار فرمایا ہے یا نہیں) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے انس سے دریافت کیا کہ زید بن ارقم کون ہے؟ تو انس بن مالک نے کہا یہ وہ ہے جس کی شان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کی اپنے کان سے سُنی ہوئی خبر کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے۔

Marfat.com

۴۵۸۷ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ

۴۵۸۶ـــ شرح : حرّہ ،، مدینہ منورہ کے ایک طرف مقام ہے جہاں یزید پلید کے لشکروں اور اہلِ مدینہ منورہ میں جنگ ہوئی تھی۔ اس میدان میں جلے ہوئے سیاہ سنگریزے ہیں۔ اس میں اہل مدینہ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ اُنھوں نے یزید پلید کی بیعت ختم کر دی تھی۔ یزید نے لشکر بھیج کر مہاجرین و انصار کا قتلِ عام کیا تھا۔ اسماعیلی نے محمد بن فلیح کے طریق سے موسیٰ ابن عقبہ سے یہ اضافہ کیا کہ میں اپنی قوم کے قتلِ عام پر غمگین تھا۔ حرّہ کا واقعہ تریسٹھ ہجری میں ہُوا اس کا سبب یہ تھا کہ اہلِ مدینہ منورہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ یزید خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرتا ہے تو اُنھوں نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ انصار نے عبد اللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر مقرر کیا جبکہ مہاجرین نے عبداللہ بن مطیع عدوی کو اپنا امیر منتخب کیا ناپاک یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر جرار دے کر اُن کے مقابلہ کو بھیجا۔ اُس نے انصار و مہاجرین کو شکست دی اور مدینہ منورہ کی ہر شئی کو مباح جانا حتیٰ کہ تین روز تک یہ فساد برپا رہا اور ایک رات میں ایک ہزار کنواری لڑکیاں حاملہ ہوگئیں۔ عبداللہ بن حنظلہ اس میں شہید ہوگئے اور بے شمار انصار بھی شہید ہوگئے۔ اس وقت انس بن مالک بصرہ میں مقیم تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر انہیں پہنچی تو ان کو شدید صدمہ ہُوا اور ہر وقت غمگین رہنے لگے۔ اس وقت زید بن ارقم کوفہ میں تھے اُنھوں نے انس کو تسلی دینے کے لئے یہ خط لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جو لوگ اللہ کی حضرت سے سرشار ہوگئے ہوں اُن پر زیادہ غم نہیں کرنا چاہئے۔

زید بن ارقم کے ذکر سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے کیونکہ ،، اُذُنٌ اللّٰہُ بِاُذُنِہٖ ،، میں منافقین اور اس آیت کے نزول کا سارا واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے (اس غزوہ سے لوٹ کر) تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہائت ذلت والا ہے عزت تو اللہ اور اس کے رسُول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں"

Marfat.com

فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ
يَا لَلْاَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهٰجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمَّعَهَا اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ رَجُلًا
فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهٰجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ
حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَوَقَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ
الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ
عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ
اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ

۴۵۸۷ ترجمہ : جابر بن عبداللہ نے کہا ہم ایک غزوہ میں تھے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری کی پیٹھ پر ہاتھ مارا تو انصاری نے انصار کو بلانا شروع کیا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکار دی اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تو فرمایا یہ کیسی پکار ہے لوگوں نے کہا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر ہاتھ مارا ہے تو انصاری نے انصار کو پکارا ہے جبکہ مہاجر نے مہاجرین کو پکارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو یہ خبیث بات ہے۔ جابر نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجر زیادہ ہوگئے تھے۔ عبداللہ بن اُبی (منافق) نے کہا کیا انہوں نے یہ کیا ہے ؟ بخدا ! اگر ہم لوٹ کر مدینہ منورہ گئے تو زیادہ عزت والا اس میں سے اسے نکال دے گا جو نہایت ذلت والا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُولَ اللہ ! مجھے چھوڑیں میں اسے قتل کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجر زیادہ ہوگئے تھے۔ عبداللہ ابن اُبی (منافق) نے کہا کیا انھوں نے یہ کیا ہے ؟ بخدا ! اگر ہم لوٹ کر مدینہ منورہ گئے تو زیادہ عزت والا اس میں سے اسے نکال دے گا جو نہایت ذلت والا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُولَ اللہ ! مجھے چھوڑیں

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ التَّغَابُنِ

وَقَالَ عَلۡقَمَۃُ عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡ بِاللّٰہِ یَھۡدِ قَلۡبَہٗ ھُوَ الَّذِیۡ اِذَا اَصَابَتۡہُ مُصِیۡبَۃٌ رَضِیَ وَعَرَفَ اَنَّھَا مِنَ اللّٰہِ

میں اسے قتل کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

۴۵۸۷ — شرح : ایک حکم کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں۔ اسماعیلی نے اس حدیث کے آخر میں روایت کی کہ ابن شہاب نے کہا زید بن ارقم نے ایک منافق کو یہ کہتے ہوئے سنا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ شریر ہیں۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا گیا تو منافق نے اپنی بات کا انکار کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا ،، اس میں اللہ تعالیٰ نے زید کی تصدیق فرمائی۔ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ امام بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ ان کی شرط پر نہیں۔ ان دونوں قصوں میں دو آیتوں کے نزول سے زید کی تصدیق ہے۔ یہ ممنوع نہیں (فتح الباری)

سُوۡرَۂ تغابن

ابو العباس نے کہا یہ سورت بلا خلاف مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ مدنی ہے۔ اس میں بعض آیات مکیہ ہیں۔ تغابن غبن سے بمعنی نقصان ہے۔ یہ قیامت کا ایک نام ہے، کیونکہ قیامت میں مظلوم ظالم سے غبن کرے گا اور اپنا نقصان کرے گا۔ بعض نے کہا اس دن کافر تجارت میں غبن کئے جائیں گے جس کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں خبر دی ہے۔ اِشۡتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالۡھُدٰی ،، اس کی اٹھارہ آیات ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ یَوۡمَ التَّغَابُنِ ،، سے اس آیت کریمہ : یَوۡمَ یَجۡمَعُکُمۡ لِیَوۡمِ الۡجَمۡعِ ذٰلِکَ یَوۡمُ التَّغَابُنِ کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا جنتی دوزخیوں سے غبن کریں گے وہ جنتیوں نے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَبَالَ أَمْرِهَا جَزَاءَ أَمْرِهَا

نے اسلام پر بیعت کی انہیں نفع ہُوا جبکہ اس سے باز رہے وہ خسارے اور نقصان میں رہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں: "جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب جمع ہونے کے دن وہ کافروں کی محرومی ظاہر ہونے کا دن ہے۔

علقمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کو مصیبت پہنچے تو وہ راضی ہو اور یہ جانے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کو خوشی تسلیم کرے محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتوح الغیب میں ذکر کیا یہدِ قلبہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے یقین کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرتا ہے کہ جو مصیبت اس کو پہنچنے والی ہو وہ ہرگز خطا نہیں جاسکتی اور جو خطا ہو جانے والی ہو وہ اس پر آنہیں سکتی۔ یہ مقامِ تسلیم ہے قلبِ سلیم کے معنی بھی یہی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَۂ طلاق

مقاتل نے کہا: یہ سورۂ نساء صغریٰ ہے۔ سورۂ دہر کے بعد اور لم یکن سے پہلے نازل ہوئی یہ بلااختلاف مدنی ہے اس کی بارہ آیات ہیں۔

قولہ وَبَالَ أَمْرِهَا ،، سے اس آیت کریمہ: فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اس کی تفسیر: جَزَاءُ أَمْرِهَا ،، سے کی وبال بمعنی جزاء ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں۔ تو انھوں نے اپنے کئے کی جزاء چکھی اور اُن کے کام کا انجام گھاٹا ہُوا ،،

قولہ اِنِ ارْتَبْتُمْ الایۃ سے اس آیت کریمہ: وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ الایۃ،، اور اِنِ ارْتَبْتُمْ ،، کی تفسیر ،، اِنْ لَمْ تَعْلَمُوا سے کی یعنی تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی (بوڑھی ہوجانے کی وجہ سے وہ حیض سے

Marfat.com

۴۵۸۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَهُ اللهُ

۔ ناامید ہوگئیں اور سنِ ایاس کو پہنچیں) اگر تمہیں ان کے حیض کا علم نہ ہو تو اُن کی عدت تین ماہ ہے اور جنہیں ابھی حیض نہیں آیا ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جنُ۔ پس جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا۔

۴۵۸۸ ـ ترجمہ: ابن شہاب نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ غصّہ سے بھر گئے پھر فرمایا اسے چاہیئے کہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے پھر اسے اپنے پاس روکے رکھے حتی کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر اسے حیض آئے اور پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے اور اس سے جماع کئے بغیر طلاق دے۔ اس قسم کی طلاق کی یہ عدت ہے۔ جیسا کہ اللہ نے اس کو حکم فرمایا ہے (فطلقوھن لعدتھن)

۴۵۸۸ ـ شرح: عبداللہ بن عمر کے حیض میں طلاق دینے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے ایام میں طلاق دینے اور اس کی قباحت کا انہیں علم نہ تھا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ میں آنا اس بناء پر تھا کہ اُن سے اس ضروری علم سے تقصیر ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جہل عذر نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غصّہ فرمانا اس لئے تھا کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا بدعت ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طہارت عورت کی وصف خاص نہیں حتی کہ تاء تانیث کی ضرورت نہ ہو جیسے حائض حیض عورت کی وصف ہے اس لئے اس پر تاء تانیث نہیں تو طاہر کو مذکر لانے کا کیا سبب ہے طاہر تو مرد بھی ہوتے ہیں۔ یہ عورت کی

Marfat.com

وصف خاص نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حیض سے طاہر ہونا عورت کی وصف خاص ہے۔

قولہ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الخ یعنی جس عدت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو۔ لعدتھن ، میں لام بمعنی وقت ہے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے سب ائمہ کرام نے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے چند مسائل مستنبط کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ طلاق سُنت یہ ہے کہ طہر میں ہو پھر اس میں فقہا میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا طلاق سنت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو طہر کی حالت میں جماع کئے بغیر ایک طلاق دے پھر اس کے قریب نہ جائے حتی کہ جب تیسرے حیض کے خون کی ابتداء ہوگی تو عدت ختم ہو جائے گی۔

امام اوزاعی اور لیث بھی امام مالک سے اتفاق کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ طلاق احسن ہے۔ مرغینانی نے کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے نزدیک طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ حسن، احسن اور بدعی حسن طلاق جسے طلاق سنت کہتے ہیں۔ یہ ہے کہ مدخول بہا بیوی کو تین اطہار میں تین طلاقیں یعنی ہر طہر میں ایک طلاق جماع کئے بغیر دے۔ احسن طلاق یہ ہے کہ ہر ایک طہر میں جماع کئے بغیر صرف ایک طلاق دے اور اس کے قریب نہ جائے حتی کہ عدت پوری ہو جائے۔ بدعی طلاق یہ ہے کہ بیک کلمہ تین طلاقیں دے یا ایک طہر میں متفرق تین طلاقیں دے اس طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن گنہگار ہوگا۔ احناف حیض میں طلاق دینے کو بھی بدعی کہتے ہیں۔ یہ طلاق دینا گناہ ہے۔ بایں ہمہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس سے رجوع کرنا ضروری ہے لیکن رجوع پہ جبر نہیں کیا جائے گا اگر رجوع نہ کیا اور عدت پوری ہوگئی تو طلاق شمار ہوگی۔ اس طلاق میں رجوع کرنے کی صورت بیوی کی رضا ضروری نہیں۔ رجوع کلام سے ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی جیسے مطلقہ رجعیہ کا بوسہ لے لیا یا اس سے جماع کر لیا احناف کے مسلک میں اگر مطلقہ بیوی سے عدت میں جماع کرنے پر قادر نہ ہو تو قول سے رجوع کر سکتا ہے۔ اگر قصد کے بغیر عورت کا بوسہ لے لیا رجوع ثابت ہو جائے گا۔ رجعت بالفعل کے امام شافعی قائل نہیں

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے اپنی حائضہ بیوی کو طلاق دی وہ گناہ گار ہے اس کو رجوع کر لینا چاہیئے اگر نہ کیا حتی کہ عدت پوری ہوگئی تو طلاق کے باعث بائنہ ہو جائے گی۔ امام رحمہ اللہ کے نزدیک حائضہ عورت کو طلاق دی تو رجوع کرنا واجب ہے۔ اسی طرح جب عورت نفاس میں ہو اور طلاق دی گئی تو شوہر کو رجوع کرنے پہ مجبور کیا جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، اوزاعی اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں رجوع کے لئے کہا جائے اور مجبور نہ کیا جائے وہ حدیث شریف میں ابن عمر کو رجوع کا امر ندب پہ محمول کرتے ہیں۔ تاکہ طلاق سنت کے مطابق واقع ہو، لیکن اس صورت میں اگر عدت پوری ہوگئی تو بالاتفاق اسے رجعت پہ مجبور کیا جائے گا (عینی)

Marfat.com

بَابٌ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ **۴۵۸۹** حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ قُلْتُ أَنَا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں "

اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادیگا

اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذاتِ حمل ہے "حمل والی" یہ حکم مطلقہ اور جس کا شوہر فوت ہوگیا ہو سب کو شامل ہے۔ لہٰذا حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی " عبداللہ بن مسعود، ابن عمر، ابوہریرہ اور فقہا کا یہی مسلک ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حاملہ عورت کی عدت وہ ہے جو وضع حمل اور عدتِ وفات میں سے دُور تر ہو۔

۴۵۸۹— ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا ایک آدمی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ ابوہریرہ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے ابن عباس

Marfat.com

فَخَطَبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ يُعَظِّمُونَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّنَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي إِذًا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا وَقَالَ لَكِنْ عَمُّهُ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ فَلَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

سے کہا آپ مجھے اس عورت کے بارے میں فتویٰ دیں جو اپنے شوہر کی وفات کے چالیس روز بعد وضع حمل کرے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی عدت دونوں عدتوں میں سے دور تر عدت ہے (وفات سے اگر چار ماہ دس دن آخری ہیں تو یہ عدت ہے ورنہ وضع حمل عدت ہے) ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے کہا حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ حمل وضع کریں۔ ابوہریرہ نے کہا میں اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس بھیجا کہ اُن سے دریافت کریں۔ اُنھوں نے فرمایا سُبیعہ اسلمیہ کا شوہر قتل ہوگیا جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اُس نے شوہر کی موت کے چالیس روز بعد وضع حمل کیا تو اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح کردیا۔ ابوالسنابل اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا تھا سلیمان بن حرب ابوالنعمان نے کہا ہم سے حماد بن زید نے ایوب کے ذریعہ محمد بن سیرین سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے کہا میں ایک جماعت میں تھا جس میں عبدالرحمٰن

Marfat.com

ابن ابی لیلیٰ تھے۔ ان کے ساتھی ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اُنھوں نے حاملہ مُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا، کی عدت
ہر دو اجل سے آخری ذکر کی میں نے اُن سے سُبَیْعَہ بنت حارث کی حدیث ذکر کی جو مجھے عبداللہ بن عتبہ کے ذریعہ
پہنچی تھی۔ ابن سیرین نے کہا مجھے اُن کے بعض ساتھیوں نے خاموش کر دیا۔ محمد بن سیرین نے کہا میں سمجھ گیا کہ
عبدالرحمٰن کی مخالفت پر مجھ پر عیب لگایا ہے۔ میں نے کہا اگر میں نے عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ بولا ہے تو میں نے جھوٹ
بولنے میں بہت بڑی جرأت کی ہے، حالانکہ وہ کوفہ کے کنارے میں رہ رہے ہیں (زندہ ہیں) پس عبدالرحمٰن کے بعض
ساتھی شرمندہ ہوگئے اور کہا لیکن عبداللہ بن عتبہ کے چچا نے یہ نہیں کہا۔ میں ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملا اور
اس سے پوچھا تو اُنھوں نے مجھ سے سبیعہ اسلمیہ کی حدیث بیان کرنی شروع کی۔ میں نے کہا کیا تم نے عبداللہ بن مسعود
سے اس کے بارے میں کچھ سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس تھے تو اُنھوں نے کہا کیا تم اس
(عورت) پر سختی کرتے ہو اس پر آسانی نہیں کرتے ہو؟ تو سورۂ نساء قصریٰ نساء طولیٰ کے بعد نازل ہوئی
(وہ یہ کہ) حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں۔

۴۵۸۹ — شرح: جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت
وضع حمل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شوہر کو
غسل دیا جا رہا ہو اور اس کی بیوی حمل وضع کر دے تو عدتِ وفات ختم ہوگئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
مُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا، کی عدت اَبْعَدُ الْاَجَلَیْنِ،، فرماتے ہیں۔ یعنی شوہر فوت ہونے کے وقت سے چار ماہ دس دن
وضع حمل کی مدت سے زیادہ ہے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور اگر وضع حمل چار ماہ دس دن کے
بعد ہوگا تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو چاہے میں اس سے
مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ سورۂ نساء قصریٰ جس میں عدتِ وفات وضع حمل ہے۔ وہ سورۂ نساء طولیٰ کے
بعد نازل ہوئی جس میں عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے۔ پس سورۂ طلاق کی آیت اُولَاتُ الْاَحْمَالِ نے
اتنی مقدار کو سورۂ نساء کی آیت سے منسوخ کر دیا اور چار ماہ دس دن عدت ان عورتوں کی ہے جن کے شوہر
فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ سُبَیْعَہ بنت حارث اسلمیہ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ عدتِ وفات
وضع حمل ہے۔ یہ پہلی عورت ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئی تھی۔ ان کے شوہر سعد بن خولہ تھے جو مکہ مکرمہ
میں فوت ہوگئے تھے اور بدر میں حاضر تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنائز کی حدیث میں ہے کہ سعد بن خولہ
مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور بدر کے واقعہ میں ہے کہ وہ وفات پا گئے اور یہاں یہ کہا کہ وہ قتل ہوگئے تھے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ مشہور یہی ہے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے تھے قتل نہیں ہوئے تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے اپنے گمان سے قتل ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا ہے کہ ابوالسنابل کا نام عمرو بن بعکک ہے جبکہ
علامہ عینی نے لبید بھی ذکر کیا ہے۔ بعض نے عبداللہ بعض نے اصرم کہا ہے۔ واللہ اعلم!
روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روایت کی سماعت کے بعد

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُتَحَرِّمِ

بَابُ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ
بَابُ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

مدت وفات آخر الاجلین سے رجوع کر لیا تھا۔ اور وضع حمل کے قائل ہو گئے تھے۔ فقہاءِ امصار کا یہی مسلک ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

سُورۂ تحریم

سخاوی نے کہا یہ سورت حجرات کے بعد اور سورۂ جمعہ سے پہلے نازل ہوئی۔ یہ بلا خلاف مدنی ہے۔ اس کی بارہ ۱۲ آیات ہیں۔ اس سورت کا نام سورۂ مُتحرم بھی ہے۔ ابوذر کی روایت میں اس کا نام "لِمَ تُحَرِّمُ" ہے اس سورت کے نزول کے سبب مختلف ہیں۔ بعض نے کہا تحریم ماریہ میں نازل ہوئی جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ام المؤمنین عائشہ یا حفصہ کی باری میں ماریہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے خلوت فرمائی۔ جب باری اور نوبت والی ام المؤمنین کو معلوم ہُوا تو انھوں نے آزردگی ظاہر کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ کو اپنے لئے حرام کر دیا۔ خطابی نے اکثر مفسرین سے ماریہ کا واقعہ ذکر کیا اور کہا یہ صحیح ہے نسائی نے بھی یہ روایت کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے۔ داؤدی نے کہا اس روایت کے اسناد میں نظر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ شہد کو حرام کرنے کے بارے میں ہے۔ امام نسائی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث شہد کے بارے میں بہت جید ہے۔ اور ماریہ کی حدیث اور اس کی تحریم جید طرق سے منقول نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے نبی تم اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیبیوں

Marfat.com

۴۵۹۰ــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ‘‘

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوتے تو وہ شہد پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگواری گزری اور انہیں رشک ہوا۔ انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو اُن کا منشا معلوم تھا فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں ہے۔ زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے۔ اس کو میں اپنے اُوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرما دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۵۹۰ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حلال کو حرام کرنے میں کفارہ دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی اقتداء ہے۔

۴۵۹۰ــ شرح : یعنی جس وقت کوئی شخص کہے کہ یہ چیز میرے لئے حرام ہے یا کہے تو مجھ پر حرام ہے۔ اس پر کفارہ یمین ہے۔ اس صورت میں فقہاء کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ طلاق واقع ہوگی یا نہ اس میں چار اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تم بھی کرو ابن عباس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کا کفارہ دیا تھا، چنانچہ آیت کریمہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ ارشاد ہے: قَدْ فَرَضَ اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ‘‘ اللہ نے تم پر قسم حلال کرنا فرض کیا ہے۔ پس حلال کی تحریم میں کفارہ واجب ہے۔ اگر کسی نے بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔ اگر یہ طلاق کی نیت سے کہا تو بائنہ طلاق واقع ہوگی۔ اگر اس میں تین کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر دو طلاقوں کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی۔

Marfat.com

۴۵۹۱ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَّيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَئْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهٗ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا

اور اگر کچھ نیت نہ کی تو یہ قسم ہے اور قسم کا کفارہ دے گا۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۵۹۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے تھے پھر وہیں آرام فرماتے تھے ایک دفعہ میں اور حفصہ نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس آپ تشریف لے جائیں وہ عرض کرے آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مجھے آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا، لیکن میں زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتا ہوں تو اب نہیں پیئوں گا اس کی میں قسم کھاتا ہوں۔ کسی کو یہ خبر نہ کرنا۔

۴۵۹۱ — شرح: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح آسمانوں پر ہوا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "زَوَّجْنٰكَهَا"، ہم نے تمہارا نکاح زینب سے کر دیا"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے ایسا مشورہ کیوں کیا جس میں جھوٹ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صغیرہ تھیں اور انھوں نے ایذاء کے ارادہ سے یہ نہ کیا تھا بلکہ غیرت کے باعث کیا جو سوکنوں کی جبلت میں داخل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس بی بی کے گھر میں شہد نوش فرماتے تھے وہ ام المؤمنین زینب ہیں "رضی اللہ عنہا"، جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور جنہوں نے مشورہ کیا تھا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے وہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا۔ اور جنہوں نے مشورہ کیا تھا وہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ اور صفیہ

Marfat.com

بَابٌ تَبْتَغِي بِذَالِكَ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ

بَابٌ قَوْلُهُ قَدْ فَرَضَ اللهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

۴۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ

تھیں" رضی اللہ عنہن "عبد بن حمید کی تفسیر میں ہے کہ ام المؤمنین سودہ کے گھر شہد پیا تھا ان کی قریبی رشتہ داروں نے یمن سے شہد نذرانہ بھیجا تھا اور مشورہ کرنے والی ام المومنین عائشہ اور حفصہ تھیں رضی اللہ عنہا۔ بخاری کی روایت سے واضح ہے کہ وہ ام المؤمنین زینب تھیں رضی اللہ عنہا؛ کیونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک گروہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن پر مشتمل تھا جبکہ دوسرے گروہ میں امہات المؤمنین زینب، ام سلمہ اور باقی بیبیاں داخل تھیں۔ رضی اللہ عنہن "مغافیر مغفور کی جمع ہے اور وہ میٹھی گوند ہے جو درخت سے خود بخود بہہ نکلتی ہے شیخ دہلوی نے کہا مغفور در صمغی است شیرین کہ بوئے خوش دارد "عینی نے ذکر کیا مغفور گوند ہے جو درخت سے نکل کر وہیں جم جاتی ہے اس کی کریہہ بو ہوتی ہے۔ اس کو عُرفط کہتے ہیں۔ عرفط کڑوی جڑی بوٹی ہے۔ جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور زمین پر بکھری ہوتی ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں اور روئی کی طرح سفید پھل قمیص کے بٹن کی طرح ہوتا ہے اس کی بُو مکروہ ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھانے کی تردید فرمادی اور قسم کھاکر فرمایا کہ آئندہ شہد نہیں پیئیں گے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس تحریک میں غیرت شامل ہے؛ چونکہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہی کہا تھا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے اس لئے اُن سے فرمایا کہ میری قسم کی خبر عائشہ اور دیگر بیبیوں کو نہ دینا۔

علامہ خطابی نے کہا اکثر مفسرین نے اس آیت کریمہ کو ماریہ قبطیہ پر محمول کیا ہے جبکہ اس کو اپنی ذات پر حرام فرمایا تھا اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ بھید عائشہ کو نہ بتانا ام المؤمنین

Marfat.com

مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ
قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ
فَقَالَ تَانِكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللهِ إِنِّي كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ
أَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ
مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ
قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا
حَتَّى أَنْزَلَ اللهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي
أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ راز پوشیدہ نہ رکھا اور ام المؤمنین عائشہ سے ذکر کر دیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اپنی بیبیوں کی رضاء چاہتے ہو اور اللہ نے تمہارے لئے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے

۴۵۹۲ —— ترجمہ : عُبَیْد بن حُنَین سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں نے ایک سال دیر کی (انتظار کیا) میرا ارادہ یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا معنی پوچھوں۔ اُن کی ہیبت کے باعث میں اُن سے نہ پوچھ سکا حتیٰ کہ وہ حج کے لئے باہر نکلے تو میں بھی اُن کے ساتھ نکلا۔ جب میں واپس ہوا ہم راستہ میں تھے تو عمر فاروق قضائے حاجت کے لئے پیلو کے درخت کی طرف گئے۔ ابن عباس نے کہا میں اُن کے انتظار میں کھڑا رہا حتیٰ کہ وہ قضائے حاجت سے فارغ

Marfat.com

مَا لَكِ وَلِمَا هٰهُنَا فِيمَا تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانًا فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُولِ اللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ لَا تَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي

ہو گئے۔ پھر میں ان کے ساتھ چلتا رہا ہے۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے کونسی دو بیبیاں ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا وہ حفصہ اور عائشہ ہیں۔ ابن عباس نے کہا میں نے عمر فاروق سے کہا بخدا! میں ایک سال سے پوچھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ آپ کی ہیبت اور رعب کے باعث نہ پوچھ سکا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا مت کیا کرو جس علم کا تمہیں خیال ہو کہ میں وہ جانتا ہوں تو مجھ سے پوچھ لیا کرو۔ اگر مجھے اس کا علم ہوگا تو تمہیں ضرور خبر دوں گا۔ ابن عباس نے کہا پھر عمر فاروق نے کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں عورتوں کا کچھ حق نہ سمجھتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں نازل فرمایا جو بھی نازل فرمایا اور ان کے لئے تقسیم کر دیا جو بھی کر دیا (میراث) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں ایک کام کی فکر اور سوچ میں تھا (سوچ رہا تھا) اچانک میری بیوی نے کہا اگر ایسا ایسا کرو تو بہتر ہے تو میں نے اسے کہا تجھے کیا؟۔ اس کام میں کیوں دخل دیتی ہو۔ جو میں ارادہ کرتا ہوں اس میں تو کس لئے تکلف کرتی ہے۔ اُس نے مجھے کہا اے ابن خطاب مجھے تجھ پر تعجب ہے۔ تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمہاری باتوں کا جواب دوں حالانکہ تمہاری بیٹی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہے اور جواب دیتی ہے حتی کہ آپ سارا دن غضبناک رہتے ہیں (یہ سُن کر) عمر فاروق اُٹھے اور اپنی جگہ سے چادر پکڑی اور روانہ ہوئے حتی کہ حفصہ کے پاس آئے اور انہیں کہا اے میری بیٹی کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت کرتی ہے اور آپ کی باتوں کا جواب دیتی ہے۔ حتی کہ آپ دن بھر غضبناک رہتے ہیں۔ حفصہ نے کہا بخدا! ہم آپ کی باتوں کا

Marfat.com

مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَتْنِيْ وَاللهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِيْ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِيْ صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِيْ بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَسِيْرَ إِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ افْتَحْ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِيْ فَأَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

جواب دیتی ہیں اور ردّ و بدل کرتی ہیں (مراجعت کرتی ہیں) میں نے اسے کہا تم جان لو! میں تجھے اللہ کے عذاب اور اللہ کے رسول کے غیظ و غضب سے ڈراتا ہوں اے میری بیٹی! تجھے یہ خاتون غرور میں ڈالے جس کا حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب میں ڈالتا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں حفصہ کے گھر سے باہر آیا اور ام سلمہ کے پاس گیا کیونکہ میری اُن سے قرابت تھی۔ میں نے اس سے بھی وہی بات کی (جو حفصہ سے کی تھی) ام سلمہ نے کہا اے ابن خطاب تجھ پر تعجب ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیویوں میں دخل اندازی کرتے ہو۔ بخدا! ام سلمہ نے مجھ پر ایسی گرفت کی کہ اس نے میرا غصہ ختم کر دیا جو میں اپنے اندر پاتا تھا۔ میں ام سلمہ کے پاس سے باہر نکل آیا۔ ایک انصاری میرا ہمسایہ تھا۔ جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے غائب ہوتا تو وہ مجھے مجلس شریف کی خبریں دیتا اور جب وہ غائب ہوتا تو میں اس کو خبریں بتاتا تھا۔ ہم اُس وقت غسان کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ سے ڈرتے تھے۔ ہمیں خبر دی گئی تھی کہ وہ ہماری طرف آنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

مَشْرُبَةٍ لَّهٗ يُرْتَقٰى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَدُ عَلٰى رَاْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِيْ قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ اُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ شَيْءٌ وَّتَحْتَ رَاْسِهٖ وِسَادَةٌ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّاِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَّصْبُوْبًا وَّعِنْدَ رَاْسِهٖ اُهُبٌ مُّعَلَّقَةٌ فَرَاَيْتُ اَثَرَ الْحَصِيْرِ فِيْ جَنْبِهٖ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ

(حملہ کرنے کا خواہشمند ہے) اس کے خوف سے ہمارے سینے بھرے ہوئے تھے (ہم بہت خائف تھے) ایک دفعہ اچانک وہ انصاری دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے اور کہا جلدی دروازہ کھولو۔ میں نے کہا کیا غسانی آگئے ہیں؟ اس نے کہا بلکہ اس سے بھی سخت واقعہ ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ میں نے (دل میں) کہا حفصہ اور عائشہ کی ناکیں خاک آلودہوں۔ میں نے کپڑے لئے اور باہر نکلا حتی کہ مدینہ منورہ آیا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالاخانہ میں تھے اور جلدی سے سیڑھی کے ذریعہ اس میں تشریف لے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا۔ میں نے اسے کہا آپ سے عرض کرو کہ ابن خطاب اجازت چاہتا ہے۔ تو آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ عمر فاروق نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ جب میں ام سلمہ کے واقعہ تک پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا جبکہ آپ چٹائی پر آرام فرما تھے۔ اس کے اور حضور کے درمیان کوئی اور شئی نہ تھی۔ آپ کے سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور آپ کے پاؤں کے پاس درخت کے پتے پڑے ہوئے تھے اور سر مبارک کے پاس چمڑے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے چٹائی کے نشان آپ کے پہلو میں دیکھے تو میں رو پڑا آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسریٰ اور قیصر کس مزے میں ہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول ہیں (کس قدر مشقت میں ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کیا تم خوش نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

۴۵۹۲ — **شرح** : اراک پیلو کا درخت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ راستہ سے عدول کر گئے پیلو کے درخت تک قضائے حاجت کے لئے گئے۔

قولہ تظاہرتا ،، یعنی اُنھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر کر کے آپ کو غمناک کیا اور ایک دوسرے کی موافقت کر کے آپ پر غلبہ کیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے صرف ام المؤمنین حفصہ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما کے نام ذکر کئے ، کیونکہ حفصہ آپ کی بیٹی تھیں جبکہ عائشہ ابوبکر صدیق کی صاحبزادی تھیں یا یہ دونوں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ نشینی کا سبب تھیں ،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم عورتوں کا کچھ حق نہ سمجھتے تھے کہ انہیں کسی مشورہ میں داخل کریں اور نہ ہی اپنے کاروبار میں ان کی رائے لیتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں نازل کیا کہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور انہیں اذیت اور ضرر پہنچانے کے لئے نہ روکو ! اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کو ضرر پہنچانے کے لئے کوئی راہ تلاش نہ کرو۔ اور ان کے لئے وراثت میں رُبع اور ثمن مقرر کیا کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو ان کی بیویوں کو ایک چوتھائی دو اگر اولاد ہو تو ان کو آٹھواں حصہ ادا کرو اور ان کے شوہروں پر ان کا نان نفقہ واجب قرار دیا۔ قولہ فِیْ اَمْرٍ اَتَامَرُہٗ الخ ،، یعنی میں کسی امر کی سوچ اور فکر میں تھا۔ امام نووی نے کہا اس امر میں اپنے نفس سے مشورہ کر رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی مجالس میں حاضر ہونا مستحب ہے اور اگر ہر ایک کے لئے حاضر ہونا میسر نہ ہو تو باری مقرر کر لینا مستحسن ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا اہتمام کرتے تھے اور جس سے حضور کو قلق اور اضطراب ہو صحابہ کو سخت دُکھ پہنچتا تھا۔ اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ ائمہ کرام اور بزرگوں کی ملاقات کے وقت اچھا لباس پہننا چاہیے۔ اور عمامہ پہن کر اُن سے ملاقات کرنی چاہیے۔

قولہ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ،، مرفوع ہے کیونکہ یہ لَا تَغُرَّنَّكِ کے فاعل سے بدلِ اشتمال ہے۔ ابن تین نے کہا ، حُسْنُھَا ،، مرفوع فاعل ہے اور حب منصوب مفعول لہ ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ اَعْجَبَھَا حُسْنُھَا لِاَجْلِ حُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاھَا مسلم کی روایت میں وَحُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاھَا ،، بواوِ العاطفۃ ،، علامہ کرمانی نے کہا : وَحُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی مناسب ہے کیونکہ یہ دوسری روایات کے موافق ہے۔ وہ یہ ہیں : لَا تَغُرَّنَّكِ اِنْ کَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَأَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ ،، یہ تجھے غرور میں نہ ڈالے اگر تیری ہمسائی تجھ سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔

قولہ ام سلمہ ،، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا مخزومیہ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی مخزومیہ ہے اور اُم سلمہ اس کے چچا کی بیٹی ہے تو اس اعتبار سے عمر فاروق کی ام سلمہ سے قرابت ہے رضی اللہ عنہا ،،

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ فِيْهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی (حفصہ) سے ایک راز کی بات فرمائی ،،

پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی - پھر جب نبی نے اُسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا ،،

تفسیر : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو راز کی بات یہ بتائی کہ آپ نے ماریہ کو اپنے اُوپر حرام کر لیا ہے اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا - جب ام المؤمنین حفصہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کر بیٹھی جبکہ اُن کا گمان یہ تھا کہ اس میں کچھ حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افشاءِ راز ظاہر کر دیا - کلبی نے کہا راز یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ سے فرمایا کہ تمہارا والد عمر اور عائشہ کا والد ابوبکر یکے بعد دیگرے میری امت کے خلیفہ ہوں گے (عینی) لیکن یہ معنی سیاقِ کلام سے بعید تر ہے - اللہ تعالیٰ نے ان کا افشاء کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا تھا

Marfat.com

۴٥٩٣ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْجُعْفِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

بَابٌ قَوْلُهُ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ لِتَصْغَى لِتَمِيلَ

بَابٌ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيرٌ ظَهِيرٌ عَوْنٌ تَظَاهَرُونَ تَعَاوَنُونَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَأَدِّبُوهُمْ

جب آپ نے حفصہ کو خبر دی تو اُنھوں نے کہا جو راز میں نے افشاء کیا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے ؟ تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے اس نے بتایا ہے جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس معنی میں روایت منقول ہے (پہلے ذکر ہو چکی ہے)

قولہ عَرَّفَ ،، یعنی حفصہ نے جو راز عائشہ سے ذکر کیا تھا اس کی حفصہ کو خبر دی اور ساری خبر نہ دی ،،

۴٥٩٣ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خواہش تھی کہ میں عمر فاروق سے پوچھوں تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایک دوسری سے معاونت کی ابھی میں نے کلام مکمل نہ کیا تھا کہ اُنھوں نے فرمایا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں ۔ رضی اللہ عنہا ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! نبی کی دونوں بیبیو ! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں ،،

Marfat.com

۴۵۹۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً لَمْ اَجِدْ لَهٗ مَوْضِعًا حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَهٗ

یعنی تم پر اللہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ ۔ یہ خطاب حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے ہے اِنْ تَتُوْبَا شرط ہے ۔ اس کی جزاء فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ہے ۔ یعنی تم میں وہ چیز پائی گئی ہے جو توبہ کو واجب کرتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ تمہارے دل اس شئ سے پھر گئے ہیں جو تم پر واجب ہے وہ یہ کہ تم اس شئ کو محبوب جانو جس سے حضور کو محبت ہے اور جس کو آپ مکروہ جانیں تم بھی اسے مکروہ سمجھو ‘‘

قولہ صَغَوْتُ و اَصْغَيْتُ ،، کے معنی مِلْتُ ہیں یعنی میں مائل ہوا ۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ دونوں بمعنی واحد ہیں اور وہ میلان کرتا ہے ۔ لِتَصْغٰی کے معنی لِتَمِیل ہیں ۔ یہ سورۂ انعام کی آیت کریمہ : لِتَصْغٰى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ،، قولہ اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ ،، یعنی اگر اُن پر زور باندھو اور باہم مل کر ایسا طریقہ اختیار کرو جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہو) تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک اعمال والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں ،، نیک اعمال والے سے مراد ابوبکر صدیق ہیں ۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں ۔ بعض نے کہا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں مراد ہیں ،، رضی اللہ عنہما ،، قولہ صالح المؤمنین ،، صالح مفرد ہے یوں بھی ہو سکتا ہے کہ صالحون جمع ہو اور اضافت کے سبب جمع کا نون گر گیا اور دو ساکن جمع ہونے سے واؤ ساقط ہو گئی اور کتابت میں بھی ساقط کر دی جیسا کہ یدع الداع ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ تمام مخلص مسلمان مراد ہوں ۔ قولہ والملائکۃ ،، یعنی اللہ تعالیٰ ، جبرائیل اور

Marfat.com

حَلِجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانِ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ أَدْرِكْنِي بِالْوَضُوءِ فَأَدْرَكْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتْمَمْتُ كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

بَابُ قَوْلِهِ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا

نیک مومنوں کے بعد فرشتے مدد گار ہیں۔

قولہ قُوْا اَنْفُسَكُمْ الاٰیۃ یعنی مجاہد نے اس آئت کریمہ: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ،، کی تفسیر میں کہا اپنی جانوں کو ترکِ معاصی اور فعلِ طاعات کی وصیت کرو اور اپنے اہل وعیال کو پرہیزگاری اور اچھی باتوں کا حکم دو شر سے منع کرو اور انہیں علم و ادب سکھاؤ اور احکام شرعیہ کی تعلیم دو اس آئت کی یہی تفسیر صحیح ہے۔

۴۵۹۴ ترجمہ: عُبَید نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دوسری کی مدد کی اور غلبہ کیا۔ میں نے ایک سال انتظار کیا میں نے کوئی مقام نہ پایا کہ اُن سے سوال پوچھوں حتی کہ میں اُن کے ساتھ اس حال میں باہر نکلا کہ میں نے حج کا قصد کیا تھا۔ جب ہم مقامِ ظہران میں تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے تو مجھے کہا میرے پاس پانی لاؤ میں پانی کا مشکیزہ لے گیا اور اُن کے وضوء کے اعضاء پر پانی ڈالنے لگا۔ میں نے یہ مقام سوال پوچھنے کے لئے مناسب خیال کیا تو میں نے کہا یا امیر المؤمنین وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے اتفاق کیا تھا ابن عباس نے کہا ابھی میں نے کلام پورا نہیں کیا تھا کہ انھوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ (یعنی میرے سوال کے جواب میں بہت جلدی کی)

Marfat.com

۴۵۹۵ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُن کا ربّ قریب ہے، اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے

اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی والیاں روزہ داریں بیبیاں اور کنواریاں "

تفسیر : اس آئت کریمہ میں ازواج مطہرات کو خوف دلایا گیا ہے کہ اگر انھوں نے سردر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آزردہ کیا اور آپ نے انہیں طلاق دے دی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اور بہتر بیبیاں عطاء فرمائے گا۔ اس تخویف سے ازواج مطہرات متاثر ہوئیں اور اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور کی دل جوئی اور رضا طلبی مقدم جانی اس لئے آپ نے انہیں طلاق نہ دی "

۴۵۹۵ـ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کو غیرت دلانے میں جمع ہوئیں تو میں نے اُن سے کہا عسیٰ ربُّہٗ الایۃ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۵۹۵ـ شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سردر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت دلانے میں ازواج مطہرات کا اجتماع عورتوں کی طبیعت کے مطابق تھا۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزار خاطر کا موجب تھا۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں آپ کو بدل دے گا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی رائے کے موافق قرآن کریم میں پندرہ آیات نازل ہوئیں۔ اُن میں سے ایک یہ آئت کریمہ ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ

اَلتَّفَاوُتُ اَلْاِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ تَمَيَّزُ تَقَطَّعُ مَنَاكِبِهَا جَوَانِبِهَا تَدَّعُوْنَ وَتَدْعُوْنَ مِثْلُ تَذَكَّرُوْنَ وَتَذْكُرُوْنَ وَيَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَافَّاتٍ بُسُطٌ اَجْنِحَتَهُنَّ وَنُفُوْرٌ اَلْكُفُوْرُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — سورۂ ملک

یہ سورت مکی ہے اس کی تیس آیات ہیں۔ قولہ اَلتَّفَاوُتُ ،، سے اس آیت کریمہ : هَلْ تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور تفاوت کی اختلاف سے تفسیر کی اور تفاوت اور تفوّت ہم معنیٰ ہیں جیسے تعہّد اور تعاہد بیک معنی آتے ہیں قولہ تمیّز ،، سے اس آیت کریمہ ،، تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، تقطّع ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جب کافروں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اس کی آواز گدھے کی آواز جیسی سُنیں گے کہ جوش مارتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شدّت غضب میں پھٹ جائے گی۔

قولہ مَنَاكِبِهَا ،، سے اس آیت کریمہ : فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی جوانب سے تفسیر کی یعنی تم اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اُسی کی طرف اُٹھنا ہے ،،

قولہ تَدَّعُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ تَدَّعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ ہم معنی ہیں اور اس میں تخفیف قطعاً کوئی قراءت نہیں اس لئے یہ تَذَكَّرُوْنَ اور تذکرمون کی طرح ہے۔

قولہ يَقْبِضْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ سے اس کی تفسیر کی۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور کیا انھوں نے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نٓ وَالْقَلَمِ

وَقَالَ قَتَادَةُ حَرْدٍ جِدٍّ فِيْ أَنْفُسِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا لَضَالُّوْنَ أَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهُ كَالصَّرِيْمِ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلِ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ أَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَمَقْتُوْلٍ

اپنے اُوپر پرندے نہیں دیکھے (ہوا میں اڑتے وقت) پَر پھیلاتے اور سمیٹتے اس حالت میں انہیں گرنے سے کوئی نہیں روکتا سوائے رحمٰن کے،، یعنی باوجودیکہ پرندے بوجھل موٹے جسیم ہوتے ہیں اور شیٔ ثقیل طبعًا پستی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ وہ فضا میں نہیں رُک سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ ایسے ہی آسمانوں کو جب تک وہ چاہے روکے ہوئے ہے، وہ نہ روکے تو گر پڑیں۔

قولہ صافات سے اس آیت کریمہ: اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ صٰٓفّٰتٍ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا۔ پرندے ہوا میں اُڑتے وقت اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ پھر سمیٹتے ہیں۔

قولہ نُفُوْر،، سے اس آیت کریمہ: بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ،، کی طرف اشارہ کیا اور نفور کی کفور سے تفسیر کی یعنی حق سے دُور ہوگیا۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں کہ حق سے قریب نہیں ہوتے نفور دراصل نفرت سے ہے۔

سُوْرَۂ نٓ وَالْقَلَم

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سُورت اوّل سے ،،سَنَسِمُہٗ،، تک مکی ہے اس کے بعد لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ تک مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ مزمل کے بعد اور مدثر سے پہلے نازل ہوئی

Marfat.com

اس کی باون آیات ہیں۔

"ن " کے معنی میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔ ابن عباس، مجاہد اور مقاتل نے کہا نون وہ مچھلی ہے جس نے زمین کو اٹھائے رکھا ہے۔ کلبی اور مقاتل نے اس کا نام بہموت ذکر کیا ہے جبکہ واقدی نے لیوث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بلہوت ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا نون سے مراد حرف نون ہے جو لفظ رمضان کے آخر میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ رحمٰن کے حروف میں سے ہے۔ الر۔ حم۔ ن کے حروف مقطعہ ہیں۔ حسن بصری، قتادہ اور ضحاک نے کہا نون دوات ہے۔ ابن عباس سے بھی ایک روایت میں یہی مذکور ہے۔ معاویہ بن قرہ نے کہا یہ اللہ کے نور کی لوح (تختی) ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلند ہے۔ ابن کیسان سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ ام جعفر علیہ السلام نے فرمایا یہ جنت میں نہر ہے۔ یہ تمام اقوال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں جبکہ تفسیر بالرای صحیح نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ حَرْدٍ "اس آیت کریمہ: وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قَادِرِيْنَ "کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں قتادہ سے نقل کیا کہ حَرْدٍ بمعنی جِدٍّ فِيْ اَنْفُسِهِمْ ہے یعنی امور میں مبالغہ اور کوشش کرنا۔ آیت کے معنی یہ ہیں "اور تڑکے کے چلے اپنے ارادہ پر قدرت سمجھتے ہوئے کہ کسی مسکین کو نہ آنے دیں گے اور تمام میوہ اپنے قبضہ میں لائیں گے۔ جب باغ کو دیکھا تو اس میں میوہ کا نام و نشان تک نہیں۔

قولہ لَضَآلُّوْنَ " سے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "اَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا " نقل کیا یعنی جب انھوں نے باغ کو دیکھا وہاں میوہ کا نام و نشان نہیں تو کہنے لگے ہم اپنے باغ کی جگہ سے بھٹک گئے ہیں ہم کسی اور باغ میں پہنچ گئے ہیں۔ ہمارا باغ تو بہت میوہ دار ہے۔ پھر جب غور کیا اور اس کے در و دیوار کو دیکھا اور پہچانا یہ اپنا ہی باغ ہے تو بولے بلکہ ہم بے نصیب ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ یمن میں ایک باغ تھا جس کو ضروان کہا جاتا تھا وہ صنعا سے چند میل دور تھا باغ والوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ اس کا میوہ شب کی تاریکی میں اتاریں گے تاکہ کوئی مسکین وغیرہ نہ پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس باغ میں آسمان سے آگ بھیجی اس نے باغ کو جلا کر رکھ دیا جبکہ وہ سو رہے تھے جب بیدار ہوئے اور باغ کی طرف آئے اور اس کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راہ بھٹک گئے ہیں یہ باغ ہمارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے باغ والوں کا امتحان لیا اسی طرح ہم نے مکہ والوں کا قحط سالی کے ساتھ امتحان لیا۔

قولہ كَالصَّرِيْمِ " ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ " کی تفسیر میں کہا کہ مذکور باغ صریم کی طرح ہو گیا اور صریم کی تفسیر صبح سے کی جو رات سے جدا ہوتی ہے اور رات جو دن سے جدا ہوتا

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ

۴۵۹۶ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهٗ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ

ہے۔ اور ریت کے عظیم ٹیلے سے جو چھوٹا ٹیلہ جُدا ہوتا ہے اس کو بھی صریم کہتے ہیں۔ صریم بمعنی مصروم بھی ہے جیسے قتیل بمعنی مقتول ہے یعنی دراصل صریم بمعنی منقطع ہے۔ اس کا لیل و نہار رو رات۔ دن، پر اطلاق کرتے ہیں یہ اَضْدَاد کے قبیلہ سے ہے۔ یعنی تم سے وہ نسیان شمار سے منقطع ہوگیا جس طرح صبح دن سے اور دن صبح سے منقطع ہوتے ہیں۔ نیز صریم بمعنی مٹی کا تودہ بھی ہے جو ریت کے بڑے تودہ سے جُدا ہو اور بمعنی مصروم بھی آتا ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں استعمال ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بدخلق اس کے باوجود بے اصل

۴۵۹۶ — **ترجمہ** : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ایک قریشی آدمی کے متعلق نازل ہوئی جس میں بکری کی علامت جیسی علامت تھی۔

۴۵۹۶ — **شرح** : اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے۔ زنیم وہ ہے جس کی نسبت ایسی قوم کی طرف کی جائے جس میں سے وہ نہ ہو یہ زنمۂ شاۃ سے ماخوذ ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا زنیم اسے کہتے ہیں جو بدی میں مشہور ہو۔ جیسے بکری زنمہ سے مشہور ہوتی ہے۔ عبید بن عمیر نے کہا عتل بہت زیادہ کھانے پینے والا وہ سخت قوی ہو اس کو ترازو میں رکھا جائے تو اس کا وزن جَو کے وزن کے برابر نہ ہو ایسے ستّر ہزار لوگوں کو ایک فرشتہ ایک ہی دفعہ دوزخ میں پھینک دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زنیم وہ ہے جس کا اصل نہ ہو حرام زادہ بعض زنیم کو دلیوث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا جو اپنی لڑکی سے بدکاری کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ

Marfat.com

۴۵۹۷ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْم قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَۃَ بْنَ وَھْبِ الْخُزَاعِیَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَھْلِ الْجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَھْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ

بابُ قولہ یوم یکشف عن ساق

بتادے ورنہ میں تیری گردن ماردوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا تو اس سے ہے۔

ولید نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا تھا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے واقعی دس عیب ظاہر فرما دیئے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ابوجہل ہے، کیونکہ وہ شرارت میں معروف تھا۔ مجاہد نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے۔ سدی نے کہا وہ اخنس بن شریق ہے۔

۴۵۹۷ـ ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ ہر ضعیف کہ اسے لوگ ناتواں اور حقیر جانتے ہوں اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کو پورا کردے کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں؟ غلیظ سخت جھگڑالو اور متکبر لوگ ہیں۔"

۴۵۹۷ـ شرح : یعنی جنت اور دوزخ میں بیشتر ایسے لوگ ہوں گے یہ نہیں کہ جنت اور دوزخ میں صرف یہی لوگ ہوں گے "مُتَضَعَّف" وہ ہیں جن کو لوگ کمزور اور حقیر جانتے ہوں، کیونکہ وہ دنیا میں مفلوک الحال نظر آتے ہیں۔ اگر مُتَضَعِّف کا عین مکسور ہو تو معنی یہ ہوں گے جو متواضع اور عاجزی کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کے کرم کی امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کی قسم پوری کرے گا اگر قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا اگر اللہ سے دعا کرے تو اللہ قبول کرے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن پنڈلی کھولی جائیگی

کشفِ ساق سے مراد سختیٔ احوال ہے۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے

Marfat.com

۴۵۹۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ زيد بن اسلم عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا

۴۵۹۸ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن مرد اور مومن عورت اس کو سجدہ کریں گے اور جو دنیا میں ریاکاری کے طور پر سجدے کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔ یہ ریاکار سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے تو ان کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی ،،

۴۵۹۸ — شرح : اللہ تعالیٰ کی ساق (پنڈلی) متشابہات سے ہو جن کی حقیقت صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جیسے ید اللہ، اللہ کا ہاتھ وجہ اللہ (اللہ کا چہرہ) ان کے حقیقی معنی مراد نہیں اس میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔ ان میں سے ایک مذہب سلف کا ہے۔ وہ مفوضہ ہیں کہ ان کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے۔ ان پر ایمان واجب ہے اور یہ اعتقاد کرنا ضروری ہے کہ ان سے مراد وہ ہے جو اللہ کی شان کے لائق ہے۔ بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے کہ متشابہات کی تاویل وہ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ ان میں وہی کلام کر سکتا ہے جو عرب کی زبان میں مہارت رکھتا ہو اور فروع و اصول کے قواعد سے واقف ہو۔ انھوں نے کہا یہاں ،، ساق ،، سے مراد ،، شدت ،، ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سخت امور کا اظہار فرمائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی تفسیر کی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا "ساق" سے مراد "عظیم نور" ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ،، نور عظیم کا ظہور ہوگا اور سب لوگ سجدہ میں گر جائیں گے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے سخت گھبراہٹ میں ڈالنے والے امر سے تفسیر کی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ رب العزت کے حجابات ہیں جو مومنوں کے لئے قیامت میں ظاہر کرے گا۔ ربیع نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی قیامت کے روز حجاب کھولا جائے گا تو جو لوگ دنیا میں ایمان لائے تھے تمام سجدہ میں گر جائیں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے قیامت دارِ جزاء ہے۔ دارِ عمل نہیں سجدہ کرنا عمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سجدہ بطور تکلیف نہیں بلکہ اللہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡحَاقَّۃِ

عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ یُرِیۡدُ فِیۡہَا الرِّضٰی اَلۡقَاضِیَۃَ اَلۡمَوۡتَۃَ الۡاُوۡلٰی الَّتِیۡ مِتُّہَا لَمۡ اُحۡیَا بَعۡدَہَا مِنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حَاجِزِیۡنَ اَحَدٌ یَکُوۡنُ لِلۡجَمِیۡعِ وَلِلۡوَاحِدِ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ اَلۡوَتِیۡنُ نِیَاطُ الۡقَلۡبِ وَقَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ طَغٰی کَثُرَ وَیُقَالُ بِالطَّاغِیَۃِ بِطُغۡیَانِہِمۡ وَیُقَالُ طَغَتۡ عَلَی الۡخُزَّانِ کَمَا طَغَی الۡمَاءُ عَلٰی قَوۡمِ نُوۡحٍ

کے تقرب اور اس سے لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

قولہ طبقا واحدًا » یعنی ان کی پشت ایک تختہ ہوجائے گی۔ وہ ٹیڑھے نہیں ہوسکیں گے لہٰذا وہ رکوع وسجود پر قادر نہ ہوں گے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ تکلیف مالایطاق » جائز ہے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتاہے یُدۡعَوۡنَ اِلَی السُّجُوۡدِ فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ » ان کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا انہیں سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہوگی ، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ، کیونکہ آخرت دارِ تکلیف نہیں اور سجدہ کرنے کے لئے لوگوں کو بلانا محض توبیخ اور امتحان کے لئے ہے واللہ ورسولہ اعلم!

سُوۡرَۂ حاقہ

بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس کی باون ۵۲ آیات ہیں »

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ حُسُوۡمًا » سے اس آیت کریمہ : سَخَّرَہَا عَلَیۡہِمۡ سَبۡعَ لَیَالٍ وَّ ثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ حُسُوۡمًا کی طرف اشارہ کیا اور مُتَتَابِعَۃً » سے اس کی تفسیر کی متتابعہ کے معنی لگاتار رہیں یعنی قوم عاد پر گرمی

Marfat.com

آندھی قوت سے لگا دی وہ سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار سخت سردی کے موسم میں چلتی رہی قولہ عیشۃ راضیۃ اس آیت کریمہ فھو فی عیشۃ راضیۃ ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں سعید بن جبیر نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جس میں رضا ہو۔ علماء معانی کے نزدیک یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ یعنی وہ عیشہ ذات رضاء میں ہے کیونکہ عیشہ مرضیۃ ہوتی ہے۔ اور آیت کریمہ میں رضاء کو عیش کے لئے ثابت کیا ہے۔ حالانکہ دراصل رضا صاحب عیش کی صفت ہے۔

قولہ القاضیۃ ،، سے اس آیت کریمہ ؛ یَا لَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ہائے کسی طرح موت ہی قصہ چکا جاتی اور حساب کے لئے نہ اُٹھایا جاتا اور یہ ذلت و رسوائی پیش نہ آتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا جو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا وہ ذرا بھی میرا عذاب ٹال نہ سکا۔

قولہ مِنْ أَحَدٍ حَاجِزِينَ ،، سے اس آیت کریمہ : فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا، عَنْهُ ،، میں ضمیر کا مرجع قتل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی وہ قتل سے بچ نہیں سکتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت سے نکل نہیں سکتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ لفظ اَحد جمع اور واحد دونوں کے لئے ہے کیونکہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہوتا ہے۔

قولہ الوتین ،، سے اس آیت کریمہ ،، ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں کہا وَتِینَ دل کی رگ جب وہ کٹ جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں پھر اُن کی رگ دل کاٹ دیتے ،، جس کے کاٹتے ہی موت واقع ہو جاتی ،،

قولہ طغیٰ ،، سے اس آیت کریمہ : إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور "طغیٰ ،، کی کثُرَ ،، سے تفسیر کی، یعنی بے شک جب پانی زیادہ ہُوا تھا (اور وہ درختوں، عمارتوں، پہاڑوں اور ہر چیز سے بلند ہو گیا تھا) تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا (اور حضرت نوح علیہ السلام کو اور اُن کے ساتھ والوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے نجات دی اور باقیوں کو غرق کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا طغیٰ بمعنی کثر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ بالطاغیۃ یعنی بطغیانہم یعنی وہ اپنی سرکشی کے باعث ہلاک ہوئے۔ اور کہا جاتا ہے طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ جیسے پانی قوم نوح علیہ السلام پر تجاوز کر گیا تھا۔ ان پر ہوا حد سے بڑھ گئی۔ اور ضبط سے نکل گئی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کیال کی مقدار سے زیادہ ہوا نہیں چھوڑی اور نہ ہی ایک کیال سے زیادہ بارش کا قطرہ بھیجا ہے سوا یوم عاد اور یوم نوح کے ،، جو ضبط سے نکل گئی تھی۔ خزّان خازن کی جمع ہے۔ قولہ غسلین ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی نہ کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ۔ غسلین جو دوزخیوں کی پیپ سے بہنے لگے گا۔ ضحاک اور ربیع نے کہا غسلین دوزخ میں درخت ہے جس کو وہ کھائیں گے۔ قرآء کے غیر نے غسلین کی تفسیر یہ کی ہے کہ جس کو تم دھوؤ تو جو شئی اس سے نکلے اس کو غسلین کہتے ہیں۔ پس غسلین فعلین کے وزن پر غسل سے ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورَۃُ سَأَلَ سَائِلٌ

وَالْفَصِيلَةُ اَصْغَرُ اٰبَائِهِ الْقُرْبٰى اِلَيْهِ يَنْتَهِيْ مَنِ انْتَمٰى لِلشَّوٰى اَلْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْاَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّاْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى وَالْعِزُوْنَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ

اور شیٔ سے مراد زخم وغیرہ ہیں۔

قولہ اَعْجَازُ نَخْلٍ ،، سے اس آیت کریمہ : كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اعجاز کی تفسیر اصول سے کی خاویہ یعنی ساقط ہے۔ یعنی گویا وہ کھجوروں کے ڈھنڈ ہیں گرے ہوئے۔

قولہ بَاقِيَةٍ ،، سے اس آیت کریمہ ,, فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ,, کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر بقیۃ سے کی ،، تو تم اُن میں کوئی بچا ہوا دیکھتے ہو؟ یعنی موت نے انہیں ایسا ڈھادیا کہ آٹھویں روز جب صبح کو وہ سب لوگ ہلاک ہوگئے تو ہواؤں نے انہیں اُڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا۔

سُورَۃ سَأَلَ سَائِلٌ

اس کو سورۃ معارج بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی چوالیس آیات ہیں۔

قولہ الفصیلۃ ،، اس آیت کریمہ ,, وَفَصِيلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ ,, کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں کہا کہ فصیلہ وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

قولہ لِلشَّوٰى ،، سے اس آیت کریمہ ,, كَلَّا ۖ اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی ہرگز نہیں (یہ کچھ اس کے کام نہ آئے گا اور کسی طرح وہ عذاب سے بچ نہ سکے گا) وہ تو بھڑکتی آگ ہے۔ کھال اُتار لینے والی ،، شوٰی کے معنی دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، اطرافِ بدن اور سر کی کھال کے ہیں۔ مقصد یہ ہے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

اَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ عَدَا طَوْرَهٗ اَيْ قَدْرَهٗ وَالْكُبَّارُ اَشَدُّ مِنَ الْكُبَارِ وَكَذٰلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيْلٌ لِاَنَّهَا اَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارًا اَلْكَبِيْرُ وَكُبَارًا اَيْضًا بِالتَّخْفِيْفِ وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ رَجُلٌ حُسَّانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ دَيَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلٰكِنَّهٗ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَءَ عُمَرُ اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهٗ دَيَّارًا اَحَدًا تَبَارًا هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِدْرَارًا يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَقَارًا عَظَمَةً

دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی اور وہ ان اعضاء کو چمڑے اور کھال سے دُور کر دے گی۔ ان کو اشواۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اور جو عضو قتل کی جگہ نہ ہو اس کو شوا کہتے ہیں۔

قولہ اَلْعِزُوْن ،، سے اس آیت کریمہ : فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ان کافروں کو کیا ہُوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں داہنے اور بائیے گروہ کے گروہ عِزِيْنَ بکسر العین بمعنی گروہ اور جماعتیں اس کا واحد عِزَةٌ ہے۔ کافر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے تھے اور آپ کا کلام مبارک سُنتے اور اس کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ہم ضرور ان سے پہلے اس میں داخل ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کافروں کا کیا حال ہے کہ آپ کے پاس بیٹھتے بھی ہیں اور گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے بھی ہیں پھر سُن کر نفع نہیں اُٹھاتے۔

قولہ يُوْفِضُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں جیسے جھنڈے والے اپنے جھنڈے کی طرف دوڑتے ہیں۔ يُوْفِضُوْنَ ،، کی تفسیر الایفاض بمعنی اسراع سے کی یعنی وہ تیز دوڑتے ہیں (لپک رہے ہیں) یعنی جس وقت صیحہ اخیر سنیں گے تو اپنے بتوں

Marfat.com

کی طرف دوڑیں گے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نُصب کی تفسیر غایت سے کی۔

سورۂ نوح علیہ السلام

یہ سورت مکی ہے نحل کے بعد اور سورۂ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے نازل ہوئی، اس کی اٹھائیس آیات ہیں

قولہ اَطْوَارًا ،، سے اس آیت کریمہ : وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اس نے تمہیں طرح طرح بنایا۔ کبھی نطفہ کبھی علقہ، کبھی مضغہ، کبھی عظام (ہڈیاں) اور ہڈیوں پر گوشت پیدا کیا اور تمہاری خلقت کامل کی ان مقامات میں طور بمعنی تارہ (کبھی) ہے اور بمعنی قدر بھی آتا ہے۔ اس کی طرف امام نے "یقال عدا طورہٗ" سے اشارہ کیا یعنی وہ اپنی حد سے بڑھ گیا"

قولہ وَكُبَّارًا ،، سے اس آیت کریمہ "وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ کبّار بتشدید الباء کبر کے معنی میں کبار بتخفیف الباء سے زیادہ سخت ہے کثرتِ حروف کثرتِ معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح جُمّال بتشدید الجیم اور جمیل ہیں کہ جمّال کے معنی میں جمیل کے معنی سے زیادہ مبالغہ ہے۔ کُبّار مشدد بمعنی کبیر ہے۔ ایسے ہی کبار مخفف ہے۔ اسی طرح حُسّان مشدد حسان مخفف سے ابلغ ہے اور جمال مشدد جمال مخفف سے ابلغ ہے

قولہ دَيَّارًا ،، سے اس آیت کریمہ "رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا کی طرف اشارہ کیا۔ زمین پر کوئی بسنے والا کافر نہ چھوڑ۔ دَیّارٌ" دَور سے مشتق ہے اس کا وزن فَیْعَالٌ ہے۔ دراصل دَیوارٌ تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کیا اور یاء کو یاء میں ادغام کیا اس کا وزن "فَعَّال ،، نہیں، کیونکہ اس کا اصل "دَوّار" نہیں تاکہ اس کا وزن فَعَّال "، ہو۔ جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ "الحَیُّ القَیَّامُ ،، القیوم کی جگہ پڑھا اور یہ قُمْتُ سے ماخوذ ہے یہ بالکل دیّار کی طرح ہے۔ یعنی قیّام بروزن فعّال نہیں بلکہ بروزن فَیْعَال ہے جیساکہ دیّار بروزن فَیْعَال ہے۔ ابن ابی داؤد نے کئی طرق سے ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قَیَّام پڑھا ہے۔ سعید بن مسیب سے بھی یہ منقول ہے بعض نے کہا اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ "اَحَد ،، کو مقدم ذکر کیا جائے ورنہ معنی درست نہ ہوگا۔ اس بعض نے کہا دَیّار بمعنی اَحَد ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ "لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ اَحَدًا ،، زمین پر کافر نہ چھوڑ"، ثعلبی نے اس معنی کی طرف یوں اشارہ کیا کہ انھوں نے کہا دَیَّارًا اَحَدًا يَدُوْرُ فِي الْاَرْضِ فَيَذْهَبُ وَيَجِيْءُ یعنی زمین میں پھرنے والا آنے جانے والا کوئی نہ چھوڑ۔

قولہ تَبَارًا ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ،، تبار بمعنی ہلاک ہے یعنی کافروں کو زیادہ نہ کر مگر تباہی۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دُعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کے تمام کفار کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔

Marfat.com

بَابُ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا

۴۵۹۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَتْ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ اَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَاَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَاَمَّا يَغُوْثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِيْ غُطَيْفٍ بِالْجُوْفِ عِنْدَ سَبَأٍ وَاَمَّا يَعُوْقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَاَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِاٰلِ ذِي الْكَلَاعِ وَنَسْرًا اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ

قولہ مِدْرَارًا ،، اس آیت کریمہ : وَيُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر يَتْبَعُ بَعْضُهٗ بَعْضًا ،، سے کی یعنی پے در پے آیت کے معنی یہ ہیں تم پر پے در پے بارش برسائے گا ۔"
قولہ وَقَارًا ،، سے اس آیت کریمہ : مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور وقار کی عظمت سے تفسیر کی یعنی تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے (اس طرح کہ اس پر ایمان لاؤ) حسن بصری نے کہا تم اللہ کی عظمت نہیں جانتے ہو۔ حسن بصری نے کہا تم اللہ کا حق نہیں پہچانتے ہو اور اس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے ہو۔ سعید بن جبیر نے کہا تم ثواب کی امید نہیں کرتے ہو اور عذاب سے ڈرتے نہیں ہو۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کافر بولے (عوام سے) ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ،،

اور ہرگز نہ چھوڑنا وُدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو اور انھوں نے بہتوں کو بہکایا"

۴۵۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں

Marfat.com

مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰٓئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

جو بُت تھے بعد میں وہ عرب میں معبود بنائے گئے۔ وَدّ دُوْمَۃُ الْجَنْدَلِ میں قبیلہ کلب کا بت تھا۔ سواع قبیلہ ہُذیل کا یغوث قبیلہ مراد کا پھر جَوْف میں قبیلہ بنی غطیف کے بُت تھے۔ بہرحال یَعُوْق یہ ہمدان کے لوگوں کا بت تھا اور نسر حمیر کا جو ذی الکلاع کے لوگوں سے تھا۔ بُت تھا۔ یہ یمن میں سَبا کے قریب نوح علیہ السلام کی قوم میں سے نیک لوگ تھے جب وہ فوت ہوگئے تو شیطان نے اُن کے دلوں میں یہ ڈالا کہ ان کو اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے بُت نصب کر دو۔ اور ان کے نام وہی رکھو جو اُن کے نام تھے۔ پس لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی حتیٰ کہ جن لوگوں نے ان کو نصب کیا تھا ہلاک ہو گئے اور ان کا علم جاتا رہا تو ان کی عبادت کی جانے لگی اور لوگوں نے ان کو اپنے خدا گمان کر لیا۔

۴۵۹۹ شرح : محمد بن کعب سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے۔ وَدّ سُوَاع، یَغُوث، یَعُوْق اور نَسر تھے۔ اُن میں سے ایک فوت ہوگیا تو وہ بہت غمناک ہوئے۔ شیطان نے کہا میں تمہارے لئے اس جیسا بنا دیتا ہوں جب اس کو دیکھو گے تو اسے یاد کرو گے اُنھوں نے کہا درست ہے۔ کرو! شیطان نے مسجد میں تانبہ اور پیتل سے ایک صورت بنائی پھر دوسرا فوت ہوگیا تو اس کا مجسمہ بنایا حتیٰ کہ سارے فوت ہوگئے اور اشیاء بدل گئیں حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد اُنھوں نے اللہ کی عبادت ترک کر دی۔ شیطان نے کہا تمہیں کیا ہُوا کہ تم اپنے خدا اور اپنے آباء کے خداؤں کی عبادت نہیں کرتے ہو۔ کیا تم ان کو اپنے مصلوں میں نہیں دیکھتے ہو۔ پس لوگوں نے اللہ کے سوا بتوں کی پُوجا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سہیلی نے کہا یَغُوث حضرت شیث علیہ السلام کے بیٹے تھے اِن کی عبادت کی ابتداء مہلائیل بن قینان کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ کتاب العین میں ہے "ودّ" نوح علیہ السلام کی قوم کا بُت تھا اور وُدّ کی واو مضموم ہو تو یہ قریش کا بُت تھا۔ ماوردی نے کہا سب سے پہلے اس کی عبادت کی گئی اس کو ودّ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اس سے محبت کرتے تھے اور نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد یہ دومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کا بت تھا۔ سُوَاع عورت کی شکل میں مجسمہ بنایا گیا تھا۔ یہ قبیلہ ہذیل کا بت تھا اور یغوث پہلے قبیلہ مراد کا بت تھا۔ سُوَاع عورت کی شکل میں مجسمہ بنایا گیا تھا۔ یہ قبیلہ ہذیل کا بت تھا اور یغوث

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَۃُ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ

وَقَالَ الْحَسَنُ جَدُّ رَبِّنَا غِنَاءُ رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ
اِبْرَاهِيمُ اَمْرُ رَبِّنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِبَدًا اَعْوَانًا

پہلے قبیلہ مراد کا بت تھا پھر بنی عطیف کا جُرُف یا جوف میں بت تھا جو یمن کی زمین میں ہے۔ واللہ اعلم!

قولہ الاوثان ،، وثن کی جمع ہے۔ وثن وہ ہے جو لکڑی یا پتھر یا چاندی یا جو سے بنایا ہُوا جُثّہ ہو۔ عرب لوگ اوثان کو نصب کر کے ان کی عبادت کرتے تھے۔

سُوْرَہ جنّ

یہ سورت مکی ہے اس کی اٹھائیس (۲۸) آیات ہیں۔

قولہ لبدًا سے اس آیت کریمہ : لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لبدًا کی تفسیر اَعْوَان بمعنی جماعات سے کی۔ یعنی جب اللہ کا بندہ (سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت لبطن نخلہ میں) اس کی بندگی کرنے کھڑا ہُوا (نماز پڑھنے) تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں، کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور آپ کے اصحاب کی اقتداء نہایت عجیب اور پسندیدہ معلوم ہوئی اس سے پہلے انھوں نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور ایسا بے مثل کلام نہ سُنا تھا۔ قولہ لبدًا و اصل لبدًا کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے کے مجتمع ہونے والے اور قرآن کریم کی سماعت میں ہجوم کے ہجوم ایک دوسرے کے اُوپر گرنے والے حسن بصری، قتادہ اور ابن زید نے اس کی تفسیر میں کہا کہ جب اللہ کا بندہ دعوتِ اسلام دینے کے لئے اُٹھا تو انسان اور جن اس پر جمع ہو گئے اور جو حق وہ لے کر آیا تھا اس کو باطل کرنے کے لئے اس پر غلبہ کرنے لگے اور اللہ کا نُور بجھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کیا جبکہ وہ اس امر کو پُورا کرنے والا ہے۔ اور اپنے بندے کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلہ میں اپنے بندہ کا مددگار ہے۔ قولہ بخسًا ،، سے اس آیت کریمہ : فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر نقص سے کی عرب کے کلام میں رہق کے معنی گناہ اور محارم کے ارتکاب کرنے کے ہیں۔

Marfat.com

۴۶۰۰ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ
الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ
فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ
قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ
وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ
الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ
قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ
وَهُوَ عَامِدٌ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا
الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ
رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا ـ

۴۶۰۰ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ منڈی عکاظ کا قصد کرتے ہوئے گئے، حالانکہ شیطانوں اور آسمانی خبروں کے درمیان حجاب حائل ہو چکا تھا اور اُن پر آگ کے شعلے مارے جانے لگے تھے۔ تو شیطان واپس لوٹ گئے اُن سے کہا تمہارا کیا حال ہے کہ واپس آگئے ہو؟ انھوں نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان مانع واقع ہو گیا ہے۔ اور ہم پر آگ کے شعلے پھینکے جاتے ہیں۔ کہا تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کوئی نئی شئی حائل ہوئی ہے۔ تم زمین کے مشارق اور مغارب میں چلے جاؤ اور دیکھو یہ کیا ہے جو حائل ہوا ہے۔ پس وہ گئے اور زمین کے مشرق و مغرب میں گئے۔ اس حال میں کہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ کونسی نئی شئی ہے جو اُن کے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ راوی نے کہا جو تہامہ کی طرف گئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا وَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ وَاِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَیْهِ قَوْلُ الْجِنِّ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نخلہ میں گئے، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منڈی عکاظ کا قصد کئے ہوئے تھے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب انھوں نے قرآن سنا اور کان لگا کر سنا تو کہنے لگے یہ ہے وہ شئی جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوئی ہے۔ جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ الآیۃ۔ ابن عباس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کا قول وحی کیا گیا تھا۔

۴۶۰۰ — شرح: عُکاظ بضم العین و فتح الکاف عرب کی مشہور منڈی ہے۔ نخل مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان وادی ہے۔ لوگ وہاں سارا شوال اقامت کرتے خرید و فروخت کرتے اور ایک دوسرے پر فخر کی باتیں کیا کرتے تھے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے اور بعثت کے دسویں سال واپس تشریف لائے تو یہ واقعہ ہوا تھا، لیکن اشکال یہ ہے کہ اس حدیث میں آپ کے ہمراہ چند صحابہ کرام کا ذکر ہے، حالانکہ جب آپ طائف تشریف لے گئے تھے تو زید بن حارثہ کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے یا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تھے تو چند صحابہ کرام راستہ میں ملے اور آپ کے ساتھ ہم سفر ہو گئے تھے (قسطلانی) قولہ شُہُب بضم الشین والہا شہاب کی جمع ہے۔ احادیث و اخبار سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ بعثت کی ابتداء کا ہے۔ اور جنوں کا قرآن کریم کی سماعت کے لئے آنا طائف کی طرف تشریف لے جانے سے دو سال قبل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جنوں نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ صحابہ کو صبح کی نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نماز معراج کی شب فرض ہوئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور ایک نماز غروب ہونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنات کا اپنی قوم سے یہ کہنا لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا، جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب جنات نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور دیکھا کہ آپ کے صحابہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں تو صحابہ کرام کے آپ کی اطاعت کرنے سے حیران ہو گئے

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡمُزَّمِّلِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَتَبَتَّلْ أَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ أَنْكَالًا قُيُودًا مُنْفَطِرٌ مُثْقَلَةٌ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَثِيبًا مَهِيلًا الرَّمْلُ السَّائِلُ وَبِيلًا شَدِيدًا

اور اپنی قوم سے یہ ذکر کیا،، اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو نہیں دیکھا اور نہ اُن پر قرآن پڑھا اس مقام میں صرف اتفاق ہو گیا تھا کہ آپ کے نماز پڑھاتے وقت جنات بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور نماز میں آپ کی قرأت سنی تو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی۔

(حدیث ۷۴۱، جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ سورت مکی ہے اس کی انیس یا بیس آیات ہیں

مزمل دراصل متزمل تھا۔ تاء کو زاء سے بدل کر کے ادغام کر دیا۔ قولہ تَبَتَّلْ،، سے اس آیت کریمہ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا تَبَتَّلْ بمعنی اَخْلِصْ ہے۔ صرف اللہ کی عبادت کرو! عطاء نے کہا بمعنی انقطاع ہے۔ یہ لغوی معنیٰ ہے۔

قولہ اَنْکَالًا،، سے اس آیت کریمہ: اِنَّ لَدَیْنَا اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا،، کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری نے کہا اَنْکَال بمعنی قیود ہے۔ یعنی ہمارے پاس قیود اور دوزخ ہے۔

قولہ مُنْفَطِرٌ بِہٖ،، سے اس آیت کریمہ،، یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِہٖ،، کی طرف اشارہ کیا اور مُثْقَلَۃٌ بِہٖ،، سے اس کی تفسیر کی۔ وہ دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور آسمان اس سے بھاری ہو جائے گا،، یعنی قیامت کے دن کی شدتِ دہشت آسمان کے انفطار کا سبب ہو گی۔ منفطر آسمان کی صفت ہے اور آسمان مؤنث اس کی صفت مذکر لانا تاویل پر مبنی ہے۔ یعنی سقفٌ مُنْفَطِرٌ۔ یا مُنْفَطِرٌ باذات الانفطار،، قولہ کَثِیْبًا مَّهِیْلًا،، سے اس آیت کریمہ: وَکَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْبًا مَّهِیْلًا،، کی طرف اشارہ کیا اور رمل سائل بمعنی بہنے والی ریت سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پہاڑ بہتا ہوا ریت کا ٹیلہ ہو جائیں گے۔ قولہ وَبِیْلًا،، سے اس

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَةُ الۡمُدَّثِّرِ

قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ عَسِيۡرٌ شَدِيۡدٌ قَسۡوَرَةٌ رِكۡزُ النَّاسِ وَاَصۡوَاتُهُمۡ وَقَالَ اَبُوۡهُرَيۡرَةَ الۡاَسَدُ وَكُلُّ شَدِيۡدٍ قَسۡوَرَةٌ مُسۡتَنۡفِرَةٌ نَافِرَةٌ مَذۡعُوۡرَةٌ

۴۶۰۱ — حَدَّثَنَا يَحۡيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيۡعٌ عَنۡ عَلِيِّ بۡنِ الۡمُبَارَكِ عَنۡ يَحۡيَى بۡنِ اَبِيۡ كَثِيۡرٍ سَاَلۡتُ اَبَا سَلَمَةَ بۡنَ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ عَنۡ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ قَالَ يَاۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ قُلۡتُ يَقُوۡلُوۡنَ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوۡسَلَمَةَ سَاَلۡتُ جَابِرَ بۡنَ عَبۡدِ اللّٰهِ عَنۡ ذٰلِكَ وَقُلۡتُ لَهٗ مِثۡلَ الَّذِيۡ قُلۡتَ فَقَالَ جَابِرٌ لَاۤ اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورہ مُدَّثِّر

یہ سُورت مکی ہے۔ اس کی چھپّن (۵۶) آیات ہیں!

قولہ عَسِيۡرٌ ،، سے اس آیت کریمہ: فَذٰلِكَ يَوۡمَئِذٍ يَوۡمٌ عَسِيۡرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی شدید سے تفسیر کی یعنی وہ سخت دن ہے۔ قولہ قَسۡوَرَةٍ ،، سے اس آیت کریمہ: كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُسۡتَنۡفِرَةٌ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَسۡوَرَةٌ کی تفسیر رِكۡزُ النَّاسِ وَاَصۡوَاتُهُمۡ سے کی یعنی لوگوں کا شور وغوغا ،، آیت کے معنیٰ یہ ہیں،، گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ لوگوں کے شور وغوغا سے بھاگے ہوں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : قَسۡوَرَةٌ ،، یعنی شیر ہے ہر سخت قسورہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما

Marfat.com

قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ اَمَامِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِي فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

نے کہا عرب کی زبان میں قسورہ کا معنی اسد ہے اور فارسی زبان میں شیر اور حبشی زبان میں قسورہ ہے۔ "مُسْتَنْفِرَۃ" بھاگنے والے "مَذْعُورَہ"، گھبرائے ہوئے خائف۔

۴۶۰۱ — ترجمہ : یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے قرآن میں پہلی آیت کے نزول کے متعلق پوچھا (کہ قرآن) میں پہلے کونسی آیت نازل ہوئی) انہوں نے کہا "یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ"، میں نے کہا لوگ کہتے ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" پہلے نازل ہوئی"، ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھا اور انہیں وہی کہا جو تمہیں کہا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی۔ آپ نے فرمایا میں نے غار حراء میں اعتکاف کیا جب میں نے اعتکاف مکمل کر لیا اور پہاڑ کی غار سے نیچے اُترا تو مجھے ایک آواز سنائی دی میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا آگے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پیچھے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا میں نے سر اوپر اُٹھایا تو ایک شئی دیکھی (وہ فرشتہ تھا جو حراء میں آیا تھا اور زمین آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا مجھے کمبل اڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالا تو یہ آیت کریمہ: "یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ"، نازل ہوئی۔

۴۶۰۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشہور بلکہ صحیح یہ ہے کہ سب پہلے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ"، نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ پہلے نازل ہوئی ہے بلکہ جابر نے اجتہاد اور اپنے ظن کے اعتبار سے یہ ذکر کیا۔ یہ مشہور حدیث کے منافی نہیں جو بخاری کی ابتداء میں مذکور ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ سب سے پہلے "اِقْرَاْ"، نازل ہوئی۔ نیز یہ واضح بات ہے کہ وحی کے تین سال انقطاع کے بعد دوسری بار کا

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ قُمْ فَأَنْذِرْ

۴۶۰۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ وَغَیْرُہٗ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ أَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِیْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

۴۶۰۳ — حَدَّثَنِیْ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَیُّ الْقُرْاٰنِ أُنْزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ أُنْبِئْتُ أَنَّهٗ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ

یہ واقعہ ہے۔ لہٰذا صحیح حدیث کے یہ منافی نہیں۔ اور جابر کا کلام اُن کے ظن پر مبنی ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں کہیں تصریح نہیں کہ پہلے مدثر نازل ہوئی شیخ نے اس توجیہہ کو محلِ نظر قرار دیا، کیونکہ جابر کی حدیث میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے فرشتہ دیکھا جو اس سے پہلے غارِ حراء میں آیا تھا۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ جس آیت کریمہ میں تبلیغ احکام کا ذکر ہے۔ یہ وہ آیت ہے۔
(حدیث ۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ!

۴۶۰۲ — ترجمہ: یحییٰ نے کہا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا سب سے قرآن کریم کا کونسا کلمہ نازل ہوا۔ اُنھوں نے کہا یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔ میں نے ابوسلمہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ " پہلے نازل ہوئی۔ ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کونسی آیت قرآن

Marfat.com

خَلَقَ فَقَالَ اَبُوسَلَمَۃَ سَأَلْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ اَوَّلُ فَقَالَ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اُنْبِئْتُ اَنَّهٗ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ فَقَالَ لَا اُخْبِرُكَ اِلَّا بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ فِیْ حِرَآءٍ فَلَمَّا قَضَیْتُ جِوَارِیْ هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِیَ فَنُوْدِیْتُ فَنَظَرْتُ اَمَامِیْ وَخَلْفِیْ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰی عَرْشٍ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاَتَیْتُ خَدِیْجَۃَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِیْ وَصُبُّوْا عَلَیَّ مَاءً بَارِدًا فَاُنْزِلَ عَلَیَّ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

بَابُ قَوْلِهٖ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

پہلے نازل ہوئی۔ اُنھوں نے کہا یَااَیُّھَا الْمُدَّثِّر میں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ " اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ " پہلے نازل ہوئی اُنھوں نے کہا میں تجھے وہی خبر دیتا ہوں جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے حِرا میں اعتکاف کیا جب میں نے اعتکاف مکمل کر لیا تو غار سے نیچے اُترا اور وادی کے درمیان گیا تو مجھے نداء دی گئی میں نے اپنے آگے، پیچھے دائیں بائیں دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں خدیجہ کے پاس آیا اور اُن سے کہا مجھے کمبل اوڑھا دو اور میرے اُوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت کریمہ : " یَااَیُّھَا الْمُدَّثِّر " نازل ہوئی۔

۴۶۰۳ — شرح : ظاہر یہ ہے کہ جس نے یحییٰ بن ابی کثیر کو خبر دی وہ عروہ بن زبیر ہے رضی اللہ عنہا اور جس نے ابوسلمہ کو خبر دی وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ہیں رضی اللہ عنہا کیونکہ یہ حدیث عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ سے مشہور ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی مدثر کی اوّلیت سے مراد مخصوص اوّلیت ہو۔ یعنی وحی کے انقطاع کے بعد یا وہ اوّلیت جو انذار کے ساتھ مقید ہے مطلق اوّلیت مراد نہیں، کیونکہ مطلق اوّلیت اقرا باسم ربک کے لئے ہے۔ الحاصل اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ میں اوّلیت حقیقی ہے اور مدثر میں اوّلیت اضافی ہے۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کپڑے پاک رکھیں

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۴۶۰۴ — حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَۃِ الْوَحْیِ فَقَالَ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا .... مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَاءَنِیْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْہُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ فَدَثَّرُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰی وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ قَبْلَ اَنْ تُفْتَرَضَ الصَّلٰوۃُ وَھِیَ الْاَوْثَانُ

تفسیر : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کپڑوں کی پاکیزگی سے کیا مراد ہے عربوں میں مشہور ہے کہ جو شخص باوفا اور سچا ہو اس کو کہتے ہیں یہ شخص پاکیزہ لباس والا ہے اور جو عہد شکنی کرے اسے کہتے ہیں یہ پلید لباس والا ہے۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا فخر و غرور اور ظلم و گناہ کا لباس نہ پہنو پاکیزہ لباس پہنو۔ ابن سیرین اور ابن زید نے کہا اس کے معنی ہیں اپنے کپڑے صاف کرو اور پانی سے دھوؤ اور نجاست سے پاک کرو ا کیونکہ مشرک کپڑے پاک نہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حکم فرمایا کہ آپ کپڑے پاک رکھیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔

۴۶۰۴ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اس حال میں کہ آپ وحی کے رُک جانے کی حدیث بیان فرماتے تھے آپ نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں جا رہا تھا۔ اچانک میں نے آسمان کی طرف سے آواز سُنی۔ میں نے اپنا سَر اوپر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ يَقُوْلُ الرُّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ

۴۶۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَاءِ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَالرِّجْزَ فَاهْجُرُوا الْاَوْثَانَ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ

اس کے خوف سے گھبراگیا اور گھر واپس آیا اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو اُنھوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ؛ یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ الآیۃ نازل فرمائی " وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ" تک ،، (یہ تطہیر لباس) پہلے اس کے کہ نماز فرض ہو اور " وَالرُّجْزَ کے معنی بُت ہیں۔

۴۶۰۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس کی تطہیر کا حکم نماز کے فرض ہونے سے قبل تھا۔ غارِ حراء میں وحی آنے کے بعد کچھ عرصہ وحی رُک گئی تھی۔ اس کے بعد یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ نازل ہوئی۔ قولہ فَجُئِثْتُ صیغہ ماضی مجہول متکلم ہے اس کے معنی گھبرانے کے ہیں اور رُعب بمعنی خوف ہے۔ قولہ وَالرُّجْزُ ھِیَ الْاَوْثَانُ ،، ضمیر مؤنث اس لئے ذکر کی کہ خبر جمع ہے اور خبر کو جمع باعتبار جنس ذکر کیا ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں ہے کہ میں نے فرشتہ کو عرش پر بیٹھے دیکھا اور اس حدیث میں کرسی پر بیٹھنا مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں کیونکہ مقصود واحد ہے۔ وہ یہ کہ عظمت کے وقت جس پر بیٹھتے ہیں۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور بتوں سے دُور رہو !

کہا جاتا ہے اَلرِّجْزُ وَالرِّجْسُ دونوں بمعنی عذاب ہیں "

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

وَقَوْلُهُ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُدًى هَمَلًا لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ سَوْفَ أَتُوْبُ لَا وَزَرَ لَا حِصْنَ

۴۶۰۵ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سُنا کہ انھوں نے کہا مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے رُک جانے کے متعلق بیان فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں جا رہا تھا میں نے آسمان کی طرف سے آواز سُنی تو میں نے اپنا سَر آسمان کی طرف اُٹھایا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے خوف کیا حتیٰ کہ زمین پر گر پڑا پھر اپنے گھر آیا تو کہا مجھے کمبل اُڑھا دو مجھے کمبل اُڑھا دو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ "فَاهْجُرْ" تک "ابوسلمہ نے کہا رُجز بُت ہیں۔ پھر وحی جاری ہوگیا اور پے در پے آتا رہا۔

۴۶۰۶ — شرح : مجاہد، عکرمہ، قتادہ، زہری، ابن زید اور ایک روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ "کے معنی بتوں کے قریب نہ جاؤ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رجز میں زا سین سے بدل ہے، کیونکہ دونوں کے مخارج قریب قریب ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے : فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ " پلید بتوں سے دُور رہو۔ ابوالعالیہ اور ربیع نے کہا رُجز بضم الرّاء بمعنی صنم ہے اور بالکسر رجز بمعنی نجس اور معصیت ہے۔ ضحاک نے شرک سے اور ابن کیسان نے اس کی شیطان سے تفسیر کی ہے کہ شرک اور شیطان سے دُور رہو (عینی) ابوسلمہ نے رُجز کی تفسیر اوثان سے کی ہے کیونکہ یہ عذاب تک پہنچاتے ہیں۔

سُوْرَۂ قیامت

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی چالیس آیات ہیں "

قولہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ "یہ خطاب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ یعنی اے حبیب اپنی زبان

Marfat.com

۴۶۰۶ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهٖ لِسَانَهٗ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ يُرِيْدُ اَنْ يَّحْفَظَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ

کو حرکت نہ دیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ قرآن کے لئے ہوشیار رہتے تھے کہ بھول نہ جائے اور اپنی زبان شریف کو ہلاتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت کریمہ نازل فرمائی کہ قرآن پاک کے تحفظ کے لئے اور بھول سے بچنے کے لئے اپنی زبان شریف کو نہ ہلائیں۔ آپ نہیں بھولیں گے "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ: اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى، میں سدی کی تفسیر ہمل یعنی مہل سے کی۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ" میں لیفجر امامہ کی تفسیر سوف اتوب الخ سے کی۔ میں عنقریب گناہ سے تائب ہوں گا اور عمل کروں گا۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں یہ انسان مستقبل میں فسق و فجور پر مداومت کا ارادہ کرتا ہے پھر کہتا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور عنقریب نیک عمل کرنے لگوں گا۔

قولہ لَا وَزَرَ، سے آیت کریمہ: كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمُسْتَقَرُّ، کی طرف اشارہ کیا اور وزر کی تفسیر حصن سے کی یعنی چھٹکارا نہیں۔

۴۶۰۶ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتا تو آپ زبان شریف کو ہلاتے رہتے۔ سفیان نے بیان کیا کہ آپ کا ارادہ تھا کہ اسے یاد کرلیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ نازل فرمائی۔ (یعنی یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں) موسیٰ بن ابی عائشہ ثقہ مقبول الحدیث تابعی صغیر کوفی ابوجعدہ بن ہبیرہ کے موالی سے ہے، چونکہ یہ غیر مشہور ہے۔ اس لئے امام بخاری نے کہا " وَكَانَ ثِقَةً " ورنہ بخاری کی تمام احادیث میں ثقہ راوی ہیں

(حدیث ۴ جلد: ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابٌ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

۴۶۰۷ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ قَالَ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ بِهٖ شَفَتَيْهِ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ يَخْشٰى اَنْ يَّنْفَلِتَ مِنْهُ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ اَنْ نَّجْمَعَهٗ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ اَنْ نَّقْرَاَهٗ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ يَقُوْلُ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اَنْ نُّبَيِّنَهٗ عَلٰى لِسَانِكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اس کا (آپ کے سینہ میں) محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے"

۴۶۰۷ ـــ ترجمہ: موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے سعید بن جُبیرؓ سے اس آیت کریمہ: وَلَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ "کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا تو آپ اپنے ہونٹ کو حرکت دیا کرتے تھے پس آپ سے کہا گیا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ " اس خوف سے کہ اس سے کچھ ضائع ہو جائے گا۔ بے شک اس کو جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ کریں گے ہم اس کو پڑھیں گے جب ہم پڑھ چکیں یعنی آیت نازل کی جائے جبرائیل کی قرأت کی اتباع کریں پھر اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم آپ کی زبان سے بیان کرا دیں گے۔

۴۶۰۷ ـــ شرح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خبر نے یہ تفسیر کی ہے کہ اس کے مشکل معانی ہم بیان کر دیں گے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ وقتِ خطاب سے بیان کی تاخیر جائز ہے (حدیث ع ۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَاْنَاهُ بَيَّنَّاهُ فَاتَّبِعْ اِعْمَلْ بِهٖ

۴۶۰۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَاَنْزَلَ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ عَلَيْنَا اَنْ نَجْمَعَهٗ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ عَلَيْنَا اَنْ نُبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا ذَهَبَ قَرَاَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى تَوَعُّدٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو!"

یعنی جب آپکے پاس وحی آجائے اور قرآن نازل کیا جائے تو اس کے نازل ہونے کے بعد اس کی اتباع کرو"

۴۶۰۸ — ترجمہ: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لا تحرك به لسانك لتعجل به کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

Marfat.com

مروی ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام وحیِ قرآن کے ساتھ نازل ہوتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان شریف اور ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور آپ پر یہ دشوار ہوتا جو آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جو اس سورت میں ہے۔ (آپ کی دشواری دفع کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی) آپ قرآن کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلائیں بے شک اس کو جمع کرنا ہمارے ذمّہ ہے۔ اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے شک یہ کام ہمارے ذمّہ ہے کہ ہم قرآن آپ کے سینہ میں محفوظ کریں اور پڑھوائیں پس جب ہم پڑھ چکیں تو ہمارے پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ یعنی جب ہم اس کو نازل کریں تو آپ سنتے رہیں پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا (آپ کی زبان شریف سے ہم اس کو بیان کرا دیں گے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان آیات کے نزول کے بعد جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ سر مبارک جھکائے رکھتے جب وہ چلے جاتے تو وہ پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

۴۶۰۸ — شرح : یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا دوسرا طریق ہے۔

قولہ لسانہ و شفتیہ ، یہاں دونوں کو ذکر کیا اور پہلی روایت میں صرف زبان کو ذکر کیا اور اسرائیل نے صرف ہونٹوں کو ذکر کیا ہے۔ مقصد سب کا ایک ہی ہے۔

قولہ فَیَشْتَدُّ عَلَیْہِ ، یعنی نزولِ وحی کے وقت آپ کا حال سخت ہوتا تھا اور ثقلِ وحی سے آپ کو شدت محسوس ہوتی تھی۔ (حدیث : ۴ جلد : ا کی شرح دیکھیں)

قولہ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ، سے اس آیت کریمہ : اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر "تُوَعُّدٌ" سے کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو وعید پر وعید فرمائی۔ آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں۔ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی پھر تیری خرابی آ لگی اب آ لگی ، اَوْلٰی بمعنیٰ وَیْل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو دو وعیدیں کیں۔ ایک یہ کہ وہ زندگی غم و غصہ سے بسر کرے گا اور حسد کی آگ میں جلتا رہے گا۔ دوسری وعید قبر سے باہر آنے کے بعد جب ذلیل و رسوا ہوکر داخل ہوگا۔ لعنۃ اللہ علیہ۔

علامہ عینی نے نقل کیا کہ اولیٰ مقلوب ہے اصل میں "وَیْلٰی" ویل سے ماخوذ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ مَا اَطْیَبَہٗ وَ مَا اَیْطَبَہٗ ،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ابوجہل سے کہا تیری زندگی میں تجھے ویل پھر جس دن مرے گا پھر جس روز قبر سے نکلے گا۔ پھر جب دوزخ میں داخل ہوگا !

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُوْرَةُ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

يُقَالُ مَعْنَاهُ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَيَكُوْنُ خَبَرًا وَهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُوْرًا وَذٰلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهٗ مِنْ طِيْنٍ اِلٰى اَنْ يُنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحُ اَمْشَاجٍ الْاَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْاَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ اَلدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ اِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَمَمْشُوْجٌ مِثْلُ مَخْلُوْطٍ وَيُقَالُ سَلٰسِلًا وَاَغْلَالًا وَلَمْ يُجْرِهٖ بَعْضُهُمْ مُسْتَطِيْرًا مُمْتَدَّ الْبَلَاءِ وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيْبُ اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْاَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَسْرَهُمْ شِدَّةَ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهٗ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَاسُوْرٌ

سورۂ ھل اتیٰ علی الانسان

بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا،،

قتادہ، سدی اور سفیان نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ کلبی نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ مگر چند آیات وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ ،، سے قَمْطَرِيْرًا تک صحیح اخبار سے منقول ہے کہ یہ علی المرتضیٰ، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی شان میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ حسن بصری نے کہا کہ یہ آیت کریمہ وَلَا تُطِعْ

Marfat.com

مِنْهُمْ آثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ،، بھی مدنی ہے۔ بعض نے کہا یہ ساری سورت مدنی ہے۔ جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔
اس سورت میں اکتیس آیات ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ يُقَالُ مَعْنَاهُ ،، کہا جاتا ہے کہ اس کا معنیٰ "اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ" یعنی آدمی پر ایک وقت گزرا
هَلْ ،، کبھی انکار کے لئے اور کبھی خبر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں خبر کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ
شیٔ تھا لیکن مذکور نہ تھا یہ اس کی مٹی سے پیدائش کے وقت سے لے کر اس میں روح پھونکنے تک کا ہے۔

شرح : اس کا قائل فراء ہے۔ ھل کبھی نفی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اثبات کے لئے بھی مستعمل ہے۔ یعنی اس کے ساتھ واقعی شیٔ سے خبر دی جاتی ہے۔ اس وقت
هَلْ تحقیق کے لئے ہوتا ہے۔ امام نے "ھٰذا من الخبر" سے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی آیت کریمہ میں "ھل"
بمعنی "قد" ہے اور معنی یہ ہے کہ "بے شک انسان پر ایک وقت وہ گزرا" انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام
ہیں۔ قولہ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ " یعنی ایک وقت گزرا وہ چالیس برس ہیں۔ یا انسان سے مراد جنس انسان ہے
اور "حین" سے مراد حمل کی مدت ہے۔ قولہ اَمْشَاجٍ " یعنی عورت کی منی کا مرد کی منی سے ملنا۔ یہ مشج کی جمع
ہے۔ ثعلبی نے کہا: اَمشاج جمع کا وزن ہے واحد کے معنی میں ہے؛ کیونکہ یہ نطفہ کی صفت ہے۔ جیسے کہا
جاتا ہے "ثَوْبٌ اَخْلَاقٌ" ،، قولہ ماء المرأۃ " یہ اخلاط کی تفسیر ہے۔ یعنی مرد و عورت کی منی رحم میں ایک
دوسری سے خلط ملط ہوتی ہیں اور دونوں کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ مرد کی منی سفید گاڑھی اور عورت
کی منی زرد پتلی ہوتی ہے۔ جس کی منی اپنے ساتھی کی منی پر غالب ہو جائے بچہ کی شکل و صورت اس جیسی ہوگی
قولہ الدم " یعنی پھر خون پھر خون بستہ پھر گوشت پھر ہڈیاں بنتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ نئی خلقت عطاء فرماتا
ہے۔ قولہ یقال " یعنی جب کوئی شیٔ کسی اور سے مخلوط ہو تو اسے مشیج کہا جاتا یہ بروزن فعیل بمعنی مَشْوُج ہے جیسے
خلیط " کہا جاتا ہے۔ اور ممشوج مخلوط کی طرح ہے۔
قولہ سَلَاسِلًا وَّ اَغْلَالًا ،، سے اس آیت کریمہ : اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا
وَّسَعِيْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا "ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہیں"
زنجیروں سے باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے طوق ان کے گلوں میں ڈالے جائیں گے اور بھڑکتی آگ میں
جلائے جائیں گے۔ سلاسل سلسلہ کی جمع ہے۔ سلسلہ (زنجیر) ستر گز لمبی ہوگی۔ اغلال غل کی جمع بمعنی طوق ہے
سلاسل غیر منصرف صیغہ منتہی الجموع ہے۔ لہٰذا اس پر تنوین نہیں ہونی چاہئے، لیکن اغلال کی مناسبت سے
اس پر تنوین پڑھی جاتی ہے نافع اور کسائی کی قرأت یہی ہے۔ جبکہ حمزہ، خلف، حفص اور ابن کثیر بغیر تنوین
پڑھتے ہیں۔ قولہ لَمْ يُجْرِ بَعْضُهُمْ " بضم الیاء وسکون الجیم وبعدہ الراء" اِجراء بمعنی انصراف ہے۔ اس سے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُرْسَلَاتِ

جُمَالَاتٌ حِبَالٌ اِرْكَعُوْا صَلُّوْا لَا يَرْكَعُوْنَ لَا يُصَلُّوْنَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْطِقُوْنَ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ فَقَالَ اِنَّهٗ ذُوْ اَلْوَانٍ مَرَّةً يَنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ

مراد یہ ہے کہ بعض نے سلاسل کو منصرف نہیں پڑھا اور اس کو بغیر تنوین پڑھا ہے۔ یہ قدیم اصطلاح ہے کہ اسم مجری اور اسم غیر مجری یعنی اسم منصرف اور غیر منصرف کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی نے لم یُجِزْ ضبط کیا ہے بضم الیاؤ بکسر الجیم بعدہ الزاء ،، یعنی بعض نے تنوین کر جائز نہیں کہا قاضی عیاض نے کہا اکثر کی روایت میں زاد ہے اور یہی اچھا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اچھا ہونے کی وجہ بیان نہیں کی بلکہ راء پڑھنا اچھا ہے۔

قولہ مُسْتَطِيْرًا سے اس آیت کریمہ : وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔ قتادہ نے کہا اس دن کی بُرائی اور سختی اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے ستارے گر پڑیں گے۔ چاند سورج بے نور ہو جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کوئی عمارت باقی نہ رہے گی ،، مستطیر کی ممتد سے تفسیر کی یعنی پھیلی ہوئی اور قمطریر بمعنی شدید ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ ويَوْمٌ قُمَاطِرٌ ،، سخت دن عبوس ، قمطریر ، قماطر اور عصیب سب ہم معنی ہیں یعنی مصیبت کا سخت دن ،، ان میں اس آیت کریمہ : اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بے شک ہمیں اپنے رب سے ایسے دن کا ڈر ہے جو نہایت سخت ہے۔

قولہ اَسْرَهُمْ ،، سے اس آیت کریمہ : نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر شدت خلق مد پیدائش کی مضبوطی ،، سے کی ہے۔ ہر وہ شئی جسے اونٹ کے پالان سے مضبوط کیا جائے اس کو ماسور کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَۂ مُرسلات

Marfat.com

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے

مقاتل نے کہا ایک آیت کریمہ : وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ، مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ ہمزہ کے بعد اور قٓ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی پچاس آیات ہیں ، "مرسلات" سخت تیز ہوائیں اور ناشرات نرم ہوائیں ہیں عرفاً حال منصوب ہے۔ یعنی تند تیز ہوائیں جو ایک دوسری کے بعد چلتی ہیں۔ آیت کے معنی یہ ہیں "قسم اُن ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں۔ بعض نے مُرسلات کی تفسیر فرشتوں سے کی۔

قولہ جِمَالَاتٌ "، سے اس آیت کریمہ : اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ڈوریوں سے تفسیر کی جن کے ساتھ کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ یہ معنی جیم کے مضموم پڑھنے کی تقدیر پر ہے اور جِمالات کی جیم مکسور پڑھیں تو یہ جِمالَۃٌ کی جمع ہے۔ اور جمالہ اونٹنی ہے۔ مجاہد کی تفسیر کے مطابق جیم مضموم پڑھنی چاہئے، کیونکہ اُنھوں نے اس کی تفسیر "حبال" سے کی ہے۔ نیز مجاہد نے اس آیت کریمہ : حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ میں جمل کی تفسیر کشتی کے رسہ سے کی ہے۔

قولہ ارْكَعُوْا ، سے اس آیت کریمہ : وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "صَلُّوْا ، سے کی اور لَا يَرْكَعُوْنَ ، کی تفسیر لَا يُصَلُّوْنَ ، سے کی۔ رکوع سے مراد نماز ہے۔ جزء کے اطلاق سے کل مراد لیا یعنی جب انہیں کہا جائے کہ نماز پڑھو تو وہ نماز نہیں پڑھتے"

قولہ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کے متعلق سوال پوچھا گیا کہ یہ دن ہے کہ لوگ کلام نہیں کریں گے۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : بخدا! اے ہمارے پروردگار! ہم مشرک نہ تھے اور فرمایا : آج ہم اُن کے مونہوں پر مہریں کر دیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : اس دن میں مختلف حالات ہوں گے کبھی لوگ کلام کریں گے اور کبھی ان کے مونہوں پر مہریں کر دی جائیں گی!

شرح : سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ ان میں اتفاق کی کیا صورت ہے؛ چنانچہ لاینطقون کے معنی ہیں وہ بولیں گے نہیں اور وَاللّٰهِ رَبِّنَا ، سے ظاہر ہے کہ وہ باتیں کریں گے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا دن طویل دن ہوگا ایک وقت اور مکان میں وہ خاموش ہوں گے اور دوسرے وقت میں باتیں کریں گے پس آیات میں اختلاف نہیں۔

۴۶۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ پر یہ آیت کریمہ : وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ، نازل ہوئی اور ہم آپ کے مقدس منہ سے حاصل کر رہے تھے۔ اچانک ایک سانپ نکلا ہم اس کی طرف دوڑے تو وہ ہم سے بھاگ گیا اور اپنے بِل میں داخل ہوگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۴۶۰۹ ـــ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا

۴۶۱۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمٰنُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے بچ گئے"۔ (حدیث ۳۰۹۹ کی شرح دیکھیں)

۴۶۱۰ ـــ ترجمہ: عبدہ بن عبداللہ نے یحییٰ بن آدم، اسرائیل اور منصور کے ذریعہ منصور سے یہی روایت کی ہے۔ اور اسرائیل نے اعمش، ابراہیم، علقمہ کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود سے اس طرح روایت کی ہے۔ اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کرنے میں یحییٰ ابن آدم کی متابعت کی (اسود بن عامر کا لقب شاذان شامی ہے)

قولہ قال حفص الخ حفص، ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انھوں نے اسود سے روایت کی!

شرح: اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ جو اسرائیل نے اعمش کے ذریعہ ابراہیم سے روایت کی

Marfat.com

۴۶۱۱ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بَیْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَارٍ اِذْ نَزَلَتْ عَلَیْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّیْنَاهَا مِنْ فِیْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ خَرَجَتْ حَیَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ اُقْتُلُوْهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِیَتْ شَرَّکُمْ کَمَا وُقِیْتُمْ شَرَّهَا

بَابٌ قَوْلُهٗ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ

۴۶۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ قَالَ کُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ اَوْ اَقَلَّ فَنَرْفَعُهٗ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّیْهِ الْقَصَرَ

ہے۔ ابراہیم کے شیخ میں ان تینوں نے اسرائیل کی مخالفت کی ہے۔ یہ تینوں اعمش، ابراہیم اور اسود سے روایت کرتے ہیں جبکہ اسرائیل اعمش، ابراہیم، علقمہ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

قولہ قال یحییٰ بن حماد،، اس سے مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کی متعدد طرق سے روایت کی ہے۔

قولہ قال ابن اسحاق ،، اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث جو اسود بن یزید سے مروی ہے۔ اعمش اور منصور کے طرق کے بغیر بھی اس کا اصل ہے۔

۴۶۱۱ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے۔ اچانک آپ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے آپ کے مقدس منہ شریف سے یہ سیکھی۔ جبکہ آپ کا منہ مبارک اس سے تر تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانپ نکلا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کرنا اپنے پر لازم جانو ہم اس کی طرف دوڑے وہ ہم سے آگے نکل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے بچ گئے ہو۔ (حدیث ۳۰۹۹ جلد ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ

۴۶۱۳ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كُنَّا نَعْمِدُ اِلَى الْخَشَبَةِ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذٰلِكَ فَنَرْفَعُهٗ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصَرَ كَاَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُوْنَ كَاَوْسَاطِ الرِّجَالِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک دوزخ چنگاریاں اُڑاتی ہے جیسے اُونچے محل

۴۶۱۲ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا میں نے ابن عباس کو اس آیت کی تفسیر میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم لکڑیاں تین گز یا اس سے کم کی اکٹھی کرکے اس کو سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اُونچی کرتے رہتے اور اس کو قصر کہتے تھے۔

۴۶۱۲ــ شرح : قصر بفتح القاف وسکون الصاد ،، بعض قاف کو مکسور اور صاد مفتوح پڑھتے ہیں اس سے مراد کھجور کے تنہ کی لکڑی ہے جس کے پاؤں موٹے سخت ہوتے ہیں۔ سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اسے اُٹھائے رکھتے تھے۔ بعض نے کہا قصر سے مراد اونٹ کا بچہ ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قصر بمعنی قلعہ اور شہر ہے اس کی جمع قصور ہے۔ مجاہد نے کہا وہ درخت کا تنہ ہے۔ سعید بن مسیب اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ کھجور کا تنہ عظیم درخت ہے۔ اس کا واحد قصرۃ جیسے تمر کا واحد تمرۃ ہے

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں

۴۶۱۳ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ اس

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ

۴۶۱۴ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَارٍ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَاِنَّهٗ لَيَتْلُوْهَا وَاِنِّیْ لَاَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهٗ مِنْ اَبِیْ فِیْ غَارٍ بِمِنًى

آیت کریمہ: "تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ" کی تفسیر میں کہتے تھے کہ ہم لکڑیاں تین گز یا اس سے زیادہ اکٹھی کر کے اس کو سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اونچی کرتے رہتے ہم اس کو قصر کہتے تھے گویا کہ وہ کشتیاں کی رسیاں جو جمع کی جائیں حتی کہ وہ درمیان مردوں کے برابر اونچی ہو جائیں۔

۶۴۱۳ — شرح: "جِمَالَاتٌ" بمعنی اونٹ ہے بضم الجیم بمعنی رسیاں جن سے کشتیاں باندھتے ہیں اور جیم کو مکسور پڑھیں تو یہ جمالہ کی جمع ہے اور وہ جمل کی بمعنی اونٹ ہے۔ یہاں جیم مضموم ہے کیونکہ اس کے بعد حبال السفن یعنی کشتیوں کی رسیاں مذکور ہے۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ وہ دن ہیں جس میں لوگ باتیں نہیں کریں گے! "

۴۶۱۴ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم سرکار مدینہ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے۔ اچانک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ مرسلات نازل ہوئی اور آپ اس کی تلاوت فرماتے تھے اور میں آپ کے منہ مبارک سے وہ سیکھ رہا تھا۔ جبکہ آپ کا منہ مبارک تر تھا۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا لَا يَخَافُوْنَهٗ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا لَا يُكَلِّمُوْنَهٗ اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَ لَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَّاجًا مُضِيْئًا عَطَآءً حِسَابًا جَزَاءً كَافِيًا اَعْطَانِیْ مَا اَحْسَبَنِیْ اَیْ كَفَانِیْ

اچانک ہم پر ایک سانپ گرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کر دو وہ ہم سے آگے نکل گیا۔ ہم اس کو پکڑ نہ سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے محفوظ رہے۔ عمر ابن حفص بن غیاث شیخ بخاری نے کہا میں نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی جو منیٰ کے غار میں تھے

۴۶۱۴ — شرح : یہ حدیث مذکورہ سانپ کے واقعہ میں دوسرے طریق سے مذکور ہے امام بخاری نے اپنے شیخ عمر بن حفص بن غیاث سے ذکر کی ہے۔ انھوں نے سلیمان اعمش، ابراہیم نخعی اور اسود بن یزید سے روایت کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ عمّ یتساءلون

اس سورت کا نام نبأ بھی ہے۔ اس کی چالیس آیات ہیں۔ عمّ دراصل عمّا تھا تخفیف کے لئے الف حذف کر دیا۔ جمہور کی قرأت ابن کثیر کی قرأت عمّہ آخر میں ہا سکتہ ہے۔ یعنی یہ مشرک کیا پوچھتے ہیں۔

قولہ لَا یَرْجُوْنَ ” سے اس آیت کریمہ : اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر لَا یَخَافُوْنَ سے کی رجاء خوف کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔

قولہ لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ” یعنی وہ اللہ سے کلام نہ کریں گے۔ مگر یہ کہ انہیں کلام کرنے کی اجازت دی جائے۔ لَا یَمْلِكُوْنَ ” میں ضمیر کا مرجع آسمانوں اور زمین والے ہیں۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے عذاب کم کرنے یا

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا زُمَرًا

۴۶۱۵ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ اِلَّا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَّهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ثواب زیادہ کرنے کے متعلق اس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکیں گے۔

قولہ وَهَّاجًا ،، سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر ،، مُضِيْئًا ،، سے کی۔ یعنی ان میں نہایت ایک چمکتا چراغ رکھا۔

قولہ ثَجَّاجًا ،، سے اس آیت کریمہ : وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر مُنْصَبًّا ،، سے کی۔ یعنی ہم نے بدلیوں سے زور کا پانی اُتارا۔

قولہ عَطَاءً ،، سے اس آیت کریمہ ،، جَزَاءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور جزاءً کافیاً سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے اعمال کا) صلا نہایت کافی عطاء"

قولہ اَعْطَانِيْ مَا اَحْسَبَنِيْ اَيْ كَفَانِيْ ،، سے یہ اشارہ کیا کہ لفظ حساب بمعنی کفایت ہے یعنی فلاں نے مجھے وہ عطیہ دیا جو مجھے کافی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے اَحْسَبْتُ فُلَانًا ،، میں نے اتنا دیا جو اسے نہایت کافی تھا۔ حتیٰ کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ "حَسْبِيْ" مجھے کافی ہے

قولہ غَسَّاقًا ،، سے اس آیت کریمہ : لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ ،، یہ ان کی پوری جزاء ہوگی جیسے انھوں نے عمل کئے ویسی جزاء ملے گی جیسا کفر بدترین جرم ہے ویسا ہی سخت ترین عذاب ان کو ہوگا۔ جیسے کو تیسا بدلا۔ ابوعبیدہ جو ابن عباس کے علاوہ ہیں نے اس کی تفسیر میں کہا

Marfat.com

غَسَّقَتْ عَيْنُهُ الخ اس سے اشارہ کیا کہ غساق کے معنی بہنے والی پیپ، کیونکہ یہ غَسَّقَتْ عَيْنُهُ سے اس کی آنکھ بہنے لگی اور یَغْسِقُ الجرحُ یعنی زخم بہنے لگا سے ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے یہ دوزخیوں کے زخموں کی پیپ ہے۔ شہر بن حوشب نے کہا غساق دوزخ میں ایک وادی ہے جس میں تین سو تیس گھاٹیاں ہیں۔ ہر گھاٹی میں تین سو تیس مکانات ہیں۔ ہر مکان میں چار کونے ہیں۔ ہر کونے میں بہت بڑے سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے سر میں زہر کا مٹکا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں"

افواج کی تفسیر زُمر سے کی یعنی تم فوجوں کی فوجیں اپنی قبروں سے حساب کے لئے مؤقف کی طرف چلے آؤ گے ،،

۴۶۱۵ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس ہیں۔ راوی نے کہا دو چالیس دن مراد ہیں؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا چالیس ماہ ابوہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ انھوں نے کہا چالیس سال مراد ہیں؟ ابوہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اُتارے گا۔ تو وہ مردے زندہ اُٹھیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ انسان کے جسم کی ہر شئی گل سڑ جائے گی، لیکن ایک ہڈی باقی رہ جائے گی اور وہ دُم کی جڑ ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تخلیق ہوگی۔

۴۶۱۵ شرح : دو صور پھونکے جائیں گے ان کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا! پہلی بار پھونکا جائے گا تو سب مر جائیں گے۔ پھر چالیس برس بعد دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب لوگ قبروں سے باہر نکل آئیں گے۔ جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس کلیہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مستثنیٰ ہیں۔ عجب الذنب۔ ڈھڈی کی ہڈی ہے۔ اس کو دم کی جڑ بھی کہتے ہیں۔ وہ دونوں سرینوں کے درمیان ہڈی ہے۔ اس کو اصلی اجزاء کہتے ہیں جو مٹی میں مل کر مٹی نہیں ہوتی اور آگ میں جلانے سے نہیں جلتی اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے واللہ ورسولہ اعلم! علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مظہری شارح مصابیح سے نقل کیا کہ اس سے مراد طول بقاء ہے یہ نہیں کہ وہ بوسیدہ ہی نہیں ہوتی، کیونکہ یہ خلاف محسوس ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ ہڈی انسان کے بدن کی جڑ اور اصل ہے جس پر انسان مبنی ہے۔ اس لئے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ وَالنَّازِعَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْاٰيَةُ الْكُبْرٰى عَصَاهُ وَيَدُهٗ وَيُقَالُ وَالنَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ
سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِلِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ
الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِيْ تَمُرُّ فِيْهِ الرِّيْحُ فَيَنْخَرُ وَالطَّامَّةُ
تَطُمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحَافِرَةُ اِلٰى اَمْرِنَا الْاَوَّلِ اِلَى الْحَيٰوةِ
وَقَالَ غَيْرُهٗ اَيَّانَ مُرْسٰهَا مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِيْنَةِ حَيْثُ تَنْتَهِيْ

اس کا تمام اجزاء سے سخت ترین ہونا ہی مناسب ہے جیسے دیوار کی بنیاد مضبوط ترین ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بہت عرصہ باقی رہتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ نبیوں کے ساتھ مختص ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم زمین پر حرام کئے ہیں (حدیث ۴۴۹۵ ج: ٦ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۂ نازعات

یہ سورت بلا اختلاف مکی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ نبأ کے بعد اور سورۂ "اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ" سے پہلے نازل ہوئی اس کی چھیالیس آیات ہیں۔ نازعات کے معنی میں چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ یہ ملائکہ کرام ہیں جو لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں لیکن یہ معنی ضعیف ہے کیونکہ قابض ارواح صرف حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا یہ ستارے ہیں جن کے انوار اُفق میں طلوع ہوتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ قولہ "اَلْاٰيَةُ الْكُبْرٰى" سے اس آیت کریمہ: "فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى" کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر "عصا اور یَدْ" سے کی یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کو بہت

۶۴۱۶ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ

بڑا معجزہ عصا اور ہاتھ دکھایا (عصا کا اژدہا بن جانا اور ہاتھ کا روشن ہو جانا)

قولہ سَمْکَھَا ،، سے اس آیت کریمہ ،، رَفَعَ سَمْکَهَا فَسَوّٰاهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر کی کہ آسمانوں کو ستونوں کے بغیر اٹھایا۔

قولہ نَخِرَةً ،، سے اس آیت کریمہ : أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً ،، کی طرف اشارہ کیا۔ حشر و نشر کے منکر کہتے تھے جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر زندہ اٹھائے جائیں گے ؟ نَاخِرَۃ اور نَخِرَۃ طامع اور طمع باخل اور بخل جیسے ہیں یعنی ناخرہ اور نخرہ اصل معنی میں مساوی ہیں اور وہ بوسیدہ ہونا ہے۔ اگرچہ نخر میں ناخرہ کی نسبت وہ مبالغہ ہے جو ناخرہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح طامع اور طمع ، باخل اور بخل ہے۔ بعض نے کہا نخرہ بوسیدہ ہڈی ہے اور ناخرہ . . . . . . کھوکھلی ہڈی ہے جس سے ہوا گزرے تو آواز پیدا ہو ،،

قولہ الْحَافِرَۃ ،، سے اس آیت کریمہ ،، أَئِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، إِلٰى أَمْرِنَا الْأَوَّلِ ،، سے کی۔ یعنی کیا ہم پہلی حالت (حیات) کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ یعنی زندہ کئے جائیں گے ، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ رَجَعَ فُلَانٌ فِي حَافِرَتِهٖ ،، فلاں شخص اپنی راہ کی طرف لوٹ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔ بعض نے کہا ،، حَافِرہ ،، وہ زمین ہے جس میں لوگوں کی قبریں ہوں۔ پس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کیا ہم واپس لوٹائے جائیں گے حالانکہ ہم قبروں میں ہیں۔ زمین کو بھی حافرہ کہا جاتا ہے ، کیونکہ یہ قبروں کی جگہ ہے کافروں کی مراد یہ ہے کہ کیا ہم مرنے کے بعد پھر پہلے کی طرح زندہ ہوں گے۔

قولہ أَيَّانَ مُرْسٰهَا ،، سے اس آیت کریمہ : يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مَتٰى مُنْتَهَاهَا ،، سے کی یعنی تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس کی تفسیر ،، مَتٰى مُنْتَهَاهَا ،، سے کی جہاں کشتی لنگر انداز ہو اس کو مُرْسٰی سفینہ ،، کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کون و مکان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کو ذکر کرتے تھے اور اس کے متعلق پوچھے جاتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ الرَّاجِفَۃ ،، سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ،، کی طرف

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ عَبَسَ

كَلَحَ وَ اَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهُ مُطَهَّرَةٌ لَا يَمَسُّهَا اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِاَنَّ الصُّحُفَ لَا يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيْرُ لِمَنْ حَمَلَهَا اَيْضًا سَفَرَةٌ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ اَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَادِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِیْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهُ تَصَدّٰى تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّا يَقْضِ لَا يَقْضِیْ اَحَدٌ مَا

اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا کہ راجفہ پہلی بار پھونکنا اور مرادفہ دوسری بار پھونکنا ہے۔

۴۶۱۶ — ترجمہ: سہل بن زید نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بیچ کی انگلی اور جو انگوٹھے کے پاس والی انگلی ہے کے اشارے سے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔

۴۶۱۶ — شرح: یعنی جس طرح وسطی اور سبابہ دونوں انگلیوں کے درمیان نہایت ہی کم فاصلہ ہے۔ میرے اور قیامت میں اس طرح اتصال ہے اور وہ یہ کہ قیامت بہت تیزی سے قریب آرہی ہے جبکہ اس کے اشراط رونما ہو رہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ عَبَسَ

یہ سورت مکی ہے۔ اسے سورۂ سفرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی بتالیس آیات ہیں۔ سخاوی نے ذکر کیا یہ سورۂ قدر

Marfat.com

أُمِرَ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَرْهَقُهَا تَغْشَاهَا شِدَّةٌ مُسْفِرَةٌ مُشْرِقَةٌ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةٍ أَسْفَارًا كُتُبًا تَلَهّٰى تَشَاغَلَ يُقَالُ وَاحِدُ الْأَسْفَارِ سِفْرٌ

سے پہلے اور سورۂ نجم کے بعد نازل ہوئی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورت ابن ام مکتوم اعمیٰ (نابینا) کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے سیدھی راہ بتائیں۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مشرک سردار بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ انہیں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قطع کلام کرنے کے باعث اس سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ اس کے بعد جب ابن مکتوم آپ کے حضور آیا کرتے تھے تو آپ اس کے لئے چادر بچھا دیتے تھے اور اس کی تحسین کرتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت کے مطابق اس مجلس میں صنادید قریش میں ابوجہل ملعون اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ بھی تھے۔ قولہ عَبَسَ ،، سے اس آیت کریمہ "عَبَسَ وَتَوَلّٰى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمٰى ،، کی طرف اشارہ کیا۔ تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۔ امام بخاری نے عَبَسَ کی تفسیر کَلَحَ اور أَعْرَضَ سے کی یعنی تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔

قولہ مُطَهَّرَةٍ سے اس آیت کریمہ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مطہرہ کی تفسیر یہ کی کہ اس کو پاک شخص ہاتھ لگاتے ہیں اور وہ ملائکہ (فرشتے) ہیں۔ یعنی جب صحیفے تطہیر سے موصوف ہیں تو اس کے حاملین کی وصف بھی تطہیر سے کی اور فرمایا اسے پاک اشخاص مس کرتے ہیں۔ جیسا کہ فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا ،، میں تدبیر محمول کی صفت ہے۔ اس کے محمول کو بھی مُدَبِّر کہا ہے۔ سَفَرَةٍ سے مراد فرشتے ہیں۔ یہ سافر کی جمع ہے۔ جب تو لوگوں کے درمیان صلح کرا دے تو کہا جاتا ہے "سَفَرْتَ ،، اور فرشتے جب اللہ کی وحی لے کر آتے ہیں اور اسے نبی کو پہنچاتے ہیں تو وہ بھی سفیر کی طرح ہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتے ہیں۔

ابن عباس اور مقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ "سفرہ ،، کرام کاتبین ہیں۔ کتاب کو بھی سفر کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع أَسْفَار ہے۔ آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں: "ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں (اللہ کے نزدیک) بلندی والے ہیں (ان کی قدر بلند ہے) پاکی والے ہیں ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے ہیں۔

قولہ تَصَدّٰى ،، سے اس آیت کریمہ: فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَغَافَلَ ،، سے کی۔ علامہ زمخشری نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ آپ اس پر توجہ کرتے ہوئے اس سے گفتگو

Marfat.com

۴۶۱۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ ابْنَ اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهٗ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيْدٌ فَلَهٗ اَجْرَانِ

فرماتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہی معنی مناسب اور مشہور ہے۔ صاحب التلویح نے اس کی تصویب کی ہے۔ اکثر مفسرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ امام بخاری کی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ آپ اس سے غفلت کرتے ہیں۔ یہ تفسیر نامناسب ہے اور کاتب سے سہو ہُوا ہے۔

قولہ لَمَّا يَقْضِ ،، سے اس آیت کریمہ : كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا اَمَرَهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جس کا حکم دیا گیا اس کو کوئی پُورا نہیں کرتا، ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ ذکر کیا جو حکم اس پر فرض کیا گیا تھا اس کو کوئی پُورا نہیں کرتا۔

قولہ تَرْهَقُهَا ،، سے اس آیت کریمہ ,, تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ اس کو سختی چھپا لے گی۔ یعنی وہ قیامت کے دن کی شدت اور سختی میں ڈھانکا جائے گا۔ بعض نے یہ معنی کئے ہیں ,,اس کو اندھیرا، ذلت اور رُسوائی پالے گی۔ ابن زید نے کہا غَبَرَہ اور قَتَرَہ ،، میں فرق یہ ہے کہ غبرہ اڑنے والا غبار ہے جو اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے اور قترہ وہ ہے جو زمین میں نیچے ہے۔

قولہ مُسْفِرَةٌ ہے اس آیت کریمہ : وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا، کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے۔ کیونکہ وہ نورِ ایمان سے منور ہوں گے اور عبادت اور آثارِ وضوء سے اُن کے اعضاء چمکتے ہوں گے۔ امام بخاری نے مُسْفِرَہ کی تفسیر مُشْرِقَۃ سے کی ہے یعنی روشن و تاباں ہوں گے۔

قولہ بِاَيْدِيْ ،، سے اس آیت کریمہ : بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ سفرہ سے مراد کاتب ہیں جو اعمالنامہ لکھتے ہیں۔ اَسْفَار سِفر کی جمع بمعنی کتاب ہے۔

قَوْلُهٗ تَلَهّٰى سے اس آیت کریمہ : فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَشَاغَلُ سے کی ،، اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ قولہ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ ،، اس کے معنی گزرے ہیں۔ واللہ اعلم!

۴۶۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اسے یاد ہے

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ

اِنۡکَدَرَتۡ اِنۡتَثَرَتۡ وَقَالَ الۡحَسَنُ سُجِّرَتۡ ذَھَبَ مَاؤُھَا فَلَا تَبۡقٰی قَطۡرَۃٌ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلۡمَسۡجُوۡرُ اَلۡمَمۡلُوۡءُ وَقَالَ غَیۡرُہٗ سُجِّرَتۡ اَفۡضٰی بَعۡضُھَا اِلٰی بَعۡضٍ فَصَارَتۡ بَحۡرًا وَّاحِدًا وَالۡخُنَّسُ تَخۡنِسُ فِیۡ مُجۡرَاھَا تَرۡجِعُ وَتَکۡنِسُ تَسۡتَتِرُ کَمَا تَکۡنِسُ الظِّبَاءُ تَنَفَّسَ اِرۡتَفَعَ النَّھَارُ وَالظَّنِیۡنُ اَلۡمُتَّھَمُ وَالضَّنِیۡنُ یَضِنُّ بِہٖ وَقَالَ عُمَرُ النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ یُزَوَّجُ نَظِیۡرَہٗ مِنۡ اَھۡلِ الۡجَنَّۃِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَاَزۡوَاجَھُمۡ عَسۡعَسَ اَدۡبَرَ

سفر کرام کی طرح یعنی وہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے حالانکہ وہ اس پر یاد کرنا دشوار ہے اس کو دو ثواب ہیں (ایک ثواب مشقت کا دوسرا قرأت کا ثواب) (بعض نے کہا لفظ مثل زائد ہے)

سُوۡرَۃُ اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کو سورت "کورت" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا نام سورۂ تکویر بھی ہے۔ اس کی انتیس (۲۹) آیات ہیں"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ اِنۡکَدَرَتۡ"، اس آیت کریمہ: "وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اِنۡتَثَرَتۡ" سے تفسیر کی یعنی جب ستارے آسمان سے زمین پر گر پڑیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

Marfat.com

جب متغیر ہو جائیں گے ،، قولہ سُجِّرَت ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا۔ ان میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا مَسْجُوْرٌ بمعنی مَمْلُوٌّ ہے یعنی پُر کیا ہُوا ،، تسجیر ان الفاظ میں سے ہے جو اضداد میں استعمال ہوتے ہیں حسن بصری کے غیر نے کہا سُجِّرَتْ کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے سے مل جائیں گے کہ ایک دریا ہو جائے گا۔ ابن زید ابن عطیہ اور سفیان نے کہا انہیں گرم کیا جائے گا۔ یہ آگ بن جائیں گے۔

قولہ وَالْخُنَّسِ ،، سے اس آئت کریمہ : فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، قسم ہے اُن ستاروں کی جو اُلٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں۔ یہ پانچ ستارے ہیں جنہیں خمسہ متحیرہ کہتے ہیں۔ زُحَل، مشتری، مرّیخ، زہرہ اور عطارد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ مراد کے ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا : اَلْخُنَّسُ الْجَوَارُ الْكُنَّسُ ،، کیا ہیں اُنہوں نے کہا یہ ستارے ہیں جو دن میں الٹی چال پھرتے ہیں۔ خُنَّس کے معنی سمٹنے کی بلکہ لوٹنے کے ہیں۔ کُنَّس وحشی جانوروں کے چُھپنے کی جگہیں بعض نے کہا خُنَّس گاؤ خر ہے جب وہ انسان کو دیکھے تو اپنی چُھپنے کی جگہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ خُنَّس خانس کی جمع ہے بمعنی اپنے راستے پر لوٹنے والے اور کُنَّس کانس کی جمع بمعنی چُھپنے والے ،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، خُنَّس جو اپنے مقام پر یا راستے پر لوٹتے ہیں اور تَكْنِسُ بمعنی تَسْتَتِرُ چھپتے ہیں۔ یعنی سُورج کی روشنی میں چُھپے رہتے ہیں۔ جیسے ہرن اپنی کمین گاہ میں چھپتے ہیں جو وہ درختوں کی شاخوں سے بناتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے سبع سیارہ مراد لئے ہیں۔

قولہ تَنَفَّسَ ،، سے اس آئت کریمہ : وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ جب دن بُلند ہُوا۔

قولہ اَلظَّنِيْنُ ،، سے اس آئت کریمہ ،، وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر مُتَّہَمٌ سے کی اگر اس کو ضَنِيْنٌ ضاد سے پڑھا جائے تو اس کے معنی بخل کے ہیں۔ یعنی تم پر غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں خبردار کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثعلبی سے نقل کیا کہ قولہ مَا هُوَ ،، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب یعنی وحی اور آسمان کی خبر اور جس علم غیب پر مطلع ہیں تم پر بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں خبردار کرتے ہیں۔ پھر ثعلبی نے کہا اس کو ظاء سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کی خبر دینے میں متہم نہیں یہ ظِنَّۃ بمعنی تہمت سے ماخوذ ہے۔ تفسیر اتقان میں ہے۔ ضاد اور ظاء میں فرق کرنا واجب ہے۔ ان کے مخارج کی معرفت قاری پر لازم ہے۔ اکثر عجمی لوگ ان دو حرفوں میں امتیاز نہیں کرتے (عینی)

قولہ قال عُمَرُ ،، یعنی امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا : النفوس زوّجت کے معنی یہ ہیں کہ اپنے مثل کے ساتھ جنّت اور دوزخ میں ملا دیئے جائیں گے ،، بعض نے کہا مومنوں کو حوروں کے ساتھ اور کافروں کو شیطانوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ عکرمہ نے کہا نیک کو نیک ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا جو دُنیا میں نیک تھا اور بدکار

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ فُجِّرَتْ فَاضَتْ وَقَرَءَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ فَعَدَلَكَ بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَاءَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِي فِي أَيِّ صُورَةٍ شَاءَ إِمَّا حَسَنٍ وَإِمَّا قَبِيحٍ وَطَوِيلٍ أَوْ قَصِيرٍ

کو بدکار ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ جو دنیا میں بدی میں اعانت کرتے تھے، پھر پڑھا۔ اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا اَزۡوَاجَہُمۡ، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملا دو!

قولہ عَسۡعَسَ سے اس آیت کریمہ: وَالَّیۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ، کی طرف اشارہ کیا۔ جب رات پیٹھ پھیرے عَسۡعَسَ اُن الفاظ میں سے ہے جو اپنی ضد میں استعمال ہوتے ہیں یعنی عَسۡعَسَ اَقۡبَلَ اور اَدۡبَرَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اس جگہ معنی اَدۡبَرَ مستعمل ہے یعنی پیٹھ پھیرلے۔ اس پر قرینہ: وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ ہے اور صبح جب دم لے اور اس کی روشنی خوب پھیلے،

سُوۡرَۃُ انفطار

یہ سورہ مکیہ ہے اس کی انیس ۱۹ آیات ہیں اسے
سُوۡرَۃُ اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ بھی کہا جاتا ہے!"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنۡفِطَار بمعنی انشقاق ہے قولہ بُعۡثِرَتۡ، سے اس آیت کریمہ: وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ زمین میں سے اموات کو نکالا جائے گا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بُعۡثِرَتۡ کے معنی اُٹھائی جائیں گی۔ بَعۡثَرۡتُ حَوۡضِیۡ، میں نے اس کا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُوْرَۃُ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَانَ ثَبْتُ الْخَطَايَا ثُوِّبَ جُوْزِيَ وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لَا يُوَفِّي

نچلا حصہ اُوپر کر دیا ، قولہ فُجِّرَتْ سے اس آیت کریمہ " إِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ " کی طرف اشارہ کیا اور ربیع بن خثیم نے اس کی تفسیر " فَاضَتْ " سے کی۔ یہ فیض سے ماخوذ ہے۔ یعنی جب سمندر بہا دیئے جائیں گے اور شیریں اور شور سب مل کر ایک ہو جائیں گے۔

قولہ قَرَءَ الْأَعْمَشُ " یعنی سلیمان اعمش، عاصم بن ابی النجود نے " فَعَدَلَكَ " مخفف پڑھا ہے۔ اہل حجاز اسے مشدد " فَعَدَّلَكَ " پڑھتے ہیں۔ اس سے مراد لیا ہے۔ معتدل خلقت والا اور جس نے مخفف پڑھا ہے وہ مراد لیتے ہیں جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بدصورت اور لمبا یا ٹھنگنا پیدا کیا۔

سُوْرَۃُ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

سدی نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ کلبی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر میں راستہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ مدنیہ ہے۔ اس کی ایک آیت " قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ " مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ سخاوی نے کہا یہ سورت عنکبوت کے بعد نازل ہوئی۔ نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ ناپ تول میں بہت کمی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ " وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ " نازل فرمائی کہ کم تولنے والوں کی خرابی ہے " تو لوگوں نے اس کے بعد ناپ تول پورا کرنا شروع کر دیا۔ اس کی ۳۶ آیات ہیں

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقاتل سے نقل کیا کہ ویل جہنم میں گہری وادی ہے جس کی گہرائی ستر سال کی مسافت ہے۔ اس میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار راہ ہیں۔ ہر راہ میں ستر ہزار غار ہیں۔ ہر غار میں ستر ہزار محل ہیں جیسے لوہے کے تابوت ہوتے ہیں۔ ہر تابوت میں ستر ہزار درخت ہیں۔ ہر درخت کی ستر ہزار

Marfat.com

۴۶۱۸ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَتّٰی یَغِیْبَ اَحَدُهُمْ فِیْ رَشْحِهٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ

ان کی شاخیں ہیں۔ ہر شاخ پر ستر ہزار پھل ہیں۔ اس کی لمبائی ستر ہزار گز ہے۔ ہر درخت کے نیچے ستر ہزار اژدھے ستر ہزار بچھوے ہیں ہر اژدھے کی لمبائی ایک ماہ کا سفر اس کی موٹائی پہاڑ کی طرح ہے لمبی لمبی کھجوروں کی طرح اس کے دانت ہیں اس کے تین سو ستر قفاذ ہیں ہر قفاذ میں زہر کا مٹکا ہے۔ صاحب تلویح نے کہا صحیح ابن حبان میں اس کا اصل موجود ہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ کافر پر ننانوے (۹۹) تنین مسلط کئے جائیں گے جانتے ہو کہ تنین کیا ہے؟ وہ ستر سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے سات سر ہیں۔ وہ قیامت تک اس کو ڈستے رہیں گے۔

قولہ بَلْ رَانَ ،، سے اس آیت کریمہ : بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا رَانَ بمعنی ثَبَتَ الْخَطَایَا ہے۔ کافروں کے دلوں میں گناہ پختہ ہو گئے ہیں۔ حتی کہ ان کو ڈھانک رکھا ہے۔ دراصل رَان رین سے بمعنی غلبہ ہے چنانچہ کہا جاتا ہے رَانَتِ الْخَمْرُ عَلٰی قَلْبِهٖ ،، جبکہ شراب اس کے دل پر غلبہ کرے اور وہ بیہوش ہو جائے۔

قولہ ثُوِّبَ ،، سے اس آیت کریمہ : هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی ''مُجُوْزِیَ ،، بمعنی جزا دیا گیا ،، سے تفسیر کی یعنی کیوں کچھ بدلا ملا کافروں کو اپنے اعمال کا جو وہ دنیا میں کرتے تھے ،، مجاہد کے غیر نے کہا ،، مُطَفِّفٌ ،، وہ ہے جو کسی کا حق پورا نہ دے بلکہ اس کے دینے میں کمی کرے قولہ الرَّحِیْق ،، سے اس آیت کریمہ ،، یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، خمر ،، بمعنی شراب سے تفسیر کی۔ اور خِتَامُهٗ مِسْكٌ ،، سے اس آیت کریمہ ،، مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهٗ مِسْكٌ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ نتھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کر رکھی ہے جس مہر کو نیک لوگ ہی توڑیں گے۔ قولہ تسنیم ،، سے اس آیت کریمہ ،، مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر میں کہا کہ وہ شراب ہے جس کا نام تسنیم ہے یہ اعلیٰ شراب ہے تمام جنتیوں کی شراب سے افضل ہے۔ اس کو تسنیم اس لئے کہا کہ یہ ان کے اوپر بالاخانوں اور ان کے منازل میں گرائی جائے گی جو جنتِ عدن سے جنتیوں کی طرف جاری ہوگی۔ جبکہ تسنیم کے معنی گرانے کے ہیں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ

قَالَ مُجَاهِدٌ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ يَأْخُذُ كِتَابَهُ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ اَنْ لَّا يَرْجِعَ اِلَيْنَا

۴۶۱۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے کہ اُن میں سے ایک اپنے نصف کان تک اپنے پسینہ میں غائب ہوگا۔

۴۶۱۸ — شرح : قیامت کے روز اس کے خوف سے لوگ لرزاں ہوں گے اور گھبراہٹ سے ان سے پسینہ جاری ہوگا جو اُن میں سے کسی ایک کے کان کی لو تک پہنچے گا۔ یہ دہشت اس لئے ہوگی کہ کم تولنا سخت گناہ ہے جس کے باعث وہ رب العالمین کے حضور عاجزی کریں گے اور پسینہ پسینہ ہو جائیں گے حتیٰ کہ اس میں ان کے جسم غائب ہو جائیں گے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ

اس کو سُورَۃُ انشقاق بھی کہا جاتا ہے یہ مکّی ہے اس کی ۲۷ آیات ہیں"

قولہ کِتَابَہٗ بِشِمَالِہٖ " سے اس آئت کریمہ : وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ " کی طرف اشارہ کیا اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ اپنا اعمال نامہ اپنی پشت کے پیچھے سے لے گا۔ اس کا داہنا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کیا جائے گا اور پشت کے پیچھے سے اس کو اعمالنامہ دیا جائے گا۔ مجاہد سے ایک روائت اس طرح بھی ہے کہ اس کا ہاتھ پشت کے پیچھے نکالا جائے گا" واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ کِتَابَہٗ بِشِمَالِہٖ " سے اس آئت کریمہ : وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَہۡرِہٖ " کی طرف اشارہ

Marfat.com

۴۶۱۹ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۲۰ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۲۱ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ ابْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاءَكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ

کیا۔ اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ اپنا اعمال نامہ اپنی پشت کے پیچھے سے لے گا۔ اس کا داہنا اس کی گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کیا جائے گا اور پشت کے پیچھے سے اس کو اعمال نامہ دیا جائے گا۔ مجاہد سے ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ اس کا ہاتھ پشت کے پیچھے نکالا جائے گا" واللہ اعلم!

قولہ اَذِنَتْ،، سے اس آیت کریمہ : وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اَذِنَتْ،، کی تفسیر سَمِعَتْ وَأَطَاعَتْ لِرَبِّهَا " سے کی یعنی اپنے رب کا حکم سنے اور اطاعت کرے اور ،، اَلْقَتْ مَا فِيهَا کی تفسیر اَخْرَجَتْ مَا فِيهَا مِنَ الْمَوْتٰى ،، سے کی یعنی جو اس میں مُردے ہیں ڈال دے اور باہر کر دے۔

قولہ وَتَخَلَّتْ ،، کی تفسیر خَلَتْ فَلَيْسَ فِي بَطْنِهَا شَيْءٌ ،، سے کی یعنی خالی ہو گئی اور اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا۔ قولہ وَسَقَ ،، سے اس آیت کریمہ ،، وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ قسم ہے رات کی اور اس کی جو اس میں جانور جمع ہوتے ہیں۔

قولہ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ یعنی وہ سمجھا کہ اس نے اپنے رب کی طرف لوٹنا نہیں "۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

۴۶۲۲ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ

۴۶۱۹ تا ۴۶۲۱ ـ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی کہ جس کا حساب کیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پہ فدا کرے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟ جس کو اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس کا حساب آسان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اعمال نامہ پیش کرنا ہے جو محض پیش کئے جائیں گے اور جس کے حساب میں تفتیش کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

۴۶۱۹ تا ۴۶۲۱ ـ شرح: یہ حدیث ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تین طرق سے مروی ہے۔ ایک عمرو بن علی کا طریق دوسرا سلیمان بن حرب کا اور تیسرا طریق مسدد کا ہے۔ رضی اللہ عنہم پہلے دو طرق میں ابن ابی ملیکہ بلاواسطہ ام المؤمنین سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ تیسرے طریق میں قاسم کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس طریق میں ابن ابی ملیکہ نے قاسم سے روایت کی پھر ام المؤمنین سے سماعت کی یا پہلے ام المؤمنین سے سماعت کی پھر قاسم سے توثیق کی، کیونکہ ان کی روایت میں زیادتی ہے جو ابن ابی ملیکہ کے نزدیک نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حساب سے مراد ثواب و جزا دینے کا فر کے لئے ثواب ہی نہیں تو اس کے حساب کا کیا مقصد ہے؟ نیز حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کافروں سے کلام نہیں کرے گا تو حساب کیسے لے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کا ان سے کلام نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے رحمت و شفقت سے کلام نہیں کرے گا غضب و قہر سے کلام کرے گا جس سے وہ خائف ہوں گے۔ مطلق کلام کی نفی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ '' دوزخ میں ذلیل و خوار رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الۡبُرُوۡجِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْأُخْدُودُ شَقٌّ فِي الْأَرْضِ فَتَنُوا عَذَّبُوا

۴۶۲۲ — ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ مراد حال بعد حال ہے۔ یہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۴۶۲۲ — شرح : یہ آیت کریمہ قسم کا جواب ہے جو اس سے پہلی آیات میں مذکور ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں مشرکوں پر غلبہ اور کامیابی حاصل ہوگی۔ حتی کہ تمہاری حالت بہت اچھی ہوگی اور انجام بخیر ہوگا۔ لہٰذا تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد و اہوال پھر مرنے کے بعد اُٹھنا پھر موقفِ حساب میں پیش ہونا یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تدریج ہے۔ ایک وقت دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر دودھ چھوٹتا ہے۔ پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر جوانی ڈھلتی ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کہ آپ شبِ معراج میں ایک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے پر اسی طرح درجہ بدرجہ مرتبہ بمرتبہ منازلِ قرب میں داخل ہوئے۔ اس احتمال کے مطابق لَتَرْكَبَنَّ میں با مفتوح ہوگی؛ چنانچہ ابن کثیر نے با کو مفتوح پڑھا ہے اور کہا کہ یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔

سورۂ بروج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی بائیس آیات ہیں۔ بروج کی تعداد بارہ ہے۔ یہ آسمان کے محلات ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بروج وہ ستارے ہیں جو قمر کے منازل ہیں۔ بعض نے آسمان کے دروازے مراد لئے ہیں۔
قولہ الاخدود " اس آیت کریمہ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ الطَّارِقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذَاتِ الرَّجْعِ سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ذَاتِ الصَّدْعِ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ

کہا۔ یہ زمین کی دراڑیں ہیں۔ قولہ فَتَنُوْا ،، سے اس آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ کی طرف اشارہ کیا اور عَذَّبُوْا ،، سے اس کی تفسیر کی فتنہ کے معنی عذاب آتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ عَلَی النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ،، ان کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا : اَلْوَدُوْدُ بمعنی حبیب ہے اور مجید بمعنی کریم ہے۔

سُورۂ طارق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکیہ ہے اس کی سترہ آیات ہیں۔ یہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ اور روٹی لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو تحفہ پیش کیا ابھی آپ بیٹھے تناول فرمارہے تھے کہ اچانک ستارہ گرا اور پانی ہی پانی ہوگیا۔ پھر آگ سے بھر گیا تو ابوطالب نے گھبرا کر عرض کیا یہ کیا شئی ہے ؟ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ستارہ پھینکا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ایک نشانی ہے۔ ابوطالب حیران رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ،، نازل فرمائی۔ یعنی ستارہ رات ظاہر ہوتا ہے اور دن کو چھپ جاتا ہے جو کوئی رات آئے اسے طارق کہتے ہیں۔

قولہ ھُوَ النَّجْمُ ،، یعنی طارق ستارہ ہے جو کوئی تمہارے پاس رات آئے اس کو طارق کہتے ہیں اور یہ طرق سے مشتق ہے۔ اس کے معنی کھٹکھٹانے کے ہیں چونکہ مہمان دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو طارق کہتے ہیں۔ قولہ اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ،، اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ثاقب وہ ہے جو روشنی دے۔ بعض نے ثریا کہا ہے۔ قولہ ذَاتِ الرَّجْعِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ الآیۃ ، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی کہ ذات الرجع وہ بدلی ہے جو بارش کے ہمراہ لوٹ آتی ہے۔ ذات الصَّدْعِ ،، زمین جو

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَۃُ سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ

سبزہ اُگنے کی جگہ سے پھٹ پڑتی ہے۔ اس کی تفسیر میں اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ ہر سال آسمان سے بارش اور لوگوں کے رزق اُترتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے اور مواشی بھی ہلاک ہو جاتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ، یعنی آسمان بارش والا اور زمین نباتات و اشجار اور اثمار و انہار والی۔

قولہ قال ابنُ عباس رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ، کی تفسیر میں کہا کہ یہ قول حق ہے جو حق و باطل کو جُدا جُدا کرتا ہے۔

قولہ لَمَّا عَلَیۡھَا حَافِظٌ، سے اس آیت کریمہ: اِنۡ کُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡھَا حَافِظٌ، کی طرف اشارہ کیا کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو۔ لَمَّا بمعنی اِلَّا ہے یعنی اِلَّا عَلَیۡھَا حَافِظٌ، ابن ابی حاتم نے اسے موصول ذکر کیا اور یزید نحوی کے طریق سے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس کا اسناد صحیح ہے لیکن ابوعبیدہ نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہم نے کلام عرب میں لَمَّا بمعنی اِلَّا شاہد نہیں سُنا۔ نسفی نے تفسیر میں ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَمَّا کو مشدد اس لئے پڑھا ہے کہ اِنۡ، نافیہ ہے۔ اور لَمَّا بمعنی اِلَّا ہے۔ یہ ہذیل کی لغت ہے وہ کہتے ہیں، نشدتک اللہ لَمَّا قُمۡتَ اور ان کی مراد: اِلَّا کُنۡتَ، ہوتی ہے آیت کے معنی یہ ہیں، مَا نَفۡسٌ اِلَّا عَلَیۡھَا حَافِظٌ مِّنۡ رَّبِّھَا، دوسرے لوگ، لَمَا، کو مخفف پڑھتے ہیں اور، مَا، کو موصولہ کہتے ہیں اور اِنۡ کو مخففہ کہتے ہیں یعنی: اِنَّ کُلَّ نَفۡسٍ لَعَلَیۡھَا حَافِظٌ مِنۡ رَبِّھَا یَحۡفَظُ عَلَیۡھَا وَ یُحۡصِیۡ عَلَیۡھَا مَا تَکۡسِبُہٗ مِنۡ خَیۡرٍ اَوۡ شَرٍّ، بیشک ہر جان پر اس کے رب کی طرف سے نگہبان ہے جو اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کے اچھے اور بُرے اعمال کو جو وہ کسب کرتا ہے ضبط کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس تقریر میں ابوعبیدہ کے کلام کا رد ہے کہ لَمَّا بمعنی اِلَّا کا عرب کے کلام میں کوئی شاہد نہیں،،

سُوۡرَہ سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلٰی

یہ سورت مکیہ ہے اس کو سُوۡرَۃُ اَعۡلٰی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی انیس ١٩ آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلٰی، پڑھا تو فرمایا سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی،،

Marfat.com

۴۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَیْنَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَجَعَلَا یُقْرِیَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ عِشْرِیْنَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْتُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا —

قولہ قَدَّرَ فَهَدٰی ،، کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ انسان کی شقاوت و بدبختی مقدر کی اور حیوانات کو چراگاہوں میں جانے کی ہدایت دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ،، کی تفسیر فرمائی پھر اسے خشک سیاہ کر دیا۔

۴۶۲۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے جو ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم تھے۔ وہ ہمیں قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ پھر عمار بن یاسر، بلال اور سعد بن ابی وقاص آئے پھر عمر فاروق بیس صحابہ کرام میں آئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے مدینہ منورہ والوں کو کسی شئی سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے خوش ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ پس آپ تشریف نہ لائے حتیٰ کہ میں نے سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ،، اس جیسی سورتوں میں پڑھی۔

۴۶۲۳ — شرح : ولائد“ ولید کی جمع بمعنی صَبِیَّة (بچیاں) ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت وہاں کی بچیاں اور بچے یہ کہتے تھے۔ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ ،، یہ کمسن بچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوق مشاہدہ میں کہتے تھے۔ ابوذر کی روایت میں اس قول میں ”رسول اللہ ،، کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم مذکور نہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت صلوٰۃ کی مشروعیت پانچ ہجری میں اس

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الغَاشِيَةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ النَّصَارَى وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَيْنٍ آنِيَةٍ بَلَغَ إِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا حَمِيمٍ آنٍ بَلَغَ إِنَاهُ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً شَتْمًا الضَّرِيعُ نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ يُسَمِّيهِ أَهْلُ الحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَبِسَ وَهُوَ سُمٌّ بِمُسَيْطِرٍ بِمُسَلَّطٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّينِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِيَابَهُمْ مَرْجِعَهُمْ

آئت کریمہ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا » کے نزول کے وقت ہُوئی گو یہ آئت کریمہ سورۂ احزاب میں ہے، لیکن صحیح روائت کے مطابق یہ پانچ ہجری میں نازل ہُوئی۔ بعض نے کہا ہوسکتا ہے کہ پُوری سُورت کے نزول کے وقت ہُوئی۔ گو یہ آئت کریمہ سورۂ احزاب میں ہے لیکن صحیح روائت کے مطابق یہ پانچ ہجری میں نازل ہُوئی۔ بعض نے کہا ہوسکتا ہے کہ پُوری سورت کے نزول سے پہلے یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی ہو، لیکن یہ امکان بعید ہے، کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ میں قرآن کریم صرف اس قدر نازل ہُوا تھا جو اس حدیث سے مفہوم ہے۔ اور مکہ مکرمہ میں وقوع کی تقدیر پر اس آئت کا مدینہ منورہ والوں کو علم ہونا بعید تر ہے۔ خصوصاً بچوں اور بچیوں کو علم ہونا بعید ترین ہے لیکن یہ کہنا بعید نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کا ذکر معراج کی حدیث میں ثابت ہے اور معراج بلاشبہ مکہ مکرمہ میں ہُوئی تھی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے آچکے تھے اُن کی زبان سے وہ صلوٰۃ معلوم کر چکے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ ابو جعفر طحاوی کا مذہب ہے کہ جب بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ذکر کیا جائے آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے

سُورَةُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الغَاشِيَة

بالاتفاق یہ سُورت مکی ہے۔ اس کی سولہ آیات ہیں۔ بعض اس کو سورۂ غاشیہ کہتے ہیں اور غاشیہ قیامت کا دن ہے۔"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ،، سے اس آئت کریمہ ،، وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ کی کہ عاملہ ناصبہ نصاریٰ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے شبیب بن بشر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ذکر کیا اور یہود کا اضافہ کیا کہ وہ بھی عاملہ ناصبہ میں ثعلبی نے کہا و رُہبان ہیں یعنی اُنھوں نے دین اسلام کے بغیر عمل کئے اور تھکے وہ ان سے قبول نہیں بعض نے کہا کہ وہ دوزخ کی آگ میں عمل کریں گے تھکیں گے کہ زنجیریں اور طوق پہنے ہوئے چلیں گے فریادیں کریں گے اور دوزخ کی آگ سے خلاصی چاہیں گے علامہ عینی نے ضحاک سے نقل کیا کہ انہیں دوزخ کی آگ میں لوہے کے پہاڑ پر چڑھنے کے لئے کہا جائے گا جس سے وہ بہت مشقت میں ہوں گے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے دن بعض چہرے (یہود و نصاریٰ) کام کریں گے اور مشقت جھیلیں گے۔

قولہ عَيْنٌ آنِيَةٌ ،، اس سے آئت کریمہ ،، تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ نہائت جلتے چشمہ کا پانی بلائے جائیں گے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا گرمی میں اپنے وقت کو پہنچا۔ قسطلانی نے کہا اگر اس کا ایک قطرہ دُنیا کے پہاڑوں پر ڈالا جائے تو وہ پگل جائیں۔

قولہ حمیم آن ،، اپنی انتہا کے وقت کو پہنچا سخت گرم ،، حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہارا اس قوم کے متعلق کیا خیال ہے جو اپنے قدموں پر پچاس ہزار سال اللہ کے حضور کھڑے رہیں گے۔ اس دن ایک لقمہ بھی نہ کھائیں گے اور نہ پانی کا گھونٹ پئیں گے یہاں تک کہ جب پیاس کے سبب ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے پیٹ بھوک سے جل جائیں گے تو انہیں دوزخ میں لے جایا جائے گا اور سخت گرم چشمہ سے ان کو پانی پلایا جائے گا جس کی گرم منتہا کو پہنچی ہوگی مقاتل نے کہا عین آنیہ ،، پہاڑ کی کھوہ سے نکلتا ہے۔ ستر سال کی مسافت اس کا طول ہے سخت سیاہ جیسے تیل کی میل ہوتی ہے۔ اس میں بے شمار کیڑے ہوں گے۔ اس کو فرشتہ لوہے کے سخت گرم برتن میں پانی پلائے گا جب وہ اسے اپنے منہ میں کرے گا تو منہ کی دونوں داڑھیں جلا دے گا اور اس کے دانت گر جائیں گے جب اس کے سینہ میں پہنچے گا تو اس کا دل جلا دے گا جب پیٹ میں پہنچے گا تو وہ تانبے کی طرح پگل جائے گا (اعاذنا اللہ منھا) عینی

قولہ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ،، لاغیہ کی تفسیر شتم سے کی جنت میں جھوٹ اور بہتان نہیں سنے گا اور نہ ہی کفر کی سماعت کرے گا۔ بعض نے کہا تم ان کے کلام میں لغو کلمہ نہ سنو گے، کیونکہ جنتی حکمت اور دانائی کی باتیں کریں گے

قولہ ضَرِيعٌ ،، اس آئت کریمہ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ،، اُن کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ،، کہا جاتا ہے ضریع ایک گھاس ہے جسے شرق کہتے ہیں۔ جب خشک ہو جائے تو حجازی اس کو ضریع کہتے ہیں وہ زہر ہے۔ جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا ہمارے اونٹ ضریع سے موٹے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ،، نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں مشرک جھوٹے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَۃُ الْفَجْرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْوَتْرُ اللّٰهُ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الْقَدِيْمَةِ وَالْعِمَادُ اَهْلُ عَمُوْدٍ لَا يُقِيْمُوْنَ يَعْنِيْ اَهْلَ خِيَامٍ سَوْطَ عَذَابٍ اَلَّذِيْ عُذِّبُوْا بِهٖ اَكْلًا لَمًّا اَلسَّفُّ وَجَمًّا اَلْكَثِيْرُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ سَوْطَ عَذَابٍ كَلِمَةٌ تَقُوْلُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيْهِ السَّوْطُ لَبِالْمِرْصَادِ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تَحَاضُّوْنَ تُحَافِظُوْنَ وَتَحُضُّوْنَ تَاْمُرُوْنَ بِاِطْعَامِهٖ الْمُطْمَئِنَّةُ الْمُصَدِّقَةُ

بولتے ہیں، کیونکہ اونٹ اس کو اس وقت کھاتے ہیں جب وہ سبزہ ہو جب خشک ہو جائے تو نہیں کھاتے۔ ترگھاس کو شبرق کہتے ہیں ضریع نہیں کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوزخیوں کے لئے ضریع کے سوا طعام کوئی طعام نہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے حالانکہ سورۂ حاقہ میں ہے۔ اُن کا طعام غسلین ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے عذاب کے مختلف انواع ہیں اور جنہیں عذاب دیا جائے گا ان کے کئی طبقات ہیں۔ ان میں سے بعض کھو ہر کھائیں گے بعض کو غسلین (دوزخیوں کی پیپ) دیا جائے گا اور بعض کو آگ کے کانٹے دیئے جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ "ضریع" آگ کا درخت ہے خلیل نے کہا وہ سبز بدبودار پودا ہے اس کو سمندر میں پھینکا جاتا ہے (عینی) قولہ "بمسیطر" سے آیت کریمہ "لست علیہم بمسیطر" کی طرف اشارہ کیا اور "مسیطر" کی "مسلط" سے تفسیر کی۔ اس کو "مصیطر" صاد سے بھی پڑھا جاتا ہے۔

قولہ "ایابھم" سے اس آیت کریمہ "اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "مرجعھم" سے کی یعنی بے شک ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے۔

Marfat.com

بِالثَّوَابِ وَقَالَ الْحَسَنُ يَآيَّتُهَا النَّفْسُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَهَا اطْمَانَّتْ اِلَى اللّٰهِ وَاطْمَاَنَّ اللّٰهُ اِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَمَرَ بِقَبْضِ رُوْحِهَا وَاَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهٗ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ وَقَالَ غَيْرُهٗ جَابُوْا نَقَبُوْا مِنْ جَيْبِ الْقَمِيْصِ قُطِعَ لَهٗ جَيْبٌ يَجُوْبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا لَمًّا لَمَمْتُهٗ اَجْمَعَ اَتَيْتُ عَلٰى اٰخِرِهٖ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَۃُ فجر

یہ سورت مکی ہے بعض نے مدنی کہا ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فجر یعنی نہار (دن) ہے اور اس کا معنی نماز فجر بھی ہے۔ قتادہ نے کہا ماہ محرم کو فجر کہتے ہیں۔ ضحاک نے کہا ذوالحجہ کا پہلا دن ہے۔ مقاتل نے کہا ہر سال کے جمعہ کی صبح ہے۔

قولہ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ، سے اس آیت کریمہ: وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ، کی طرف اشارہ ہے۔ وتر خدا ہے۔ اکثر قرار وِتر بکسر الواو پڑھتے ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ شفع روز نحر ہے اور وَتر عرفہ کا دن ہے۔ حسن بصری نے کہا جفت اور طاق عدد مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں شفع آدم اور وَتر حوا ہیں "علیہما السلام"

قولہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، سے اس آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ کی طرف اشارہ کیا کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا وہ ارم حد سے زیادہ طول والے اِرَم عاد کا عطفِ بیان ہے۔ عاد دو قبیلے عاد اولی اور عاد اخیرہ تھے۔ اَلْقَدِیْمَہ "عاد اولیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا نسب یہ ہے۔ عاد بن عوص بن اِرَم بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل عاد سے مراد اس کی اولاد ہے جیسے بنی ھاشم کو ہاشم کہا جاتا ہے اور ان کا نام اِرَم ان کے دادے اِرَم کے نام سے ہے وہ عاد اولی قدیمہ ہیں اور جو اُن کے بعد مذکور ہیں ان کو عاد اخیرہ کہتے ہیں اِرَم قبیلہ ہے اس لئے غیر منصرف ہے اور ذات العماد اِرَم کی صفت ہے یعنی بلند مکانات والے یا بلند قدو قامت والے اور طاقتور۔ مقدام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ارم ذات العماد کو ذکر کیا کہ ان میں سے کوئی آدمی پتھر اٹھاکر

Marfat.com

لاتا اور کسی قبیلہ پر گرا کر سب کو ہلاک کر دیتا تھا۔ کلبی نے کہا ان کے قد چار چار سو گز تھے۔ مقاتل نے کہا ان کے قد لمبے لمبے ستونوں کی طرح بارہ بارہ گز تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ستر ستر گز مذکور ہے۔ دراصل ان کے قد ایک جیسے نہ تھے کچھ بہت لمبے چار سو گز تھے کچھ درمیانے سو دو سو گز لمبے تھے اور چھوٹے سے چھوٹے بارہ بارہ گز لمبے تھے۔ قولہ وَالْعِمَادِ ،، مبتدا ہے اہل عمود اس کی خبر ہے۔ یعنی خیموں والے جو ایک شہر میں نہ ٹھہرتے تھے ان کو ذات العماد اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عمود رکھتے تھے کسی ایک جگہ اقامت نہ کرتے تھے اور چلتے رہتے تھے جہاں پانی گھاس پاتے وہاں منتقل ہو جاتے تھے پھر اپنے مکانات کی طرف لوٹ آتے تھے اور کسی جگہ مستقل اقامت نہ کرتے تھے۔ ان کے باغات اور کھیتیاں تھیں اور بڑے بڑے محلات تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو ذات العماد اس لئے کہتے ہیں کہ شداد بن عاد نے بہت بلند محل بنایا تھا اس کے باعث ان کو ذات العماد کہا جاتا ہے۔

"عاد"

عاد کے دو بیٹے شداد اور شدید تھے۔ دونوں ملک کے مالک تھے جب شدید مرگیا تو شداد سارے ملک کا مالک ہوگیا اور روئے زمین کے بادشاہ اس کے مطیع ہوگئے۔ شداد نے جنت اور اس کے اوصاف کا ذکر سنا تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ عدن کے جنگلات میں ایک مکان اور باغ بنائے گا ؛ چنانچہ وہ تین سو سال میں مکمل ہوا جبکہ اس کی عمر نو سو برس تھی۔ مکان اور باغ تیار کرنے کے بعد اپنے وزراء اور امراء کے ہمراہ اس کو دیکھنے کا قصد کیا جب ایک دن رات کا سفر طے کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سخت آواز آواز نازل کی جس سے تمام ایک ہی دفعہ ہلاک ہوگئے ،، سُبْحَانَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَعَلَىٰ مَا يَشَاءُ قَدِيرٌ "۔

قولہ سَوْطَ عَذَابٍ ،، سے اس آیت کریمہ : فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ،، الَّذِي عَذَّبَهُمْ بِهِ ،، سے تفسیر کی یعنی اُن پر تمہارے رب نے قوت سے عذاب کا کوڑا مارا۔ قولہ اَكْلًا لَّمًّا ،، سے اس آیت کریمہ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کی طرف اشارہ کیا ، میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو ،، لَمًّا کی تفسیر سعت سے کی ،، تراث یتیموں کی میراث ہے یعنی تم یتیموں کی میراث خوب کھاتے ہو اور حلال و حرام سب کھا جاتے ہو اور مال سے بہت محبت کرتے ہو۔ بکر بن عبداللہ نے اللَّمّ ،، میراث میں تجاوز کرنا اور جو شئ پائے کھا جائے اور یہ نہ پوچھے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ حسن بصری نے کہا اپنا حصہ اور غیر کا حصہ جاتا ہے۔ بیضاوی نے کہا اس زمانہ میں لوگ عورتوں اور بچوں کو وارث نہ بناتے تھے اور ان کے حصے خود کھا جاتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جمہور کے قول کے مطابق یہ سورت مکی ہے۔ اور میراث کی آیت کریمہ مدینہ منورہ میں

Marfat.com

نازل ہوئی تھی۔ تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ وہ عورتوں کو بچوں کو وارث نہ بناتے تھے اور حرام کھاتے تھے، حالانکہ حرمت شرعی حکم ہے۔ آیت کے نزول سے پہلے یہ حکم نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میراث کی آیت کریمہ جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی اس میں ہر ایک کے حصہ کا تعین معلوم ہوا تھا اس سے پہلے حقوق کے تعین کے بغیر مستحق ہوتے تھے لہٰذا شرعی حکم پایا گیا تو حرمت بھی ثابت ہوگئی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ جَمًّا "، اس کی تفسیر کثیر سے کی یعنی تم مال سے بہت محبت کرتے ہو۔ قولہ وَالشَّفْعِ " سے آیت کریمہ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا جو شئی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ شفع ہے آسمان شفع ہے اور وتر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسمان وتر ہے کیونکہ یہ سات ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان زمین کا شفع ہے جیسے سرد وگرم اور مذکر و مؤنث شفع ہیں اور شفع کا معنی جس کا مقابل اور مثل ہو۔

قولہ سَوْطَ عَذَابٍ "، سے اس آیت کریمہ: فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی جس کے ساتھ انہیں عذاب دیا گیا۔ عرب ہر قسم کے عذاب کو سوط عذاب کہتے ہیں۔ اس میں لفظ سوط داخل ہے۔ قولہ لَبِالْمِرْصَادِ "، سے آیت کریمہ: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ "، کی طرف اشارہ کیا "، بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لَبِالْمِرْصَادِ "، کی تفسیر " اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ "، سے کی مرصاد کا وزن مِفْعَال ہے۔ مرصاد اور مرصد ایک ہی چیز ہے۔ البتہ مرصاد میں مبالغہ ہے جو مرصد میں نہیں۔ یہ رصد سے ہے جیسے میقات وقت سے ہے۔ قولہ تَحَاضُّوْنَ " سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ "، کی طرف اشارہ کیا پھر تحافظون سے اس کی تفسیر کی۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے۔ یہاں دو قراءتیں ہیں۔ اہل کوفہ کی قراءت تَحَاضُّوْنَ ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کی قرأت تَحُضُّوْنَ " ہے۔ اس کی تفسیر یہ کی کہ تم مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔ پہلی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ تم حفاظت نہیں کرتے ہو! قولہ اَلْمُطْمَئِنَّةُ "، سے اس آیت کریمہ: يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ "، کی طرف اشارہ کیا پھر اس تفسیر اَلْمُصَدِّقَةُ بِالثَّوَابِ " سے کی "، ثواب کی تصدیق کرنے والا حسن بصری نے کہا نفس مطمئنہ وہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے حضور آرام میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے مطمئن ہوگا یعنی اس پر رحمت کرے گا۔ نفس اللہ سے راضی ہوگا اور اللہ نفس سے راضی ہوگا۔ اور اس کی روح کے قبض کا حکم دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اسے اپنے نیک بندوں میں سے کرے گا۔ بعض نے نفس مطمئنہ کی یہ تفسیر کی کہ وہ اللہ کے وعدہ پر مطمئن ہے اور اللہ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ بعض نے کہا وہ مخلص ہے۔ ابن عطاء نے کہا اسے اللہ کی معرفت حاصل ہے اس کے بغیر چشم زدن بھی صبر نہیں کرتا بعض نے کہا اللہ کے ذکر سے مطمئن ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ" ان کے دل اللہ کے ذکر سے قرار پکڑتے ہیں۔ بعض نے کہا وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُوْرَةُ لَا اُقْسِمُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِهٰذَا الْبَلَدِ مَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ وَوَالِدٍ اٰدَمَ وَمَا وَلَدَ لُبَدًا كَثِيْرًا وَّالنَّجْدَيْنِ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ مَسْغَبَةٍ مَجَاعَةٍ مَتْرَبَةٍ السَّاقِطُ فِي التُّرَابِ وَيُقَالُ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ

قولہ اِطْمَئَنَّ اللّٰهُ اِلَيْهَا " اللہ تعالیٰ کی طرف اطمینان کی نسبت مجازی ہے۔ اس سے اس کا لازم رحمت مراد ہے۔ کما ذکر نا رضی کے معنی ترکِ اعتراض کے ہیں۔

قولہ جَابُوْا " سے اس آیت کریمہ " وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ " کی طرف اشارہ کیا بھر نَقَبُوْا سے اس کی تفسیر کی۔ ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں " مِنْ جَيْبِ الْقَمِيْصِ " سے یہ اشارہ کیا کہ جیب کے معنی قطع کاٹنے کے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے " جُبْتُ الْقَمِيْصَ " میں نے اس کا گریبان چاک کیا اسی طرح جب کوئی جنگل کا سفر قطع کرے تو کہا جاتا ہے: يَجُوْبُ الْفَلَاةَ " فراء نے کہا " ثمود نے چٹانیں کاٹیں اور ان میں گھر بنائے۔ قولہ لَمًّا " میں نے سب کو ختم کر دیا یعنی اس کے آخر کو پہنچا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" سُوْرَهٔ لَا اُقْسِمُ "

اس کو سورۂ بلد بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس کی بیس آیات ہیں

قولہ بِهٰذَا الْبَلَدِ " سے اس آیت کریمہ لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ" کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا۔ بلد سے مراد مکہ ہے۔ اور تم پر وہ گناہ نہیں جس میں لوگوں

Marfat.com

پر گناہ ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ مجھے اس شہر کی قسم (مکہ مکرمہ کی) کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو وَ اَنْتَ حِلٌّ "، کہ معنی یہ ہے اے محبوب مستقبل میں آپ اس شہر میں حلال ہیں جو کچھ قتل و قید وغیرہ کرنا چاہیں آپ کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ میں اپنے نبی علیہ السلام کے لئے مکہ حلال کر دیا حتی کہ جسے چاہا قتل کیا اور جسے چاہا قید کیا۔ ابن خطل کو کعبہ کے پردوں میں قتل کیا اسی طرح اس کے ساتھی بھی قتل کئے۔ ابوسفیان کے مکان میں داخل ہونے والے کو امن دیا۔ واسطی نے کہا بلد سے مراد مدینہ منورہ ہے شرّفہا اللہ، لیکن یہ ارادہ بعید ہے کیونکہ سورت مکی ہے۔ قولہ وَوَالِدٍ، سے اس آیت کریمہ: وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد سے کی۔ بعض نے کہا مَا وَلَدَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

قولہ لُبَدًا "، سے اس آیت کریمہ: يَقُولُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا "، کی طرف اشارہ کیا اور لُبَدًا کی تفسیر کثیرًا سے کی۔ یعنی کہتا ہے میں نے بہت مال فنا کر دیا۔ یہ ولید بن مغیرہ ہے جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں لوگوں کو رشوتیں دیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے۔ لُبَدًا "، تلبید سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ اشیاء کا ایک دوسرے پر جمع ہونا یعنی ڈھیروں کے ڈھیر ہو جانا۔

قولہ وَالنَّجْدَيْنِ "، سے اس آیت کریمہ "وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ "، کی طرف اشارہ کیا۔ نجد بمعنی طریق واضح ہے۔ اونچی زمین کو بھی نجد کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد خیر و شر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدین سے عورت کے دو پستان مراد لئے ہیں۔ یعنی ہم نے انسان کو چھاتیوں کی راہ دکھا دی کہ پیدا ہونے کے بعد اس سے دودھ پیتا اور غذا حاصل کرتا رہا۔

قولہ مَسْغَبَةٍ سے اس آیت کریمہ: اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ "، کی طرف اشارہ کیا یا بھوک کے دن کھانا دینا۔ مَسْغَبَہ "، کی تفسیر مجاعۃ "، یعنی بھوک سے کی۔

قولہ مَتْرَبَةٍ "، سے اس آیت کریمہ: اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اَلسَّاقِطُ فِي التُّرَابِ "، سے کی مٹی میں گرنے والا "، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہ وہ شخص ہے جس کے اور زمین کے درمیان کوئی شئے نہ ہو۔ اُن سے یہ روایت بھی ہے کہ جس کا کوئی مکان نہ ہو اور وہ خاک آلود ہو۔

قولہ فَلَا اقْتَحَمَ " سے اس آیت کریمہ "فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ "، کی طرف اشارہ کیا۔ بے سوچے سمجھے گھاٹی میں نہ کودا "، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عَقَبَہ "، دوزخ میں ایک پہاڑ ہے۔ مجاہد، ضحاک اور کلبی نے کہا عقبہ تیز دھار تلوار کی طرح جہنم کا پل ہے جو تین ہزار سال کی نرم، سخت اور اونچی نیچی مسافت ہے۔ اس کے دونوں طرف لوہے کی کنڈیاں ہیں۔ دنیا بھر میں بے سوچے سمجھے گھاٹی میں نہ کودا پھر عقبہ کی تفسیر فرمائی کہ تمہیں کس نے بتایا کہ عقبہ کیا چیز ہے وہ غلام کو آزاد کرنا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے۔

Marfat.com

سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِطَغْوَاهَا مَعَاصِيْهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰى اَحَدٍ

سُوْرَۃُ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پندرہ آیات ہیں۔

قولہ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ، مجاہد نے کہا ضحاھا بمعنی ضوءھا ہے۔ یعنی سورج اور اس کی روشنی کی قسم جس وقت پورا روشن ہو۔ قولہ تلاھا ، سے اس آیت کریمہ ؛ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلَاهَا ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی چاند کی قسم جب اس کے پیچھے آئے اور اس کی روشنی اخذ کرے۔

قولہ طحاھا ، سے اس آیت کریمہ : وَالْاَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم! دحاھا بمعنی بسطہ ہے پھیلا دیا۔ قولہ دسّاھا ، سے اس آیت کریمہ : وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی وہ جان خسارہ میں رہی جسے اس نے معصیت میں چھپایا۔ مجاہد نے کہا : دسّاھا بمعنی اغواھا ، ہے۔ یعنی اس کا مقام چھپا دیا حتیٰ اس نے برے عمل شروع کر دیئے اور گناہوں پر سوار ہو گیا۔

قولہ فَاَلْهَمَهَا ، سے اس آیت کریمہ : فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا ، کی طرف اشارہ کیا یعنی نفس کو شقاوت اور بدبختی اور سعادت و نیک بختی کا الہام کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نفس کے لئے خیر و شر کی وضاحت کر دی اور اس کو طاعت اور معصیت کی تعلیم دی۔

قولہ لَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ، اس سے پہلے یہ ہے " فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا " اللہ تعالیٰ نے ان کے رسول کو جھٹلانے اور اونٹنی کو ہلاک کرنے کے سبب ان کو ہلاک کیا اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور اللہ کو کسی کی عاقبت کا ڈر نہیں۔

قولہ عُقْبٰى اَحَدٍ ، عقباھا کی ضمیر کا مرجع نفس ہے اور یہ مؤنث سماعی ہے اس کی تعبیر احد سے کی ہے۔ دمدم کے معنی عام ہلاکت کے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ذکر کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ہلاک

Marfat.com

۴۶۲۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ **وَقَالَ** أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

کرنے میں کسی کے پیچھا کرنے کا خوف نہیں جیسا بادشاہوں کو ہوتا ہے! کیونکہ وہ کائنات کا مالک ہے جو چاہے کسے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں۔

قولہ بطغواھا، سے اس آیت کریمہ: کَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا، کی طرف اشارہ کیا اور طغوی کی تفسیر معاصی سے کی۔ ثمود نے اپنی سرکشی اور معاصی کے باعث جھٹلایا۔ طغوی اور طغیان دونوں واحد اور طغیٰ کی مصدر ہیں۔

۴۶۲۳ — ترجمہ: ہشام نے اپنے والد عروہ سے خبر دی کہ انہیں عبداللہ بن زمعہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سنا کہ آپ خطبہ فرمارہے تھے اور آپ نے اونٹنی اور جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا کا ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا، جبکہ اس کا سب سے بدبخت اٹھ کھڑا ہوا، کے معنی یہ فرمائے۔ اونٹنی کے لئے وہ شخص اٹھا جو اپنی قوم میں فسادی سخت خبیث اور ابوزمعہ کی طرح قوی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں عورتوں کا تذکرہ کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی ایک شخص قصد کرتا ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے غلام کی طرح مارتا ہے پھر آخر دن میں اس سے ہم بستری کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو گوز سے ہنسنے پر نصیحت کی اور فرمایا تم میں سے کوئی اس فعل سے کیوں ہنستا ہے جو وہ خود کرتا ہے۔ ابومعاویہ نے کہا ہشام نے اپنے والد سے انھوں نے عبداللہ بن زمعہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوزمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

Marfat.com

۴۶۲۳ —

شرح : "وَذَكَرَ النَّاقَةَ" معطوف علیہ محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ "فَخَطَبَ وَذَكَرَ كَذَا وَكَذَا وَذَكَرَ النَّاقَةَ" یہ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی ہے جس نے اس کی کوچیں کاٹی تھیں وہ قُدار بن سالف اس کی ماں قُدَیرَہ ہے ثمود میں یہ منحوس شخص تھا اس کو نحوست میں مثال کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ سُرخ رنگ نیلی آنکھوں والا بونا تھا۔ ابن قتیبہ نے اس کو ولدِ زناء کہا ہے۔ گو یہ سالف کے فراش پر پیدا ہُوا تھا۔ رجل عزیز یعنی جس کی مثل کم پائی جائے۔ عارم "شریر فسادی" "منیع" "قوی، طاقتور"

اس حدیث میں عورتوں کے بارے میں نصیحت اور ان کو پیٹنے کی ممانعت ہے۔ نیز اس حدیث میں ضرطہ (گوز) کی آواز کی سماعت سے اغماض اور اعراض کی ترغیب ہے۔ جاہلیت میں لوگ ضرطہ کی آواز سُن کر ہنسا کرتے تھے ان کی مجالس میں یہ عام معمول تھا۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا جب ایسی شئ واقع ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کی جائے اور اس سے غفلت برتی جائے۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں یہ حرکت معروف تھی اور وہ اپنی مجالس میں قصداً گوز مار کر ہنسا کرتے تھے۔

اسماء رجال

: ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام بن خُویلد بن اسد بن عبد العزیٰ ابن قصی قرشی اسدی ہیں۔ اپنے والد سے روائت کرتے ہیں۔

ع۲ عبد اللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی ہیں۔

ع۳ ابو زمعہ اسود بن مطلب عبد اللہ بن زمعہ کا دادا ہے۔ اسود ان لوگوں میں سے ہے جو استہزاء کیا کرتے تھے۔ یہ کفر کی حالت میں مکہ میں مرا تھا۔ اس کا بیٹا زمعہ بھی بدر کی جنگ میں کافر قتل ہُوا تھا۔

قرطبی نے کہا ہو سکتا ہے۔ یہ ابو زمعہ وہ ہے جس نے شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی اور غزوہ ابن خدیج میں افریقہ میں فوت ہوئے اور قیروان کے بلویہ میں مدفون ہوئے۔ اگر یہ وہی ہیں تو ان کو اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے سے اس بات میں تشبیہ تھی کہ وہ اپنی قوم میں طاقتور تھے جس کافر کو چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ نیز طبری نے کہا ممکن ہے کہ ان کا غیر ابو زمعہ ہو جو کافر تھا۔

ابو معاویہ نے کہا مثل ابی زمعہ عمّ زبیر بن عوام۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا ابو معاویہ محمد بن خازم ضریر ہے۔ بعض نے استدارک کیا اور کہا ابو زمعہ زبیر کا چچا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ زبیر کے والد کے چچا کا بیٹا ہے۔ اس پر مجازاً چچا کا اطلاق کیا گیا ہے۔

Marfat.com

سُوْرَةُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنٰى بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدّٰى مَاتَ وَتَلَظّٰى تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى بَابٌ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى

سُوْرَةُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی اکیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ سورت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے معنی یہ ہیں اور رات کی قسم جب اپنے اندھیرے میں دن کو چھپالے۔ زجاج نے کہا جب اُفق اور زمین و آسمان کے مابین کو چھپالے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى "، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر خلف سے کی یعنی جو کسی پر خرچ کرے اللہ اس کو جب وعدہ عطا کرتا ہے۔ قولہ "تَرَدّٰى "، سے اس آیت کریمہ : وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدّٰى "، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر مات سے کی یعنی جب مرجائے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔ قولہ "تَلَظّٰى "، سے اس آیت کریمہ : فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى "، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر "تَوَهَّجُ "، سے کی یعنی میں تمہیں ڈراتا ہوں۔ اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے۔ تَوَهَّجُ اصل میں تَتَوَهَّجُ تھا ایک تاء کو حذف کیا گیا ہے۔ عُبَید اللہ بن عُمیر نے "تَتَلَظّٰى "، پڑھا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور دن کی قسم جب روشن ہو "

Marfat.com

۴۶۲۴ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ الشَّامَ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا

بَابٌ قَوْلِهٖ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى

۴۶۲۵ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ عَلٰى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوا إِلٰى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰكَذَا

۴۶۲۴ ـ ترجمہ: علقمہ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں کی جماعت میں شامل ہوگیا جب ابودرداء نے ہمارے آنے کی خبر سنی تو ہمارے پاس آئے اور کہا کیا تم میں کوئی شخص ہے۔ جو قرآن پڑھتا ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! کہا تم میں سے کون زیادہ پڑھنے والا ہے لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ابودرداء نے کہا پڑھو! میں نے پڑھا "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى"، ابودرداء نے کہا کیا تم نے اپنے صاحب کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! ابوالدرداء نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہماری قراءت کا انکار کرتے ہیں۔

Marfat.com

وَهٰؤُلَاءِ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى وَاللهِ لَا أُتَابِعُهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ پیدا کئے "

۴۶۲۵ — ترجمہ: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابوالدرداء کے پاس آئے۔ ابودرداء نے ان کو تلاش کیا اور ان کو پا لیا اور کہا تم میں سے کون ہے جو عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر قرآن پڑھتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہم سب عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر قرآن پڑھتے ہیں۔ ابوالدرداء نے کہا تم میں سے زیادہ حافظ کون ہے۔ لوگوں نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ ابوالدرداء نے کہا تم نے عبداللہ کو یہ کیسے پڑھتے سنا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ، علقمہ نے کہا " وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَىٰ " ابوالدرداء نے کہا میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے سنا ہے۔ یہ شام کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں " وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ " پڑھوں۔ بخدا! میں ان کی موافقت نہیں کروں گا۔

۴۶۲۵ — شرح: یعنی اہل شام " وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ " پڑھتے ہیں اور میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے کہ آپ والذکر والانثیٰ " پڑھتے تھے میں ان کی قرأت کی موافقت نہیں کروں گا؛ حالانکہ ان کی قراءت متواتر ہے کیونکہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے یہ سنا ہے لہٰذا یہ طرق یقینی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر ابوالدرداء کی سماعت یقینی ہے تو اہل شام نے ان کی مخالفت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا طریق بھی یقینی ہے، کیونکہ ان کی قرأت کا ثبوت تواتر سے ہے۔ جیسے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ، کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا وصلوٰۃ العصر" پڑھتی ہیں اور انھوں نے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے لہٰذا اس طرح کی قراءت قرآن تو ہیں، لیکن منسوخ ہیں اور اس نسخ کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ نیز یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے کہ مصحف عثمانی جس پر تمام صحابہ کرام اور امت کا اجماع ہے، میں یہ مسطور ہے: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ " لہٰذا یہ واجب الاتباع ہے۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰے وَاتَّقٰى

۴۶۲۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فِیْ جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰے وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جس نے دیا اور پرہیزگاری کی"

۴۶۲۶ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنازہ میں مقبرہ بقیع غرقد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ نے فرمایا تم سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے رہنے کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی ہوئی ہے (کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے) صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس لکھے پر توکل نہ کر لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عمل کرتے رہو جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ عمل اس کے لئے آسان ہوگا۔ پھر پڑھا: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى تا لِلْعُسْرٰى"

۴۶۲۶ — شرح : یعنی اچھے اور برے اعمال جنت و دوزخ کے موجب نہیں بلکہ نیکی کا مقتضی اس مقتضی کا تارک ہے۔ دراصل اعمال جنت و دوزخ کے موجب نہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ اور اعمال صرف اسباب کی حد تک محدود ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والا یہ شخص "سراقہ بن جعشم" ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابوبکر مروزی کے مسند میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام مذکور ہے (قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى

۴۶۲۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى

۴۶۲۸۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ فِیْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ عُوْدًا يَّنْكُتُ فِی الْاَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِیْ بِهٖ مَنْصُوْرٌ فَلَمْ اُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُس نے سب سے اچھی چیز کو سچ مانا ۔۔۔"

۴۶۲۷۔۔۔ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے الخ پوری حدیث ذکر کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى

۴۶۲۹ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَءَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى

۴۶۳۰ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِىْ جَنَازَةٍ فِىْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ

۴۶۲۸ ـ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ ایک جنازے میں شریک تھے تو آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کو زمین پر مارنا شروع کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھی ہوئی ہے (کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس لکھے پر توکل نہ کرلیں؟ آپ نے فرمایا تم عمل کرتے رہو۔ ہر عمل آسان ہے۔ پس جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور اس نے اچھی چیز کو اچھا کہا الآیۃ شعبہ نے کہا مجھ سے منصور نے یہ حدیث بیان کی تو میں نے سلیمان کی حدیث سے اس کا انکار نہیں کیا (یعنی سلیمان اعمش کی حدیث کی موافقت کی ہے اور اس سے کسی چیز کا انکار نہیں کیا)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا

Marfat.com

وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى الآية

۴۶۲۹ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم لکھے پر بھروسہ نہ کریں فرمایا ایسا نہ کرو عمل کرو ہر عمل آسان ہے پھر پڑھا فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الآیۃ

۴۶۲۹ — شرح : یعنی جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی بات کی تو ہم بہت جلد اُسے آسانی مہیا کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے۔ یعنی ایسی خصلت جو اس کے لئے دشواری اور شدت کا سبب ہو۔ اور اسے جہنم پہنچا دے۔ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُمیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت صدیق پرہیزگار ہیں اور دوسرا بدبخت امیہ بن خلف حضرت بلال کو جو اس کی ملک میں تھے۔ دین سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُمیہ نے حضرت بلال کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر ان کے سینے پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمہ ایمان اُن کی زبان پر جاری ہے۔ آپ نے امیہ سے فرمایا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں؟ اس نے کہا آپ کو تکلیف ناگوار ہوتی ہے تو اس کو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا اس قصے پر سورت نازل ہوئی۔ اس میں بیان فرمایا گیا تمہاری کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی کوشش اور امیہ کی کوشش اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں جبکہ امیہ حق کی دشمنی میں سرگرداں ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

بَابٌ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى

۴۶۳۱ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقْوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ —

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور سب سے اچھی چیز کو جھٹلایا۔

۴۶۳۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مقبرہ بقیع غرقد میں ایک جنازے میں شریک تھے۔ ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس چھوٹی سی چھڑی تھی۔ آپ سر مبارک جھکا کر چھڑی کے ساتھ زمین پر نشان کرنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی نہیں یا فرمایا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اس کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی گئی ہے۔ اور کوئی نفس مخلوق نہیں مگر اس کا بدبخت ہونا یا نیک بخت ہونا لکھا گیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنی لکھی ہوئی کتاب پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل کرنے ترک کر دیں جو نیک بختوں میں سے ہے وہ بدبختوں کے عمل کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل سعادت کے لئے نیک بختوں کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے اور اہل شقاوت کے لئے بدبختوں کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی : فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الاٰیۃ

Marfat.com

سُوْرَۃُ وَالضُّحٰی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى اسْتَوَى وَقَالَ غَيْرُهُ أَظْلَمَ وَسَكَنَ عَائِلًا فَاغْنِىٰ ذَا عِيَالٍ

بَابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے"

۴۶۳۱ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ نے ایک چیز پکڑی اور زمین پر نشان لگانے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر انسان جس کے لئے پیدا کیا گیا وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے جو شخص اہلِ سعادت سے ہے اسے اہلِ سعادت کے عمل کی آسانی کر دی جائے گی اور جو کوئی اہلِ شقاوت سے ہے اس کے لئے اہلِ شقاوت کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی تلاوت فرمائی۔ (حدیث ۱۲۸۲ ج دوم کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۃُ وَالضُّحٰی

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں۔ والضحیٰ سے مراد وقتِ ضحیٰ ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس میں سورج بلند ہونے لگتا ہے اور سردی گرمی میں دن معتدل ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قولہ اذا سجیٰ " سے اس آیت کریمہ : واللیل اذا سجیٰ " کی طرف اشارہ کیا اور استویٰ سے اس کی تفسیر کی یعنی رات دن کے برابر ہوئی۔ مجاہد کے غیر نے کہا سجیٰ کا معنیٰ

Marfat.com

بَابُ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی

۴۶۳۱ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ قَالَ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ اَرَهٗ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ـــ

اَظْلَمَ وَ سَكَنَ ہے۔ یعنی رات تاریک ہوئی اور ٹھہر گئی ۔ جیسے سمندر کی لہریں ٹھہر جاتی ہیں۔
قولہ عَائِلًا ،، سے اس آیت کریمہ : وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور عائل کی تفسیر ذوعیال سے کی یعنی آپ کو صاحبِ عیال پایا پھر غنی کر دیا۔ یعنی لوگوں سے بے نیاز کر دیا اصل غنی یہی ہے۔

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا ،،

۴۶۳۲ـــ ترجمہ : جندب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور دو یا تین راتیں قیام شب نہ کیا۔ ایک عورت (ابولہب کی بیوی اور ابو سفیان کی بہن) آئی اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اُمید ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے دو تین راتیں اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ،، وَالضُّحٰی الآیۃ چاشت کی قسم اور رات کی جب وہ تاریک ہو جائے اور ٹھہر جائے۔ تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔ ،،

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى يُقْرَأُ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ بِمَعْنًى وَّاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا اَبْغَضَكَ

۴۶۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اُرٰى صَاحِبَكَ اِلَّا اَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا،،

وَدَّعَكَ ،، بتشدید الدال والتخفیف بمعنی واحد ہے۔ یعنی دال کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ دونوں طرح معنی واحد ہے یعنی تمہیں تمہارے رب نے نہیں چھوڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کے معنی یہ ہیں۔ تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ تم سے بغض کیا۔

۴۶۲۳ — ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جندب بجلی سے سُنا کہ ایک عورت نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے صاحب کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ سے تاخیر کرنے لگا ہے تو یہ آیت کریمہ : مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ،، نازل ہوئی۔

۴۶۲۳ — شرح : بعض علماء نے کہا یہ عورت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں؛ چنانچہ واحدی نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں کچھ تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخت گھبرائے۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ کے رب نے آپ کو مکروہ جانا ہے ؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ،، ابن بشکوال نے ذکر کیا کہ اس کی قائل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس وقت ام المؤمنین عائشہ تو حضور کے گھر تشریف نہیں لائی تھیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کی قائل کافرہ عورت ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے مجھے امید ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تو اُس نے یا رسُول اللہ ،، کیسے کہہ دیا کیونکہ کافر تو یا رسُول اللہ نہیں کہتے اس کا جواب یہ ہے

Marfat.com

اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ یا راوی نے عبارت کی اصلاح کے لئے یہ تصرف کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس کی قائل ابولہب کی بیوی اور ابوسفیان کی بہن ام جمیل اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں ہیں! کیونکہ حاکم نے فقالت خدیجہ رضی اللہ عنہا طبری نے بھی عبداللہ بن شداد کے طریق سے کہا فقالت خدیجۃ وَلَا اُرٰی رَبَّکَ اور ہشام بن عروہ کے طریق سے کہا عروہ نے کہا فقالت خدیجۃ رضی اللہ عنہا لما ترٰی من جزعہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں طریق مرسل ہیں۔ لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ ام جمیل اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں نے موسن ہیں انہوں نے لفظ ربک یا صاحبک سے تعبیر کی۔ ام جمیل نے آپ کو گالی کے طور پر کہا جبکہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بطور توجع اور ہمدردی کے کہا تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا وہ عورت کافرہ تھی اور اس نے بطور استہزاء کہا تھا یا راوی کا تصرف ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کرمانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ اس طریق میں کیسے معلوم کیا کہ وہ عورت کافرہ تھی البتہ اس سے پہلے طریق میں کافرہ تھی کیونکہ اس میں تصریح ہے کہ مجھے اُمید ہے کہ تمہیں تمہارے شیطان نے چھوڑ دیا ہے۔ ایسی بات مسلمان مرد و زن سے ہرگز متصور نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث میں لفظ ور صاحبک اور یا رسول اللہ! ہے ایسی بات کافر نہیں کہہ سکتا۔

حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی لانے میں تاخیر کا سبب ،،

ابن جریج نے کہا جبرائیل علیہ السلام بارہ روز رکے رہے اور وحی نہ لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پندرہ دن ذکر کئے ہیں۔ جبکہ ان سے ایک روایت میں پچیس روز مذکور ہیں۔ مقاتل نے چالیس دن ذکر کئے بعض نے تین دن کہے ہیں۔ اس کے سبب میں چند اقوال ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ خولی نے کہا ایک کتے کا بچہ گھر میں داخل ہوا اور چارپائی کے نیچے مر گیا۔ کئی روز گزر گئے اور جبرائیل نازل نہ ہوئے۔ آپ نے خولہ سے فرمایا ہمارے گھر میں کیا ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نہیں آ رہے ہیں۔ خولہ نے کہا میں نے خیال کیا اگر میں گھر کی صفائی کرتی تو شاید کوئی شئی معلوم ہو جاتی؛ چنانچہ میں نے چارپائی کے نیچے جھاڑ دیا تو کوئی بھاری شئی محسوس ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ کتے کا بچہ مرا پڑا ہے۔ میں نے اس کو باہر پھینک دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ آپ کے دانت شریف ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور مجھے فرمایا اے خولہ میرے اوپر کپڑا اوڑھ دے مقاتل سے روایت ہے جب وحی میں تاخیر ہوئی تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر وحی رک گئی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر وحی کیسے نازل ہو، حالانکہ تم ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے مفاصل اچھی طرح دھوتے نہیں ہو اور نہ ناخن تراشتے ہو۔ ابن اسحاق سے روایت ہے مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام، ذی القرنین اور رُوح سے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کو اگلے روز جواب دینے کا وعدہ فرمایا اور اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ،، نہ فرمایا تو جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وِزْرَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْقَضَ اَثْقَلَ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَيْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا اٰخَرَ لِقَوْلِهٖ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَانْصَبْ فِيْ حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

بارہ روز تک رک گئے بعض نے اس سے زیادہ ایام کا ذکر کیا ہے۔ مشرکوں نے کہا آپ کے رب نے آپ کو ترک کر دیا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سورۂ والضحیٰ اور یہ آیت کریمہ: وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا الآیۃ یہ جندب کی مذکور حدیث کے معارض نہیں؛ کیونکہ یہ دونوں کا جواب ہو سکتی ہے یا سائل کوئی بھی ہو یہ اس کا جواب ہے (عینی)

سُورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ

یہ سورت مکیہ ہے اس کی آٹھ آیات ہیں۔ یعنی کیا ہم نے آپ کے قلب شریف کو وسعت نہیں دی؟ اور ایمان نبوت اور علم و حکمت کے ساتھ نرم نہیں کیا؟ یعنی ہم نے یقیناً یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس میں ہمزہ حقیقی استفہام کے لئے نہیں۔ یعنی ہم نے آپ کا سینہ مبارک کھول دیا ہے۔ اس لئے "وَوَضَعْنَا" کا اس پر عطف کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "وِزْرَكَ" سے اس آیت کریمہ: "وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ" کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر "فی الجاہلیۃ" سے کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "فی الجاہلیۃ" "وزر" کی صفت ہے وضع کی صفت نہیں اس سے مراد افضل ترک کرنے اور فاضل اختیار کرنے کا بوجھ ہے۔ بعض نے کہا امت کے ذنوب مراد ہیں۔ یعنی ہم نے آپ کی امت کے ذنوب معاف کر دیئے ہیں اور آپ کی طرف وِزر کی اضافت اس لئے کہ

Marfat.com

سُورَۃُ وَالتِّینِ وَالزَّیْتُونِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان کے ساتھ آپ کا قلب شریف مشغول تھا اور اُن کے غم میں منہمک تھا (عینی)

قولہ اَنْقَضَ ،، سے اس آیت کریمہ : وِزْرَکَ الَّذِی اَنْقَضَ ظَہْرَکَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَثْقَلَ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہم نے آپ کا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے آپ کی پشت کو بوجھل کر رکھا تھا بعض نے اس کی تفسیر کسرے بھی کی ہے یعنی توڑ دیا تھا۔

قولہ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ،، اس کی تفسیر میں سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا اس سختی کے ساتھ دُوسری آسانی ہے۔ یعنی ایک عسر کے ساتھ دو یُسر ہیں اور عسر دونوں کے درمیان ہے۔ کیونکہ معرفہ کا جب اعادہ کیا جائے تو ثانی معرفہ عین اولیٰ ہوتا ہے بخلاف نکرہ کے وہ پہلے نکرہ کا غیر ہوتا ہے۔

اِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰى فَفَكِّرْ فِيْ اَلَمْ نَشْرَحْ ❊ عُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ اِذَا ذَكَرْتَهٗ فَافْرَحْ

یعنی سخت مصیبت میں سورۂ الم نشرح میں غور کرو کہ اس میں ایک سختی دو آسانیوں کے درمیان ہے جب یہ غور کرو گے تو خوش ہو جاؤ گے، کیونکہ سختی کے بعد آسانی متوقع ہے، لیکن یہ قاعدہ اکثریہ ہے بعض اوقات نکرہ کا اعادہ بھی عین اولیٰ ہوتا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ،، اس آیت کریمہ میں الٰہ عین الٰہ اوّل ہے۔

قولہ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ ،، یعنی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا یعنی یا تو فتح و غنیمت ملے گی یا شہادت اور مغفرت ،، اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ مومنوں کے لئے ایک رنج سے تعدد حسنیٰ ثابت ہے اور وہ حسن ظفر اور حسن ثواب ہے۔ اسی طرح انہیں ہر سختی اور رنج والم کے ساتھ آسانی اور راحت ثابت ہے جیسے عبد الرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وحی کی گئی ہے کہ عُسر کے ساتھ یُسر ہے۔ اور عسر کے ساتھ یسر ہے۔ ایک عسر دو یسروں پر ہرگز غالب نہیں آسکتی۔

قولہ فَانْصَبْ ،، مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا جس وقت عبادت سے فارغ ہو تو اپنے پروردگار کے حضور قضائے حاجت کے لئے دعاء میں کوشش کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ،، کی تفسیر یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کمالِ اسلام کے لئے فراخ کر دیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف میں تبلیغ کرنے کے باعث جو دشواری اور تنگی آئی تھی وہ بھی دُور کی

Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِيْ يَأْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ فَمَا يُكَذِّبُكَ فَمَا الَّذِيْ يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَّقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ

۴۶۳۴ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِيْ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

سُوْرَةُ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں

مجاہد نے کہا تین (انجیر) اور زیتون وہ ہیں جو لوگ کھاتے ہیں۔ قتادہ نے کہا تین وہ پہاڑ ہے جس پر دمشق ہے اور زیتون وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد کا نام ہے جو اُنھوں نے کوہِ جودی پر تعمیر کی تھی۔ بعض نے کہا اصحاب کہف کی مسجد کا نام ہے اور زیتون "ایلیا" کی مسجد ہے۔

قولہ "فَمَا يُكَذِّبُكَ"، کہا گیا ہے۔ کون ہے جو تجھ کو جھٹلائے گا کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا گویا فرمایا کون ہے جو ثوابِ طاعت اور عذاب کے بارے میں تجھے جھٹلانے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس میں مطلق انسان کو خطاب ہے۔ جو اس آیت کریمہ: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ"، میں مذکور ہے اور اس میں غائب سے خطاب کی طرف التفات ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۳۴ — ترجمہ: عدی نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی نماز کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون پڑھی۔ تقویم بمعنی خلق ہے۔

Marfat.com

سُورَةُ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اكْتُبْ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ

سُورَۂ اِقْرَأْ

اس سورت کو "سورۂ عَلَق" بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اس کی بیس (۲۰) آیات ہیں۔

قتیبہ نے مذکور اسناد کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انھوں نے کہا مصحف میں قرآن کے اوّل میں (سورۂ فاتحہ سے پہلے) بسملہ لکھو اور دو سورتوں کے درمیان خط کر دو۔ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن کے اوّل میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بسملہ لکھو اور باقی ہر دو سورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے بطورِ علامت خط کھینچ دو۔ دراصل علماء میں اس مسئلہ کے متعلق اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہر سورت کا جزء ہے یا صرف فاتحہ کا جزء ہے یا قرآن کریم کی مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے یہی مختار قول ہے اور حسن بصری کا یہ قول کہ صرف سورۂ فاتحہ سے پہلے بسملہ لکھی جائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے خلاف ہے اور قرآن کریم کے بھی مخالف ہے کیونکہ قرآن کریم میں سورۂ براءت کے سوا ہر سورت سے پہلے مذکور ہے اور کسی سورت کا جزء نہیں اور دلائل میں نظر کرنے سے اہلِ انصاف کے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے۔

قولہ نادِیَہ سے اس آیت کریمہ "فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ" کی طرف اشارہ کیا اب پکارے اپنی مجلس کو مجاہد نے کہا نادیہ بمعنی عشیرہ (قبیلہ) ہے۔ دراصل نادیہ بمعنی مجلس ہے جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں جب تک اس میں اس کے اہل جمع نہ ہوں اس کو نادیہ نہیں کہتے۔

قولہ "اَلزَّبَانِيَة" سے اس آیت کریمہ "سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ" کی طرف اشارہ کیا: ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں جو عذاب کے فرشتے ہیں۔ معمر نے کہا اس آیت کریمہ: "اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى" میں رجعی بمعنی مرجع ہے یعنی بے شک تمہارے رب کی طرف مرجع ہے پھر تلبیہ قولہ "لَنَسْفَعًا" سے اس آیت کریمہ "لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ"

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَادِيَهٗ عَشِيْرَتَهٗ الزَّبَانِيَةَ الْمَلَائِكَةُ وَقَالَ مَعْمَرٌ الرُّجْعٰى الْمَرْجِعُ لَنَسْفَعًا قَالَ لَنَأْخُذَنْ وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ اَخَذْتُ

بَابٌ ۴۶۳۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رِزْمَةَ قَالَ اَنَا اَبُوْ صَالِحٍ سَلْمُوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ

کی طرف اشارہ کیا یعنی ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ لَنَسْفَعَنْ نون خفیفہ کے ساتھ ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے " سَفَعْتُ بِيَدِهٖ "، میں نے اسے پکڑا "، یعنی لغت میں سَفْع کے معنی اخذ (پکڑنے) کے ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی ہیں مضبوط پکڑنا۔ مقاتل نے کہا اس کا شان نزول یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں ابوجہل کو اس حال میں پایا کہ اُس نے ھُبَل (بت) کے گلے میں سونے کا طوق ڈالا ہے اور اسے خوشبو لگائی ہے اور کہتا ہے اے ھُبَل "، ہر شَی کا شکر ہے مجھے تیری عزت کی قسم میں آنے والے سال تیرا شکرا دا کروں گا۔ اس سال ابوجہل کی ایک ہزار اونٹنی نے بچے دیئے تھے اور اس کو تجارت میں ایک ہزار سونے کے مثقال نفع ہُوا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا تو وہ بولا بخدا! اگر میں نے آپ کو یہاں بتوں کے سوا کسی کی عبادت کرتے دیکھا تو آپ کی پیشانی پکڑ کر کھینچوں گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پروردگار عالم جل مجدہ الکریم نے فرمایا اگر یہ نہ رکا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور دوزخ میں ڈالیں گے۔

باب

۴۶۳۵ — ترجمہ : یونس بن یزید نے کہا مجھے ابن شہاب نے خبر دی کہ عروہ بن زبیر نے

Marfat.com

الزبیر اخبرہ ان عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان اول ما بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصادقۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء فکان یلحق بغار حراء فیتحنث فیہ والتحنث التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان یرجع الی اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود بمثلھا حتی فجئہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرا قلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثانیۃ حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرا فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثالثۃ حتی بلغ منی الجھد

انہیں کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی۔ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتا پھر آپ کو تنہا رہنا پسند ہوا اور غار حرا میں تنہا رہنے لگے۔ اور گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے اس میں متعدد راتیں عبادت کرتے تھے تحنث کے معنی "متعدد راتیں عبادت کرنا" ہیں اور خلوت و عبادت کے لئے خرچہ لے جاتے تھے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور عبادت کرنے کے لئے طعام لے جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جبکہ آپ غار حراء میں تھے اور کہا پڑھیئے آپ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑا اور زور سے اس قدر دبایا کہ اپنی پوری طاقت صرف کر دی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار پھر مجھے پوری طاقت سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا اپنے رب کے نام سے پڑھیئے جس نے پیدا کیا اس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا پڑھیئے آپ کا رب اکرم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو لے کر لوٹے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف و مضطرب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس

Marfat.com

ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاٰیَاتِ اِلٰی قَوْلِہٖ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ فَرَجَعَ بِھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُہٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَۃَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْہُ حَتّٰی ذَھَبَ عَنْہُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِیْجَۃَ اَیْ خَدِیْجَۃُ مَالِیْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ فَاَخْبَرَھَا فَقَالَتْ خَدِیْجَۃُ کَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا فَوَاللّٰہِ اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِہٖ خَدِیْجَۃُ حَتّٰی اَتَتْ بِہٖ وَرَقَۃَ بْنَ نَوْفَلٍ وَھُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِیْجَۃَ اَخِیْ اَبِیْھَا وَکَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَکَانَ یَکْتُبُ الْکِتَابَ الْعَرَبِیَّ وَیَکْتُبُ مِنَ الْاِنْجِیْلِ بِالْعَرَبِیَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّکْتُبَ وَکَانَ شَیْخًا کَبِیْرًا قَدْ عَمِیَ قَالَتْ خَدِیْجَۃُ یَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْکَ قَالَ وَرَقَۃُ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا

تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو اُنھوں نے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ حتیٰ کہ آپ سے خوف و گھبراہٹ جاتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرشتے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رُسوا نہ کرے گا۔ بے شک آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں (اقرباء پر احسان کرتے ہیں) بوجھ اُٹھاتے ہیں (ضعیف لوگوں کی مدد کرتے ہیں) مال کسب کرتے ہیں۔ (مال حاصل کرکے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں) مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات پر مدد کرتے ہیں جو حق ہیں۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں وہ ام المؤمنین خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ اُنھوں نے جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا وہ عربی لکھا کرتے تھے اور انجیل سے عبرانی میں جو اللہ تعالیٰ چاہتا لکھا کرتے تھے۔ وہ معمر بزرگ تھے اور نابینا

Marfat.com

رأى فقال ورقة هذا الناموس الذي أنزل على موسى ليتني فيها جذع ليتني أكون حيا ذكر حرفا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو مخرجي هم قال ورقة نعم لم يأت رجل بما جئت به إلا أوذي وإن يدركني يومك حيا أنصرك نصرا مؤزرا ثم لم ينشب ورقة أن توفي وفتر الوحي فترة حتى حزن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال محمد بن شهاب بن خبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن أن جابر بن عبد الله الأنصاري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يحدث عن فترة الوحي قال في حديثه بينا أنا أمشي سمعت صوتا من السماء فرفعت رأسي فإذا الملك الذي جاءني بحراء جالس على كرسي بين السماء والأرض ففرقت منه فرجعت فقلت زملوني فدثروه فأنزل الله يا أيها المدثر قم فأنذر وربك فكبر وثيابك فطهر والرجز فاهجر قال أبو سلمة وهي الأوثان التي كان أهل الجاهلية يعبدون قال ثم تتابع الوحي

ہو چکے تھے۔ انہیں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ سنو۔ ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا سارا واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ راز دان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش کہ میں اس وقت نوجوان ہوتا کہ میں اس وقت زندہ ہوتا اور ورقہ نے حرف ذکر کیا (وہ یہ کہ جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکال دے گی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ ایسا کریں گے اور مجھے مکہ سے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا جی ہاں! جو خیر آپ لائے ہیں اس جیسی خیر کوئی نہیں لاتا مگر اس کے ساتھ دشمنی کی جاتی ہے۔ اگر مجھے آپ کو اخراج کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ نہ ٹھہرے اور جلد فوت ہو گئے اور وحی رک گئی حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے۔ محمد بن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ

Marfat.com

نے خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ وحی کے رُک جانے کی بات کر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان شریف میں فرمایا کہ اس اثناء میں چل رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے آواز آئی۔ میں نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے میں اس سے مرعوب ہو کر واپس لوٹا اور میں نے کہا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو انھوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ لے کمبل اوڑھنے والے محبوب اُٹھئے اور کافروں کو ڈراؤ اپنے رب کی تعظیم کرو اور کپڑے صاف کرو اور بتوں سے دُور رہو اور بکثرت وحی کا نزول ہونے لگا۔

۴۶۳۵ — **شرح** : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پیدا نہیں ہوئی تھیں اور حدیث مرسل وہ ہے جسے صحابی روایت کرے اور اس کے وقوع کا زمانہ نہ پایا ہو اور راوی جس روایت کے وقوع کا زمانہ پائے اس کو مرسل نہیں کہا جاتا بلکہ اس کا محمل یہ ہوتا ہے کہ راوی نے وہ حدیث سُنی ہے یا وہاں موجود تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے وقوع کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی اس وقت موجود تھیں بلکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنی ہے کیونکہ انھوں نے اثنائے حدیث میں ذکر کیا : فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَءْ الخ ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اَلرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ ، رُؤْیا مصدر ہے اس کے معنی ، دیکھنے ، کے ہیں خواب میں کسی چیز کے دیکھنے کو رؤیا کہتے ہیں۔ جیسے رُؤْيَةٌ آنکھ سے دیکھنا ہے اور رآی دل سے دیکھنا ہے۔ رُؤیا کے بعد فی النوم کو تاکید کے لئے ذکر کیا کیونکہ رویا نوم سے مختص ہے اور رؤیا صادقہ وہ ہیں جن میں شیطان کی تلبیس نہ ہو۔ نبوت کی ابتداء رؤیا صالحہ سے اس لئے ہے کہ فرشتے کے اچانک آنے کی صورت میں بشری قوت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی اس لئے بطورِ استیناس صدق رؤیا سے ابتداء کی تاکہ فرشتہ کا آنا مالوف ہو جائے اور اس کی رؤیت کے متحمل ہوسکیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چھ ماہ یہ حال رہا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی اس لئے محبوب تھی کہ یہ نیک لوگوں کی شان اور عارفین کی عادت ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں عبادت کرتے تھے حراء پہاڑ ہے جو مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف تین میل دُور ہے۔ وہاں سے کعبہ مشرفہ پر نظر پڑتی ہے۔

قولہ التَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ ، یہ راوی کی تفسیر ہے۔ اس کے معنی ہیں عبادت کرنا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس وقت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی صراحت مذکور نہیں۔ اس زمانہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت تصفیہ قلب تھی اور تنہائی اختیار کرنا اور مخلوق سے علیحدہ رہنا اور دُوسروں کی صحبت سے دُور رہنا اس عبادت کے مُمد اور معاون ہیں اور وہاں سے بیت اللہ پر نظر پڑنا بھی اس کا موجب ہے شیخ محقق

Marfat.com

عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند سے ذکر کیا کہ بعثت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر تھی۔ غار حراء میں زاد لے جانا توکل کے منافی نہیں، کیونکہ نفس کی بقاء کے لئے زاد کا ہونا ضروری ہے جبکہ اسباب توکل کے منافی نہیں ہیں۔

قولہ فجاءہ الحق، مجمل ہے اور فجاءہ الملک اس کا بیان ہے۔ اس میں فاء تفسیریہ ہے۔ قولہ ما انا بقاریء، میں پڑھنے والا نہیں اور نہ مجھے پڑھنا آتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فصحائے عرب اور بلغاءِ ارض سے فصیح تر اور بلیغ ترین ہیں۔ آپکے اس لفظ کہ میں پڑھنا نہیں جانتا کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کلام الٰہی کے تصور کی ہیبت کے باعث بشری حیثیت سے اس کی برداشت مشکل تھی۔ اس لئے یہ قراءت سے اباء و انکار کا باعث تھا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو مانوس کرنا چاہا کہ آپ کلام قدیم زبانِ حادث پر جاری کریں تو آپ کو پوری طاقت سے بار بار دبایا جس سے آپ متحمل رہے۔ اگرچہ جبرائیل علیہ السلام نے پوری طاقت سے آپ کو دبایا تھا جیسے امام کرمانی نے ذکر کیا کہ استفرغ الطاقة، جبرائیل علیہ السلام نے پوری طاقت صرف کردی جس کی بنائے بشریت متحمل نہیں ہوسکتی لیکن یہ استفراغِ طاقت بشری لباس میں تھا اس لئے اس کو برداشت کرلینا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید نہ تھا اور جبرائیل علیہ الصلوٰة والسلام کا بار بار دبانا کلامِ الٰہی کی ہیبت کم کرنے اور آپ کے قلبِ شریف کو حاضر کرنے کے لئے تھا تاکہ کلام ربانی کی قرأت کے متحمل ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا، "والحکمة فی الغط شغله عن الالتفات والمبالغة فی امره باحضار قلبه الشریف، صلی اللہ علیہ وسلم! وکرره مبالغة فی التنبیه"، اور شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، "تکرار گرفتن وفشردن از برائے تصرف در دفع ہیبت است کہ آنحضرت رادریں حال گرفتہ ومبالغہ در تکمیل ذات و احضار قلب شریف اواست تا تہیئو قراءت کلام ربانی وضبط آں کہ تحمل وحی موقوف برانست بروجہ احسن و اتم والیق حاصل شود"

قولہ ترجف بوادرہ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات کریمات لے کر کلام ربانی کے تحمل کی ہیبت سے لرزتے ہوئے واپس تشریف۔ بوادر بادرہ کی جمع ہے اور وہ کان اور کندھے کے درمیان والا گوشت ہے جو خوف کے سبب لرزنے لگتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا میرا حال کیسا ہے کہ میرے قلب پر اس قدر خوف طاری ہے۔ ان کلمات طیبات میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کرنا مقصود تھا کہ وہ اس میں کیسا خیال کرتی ہیں۔ انھوں نے نورِ فراست اور خداداد سمجھ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مکارمِ اخلاق اور محاسن صفات اکمل وجہ پر مشاہدہ کیا ہوا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچی بات کرتے ہیں، عاجز لوگوں کی غم خواری کرتے ہیں۔ مال حاصل کرکے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں جس میں یہ صفات واطوار پائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو مہمل رہنے

Marfat.com

دیتا ہے۔ پھر وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ کے پاس لے گئیں۔ اس میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غایت درجہ کا ایمانی تصلّب ہے کہ کلامِ الٰہی سنتے ہی اس کی تصدیق کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اذعان کیا یہ بہت بڑی منقبت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جن مدائح اور محاسن کا انسان لائق ہو اس کے سامنے وہ ذکر کرنے ممنوع نہیں اور جس حدیث شریف میں ہے کہ "مدح کرنے والوں کے مونہوں پر مٹی ڈالو"، یہ وہ لوگ ہیں جو تحصیل زر اور حصول دنیا کے لئے کسی کی مدح کرتے ہیں اور ممدوح اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے واقعہ سن کر کہا یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ ناموس دراصل سرِ خیر کو کہتے ہیں جیسے جاسوس سرِ شر کو کہتے ہیں، لیکن یہاں ناموس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ ورقہ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ ان کے مذہب پر نصرانی تھا، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نبیوں میں بہت مشہور ہیں اور ان کی نبوت میں سب کا اتفاق ہے۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کی نبوت کی شان میں یہودی اختلاف کرتے تھے۔

"ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا"

اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا، یارسول اللہ! آپ خوش رہیں بخدا! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا، معمر کی روایت میں ہے کہ اللہ آپ کو غم میں نہیں ڈالے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور ذوالارحام کے حقوق ان کی جگہ رکھتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں۔ تَحْمِلُ الْکَلَّ، عاجز کا بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی ضعیف و ناتوان یتیم اور بھوکوں کی مدد کرتے ہیں۔ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، مفلس کے لئے کسب مال کرتے ہیں۔ مشہور اور صحیح روایت ہیں نیز لغت میں مشہور یہ ہے کہ تکسب، کی تاء مفتوح ہے۔ ایک روایت کے مطابق تا مضموم ہے۔ اس وقت اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے غیر پر احسان کرتے ہیں اور اسے مال دیتے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ آپ لوگوں کو فوائد کی ضروری باتیں اور مکارم الاخلاق عطا کرتے ہیں جو لوگ آپ کے غیر سے نہیں پاتے اور تاء کے مفتوح پڑھنے کی صورت بھی اس کے دو معنے ہیں ان میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا معنی وہی ہے جو مضموم کا معنی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ مال حاصل کرتے ہیں اور اس سے وہ پاتے ہیں جس کو حاصل کرنے سے آپ کا غیر عاجز ہے پھر وہ اچھے امور میں خیرات کر دیتے ہیں (عینی)

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض شارحین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ معدوم سے مراد مال ہے اور بعض کے کلام سے یہ مفہوم ہے کہ اس سے مراد فقیر محتاج ہے۔ وتقری الضیف، مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والے حادثات پر مدد کرتے ہیں۔ نوائب، نائبہ کی جمع ہے اس کے معنی اچھا یا برا حادثہ ہے چونکہ حادثہ حق اور باطل ہوتا ہے اس لئے حق کی قید ذکر کی ہے۔ یعنی حق کی راہ میں حادثات پر مدد کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! یہ وہ اخلاق حمیدہ اور صفات حمیدہ ہیں جو ام المؤمنین نے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

۴۶۳۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

بَابُ قَوْلِهٖ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

۴۶۳۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

سرورِ کائنات میں دیکھے تھے اور یہ استدلال کیا کہ حق تعالیٰ ان اخلاق و صفات کے حامل کو ہرگز رسوا نہ کریگا
(حدیث ع۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا ،،

۴۶۳۶ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

۴۶۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِىْ زَمِّلُوْنِىْ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

خوابوں سے ہوئی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔

باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پڑھئے! آپ کا ربّ بڑا کریم ہے!

۴۶۳۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خونِ بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے بذریعہ قلم تعلیم دی (یعنی خط اور کتابت قلم کے ذریعہ سکھائی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

۴۶۳۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کمبل اوڑھادو، مجھے کمبل اوڑھادو اور پوری حدیث ذکر کی۔ (ان حدیثوں میں گفتگو ہو چکی ہے)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

۴۶۳۸ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر یہ باز نہ آیا، تو پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے جو جھوٹی پیشانی خطا کار ہے“

۴۶۳۸ ترجمہ : عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کچل دوں گا۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیں گے۔ عمرو بن خالد نے عبید اللہ کے ذریعے عبدالکریم سے روایت کرنے میں یحییٰ یا عبدالرزاق کی متابعت کی۔

۴۶۳۸ شرح : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الآیۃ یعنی اگر یہ ملعون اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہم کے بال پکڑ کر اسے دوزخ میں پھینکیں گے۔ دوسری ناصیہ پہلی ناصیہ سے بدل ہے اور کاذبہ اور خاطئۃ مجازاً ناصیہ کی صفت ہے! کیونکہ دراصل کاذب اور خطا کار صاحب ناصیہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بلاذری نے روایت ذکر کی کہ ایک دن ابوجہل ملعون نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں اور بڑے

Marfat.com

سُوْرَةُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلِعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِیْ يُطْلَعُ مِنْهُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْاٰنِ اَنْزَلْنَاهُ مَخْرَجُ الْجَمْعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُؤَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ

بُرے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا تو پشت کے بل پھرا اور اُلٹے قدم ہاتھوں کے ذریعے بچتا ہُوا واپس پھر گیا لوگوں نے پوچھا کیا ہُوا؟ وہ بولا میں نے اپنے اور محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے درمیان آگ کی خندق اور ہولناک منظر اور پَر دیکھے ہیں۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو عذاب کے فرشتے اس کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیتے ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے تھے جن کے سَر آسمان تک اور پاؤں زمین پر تھے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا کی مرسل حدیث ہے کیونکہ اُنھوں نے ابوجہل کے کلام کا زمانہ نہیں پایا جبکہ وہ ہجرت سے تین برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ للہٰذا اُنھوں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے سُنی ہے۔

سُوْرَةُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ

اس کو سورۂ قدر بھی کہتے ہیں۔ اکثر کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے۔ واحدی نے ذکر کیا کہ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں یہ سورت نازل ہُوئی۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔ یعنی ہم نے قرآن کریم کو ایک ہی بار لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا اور اس کو بیت العزّہ میں رکھا۔ پھر ۲۳ برس کی مدّت میں تدریجاً سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

Marfat.com

سُوْرَۃُ لَمْ یَکُنْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُنْفَکِّیْنَ زَائِلِیْنَ قَیِّمَۃٌ اَلْقَائِمَۃُ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ اَضَافَ الدِّیْنَ اِلَی الْمُؤَنَّثِ

قولہ اَلْمَطْلَعِ ،، سے اس آیت کریمہ ،، سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک ،، کہا جاتا ہے کہ مَطْلَع بفتح اللام مصدر بمعنی طلوع ہے۔ کسائی نے لام پر کسرہ پڑھا ہے اور یہ ظرف مکان ہے اور وہ طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ یہ دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ جوہری نے کہا مَطْلَع بفتح اللام وبکسرہا مصدر اور ظرف مستعمل ہے قولہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ ،، ہم نے اسے (قرآن کریم) شب قدر میں اتارا۔ ضمیر غائب کا مرجع قرآن کریم ہے قولہ اَنْزَلْنَاہُ مَخْرَجُ الْجَمْعِ ،، یعنی اَنْزَلْنَاہ جمع کا صیغہ ہے حالانکہ نازل کرنے والا صرف اللہ ہی ہے لہٰذا اِنِّیْ اَنْزَلْتُ ،، چاہئے تھا، لیکن جمع میں تاکید ہے اور عرب زیادہ اثبات اور تاکید کے لئے فعل واحد کی جمع کے لفظ سے تاکید کرتے رہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں فاعل کی تعظیم ہے اس کو جمع تعظیم کہتے ہیں

سُوْرَہ لَمْ یَکُن

اس سورت کو مُنْفَکِّیْنَ ،، سورۂ قیامت اور سُوْرَۂ بَیِّنَہ بھی کہتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے۔ بعض مکی کہتے ہیں۔ قولہ مُنْفَکِّیْنَ سے اس آیت کریمہ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ الآیۃ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اہل کتاب کافر یہود و نصاریٰ اور مشرک اپنے دین چھوڑنے والے نہیں۔ جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آ جائے۔ فک کے لغوی معنی فتح کے ہیں۔ اسی سے فکِ کتابت اور فکِ رہن ہے مُنْفَکِّیْنَ بمعنی زائلین ہے۔

قولہ قَیِّمَۃ ،، سے اس آیت کریمہ ،، ذَالِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر القائمہ سے اس کی تفسیر کی۔ دین کی مؤنث کی طرف اضافت کی اور وہ ملت ہے قَیِّمَۃ اس کی صفت اور موصوف محذوف ہے۔ یعنی دِیْنُ الْمِلَّۃِ الْقَائِمَۃِ الْمُسْتَقِیْمَۃ ،، یعنی یہ سیدھی ملت کا دین ہے۔

Marfat.com

۴۶۳۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَالَ وَسَمَّانِي قَالَ نَعَمْ فَبَكَى

۴۶۴۰ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُبَيٍّ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ أُبَيٌّ آللّٰهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ فَأُنْبِئْتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

۴۶۳۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر سُورۂ لَمْ یَکُنْ پڑھوں اُبی نے کہا یا رسُولَ اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے ؟ اور رونے لگے ۔

۴۶۳۹ — شرح : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا یا تقصیر کے ڈر سے روئے تھے اُنھوں نے اپنے نفس کو حقیر سمجھا اور تعجب کرتے ہُوئے خوف کیا۔ کیونکہ نیک لوگ جب کسی شئے سے خوش ہوں تو اس میں خشیت اور خوف پیش نظر رکھتے ہیں ابن ابی کعب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے پوچھا تھا کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے کہ شائد اللہ تعالیٰ نے مطلق کسی امتی کے متعلق فرمایا ہو کہ اس پر قرآن پڑھیں اور ابی کے نام کی خصوصیت نہ ہو اس لئے اس کی تحقیق کے لئے استفسار کیا

۴۶۴۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن پڑھوں ۔ اُبی نے کہا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام ذکر کیا ہے ۔ (یہ سُن کر) تو اُبی رونے لگے ۔ قتادہ نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ نے اُبی کے سامنے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ تلاوت فرمائی ۔

Marfat.com

۴۶۴۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ دَاؤدَ اَبُوْجَعْفَرِ الْمُنَادِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُقْرِئَكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِیْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ

۴۶۴۰ — شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبی کے سامنے قرآن پڑھنے کی حکمت میں مختلف اقوال ہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ لوگ اہل فضل کے سامنے قرآن پڑھنا مسنون جانیں۔ اور اس سے روگردانی نہ کریں۔ بعض نے اس میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جلالت و فضیلت کی وضاحت ہے اور یہ کہ وہ اس اہل ہیں کہ اُن سے قرآن پڑھا جائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن میں امام شمار کرتے تھے۔ اس فضیلت و جلالت میں کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں۔ اس سورت کی قراءت کی تخصیص کا یہ سبب ہے کہ اس میں معاش، احوالِ دین توحید و رسالت، اعجازِ قرآن عبادت اور اخلاص کا ذکر ہے۔ اور لوگوں کے جنتی اور دوزخی ہونے اور نیک بخت و بدبخت ہونے اور بہتر و بدمخلوق اور لعنت سے پہلے اور بعد کے احوال مذکور ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۶۴۱ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھاؤں۔ اُبی نے کہا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے فرمایا ہاں! اُبی نے کہا پروردگارِ عالم کے حضور مجھے ذکر کیا گیا ہے؟ فرمایا ہاں اُبی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے،،

۴۶۴۱ — شرح: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا کہ میں قرآن پڑھ کر تمہیں بتاؤں کہ کس طرح پڑھنا چاہیئے۔ جیسا کہ استاذ طالب حدیث کے سامنے حدیث بیان کرتا ہے یا قاری قرآن متعلمین کو پڑھ کر سمجھاتے ہیں کہ اس طرح پڑھا کریں، لہٰذا اس حدیث اور پہلی حدیث میں منافات نہیں جبکہ اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبی سے ارشاد ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھاؤں اور پہلی حدیث میں ہے میں تیرے سامنے قرآن پڑھوں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

سُوْرَةُ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ اَوْحٰى لَهَا وَاَوْحٰى اِلَيْهَا وَوَحٰى لَهَا وَوَحٰى اِلَيْهَا وَاحِدٌ

بَابُ قَوْلِهٖ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

۴۶۴۲ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ

سُوْرَہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

اِس کو سُوْرَہٗ زلزلہ بھی کہتے یہ سُورت مکی ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ فَمَنْ یَّعْمَلْ الآیۃ مثقال بروزن مِفعال بمعنی وزن ہے۔

قولہ اَوْحٰی لَہَا ،، سے اس آیت کریمہ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں کہا کہ اوحی لہا اور اَوْحٰی اِلَیْہَا، وَحٰی لَھَا اور وَحٰی اِلَیْہَا ،، استعمال میں یکساں ہیں اور دونوں لام اور اِلیٰ سے متعدی ہوتے ہیں۔ ذَرَّہ کے معنی چیونٹی ہیں اور سُورج کی شعاع میں نظر آنے والے کو بھی ذرہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

أَثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَهِيَ لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهُوَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا"

۴۶۴۲ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑے تین طرح کے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک گھوڑا کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ ہوتا ہے کسی کے لئے بچاؤ کا سبب اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہے۔ ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر دی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی۔ اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے، حالانکہ اس کا پانی پلانے کا ارادہ نہیں تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا ذریعہ ہے اور جس شخص نے اس کو مال داری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا یہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے گناہ کا باعث ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اتری سوا اس جامع تنہا آیت کے: "فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الْآيَة"

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهٗ

۴۶۴۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهٗ

۴۶۴۲ — شرح : مرج وہ مقام ہے جہاں جانور گھاس چرتے ہیں۔ طِیَل لمبی رسی ہے جس سے جانور کو باندھا جاتا ہے۔ شرف بلند جگہ ہے۔ تغنیا، لوگوں سے بے پرواہ ہونا اور کسی سے سوال کرنے سے بچنا اور اپنی تجارت اور کھیتی وغیرہ کے سفر میں اس پر آتا جاتا ہے۔ یہ گھوڑا اس کے لئے ستر ہے جو اس کو فاقہ سے بچاتا ہے اور اس کی گردن سے متعلق اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ ہے یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور اس کی پیٹھ کے متعلق حق یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر سواری کرتا ہے۔ نِوَاءٌ کے معنی دشمنی کے ہیں۔ فاذہ کے معنی ہیں یہ تنہا آیت کریمہ ہے اور قلتِ الفاظ اور کثرتِ معانی میں اس جیسی کوئی دوسری نہیں ، کیونکہ یہ خیر و شر کو جامع ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے یہ سوال عرض کیا تھا کہ گدھے کا حکم گھوڑے کا حکم جیسا ہے یا اس سے مختلف ہے ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر یہ خیر کے لئے ہے تو اس کی خیر دیکھ لے گا اگر شر کے لئے ہے تو وہ دیکھ لے گا۔ (حدیث ۲۲۱۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جو ایک ذرہ برائی کرے اسے دیکھے گا !"

۴۶۴۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے بارے میں مجھ پر صرف یہ تنہا جامع آیت نازل ہوئی ہے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الاية

۴۶۴۳ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو قیامت کے

Marfat.com

سُوْرَةُ وَالْعَادِيَاتِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْكَنُوْدُ اَلْكَفُوْرُ يُقَالُ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا رَفَعْنَ بِهٖ غُبَارًا لِحُبِّ الْخَيْرِ مِنْ اَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ لَبَخِيْلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيْلِ شَدِيْدٌ حُصِّلَ مُيِّزَ

دن اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے۔ مومن کو اس کی نیکیاں اور بد کو اس کی بدیاں دکھائی جائیں گی پھر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ وہ کفر کے سبب اکارت ہو چکی ہوں گی اور بدیوں پر اس کو عذاب دیا جائے گا۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دُنیا میں ہی دیکھ لے گا۔ جب دُنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دُنیا میں پالے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی اس آیت میں ترغیب ہے کہ تھوڑی نیکی بھی کار آمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا بھی وبال ہے۔ واللہ اعلم!

سُوْرَۂ عادیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں۔ عادیات وہ گھوڑے ہیں جو اللہ کی راہ میں دوڑتے ہیں جب وہ زور سے چلیں اور دوڑیں تو ان کے سانس کی آواز کو ضبح کہتے ہیں یعنی ان گھوڑوں کی قسم! جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہے۔ مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ "، کی تفسیر میں کہا کنود بمعنی کفور ہے۔ یعنی انسان اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا "، کی تفسیر میں کہا جو گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں وہ اس وقت غبار اُڑاتے ہیں۔ بہٖ میں ضمیر غائب کا مرجع صبح ہے جس پر کا لمغیرات صبحا "، دلالت کرتا ہے۔ قولہ لِحُبِّ الْخَيْرِ " سے اس آیت کریمہ: وَاِنَّهٗ

Marfat.com

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ كَالْعِهْنِ كَاَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوْفِ

لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا : لِاَجْلِ الْخَيْرِ، اس تفسیر میں یہ اشارہ ہے کہ لِحُبِّ الْخَيْرِ، میں لام تعلیل کے لئے ہے ۔ یعنی انسان مال کی خواہش کے سبب بخیل ہے۔ شدید بمعنی بخیل ہے بخیل کو شدید کہا جاتا ہے۔

قولہ حُصِّلَ" سے اس آیت کریمہ : وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ" کی طرف اشارہ کیا اور حُصِّلَ کی تفسیر مُیِّزَ سے کی یعنی جو کچھ سینوں میں ہے کھول دیا جائے گا اور وہ جدا جدا کر دیا جائے گا ۔ بعض نے حُصِّلَ بمعنی جمع کہا ہے بعض نے بمعنی اُخْرِجَ اور بعض نے بمعنی اُظْهِرَ کہا ہے ۔ واللہ اعلم!

سُوْرَۂ قارعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے ۔ اس کی گیارہ آیات ہیں ۔ قارعہ بمعنی قیامت ہے کیونکہ قیامت دلوں کو ہلا دے گی قولہ کَالْفَرَاشِ" سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ" کی طرف اشارہ کیا اور فراش مبثوث کی تفسیر كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ" سے کی یعنی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی جیسے ہوں گے ۔ جس طرح وہ شعلہ پر گرنے کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی ایک جہت معین نہیں ہوتی ۔ ہر ایک دوسرے کے خلاف جہت جاتا ہے ۔ یہی حال روز قیامت خلق کے انتشار کا ہوگا ۔ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ" ٹڈی دل کی طرح جو ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں ۔ ایسے ہی لوگ ایک دوسرے پر جمع ہوں گے ۔ قیامت کے دن لوگوں کے ایک دوسرے پر گرنے کو ٹڈی دل

Marfat.com

سُوْرَةُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلتَّكَاثُرُ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

کے ساتھ کثرت اور خواری اور پریشانی میں تشبیہ دی۔

قولہ کالعھن ,, دھنی ہوئی رنگ برنگی روئی کی طرح جس کے اجزاء متفرق ہوکر اُڑتے ہیں یہی حال قیامت کے ہول و دہشت سے پہاڑوں کا ہوگا ،، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قیامت کے دن پہاڑوں کے اجزاء اُڑتے نظر آئیں گے حتیٰ کہ وہ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے جو دھنتے وقت اڑتے ہیں۔ جب عظیم اور سخت پہاڑوں میں قارعہ کی یہ تاثیر ہے تو قارعہ کی آواز سننے کے وقت انسان جیسی ضعیف مخلوق کا حال کیسا ہوگا ؟

سُوْرَۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

اس کو سورۂ تکاثر بھی کہتے ہیں ۔ یہ سورت مکیہ ہے ۔اس کی آٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کی تفسیر میں کہا تمہیں اموال و اولاد کی کثرت نے اللہ کی طاعت سے غافل رکھا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انھوں نے کہا ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اور فلاں قبیلہ فلاں سے اکثر ہے۔ ان کو اس نے مشغول رکھا حتیٰ کہ وہ گمراہ مر گئے ،،

Marfat.com

سُوْرَةُ وَالْعَصْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ

سُوْرَةُ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحُطَمَةُ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرَ وَ لَظٰى

سُوْرَۃ عصر

یہ سورت مکی ہے اس کی تین آیات ہیں

یحیٰی نے کہا عصر یعنی دہر ہے کہ اس کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ حسن بصری نے کہا رات دن کی گھڑیوں میں سے ایک گھڑی ہے۔ مقاتل نے کہا، اس کے معنی نمازِ عصر ہے۔ بعض نے کہا دراصل وَرَبِّ العصر ہے۔ یہ بہترین تفسیر ہے۔ بعض نے کہا دوسرے زمانوں پر اس کے کمالِ شرف کے اعتبار سے اس سے عصرِ نبوت مراد ہے۔

مجاہد نے کہا "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" میں خُسر کے معنی گمراہی ہیں پھر اس سے "اِلَّا" کے ساتھ مومنوں کو مستثنیٰ کیا یعنی وہ خسارے میں نہیں"

سُوْرَۃ ہُمَزَہ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی نو آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "ہمزہ" وہ لوگ ہیں جو دوسروں

Marfat.com

سُوْرَةُ اَلَمْ تَرَكَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ اَبَابِيْلَ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ سِجِّيْلٍ هِىَ سَنْكِ وَكِلْ

کے درمیان جدائی ڈالنے کے لئے چغلی کرتے ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں اور ان کی چغلی کرتے ہیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ الحطمۃ" سے اس آیت کریمہ کَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا یہ دوزخ کا نام ہے جیسے سقر اور لظی دوزخ کے نام ہیں اس کو حطمہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ توڑ دیتی ہے۔

سُوْرَۃ اَلَمْ تَرَكَيْفَ

اس کو سُورۂ فیل بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔

اَلَمْ تَرَ سے مراد اَلَمْ تَعْلَمْ ہے۔ فراء نے کہا کیا آپ کو حبشہ اور فیل کی خبر نہیں پہنچی؟ انھوں نے یہ تفسیر اس لئے کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب فیل کے سال تولد فرمایا تھا۔ آپ نے بظاہر بچشم سر یہ واقعہ دیکھا نہیں۔

قولہ ابابیل" سے اس آیت کریمہ، وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر متتابعۃ مجتمع سے کی یعنی ان پر ابابیل لگاتار جھنڈ کے جھنڈ بھیجے" ثعلبی نے کہا ابابیل بہت زیادہ پیلے ہوئے ایک دوسرے پر جمع تھے۔ نسفی کی تفسیر میں ہے کہ ابابیل ابال کی جمع ہے۔ کہا گیا ہے ابابیل عبادیل کی طرح ہے اس کا واحد نہیں۔ بعض نے کہا یہ ابول کی جمع ہے۔ جیسے عجول کی جمع عجاجیل ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ یہ پرندے اونٹ کی شکل کے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ان کے دانت درندوں کے دانتوں جیسے تھے۔ ایسے پرندے پہلے اور بعد میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ (عینی)

Marfat.com

سُورَةُ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لِإِيلَافِ أَلِفُوا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ وَآمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي حَرَمِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لِنِعْمَتِي عَلٰى قُرَيْشٍ

قولہ سجیل ،، سے اس آیت کریمہ ترمیھم بحجارۃ من سجیل ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور سجیل کی تفسیر سنگ و گل سے کی یہ فارسی لغت ہے۔

ابابیل سمندر کی جانب سے فوج فوج آئیں۔ ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ دو دو پاؤں میں اور ایک ایک چونچ میں تھی۔ جس پر پرندے سنگریزہ چھوڑتے وہ سنگریزہ اس کے خود کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی میں سے گزر کر زمین میں پہنچتا ہر سنگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سنگریزہ سے ہلاک کیا گیا قسطلانی نے کہا سجیل معنی دیوان اور دفتر ہے۔ اس میں کفار کا عذاب لکھا ہوا ہے۔ معنیٰ یہ ہیں کہ جو عذاب دیوان میں لکھا ہوا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں لکھا ہے۔ اس عذاب میں آبابیل کنکریاں لاکر پھینکتے تھے۔

سُوْرَۃُ لِاِیْلٰفِ

اس کو سورۃ قریش بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ ضحاک اور عطاء نے کہا یہ مدنی ہے اس کی چار آیات ہیں۔ مجاہد نے کہا ان کے محبت و میلان کرنے کے اعتبار سے یہ ہے کہ ان پر سردی اور گرمی میں سفر کرنا مشکل نہیں جبکہ وہ سردی میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔

قولہ لایلاف قریش ،، یہ اس آیت کریمہ : فلیعبدوا رب ھذا البیت ،، سے متعلق ہے۔ یعنی اگر دوسری بے شمار نعمتوں کے باوجود یہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے تو کم از کم اس خاص نعمت کے باعث ہی اس گھر کے رب کی عبادت کریں کہ اس میں ان کے لئے تجارت وغیرہ کے منافع پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر سال میں دو سفروں کی رغبت دلائی ان کی محبت ان میں ڈالی۔ سردی کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی

Marfat.com

سُوْرَةُ اَرَءَيْتَ الَّذِي

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَدُعُّ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ يُدَعُّوْنَ يُدْفَعُوْنَ سَاهُوْنَ لَاهُوْنَ وَالْمَاعُوْنَ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَعْلَاهَا الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَاَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ

کے موسم میں شام کا سفر کہ قریش تجارت کے لئے ان موسموں میں یہ سفر کہتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم کہتے تھے اور ان کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ یہ ان پر ایک خاص نعمت ہے۔ بعض کہتے ہیں پہلی سورت کی اس آیت کریمہ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ، سے متعلق ہے یعنی ان کو کھائے ہوئے گھاس کی طرح کر دیا تاکہ قریش کی تالیف ہو۔ کسائی اور اخفش نے کہا۔ لِاِيْلٰفِ کا لام تعجب کے لئے ہے۔ یعنی قریش کے سردی گرمی کے سفر سے محبت کرنے اور اس گھر کے رب کی عبادت ترک کرنے پر تعجب دامن گیر ہوتا ہے۔ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ قولہ تعالیٰ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ، اللہ تعالیٰ نے قریش کو حرم میں ان کے ہر دشمن سے بے خوف کیا ہے اور وہ قتل وغیرہ سے امن میں ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے کہا ایلاف بمعنی انعام بھی آتا ہے یعنی قریش پر میری نعمت کے سبب سے کہ وہ ان دو سفروں سے محبت کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ اَرَءَيْتَ

اس کو سورۂ ماعون بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی سات آیات ہیں

مجاہد نے کہا يَدُعُّ بمعنی يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ ہے یعنی یتیم کو اس کے حق سے دور کرتا ہے اور دھکے دیتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوجہل ایک یتیم کا وصی تھا۔ ایک روز وہ برہنہ آیا کہ ابوجہل سے اپنا مال لے اس نے اس کو دھکے دیئے اور بہت سختی کی یا ولید بن مغیرہ یا ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی کہ ایک روز

Marfat.com

سُوْرَةُ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ شَانِئَكَ عَدُوَّكَ

برہنہ یتیم نے اس سے کپڑے کا سوال کیا تو اُس نے اس کو لاٹھی سے مارا اور دھکے دے کر نکال دیا۔

قولہ یُقَالُ الخ یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ دَعْدَعْتُ سے مشتق ہے۔ اور یہ ماضی کا صیغہ ہے۔ ضمیر متکلم کے باعث ادغام نہیں کیا گیا۔

قولہ یَدَعُوْنَ یعنی یَدْفَعُوْنَ ہے حسن بصری اور ابو رجاء کی قراءات میں یہ مخفف ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

قولہ سَاهُوْنَ " سے اس آیت کریمہ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر لَاهُوْنَ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں اور کھیلتے ہیں، سستی کرتے ہیں۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ لوگ منافق ہیں جو خفیۃً نماز ترک کر دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے اوجھل ہوں اور ان کے سامنے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ قتادہ نے کہا نماز کی پرواہ نہیں کرتے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔

قولہ اَلْمَاعُوْنَ " سے اس آیت کریمہ " وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں تین اقوال ذکر کیے ہر معروف شئی جو لوگ آپس میں لیتے دیتے ہیں جیسے ڈول، تیشہ، ہنڈی، چمچہ وغیرہ۔

سعید بن مسیب، زہری اور مقاتل نے کہا لغتِ قریش میں ماعون پانی ہے۔ تیسرا قول عکرمہ کا ہے کہ اس کا اعلیٰ درجہ زکوٰۃ مفروضہ اور ادنیٰ مرتبہ سامان کا عاریۃً دینا ہے یعنی ماعون جامع نام ہے جو گھریلو ہر سامان کو شامل ہے۔ بعض نے کہا ماعون وہ ہے جس کا منع کرنا جائز نہیں جیسے پانی اور نمک وغیرہ "

سُوْرَہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَر

اس کو سورۃ کوثر بھی کہتے ہیں یہ سورت مکی ہے۔ ان کی تین آیات ہیں۔ بعض نے کہا یہ سورت مدنی

Marfat.com

۴۶۴۶ ـ حَدَّثَنَا اٰدمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ ۴۶۴۷ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ

ہے، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ مکی ہے۔

قولہ شانئک ،، سے آیت کریمہ : اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عدو سے اس کی تفسیر کی۔ کفار قریش ابوجہل وغیرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تھے کیونکہ اس وقت آپ کی اولاد نہ تھی۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہی لوگ ابتر ہیں۔ حق یہی ہے کہ آج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شرق و غرب میں پھیلی ہوئی ہے اور ابوجہل لعین اور اس جیسے دوسرے کافروں کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا خوب فرمایا ؎

مٹے ہیں مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے ٭ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا ،، "صلی اللہ علیہ و آلہ و بارک وسلم"

۴۶۴۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لے جایا گیا آپ نے فرمایا میں ایک نہر پہ آیا جس کے دونوں کنارے موتیوں کے قبے تھے جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ کوثر ہے

۴۶۴۶ — شرح : کوثر بروزن فوعل ہے۔ ہر وہ شئ جس کی تعداد اور مقدار بکثرت ہو عرب اس کو کوثر کہتے ہیں۔ جمہور نے کہا کوثر حوض ہے۔ بعض نے کہا کوثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حوض کے بارے میں تمام احادیث صحیح ہیں۔ اس پر ایمان رکھنا فرض ہے اور اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس میں کوئی تاویل نہیں۔ یہ اپنے ظاہر پر ہے۔ جبکہ اس کی حدیث تواتر سے منقول ہے۔

قولہ قباب اللؤلؤ ،، مجوف ،، مجوف مرفوع مبتدا محذوف کی خبر ہے۔

حافتاہ ،، اس کے دونوں کنارے۔

۴۶۴۷ — ترجمہ : ابوعُبیدہ عامر بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے

Marfat.com

حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّآ اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ قَالَتْ نَهَرٌ اُعْطِیَهٗ نَبِیُّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَیْهِ دُرٌّ مُّجَوَّفٌ اٰنِیَتُهٗ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ وَرَوَاهُ زَكَرِیَّا وَ اَبُوالْاَحْوَصِ وَ مُطَرِّفٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ

۴۶۴۸ — حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَیْرُ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ قَالَ اَبُوْبِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ فَاِنَّ نَاسًا یَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ نَهَرٌ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِیْدٌ اَلنَّهَرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ

اُن سے اللہ تعالیٰ کے قول: "اِنَّآ اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ"، کے معنی پوچھے تو انھوں نے فرمایا وہ نہر ہے جو تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے اس کے دو کنارے ہیں ہر ایک پر موتی ہیں جو اندر سے خالی ہیں۔ اس کے کوزوں کی تعداد ستاروں کی تعداد جیسی ہے۔ اس کو زکریا بن ابی زائدہ، ابوالاحوص سلام بن سلیم اور مطرف بن طریف نے ابواسحاق سے روایت کی ہے۔

۴۶۴۸ — شرح: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال کا جامع ہیں۔ الحاصل ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اُن سب اقوال کو شامل ہے جو کوثر کی تفسیر میں مذکور ہیں کیونکہ یہ تمام وہی خیر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہے۔ اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر عطا کی۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصریح کے مطابق حکمت کے معلم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ"، حکمت کا معلم وہی ہوتا ہے جو منبع حکمت ہو اور جسے حکمت دی جائے اس کو خیر کثیر مل جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا"، نصوص قرآن سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کثیر جمع کی ہے۔ اس تقریر سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ"، اگرچہ

Marfat.com

سُوْرَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ اَلْكُفْرُ وَلِيَ دِيْنِ الْاِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِيْنِيْ لِاَنَّ الْاٰيَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهُوَ يَهْدِيْنِ وَيَسْقِيْنِ وَقَالَ غَيْرُهُ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الْاٰنَ وَلَآ اُجِيْبُكُمْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمُرِيْ وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَهُمُ الَّذِيْنَ قَالَ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا

غیب جانتا تو خیر کثیر جمع کر لیتا »، کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطاء کیا ہے ، کیونکہ قضیہ شرطیہ میں تالی کے رفع سے مقدم کا رفع ہوتا ہے ۔ چونکہ اس میں باقتضاء حرف لو مقدم اور تالی دونوں منفی ہیں ۔ لہٰذا نتیجہ اثبات میں ہوگا اور " لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ »، کہ اللہ رسول کو غیب پر مطلع کرتا ہے » سے اس نتیجہ کو تقویت پہنچتی ہے لہٰذا قرآن کی اس آیت کریمہ : " لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ »، کا مفہوم واضح ہو گیا کہ زمین و آسمان میں بذات خود غیب جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حضرات انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم التحیۃ والسلام اللہ کے بتانے سے جانتے ہیں ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

سُوْرَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ

اس کو سورۂ کافرون بھی کہتے ہیں ۔ یہ سورت مکی ہے ۔ اس کی چھ آیات ہیں اس میں مکہ والوں کو خطاب ہے جبکہ اہل مکہ ولید بن مغیرہ ، عاص بن وائل ، حارث بن قیس سہمی ، اسود بن یغوث ، اسود بن عبد المطلب اور امیہ بن خلف نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ ہمارا دین تسلیم کر لیں ہم تمہارا دین تسلیم کر لیں گے اور آپ

Marfat.com

اپنے امور میں شریک کر لیں گے ۔ آپ ایک سال ہمارے بتوں کی پوجا کریں۔ ہم ایک سال تمہارے رب کی عبادت کریں گے ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ! میں اللہ کا شریک کیسے کر سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی ۔

قولہٗ لَكُمْ دِيْنُكُمْ ،، سے اس آیت کریمہ ،، لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ،، نازل فرمائی ۔ تمہارے لئے تمہارا دین کفر ہے اور میرے لئے میرا دین اسلام ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے دِيْنِيْ ،، نہیں فرمایا، کیونکہ آیات کے آخر میں نون ہے ۔ اس لئے اس کی رعایت کے یاء کو حذف کر دیا ہے ۔ تاکہ آیات کے اواخر نون پر موافق ہوں ۔ جیسے يَهْدِيْنِ اور يَشْفِيْنِ ،، اصل میں يهديني اور يشفيني تھے یاء کو حذف کر کے نون پر کسرہ کر دیا تاکہ حذف یاء پر دلالت کرے یا بدیع کی قسم ہے ۔

قولہ قَالَ غَيْرُهٗ ،، ظاہر یہی ہے کہ غیرہ کو حذف کیا جاتا کیونکہ فراء سے پہلے اور کسی کا تذکرہ نہیں جو فراء کا غیر ہو جبکہ مذکورہ تفسیر فراء نے کی ہے ،، یعنی اے کافرو! جس کی تم اب عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنی بقیہ زندگی میں تمہاری دعوت قبول کروں گا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ ان کافروں میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا ۔

قولہ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ،، اللہ تعالیٰ نے مَنْ اَعْبُدُ نہیں فرمایا، کیونکہ کلمہ مَا مَنْ سے عام ہے اور یہاں عموم کا اعتبار ہے یا صفت مراد ہے گویا کہ فرمایا لَا اَعْبُدُ الْبَاطِلَ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْبُدُوْنَ الْحَقَّ ،، میں باطل کی عبادت نہیں کرتا ، حالانکہ تم حق کی عبادت نہیں کرتے ہو یا مَا مصدریہ ہے یعنی لَا اَعْبُدُ عِبَادَتَكُمْ وَلَا تَعْبُدُوْنَ عِبَادَتِيْ ،، پھر اس میں تکرار تاکید کے لئے کیونکہ عرب تاکید اور افہام کے لئے تکرار کرتے رہتے ہیں ۔ جیسے تخفیف و ایجاز کے لئے اختصار کرتے ہیں ۔

علامہ کرمانی نے کہا جس کی تم عبادت کرتے ہو میں حال اور استقبال میں اس کی عبادت نہیں کرتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لَا اَعْبُدُ حال کے لئے حقیقت اور استقبال کے لئے مجاز ہے یا بالعکس یا یہ مشترک ہے یہ دونوں جمع کیسے ہو سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے ۔ شافعی اس کو مطلق جائز کہتے ہیں اور احناف عمومِ مجاز مراد لیتے ہیں ۔ اس میں حقیقت اور مجاز دونوں کا ارادہ جائز ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ قسطلانی نے کہا اس سورت میں مَا ،، بمعنی الذی ہے ۔ اگر اس سے بُت مراد ہیں جیسے پہلی اور تیسری آیت کریمہ میں ہے ۔ تو بات واضح ہے کیونکہ بُت ذی عقل نہیں اور مَا دراصل غیر عقلاء کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اگر اس سے باری تعالیٰ مراد ہو جیسے دوسری اور چوتھی آیات میں ہے تو یہ مصدریہ ہے یعنی لَا اَعْبُدُ عِبَادَتَكُمْ وَلَا اَنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ عِبَادَتِيْ یعنی میں تمہاری عبادت کی مثل عبادت نہیں کرتا اور تم میری عبادت کی مثل عبادت نہیں کرتے ہو ۔ ابو مسلم نے کہا پہلی دو میں مَا بمعنی اَلَّذِيْ ہے اور مقصود معبود ہے

Marfat.com

سُوْرَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۴۶۴۹ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَبِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

يَتَأَوَّلُ الْقُرْاٰنَ

اور دُوسری دو میں " مَآ " مصدریہ ہے یعنی تمہاری عبادت جیسی عبادت نہیں کرتا ہوں جو شک پر مبنی ہے اور نہ تم میری عبادت جیسی عبادت کرتے ہو جو یقین پہ مبنی ہے۔ الحاصل لفظ مَآ بمعنی الذی ہے یا مصدریہ ہے اور پہلے دو بمعنی الذی ہیں اور دوسرے دو مصدری ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُوْرَةُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ

اس کو سورۂ نصر بھی کہتے ہیں۔ ابوالعباس نے کہا بلاخوف یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی تین آیات ہیں۔ ابن نقیب نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آخری سورت ہے جو قرآن میں نازل ہوئی ہے۔ واحدی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ حنین سے واپسی میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس کے نزول کے بعد آپ دو سال حیات رہے۔ مقاتل نے کہا جب یہ سورت نازل ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سامنے پڑھا تو وہ بہت خوش ہوئے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سُنا تو وہ رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے رولایا ہے۔ عرض کیا حضور اس میں آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد آپ اسی روز حیات رہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سر کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ اس کو دین میں سمجھ اور تاویل کا علم عطا فرما (عینی)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

۴۶۵۱ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ قَالُوْا فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ مَا تَقُوْلُ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَجَلٌ اَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نُعِیَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۴۶۴۹ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ" کے نازل ہونے کے بعد آپ نے کوئی نماز نہ پڑھی مگر اس میں یہ کہتے تھے: "سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ" اے اللہ تو پاک ہے اے اللہ میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں میرے لئے مغفرت فرما۔ قرآن کے مامور بہ پر عمل کرتے تھے۔

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ فوجوں کی فوجیں اللہ کے دین میں داخل ہوں گے

۴۶۵۱ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ: "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس میں شہروں اور محلات کی فتح کی خوشخبری ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) تم کیا کہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا مدت ہے یا مثال ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کی گئی ہے۔ اور آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا
تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ

۴۶۵۲ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِيْ مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَاَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَآءٌ مِثْلُهٗ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّهٗ مَنْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَدْخَلَهٗ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيْتُ اَنَّهٗ دَعَانِيْ يَوْمَئِذٍ اِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَذٰلِكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا فَقَالَ عُمَرُ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکیزگی بیان کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنیوالا ہے"

اپنے بندوں کو توبہ کی توفیق دینے والا ہے۔ تواب آدمیوں کی صفت ہو تو اس کے معنی ہیں اپنے گناہ سے رجوع کرنے والا۔

۴۶۵۲ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے شائخ

Marfat.com

بدر میں بٹھایا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے دل میں بہت غصہ کیا اور کہا آپ اس کو ہمارے پاس بٹھاتے ہیں۔ ہمارے بھی تو اس جیسے بیٹے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم جانتے ہو پس ایک دن ابن عباس کو بلایا اور ان کو مشائخ بدر میں بٹھایا۔ میں نہیں جانتا کہ انھوں نے اس روز مجھے بلایا مگر اس لئے کہ انہیں میری فضیلت ظاہر کریں۔

عمر فاروق نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ،، کے متعلق آپ حضرات کیا کہتے ہیں؟ بعض نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش چاہیں جس وقت ہماری مدد کی جائے اور ہمارے لئے شہر فتح ہوں اور بعض حضرات خاموش رہے۔ اُنھوں نے کچھ نہ کہا۔ عمر فاروق نے مجھے فرمایا اے ابن عباس تم بھی یہی کہتے ہو۔ میں نے کہا میں ایسے نہیں کہتا ہوں فرمایا پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کی مدت کی طرف اشارہ ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس وقت اللہ کی مدد اور فتح آئے۔ یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کو فرمایا اس سورت سے میں نہیں جانتا مگر جو تم کہتے ہو۔

۴۶۵۲ — **شرح** : اس مجلس شریف میں وہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تھے جو بدر کی جنگ میں شامل تھے۔ ان شیوخ میں سے جس نے کہا تھا کہ ہمارے بیٹے بھی ابن عباس جیسے ہیں وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے رضی اللہ عنہ،، وہ اُن دس حضرات میں سے ہیں جنہیں ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ وہ عشرہ مبشرہ کے نام سے موسوم ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ کہہ کر کہ وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور وفورِ علم میں یکتائے زمان ہیں۔ اُن پر یہ سورت بطورِ امتحان پیش کی جس کی معرفتِ کنہہ سے وہ معذور تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے برجستہ صحیح اور واقعی امر کی وضاحت کر دی کہ اُس سورت میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مدت کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ علم اس وقت سورت کی سماعت سے حاصل نہ تھا بلکہ اس میں فکر و تامل سے حاصل ہُوا تھا یا اُنھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہُوا تھا۔ جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ،، سابقہ امتوں میں محدث ہوئے ہیں عمر فاروق میری اُمت کے محدث ہیں۔ اگر میرے بعد نبوت جاری رہتی تو عمر فاروق نبی ہوتے ،،

Marfat.com

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِيْبٌ تَدْمِيْرٌ

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ

یہ سُورت مکیّہ ہے۔ اس کی پانچ آیتیں

ابولہب بن عبد المطلب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے اس کا نام عبد العزیٰ تھا جبکہ اس کی ماں خزاعیہ ہے۔ اس کے بیٹے کا نام لہب تھا اس کی نسبت یہ کنیت ہے۔ بعض نے کہا ابولہب کے رخسارے بہت سُرخ تھے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کا چہرہ چمکتا تھا اس کی عاقبت بھی اس کے موافق ہے کہ اس کا انجام یہ ہُوا کہ وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہُوا ،، یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور آپ کی عداوت میں ہی جنگ بدر کے چند روز بعد مرگیا۔ خود بدر میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنی طرف سے بُدَیل کو بھیج دیا تھا اور قریش کی شکست فاش اور رُسواء زمان ہزیمت کے غم سے مرگیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ وتب ،، سے اس آیت کریمہ ،، وَتَبَّ مَا اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور "تبّ" کی تفسیر خسر سے کی جبکہ تباب کی تفسیر خسران سے کی۔ اور اس آیت کریمہ : وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِىْ تَبَابٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر تتبیب کی تفسیر تدمیر بمعنی ھلاک سے کی اور اس آیت کریمہ : وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ وَتَبَّ کی واؤ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ تَبَّتْ يَدَا ہے جو دعاء کے معنی میں ہے جبکہ معطوف خبر ہے۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ لفظ کی مناسبت سے کسی دوسری آیت میں مذکور لفظ کی تفسیر کر دیتے ہیں لفظ یَدَا ،، سے مراد مُلک اور مال ہے ، چنانچہ کہا جاتا ہے ـ فلان قلیل ذات الید اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کے پاس

Marfat.com

۴۶۵۳ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهْ فَقَالُوا مَنْ هٰذَا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا فَقَالَ إِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ هٰكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ

۴۶۵۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ،، نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور اُن میں سے اپنے خاص لوگوں کو ڈر سنائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے فرمایا در یا صباحاہ ،، لوگوں نے کہا یہ کون ہے اور آپ کے پاس سب جمع ہو گئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر نکل کر تم پر حملہ کرنے والا ہے ۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے ؟ لوگوں نے کہا ہم نے آپ پر جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا فرمایا میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں ۔ ابولہب نے کہا تیری ہلاکت ہو اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا پھر اُٹھ کر چلا گیا تو یہ آیت کریمہ : تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ،، نازل ہوئی ۔ ابولہب نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور ہلاک ہو گیا ۔ سلیمان اعمش نے اس دن اسی طرح پڑھا تھا ۔

۴۶۵۳ — شرح : اس سورت کے نزول کا سبب یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہے ۔ قولہ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ،، عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کی تفسیر ہے یا شاذ قرآءت ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح پڑھا ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن ہے پھر اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ۔ اسی طرح قد تب قرآن میں

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ وَتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ

۴۶۵۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ إِلَى آخِرِهَا

نہیں اعمش نے روایت کرتے وقت یہ پڑھا ہے۔
قولہ یا صَبَاہ ،، فریاد کرنے والا یہ کلمہ کہتا ہے۔ دراصل لوگ حملہ کے وقت بلند آواز سے یہ کہتے ہیں کیونکہ بکثرت صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں اور اس کو یوم الصباح کہتے ہیں۔گویا قائل کہتا ہے۔ یا صباہ ہم کو دشمن نے گھیرے میں لے لیا ہے۔ہماری فریاد کو پہنچو ،،

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! وہ ہلاک ہُوا اس کے مال اور جو کچھ اُس نے کسب کیا تھا نے عذاب اور ہلاکت سے بے نیاز نہ کیا۔

۴۶۵۴ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء کی طرف تشریف لے گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے فرمایا " یا صَبَاہ ،، تو قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تم پر صبح کو یا شام کو حملہ کرنے والا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے ؟ لوگوں نے کہا جی ہاں ! فرمایا میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا کیا ہمیں اس لئے اکٹھا کیا تھا تیری ہلاکت ہو تو اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ الخ نازل فرمائی۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ

۴۶۵۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ

بَابُ قَوْلِهِ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِيْ بِالنَّمِيمَةِ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ يُقَالُ مِنْ مَّسَدٍ لِيفُ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اب وہ لپٹ مارتی آگ میں دھنستا ہے''

۴۶۵۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو گیا ہم کو اس لئے جمع کیا تھا تو یہ سورت تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ" آخر تک نازل ہوئی۔

(پوری سورت میں باب سے مطابقت واضح ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کی بیوی (بھڑکتی آگ میں داخل ہوئی) لکڑیوں کا گٹھا سر پہ اٹھاتی''

مجاہد نے کہا حمالۃ الحطب" سے مراد یہ ہے کہ چغلی کرتی پھرتی تھی۔ (تاکہ صحابہ میں دشمنی ڈالے) اس کی گردن میں کھجور کی چھال کا رسّا "حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ" کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مَسَد سے مُقل کی چھال

Marfat.com

سُوْرَةُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ لَا يُنَوَّنُ أَحَدٌ أَيْ وَاحِدٌ

کی بٹی ہوئی مضبوط رسّی مراد ہے اور وہ زنجیر ہے جو دوزخ میں اس کے گلے میں ہوگی۔

شرح: ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب بن اُمیہ ابوسفیان کی بہن ہے جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت عناد اور عداوت رکھتی تھی وہ باوجودیکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی، لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لاکر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں ڈالتی تاکہ حضور کو اور حضور کے صحابہ کرام کو ایذار اور تکلیف ہو اور حضور کی ایذار رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ کھجور کی چھال کی رسّی سے وہ گٹھا باندھتی تھی۔ ایک روز بوجھ اُٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتے نے بحکم الٰہی اس کو پیچھے سے اس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسّی سے اس کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مر گئی۔

قولہ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ "، علامہ قسطلانی نے کہا یہ جملہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ سے حال واقع ہے جو امرءتہ، کی صفت ہے یا مبتدا مقدر کی خبر ہے۔ یہ لوہے کی زنجیر ہے جو ستر گز لمبی ہے۔ یہ اس عورت کے منہ میں داخل کر کے اس کے ثقبِ دبر سے نکالی جائے گی اور باقی اس کی گردن میں مضبوط باندھی جائے گی۔ یہ بدکارہ اس رسّی میں کانٹے باندھ کر لاتی اور مسلمانوں کے راستہ میں بکھیرا کرتی تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان بکھرے ہوئے کانٹوں سے گزرتے تھے تو اُن پر ایسے چلتے تھے جیسے نرم ریشم پر قدم رکھتے تھے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمِ میمنت کے نیچے کانٹوں کو نرم ریشم بنا دیا۔

سُوْرَةُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

اس کو سورۂ اخلاص بھی کہتے ہیں۔ سورۂ صمد بھی اس کا نام ہے یہ مکی ہے اس کی چار آیتیں ہیں

Marfat.com

قولہ لقالٌ ،، یہ قائل ابوعبیدہ ہیں۔ اُنھوں نے کہا وصل کے وقت تنوین کو حذف کیا جاتا ہے اور یہ اَحَدُ اللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھا جاتا ہے۔ اِلتِقَاءِ سَاکِنَین کے باعث تنوین کو حذف کیا جاتا ہے۔

قولہ ای واحد ،، یعنی احد اور واحد ہم معنیٰ ہیں۔ اَحَد دراصل وَحَدٌ تھا واؤ کو ہمزہ سے بدل کیا۔ اکثر واؤ مضموم یا مکسور ہمزہ سے بدل ہوتی ہے۔ جیسے وُجُوہٌ و وِسَادَۃٌ ،، میں ہے اور مفتوح میں شاذ ہے جیسے اَنَاۃ دراصل وَنَاۃ تھا ،، بعض نے کہا اَحَدٌ اور وَحَدٌ مترادف نہیں۔ شرح مشکوٰۃ میں لفظ کے اعتبار سے ان میں فرق کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔

" اَحَدٌ اور وَحَدٌ میں فرق "

؎ لفظ اَحَدٌ مثبت کلام میں صرف لفظ اللہ پر محمول ہوتا ہے غیر کے لئے استعمال نہیں ہوتا، چنانچہ اللہ اَحَدٌ ،، کہا جاتا ہے۔ زَیدٌ اَحَدٌ نہیں کہا جاتا۔ البتہ زَیدٌ وَاحِدٌ کہا جاتا ہے۔ دُوسرا فرق یہ ہے کہ احد کی نفی عام ہے اور واحد کی نفی کبھی عام نہیں ہوتی ؛ چنانچہ یہ کہنا صحیح ہے لَیْسَ فِی الدَّارِ وَاحِدٌ ،، جبکہ اس میں دو ہوں، لیکن اس وقت لَیْسَ فِیہِ اَحَدٌ ،، کہنا صحیح نہیں ؛ کیونکہ اس نفی میں عموم ہے گویا کہ اس کے ساتھ مذکور عدد کی نفی ہوتی ہے جبکہ واحد میں یہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ واحد سے عدد کی ابتداء ہوتی ہے۔ اَحَد سے نہیں ہوتی چوتھے یہ کہ واحد پر تا آسکتی ہے۔ اَحَد پر نہیں آتی ؛ چنانچہ وَاحِدَۃ کہا جاتا ہے۔ اَحَدَۃٌ نہیں کہا جاتا۔ معنی کے اعتبار سے بھی ان میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اوّل یہ کہ اَحَد بناء کے اعتبار سے واحد سے زیادہ بلیغ ہے۔ گویا یہ صفت مشبہ ہے دوسرے یہ کہ اَحَد بول کر تثنیہ یا نظیر کی نفی مراد لی جاتی ہے جیسے احد شمس ،، اس میں نظیر مراد نہیں لی جاتی۔ اور اکثر واحد کا اطلاق عدم مثنی پہ ہوتا ہے۔ اور احد کا استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے بکثرت ہے۔ اس لئے اس کی جمع نہیں آتی۔ ازہری نے کہا احمد بن یحییٰ سے پوچھا گیا کہ ؛ معاذ اللہ احد کی جمع نہیں اور واحد کی جمع کہنا بعید نہیں۔ جیسے اَشہاد شاہدٌ کی جمع ہے اور اَحَد سے عدد کی ابتداء نہیں ہوتی۔ تیسرے یہ کہ اللہ ذات کے اعتبار سے احد ہے جبکہ صفات کے اعتبار سے واحد ہے۔ کامل انسان کا مقام یہ ہے کہ توحید کے سمندر میں غوطہ زن ہو اور اس میں مستغرق ہو جائے حتی کہ ازل سے اَبَد تک واحد بے نیاز کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ شیخ ابوبکر فورک نے کہا اللہ تعالیٰ کی وصف میں واحد کے تین معانی ہیں۔ ایک یہ کہ لذاتہ اس کی تقسیم نہیں ہوتی نہ اس کا جز ہے اور نہ حیز ہے یعنی مکان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا کوئی شبیہ نہیں چنانچہ عرب کہتے ہیں فُلَانٌ وَاحِدٌ فِی عَصْرِہٖ یعنی اس کا کوئی تشبیہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ واحد اس معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے۔ فلان متوحد فی ہٰذا الامر ،، فلاں اس کام میں یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔

قولہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ،، میں ضمیر غائب کا مرجع سیاق سے معلوم ہوتا ہے ؛ کیونکہ اس کے نزول کا

؎: مرقات [illegible]

Marfat.com

۴۶۵۶ ـــ حدثنا ابو اليمان قال انا شعيب قال انا ابو الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال الله كذبني ابن آدم ولم يكن له ذلك وشتمني ولم يكن له ذلك فاما تكذيبه اياي فقوله لن يعيدني كما بدأني وليس اول الخلق باهون علي من اعادته واما شتمه اياي فقوله اتخذ الله ولدا وانا الاحد الصمد لم الد ولم اولد ولم يكن لي كفوا احد ـــ

سبب یہ ہے کہ ابی بن کعب نے کہا مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمارے سامنے اپنے رب کا نسب بیان کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اللہ اَحَدٌ کی ترکیب نحوی

لفظ اللہ مبتدا، احد خبر اور جملہ ھُوَ کی خبر ہے دوسرے یہ کہ اللہ ھو سے بدل اور اَحَد اس کی خبر ہے۔ تیسرے یہ کہ لفظ اللہ ھُوَ کی خبر اول اور اَحَد خبر ثانی ہے۔ چوتھے یہ کہ اَحَدٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی ھُوَ اَحَدٌ، پانچویں یہ کہ ھُوَ ضمیر شان ہے کیونکہ یہ تعظیم کا مقام ہے۔ اس کے بعد اَللہُ اَحَدٌ جملہ اس کی تفسیر ہے۔

۴۶۵۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں اور مجھے گالی دیتا ہے، حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجھے ہرگز نہیں لوٹائے گا جیسے مجھے پہلی بار پیدا کیا حالانکہ میرے لئے پہلی بار پیدا کرنا اس کے لوٹانے سے آسان نہیں اور اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں ایک ہوں بے نیاز ہوں نہ تو میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے"

(حدیث ۳۱۷۰ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ اَشْرَافَهَا الصَّمَدَ
وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِيْ انْتَهٰى سُؤْدُدُهٗ

۴۶۵۷ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ اَنْ يَقُوْلَ اِنِّيْ لَنْ اُعِيْدَهٗ كَمَا بَدَاْتُهٗ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ اَنْ يَقُوْلَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ كُفُوًا وَكُفْيًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ

بابُ ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اللہ بے نیاز ہے !"

عرب اپنے سردار کو "صمد" کہتے ہیں۔ ابو وائل نے کہا۔ صمد وہ سردار ہے جس پہ سرداری ختم ہو۔ (اس جیسا کوئی نہ ہو) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "صمد" وہ شخص ہے کہ اپنے مسائل اور حاجات میں اس کی طرف رجوع کریں۔ یہ صمد بمعنی قصد سے مشتق ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں صَمَدْتُ فُلَانًا "میں نے اس کا قصد کیا۔ بَيْتٌ مَصْمُوْدٌ" کہا جاتا ہے جبکہ لوگ اپنی حاجات میں اس کا قصد کریں۔ اور بے نیاز ہے وہ کسی طرف قصد نہیں کرتا مخلوق اس کی محتاج ہے۔ كُفُوًا، كُفْيًا وَكِفَاءً "ہم معنی ہیں۔

۴۶۵۷ ـ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں وہ مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں اس کا مجھے جھٹلانا اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے میں اس کو مارنے کے بعد نہیں لوٹا سکتا جیسا کہ میں نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کا مجھے گالی دینا اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

۴۶۵۷ ـ شرح : اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والے بعض بنی آدم ہیں اور وہ عرب کے مشرک ہیں جو بعثت کے منکر تھے اور اُن کے علاوہ نصاریٰ اور بُت پرست ہیں کفو کے معنی نظیر اور مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر مثیل اور شبیہ نہیں۔

Marfat.com

سُورَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرح قولہ ای واحد " اس میں یہ اشارہ ہے کہ اَحَد اور واحد بیک معنی ہیں۔ اَحَدٌ دراصل وَحَدٌ تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل کیا ہے

اگرچہ یہ ابدال واؤ کے مضموم اور مکسور ہونے کی صورت میں ہے جیسے وُجُوہ اور وِسَادہ ہیں یہاں واؤ مفتوح کو بدل کیا ہے اور یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے جبکہ مضموم اور مکسور بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ بعض نے کہا۔ بعض نے کہا احد و وحد بیک معنی نہیں ہیں۔ مشکوٰۃ کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ احد اور واحد میں فرق ہے یہ فرق لفظ اور معنی کے اعتبار سے ہے۔ لفظ کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ کلام مثبت میں اَحد کو غیر اللہ میں استعمال نہیں کرتے چنانچہ زَیْدٌ اَحَدٌ " نہیں کہتے ہیں۔ اور زَیْدٌ وَاحِدٌ کہتے ہیں یعنی واحد زید پر محمول ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ اَحَد کی نفی عام ہے اور واحد کی نفی کبھی عام نہیں ہوتی چنانچہ کہا جاتا ہے : لَا اَحَدٌ فِي الدَّار " عام ہے یعنی گھر میں کوئی نہیں اور لَا وَاحِدٌ فِي الدَّار " اس معنی کے اعتبار سے بھی کہتے ہیں۔ جب گھر میں دو یا زیادہ ہوں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ تعداد کی ابتداء واحد سے کرتے ہیں اَحد سے نہیں کرتے۔

چوتھا فرق یہ ہے کہ واحد پر تاء تانیث داخل ہوتی ہے اَحَد پر نہیں آتی ؛ چنانچہ واحدۃ کہا جاتا ہے اَحدۃ نہیں کہا جاتا۔ معنی کے اعتبار سے بھی فرق ہے کہ اَحَدٌ بناء کے اعتبار سے واحد سے زیادہ بلیغ ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ اَحَد بول کر عدم مثنّیٰ اور اس کی عدم نظیر مراد لیتے ہیں اور واحِدًا کا اطلاق اکثر عدمِ مثنّیٰ پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ واحد کی جمع ہو جیسے اشہاد شاہد کی جمع ہے۔ تیسرا فرق جیسا کہ متکلمین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے احد ہے اور صفات کے لحاظ سے واحد ہے۔ بندے کا نصیب یہ ہے کہ وہ دریائے توحید میں غوطہ زن ہو تاکہ ازل سے ابد تک واحد کے غیر کو نہ دیکھے۔

علامہ قسطلانی نے شیخ ابوبکر بن فورک سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کی وصف میں واحد کے تین معانی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کی ذات منقسم نہیں اور نہ ہی اس کے اجزاء ہیں۔ متحیّز نہیں یعنی کسی مکان میں نہیں دوم یہ کہ اس کا کوئی شبیہ نہیں ؛ چنانچہ عرب کہتے ہیں فُلَانٌ وَاحِدٌ فِي عَصْرِہٖ " یعنی اس کا کوئی شبیہ نہیں۔ سوم یہ کہ وہ اس معنی کے اعتبار سے واحد ہے کہ افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے فُلَانٌ مُتَوَحِّدٌ فِي هٰذَا الْاَمْرِ " یعنی اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَاسِقٌ اَللَّيْلُ اِذَا وَقَبَ غُرُوْبُ الشَّمْسِ يُقَالُ هُوَ اَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ وَقَبَ اِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَ اَظْلَمَ

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُس نے کسی کو جنا نہیں اور نہ ہی وہ جنا گیا ہے!

اس باب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کُفُوًا ،، میں کاف اور فا دونوں مضموم ہمزہ کے بغیر ہیں اور کَفِیئًا بر وزن فَعِیل اور کِفَاءً بر وزن فِعَال تینوں ہم معنیٰ ہیں۔ کفو کے معنی مثل اور نظیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل، نظیر اور شبیہ نہیں ہے۔

سُوْرَۃُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

اس کو سورۃ فلق بھی کہتے ہیں۔ یہ سُورت مکی ہے۔ اس کے نزول میں اتفاق ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ کسی بد بخت شقی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔ فلق یعنی صبح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ "فَلَق" دوزخ میں جیلخانہ ہے سُدی نے کہا یہ جیل کا کنواں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ دوزخ میں کنواں ہے جس کو ڈھانکا گیا ہے۔ کعب نے کہا جب اس کو کھولا جائے تو اس کی گرمی سے دوزخی چلاتے ہیں۔ واللہ اعلم!

قولہ قال مجاہد ،، مجاہد نے کہا غاسق رات ہے ، اِذَا وَقَبَ ،، جس وقت سُورج غروب ہوتا ہے کہا جاتا ہے۔ هُوَ اَبْيَنُ مِنْ فَلَقِ الصُّبْحِ وَ فَرَقِ الصُّبْحِ ،، وہ صبح کھلنے سے زیادہ واضح ہے۔ یعنی فلق و فرق ہم معنیٰ ہیں۔ وَقَبَ ،، وقوب سے ہے۔ اس کے معنی ہیں سُورج کا غروب ہونا اور اپنے مقام میں داخل ہونا

۴۶۵۸ — ترجمہ : زر بن حُبیش رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مُعوذتین کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا (یعنی جبرائیل نے کہا میں بھی کہتا ہوں کہ یہ قرآن ہے) پس ہم وہی کہتے ہیں جو

Marfat.com

۴۶۵۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سُورَةُ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْوَسْوَاسُ إِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ ذَهَبَ وَإِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلَى قَلْبِهِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۴۶۵۸ — شرح : ان دونوں سورتوں کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں سورتیں قرآن نہیں ہیں بلکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ اس کے دفع کرنے کے لئے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئی ہیں۔ اس لئے زر بن حبیش نے اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا : قُلْ أَعُوْذُ ، یعنی مجھے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دونوں پڑھائی ہیں۔ یعنی یہ دونوں قرآن سے ہیں۔

سُورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

اس کو سورۂ ناس بھی کہتے ہیں۔ اس کی چھ آیات ہیں ! ،،

قولہ یُذکَر ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا کہ وسواس وہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہُوا تو شیطان اس کو مس کرتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب اللہ

Marfat.com

۴۶۵۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ اَبِي لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح قَالَ وَثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اُبَيٌّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قِيْلَ لِي قُلْ فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا ذکر کیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو مولود کے دل پر ثابت رہتا ہے یعنی شیطان بچے کی پسلی میں چھوتا ہے اور اس کو شدتِ مس کے باعث اس کی جگہ سے زائل کرتا ہے تو بچہ رونے لگتا ہے۔

۴۶۵۹ ترجمہ : زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے ابا المنذر آپ کے بھائی (عبداللہ بن مسعود ایسا ایسا کہتے ہیں (یہ دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں) اُبی بن کعب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تھا تو آپ نے مجھے فرمایا مجھ سے یہ کہی گئی ہیں تو میں نے کہا۔ اُبی نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا کہ اگر ہم کہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن سے ہیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں متواتر ہوں گی آپس ان کے انکار سے کفر لازم آئے گا اور اگر کہا جائے کہ یہ متواتر نہ تھیں تو لازم آئے گا کہ بعض قرآن متواتر نہ ہو اور یہ عقیدہ بہت مشکل ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں متواتر تھا، لیکن عبداللہ بن مسعود کے نزدیک متواتر نہ تھا۔ للہذا قرآن متواتر بھی ہے اور کفر بھی لازم نہیں آتا ؎ فَانْحَلَّتِ الْعُقْدَةُ بِعَوْنِهٖ تَعَالٰی ؛

تَمَّ كِتَابُ التَّفْسِيْرِ بِعَوْنِهٖ تَعَالٰی

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

Marfat.com

کِتَابُ اَبْوَابِ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْىُ

وَاَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيْمِنُ الْاَمِيْنُ الْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ

لَمْ یُوْلَدْ ،، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا وجود انسان کے وجود جیسا نہیں جو عدم کے بعد حاصل ہوتا ہے اور دائمی باقی رہے گا یا وہ جنت عالیہ میں کبھی فنا نہ ہوگا یا دوزخ ہاویہ میں منقطع نہ ہوگا لَمْ یَکُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ،، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی وجود وہی غیر کے وجود کا مفید ہے اور وہ خود سے مستفید نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، اللّٰهُ اَحَدٌ ،، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ منزہہ کے اثبات کی دلیل ہے اور صمدیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ محتاج نہیں غیر اس کا محتاج ہے اور لَمْ یَلِدْ سے آخر تک ان صفات کا سلب ہے جن سے اس کا غیر موصوف ہوتا ہے۔

فتوح الغیب میں امام غزالی سے منقول ہے۔ اُنھوں نے کہا واحد وہ ایک اس میں شرکت نہیں اور اَحد وہ ہے جس میں ترکیب نہیں۔ پس واحد میں شریک کی نفی ہے جبکہ اَحد میں اس کی ذات میں کثرت کی نفی ہے۔ صَمد ،، غنی محتاج الیہ ہے وہ اَحدیّ الذات اور واحدیّ الصفات ہے۔ کیونکہ اس کی ملکیت میں اگر اس کا کوئی شریک ہو تو وہ غنی محتاج الیہ نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے قوام و وجود میں اجزائے ترکیبیہ کا محتاج ہوگا۔ پس صمد واحدانیت اور اَحدیت کی دلیل ہے۔

لَمْ یَلِدْ ،، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا مستمر وجود انسان کے وجود جیسا نہیں جس کا نوع توالد اور تناسل کے ذریعہ باقی ہے بلکہ وہ وجود مستمر ازلی ابدی ہے نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ انتہاء

Marfat.com

۴۶۶۰ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا لَبِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا

کتاب فضائل قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب وحی کا نزول کیسے ہُوا اور جو سب سے پہلے نازل ہُوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْمُهَيْمِنُ یعنی امین ہے۔ قرآن کریم پہلی ہر کتاب پر امین اور نگہداشت کرنے والا ہے۔ یعنی قرآن اس کے ساتھ موصوف ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے قرآن حق کے ساتھ نازل کیا اور اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق اور ان کی نگہداشت کرتا ہے ،،

۴۶۶۰ ــــ ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا مجھے ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے خبر دی۔ انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس برس رہے کہ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا پھر دس سال مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں رہے۔

۴۶۶۱ ــــ شرح : یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس رہے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا یا مراد یہ ہے کہ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ ،، کے نزول کے بعد تین سال وحی رُک گئی تھی۔ اس کے بعد دس برس متواتر وحی نازل ہوتی رہی اور جبرائیل علیہ السلام قرآن لاتے رہے۔ لہٰذا یہ روائت اس روائت کے متضاد نہیں جس میں بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اقامت کا ذکر ہے
(حدیث ۳۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۴۶۶۱ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ وَاللّٰهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ جِبْرِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِي فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۴۶۶۱ — ترجمہ : ابوعثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جبکہ آپ کے حضور ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ جبرائیل علیہ السلام آپ سے کلام کرتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلمہ سے فرمایا یہ کون ہے؟ یا جو بھی فرمایا ام المؤمنین نے فرمایا! میں نے عرض کیا یہ دِحیہ کلبی ہے جب وہ چلے گئے تو ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! میں نے اسے دِحیہ ہی خیال کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سُنا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کی خبر ذکر فرما رہے تھے یا جو بھی فرمایا۔ معتمر نے کہا میرے والد نے ابوعثمان سے کہا تم نے یہ کس سے سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا میں نے یہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے۔

۴۶۶۱ — شرح : دِحیہ کلبی جلیل القدر صحابی ہیں۔ وہ حسن وجمال میں ضرب المثل تھے۔ اسی لئے وہ اپنا چہرہ چھپا کر رکھتے تھے۔ جب جبرائیل علیہ السلام صورتِ بشریہ میں تجلّی فرماتے تو اچھی صورت اختیار کرتے، چنانچہ دحیہ کلبی کی صورت میں نزول کرتے تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ بنی قریظہ کے قصّہ کے متعلق نہیں کہ وہ دحیہ کی صورت میں آئے اور بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فرمایا، کیونکہ وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انھوں نے اس کو گھر کے باہر دیکھا تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر میں انہیں دیکھا تھا جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہے تھے اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے حضور تشریف فرما تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

۴۶۶۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ ثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مَا مِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاہُ اللّٰہُ اِلَیَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

۴۶۶۲ ـــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں ۔ مگر انہیں وہ معجزہ عطاء کیا گیا کہ اس کے سبب اُس کی مانند لوگ اس پر ایمان لائے اور جو مجھے عطاء کیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔

۴۶۶۲ ـــ **شرح** : اس عبارت کی ترکیب اس طرح ہے کہ کلمہ ما موصولہ ہے ،، مِثْلُہٗ مُبتدا اور اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ ،، جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے اور جملہ اسمیہ موصول کا صلہ ہے موصول صلہ سے مل کر اُعْطِیَ کا مفعول ثانی ہے۔ علی ،، بمعنی لام ہے کیونکہ یہ غلبہ کے معنی کو متضمن ہے۔ ورنہ اٰمَنَ کا صلہ باء چاہیئے تھا، کیونکہ ایمان باء یا لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ عَلٰی کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا۔ معنیٰ یہ ہیں کہ معجزہ دیکھ کر لوگ مغلوب ہو جاتے اور ایمان لے آتے اور اپنی طرف سے اس کی مدافعت نہیں کرسکتے تھے۔ علامہ طیبی نے کہا لفظ "علیٰ" ہے۔ ای مغلوبًا علیہ فی التحدی والمبارات ،، یعنی کوئی نبی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے معجزے عطاء کئے کہ جب ان کا مشاہدہ کیا جائے تو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے میں مجبور ہوتا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نبی کو اُن کے زمانہ کے اعتبار سے معجزے دیئے جاتے تھے جو نبی کے دعویٰ کو ثابت کرتے تھے جیسے لاٹھی کا اژدھا بن جانا، کیونکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جادو کا بہت غلبہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ لائے جو جادو کے موافق تھا۔ اُس نے جادوگروں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا، کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی مدافعت نہیں کرسکتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبّ کا بہت غلبہ تھا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ لائے جو طبّ سے اعلیٰ تھا اور وہ مُردوں کو زندہ کرنا تھا۔ اور شہنشاہِ کون ومکان سرورِ کائنات محبوبِ خالق زمین وزمان علیہ التحیات والتسلیمات کے پاک زمانہ میں بلاغت کا بہت غلبہ تھا۔ اس کے سبب لوگ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اُنھوں نے سات قصیدے کعبہ کے دروازہ پر مقابلۃً لٹکا رکھے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

Marfat.com

قرآن پاک لائے جس کی تالیف انہی حروف سے ہے جن سے وہ اپنا کلام تالیف کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے زمانہ کے تمام فصحاء اور بلغاء کاملین کو عاجز کر دیا اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ وَاللّٰہِ مَاھٰذَا کَلَامُ الْبَشَرِ، بخدا! یہ انسان کا کلام نہیں۔ نیز احتمال ہے کہ معنیٰ یہ ہوں کہ قرآن کی حقیقۃً اور صورۃً مثل نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَأْتُوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ"، اس کی مثل کوئی سورت لاؤ اور اس کے سوا جو دوسرے معجزات ہیں اگرچہ ان کی حقیقۃً مثل نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی مثل صوری ہے (قسطلانی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا اس حدیث کے معنی میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ کہ ہر نبی کو معجزہ دیا گیا ہے جس کی مثل اُن سے پہلے نبی کا معجزہ تھا تو لوگ اس پر ایمان لائے اور میرا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے۔ جس کی مثل کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے میرے پیروکار دوسرے نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے۔ اس میں جادو یا تشبیہ کا تخیل نہیں ہو سکتا ہے اور میرے علاوہ دوسرے نبیوں کے معجزوں میں یہ صورت نہیں؛ کیونکہ کبھی جادوگر کسی شئی کا تخیل کرتا ہے جو معجزہ کی صورت کے قریب ہوتی ہے۔ جیسے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کی صورت میں تخییل کی تھی۔ اور وہ کبھی خیال بعض عامی لوگوں پر غلبہ پاتا ہے اور وہ معجزہ اور جادو میں فرق معلوم نہیں کر پاتے جبکہ معجزہ اور تخییل کے درمیان فرق کرنے میں نظر و فکر کے محتاج ہوتے ہیں اور کبھی دیکھنے والا خطا کر پاتا ہے اور دونوں کو برابر اعتقاد کرتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اُن کے دُنیا سے تشریف لے جانے سے ختم ہو گئے۔ اور ان کا مشاہدہ وہی لوگ کرتے تھے جو ان کی محفل میں موجود ہوتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن کریم قیامت تک باقی ہے اور اُس نے ہر زمانہ کے بلغاء کو عاجز کر دیا ہے۔ اس لئے قیامت تک لوگ اس پر ایمان لاتے رہیں گے اور آپ کی امت دُوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہوتی رہے گی۔

قولہ إِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ الخ إِنَّمَا کلمۂ حصر ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ صرف قرآن ہی نہیں بلکہ آپ کے معجزات حدِ شمار سے باہر ہیں؛ لیکن ان میں سے عظیم تر معجزہ قرآن کریم ہے جو قیامت تک مستمر اور باقی ہے اور یہ مفید تر معجزہ ہے جبکہ یہ دعوتِ ایمان اور حجت و دلیل پر مشتمل ہے قیامت تک حاضر اور غائب اس پر ایمان لاتے رہیں گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری امت سب نبیوں کی اُمم سے زیادہ ہو گی۔

Marfat.com

۴۶۶۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ

۴۶۶۴ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أُرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

۴۶۶۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پے در پے آپ پر وحی بھیجی۔ یہاں تک کہ وفات کے زمانہ کے قریب آپ پر وحی بکثرت نازل ہوئی پھر اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے "

۴۶۶۳ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب زمانہ میں وحی متواتر بھیجی جو پہلے زمانہ کی نسبت اکثر تھی، کیونکہ ابتداءِ بعثت میں وحی منقطع ہو جاتی تھی۔ پھر متواتر نازل ہونے لگی اور مکہ مکرمہ میں بہت تھوڑی طویل سورتیں نازل ہوئیں پھر حیات نبویہ کے آخر زمانہ میں نزول وحی بکثرت ہوا کیونکہ فتح مکہ کے بعد مختلف ممالک سے وفود بکثرت آنے لگے اور احکام سے متعلق سوالات بھی بکثرت ہونے لگے تھے۔ اس لئے وحی کے نزول میں کثرت ہوئی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے یہ حدیث بیان کرنے کا سبب یہ تھا کہ ان سے زہری نے پوچھا کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی منقطع ہو گئی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بلکہ آپ کی وفات سے قبل نزول وحی زیادہ تھا۔ واللہ اعلم!

۴۶۶۴ — ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جندب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم

Marfat.com

باب نَزَلَ الْقُرْاٰنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ

صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور دو دِن قیامِ تہجد نہ کیا تو ایک عورت آکر کہنے لگی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر وہ تمہیں چھوڑ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ،، نازل کی۔

۴۶۶۴ — **شرح**: یہ وہی ناپاک عورت ہے جو ابولہب کی بیوی تھی اور کھجور کی رسّی سے پھانسی دی گئی تھی۔ اس حدیث کو فضائل قرآن میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کے نزول میں تاخیر ہونا اس لئے نہ تھا کہ آپ کو چھوڑ دیا گیا تھا بلکہ اس میں بڑی حکمتیں تھیں جو یکبارگی نزول میں سرانجام نہ پا سکتی تھیں، کیونکہ عرب اکثر بے پڑھے لوگ تھے اور وہ لکھنا نہ جانتے تھے۔ ان کے لئے قرآن کے پڑھنے سیکھنے میں بہت مشقت اور دشواری تھی، کیونکہ اس میں بہت غور و خوض کرنا ہوتا تھا اور شارع علیہ السلام کی وضاحت کرنے کے بغیر ان کے لئے مفہوم تک پہنچنا بہت دشوار تھا اس لئے بحسبِ ضرورت گاہے بگاہے آیات نازل ہوتی رہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن مجید قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہُوا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ! قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا ،، سے یہی مُراد ہے کہ قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہُوا ہے ،،

شرح: قریش خاص اور عرب عام ہے۔ عام کا خاص پر عطف ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ سارا قرآن قریش کی زبان میں نہیں۔ بلکہ غیر قریش کی لغت میں بھی نازل ہُوا ہے اور یہ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا ،، سے بظاہر یہی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم مخصوص زبان میں نازل نہیں ہُوا کیونکہ لفظ عرب سب عرب زبانوں کو شامل ہے۔ علامہ قسطلانی نے ابو شامہ سے نقل کیا کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء قریش کی لغت میں تھی پھر غیر قریش کی لغت میں پڑھنا مباح رہا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قریش پر عرب کا عطف اس لئے ہے کہ قریش عرب ہیں اور قریش کے عرب میں داخل ہونے کے باوجود انہیں علیحدہ ذکر کرنے

Marfat.com

۴۶۶۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَأَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ يَنْسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا

کا فائدہ یہ ہے کہ دوسرے عربوں پر قریش کی نضیلت ظاہر ہو۔ حکیم ترمذی نے اپنی کتاب "علم الاولیاء" میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر وحی عربی میں اُتاری اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رسول پر اس کی قومی زبان کے مطابق ترجمہ کیا اور صاحب وحی رسول اپنی قوم کی زبان میں ترجمانی کرتے تھے۔ بہر کیف وحی عربی زبان میں نازل ہوتی تھی! شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو قرآن باتفاق صحابہ جمع کیا۔ اس وقت تمام قرآن جمع عثمانی کے مطابق تھا

۴۶۶۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ وہ سورتوں اور آیات کو مصاحف میں لکھیں اور اُن سے فرمایا جب تم اور زید بن ثابت قرآن کریم کی عربی میں اختلاف پاؤ تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو، کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس اُنھوں نے وہی کیا (جو عثمان غنی نے فرمایا تھا)

۴۶۶۵ — شرح : یعنی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سورتیں اور آیات موجود تھیں انہیں مصاحف میں لکھیں اور جو کسی عربی لفظ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اُنھوں نے حکم کی تعمیل کی۔ ابن شہاب نے کہا اس روز اُنھوں نے تابوت میں اختلاف کیا۔ زید بن ثابت نے کہا یہ لفظ "تابوہ" ہے۔ اور عبداللہ بن زبیر اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یہ لفظ تابوت ہے وہ یہ قضیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے تو اُنھوں نے فرمایا اس کو تابوت لکھو، کیونکہ قریش کی لغت میں تابوت ہے اور قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے

Marfat.com

٤٦٦٦ ـــــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ

٤٦٦٦ــــ ترجمہ : عطاء نے کہا مجھے صفوان بن یعلیٰ بن اُمیّہ نے خبر دی کہ یعلیٰ کہتے تھے کاش میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں جبکہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے۔ اور آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا۔ جبکہ آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی اچانک ایک شخص آیا جو خوشبو سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں جس نے جُبّہ میں احرام باندھا ہو بعد اس کے کہ وہ خوشبو میں لتھڑا ہوا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے جواب میں) کچھ دیر انتظار کیا

Marfat.com

بَابُ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ

۴۶۶۷ـــ حَدَّثَنَا مُوْسیٰ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْیَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی اِنْ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَیَذْهَبَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ کَیْفَ تَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ

پھر آپ کے پاس وحی آیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلی کو اشارہ کیا وہ آئے اور اپنا سر پردہ میں داخل کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا ہے اور آپ سے خراٹے کی آواز نکل رہی ہے۔ پھر آپ سے یہ حالت دُور ہوئی تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جو مجھ سے ابھی ابھی عمرہ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اس شخص کو تلاش کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تجھ پر خوشبو لگی ہوئی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اُتار دو پھر اپنے عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

۴۶۶۶ـــ شرح : یعنی جو حج میں طواف، سعی اور حلق وغیرہ کرتے ہو اور محظورات احرام سے بچتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔ اس حدیث کو اس باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن اور سنت ایک ہی وحی اور ایک ہی زبان میں ہیں اور یہ دونوں ایک ہی نہج پر ہیں، لیکن اس وقت یہ ضروری ہے کہ عربی عبارت جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے ظاہر ہوتی ہے۔ بعینہٖ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ایسی ہی سُنی ہو۔ جعرانہ یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے یہ حل میں احرام باندھنے کا مقام ہے۔ تضمخ "خوشبو سے لتھڑا ہونا یغطیط خراٹے کی آواز"

باب قرآن کا جمع کیا جانا

۴۶۶۷ـــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اہل یمامہ کی جنگ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةٌ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

نے مجھے بلایا۔ جبکہ ان کے پاس عمر فاروق بھی بیٹھے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر بن خطاب آئے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر جنگوں میں قاریوں کا قتل سخت رہا تو انہیں ختم کر دے گا اور بہت سا قرآن جاتا رہے گا۔ میری رائے ہے کہ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر سے کہا ہے جو کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ تم کیسے کرو گے۔ عمر نے کہا بخدا! یہ کام اچھا ہے وہ میرے ساتھ تکرار کرتے رہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور اس کے متعلق میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو عمر نے دیکھا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تم نوجوان مرد عاقل ہو ہم تمہیں متہم بھی نہیں کرتے ہیں حالانکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ پس قرآن تلاش کرو اور اس کو جمع کرو اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن

Marfat.com

جمع کرنے سے جس کا اُنھوں نے مجھے حکم دیا تھا۔ زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ میں نے کہا وہ کام تم کیسے کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ ابوبکر صدیق میرے ساتھ تکرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ میں نے قرآن تلاش کرنا شروع کیا۔ اس حال میں کہ میں اس کو کھجور کے پٹھوں، سفید باریک پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا حتیٰ کہ میں نے سورۂ توبہ کا آخر ابوخزیمہ انصاری کے پاس پایا۔ اُن کے سوا اور کسی کے پاس وہ نہ پایا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الآیۃ سورۂ برأت کے خاتمہ تک پھر یہ صحیفے ابوبکر صدیق کے پاس رہے حتیٰ کہ اُنھوں نے وفات پائی پھر عمر فاروق کے پاس ان کی زندگی تک رہے۔ پھر ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

۴۶۶۷ — شرح: اس باب میں قرآن کا اوراق میں جمع کرنے کا ذکر ہے جن کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مُصحف میں جمع کیا گیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مصحف میں اس لئے جمع نہ کیا تھا کہ بعض آیات منسوخ ہوتی تھیں۔ اگر ان کو ایک مصحف میں جمع کرتے پھر نسخ کے باعث بعض آیات کی تلاوت اُٹھائی جاتی تو اختلاف پیدا ہو جاتا اور منسوخ کا ناسخ کے ساتھ اختلاط رہتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے نسخ کے زمانہ تک قرآن کریم قلوب میں محفوظ رکھا اور زمانۂ نبوت میں اس کی تالیف رہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع کیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں منسوخ آیات کو خارج کر دیا گیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں سارا قرآن مکتوب تھا لیکن ایک جگہ جمع نہ تھا اور نہ سورتیں مرتب تھیں۔

مسلیمہ کذاب نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور اکثر عرب مرتد ہونے کے سبب اس کو بہت قوت حاصل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو رُسوائے زمان کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس کو قتل کیا۔ اس جنگ میں تقریباً سات سو یا اس سے زیادہ صحابہ کرام شہید ہوئے اس جنگ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا، کیونکہ شہید ہونے والوں میں حفّاظِ قرآن بکثرت تھے اس لئے عمر فاروق نے فرمایا کہ ان حضرات کے قتل کے سبب قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا چونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی رہے تھے۔ اس لئے انہیں اس پر مامور کیا گیا تھا۔ وہ مکتوب قرآن سینوں میں محفوظ قرآن کے موافق لکھتے تھے۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا جس کسی نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی کوئی آیت سُنی ہے وہ آکر بتائے وہ اسے صحائف تختیوں اور پتھروں میں لکھتے جاتے تھے۔ اور جب تک دو شاہد گواہی نہ دیتے اسے قبول نہ کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت محض مکتوب کے پانے پر اکتفاء نہ کرتے تھے حتیٰ کہ سُننے والا اس پر گواہ پیش کرتا باوجود یکہ خود زید کو وہ یاد ہوتی تھی۔ اُنھوں نے یہ طریق

۴۶۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَكَانَ يُغَازِيْ اَهْلَ الشَّامِ فِيْ فَتْحِ اِرْمِيْنِيَةَ وَاَذْرَبِيْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمٰنَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمٰنُ اِلٰی حَفْصَةَ

محض احتیاط میں مبالغہ کے لئے اختیار کر رکھا تھا۔ نیز ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق اور زید بن ثابت سے فرمایا تھا کہ تم مسجد کے دروازہ پہ بیٹھ جاؤ جو کوئی تمہارے پاس قرآنی آیت پہ دو شاہد لائے اس کو لکھ لو۔ دو شاہدوں سے مراد حفظ اور کتابت ہے یا وہ دو گواہ مراد ہیں جو یہ شہادت دیں کہ یہ مکتوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا مقصد یہ ہے کہ وہی آیات لکھی جائیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی ہیں محض لفظ مراد نہیں اور صدور رجال سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو جمع کیا اور اپنے سینوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کامل محفوظ رکھا جیسے اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل نے محفوظ رکھا تھا زید بن ثابت نے کہا میں نے سورۂ توبہ کی آخری آیت ابوخزیمہ بن اوس بن یزید بن حرام کے پاس پائی۔ ان کا نام معروف نہیں وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے اس سے یہ لازم آئے گا کہ یہ دو آیتیں متواتر نہیں لہٰذا یہ قرآن میں داخل نہیں، کیونکہ قرآن تواتر سے منقول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت یہ دو آیتیں ابوخزیمہ کے سوا اور کسی کے پاس مکتوب نہ تھیں لہٰذا یہ تواتر کے منافی نہیں۔ یہ صحیفے جنہیں زید بن ثابت نے جمع کیا تھا۔ ابوبکر صدیق کی زندگی تک ان کے پاس رہے پھر عمر فاروق کی حفاظت میں رہے۔ انھوں نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ ان کو محفوظ رکھیں حتیٰ کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتاب کی شکل میں مؤلف کر کے ملک کے اطراف و آفاق میں پھیلا دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحمت کرے وہ پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی کتاب کو جمع کیا۔ ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن سیرین کے طریق سے ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن جمع نہ کر لوں گا اپنے پر

Marfat.com

أَنْ أَرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكِ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلٰثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ وَزَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ اٰيَةً مِّنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

چادر نہیں اوڑھوں گا پھر اس کو جمع کیا۔ اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کا اسناد ضعیف ہے۔ اگر اس کو تسلیم بھی کرلیں کہ یہ محفوظ ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو اپنے سینہ میں محفوظ کرلیں گے

۴۶۶۸ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ اہل شام اور اہل عراق کو ارمینیہ اور آذربیجان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو فتح کرنے کے لیے لشکر تیار کر رہے تھے۔ حذیفہ کو اہل شام اور اہل عراق کے قرآن پڑھنے کے اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تو اُنہوں نے حضرت عثمان غنی سے کہا اے امیرالمؤمنین! اس امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں

Marfat.com

الْاَنْصَارِیِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَاَلْحَقْنَاهَا فِیْ سُوْرَتِهَا فِی الْمُصْحَفِ

خلاف کرنے سے روکیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان کو مصحف میں لکھ لیں پھر وہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآنی صحیفے حضرت عثمان کو پہنچا دیئے تو اُنھوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زُبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا اُنھوں نے اس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ حضرت عثمان نے تین قریشیوں سے فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت قرآن کے کسی کلمہ میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لغت میں لکھو۔ قرآن صرف قریش کی لغت میں نازل ہُوا ہے۔ اُنھوں نے عثمان کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ جب صحیفوں کو مصاحف میں لکھ دیا تو عثمان نے وہ صحیفے ام المؤمنین حفصہ کو واپس کر دیئے اور ملک کے ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ جو اُنھوں نے لکھا تھا اور حکم دیا کہ اس کے سوائے جو قرآن، صحیفہ یا مصاحف میں ہے اس کو جلا دیا جائے ابن شہاب زہری نے کہا مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت نے اپنے والد سے سماعت کی ہے۔ زید بن ثابت نے کہا جس وقت ہم نے مصحف لکھا تو میں نے سورۂ احزاب کی آیت گم پائی، حالانکہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ کو وہ آیت پڑھتے سُنا تھا۔ ہم نے اس کی تلاش کی تو خزیمہ بن ثابت کے پاس ملی وہ یہ ہے "مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ"، تو ہم نے اس کو مصحف کی اس سورت میں ملا دیا۔

۴۶۶۸ — شرح: "اَرْمِیْنِیَہْ" روم کے ملک میں بہت بڑا شہر ہے۔ ابن سمعانی نے کہا اس کی خوبصورتی بہترین آب و ہوا خوشگوار اور پانی اور درختوں کی کثرت کے سبب اس کو ضرب المثل کہا جاتا ہے۔ یہ شہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سلمان بن ربیعہ باہلی نے چوبیس ہجری میں فتح کیا تھا۔ اَذَرْبیجان یا آذَرْبیجان دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ بہت بڑی ریاست ہے۔ اس میں تبریز بہت مشہور شہر ہے۔ اس عظیم مملکت میں ہر شئی کی بہتات ہے۔ اس میں مُسافر کو پانی ساتھ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہاں پانی کی فراوانی ہے۔ جدھر جائیں پانی قدموں میں ہوتا ہے وہاں کے لوگ خوبصورت اور سُرخ چہروں والے ہیں ان کی ایک زبان ہے جسے اُذریہ کہا جاتا ہے اسے اُن کے سوا کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ وہاں کے لوگ نرم مزاج خوش خلق ہیں اور معاملات میں بہت اچھے ہیں مگر ان کی طبع میں بخل بہت ہے۔ یہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ رہا ہے۔ وہاں اکثر لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے اس کے اکثر شہر کھنڈرات ہو چکے ہیں۔ پہلے یہ شہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

Marfat.com

میں فتح ہوا تھا ۔ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ ثقفی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور ان کو حذیفہ بن یمان کی طرف آذربیجان کی حکومت کے لیے خط دیا جو انہیں نہاوند میں ملا تو وہ وہاں سے ایک لشکر جرار لے کر آذربیجان گئے ۔ مسلمانوں نے سخت جنگ کی پھر مرزبان نے آٹھ لاکھ درہم پر حذیفہ سے اس شرط پہ صلح کرلی کہ اُن میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے اور نہ قید کریں گے اور نہ ہی ان کا آتش کدہ برباد کریں گے ۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ کو معزول کرکے عتبہ بن فرقد کو آذربیجان کا حاکم مقرر کیا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تو عتبہ بن فرقد کو آذربیجان سے معزول کر دیا تو ان لوگوں نے عہد توڑ دیا ۔ ولید بن عتبہ نے پچیس ہجری میں ان پر حملہ کیا جبکہ حذیفہ بن یمان اُن کے لشکر میں تھے "

قولہ اختلاف الیہود والنصارٰی " یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امت محمدیہ کی ان کے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرنے سے پہلے حفاظت کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود و نصارٰی کے تورات و انجیل میں اختلاف کی طرح وہ بھی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں ۔ عمارہ بن غزیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین اس امت کی حفاظت کریں اُنہوں نے فرمایا کیا تشویش ہوئی ہے؟ حذیفہ نے کہا میں نے ارمینیہ کے علاقہ میں غزوہ کیا ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ اہل شام اُبی بن کعب کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اہل عراق نے یہ قرأت کبھی نہیں سُنی جبکہ اہل عراق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرادت کے مطابق پڑھتے ہیں جو اہل شام نے کبھی نہیں سُنی اور وہ ایک دُوسرے کی قرادت کا انکار کرتے ہیں ۔ ابن ابی داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم نے فرمایا عثمان کے متعلق اچھی بات کیا کرو ۔ بخدا! اُنھوں نے قرآن کریم کے بارے میں جو کچھ کیا ہے وہ ہماری موجودگی میں کیا ہے ۔ اور کہا اِس قرآءۃ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں میری قرأت تمہاری قرأت سے اچھی ہے اور قریب ہے کہ یہ قرأت کفر ہو ہم نے کہا آپ کی رائے کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ایک مصحف پہ جمع کریں ۔ تاکہ ان میں فرقہ بندی اور اختلاف نہ ہو ہم نے کہا یہ رائے بہت اچھی ہے ۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے توشیح میں ذکر کیا وہ صحیفے یا اوراق جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قرآن جمع کیا گیا تھا اور وہ جُدا جُدا سورتیں تھیں اور ہر سُورت میں اس کی آیات مرتبہ تھیں ، لیکن ان کی ترتیب ایک دُوسرے کے بعد ترتیبی صورت نہ تھی جب بعض آیات منسوخ ہوگئیں اور ان کو مرتب کیا گیا تو مجموعہ مصحف ہوگیا ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام کی جماعت کے مشورہ سے یہ کیا تھا ۔ مصعب بن سعد کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں اچھا کاتب کون ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب زید بن ثابت بہترین کاتب ہے ۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا زیادہ فصیح کون ہے؟ لوگوں نے کہا سعید بن عاص بہترین فصیح ہے ۔ حضرت عثمان نے فرمایا سعید لکھوائے اور زید لکھتا جائے ۔ ابن ابی داؤد نے ان لوگوں کے

Marfat.com

کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے قرآن لکھا تھا۔ ان میں سے مالک بن ابی عامر ہیں جو حضرت انس بن مالک کے دادا ہیں نیز کثیر بن افلح، ابی بن کعب، انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عثمان نے قریش سے تعلق رکھنے والوں سعید بن عاص، عبداللہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی عربیت میں اختلاف کرو تو اسے قریش کی لغت میں لکھو کیونکہ بیشتر قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے انھوں نے ایسا ہی کیا اور قرآن کریم کی مکمل کتابت کے بعد صحیفے ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے گئے۔ مشہور روایت کے مطابق پانچ قرآن لکھے ان میں سے ایک تو حضرت عثمان نے اپنے پاس رکھا اور باقی چار مختلف اطراف پہنچا دیئے۔ دانی نے مقنع میں ذکر کیا کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ چار عدد لکھے تھے۔ ان میں سے ایک کوفہ دوسرا بصرہ اور تیسرا شام بھیج دیا جبکہ ایک نسخہ اپنے پاس رکھ لیا۔ ابوحاتم نے کہا ابن ابی داؤد کی روایت میں ہے کہ سات مصاحف لکھے تھے اور وہ مکہ مکرمہ، شام یا یمن، بحرین بصرہ اور کوفہ بھیج دیئے جبکہ ایک مصحف اپنے پاس مدینہ منورہ رکھ لیا۔ اور یہ مصحف جو حضرت عثمان نے لکھوایا تھا اور جو اطراف و اکناف کے ممالک میں بھیج دیا گیا اس کے سوا جو شاذ، منسوخ اور مفسر تھا اس کو پانی سے دھو کر صاف کاغذوں کو جلا دیا گیا تاکہ ان پر مطلع ہونے والا ان کو قرآن نہ سمجھے۔

قاضی عیاض وقسطلانی، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی سوال پوچھے کہ قرآن کریم کو جلانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو جلایا گیا تھا وہ قرآن نہ تھا بلکہ منسوخ آیات کا مجموعہ اور غیر قرآن سے مخلوط تفسیر اور غیر قریش کی لغات اور شاذ قراءات تھیں جن کے قرآن نہ ہونے کا یقین تھا۔

ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان رسالوں اور کتابوں کو جلا دینے میں کوئی حرج نہیں جن میں اللہ کا نام مکتوب ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تکریم و تعظیم ہے تاکہ پاؤں کے نیچے نہ آئے بعض نے کہا اگر ضرورت پڑے تو دھو ڈالنا ہی بہتر ہے۔ احناف کا اس مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کہنہ اور بوسیدہ ہو جائے تو اس کو ایسی جگہ دفن کر دینا چاہیئے جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہ ہو اور اس پر لوگوں کے پاؤں نہ آئیں۔

قولہ فقدتُ آیۃً، یعنی زید بن ثابت نے کہا میں نے جب مصحف لکھا تو سورۂ احزاب کی ایک آیت گم پائی۔ اس آیت کریمہ کے متعلق اختلاف ہے کہ اس آیت کا فقدان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تھا یا اس زمانہ میں تھا جبکہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لکھنے کا حکم کیا تھا۔ زہری سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے زمانِ خلافت میں گم پائی گئی۔ بعض نے کہا یہ زہری کا اپنا وہم ہے۔ بعض نے کہا یہ فقدان حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں تھا ابوبکر کے زمانہ میں نہ تھا۔ اس وقت کہا گیا تھا کہ سورۂ توبہ کا آخر ہم نے گم پایا تھا۔ اس حدیث میں نَسَخْنا، یعنی ہم نے لکھا کے صیغہ جمع متکلم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عثمان کے عہدِ خلافت میں فقد آیت ہوا تھا، لیکن اس دلیل میں نظر ہے کیونکہ اگر ابوبکر صدیق کے زمانہ میں فقد آیت نہ پایا گیا تھا اور یہ معلوم بھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیت کے گم ہونے کا

Marfat.com

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۶۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ

کوئی معنی نہیں ہے۔ (تیسیر القاری) زید بن ثابت نے کہا وہ آیت کریمہ جو گم پائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے میں سُنا کرتا تھا تو ہم نے وہ خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، تو ہم نے اسے سورت احزاب میں لاحق کر دیا۔ سورۂ توبہ کی آخری آیت جس سے ملی تھی ابو خزیمہ تھے رضی اللہ عنہ۔ خزیمہ بن ثابت انصاری جن کے پاس سورۂ احزاب کی آیت پائی گئی تھی وہ ہیں جن کی گواہی دو گواہوں کے مساوی تھی، اس سے الحاق کے متعلق مذکور خلجان بھی مندفع ہو گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم! ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں یہ شرط ہے کہ تواتر سے منقول ہو تو اس آیت کو لاحق کرنا کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ آیت کریمہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سُنی ہوئی تھی۔ اس کی سورت اور مقام انہیں معلوم تھا۔ صرف اس کی کتابت نہ پائی گئی تھی اور فقدِ کتابت عدمِ تواتر کو مستلزم نہیں؛ البتہ یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر قرآن متواتر ہے تو اس قدر تلاش اور جستجو کا کیا مقصد ہے جبکہ سفید پتھروں اور کھجوروں کے پتوں پہ لکھا ہوا تلاش کرنا پڑا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے یہ کیا گیا حالانکہ قرآن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا ذکر

اس باب میں اس شخص کا ذکر ہے جو وحی لکھتا تھا بعض روایات میں جمع کا صیغہ مذکور ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کتاب کا ذکر، حدیث میں صرف زید بن ثابت کو ہی ذکر کیا ہے کیونکہ اُن کے سوا باقی بخاری کی شرط کے مطابق نہ ہوں گے۔ زید بن ثابت کے علاوہ اور بھی کاتبِ وحی تھے۔ کیونکہ زید ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ہیں حالانکہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے کاتب تھے۔ زید بن ثابت کے علاوہ اور بھی کاتبِ وحی بہت تھے کیونکہ زید ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ہیں حالانکہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے کاتب تھے؛ چنانچہ سب سے پہلا مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن ابی سرح وحی لکھا کرتا تھا پھر وہ مرتد ہو گیا اور فتح مکہ میں اُس نے دوبارہ

Marfat.com

قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اِنَّکَ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْاٰنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰی وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَۃِ التَّوْبَۃِ اٰیَتَیْنِ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْھُمَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِہٖ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ اِلٰی اٰخِرِہٖ

۴۶۷۰ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُ لِیْ زَیْدًا وَلْیَجِیْٔ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاۃِ وَالْکَتِفِ اَوِ الْکَتِفِ وَالدَّوَاۃِ ثُمَّ قَالَ

اسلام قبول کیا تھا۔ خلفاء راشدین، زبیر بن عوام، سعید بن عاص کے دو بیٹوں خالد اور ایان، حنظلہ بن ربیع اسدی معیقیب بن ابی فاطمہ، عبداللہ بن ارقم زہری، شرجبیل بن حسنہ اور عبداللہ بن رواحہ نے بھی وحی لکھی ہے۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اُبی بن کعب نے وحی لکھی ہے جبکہ زید بن ثابت ان کے بعد مقرر ہوئے تھے

۴۶۶۹ — ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابن سباق نے کہا کہ زید بن ثابت نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے پاس کسی کو بھیجا انھوں نے مجھے فرمایا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا قرآن کریم تلاش کرو میں نے جستجو شروع کردی حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں ابوخزیمہ انصاری کے پاس پائیں ان کے سوا کسی کے پاس وہ نہ پائیں (وہ یہ ہیں) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ الآیۃ

(اس سے پہلے باب میں تفصیل مذکور ہے)

۴۶۷۰ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الآیۃ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید بن ثابت کو میرے پاس بلاؤ! اور وہ تختی اور دوات

Marfat.com

اُكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنِي فَإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

بَابٌ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

۴۶۷۱ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ

اور شانہ کی ہڈی لیتا آئے یا شانہ کی ہڈی اور دوات فرمایا۔ پھر فرمایا یہ آیت کریمہ: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ الآیۃ لکھو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عمرو بن اُمّ مکتوم نابینا تھے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں نابینا ہوں تو اسی مقام میں یہ آیت کریمہ: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ " نازل ہوئی۔

۴۶۷۰ — شرح: یعنی اہل ضرر اور بیمار لوگوں کے ماسوا گھروں میں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ (حدیث ۴۶۶۸ اور ۲۶۲۶ کی شرح دیکھیں) ابن مکتوم کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ حافظ ابو نعیم نے کہا اُن کا نام عبداللہ ابن زایدہ ہے۔ محی السنۃ نے کہا عبداللہ بن شریح بن مالک ہے۔ بعض نے عمرو کہا ہے امام بخاری کے نزدیک یہی نام مختار ہے جو بعض نے کہا ہے اس حدیث میں لفظ "اُولِي الضَّرَرِ" فی سبیل اللہ کے بعد مذکور ہے؛ حالانکہ قرآن کریم میں "الْمُؤْمِنِين" کے بعد واقع ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا یہاں بطور تفسیر مذکور ہے بطریق تلاوت نہیں۔

Marfat.com

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کریم سات حروف پر نازل ہُوا

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا سات حروف سے مراد سات وجوہ یعنی سات لغات ہیں۔ اُن میں سے ہر لُغت میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ یہ مراد نہیں کہ قرآن کا ہر کلمہ سات وجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی بعض کلمات سات سے اکثر وجہ سے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے غالباً یہ زیادتی ادا کی کیفیت میں ہے جیسے مدّ اور امالہ وغیرہ میں ہے۔ بعض نے کہا سَبْعَہ سے مُراد حقیقۃً عدد نہیں ہے۔ بلکہ مراد تیسیر و تسہیل ہے اور سبعہ کا لفظ احاد میں کثرت پر بھی بولا جاتا ہے؛ چنانچہ سبعون کا اطلاق عشرات میں کثرت پر اور سبعماۃ سے مراد مات میں کثرت ہے۔ ان سے معین عدد مراد نہیں۔ قاضی عیاض اور ان کے ساتھیوں کا یہی مختار ہے۔

۴۶۷۱ — ترجمہ: عُبَیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا۔ میں نے اس سے مراجعت کی (کہ اور وجہ پر پڑھائیں) اور میں زیادہ کرواتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے۔

۴۶۷۱ — مشرح: مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے جبرائیل کی طرف یہ ردّ کیا کہ میری امت پر آسانی کی جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ میری اُمت کو اس کی طاقت نہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آثت میں مراد یہی سات لغات ہیں سفیان بن عُیَینہ نے کہا اس سے مراد سات وجوہ ہیں جو معنی میں متفق اور الفاظ مختلف ہیں جیسے اَقْبِلْ، تَعَالَ، ہَلُمَّ، عَجِّلْ، اسرِعْ وغیرہ یہ الفاظ مختلف ہیں۔ لیکن ان کے معانی متفق ہیں "

عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد سات قرأتیں ہیں۔ یہ جہالت ہے کیونکہ قرآت سبعہ سب ایک حرف میں ہیں۔ اور یہ قریش کی لغت ہے۔ توشیح میں ذکر کیا اس میں چالیس اقوال ہیں ان میں سے قریب تر دو قول ہیں جو ہم نے ذکر کئے ہیں۔

مجمع میں ذکر کیا کہ مراد سات حروف ادغام اور اس کا ترک، تفخیم، ترقیق، اِمالہ، مدّ اور لین وغیرہ ہیں کیونکہ ان میں لغتِ عرب مختلف ہے۔ اللہ نے اس میں آسانی کر دی تاکہ ہر ایک اپنے موافق لغت میں پڑھ لے اور یہ لغتِ قریش میں لکھنے کے منافی نہیں؛ کیونکہ کتابت قرآءت کے منافی نہیں۔ اس طرح ہوسکتا ہے کہ

Marfat.com

۴۶۷۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ

کتابت قریش کی لغت میں ہو اور قراءت ان لغات میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر تخفیف کی اور مختلف لغات میں پڑھنے کی اجازت دی اگرچہ اس کا اول نزول لغتِ قریش میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۷۲ — ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن عبدالقاری نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہشام بن حکیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے۔ میں نے

Marfat.com

الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

ان کی قرآءت سُنی تو وہ کئی حروف میں پڑھتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے قریب تھا کہ میں نماز میں اُن سے جھگڑا کرتا، لیکن میں نے صبر کیا حتیٰ کہ اُنھوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور کہا یہ سورت جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سُنا ہے تجھے کس نے پڑھائی ہے ؟ ہشام نے کہا یہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری اس قرأت کے بغیر یہ سورت پڑھائی ہے۔ میں انھیں کھینچتا ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے انھیں سورۂ فرقان ایسے حروف میں پڑھتے ہوئے سُنا ہے جو آپ نے مجھے ان حروف میں نہیں پڑھایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور فرمایا اے ہشام پڑھو! اُنھوں نے وہی پڑھا جو میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سُنا تھا آپ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم پڑھو تو میں نے اسی قرارت کے مطابق پڑھی جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے۔ قرآن کریم سات لغات پر نازل ہوا ہے ان سے جو لغت آسان ہو وہی پڑھو ''

۴۶۷۲ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہشام بن حکیم کی قرأت سُن کر فرمایا کہ تم نے جو کہا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پڑھایا ہے اس میں تم نے غلط کہا ہے ؛ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے اس کے خلاف سُنا تھا اور یہ حدیث '' اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ '' انہیں نہیں پہنچی تھی۔ حدیث شریف میں '' كَذَبْتَ '' بمعنی '' اَخْطَاْتَ '' ہے یعنی تم غلط کہتے ہو ؛ کیونکہ اہل حجاز خطاء کی جگہ لفظ کذب کا اطلاق کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے دونوں قراءتوں کے متعلق فرمایا کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کی تسلی و اطمینان کے لئے فرمایا تاکہ وہ دو مختلف اشیاء کی تصویب کا انکار نہ کریں۔ پھر آپ نے فرمایا جو قرآءت آسان جانو وہی پڑھو۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ قرارت میں تعدد قاری کی آسانی کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ '' احرف '' سے مراد یہ ہے کہ مرادف لفظ سے معنیٰ ادا کیا جائے۔ اگرچہ دونوں لفظ ایک ہی لغت کے ہوں ؛ کیونکہ حضرت عمر فاروق اور ہشام رضی اللہ عنہما کی زبان ایک ہی لغت میں ہے اور وہ لغتِ قریش ہے۔ ہاں ہمہ ان کی قرات مختلف ہے۔ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ احرف سبعہ سے یہی مراد ہے (حدیث ۲۲۵۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ تَالِيفُ الْقُرْاٰنِ

۴۶۷۳ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكٍ قَالَ اِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ اِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ اَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي اُوَلِّفُ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُقْرَاُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ اَيَّهُ قَرَاْتَ قَبْلُ اِنَّمَا نَزَلَ اَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ اَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّي لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ وَمَا

باب قرآن کی تالیف

۴۶۷۳ — ترجمہ، ہشام بن یوسف نے کہا ابن جُریج نے انہیں خبر دی کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اتنے میں آپ کے پاس ایک عراقی آیا اور کہا کونسا کفن بہتر ہے؟ فرمایا تیری خرابی ہو تجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے۔ اُس نے کہا اے امّ المؤمنین مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا کیوں؟ اُس نے کہا میں اس کے مطابق قرآن کی تالیف کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ قرآن غیر مؤلف پڑھا جاتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا تجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے جو بھی آئت چاہو دوسری سورت سے پہلے پڑھ لو۔ سب سے پہلے جو نازل ہوا اس میں سورتِ مفصل

نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَآءِ اِلَّا وَ اَنَا عِنْدَهٗ قَالَ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ الْمُصْحَفَ فَاَمْلَتْ عَلَيْهِ اٰیَ السُّوَرِ

جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے حتیٰ کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو حلال و حرام نازل ہوئے اگر پہلے ہی یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پیئو تو لوگ کہتے ہم شراب کبھی نہ ترک کریں گے اور اگر پہلے یہ نازل ہوتا کہ زنا نہ کرو تو وہ کہتے ہم زنا کبھی نہ چھوڑیں گے یقیناً مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جبکہ میں کمسن لڑکی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔ بَلِ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ،، اور سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء نازل نہ ہوئی مگر اس وقت کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ یوسف بن ماہک نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس عراقی مرد کے لئے قرآن نکال لائیں اور اس کو سورتوں کی آیات لکھا دیں۔

۴۶۷۳ — شرح : قولہ مَا یَضُرُّکَ ،، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عراقی مرد سے فرمایا : تیری موت کے بعد تجھے کیا شئی تکلیف دے سکی جبکہ تو مکلف ہی نہ رہا تجھے نرم یا سخت جو بھی کفن دیا جائے اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ تیری حس ختم ہو چکی ہوگی ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا سوال کفن کی مقدار سے ہو کہ ایک یا زیادہ کپڑے ہوں یا اس کی کیفیت سے ہو کہ سفید ہو یا کوئی رنگ دار ہو نرم ہو یا سخت ہو۔ سوتی ہو یا کوئی اور قسم کا ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جواب باصواب سب صورتوں کو شامل ہے۔ یعنی جو بھی میسر ہو وہی کافی ہے۔

قولہ اَرِیْنِیْ الخ عراقی نے ام المؤمنین سے کہا جو مصحف آپ پڑھتی ہیں وہ مجھے دکھائیں ام المؤمنین نے فرمایا میرے مصحف سے تو کیا دیکھے گا جس طرح بھی پڑھو صحیح ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن جمع کرنے سے پہلے تھا بعض نے کہا اس کے بعد تھا اور مذکور عراقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب کے مطابق پڑھتا تھا جو مصحف عثمان کی ترتیب کے خلاف تھا۔ اس نے ام المؤمنین کے مصحف پر مطلع ہو کر اس پر اعتماد کرنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب مصحف عثمانی کوفہ میں دیکھا تو اپنی قراءت اور ترتیب سے رجوع نہ کیا جو مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف تھا لیکن یہ امر مخفی نہیں کہ مصحف عثمانی پر جمہور امت نے اتفاق کیا ہے۔ اس لئے عراقی اس کے خلاف عمل کرنے پر راضی نہ تھا

قولہ اَنْزَلَ ،، سب سے پہلے جو سورت نازل ہوئی وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ ،، ہے یا کچھ مدت وحی رکنے کے بعد پہلے سورۃ مدثر نازل ہوئی اس میں جنت اور دوزخ کا صراحتہً ذکر ہے ، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا اَدْرٰکَ مَا سَقَرُ اور فرمایا فِیْ جَنّٰتٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ،، اور سورت اِقْرَاْ میں بھی

Marfat.com

جنت و دوزخ کا ذکر لزومی طور پر ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "کَذَّبَ وَتَوَلّٰی سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ"، "وَاِنْ کَانَ عَلَی الْهُدٰی" میں ذکر لزومی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ سورۂ اقرأ میں جنت و دوزخ کا ذکر نہیں۔

قولہ "نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ"، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس سے قرآن کریم کی ترتیب میں حکمتِ الٰہیہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کریم میں سب سے پہلے دعوتِ توحید تابعداروں اور مومنوں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو دوزخ کی آگ سے تخویف اور انذار کی آیات نازل ہوئیں۔ جب لوگ اس پر مطمئن ہو گئے تو احکام نازل ہوئے اس لئے ام المؤمنین نے فرمایا اگر پہلے شراب وغیرہ کی ممانعت و حرمت نازل ہوتی تو لوگ اس میں تامل کرتے، کیونکہ طبع انسانی اپنی مالوف شئ کے ترک سے نفرت کرتی ہے۔ اس لئے سورۂ بقرہ اور نساء جو کثیر احکام پر مشتمل ہیں سے پہلے سورۂ قمر نازل ہوئی جس میں کوئی حکم مذکور نہیں۔ پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عراقی مصحف لکھایا۔ اِمْلَاء اور اِمْلَال دونوں طرح مذکور ہے اور دونوں بمعنی واحد ہیں۔

اس مقام میں ایک بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب میں دو قول ہیں جمہور اس طرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد پر مبنی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے کہ قرآن کا نزول اس ترتیب پر ہے کہ سب سے پہلے سورۂ "اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ" نازل ہوئی، اس کے بعد سورۂ مدثر پھر ن والقلم پھر مزمل پھر تبت یدا پھر سبح اسم ربک آخر تک تمام مکی سورتیں نازل ہوئیں پھر مدنی سورتیں نازل ہوئیں۔ وہ جمہور کے قول کے مطابق ہے ؛ کیونکہ ترتیب عثمانی اگر توقیفی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا خلاف کبھی متصور نہ ہوتا کہ قرآن کو اس ترتیب پر جمع کرتے بعض علماء نے کہا عثمانی ترتیب توقیفی ہے اور وحی کے موافق ہے جس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا ہے۔ اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اور نزاع لفظی ہے جو علماء کہتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد سے قرآن مرتب ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورتوں کے نزول کے اسباب جانتے تھے۔ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سور کی ترتیب معلوم کی تھی انہوں نے کوشش کی کہ اسی ترتیب پر مصحف مرتب ہو یہ نہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے مرتب کر لیا تھا۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اسی ترتیب سے قرآن پڑھتے ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے سنا تھا۔ اور آپ نے اسی ترتیب کے مطابق جبرائیل علیہ السلام سے دور کیا تھا اور صحابہ نے سنا تھا۔ البتہ آیات کی ترتیب میں کوئی اختلاف نہیں یہ بالاتفاق توقیفی ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہر آیت کریمہ کا تعین کر دیا تھا (تیسیر القاری)

Marfat.com

۴۶۷۴ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ سَمِعْتُ اَبْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَهْفِ وَمَرْیَمَ وَطٰهٰ وَالْاَنْبِیَاءِ اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ

۴۶۷۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ قَبْلَ اَنْ یَقْدَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ

۴۶۷۴ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سورت بنی اسرائیل کہف - مریم - طٰہٰ اور انبیاء کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ پانچوں سورتیں نہایت ہی بلیغ ہیں اور قدیم سے نازل ہیں۔

۴۶۷۴ — شرح : عِتاق بکسر العین عتیق کی جمع ہے ۔ عرب خوشی جودت اور عمدگی کی انتہاء کو پہنچی ہو اس کو عتاق کہتے ہیں۔ اُوَل ،، کا ہمزہ مضموم واؤ مفتوح مخفف ہے۔ نزول کی اوّلیت کے اعتبار سے انہیں اُوَل کہا گیا ہے

قولہ من تلادی ،، بکسر التاء اور لام مخفف ہے۔ یعنی یہ سورتیں اگرچہ مصحف عثمانی کی ترتیب میں مؤخر ہیں لیکن نزول میں قدیم ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ یہ سورتیں افضل ہیں؛ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا شروع عجیب شئ کا متضمن ہے جیسے معراج کا واقعہ، اصحاب کہف، مریم علیہا السلام کا قصہ اور عظیم انبیاء اور اُن کی اُمتوں کے حالات۔

۴۶۷۵ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے سیکھ لی تھی (یہ سورت بھی مصحف عثمانی کی ترتیب میں مؤخر اور نزول میں مقدم ہے)

۴۶۷۶ — ترجمہ : شقیق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن ہم مثل (معنی میں) سورتوں کو جانتا ہوں۔ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے۔ پھر عبداللہ مجلس سے اُٹھ گئے اور اُن کے ساتھ علقمہ اُن کے گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر علقمہ

Marfat.com

عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهُنَّ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ دَخَلَ مَعَهُ عَلْقَمَةُ وَخَرَجَ عَلْقَمَةُ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ عِشْرُوْنَ سُوْرَةً مِنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَالِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اٰخِرُهُنَّ مِنَ الْحَوَامِيْمِ حٰمٓ الدُّخَانُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ

بَابٌ كَانَ جِبْرِيْلُ يَعْرِضُ الْقُرْاٰنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ اَسَرَّ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِيْلَ يُعَارِضُنِيْ بِالْقُرْاٰنِ كُلَّ سَنَةٍ وَاِنَّهُ عَارَضَنِيَ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ

باہر آئے تو ہم نے پوچھا وہ کونسی سورتیں ہیں تو انہوں نے کہا وہ بیس سورتیں ہیں۔ ابن مسعود کی تالیف کے مطابق سورۂ مفصّل "ق" سے شروع ہوتی ہیں اور ان کی آخری سورتیں حٰمٓ دخان اور عَمَّ یتساءلون ہیں۔

۴۶۷۶ — **شرح:** یہ سورتیں قصص مواعظ اور احکام میں ہم مثل ہیں اور رکعت سے مراد پوری نماز ہے، چنانچہ راوی سے منقول ہے کہ صبح کی نماز مراد ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورۂ جاثیہ اور دوسری میں عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ "پڑھتے تھے اور دوسرے روز پہلی رکعت میں احقاف اور دوسری میں مرسلات پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب جیسی نہیں۔ نیز معلوم ہُوا کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی نہیں۔

اسماءِ رجال ع۱ عبدان عبداللہ بن عثمان مروزی کا لقب ہے ع۲ ابوحمزہ کا نام محمد بن میمون سکری مروزی ہے ع۳ اعمش کا نام سلیمان ہے۔

باب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم پیش کرتے تھے "

Marfat.com

۴۶۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

مسروق نے ام المؤمنین عائشہ سے اُنھوں نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے آہستہ بات کی کہ جبرائیل ہر سال مجھ پر ایک بار قرآن پیش کرتے تھے۔ اور اُنھوں نے اس سال دوبار پیش کیا ہے میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اس سال میری موت قریب ہوچکی ہے (معارضہ کے معنی قرآن کا دَور کرنا ہے)

۴۶۷۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم خیر کی سخاوت کرنے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان مبارک کے مہینہ میں تو بہت زیادہ سخی ہوتے تھے، کیونکہ رمضان مبارک کی ہر رات میں جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے حتیٰ کہ رمضان گزر جاتا وہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن پیش کیا کرتے تھے (قرآن کا دَور کرتے تھے) پس جس وقت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ کھلی ہوا سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

۴۶۷۷ — شرح : یعنی ہوا خیر کی خوشخبری دیتی ہے اور اس کا فائدہ لوگوں کو پہنچتا ہے۔ بعض ہوائیں عقیم ہوتی ہیں کہ اُن سے خیر حاصل نہیں ہوتی اس لئے فرمایا کھلی ہوا سے آپ زیادہ سخی ہوتے تھے۔ کہ آپ کی خیر ہر ایک کو پہنچتی ہے۔ اور اس سے کوئی شئ محروم نہیں رہتی۔ یہ معنوی کی محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے تاکہ سامع خوب سمجھ لے۔ ریح کی صفت

Marfat.com

۴۶۷۸ — **حَدَّثَنَا** خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْرِضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قُبِضَ

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۷۹ — **حَدَّثَنَا** حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللهِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

مُرسلہ ذکر کی یہ وہ ہُوا ہے جو خیر کی بشارت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا : هُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو خوشخبری دینے بھیجتا ہے اس وصف کا فائدہ یہ ہے کہ بعض ہوائیں عقیمہ ہوتی ہیں اُن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (حدیث ۵ ج:۱ کی شرح دیکھیں)

۴۶۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم ہر سال ایک بار پیش کیا جاتا تھا اور جس سال آپ نے وفات پائی دو بار قرآن پیش کیا گیا۔ آپ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے اور جس سال وفات پائی بیس (۲۰) دن اعتکاف کیا (حدیث ۱۹۱۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے قاری حضرات

Marfat.com

۴۶۸۰ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللهِ فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذٰلِكَ

۴۶۷۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا اور کہا میں اُن سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو وہ عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور اُبیّ بن کعب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۴۶۷۹ — شرح : کیونکہ یہ چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے قرآن کریم کے حافظ اور اس کو ضبط کرنے والے تھے۔ اُنھوں نے پُوری طرح قرآن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ان چاروں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کی وفات کے بعد یہ چاروں باقی رہیں گے اور اس وصف میں منفرد اور یگانۂ زماں ہوں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کرمانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ کے بعد یہی حضرات اس وصف (حفظِ قرآن) میں منفرد نہ تھے بلکہ اور کئی حضرات تجویدِ قرآن میں باہر تھے، حالانکہ سالم بن معقل مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے تھے، معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وفات پاگئے تھے اور اُبیّ بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں انتقال کر گئے تھے۔ البتہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ باقی رہے تھے اور اُن کے بعد طویل زمانہ بقیدِ حیات رہے تھے اور وہی قرآن کریم کی قرأت میں ملجاءِ عوام تھے۔ وہ پینتالیس ہجری ایک قول کے مطابق اکتالیس یا بیالیس ہجری میں فوت ہُوئے مروان نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

Marfat.com

۴۶۸۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ کُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ یُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰکَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَ وَجَدَ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَجْمَعُ اَنْ تُکَذِّبَ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ

۴۶۸۰ — ترجمہ: شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ کی قسم! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں حاصل کی ہیں بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جانتے تھے کہ میں اُن سب سے اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہوں حالانکہ میں اُن سے بہتر نہ تھا۔ شقیق نے کہا میں لوگوں کے مجمع میں بیٹھتا تاکہ لوگوں کی باتیں سنوں (کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں) تو میں نے کسی کو اس کا رد کرتے نہیں سنا ہے جو اس کے سوا کچھ کہتا ہو۔

۴۶۸۰ — شرح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن سے بہتر نہ تھا کیونکہ بالاتفاق حضرات صحابہ کرام سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں جبکہ عبداللہ بن مسعود عشرہ مبشرہ سے نہیں ہیں۔ لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں کہ علم میں زیادتی افضلیت کی موجب نہیں؛ کیونکہ کثرتِ ثواب کے متعدد اسباب ہیں چنانچہ تقویٰ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنا بھی اسبابِ ثواب ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب اللہ کو زیادہ جاننا مطلق اعلمیت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی اور شخص سنت کو زیادہ جانتا ہو۔

قولہ قال شقیق" سے مقصد یہ ہے کہ کسی عالمِ دین نے اس کلام کو مسترد نہیں کیا بلکہ اسے تسلیم کیا۔

۴۶۸۱ — ترجمہ: علقمہ سے روایت ہے کہ ہم حمص میں تھے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پڑھی تو آپ نے فرمایا: بہت اچھا پڑھا ہے۔ عبداللہ نے اس شخص سے شراب کی بُو پائی تو کہا تو یہ جرأت کرتا ہے کہ اللہ کی کتاب جھٹلاتا ہے اور شراب پیتا ہے پھر اس کو حد لگائی۔

Marfat.com

۴۶۸۲ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ غَیْرُهٗ مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّآ اَنَا اَعْلَمُ اَیْنَ اُنْزِلَتْ وَلَآ اُنْزِلَتْ اٰیَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّآ اَنَا اَعْلَمُ فِیْمَ اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنِّیْ بِکِتَابِ اللّٰهِ تَبْلُغُهُ الْاِبِلُ لَرَکِبْتُ اِلَیْهِ

۴۶۸۱ ـ شرح : امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو حدود قائم کرنے کا حق تھا کیونکہ وہ عموماً یا خصوصاً امام وقت کے نائب تھے ۔ نیز اس شخص نے شرب خمر کا اقرار کر لیا تھا ؛ ورنہ صرف شراب کی بو آنے سے حد قائم نہیں کی جاسکتی نیز اس شخص کی تکذیب جہالت کے باعث تھی ، کیونکہ اگر وہ حقیقۃً جھٹلاتا تو کافر ہو جاتا جبکہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی قرآن کریم کے ایک حرف کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ضرب حد کی نسبت مجازاً ہے ، کیونکہ وہ حد لگنے کے سبب تھے اور اُنھوں نے اس شخص کے فعل کو حکومت تک پہنچایا تھا ۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث حنفیہ اور مالکیہ پر حجت ہے کیونکہ وہ منہ سے شراب کی بو آنے سے حد شراب قائم نہیں کرتے ہیں ۔ علامہ عینی نے کہا یہ حدیث احناف پر حجت نہیں ، کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے محض بو آنے سے حد نہیں لگائی تھی بلکہ اس شخص کے اعتراف کرنے سے حد قائم کی تھی ۔ کیونکہ نفس بو شرب خمر کی قطعی دلیل نہیں ہے ، کیونکہ اشتباہ ہو سکتا ہے اور حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے لہٰذا حد شہادت یا اقرار سے ثابت ہوگی !

۴۶۸۲ ـ ترجمہ : مسروق نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں ۔ اللہ کی کتاب میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور اللہ کی کتاب میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے متعلق نازل ہوئی اگر میں کسی کو جانتا کہ وہ قرآن مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور اس کے پاس اونٹ پہنچاتے ہیں تو میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا ‘‘

۴۶۸۲ ـ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر حاجت اور ضرورت انسان اپنی فضیلت بیان کر سکتا ہے ۔ البتہ فخر و غرور سے بیان کرنا مذموم ہے ۔ علامہ کرمانی نے کہا ’’مسلم ‘‘ اسم فاعل کا صیغہ ہے ۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک مسلم البطین

Marfat.com

۴۶۸۳ــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوزَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ ۴۶۸۴ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

اور دُوسرا مُسلم صُبَیح ابو الضّحٰی ہے۔ یہ دونوں مسروق سے حدیث روایت کرتے ہیں اور اِن دونوں سے سلیمان اعمش روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کے اسناد میں دونوں مُسلم ہوسکتے ہیں لیکن اسناد میں یہ التباس قادح نہیں کیونکہ دونوں مسلم بخاری کی شرط کے مطابق ہیں۔

قولہ تُبَلِّغُہُ الْاِبِلُ سے جبرائیل سے احتراز کیا ہے کیونکہ وہ آسمان میں رہتے ہیں۔

۴۶۸۳ــ ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کس نے جمع کیا تھا؟ اُنھوں نے کہا چار آدمیوں نے جمع کیا تھا اور وہ سب انصار تھے اور وہ اُبَیّ بن کعب، مُعاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید سعد بن عُبید اوسی ہیں۔ فضل نے حسین بن واقد لیثی سے روایت کرنے میں حفص بن عمر کی متابعت کی۔

۴۶۸۳ــ شرح : قرآن کریم کو جمع کرنا اِن چار صحابہ میں منحصر نہیں، کیونکہ اِن کے علاوہ صحابہ کرام کی جماعت نے بھی جمع کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صرف ان چاروں نے قرآن جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدد میں مفہوم مخالف نہیں لیا جاتا کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے صرف اِن چار نے جمع کیا ہے ان کے علاوہ مہاجرین کی نفی نہیں ہے، چنانچہ حدیث "مِنَ الْاَنْصَارِ" سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ انصار سے ان چاروں نے جمع کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۸۴ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی جبکہ صرف چار صحابہ نے قرآن جمع کیا تھا اور وہ ابوالدرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید ہیں

Marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ ثَابِتُ الْبُنَانِىُّ وَثُمَامَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْاٰنَ غَيْرُ اَرْبَعَةٍ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْ زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ

۴۶۸۵ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ عَلِىٌّ اَقْضَانَا وَاُبَىٌّ اَقْرَؤُنَا وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ اُبَىٍّ وَاُبَىٌّ يَقُوْلُ اَخَذْتُهُ مِنْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَتْرُكُهُ لِشَىْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا

اور ہم ابوزید کے وارث ہوئے ہیں۔

۴۶۸۴ ـــ شرح : یہ حدیث انس سے قتادہ کی روائت کے دو طرح مخالف ہے ایک یہ کہ اس میں چار حضرات ہیں بصیغۂ حصر تصریح کی ہے جبکہ قتادہ کی روائت میں لفظِ حصر مذکور نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حصر انصار کے لحاظ سے ہے کہ ان میں سے صرف ان چاروں نے قرآن جمع کیا مہاجرین اور دیگر حضرات کے اعتبار سے نہیں۔ ابن کثیر نے کہا یہ یقینی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھا اور یہ صحیح ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی امامت قرآن کریم کا سب سے بڑا قاری کرے اور اسے سب سے زیادہ قرآن یاد ہو اور تواتر سے ثابت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور یہ غیر ممکن ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حکم فرمائیں پھر کسی سبب کے بغیر اس کی مخالفت کریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے صحابہ کرام سے زیادہ قرآن کے عالم نہ ہوتے اور امامت کے منصب کے اوصاف سے متصف نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے مصلیٰ پر آگے نہ کرتے۔ لہٰذا بلا دلیل اُن سے حفظِ قرآن کی نفی جائز نہیں۔ ابوعبید قزاز نے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلفاء راشدین طلحہ، سعد، ابن مسعود، حذیفہ، سالم، ابوہریرہ، عبداللہ بن سائب اور عبادلہ خواتین میں سے ام المؤمنین عائشہ، ام المؤمنین حفصہ، ام المؤمنین ام سلمہ قرآن کے حافظ ہیں لیکن ان میں سے بعض نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

بعد کامل کیا ہے (قسطلانی) دوسری وجہ یہ ہے کہ قتادہ کی روایت میں ابی بن کعب مذکور ہے جبکہ اس حدیث میں ان کی جگہ ابو الدرداء ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسماعیلی نے کہا یہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں۔ ان میں تباین ہوتے ہوئے صحیح میں ان کا ہونا جائز نہیں بلکہ ان میں سے ایک صحیح ہے۔ علامہ بیہقی نے جزم کے ساتھ ذکر کیا کہ ابوالدرداء کو اس حدیث میں ذکر کرنا وہم پر مبنی ہے۔ درست اُبی بن کعب ہی ہے داؤدی نے کہا ابوالدرداء کا ذکر محفوظ نہیں ہے (عینی)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوالدرداء کا نام عُویمر انصاری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم کے لئے متواتر منقول ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اس کو نقل کرنے والے اتنے لوگ ہونے ضروری ہیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کی جامع شرط یہ ہے کہ ان کی خبر یقینی علم کی مفید ہو۔ اور یہ ان چاروں کی خبر سے حاصل ہے نیز تواتر میں یہ شرط نہیں کہ تمام لوگ سب سے نقل کریں بلکہ اس کا ہر جزء تواتر کا عدد یاد کرے تو کل متواتر ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے حدیث میں ان چار صحابہ کے علاوہ دوسروں کی نفی کیسے درست ہے حالانکہ خلفاء راشدین اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حفظِ قرآن میں نظر انداز اور مہمل نہیں کیا جا سکتا ہے؛ چنانچہ مین میں یمامہ کی جنگ میں ستر قاری شہید ہوئے تھے جنہوں نے قرآن حفظ کیا تھا اور یمامہ کی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑا بعد ہوئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چار کو ذکر کرنا راوی کے گمان کے اعتبار سے ہے راوی کو ان کے عدم علم سے یہ لازم نہیں کہ دوسروں کو بھی علم نہیں یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے جمع کرنے والے صرف چار تھے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۴۶۸۵ — **ترجمہ**: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ علی ہم میں سب سے بڑے قاضی ہیں اور اُبی بن کعب ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں اور ہم اُبی کی قراءت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ اُبی کہتے تھے۔ میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے سنا ہے لہٰذا میں اس سے کچھ بھی ترک نہیں کروں گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَا اَوْ مِثْلِھَا ،، ہم کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے یا اس کو نہیں بھلاتے مگر اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں

۴۶۸۵ — **شرح**: حضرت اُبی رضی اللہ عنہ بعض قرآن کے نسخ کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے جو قرآن میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس منہ سے سنا ہے کسی اور شئی یعنی ناسخ کے سبب میں اسے ترک نہیں کروں گا۔ حضرت عمر فاروق نے آیت قرآن سے استدلال کیا کہ بعض قرآن کا نسخ قرآن سے ثابت ہے اُبی کی قراءت میں منسوخ آیات بھی ہیں جنہیں وہ قرآن میں شامل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اُبی کی قراءت ترک کرتے ہیں۔

Marfat.com

بعد کامل کیا ہے (قسطلانی) دوسری وجہ یہ ہے کہ قتادہ کی روایت میں ابی بن کعب مذکور ہے جبکہ اس حدیث میں ان کی جگہ ابوالدرداء ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسماعیلی نے کہا یہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں۔ ان میں تباین ہوتے ہوئے صحیح میں ان کا ہونا جائز نہیں بلکہ ان میں سے ایک صحیح ہے۔ علامہ بیہقی نے جزم کے ساتھ ذکر کیا کہ ابوالدرداء کو اس حدیث میں ذکر کرنا وہم پر مبنی ہے۔ درست اُبی بن کعب ہی ہے داؤدی نے کہا ابوالدرداء کا ذکر محفوظ نہیں ہے (عینی)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوالدرداء کا نام عُوَیمر انصاری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم کے لئے متواتر منقول ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اس کو نقل کرنے والے اتنے لوگ ہونے ضروری ہیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کی جامع شرط یہ ہے کہ ان کی خبر یقینی علم کی مفید ہو۔ اور یہ ان چاروں کی خبر سے حاصل ہے نیز تواتر میں یہ شرط نہیں کہ تمام لوگ سب سے نقل کریں بلکہ اس کا ہر جزو تواتر کا عدد یاد کرے تو کل متواتر ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے حدیث میں ان چار صحابہ کے علاوہ دوسروں کی نفی کیسے درست ہے حالانکہ خلفاء راشدین اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حفظِ قرآن میں نظر انداز اور مہمل نہیں کیا جا سکتا ہے؛ چنانچہ مین میں یمامہ کی جنگ میں ستر قاری شہید ہوئے تھے جنہوں نے قرآن حفظ کیا تھا اور یمامہ کی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑا بعد ہوئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چار کو ذکر کرنا راوی کے گمان کے اعتبار سے ہے راوی کو ان کے عدم علم سے یہ لازم نہیں کہ دوسروں کو بھی علم نہیں یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے جمع کرنے والے صرف چار تھے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۴۶۸۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ علی ہم میں سب سے بڑے قاضی ہیں اور اُبی بن کعب ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں اور ہم اُبی کی قراءت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ اُبی کہتے تھے۔ میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے سنا ہے لہٰذا میں اس کچھ بھی ترک نہیں کروں گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ، ، ہم کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے یا اس کو نہیں بھلاتے مگر اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں

۴۶۸۵ — شرح: حضرت اُبی رضی اللہ عنہ بعض قرآن کے نسخ کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے جو قرآن میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس منہ سے سنا ہے کسی اور شئی یعنی ناسخ کے سبب میں اسے ترک نہیں کروں گا۔ حضرت عمر فاروق نے آیت قرآن سے استدلال کیا کہ بعض قرآن کا نسخ قرآن سے ثابت ہے اُبی کی قراءت میں منسوخ آیات بھی ہیں جنہیں وہ قرآن میں شامل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اُبی کی قراءت ترک کرتے ہیں۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الْحَادِى وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۴۶۸۶ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اکیسواں پارہ

باب — سورہ فاتحہ کی فضیلت

۴۶۸۶ — ترجمہ : ابوسعید بن مُعلّٰی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلایا میں حاضر نہ ہُوا (نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہُوا) اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (بُلانے کے وقت) نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے

Marfat.com

أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ

فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ؟ جب اللہ اور اس کا رسول بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے قرآن کریم کی عظیم تر سورت نہ پڑھاؤں ؟ پہلے اس کے کہ تو مسجد سے باہر جائے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا میں تجھے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت پڑھاؤں گا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہ یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

۴۶۸۶ — شرح : اس حدیث کو امام ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلایا جو مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاکم نے بھی اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلایا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث میں ابوسعید بن معلّٰی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے کہا دونوں حدیثوں کے مخرج مختلف ہیں اور ان کے سیاق بھی مختلف ہیں لہٰذا یہ واقعہ متعدد ہے جو ابوسعید بن معلّٰی اور اُبَی بن کعب کے لئے ظہور پذیر ہوا۔ ابوسعید نے کہا میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں نماز میں مشغول رہا اور حاضر نہ ہوا۔

تفسیر انفال میں شعبہ سے روایت کی کہ ابوسعید نے کہا میں حاضر خدمت نہ ہوا اور نماز پڑھ کر حاضر ہوا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حاضر نہ ہوئے۔ پھر نماز میں تخفیف کر کے حاضر خدمت ہوئے اور کہا "سلامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" آپ نے فرمایا جب میں نے بلایا تھا اس وقت آنے سے تمہیں کس نے منع کیا تھا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ اللہ اور اس کے رسول کی اجابت کرو ابی بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ ایسا نہ ہوگا ! علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۴۱۶۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۴۶۸۷ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيَبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فَقَامَ رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْبُنُهُ بِرُقْيَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَأَ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلٰثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهُ أَكُنْتَ تُحْسِنُ رُقْيَةً أَوْ كُنْتَ تَرْقِي قَالَ لَا مَا رَقَيْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْكِتَابِ وَقُلْنَا لَا تُحْدِثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقْيَةٌ اقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهٰذَا

۴۶۸۷ ـ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ ہم نے اقامت کی تو ایک لڑکی آئی اُس نے کہا اس قبیلے کا سردار ڈسا گیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے لوگ غائب ہیں کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ایک شخص اس کے ساتھ اُٹھ کر گیا ہم اسے دم کرنیوالا نہیں گمان کرتے تھے۔ اس نے اسے دم کیا تو وہ تندرست ہوگیا اور اس کو تیس بکریاں دینے کو کہا اور ہمیں دودھ پلایا جب وہ واپس آیا تو ہم نے اسے کہا کیا تو دم کرنا جانتا ہے؟ یا تو دم کیا کرتا ہے؟ اُس نے کہا میں نے صرف فاتحہ پڑھ کر دم پھونکا ہے۔ ہم نے کہا اس میں کوئی عمل نہ کرو حتی کہ ہم آئیں یا کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے۔ بکریاں تقسیم کرلو اور میرا حصہ بھی رکھ لو۔ ابومعمر نے کہا ہمیں عبدالوارث، ہشام، محمد بن سیرین اور معبد بن سیرین نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی

۴۶۸۷ ـ شرح : ابوسعید خدری کا نام سعد بن مالک ہے۔ ان کی کنیت اور نام دونوں

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

٤٦٨٨ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ

٤٦٨٩ــ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ وَقَالَ عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِیْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِیِّ لَنْ يَّزَالَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظًا وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

مشہور ہیں لیکن کنیت زیادہ مشہور ہے۔ یہ حدیث کتاب الاجارہ میں بھی ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ دونوں کے اسناد اور متن میں فرق ہے۔ جو شخص دم کرنے والا تھا وہ ابوسعید خدری ہی ہیں (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۲۱۳۲ جلد ۳: ج ۳ اور ۲۱۳۲ ج کی شرح میں دیکھیں)
غُیَّب غائب کی جمع ہے۔ رُقیہ یعنی دم پھونکنا "

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

۴۶۹۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطْنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — سورۂ بقرہ کی فضیلت

۴۶۸۸ — ترجمہ: ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو آیتیں پڑھیں۔

۴۶۸۹ — ترجمہ: ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اسے کافی ہیں۔ عثمان بن ہیثم نے کہا ہم سے عوف نے محمد بن سیرین کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت پر مقرر کیا رات کوئی شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اور پوری حدیث بیان کی اور کہا جب تو اپنے بستر پر سونے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اللہ کی طرف سے کوئی تمہارا محافظ ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔

۴۶۸۹ — شرح: قولہ کفتاہ "یہ دو آیتیں یہ ہیں: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الخ چونکہ یہ اللہ کی ثنا اور صحابہ کرام کی بہترین تابعداری اور اُن کا تمام امور میں اللہ کی طرف رجوع کے باعث ان کی ثنا کو متضمن ہیں۔ اس لئے ان کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ انسان کے لئے کافی ہیں۔ اور ان میں صحابہ کرام کے دعویٰ کے حصول کی اجابت ہے۔ بعض نے کہا یہ رات کے قیام سے کفایت کرتی ہیں اور شیطان کی شر سے محفوظ کرتی

Marfat.com

فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

۴۶۹۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

ہیں۔ بعض نے کہا اگر کوئی انسان رات میں کوئی وظیفہ کرتا ہو اور وہ پورا نہ کر سکے تو یہ دو آیتیں رات کو پڑھ لیں تو اس سے کفایت کرتی ہیں۔

قولہ قَالَ عثمانُ " یہ حدیث کتاب الوکالہ کی حدیث کا کچھ حصہ ہے۔ وہاں یہ حدیث پوری مذکور ہے۔ ص۵۴۸ ج ۳ پر اس کی مکمل شرح دیکھیں "

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ " یہ بلیغ تتمیم ہے، کیونکہ جب اس کی وصفِ صدق سے مدح کی اور اس سے اس کی سچائی کا وہم ہوا تو تو مبالغہ کے صیغہ سے اس سے صدق کی نفی کی یعنی اُس نے یہ بات تم سے سچ کہی حالانکہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے۔

قولہ ذَاكَ شَيْطَانٌ " یعنی وہ شیطانوں میں سے ایک شیطان ہے۔

باب — سورۂ کہف کی فضیلت

۴۶۹۰ — ترجمہ : براء رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے قریب ایک طرف دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کو بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ قریب ہوتا گیا اور گھوڑا اُچھلنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو قرآن پڑھنے کے باعث نازل ہوئی۔

شرح : سورہ کہف کی تلاوت کرنے والا یہ آدمی حضرت اُسید بن حضیر آدمی ہیں

۴۶۹۰ — رضی اللہ عنہ، حصان بہترین گھوڑا ہے سکینہ بمعنی رحمت اور وقار ہے حدیث ج ۳ ص۴۵۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ
نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ
لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ
وَخَشِيْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا
يَصْرُخُ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ قَالَ
فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ
أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ
ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

باب سُورۂ فتح کی تفسیر

۴۶۹۱ ـــ ترجمہ : زید بن اسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جا رہے تھے اور عمر فاروق آپ کے ہمراہ رات آپ کے ساتھ جا رہے تھے ۔ عمر فاروق نے آپ نے کچھ پوچھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب نہ دیا ۔ انھوں نے پھر پوچھا تو آپ نے جواب نہ دیا پھر سوال عرض کیا تو آپ نے انہیں جواب نہ دیا ۔ عمر فاروق نے (اپنے آپ کو) کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا ہے ۔ ہر بار تجھے جواب نہیں دیتے ہیں ۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو دوڑایا حتی کہ میں سب لوگوں سے آگے چلا گیا اور مجھے ڈر ہوا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا میں تھوڑا ہی ٹھہرا تھا کہ پکارنے والے کی آواز سنی ۔ وہ بلند آواز سے مجھے پکار رہا تھا میں ڈر گیا کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا ہے ۔ میں فوراً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا ۔ آپ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ہر اس شئی سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے ۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ، ہم نے تمہارے لئے واضح فتح

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

۴۶۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَاَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَزَادَ اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَخِيْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

فرمادی ہے (یہ سفر حدیبیہ کا سفر ہے حدیث: ۴۵۱۴ کی شرح دیکھیں اَثْقَلُ عورت کا اپنے بچے کو گم پانا۔ نزر سوال میں مبالغہ کرنا)

باب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی فضیلت

۴۶۹۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ،، بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ سے عرض کیا۔ گویا کہ اس شخص نے

Marfat.com

اسے قلیل خیال کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ابو معمر نے کچھ اضافہ کیا اُنھوں نے کہا ہمیں اسماعیل بن جعفر، مالک بن انس اور عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ نے اپنے باپ ابو سعید خدری سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ساری رات کھڑا رہا اور صبح تک قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ،، پڑھتا رہا۔ اس پر کچھ زیادہ نہ کرتا تھا جب صبح ہوئی تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پہلی حدیث کے مثل ذکر کیا۔

٤٦٩٢ — شرح : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے قتادہ بن نعمان کو سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سُنا وہ اسے بار بار اس لئے پڑھتے تھے کہ وہ اس کو قلیل شمار کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قلیل نہیں اس کا ثواب قرآن کے تہائی ثواب کے برابر ہے۔ مازری نے کہا قرآن میں تین امور قصص، احکام اور اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور یہ سورت صرف صفات پر مشتمل ہے۔ لہٰذا تین کا جزء قرآن کی تہائی ہے۔ بعض نے کہا اس کا ثواب تضعیف کے بغیر ثُلُث قرآن کے ثواب کی مقدار ہے۔ بعض علماء نے کہا قرآن کریم تین اقسام سے متجاوز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت اس کے اسماء اور صفات کی معرفت اور اس کے افعال اور سُنن کی معرفت کی راہنمائی کرتا ہے چونکہ یہ سورت تقدیس پر مشتمل ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب سے مقدّس اور پاک ہے) اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ثُلُث قرآن (تہائی) کے برابر قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ سورت اقرار بالتوحید اور خالقِ کائنات کی ذات ستودہ صفات کے اذعان کو متضمن ہے اس لئے اس پر عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا ہو۔ بعض نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خصوصًا اس شخص کے لئے ہے جس کا آپ نے قصد کیا تھا۔ ابو عمرو نے کہا ہم وہی بات کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس سے تجاوز ہرگز نہیں کرتے جس کے مفہوم و معنی سے ہم ناواقف ہیں اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرتے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ ثُلث قرآن (تہائی) کے برابر کس طرح ہے۔ ابن راہویہ نے کہا ثُلُث قرآن کا معنیٰ یہ نہیں کہ جو کوئی " قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ،، سورت تین بار پڑھ لے وہ سارے قرآن کی قرأت کے برابر ہے۔ اگرچہ دو سو بار یہ سورت پڑھے سارے قرآن کی قرأت کی مثل نہیں۔ ابو الحسن قابسی نے کہا شاید وہ آدمی جو بار بار سورۂ اخلاص پڑھتا تھا اس کو صرف یہی یاد تھی اُس نے اپنے اس عمل کو قلیل تصور کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک عمل اگرچہ قلیل ہو، کی ترغیب دلانے کے لئے فرمایا یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور مختار مستقل ہے کہ اپنے بندے کے قلیل عمل

Marfat.com

۴۶۹۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَاَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ وَقَالُوْا اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ الْفِرَبْرِیُّ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَّاقَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِیِّ مُسْنَدٌ

برکثیر ثواب عطاء فرمائے۔ اُصَیلی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا ثواب قرآن کی تہائی ثواب کے برابر ہے جبکہ اس میں قُلْ ھُوَاللّٰہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بعض کلام پر افضل نہیں، کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے یہ قول اس تقدیر پر مسلّم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات میں تفضیل نہیں ہے جیسا کہ اہلسنت علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسند ابن وھب میں ابن لھیعہ کے طریق سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قتادہ رات بھر صبح تک سورۂ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ سورت تہائی قرآن یا نصفِ قرآن کے برابر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوعمر نے کہا یہ شک راوی کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا شک نہیں۔ علاوہ ازیں حدیث میں لفظ "او" محفوظ نہیں اس حدیث اور اس کے علاوہ دیگر حدیث میں صحیح اور ثابت یہ ہے کہ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت نے یہ روایت کی ہے (عینی)

اَبُومعمر" ابن عساکر اور مزی نے کہا ابومعمر کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن معمر بن حسن ہذلی ہروی ہیں اُن کی سکونت بغداد میں تھی۔ ایک ابومعمر عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج منقری ہیں جیسا کہ دمیاطی نے ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں امام بخاری کے شیخ ہیں۔ نسائی نے یہ تعلیق موصول ذکر کی ہے (عینی)

۴۶۹۳ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے۔ صحابہ کرام پر یہ حکم سخت اور گراں بار ہوا تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم!

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

۴۶۹۴ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا

۴۶۹۵ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ

ہم میں کون یہ طاقت رکھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا : اللہ الواحد الصمد ثلث قرآن ہے۔فربری نے کہا میں نے ابوجعفر محمد بن ابی حاتم وراق ابوعبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے ابوعبداللہ بخاری نے کہا یہ حدیث ابراہیم سے مرسل اور ضحاک مشرقی سے مسند ہے۔

باب معوّذات کی فضیلت

معوّذات معوّذہ کی جمع ہے اس سے مراد تین سورتیں اخلاص ،فلق اور سورۂ ناس ہیں چنانچہ اصحاب سنن ثلاثہ ، احمد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے عقبہ بن عامر کی حدیث روایت کی کہ انہوں نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ،، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعہ ہم پناہ چاہتے ہیں۔ اس میں ان کی مثل کوئی نہیں۔ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ہر نماز کے بعد معوّذات سے پناہ چاہو اور ان تینوں کو ذکر کیا سورۂ اخلاص اللہ تعالیٰ کی صفت پر مشتمل ہے ۔اس لئے اس پر معوّذ کا اطلاق کیا ہے اگرچہ اس میں بظاہر کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں معوّذ کی تصریح ہو۔

۴۶۹۴ـ ترجمہ : امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ وَالْمَلٰئِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَءَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ

صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو مُعَوِّذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب آپ کا درد زیادہ سخت ہو گیا تو میں آپ پر یہ پڑھتی اور آپ کے دستِ اقدس کی برکت کی اُمید سے اس کے ساتھ حضور کو مسح کرتی۔

۴۶۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر پھونکتے اور جہاں تک ممکن ہوتا سارے جسم پر مسح کرتے پہلے سرِ مبارک اور چہرے مبارک پر ہاتھ پھیرتے پھر باقی جسم شریف پر اسی طرح تین بار ہاتھ پھیرتے تھے۔

۴۶۹۴ — شرح : مظہری نے شرح مصابیح میں ذکر کیا کہ بظاہر حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ اقدس پر پہلے دم پھونکتے پھر یہ سورتیں پڑھتے تھے، حالانکہ یہ کسی نے نہیں کہا اور نہ ہی اس میں فائدہ ہے۔ شائد یہ راوی سے سہو ہوا ہے دم پھونکنا تلاوت کے بعد ہونا چاہئے تاکہ قرآن کی برکت قاری کے جسم کے بشرہ کو پہنچے۔ علامہ طیبی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا۔ صحیح روایت میں طعن جائز نہیں کیونکہ فَقَرَءَ فِيْهِمَا ،، میں فاء قرآن کریم کی اس آیت کریمہ : فَاِذَا قَرَءْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ،، فاء جیسی ہے یعنی جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ استعاذہ کر ،، اسی طرح یہاں ہے کہ جب پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو

Marfat.com

الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِي وَمَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللهِ بْنُ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر مُعوّذات پڑھتے۔ اس میں راز یہ ہے کہ جادوگروں کی مخالفت ہو کیونکہ جادوگر پہلے پڑھ کر پھونکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ۷ ”قرآن مجید کی قراءت کے وقت فرشتوں اور رحمت کا نازل ہونا“

۴۶۹۵ ۔ ترجمہ : اُسید بن حُضیر نے کہا ایک دفعہ وہ رات کے وقت سورۂ بقرہ پڑھتے تھے اور اُن کے قریب اُن کا گھوڑا بندھا ہُوا تھا۔ اچانک گھوڑے نے اُچھلنا شروع کیا وہ خاموش ہوگئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر وہ پڑھنے لگے تو گھوڑے نے اُچھلنا شروع کر دیا۔ وہ خاموش ہُوا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑا بھی بدکنے لگا۔ پھر پڑھنے سے رُک گئے اور اُن کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا۔ اُسید بن حُضیر ڈرے کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو روند نہ ڈالے جب اُنھوں نے یحییٰ

Marfat.com

کو اُٹھالیا اور آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو وہ نظر نہ آیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا اے ابن حُضیر پڑھو اے ابن حضیر پڑھو۔ عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ڈر ہے کہ کہیں یحییٰ کو نہ کچل ڈالے جبکہ وہ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا اور یحییٰ کی طرف پھر گیا۔ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھتری جیسی ہے جس میں بہت سے چراغ ہیں۔ میں باہر نکلا تو اس کو نہ دیکھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا؟ عرض کیا نہیں فرمایا وہ فرشتے ہیں جو تمہاری آواز کے قریب آتے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے اور صبح ہوتی تو لوگ انہیں دیکھتے وہ اُن سے نہ چھپتے، ابن ہاد نے کہا عبداللہ بن خباب نے یہ حدیث ابو سعید خدری کے ذریعہ اُسید بن حُضیر سے بیان کی۔

۴۶۹۵ — شرح : اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسید سے فرمایا اے اُسید پڑھو! تمہیں آلِ داؤد کی مزامیر سے مزمار دی گئی ہے۔ ان کی خوش آواز تلاوت کے باعث آسمان سے فرشتے نازل ہوتے تھے جن کی حدیث میں امثالِ مصابیح سے تعبیر کی ہے۔

قولہ اِقْرَءْ یَاحُضَیْرُ اِقْرَءْ یَاحُضَیْرُ، امام نووی نے کہا حدیث بیان کرنے کی حالت میں قرأت کا حکم نہیں دیا بلکہ معنیٰ یہ ہے اے حُضیر تیرے لئے مناسب یہ تھا کہ قرآن پڑھتے رہتے اور سکینت اور ملائکہ کے نزول کو غنیمت سمجھتے اور قراءت قرآن کرتے رہتے، کیونکہ یہ نزولِ ملائکہ کی بقلد کا سبب تھا جو دوام قرأت کا مقتضی ہے اس کی دلیل حضرت اُسید کا جواب ہے کہ مجھے ڈر لاحق ہُوا کہ اگر میں پڑھتا رہا تو گھوڑا میرے بچے کو کچل دے گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے سورۂ کہف کی فضیلت کے باب میں ہے کہ کوئی آدمی سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے قریب گھوڑا بندھا ہُوا تھا اور کہا گیا کہ وہ آدمی اُسید بن حُضیر تھے اور وہ سُورۂ کہف پڑھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ شائد اُسید نے دونوں سورتیں پڑھی ہیں یا وہ آدمی کوئی اور تھا۔ اُسید نہیں تھے۔ ظاہر بھی یہی ہے (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مومن ان کو بطورِ رحمت اور کافر بطورِ عذاب دیکھتے ہیں، لیکن صلاحیت اور حسنِ صوت (خوش آواز) شرط ہے اور جو اس حدیث میں مذکور ہے اس کا منشا خاص قرآءت ہے جو خاص سُورت سے خاص صفت کے ساتھ پڑھی تھی اگر مطلق قرآءت ہوتی تو یہ ہر قاری کے لئے حاصل ہوتا۔ اس حدیث میں حضرت اُسید کی منقبت و فضیلت ہے اور رات کو سورۂ بقرہ پڑھنے کی بھی فضیلت ہے (عینی)

Marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ ۴۶۹۶ (۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ

باب جس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی چھوڑا ہے جو قرآن کے دونوں جلدوں کے درمیان ہے“

اس میں روافض کا ردّ ہے جن کا دعویٰ ہے کہ قرآن کے حافظوں کے چلے جانے سے کثیر قرآن بھی ان کے ساتھ ہی چلا گیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور ان کا خلافت کا مستحق ہونا قرآن میں ثابت تھا۔ صحابہ کرام نے اُس کو چھپا دیا ہے۔ یہ دعویٰ باطل اور مردود ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ہرگز متصور نہیں ہو سکتا۔ دَفّ کا معنی کنارہ اور جانب ہے یہاں اس سے مراد جلد ہے۔ دفتان دو جلدیں ہیں جو قرآن کریم کے دونوں طرف ہیں۔ تلویح میں ذکر کیا کہ ”اِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ“ کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی مگر وہ جو قرآن کریم کی دو جلدوں کے درمیان ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کتابۃ العلم میں شعبی کی حدیث میں ہے کہ ابو جحیفہ نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اُنھوں نے کہا ہمارے پاس صرف قرآن کریم ہے یا فہم و فراست ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے یا جو کچھ میرے اس صحیفہ میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی کچھ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خاص وصیت کی ہے۔ لہٰذا یہ سوال اس شیٔ سے تھا جس چیز کا تعلق امامت و خلافت سے ہو مگر وہ جو قرآن کی دونوں جلدوں کے درمیان ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت و خلافت کے تعلق سے حضرت علی کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ ۱۲

Marfat.com

بَابُ فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْكَلَامِ

(ب)
۴۶۹۶ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ اَبُوْخَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا

نے امامت و خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی "۔

۴۶۹۶ — ترجمہ : عبدالعزیز بن رُفیع نے کہا میں اور شدّاد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو اُنھوں نے شدّاد سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز چھوڑی ہے۔ شدّاد بن معقل نے کہا آپ نے صرف وہی چھوڑا ہے جو قرآن کریم کے دونوں جلدوں کے درمیان ہے ابن رفیع نے کہا ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے بھی یہی کہا کہ کوئی چیز نہ چھوڑی مگر جو دو جلدوں کے درمیان ہے ۔

۴۶۹۶ — شرح : محمد بن حنفیہ حضرت علی کے صاحبزادے ہیں ان کی والدہ خولہ بنت جعفر ہے جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتی ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یمامہ کی جنگ میں جو قید کئے تھے اُن میں سے خولہ بنت جعفر بھی تھیں ۔ اس لئے اس کو حنفیہ کہا جاتا ہے اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما کے اقوال سے روافض کا رَدّ کیا ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ امام بخاری نے لطیف نکتہ ذکر کیا ہے کہ روافض کے مذہب کے بطلان میں، محمد بن حنفیہ کا قول ذکر کیا جس کی امامت کا رافضی دعویٰ کرتے ہیں ۔ اگر امامت کے متعلق کوئی شئی ان کے پاس ہوتی تو وہ اس کو ہرگز نہ چھپاتے کیونکہ وہ جلیل القدر عظیم المرتبت اور دین میں قوی اور مُتصلّب تھے ۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے استدلال کیا جبکہ ابن عباس ہر وقت حضرت علی کے پاس رہتے تھے اور اُن کے حال سے بہت واقف تھے ۔ اگر امامت و خلافت کے متعلق اُن کے پاس علم ہوتا تو علمی تبحّر اور جراتت ہوتے ہوئے یہ کبھی نہ چھپاتے ۔ عبدالعزیز ابن رفیع اسدی مکی کوفہ سکونت پذیر تھے ۔ ایک سو تیس ہجری کے بعد فوت ہوئے ۔
شدّاد بن معقل اسدی کوفی تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں ۔ بخاری میں اس جگہ کے سوا کہیں ان کا ذکر نہیں ۔

Marfat.com

طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا

نے امامت و خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی "

باب ہر کلام پر قرآن کریم کی فضیلت

۴۶۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ہر کلام پر قرآن کی فضیلت ایسی ہے جیسے اللہ کی مخلوق پر فضیلت ہے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مومن شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ سنگترہ جیسی ہے اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے اور جو مومن شخص قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس کا مزہ اچھا ہے اور خوشبو نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ گل ریحان جیسی ہے کہ نہ تو اس کی خوشبو تو اچھی ہے اور مزہ کڑوا ہے اور فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تمہ جیسی ہے جس کا نہ تو مزہ ہے اور نہ ہی خوشبو ہے۔

۴۶۹۷ — شرح : بظاہر حدیث سے قرآن کی فضیلت معلوم نہیں ہوتی بلکہ قرآن کے قاری کی فضیلت ظاہر ہے لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ دراصل قرآن کی فضیلت ہے، کیونکہ قرآن پڑھنے کے باعث قاری کو فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن قاری کو سنگترہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ سنگترہ دیکھنے میں خوشنما اور چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے۔ اس کا رنگ شوخ دیکھنے والے کو خوش کرتا ہے۔ اور کھانے سے پہلے ہی اس کو طبیعت چاہتی ہے یہ معدہ کو قوی اور صاف کرتا ہے۔ ہضم میں طاقت دیتا ہے۔ اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے جو بہت مفید ہے ترش سنگترہ خواتین کی تیزی اور شدت کو نرم کرتا ہے اور رنگ شوخ کرتا ہے۔ اس کا چھلکا کپڑوں میں رکھنے سے جراثیم کو دور کرتا ہے یہ دوائی کے کام بھی آتا ہے جس گھر میں سنگترہ ہو اس کے قریب جن نہیں آتے۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ اس کے ساتھ مومن قاری کو تشبیہ دی جائے۔ جس کے قریب شیطان نہیں آتا۔ سنگترہ کے اندر غلاف سفید ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مومن کے قلب کے مناسب ہے۔ شارح مشکوٰۃ المصابیح نے ذکر کیا کہ یہ تشبیہ و تمثیل

Marfat.com

۴۶۹۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ شِئْتُ

درحقیقت موصوف کی وصف ہے جو خالص معقول معنیٰ پر مشتمل ہے۔ محسوس مشاہد کے ساتھ تشبیہ ہی اس کی پوشیدگی کو ظاہر کرسکتی تھی۔ انسان کے ظاہر و باطن میں اللہ کے کلام کی تاثیر ہے۔ اس میں لوگ مختلف ہیں بعض میں یہ تاثیر پوری ہوتی ہے اور وہ پوری طرح متاثر ہوتے ہیں اور وہ مومن قاری ہیں بعض میں یہ تاثیر قطعاً نہیں ہوتی وہ حقیقی منافق ہیں۔ بعض کا ظاہر تو متاثر ہوتا ہے اور باطن متاثر نہیں۔ وہ ریاکار ہیں اور بعض کا صرف باطن متاثر ہوتا ہے ظاہر نہیں وہ مومن ہیں جو قرآن نہیں پڑھتا محسوسات میں ان معانی کو ظاہر کرنا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس سے زیادہ مناسب اور کوئی صورت ممکن نہیں اور مذکور تشبیہ کی وجہ مرکب ہے جو دو محسوس اشیاء طعم اور ریح (مزہ اور بو) سے منتزع ہے۔ اس حدیث میں قرآن پڑھنے والے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

۴۶۹۸ — ترجمہ: عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری عمر تم سے پہلے گزرنے والی امتوں کی عمر نسبت وہ ہے جو نماز عصر اور نماز مغرب کے درمیان کا وقت ہے اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اجرت پر مزدور رکھے اور کہا وہ کون ہے جو ایک ایک قیراط پر آدھا دن کام کرے تو یہود نے کام کیا پھر کہا وہ کون ہے جو دوپہر سے عصر تک ایک قیراط پر

Marfat.com

بَابُ الْوَصَاةِ بِكِتَابِ اللهِ تعالٰی

۴۶۹۹ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰی أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أُمِرُوا بِهَا وَلَمْ يُوصِ قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ

میرا کام کرے تو نصاریٰ نے کام کیا پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو ۔ دو قیراط پر کام کیا تو یہود و نصاریٰ نے کہا ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور اجرت کم ملی ہے فرمایا کیا میں نے تمہیں تمہاری مستحق اجرت سے کم دیا ہے ؟ انہوں نے کہا نہیں ۔ فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں ۔

۴۶۹۸ ــ شرح : اس حدیث کی باب کے ترجمہ سے مناسب اس طرح ہے کہ اس امت مرحومہ کی فضیلت پہلی امتوں پر قرآن کے سبب ہے جس پر عمل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا ہے ۔ جب قرآن کے سبب لوگوں کو فضیلت حاصل ہے تو اس میں قرآن کی بھی فضیلت ہے اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں ۔ اسی اعتبار سے یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے ۔ اس قصہ کو پہلی امتوں کے حال پر منطبق کرنا تکلف سے خالی نہیں ۔ بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت میں اس طرح کہیں گے اور رب العزت کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا ۔ یہ حدیث وقتِ عصر تک تاخیرِ ظہر پر دلالت کرتی ہے حتیٰ کہ ہر شے کا سایہ دو مثل ہو جائے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کیونکہ نصاریٰ کا یہ کہنا ہمارا عمل زیادہ ہے ۔ اسی طرح صحیح ہوسکتا ہے ، کیونکہ اگر ایک مثل پر وقتِ ظہر ختم ہو جائے تو ظہر کا وقت عصر کے وقت سے کم رہ جاتا ہے یا برابر ہوتا ہے ۔ لہٰذا النصاریٰ کا یہ کہنا " نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا " کسی صورت صحیح نہ ہوگا ۔ (حدیث ۵۳۴ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کی کتاب کی وصیت

وصَایہ کی واؤ مفتوح و مکسور پڑھی جاتی ہے ۔ ابوذر کی روایت میں باب الوَصِيَّةِ بدون الف ہے یا مشتقہ اس کا بدل ہے ۔ اس سے مراد اللہ کی کتاب حسًّا اور معنًا محفوظ رکھنا اور اس کا اکرام و احترام کرنا اور اسے دشمن کی زمین میں نہ لے جانا جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال ہو

Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ الاية

۴۷۰۰ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِى اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَاْذَنِ اللّٰهُ لِنَبِىٍّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهٗ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهٖ

اور اس کے اوامر اور نواہی پر عمل کرنا اس کی تلاوت اور تعلیم وتعلّم ہمیشہ جاری رکھنا "

۴۶۹۹ ــــ ترجمہ : طلحہ نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے (خلافت وامارت اور مال وغیرہ کی وصیت) انہوں نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی وصیت نہیں کی۔ میں نے کہا لوگوں پر وصیت کیوں ضروری فرمائی اور انہیں اس کا حکم کیا گیا اور آپ نے وصیت نہیں فرمائی۔ ابن ابی اوفیٰ نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی وصیت کی (کہ اس کو مضبوط پکڑا جائے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کیا جائے)

۴۶۹۹ ــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور خلافت وامارت کے متعلق وصیت نہیں فرمائی اور قرآن کے اوامر ونواہی کی وصیت فرمائی۔ لہٰذا دونوں جملوں میں منافات نہیں۔ اس کی تفصیل حدیث ۲۵۵۳ ج کی شرح دیکھیں"

باب جو قرآن کے سبب بے نیاز نہ ہوا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو اُن پر پڑھی جاتی ہے "

یعنی قرآن کریم معجزہ ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے اتم واکمل ہے۔ اور تمام نشانیوں سے طالبِ حق کو بے نیاز کرنے والا ہے؛ کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی وثابت

Marfat.com

رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا ۔ فتح الباری میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت تورات سے ایک کتاب لکھ کرلائے تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی گمراہی کافی ہے کہ پیغمبر خدا جو کتاب اُن کے پاس لائے ہیں اس سے اعراض کر کے دوسرے پیغمبروں کے لائے ہوئے احکام کی طرف رجوع کرے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ اس باب میں یہ آیت ذکر کرنے سے یہ اشارہ کیا کہ "یتغنیٰ" استغنا سے ہے ۔ غناء بمعنی گانا نہیں یعنی خوش آواز سے پڑھے اس پڑھنے میں لذت وسرور ہوتا ہے۔

۴۷۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اذن نہیں دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے ہیں۔ ابوہریرہ کے صاحب نے کہا بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں ۔

۴۷۰۰ — شرح : بعض شروح سے یہ سمجھ آتا ہے کہ "لَمْ یَاذَنْ بمعنی لم یستمع" ہے ۔ اور "لِشَیْءٍ کی جگہ لِنَبِیٍّ" ہے ۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے لئے کان نہیں لگایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کان لگایا کہ آپ قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں ۔ یہ معنی اللہ تعالیٰ کی نسبت ظاہر پر محمول نہیں بلکہ اس سے مراد قاری کا اکرام کرے اور ثواب جزیل عطا کرے۔ الحاصل لفظ اَذِنَ یَاْذَنُ اطلاق اور استماع میں مشترک ہے ۔ اگر اطلاق مراد ہو تو مصدر بکسر الہمزہ وسکون الذال ہے ۔ اگر استماع مراد ہو تو مصدر اَذَنٌ ہے۔ قرطبی نے کہا ، اَذن کا اصل یہ ہے کہ سننے والا جس کو سنتا ہے اس کی طرف کان لگاکر متوجہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔

قولہ اَنْ یَتَغَنّٰی ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تغنّی کے معنی خوبصورت آواز میں قرآن پڑھنا جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ اگر خوش آواز نہ تو جس قدر ممکن ہو۔ آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرے ۔ بعض نے کہا اس کے معنی ہیں قرآن کے ساتھ استغناء کرے ۔ یعنی پہلی امتوں کی خبروں اور کتابوں سے مستغنی ہو۔ اس کی تاویل میں واضح ترین وجہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مستغنی نہ کرے اور اس کے ایمان میں نفع نہ دے اور قرآن کے وعدے وعیدوں کی تصدیق نہ کرے وہ ہم سے نہیں ۔ اس تاویل کے مطابق قرآن کریم کو الحان اور ترجیع سے پڑھنا مکروہ ہے ۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے کتاب الثداب میں بعض صحابہ کرام اور تابعین عظام سے نقل کیا ہے ۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تغنی سے مراد تحسین صوت اور قراءت میں خوبصورتی لیتے ہیں۔

قولہ قَالَ صَاحِبٌ لَّهٗ ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی نے کہا ابوہریرہ کی یتغنیٰ سے مراد یہ ہے کہ قرآن خوبصورت بلند آواز سے پڑھتے تھے یہ تغنی کی ایک تفسیر ہے اس کی اور بھی تفاسیر ہیں بعض نے

Marfat.com

۴۷۰۱ ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِیِّ اَنْ یَّتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْیٰنُ تَفْسِیْرُہٗ یَسْتَغْنِیْ بِہٖ

بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ

۴۷۰۲ ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْکِتَابَ وَقَامَ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَرَجُلٌ اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَ یَتَصَدَّقُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ

یہ تفسیر کی "یتحزّن بہ"، قسطلانی نے کہا تحزین رقّتِ آواز ہے۔ بعض نے تشاغل سے تفسیر کی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "تغنّیٰ بالمکان"، اس زمین میں اقامت کی۔ بعض نے تلذّذ سے تفسیر کی ہے یعنی اس سے لذت حاصل کرتے تھے جیسے اس سے اہلِ طرب لذت لیتے ہیں (تیسیر القاری)

۴۷۰۱ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شئ کا اذن نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا ہے۔ سفیان نے کہا اس کی تفسیر "یستغنی بہ" ہے۔ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے تھے یعنی قرآن کے ساتھ بے نیاز ہوتے تھے۔ (اس کی تفسیر پہلی حدیث میں گزری ہے)

باب قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا

۴۷۰۲ ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حسد صرف دو پر ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا

Marfat.com

۴۷۰۳ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ سُلَیْمَانَ سَمِعْتُ ذَکْوَانَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ عَلَّمَہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَتْلُوْہُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّھَارِ فَسَمِعَہٗ جَارٌ لَّہٗ فَقَالَ لَیْتَنِیْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا یَعْمَلُ

بَابٌ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

۴۷۰۴ ۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْھَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلْقَمَۃُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمٰنَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ

وہ رات بھر اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے (رات پڑھتا رہتا ہے) دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا وہ رات دن اس کو صدقہ کرتا ہے۔

۴۷۰۲ ۔ شرح : حدیث میں حسد بمعنی رشک ہے۔ حسد اور رشک میں فرق یہ ہے کہ حسد میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ محسود سے وہ شئی زائل ہو جائے اور حاسد کو حاصل ہو جائے اور غبطہ یعنی رشک میں محسود سے زوال کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس میں بھی وہ وصف آجائے ،، حدیث میں حسد سے مراد خاص حسد ہے اور وہ غبطہ ہے

۴۷۰۳ ۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد صرف دو پر ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ اسے رات اور دن کی گھڑیوں میں تلاوت کرتا ہے۔ اس کا ہمسایہ سن کر کہتا ہے۔ کاش مجھے بھی دیا جاتا جو فلاں کو دیا گیا ہے تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا وہ اس کو حق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کاش مجھے بھی مال دیا جاتا جیسے فلاں دیا گیا ہے تو میں اس کی طرح عمل کرتا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا۔ (حدیث ۷۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ قَالَ وَاَقْرَأَنِیْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ اِمْرَۃِ عُثْمٰنَ حَتّٰی کَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِیْ اَقْعَدَنِیْ مَقْعَدِیْ ھٰذَا

۴۷۰۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَلْقَمَۃَ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اَوْ عَلَّمَہٗ

باب تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے

۴۷۰۴ — ترجمہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ ابوعبیدہ نے کہا مجھے عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں قرآن پڑھایا حتی کہ حجاج عراق کا امیر بنا ابوعبدالرحمٰن نے کہا اسی حدیث نے مجھے اس جگہ برائے تعلیم قرآن بٹھایا ہے۔

۴۷۰۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا پڑھنا تمام نیک اعمال سے افضل ہے چونکہ جو شخص قرآن سیکھے اور پڑھائے۔ وہ تمام لوگوں سے بہترین شخص ہے تو قرآن پڑھنا لازمی طور پر سب نیک اعمال سے افضل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن پڑھنا اور سیکھنا افضل ہے یا فقہ سیکھنا افضل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن جوزی نے کہا ان دونوں میں سے جو لازم اور ضروری ہے وہ ہر انسان پر فرض ہے سارا قرآن اور ساری فقہ سیکھنا فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ سیکھ لیں تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ اگر لوگوں کے حق میں قدر قلیل جب پر ان دونوں میں سے زیادہ میں کلام کریں تو فقہ میں مشغول ہونے والا افضل ہے کیونکہ دینی مسائل جاننے اور اسلام کی راہ ہدایت معلوم کرنے کے لوگ محتاج ہیں اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ فقہ قرآن سے افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قرآن کریم کا قاری بہت بڑا فقیہ ہوتا تھا۔ اس لئے نماز میں قاری کو مقدم کیا گیا ہے، کیونکہ وہ فقیہ ہونے کے علاوہ قاری بھی ہے۔

قولہ اَقْرَءَنِیْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الخ یعنی ابوعبیدہ نے کہا ابوعبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

Marfat.com

۴۷۰۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ فَقَالَ مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا قَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

کی ابتدارِ خلافت میں مجھے قرآن پڑھایا حتی کہ وہ حجاج کے عراق کا امیر بننے تک تعلیم دیتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ابتدارِ خلافت سے حجاج کی امارت کے انتہا تک تقریبًا بہتر (۷۲) سال کی مدت ہے! لیکن یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب اس کی انتہا ہوئی واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۰۵ — ترجمہ : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے یا سکھائے۔

۴۷۰۵ — شرح : اس حدیث میں لفظ اَوْ شک کے لئے نہیں تنویع و تقسیم کے لئے ہے۔ یہ حدیث کا دوسرا طریق ہے۔ اس میں لفظ افضل ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں لفظ خیر مذکور ہے۔ لیکن معنی میں ان دونوں میں فرق نہیں کیونکہ خَیْرُکُمْ" دراصل اَخْیَرُکُمْ" تھا اور وہ بمعنی افضل ہے "

۴۷۰۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اس نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسُول کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اور عورتوں کی حاجت نہیں۔ ایک آدمی نے کہا اس کا میرے ساتھ نکاح فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اس کو کوئی کپڑا دو اس نے کہا میں کپڑا نہیں پاتا فرمایا اسے کچھ دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو وہ شخص غمناک ہو گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس کتنا قرآن ہے۔ (کتنا قرآن یاد ہے) اس نے کہا مجھے یہ یہ سُورت یاد ہے۔ فرمایا میں نے اس کا تجھ سے قرآن پڑھنے کے سبب نکاح کر دیا۔

۴۷۰۶ — شرح : اس حدیث سے علمار مجتہدین نے چند احکام استنباط کئے ہیں۔ اول یہ کہ

Marfat.com

لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے ۔ یہ امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، سفیان ثوری اور حسن بن حی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے میں نے اپنی بیٹی تجھے ہبہ کر دی دوسرا کہے میں نے قبول کی یا کہے میں نے نکاح کر لیا اس میں مہر ذکر کریں یا نہ ذکر کریں —— ، البتہ اگر مہر ذکر کریں تو وہی دینا پڑے گا جو مقرر کیا ہے ۔ ورنہ مہر مثل ادا کرنا ہوگا ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لفظ ہبہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ۔ ابوثور کا مذہب بھی یہی ہے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے ۔ دوسری روایت میں نہیں ہوتا ۔ اس بات میں اتفاق ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح لفظ ہبہ سے منعقد ہو جاتا ہے ۔ دوسری روایت میں نہیں ہوتا ۔ اس بات میں اتفاق ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح لفظ ہبہ سے ہوا تھا ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَامْرَءَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ، کوئی مومنہ عورت اگر اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دے ۔ علماء نے کہا یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے ۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جس شئی پر زوجان (بیوی خاوند) راضی ہو جائیں وہ مہر ہو سکتی ہے ۔ جیسے کوڑا وغیرہ اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو یہ امام شافعی ، ربیعہ ، ابوزناد ، ابن ابی ذئب ، یحیی بن سعید ، لیث بن سعید ، امام احمد اسحاق ثوری اور اوزاعی کا مذہب ہے ۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں " وَلَوْ خَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ " مذکور ہے ۔ یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے کہا جاؤ کچھ لے آؤ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی لے آؤ " امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا مسلک یہ ہے کہ دس درہم سے کم مہر جائز نہیں ۔ شعبی نے کہا تین اوقیہ سے کم مہر مکروہ ہے ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شریک داؤد زعافری کے ذریعہ شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ " دس درہم سے کم مہر نہیں ۔ ظاہر یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیونکہ یہ اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ ہی اس میں قیاس کو دخل ہے ۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول توقیف پر مبنی ہے اور یہ حدیث مرفوع ہے ۔ حنفیہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ " مبالغہ پر مبنی ہے ۔ جیسے حدیث شریف میں ہے تَصَدَّقُوْا وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ " صدقہ کرو ۔ اگرچہ جلا ہوا پایا ہو ۔ حالانکہ جلا ہوا پایا صدقہ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے ۔ نیز حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ لوہے کی انگوٹھی پورا مہر بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مہر معجل ہو اور باقی مہر مؤجل ہو ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن حزم نے کہا ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت باطل ہے کیونکہ اس کو داؤد زعافری نے روایت کیا ہے اور وہ سقوط میں ہے ۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

Marfat.com

ابن عدی نے کہا میں نے داؤد زعافری کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی جو حد سے متجاوز ہو جبکہ اس سے ثقہ نے روایت کی ہو۔ اگرچہ وہ حدیث میں قوی نہیں۔ کیونکہ جب داؤد سے ثقہ روایت کرے تو وہ مقبول ہے۔ نیز مزی نے ذکر کیا کہ شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے۔ اگر تسلیم بھی کرلیں کہ شعبی کی روایت مرسل ہے۔ لیکن عجلی نے کہا شعبی کی مرسل صحیح ہے وہ ہمیشہ صحیح حدیث ارسال کرتے ہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے لیکن اس کے پہننے میں مختلف اقوال ہیں ابوداؤد میں صریح روایت ہے کہ خاتم حدید ممنوع ہے اور یہ بنفس خود بیماری ہے۔

چوتھا حکم یہ ہے کہ اس حدیث سے امام شافعی، ایک روایت کے مطابق امام احمد اور ظاہریہ نے استدلال کیا کہ قرآن کریم کی کسی سورت کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور آپ کے صاحب، امام مالک اور صحیح روایت کے مطابق امام احمد، لیث اور اسحاق بن راہویہ نے کہا تعلیم قرآن پر نکاح جائز نہیں اور اگر اس طرح نکاح کرا لیا تو نکاح صحیح لیکن مہر مثل ادا کرنا لازم ہے۔ یہ اس شخص کی مانند ہے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر مقرر نہ کرے تو اس پر مہر مثل واجب ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور حدیث کے جواب میں کہا کہ حدیث کے یہ الفاظ: زَوَّجْتُكَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ،، اگر ظاہر پہ محمول ہوں تو ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورت پر نکاح ہے اس کی تعلیم پر نہیں اس وقت سورت کی حرمت پر نکاح ہے اس میں مہر وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں جیسے اُمِ سلیم کا اسلام پر تھا اور اسلام درحقیقت مہر نہ تھا لہٰذا قرآن کی سورت بالاتفاق مہر نہیں لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی حرمت اور برکت کے سبب میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ اور بِمَا مَعَكَ ،، میں باء سببیہ ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ ،، ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑا ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ماجہ کی روایت میں ”زَوَّجْتُكَهَا عَلٰى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ،، ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کلمہ ”علیٰ ،، بھی سببیت کے لئے مستعمل ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ،، تم اللہ کی ہدایت کے سبب اس کی بڑھائی بیان کرو۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہے میں نے اس عورت سے تیرا نکاح اس لئے کیا کہ تجھے قرآن یاد ہے اور یہ مال ذکر کرنے کے منافی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ دراصل باء مقابلہ کے لئے ہے جیسے بِعْتُكَ ثَوْبِیْ بِدِیْنَارٍ ،، میں نے تیرے پاس اپنا کپڑا ایک دینار کے بدل بیچا۔ اسی طرح اس حدیث میں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مقابلہ کا معنیٰ صحیح نہیں، کیونکہ اس کو یہ لازم ہے کہ عورت موہوبہ ہو، حالانکہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے۔ لہٰذا یہ کلام ظاہر پہ محمول نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پہ قرآن کی تعلیم لازم کی ہو اور مہر سے سکوت

Marfat.com

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

۴۷۰۷ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ

کیا ہو اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ادا کر دیا ہو جیسے رمضان مبارک میں بیوی سے جماع کرنے والا کا کفارہ حضور نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تھا جبکہ اس کے پاس کوئی نہ تھی یا اس کی آسانی تک مہر اس کے ذمہ کر دیا تھا کہ جب مہر مثل میسر ہوگا ادا کردے گا۔

باب دیکھے بغیر دل سے قرآن پڑھنا

۴۷۰۷ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اپنا آپ ہبہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر فرمائی اور اس کی طرف نظر اوپر نیچے کی پھر سر مبارک جھکا لیا جب اس عورت نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ

Marfat.com

يَا رَسُولَ اللهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَالَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا وَعَدَّهَا قَالَ أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو اس کا مجھ سے نکاح فرمادیں آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ سامان ہے۔ اُس نے کہا بخدا! یا رسُولَ اللہ! میرے پاس کچھ سامان نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جا اور دیکھ شائد کچھ پالے وہ گیا اور واپس آکر عرض کیا بخدا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا دیکھ اگر لوہے کی انگوٹھی پائے تو وہی لے آ وہ شخص گیا اور واپس آیا اور کہا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں، البتہ یہ تہبند ہے۔ سہل نے کہا اس کے پاس دوسری چادر بھی نہ تھی۔ اور کہا آدھی اسے دے دیجئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی۔ اگر تو پہنے گا تو اس پر کوئی شئی نہ ہوگی اور اگر وہ پہن لے گی تو تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا اور دیر تک بیٹھا رہا پھر کھڑا ہو گیا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ پشت پھیر کر جانے لگا ہے تو اس کو بلایا گیا جب وہ آیا تو فرمایا تجھے کتنا قرآن یاد ہے۔ اُس نے کہا فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ اور سُورتیں شمار کیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا میں نے قرآن حفظ کرنے کے سبب تجھے اس کا مالک بنا دیا۔

(حدیث عـ ۴۷۰۶ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ

۴۷۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ

۴۷۰۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ

باب قرآن کریم حفظ کرنا اور اس کو پڑھتے رہنا

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
۴۷۰۸ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھنے والے کا حال اونٹ والے کی مثل ہے جس نے اس کے پاؤں کو بندھا ہو اگر اس کی حفاظت کرے گا تو اسے روک سکے گا اگر اسے رہا کر دے گا تو وہ اس کے ہاتھ سے چلا جائے گا۔

شرح : المُعَقَّلَة ، جو رسی سے بندھا گیا ہو۔ قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھنے
۴۷۰۸ — اور اسے ہمیشہ پڑھتے رہنے کو رسی سے بندھے ہوئے اونٹ سے تشبیہ دی جس کے بھاگ جانے کا خوف ہو جب تک اس کی حفاظت رہے اور اس کا دور ہوتا رہے یاد رہے گا جیسے رسیوں سے بندھا ہوا اونٹ بھاگ نہیں سکتا اونٹ سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ وہ دوسرے گھریلو حیوانوں کی نسبت زیادہ بھاگتا ہے اور اس کے بھاگ نکلنے کے بعد اس کو پکڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

Marfat.com

۴۷۱۰ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ مِثْلَهُ تَابَعَهُ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۰۹ ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا یہ کہنا بہت بُرا ہے کہ وہ کہے میں فلاں فلاں آئت بھول گیا ہوں بلکہ وہ بھلایا گیا ہے تم قرآن پڑھتے رہو کیونکہ قرآن وحشی جانوروں کی نسبت بہت جلد لوگوں کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔

۴۷۰۹ ــ شرح نُسِّیَ بخاری کی تمام روایات میں مُشدد ہے اسی طرح بخاری کے علاوہ اکثر روایات میں مشدّد ہے۔ قرطبی نے کہا مسلم کی بعض روایات میں مخفف ہے۔ مشدد پڑھنے کی تقدیر پر نسیان کی نسبت کسی طرف ہے اور تخفیف کی صورت میں ناسی کی طرف ہے۔ اگر نُسِّیَ " مشدد پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ اللہ نے اس کو بھلا دیا اور اگر مخفف پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ وہ بھول گیا اور خیر سے محروم رہا اور نسیان کی نسبت اپنی طرف کرنا مکروہ ہے ؛ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھلایا ہے اور وہی ہر شئی کی تقدیر بناتا ہے۔ نیز دراصل نسیان ترک ہے اس لئے یہ کہنا کہ میں نے ترک کیا اور نسیان کا قصد کیا۔ مکروہ ہے نیز نسیان انسان کے اختیار میں نہیں لہذا یہ کہنا مکروہ ہے کہ میں بھول گیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا نسیت " کہنے سے اس لئے منع کیا کہ اس میں تساہل اور تغافل پایا جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ اس میں حال کی مذمت ہے۔ کلام کی مذمت نہیں۔ یعنی اس شخص کا بُرا حال ہے جو قرآن حفظ کرے پھر اس سے غافل ہو جائے اور بھول جائے بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔ توشیح میں ذکر کیا مذمت کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے فعل کی نسبت اپنی طرف کی ہے حالانکہ یہ اللہ کا فعل ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا بئس یعنی نسیان کے سبب گناہ پر اس کو عذاب دیا جائے گا جبکہ اُس نے قرآن کے حفظ میں غفلت کی اور بھول گیا۔ الحاصل بعض نے نسیان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ؛ کیونکہ اللہ تمام افعال کا خالق ہے۔ بعض نے انسان کی طرف کی ؛ کیونکہ نسیان اس کا فعل ہے اور وہ اس کا سبب ہے تو اکتساب کے اعتبار سے ناسی کی طرف نسبت کی اور بعض نے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی جیسے یوشع علیہ السلام نے فرمایا تھا : وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ "، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو وسوسہ دینے پر قادر کیا ہے جس کے باعث نسیان ہوتا ہے۔ بہر حال ہر نسبت کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کریم کی تلاوت میں مداومت کرو اور اپنی طرف سے اس کا

Marfat.com

۴۷۱۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَی الدَّآبَّةِ

۴۷۱۲ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اِيَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ

مذاکرہ اور دَور کرتے رہو۔ تَفَصِّی کے معنی انفصال اور بھاگ جانا ہے۔ فَصَّۃٌ اس کا اسم ہے۔

۴۷۱۰ — ترجمہ : عثمان نے ہمیں خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے جریر نے منصور سے مذکور حدیث جیسی خبر دی۔ بشر نے ابن مبارک کے ذریعہ شعبہ سے روایت کرنے میں محمد بن عرعرہ کی متابعت کی۔ اور ابن جریج نے عبدہ کے ذریعہ شقیق سے روایت کرنے میں محمد کی متابعت کی اُنہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا شقیق کی کنیت ابو وائل ہے۔

۴۷۱۱ — ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم ہمیشہ پڑھتے رہو اور دَور کرتے رہو۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ قرآن کریم سینوں سے بندھے ہُوئے اونٹوں سے جلدی نکلنے والا ہے۔

۴۷۱۱ — شرح : عُقُل عقال کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں "رسی"، غُلُلُهَا بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ غُلّ بمعنی قید کی جمع ہے۔ مذکور حدیث میں فِیْ عُقُلِهَا "ہے۔ اس میں لفظ فی ہے۔ نیز "من عُقُلِهَا بھی روایت کیا گیا ہے یہ دراصل تعدیہ تَفَصِّی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ فی بمعنی "من" ہو۔ حروف جَرّ ایک دوسرے کے معنی میں آتے رہتے ہیں حرف فی تو خصوصی طور پر اشعار میں مِن کے معنی میں آتی رہتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب سواری پر قرآن کریم پڑھنا

۴۷۱۲ — ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فتح مکہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی سواری پر سورۂ فتح تلاوت فرما رہے

Marfat.com

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ

۴۷۱۳ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَرَأْتُ الْمُحْكَمَ

ہے۔ "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا"

باب بچّوں کو قرآن پڑھانا

اس سے امام نے اس شخص کے کلام کا ردّ کیا ہے جو کہے کہ بچّوں کو قرآن پڑھانا مکروہ ہے۔ ابوداؤد نے سعید بن جُبیر اور ابراہیم نخعی سے روائت کی کہ نابالغ بچّوں کو قرآن پڑھانا مکروہ ہے (عینی)

۴۷۱۳ — ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جس سورت کو تم مفصّل کہتے ہو وہ مُحکم ہے "، سعید نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ میں صرف دس برس کا تھا حالانکہ میں محکم سورتیں پڑھ چکا تھا۔

۴۷۱۳ — شرح : یہاں محکم سے مراد وہ سورتیں ہیں جو منسُوخ نہیں ہوئیں یہ محکم متشابہ کے مقابل نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچہ نابالغ قرآن پڑھ سکتا ہے، لیکن علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ یہ صحیح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر پندرہ برس تھی۔ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا سید عالم

Marfat.com

۴۷۱۴ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ

بَابُ نِسْيَانُ الْقُرْاٰنِ وَهَلْ يَقُولُ نَسِيتُ

اٰيَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالٰى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

۴۷۱۵ — حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا اٰيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس تیرہ برس کے تھے، لیکن یہ پندرہ برس کے منافی نہیں کیونکہ سال کی کسر کو شامل کرنے سے پندرہ برس ہی ہو جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمانا کہ میں دس برس کا تھا یہ حفظ قرآن کے اعتبار سے تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اعتبار سے نہیں اور عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ"، علامہ عینی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں جملے یعنی وانا ابن عشر سنین اور وقد قرءت المحکم، حال واقع ہیں اور حال قید ہوتا ہے لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔

۴۷۱۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات مبارک میں محکم سورتیں یاد کر چکا تھا۔ سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا "محکم سورتیں" کونسی ہیں انھوں نے کہا محکم مفصل ہیں (یعنی سورہ حجرات سے آخر تک صحیح تر قول یہی ہے)

Marfat.com

۴۷۱۶ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ أَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُورَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ

۴۷۱۷ ــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أُنْسِيتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا ــ

باب قرآن بھول جانا

کیا یہ کہنا جائز ہے کہ میں فلاں فلاں آیات بھول گیا ہوں ؟ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ نے چاہا ،، ۔

۴۷۱۵ ــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں سورت سے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی ۔

۴۷۱۵ ــ شرح : مسجد میں قرآن کریم پڑھنے والا شخص عبداللہ بن یزید انصاری تھے اور فلاں سورت سے مراد سورۂ یونس ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہونا کیسے جائز ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بھلایا جانا آپ کے اختیار میں نہ تھا ۔ شرعی قانون کے اجراء کے لئے آپ کو بھلایا جاتا تھا ۔ اس کے بعد نسیان زائل ہو جاتا تھا ۔ جمہور علماء نے کہا امور ابلاغیہ اور تعلیمیہ میں نسیان جائز نہیں اور جن کا طریق ابلاغ اور تعلیم نہ ہو وہاں نسیان جائز ہے لیکن اُس پر قرار نہ ہوتا تھا بلکہ تو دہر

Marfat.com

۴۷۱۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَاسًا اَنْ يَقُوْلَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا

وقت میں نسیان زائل ہوجاتا تھا۔

۴۷۱۶ — ترجمہ : ہشام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں فلاں فلاں سورت سے بھلایا گیا تھا۔ ہشام سے روایت کرنے میں علی بن مسہر اور عبدہ نے محمد بن عبید کی متابعت کی،،

۴۷۱۶ — شرح : یعنی ہشام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں اس کلمہ اُسْقِطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا ،، کا اضافہ کیا یعنی فلاں فلاں سورت سے میں بھول گیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد کی حدیث میں سورت کی تفسیر کی ہے۔ کشمینی کی روایت میں تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدَةَ ، ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا یہ غلط ہے کیونکہ عبدہ علی کا ساتھی ہے استاذ نہیں۔

۴۷۱۷ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ رات کے وقت ایک سورت پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد کرا دی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھول گیا تھا۔

۴۷۱۸ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے یہ بُری بات ہے کہ وہ کہے میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔

۴۷۱۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھولتے نہیں تھے بلکہ بھلائے جاتے تھے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرعی حکم کے اجراء اور تشریع کے لئے آپ کو بُھلا دیتا تھا اور جب حکم مشروع ہوجاتا تو نسیان زائل ہوجاتا تھا آپ

Marfat.com

۴۷۱۹ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَاَهُمَا فِیْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

۴۷۲۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ حَدِيْثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ

اس پر مستقر نہ رہنے تھے علماء نے کہا کہ نسیتُ کا فاعل نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص مجھے یہ نہ کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمتِ نسخ کے لئے مجھے بھلاتا ہے اور اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا در اُنسِیتُ اور نُسِیتُ مجہول کے صیغے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلایا ہے۔ افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیئے کیونکہ وہ اِن کا خالق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عبودیت کا اقرار اور قدرتِ ربوبیت کی تابعداری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جس شخص نے یہ کہنے میں حرج نہ سمجھا کہ وہ کہے سورۂ بقرہ اور فلاں سورۃ

۴۷۱۹ــــ ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری دو آئتیں ہیں جو کوئی وہ رات پڑھے وہ اسے کافی ہیں۔

۴۷۱۹ــــ شرح : اس میں اس شخص کا ردّ ہے جو کہتا ہے۔ سورۂ بقرہ نہیں کہنا چاہیئے بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ وہ سُورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اس نے طرانی کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا: سورۂ بقرہ نہ کہو اور نہ سورۂ آل عمران اور نہ سورۂ نساء کہو اسی طرح قرآن کریم کی تمام سورتیں ہیں، لیکن یہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اُس نے

Marfat.com

ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ
ابْنَ حَكِيمِ ابْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ
فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ
الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَهُوَ أَقْرَأَنِي هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلٰى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُودُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي
سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا

طبرانی کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا "سورۂ بقرہ نہ کہو اور نہ سورہ آل عمران اور نہ سورۂ نساء کہو اسی طرح قرآن کریم کی تمام سورتیں ہیں لیکن یہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے لیکن ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔

۴۷۲۰ — ترجمہ : زُہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن ابن عبدالقاری سے خبر دی کہ اُن دونوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھتے ہُوئے سُنا میں نے اُس کی قرآءت غور سے سُنی وہ اس کو کئی طرح پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا تھا اور قریب تھا کہ میں اُس سے نماز ہی میں جھگڑا کرتا۔ پس میں نے انتظار کیا حتی کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اُن کے گلے میں کپڑا ڈال کر اسے کھینچا اور کہا تجھے یہ سُورت کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے سُنا ہے۔ ہشام بن حکیم بن حزام نے کہا اس طرح مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے اسے کہا جھوٹ بولتے ہو۔ بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ سے سُنی ہے۔ میں انہیں

Marfat.com

وَاِنَّكَ اَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اِقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا
الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا
اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِيْ اَقْرَأَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

۴۷۲۱ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ
قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ
اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لےآیا اس حال میں کہ میں اسے کھینچ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے سنا ہے کہ یہ سورۂ فرقان کئی طریقوں سے پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھائی ہے آپ نے خود مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہشام پڑھو تو اس نے اسی طرح پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر مجھے فرمایا تم پڑھو میں نے اسی طرح پڑھی جو آپ نے خود مجھے پڑھائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے تم جس طرح آسان ہو پڑھو۔

(حدیث ۴۶۷۲ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

۴۷۲۱ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو گزشتہ رات مسجد میں پڑھتے سنا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلادی جو میں فلاں فلاں سورت سے چھوڑ گیا تھا۔

Marfat.com

بَابُ التَّرْتِیْلِ فِی الْقِرَاءَۃِ

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا وَقَوْلُہٗ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَأَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَمَا یُکْرَہُ اَنْ یُّھَذَّ کَھَذِّ الشِّعْرِ یُفْرَقُ یُفَصَّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَقْنٰہُ فَصَّلْنٰہُ

۴۷۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مَھْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ

باب قرآن کریم خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اُتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو! اور مکروہ ہے کہ شعر جلدی پڑھنے کی طرح قرآن جلدی جلدی پڑھا جائے یُفْرَقُ بمعنی یُفَصَّلُ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فَرَقْنٰہُ بمعنی فَصَّلْنٰہُ ہے

شرح : ترتیل کے معنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور ان کے ادا کرنے میں آہستگی کرنا کہ اُن کے معانی سمجھنے میں آسانی ہو، اور اس کے پڑھنے میں تیزی اور جلدی نہ کرنا۔

قولہ قرآنًا فَرَقْنٰہُ " یعنی ہم نے قرآن آہستہ آہستہ اُتارا سارا ایک ہی بار نہیں اُتارا بخلاف دیگر کتب سماویہ کے کہ وہ یکبار نازل ہوئیں "

قولہ وَمَا یُکْرَہُ " یہ باب الترتیل پر معطوف ہے۔ یعنی باب فی بیان الترتیل و فی بیان ما یکرہ اَنْ یُّھَذَّ کَھَذِّ الشِّعْرِ ھَذّ کے معنی ہیں سوچنے کے بغیر جلدی جلدی شعر پڑھے جاتے ہیں

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ " میں یُفْرَقُ کی تفسیر یُفَصَّلُ سے کی " ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ " کے معنی یہ بیان فرمائے کہ قرآن کریم کو ہم نے مفصل بیان کیا۔

۴۷۲۲ — **ترجمہ :** وائل نے کہا میں صبح کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ایک آدمی نے کہا میں نے گذشتہ رات مفصل سورتیں پڑھی ہیں

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَدَوْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حٰمٓ

۴۷۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ

عبداللہ نے کہا یہ تیزی ہے۔ شعر کی تیزی جیسی ہے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا میں اُن ہم مثل سورتوں کو یاد کرتا ہوں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ وہ مفصل کی اٹھارہ سورتیں ہیں اور دو سورتیں جو آل حٰمٓ سے ہیں۔

۴۷۲۲ — شرح: ایک رات میں مفصل سورتیں پڑھنے والا شخص نہیک بن سنان ہے قرناء کے معنی طول اور قصر میں ہم مثل سورتیں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں ذکر کیا کہ مفصل سورتیں بیس ہیں اور وہاں حٰمٓ دخان اور عمّ یتساءلون کو مفصل میں شمار کیا ہے جبکہ یہاں اُن کو نکال دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں ان کی مراد بڑی بڑی سورتیں ہیں۔

قولہ من آل حٰمٓ ،، یعنی وہ سورتیں جن کے اوّل حٰمٓ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فلاں من آل فلاں سے ہے۔ بعض نے کہا لفظ آل زائد ہے اور مراد نفس حٰمٓ ہے جیسے آلِ داؤد سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہیں

۴۷۲۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ

Marfat.com

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ الْاٰیَۃَ الَّتِیْ فِیْ لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ قَالَ اِنَّ عَلَیْنَا اَنْ نُبَیِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِیْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا ذَهَبَ قَرَاَهٗ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰہُ

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ

یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان شریف کو حرکت نہ دیں،، کی تفسیر میں کہا۔ جب جبرائیل علیہ السلام وحی کے ساتھ نزول کرتے (وحی لے کر آتے) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اپنی زبان شریف اور مبارک دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور آپ پر یہ دشوار تھا آپ سے دشواری کی حرکت پہچانی جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورۃ لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ ،، میں ہے نازل فرمائی لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ الْاٰیَۃ ،، یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان شریف کو حرکت نہ دیں بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمّہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ اور جب ہم نازل کریں تو سنتے رہیں پھر ہمارے ذمّہ اس کا بیان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (اس کے بعد) جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تو آپ گردن جھکا لیتے (سماعت فرماتے) جب وہ چلے جاتے تو قرآن پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔

(حدیث ۴۶۰۷ کی شرح دیکھیں)

باب قرآن کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا

قرآء کے نزدیک مدّ دو قسم ہے۔ ایک اصلی ہے کہ جس حرف کے بعد الف یا واؤ یا یاء ہو اس کو لمبا کھینچنا۔ دُوسری غیر اصلی ہے وہ یہ ہے کہ جب اس قسم کے حرف کے بعد ہمزہ آجائے اور وہ متصل و منفصل ہے۔ متصل وہ ہے جو نفس کلمہ میں ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمہ میں ہو (فتح)

Marfat.com

۴۷۲۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا

۴۷۲۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ

۴۷۲۴ — ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (جہاں مد ہوتی) اسے خوب کھینچ کر پڑھتے تھے۔ (یعنی جو لفظ مد کا مستحق ہوتا تھا اس کو مد سے پڑھتے تھے روانگی نہیں کرتے تھے)

۴۷۲۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی تھی انہوں نے کہا مد والی تھی۔ پھر پڑھا :

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بسم اللہ کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔ رحمن کی میم پہ مد پڑھتے اور رحیم کی یاء کھینچ کر پڑھتے تھے

۴۷۲۵ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عاصم شیخ بخاری سے باء کے بغیر ذکر کیا ؛ چنانچہ انھوں نے کہا یمد بسم اللہ و یمد الرحمن و یمد الرحیم بعض نے کہا باء کو بار پر اس لئے داخل کیا کہ اسم اللہ کو بطور حکایت ذکر کیا ہے یا اس کو بصورت علم ایک کلمہ کیا ہے

Marfat.com

بَابُ التَّرْجِيعِ

۴۷۲۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِیَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ وَھُوَ عَلٰی نَاقَتِہٖ اَوْ جَمَلِہٖ وَھِیَ تَسِیْرُ بِہٖ وَھُوَ یَقْرَاُ سُوْرَۃَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَۃِ الْفَتْحِ قِرَاءَۃً لَیِّنَۃً یَقْرَاُ وَھُوَ یُرَجِّعُ

بَابُ الترجیع

ترجیع کے معنی تردید کے ہیں ترجیع صوت آواز کو حلق میں پھیرنا ہے جیسے خوش الحان لوگ پڑھتے ہیں اسی سے اذان میں ترجیع ہے۔ یہاں ترجیع کی تفسیر قراءت میں حرکات کی ضربوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنا ہے۔ صاحب خیر الجاری نے کہا۔ ترجیع تدبر اور خشوع کے ساتھ خوبصورت تلاوت کرنا ہے گانے کی ترجیع مراد نہیں، کیونکہ یہ شریعت مطہرہ کے منافی ہے۔ آج کل بعض قاریوں نے قرآن کریم کی تلاوت میں گانوں کی طرز اختیار کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ (قسطلانی)

۴۷۲۶ — ترجمہ: ابو ایاس معاویہ بن قرّہ بصری نے کہا میں نے عبداللہ بن مغفل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے، حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار تھے۔ اونٹنی چل رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فتح یا سورۂ فتح سے آیات نرم آواز سے ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

۴۷۲۶ — شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجیع کرنے میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ تیز رفتار تھی اس لئے آپ کی آواز شریف میں ترجیع معلوم ہوتی تھی۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ نے مد کے مقام میں مد کی کیفیت میں بڑا اثر اس سے ترجیع ظاہر ہوتی تھی۔ بعض نے کہا ترجیع کے معنی خوش الحانی سے پڑھنا ہے۔ گویوں کی طرح خوش الحانی شریعت میں ممنوع ہے، کیونکہ یہ خشوع کے منافی ہے جو تلاوت میں مقصود ہے (عینی)

Marfat.com

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

۴۷۲۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ

باب ـ قرآن کریم خوبصورت آواز سے پڑھنا

۴۷۲۷ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے ابوموسیٰ تم آواز کی خوبصورتی میں داؤد علیہ السلام کی آواز جیسی خوبصورتی دیئے گئے ہو۔"

۴۷۲۷ ـــ شرح : زمر کے لغوی معنی غنا ہیں۔ یہاں اس سے حسن صوت مراد ہے۔ اور آلِ داؤد میں لفظ آل زائد ہے؛ کیونکہ حسنِ صوت میں وہ متفرد تھے؛ کیونکہ داؤد علیہ السلام کی آل میں سے کسی کو ان کی آواز جیسی خوبصورت آواز نہیں دی گئی مزامیر مزمار کی جمع ہے۔ اور وہ معروف آلہ ہے۔ حسنِ صوت پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے؛ کیونکہ یہ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور شریف ستر آوازوں میں پڑھتے تھے۔ بعض اوقات اُن کی قرآءت سے بیمار آدمی جھومنے لگتے تھے۔ جب وہ رونے کا ارادہ کرتے تھے تو خشکی اور سمندر کے تمام جانور خاموشی سے سُنتے اور رونے لگتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس سے کئی جنازے اُٹھائے جاتے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ خوش الحان شخص سے قرآن کریم سُننا مستحب ہے۔ ابن ابی داؤد نے ابن مسجعہ کے طریق سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش الحان نوجوان کو اس کی خوبصورت آواز کے سبب لوگوں سے آگے بٹھاتے تھے"

اسماء الرجال : محمد بن خلف ابوبکر بغدادی حدادی ہیں۔ امام بخاری کے شیوخ میں سے

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْمَعَ الْقُرْاٰنَ مِنْ غَيْرِهٖ

۴۷۲۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ

ان کے کمسن شیخ ہیں۔ وہ امام بخاری کی وفات کے بعد پانچ سال بقید حیات رہے۔

ع۲ ابو یحییٰ کا نام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہے۔ ان کا لقب بشین بمعنی صوفی ہے۔ حمان بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ حمانی میں یاء نسبت کی ہے۔ وہ دوسو دو ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ بُرید بن عبداللہ بن ابی بُردہ۔ ابو بُردہ کا نام عامر ہے۔ ابو موسیٰ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

باب ـ جس نے اپنے غیر سے قرآن کریم سُننے کو پسند کیا

۴۷۲۸ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! میرے سامنے قرآن پڑھو! میں نے کہا: یارسُولَ اللہ! میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہُوا ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن سنوں!

۴۷۲۸ — شرح: غیر سے سُننے میں لطف یہ ہے کہ سُننے والا تدبّر زیادہ کرتا ہے اور اس کا دل سماعت کے لئے متوجہ اور خالی ہوتا ہے اور وہ قاری کی نسبت قرأت کی طرف زیادہ راغب ہوتا ہے کیونکہ قاری قرأت اور اس کے احکام میں مشغول ہوتا ہے۔

Marfat.com

۴۷۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

بَابٌ فِيْ كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْاٰنُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

باب سننے والے کا قاری سے کہنا "حسبک"

۴۷۲۹ — ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبد اللہ! مجھے قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو سناؤں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی۔ حتی کہ اس آیت کریمہ "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا" تک پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اب کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں (حدیث ۴۲۰۶۸ء کی شرح دیکھیں)

باب کتنی مدت میں تمام قرآن پڑھا جائے

Marfat.com

۴۷۳۰ ـــ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ لِی ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ کَمْ یَکْفِی الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ اَجِدْ سُوْرَةً اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اٰیَاتٍ فَقُلْتُ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَقْرَاَ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اٰیَاتٍ قَالَ سُفْیٰنُ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ یَزِیْدَ اَخْبَرَهٗ عَلْقَمَةُ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَلَقِیْتُهٗ وَهُوَ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ فَذَکَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ قَرَاَ بِالْاٰیَتَیْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِیْ لَیْلَةٍ کَفَتَاهُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن سے جو آسان ہو پڑھو!

شرح الباب: اس میں مدت ذکر نہیں کی، کیونکہ اس کے متعلق کوئی حدّ معین مذکور نہیں لیکن مراد یہ ہے کہ اس میں اس شخص کا ردّ ہے۔ جو کہتا ہے کہ ایک رات اور دن میں کم از کم قرآن کریم کے چالیس اجزاء سے ایک جزء پڑھنا چاہیئے۔

قرآن پڑھنے کی عدمِ تحدید کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو پڑھو! یہ عام ہے۔ قرآن کریم کے جزء سے اقل اور اکثر کو شامل ہے۔ اس کا مقتضیٰ کوئی جزء معین محدود نہیں اور نہ ہی اس کا وقت معیّن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۳۰ ـــ ترجمہ: سفیان نے کہا مجھے ابن شبرمہ نے کہا: میں نے دیکھا اور تامل کیا کہ (نماز میں) آدمی کو کتنی آئتیں کافی ہیں۔ پس میں نے تین آیات سے کم کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کسی کو یہ مناسب نہیں کہ (نماز میں) تین آیات سے کم پڑھے سفیان نے کہا ہمیں منصور نے ابراہیم، عبدالرحمٰن بن یزید اور علقمہ کے ذریعہ ابومسعود انصاری سے خبر دی عبدالرحمٰن نے کہا میں نے علقمہ سے اس حال میں ملاقات کی جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا جو سورۂ بقرہ کے آخر کی دو آئتیں رات کو پڑھ لے وہ سارا قرآن پڑھنے سے کفایت کرتی ہیں۔

Marfat.com

۴۷۳۱ ـ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ
عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْكَحَنِیْ اَبِیْ اِمْرَأَةً ذَاتَ
حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهُ فَيَسْئَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ
الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ اَتَيْنَاهُ
فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقِنِیْ بِهٖ
فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ
لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةً وَاقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ
قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِی الْجُمُعَةِ

۴۷۳۰ ـ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں تین آیات مقدار ذکر کی ہے۔ لیکن یہ تحدید واجب اور مسنون نہیں۔ قولہ کم یکفی " اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ نماز میں کتنی آیتیں کفایت کرتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک دن رات میں مطلقاً کتنا قرآن پڑھ لینا کافی ہے۔ ظاہر یہی ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں مذکور ہے۔

اسماء رجال : ابن شُبْرُمَۃ بضم الشین وبضم الراء اور باء ساکن ہے جبکہ میم مفتوح ہے۔ ان کا نام عبد اللہ ہے۔ وہ کوفی قاضی اور اہلِ کوفہ میں بہت بڑے فقیہ تھے، ان کا تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ عفیف، عاقل اور حدیث میں ثقہ تھے۔ شاعر، خوش خلق اور سخی تھے۔ کوفہ کے علاقہ میں ابوجعفر کے قاضی تھے۔ ایک سو چوالیس ہجری میں وفات پائی ۲ علی بن مدینی ۳ سفیان بن عُیَیْنہ ۴ منصور بن معتمر ۵ ابراہیم نخعی ۶ عبدالرحمٰن بن یزید ۷ علقمہ بن قیس اور ابومسعود انصاری ہیں رضی اللہ عنہم " قولہ قَالَ عَلِیٌّ یہ مذکور حدیث کا تتمہ ہے۔

۴۷۳۱ ـ ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میرے والد نے میرا نکاح خاندانی عورت سے کیا اور وہ اپنی بہو سے اس کے شوہر کا حال دریافت کرتے رہتے تھے وہ کہتی تھی وہ اچھا آدمی ہے۔ جب سے میں آئی ہوں میرے بستر پہ قدم نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میرے لئے

Marfat.com

قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَّإِفْطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوّٰى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِي ثَلٰثٍ وَّفِي خَمْسٍ وَّأَكْثَرُهُنَّ عَلٰى سَبْعٍ

قضاء حاجت کی تفحص کی۔ جب عمرو بن عاص پر یہ بات لمبی ہُوئی تو اُنھوں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ (عبداللہ نے کہا) میں نے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا تم روزے کیسے رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہر روز روزہ سے ہوتا ہوں۔ فرمایا قرآن کتنے دنوں میں ختم کرتے ہو۔ عرض کیا ہر رات قرآن ختم کرتا ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرو اور ہر مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔ عبداللہ نے کہا میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ہر جمعہ میں تین روزے رکھا کرو! میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دو روز افطار کرو اور ایک دن روزہ رکھا کرو! میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: افضل روزے رکھو جو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرو اور سات دن میں ایک بار قرآن ختم کرو۔ کاش کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لیتا؛ کیونکہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور کمزور ہوگیا ہوں۔ عبداللہ بن عمرو اپنے بعض اہل کو قرآن کا ساتواں سُنا لیا کرتے تھے۔ اور جو وہ پڑھتے تھے دن میں اس کا دَور کر لیتے تھے تاکہ رات کو پڑھنے میں آسانی رہے۔ اور جب قوت حاصل

Marfat.com

کرنا چاہتے تھے تو چند روز افطار کرتے تھے اور افطار کے دن شمار کر لیتے تھے اور افطار کے دنوں کی مثل روزے رکھتے تھے، کیونکہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ وہ ایسی شئ ترک کر دیں جس پر پابندی کرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض نے کہا کہ تین رات میں ایک بار قرآن ختم کرے یا پانچ میں یا سات میں ختم کرے۔ ان روایات میں سے بیشتر روایات سات رات کی ہیں۔

۴۷۳۱ — شرح: قولہ كَنَّتَه بفتح الكاف اور نون مشدد بمعنی بہو ہے۔ قولہ لَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا ،، کنف بمعنی پردہ اور کنارہ ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی بیوی کی مراد یہ ہے کہ وہ اُن سے جماع نہیں کرتے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان دو جملوں: لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا لَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا کا مقصد کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ کی بیوی کی مراد یہ ہے کہ وہ ہم سے جماع نہیں کرتے تاکہ ہمارے بستر پر قدم رکھے اور نہ ہی ہمارے پاس کھانا کھاتے ہیں تاکہ قضاءِ حاجت کی جگہ تلاش کریں

الحاصل اس عورت نے پہلے عبداللہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ رات بھر نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور دن کو روزے سے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی شکایت کی کہ وہ اس سے جماع نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کے پاس کھانا کھاتے ہیں۔ یہ سُن کر عبداللہ کے والد عمرو رضی اللہ عنہ عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ملامت کرنا شروع کی اور کہا میں نے قریش کی خاندانی خاتون کے ساتھ تمہارا نکاح کیا، لیکن تم اس سے علیحدہ رہتے ہو۔ پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذکور شکویٰ عرض کیا تو آپ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور اُن سے فرمایا جو بھی فرمایا جیساکہ حدیث میں مذکور ہے۔ علماء نے ذکر کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کے پاس تشریف لے گئے۔ بعض نے کہا آپ کی عبداللہ سے اتفاقاً ملاقات ہوگئی تھی۔

قولہ: أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں؛ کیونکہ عبداللہ کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر آسانی کرنا چاہتے ہیں اور اس پر تخفیف کا ارادہ فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ حکم وجوبی نہ تھا بلکہ استحبابی تھا۔

قولہ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ الخ یعنی افضل روزے رکھو جو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔

امام قسطلانی نے کہا: داؤدی نے اس مقام میں اشکال ذکر کیا ہے کہ ہفتہ میں تین روزے ایک دن افطار اور ایک دن روزہ سے زیادہ ہیں جبکہ عبداللہ بن عمرو کا مقصود روزہ میں ترقی تھا اور ہر ہفتہ میں تین روزے داؤد علیہ السلام کے روزوں سے زیادہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے

Marfat.com

۴۷۳۲ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ
عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ح
وَحَدَّثَنِي اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى
۴۷۳۳ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ
وَاَحْسِبُنِي قَالَ سَمِعْتُ اَنَا مِنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِي شَهْرٍ
قُلْتُ اِنِّي اَجِدُ قُوَّةً حَتّٰى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ

کہ اس کلام میں تقدیم و تاخیر واقع ہو (فتح الباری) یہ بات ظاہر ہے کہ اگر ہفتہ میں تین روزے رکھیں
تو چار دن یقیناً افطار ہوگا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہفتہ میں چار دن ہوتے ہیں۔
نیز ہفتہ میں متواتر تین روزے رکھنا ایک دن روزہ اور ایک دن افطار سے آسان ہیں (تیسیر القاری)
اس مقام میں یہ بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو
روزوں یا قراءتِ قرآن میں حکم وجوب کے لئے نہیں اسی طرح زیادتی سے نہی تحریم کے لئے نہیں
بلکہ امر استحباب پر محمول ہے" اور نہی تنزیہی کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۷۳۲ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ قرآن کتنے دنوں میں پڑھتے ہو۔

۴۷۳۳ — ترجمہ: یحییٰ نے محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ بن زہرہ سے روایت کی۔
اُنھوں نے ابوسلمہ سے روایت کی۔ یحییٰ نے کہا میرا گمان ہے کہ میں نے
ابوسلمہ سے سُنا اُنھوں نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا قرآن ایک مہینہ میں پڑھا کرو! میں نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے۔ حتیٰ کہ
آپ نے فرمایا: سات دن میں قرآن ختم کیا کرو اس پر زیادہ نہ کرو!

۳۲-۴۷۳۳ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: "لَا تَزِدْ" کا مقتضیٰ یہ ہے

Marfat.com

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

۴۷۳۴ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْاَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيْثِ

کہ اس پر زیادتی جائز نہیں، لیکن یہ حکم خصوصاً مخاطب کے ضعف اور عجز کے لحاظ سے ہے یا نہی تحریم کے لئے نہیں، حالانکہ ابی بن کعب قرآن کریم آٹھ دن میں ختم کر لیا کرتے تھے۔ جبکہ اسود چھ دن میں اور علقمہ پانچ دن میں ختم کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل اور دیگر بعض حضرات کے متعلق مروی ہے کہ وہ ایک دن میں ختم کرتے تھے، ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی اور تمیم الداری ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔ ابوعبیدہ نے ذکر کیا کہ سلیم ایک رات میں تین بار قرآن ختم کرتے تھے۔ صاحب توضیح نے کہا ہمیں بکثرت یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن اور رات میں آٹھ بار ختم کرتے تھے سلمی نے کہا میں نے شیخ ابوعثمان مغربی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن کاتب قرآن کریم دن میں چار بار اور رات میں بھی چار بار ختم کرتے تھے (عینی)

قولہ وَاَحْسِبُنِيْ " اس کا قائل یحییٰ بن ابی کثیر ہے۔ یعنی میرا گمان ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا ہے یحییٰ ابوسلمہ سے یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ پھر اس میں توقف کیا اور غور کیا کہ انہوں نے یہ محمد بن عبدالرحمٰن کے واسطہ سے سنا ہے۔ یہ کلام انہیں مضر نہیں کیونکہ یحییٰ اُن راویوں میں سے ہیں جنہوں نے ابوسلمہ سے روایت کی ہے اور باب الصیام میں اوزاعی کے طریق سے گزرا ہے کہ یحییٰ نے ابوسلمہ سے سماعت کی تصریح کی ہے اور توقف نہیں کیا واللہ ورسولہ اعلم!

باب قرآن پڑھتے وقت رونا

یہ عارفین کی صفت اور کاملین کا طریقہ اور صالحین کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ

Marfat.com

حَدَّثَنِیْ عَمْرُوبْنُ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ عَبْدِاللّٰهِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَیَّ قَالَ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَیْكَ
وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اَشْتَهِیْ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ
حَتّٰی اِذَا بَلَغْتُ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی
هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا قَالَ لِیْ كُفَّ اَوْ اَمْسِكْ فَرَاَیْتُ عَیْنَیْهِ تَذْرِفَانِ یَعْنِیْ
تَسْفِحَانِ

اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۔ بے شک جنہیں اس کے اُترنے کا علم ملا جب اُن پر پڑھا جاتا ہے ۔ ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں ۔ یعنی روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں ۔

۴۷۳۴ ــ ترجمہ : یحیٰی نے کہا بعض حدیث عمرو بن مرہ سے مذکور ہے ۔ عبداللہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

۴۷۳۵ ــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا : مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن سناؤ ! میں نے عرض کیا : میں کیسے آپ کو قرآن سناؤں ؛ حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہوا ہے ۔ فرمایا : میں چاہتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن سنوں ! عبداللہ نے کہا میں نے سورۂ نساء پڑھی حتی کہ جب اس آیت کریمہ : فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا تک پہنچا تو مجھے فرمایا : رُک جاؤ اور میں نے آپ کی آنکھیں آنسو بہاتی دیکھیں "

۴۷۳۵ ــ شرح : ابن ابی حاتم اور طبرانی وغیرہ نے یونس بن محمد بن فضالہ کے طریق سے روایت کی کہ محمد بن فضالہ نے کہا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی ظفر قبیلہ میں ان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ عبداللہ بن مسعود اور چند صحابہ کرام تھے ۔ آپ نے ایک قاری کو حکم دیا تو اُس نے پڑھا ؛ جب اس آیت کریمہ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا الآیہ تک پہنچا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے حتی داڑھی شریف کے دونوں کناروں اور رخساروں پر ہاتھ رکھ لئے اور فرمایا اے میرے پروردگار میں لوگوں پر یہ گواہی دوں گا جن میں موجود ہوں ۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کو میں نے بظاہر نہیں دیکھا ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہد میں سعید بن مسیب کے طریق سے روایت ذکر کی کہ ہر روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی اُمت صبح و شام پیش کی جاتی ہے ۔ پس

Marfat.com

۴۷۳۶۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ

بَابُ مَنْ رَايَا بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ تَاَكَّلَ بِهٖ اَوْ فَخَرَ بِهٖ

۴۷۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی علامتوں اور ان کے اعمال کے باعث انہیں پہچانتے ہیں۔ اس لئے اُن پر گواہی دیں گے۔ (عینی) (حدیث: ۴۲۶۸ جلد: ۶ کی شرح دیکھیں)

۴۷۳۶ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: میرے سامنے قرآن پڑھو! میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن پاک سنوں"
(قیس بن حفص امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ۲۲۹ھ ہجری میں فوت ہوئے ان کا اسناد یہی ہے جو اس حدیث کا اسناد ہے)

باب جس نے ریاکاری یا دُنیا حاصل کرنے یا فخر کے طور پر قرآن پڑھا"

Marfat.com

سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۴۷۳۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ

ایک روایت میں "أَوْ فَجَرَ بِهٖ" جیم سے مذکور ہے۔ یعنی قرآن کریم کو مایۂ فسق و فجور کرنا اور موسیقی کے نغمات سے پڑھنا اور کلمات اور اعراب کا حق ادا نہ کرنا بھی فجور میں داخل ہے۔

۴۷۳۷ ـــ ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ آخر زمانہ میں نوجوان بے وقوف لوگ ظاہر ہوں گے۔ مخلوق سے بہترین ذات کا قول ذکر کریں گے وہ اسلام سے اس طرح باہر نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔ ایمان اُن کے حلقوں (گلوں) سے نیچے نہ اُترے گا تم جہاں بھی ان کو پاؤ انہیں قتل کر دو، کیونکہ ان کو قتل کرنے میں قیامت میں اجر ملے گا۔ (حدیث ۳۳۴۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

حدیث کی عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "یقولون من قول خیر البریۃ" جبکہ یہاں خیر کو قول سے مقدم ذکر کیا ہے۔ یعنی آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والے نوجوان کم عقل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے استدلال کریں گے یا معنی یہ ہے کہ وہ بہترین چیز سے اخذ کریں گے جو لوگ کلام کرتے ہیں اور وہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ معنی ترجمہ کے زیادہ مناسب ہے۔

۴۷۳۸ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تم میں ایک قوم ظاہر ہوگی تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کی نسبت حقیر سمجھو گے اور ان کے روزوں کی نسبت اپنے روزوں کو اور ان کے عملوں کی نسبت اپنے عملوں کو حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین

Marfat.com

مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا فِي الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقِ

سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار کر جاتا ہے۔ شکاری اس کے پیکان کو دیکھتا ہے اس میں کچھ نہیں دیکھتا وہ تیر کی لکڑی پر نظر کرتا ہے تو کچھ نہیں دیکھتا وہ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ سوفار میں شک کرتا ہے کہ اس میں کوئی شئ ہو۔

۴۷۳۸ — **شرح**: یہ نوجوان کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں میں اختلاف ہوگا۔ تو ان میں ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے نکل جائے گا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر پابند رہنے کے دعویدار ہوں گے اور مسلمانوں کی تکفیر کریں گے۔ ان کو خارجی کہا جاتا ہے۔ امام قسطلانی نے خطابی سے نقل کیا، مسلمان علماء کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ خارجی مسلمان فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح وغیرہ کرنا اور ان کے ذبائح کھانا جائز ہے۔ ان کی شہادت بھی قابل قبول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا یہ لوگ منافق ہیں، منافق اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ یہ لوگ صبح و شام نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر پوچھا گیا یہ لوگ کون ہیں فرمایا یہ مفتون ہیں اور فتنہ میں اندھے اور بہرے ہوگئے ہیں۔ مجمع البحار میں ذکر کیا کہ یہ لوگ دین اسلام میں ایسے داخل پھر خارج ہوں گے اور ان کو اسلام سے کچھ حاصل نہ ہوگا جیسے تیر شکار میں داخل ہوکر باہر نکلتا ہے تو وہ خون اور غلاظت میں سے تیزی سے گزر جاتا ہے اور ان میں سے کوئی شئ تیر کو نہیں لگتی۔ اسی طرح یہ لوگ دین اسلام سے تیزی سے نکل جائیں گے اور انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے ابن عربی نے خوارج کے کفر پر استدلال کیا ہے۔

در مختار میں ذکر کیا کہ خوارج وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیاسی قوت حاصل کی اور عسکری نظام مرتب کیا اور تاویلات فاسدہ سے امام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جبکہ وہ امام وقت کو عاصی اور کافر کہتے تھے اور اس سے جنگ کرنا جائز سمجھتے تھے۔ وہ اہلسنت و جماعت مسلمانوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں اور ان کے مال اپنے لئے مباح جانتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کرنا مناسب خیال کرتے ہیں اور نبی کریم

Marfat.com

۴۷۳۹ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِىْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِىْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّخَبِيْثٌ وَّرِيْحُهَا مُرٌّ

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انھوں نے کہا تھا۔ تمام فقہا کا ان کے باغی ہونے پر اجماع ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب البغاۃ میں ذکر کیا جیسے ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں۔ یہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غلبہ پا لیا وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جس کا عقیدہ ان کے اعتقاد کے خلاف ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ اس لئے وہ اہل سنت عوام اور ان کے علماء کا قتل مباح جانتے ہیں۔ (اعاذنا اللہ منھم)

قولہ تماری فی الفوق ،، یعنی سوفار پر شاید کچھ ہوگا۔ بعض نے کہا یہ راوی کا شک ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوق کو ذکر کیا یا نہیں (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۲۲۷۹ جلد ۵ میں گزری ہے۔

۴۷۳۹ـــ ترجمہ : انس بن مالک اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ سنگترے کی مانند ہے کہ اس کا مزہ اچھا اور بو بھی اچھی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ کھجور کی مانند ہے۔ اس کا مزہ اچھا بو نہیں ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ریحان کے پھول کی طرح ہے اس کی بو اچھی ہے لذت نہیں ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تمہ کی مانند ہے۔ اس کا مزہ کڑوا اور بو بھی اچھی نہیں۔ (حدیث ۴۶۹۷ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابٌ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ

۴۷۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ

۴۷۴۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ اَبِیْ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ

باب۔ قرآن کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل الفت کریں"

۴۷۴۰ — ترجمہ : جُندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو جب تک تمہارے دِل الفت کریں اور جب قرآن کے معانی میں اختلاف کرو تو اٹھ جاؤ "

۴۷۴۰ — شرح : یعنی جب تک قرآن کی قراءت سے دل لگا رہے تو قرآن پڑھتے رہو۔ جب دل اچاٹ ہو جائے تو چھوڑ دو، کیونکہ حضور قلب کے بغیر قرآن پڑھنا نہایت ہی غیر موزوں ہے (طیبی)

علامہ کرمانی نے کہا بظاہر مراد یہ ہے کہ جب تک پڑھنے والوں میں انس واُلفت رہے۔ اور اختلاف نہ ہو تو قرآن پڑھو اور جب اختلاف ہونے لگے تو اُٹھ جاؤ! ابن جوزی نے کہا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف قراءت اور لغت میں تھا اس لئے انہیں حکم دیا گیا کہ اختلاف قراءت کے وقت اُٹھ جاؤ تاکہ ایک دوسرے کی قراءت کا اختلاف نہ ہونے پائے، ورنہ ایک دوسرے کی قراءت

Marfat.com

مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ

کا انکار لازم آئے گا،،

۴۷۴۱ — ترجمہ : جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تمہارے دل جمے رہیں قرآن پڑھتے رہو۔ جب اختلاف کرنے لگو تو اُٹھ جاؤ! حارث بن عُبید اور سعید بن زید نے ابوعمران سے روایت کرنے میں سلام بن ابی مطیع کی متابعت کی اور مذکور حدیث کو حماد بن سلمہ اور ابان نے مرفوع ذکر نہیں کیا۔ غندر نے شعبہ کے ذریعہ ابوعمران سے روایت کی کہ میں نے جندب سے ان کا قول سُنا۔ اور ابن عون نے ابوعمران، عبداللہ بن صامت کے ذریعہ عمر فاروق کا قول ذکر کیا ہے۔ اور جندب کی روایت اصح اور اکثر ہے۔

۴۷۴۱ — شرح : یہ مذکور حدیث کا دوسرا طریق ہے۔ اس کو عمرو بن علی نے ذکر کیا ہے۔ اور حارث بن عبید اور سعید بن زید نے سلام بن ابی مطیع کی مطابعت کی ہے اور حماد بن سلمہ اور ابان بن یزید عطار نے مذکور حدیث کو جندب پر موقوف ذکر کیا ہے۔ لیکن مسلم نے ابان کی حدیث مرفوع ذکر کی ہے، چنانچہ اُنھوں نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ ابوعمران نے کہا ہم سے جندب نے بیان کیا کہ ہم کوفہ میں کمسن لڑکے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تک تمہارے دل قرآن سے الفت اور انس کریں تو پڑھو! جب مختلف ہو جائیں تو اُٹھ جاؤ! شاید بخاری کو ابان کی روایت موقوف ملی ہے اسی لئے کہا کہ حماد اور ابان نے مرفوع نہیں کیا۔

قولہ قال غندر ،، محمد بن جعفر کا لقب غندر ہے۔ یعنی غندر نے مذکور حدیث شعبہ، ابی عمران جونی کے ذریعہ موقوف ذکر کی ہے۔ مرفوع نہیں کی۔ قولہ قال ابن عون ،، عبداللہ بن عون مشہور امام ہیں اور ابوعمران کے ہم عصر ہیں یعنی عبداللہ بن عون نے یہ حدیث ابوعمران اور عبادہ بن صامت کے ذریعہ عمر فاروق سے روایت کی ہے اور جندب کی حدیث کا اسناد صحیح تر اور اکثر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

۴۷۴۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ اٰيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاَقْرَأَ اَكْبَرُ عِلْمِيْ قَالَ فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَاَهْلَكَهُمْ

۴۷۴۲ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی سے سُنا کہ وہ ایک آیت کریمہ پڑھتا تھا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے خلاف سُنی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو۔ تم دونوں پڑھو۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہوگئے۔

۴۷۴۲ — شرح : یعنی قراءت میں تم دونوں اچھے ہو اسی طرح پڑھا کرو! اختلاف اچھا نہیں۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میرا غالب گمان ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کردیا۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اختلاف سے مراد لغات سبعہ کا اختلاف ہے یا وہ جو متواتر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اختلاف رحمت ہے جیسے واو کی زیادتی یا کمی میں اختلاف ہوجائے جیسے قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا، بعض وَقَالُوْا پڑھتے ہیں یا جمع، افراد میں اختلاف ہو جیسے كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ بعض الکتاب پڑھتے ہیں یا صرف میں اختلاف ہو کَذَّابًا کِذَابًا یا فتح کسرہ میں ہو جیسے: وَمَنْ يَّقْنَطُ بعض مَنْ يَّقْنِطُ پڑھتے ہیں .... یا نحوی اختلاف ہو جیسے ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ کو مرفوع و مجرور پڑھتے ہیں یا لغات میں اختلاف ہو جیسے امالہ اور تفخیم وغیرہ وغیرہ بعض نے سبعہ حروف کی تفسیر میں کہا کہ وہ یہ وجوہِ اختلاف ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

Marfat.com

عظیم فائدہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق قرآن جمع کیا جو متواتر منقول ہے۔ اس میں کچھ زیادتی یا نقصان نہیں اور جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا وہی لکھا۔ اس میں ذرّہ بھر تقدیم و تاخیر نہیں کی۔ جبکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ترتیب بتلاتے تھے جواَب قرآن میں ترتیب ہے۔ یہ ترتیب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذکر کرنے سے آپ نے فرمائی ہے؛ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی آیت لے کر نازل ہوتے تو دربار رسالت میں عرض کرتے یہ فلاں آیت کے بعد یا پہلے پڑھی جائے یا لکھی جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

غُلام رَسُول رضوی

۲۸۔ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ ہجری

۲۲ / ۱ / ۸۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

تفہیم البخاری

حصہ ہفتم

مضمون	صفحہ
انیسواں پارہ	۳
سورۂ برأت	۱۰
حج اکبر	۱۵
مؤلفۃ القلوب	۳۰
حضرت خذیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ	۵۹
جامع قرآن	〃
سورۂ یونس	۶۰
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرعون سے فتویٰ لینا	۶۵
فرعون کے جواب کا متن	۶۵
فرعون کی لاش باہر کیوں پھینکی گئی۔	〃
کیا فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا	〃
سورۂ ھود	۶۷
باب۔ اللہ کا تخت پانی پر تھا	۷۳

مضمون	صفحہ
سورۂ رعد	۰۳
سورۂ ابراہیم	۱۰
سورۂ حج	۱۱۸
سورۃ النحل	۳۳
سورۃ بنی اسرائیل	۳۹
انسان کی میت پاک ہے	۴۷
شجر ملعونہ کا فتنہ	۶۲
سورۃ الکہف	۱۷۱
سورۃ مریم علیہا السلام	۱۹۸
سورۃ طٰہٰ	۲۰۸
سورۃ الانبیاء	۲۱۹
سورۃ الحج	۲۲۵
حضرموت کا واقعہ	۲۲۷
سورۃ مومنین	۲۳۴
سورۃ نور	۲۳۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سورۃ فرقان	۲۷۹
سورۃ الشعراء	۲۹۰
سورۃ نمل	۲۹۷
سورۃ قصص	۲۹۹
سورۃ عنکبوت	۳۰۷
سورۃ روم	۳۰۸
سورۃ لقمان	۳۱۴
لقمان کون تھے	۳۱۵
سورۃ تنزیل سجدہ	۳۱۸
سورۃ سجدہ	۳۱۹
سورۃ احزاب	۳۲۲
سورۃ سبا	۳۴۸
بیسواں پارہ	
سورۃ ملائکہ	۳۵۵
سورۃ یٰسین	۳۵۶
سورۃ والصافات	۳۶۱
سورۃ ص	۳۶۵
سورۃ زمر	۳۷۴
سورۃ مومن	۳۸۷
سورۃ حم السجدہ	۳۹۱
سورۃ حم عسق	۴۰۲
باب۔ مگر قرابت کی محبت	۴۰۴
سورۃ زخرف	۴۰۵
سورہ حم دخان	۴۱۲
سورۃ جاثیہ	۴۲۳
سورۃ احقاف	۴۲۶
سورۃ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۳۳
صلہ رحمی کی تفصیل	۴۳۷
سورہ فتح	۴۳۸
سورۂ حجرات	۴۵۲
سورۂ ق	۴۵۸
سورۂ والذاریات	۴۶۷
سورۂ طور	۴۷۲
سورۂ نجم	۴۷۷
سورۂ اقتربت الساعۃ	۴۹۳
سورۂ رحمان	۵۰۸
سورۂ واقعہ	۵۱۹
سورۂ حدید	۵۲۶
سورۂ مجادلہ	۵۲۸
سورۂ حشر	۵۲۹
سورۂ ممتحنہ	۵۴۱
عورتوں کا بال لمبے کرنا	۵۴۷
سورۂ صف	۵۵۲
سورۂ جمعہ	۵۵۵
سورۂ منافقین	۵۵۸
سورۂ تغابن	۵۶۲
سورۂ طلاق	۵۶۳
سورۂ تحریم	۵۶۹
سورۂ ملک	۵۹۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
سورۃ ن والقلم	۵۹۴
سورۃ الحاقۃ	۵۹۹
سورۃ سال سائل	۶۰۱
سورۃ نوح	۶۰۳
سورۃ جن	۶۰۶
سورۃ مزمل	۶۰۹
سورۃ مدثر	۶۱۰
سورۃ قیامہ	۶۱۶
سورۃ ھل اتی علی الانسان (دھر)	۶۲۱
سورۃ مرسلات	۶۲۳
سورۃ عم یتساءلون	۶۲۹
سورۃ نازعات	۶۳۲
سورۃ عبس	۶۳۴
سورۃ اذا الشمس کورت	۶۳۷
سورۃ اذا السماء (انفطار)	۶۳۹
سورۃ ویل للمطففین	۶۴۰
سورۃ اذا السماء انشقت	۶۴۲
سورۃ بروج	۶۴۵
سورۃ طارق	۶۴۶
سورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ	۶۴۷
سورۃ ھل اتٰک حدیث الغاشیہ	۶۴۹
سورۃ الفجر	۶۵۲
سورۃ عاد	۶۵۳
سورۃ لا اقسم	۶۵۵
سورۃ والشمس وضحٰہا	۶۵۷
سورۃ واللیل اذا یغشیٰ	۶۶۰

مضمون	صفحہ
سورۃ والضحیٰ	۶۶۸
حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی لانے میں تاخیر کا سبب	۶۷۱
سورۃ الم نشرح	۶۷۲
سورۃ والتین والزیتون	۶۷۴
سورۃ اقراء	۶۷۵
سورۃ انا انزلنا	۶۸۶
سورۃ لم یکن	۶۸۷
سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالها	۶۹۰
سورۃ عادیات	۶۹۳
سورۃ القارعہ	۶۹۴
سورۃ الھاکم التکاثر	۶۹۵
سورۃ عصر	۶۹۶
سورۃ ھمزہ	۶۹۶
سورۃ الم ترکیف	۶۹۷
سورۃ لایلف قریش	۶۹۸
سورۃ ارءیت	۶۹۹
سورۃ انا اعطینک الکوثر	۷۰۰
سورۃ قل یایھا الکفرون	۷۰۳
سورۃ اذا جاء نصر اللہ	۷۰۵
سورۃ تبت یدا ابی لھب	۷۰۹
سورۃ قل ھو اللہ احد	۷۱۳
سورۃ قل اعوذ برب الفلق	۷۱۸
سورۃ ناس	۷۱۹
کتاب فضائل قرآن	۷۲۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
قرآن قریش و عرب کی زبان میں نازل ہوا۔	۷۲۷
باب ۔ قرآن کا جمع کیا جانا ۔	۷۳۰
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا ذکر ۔	۷۳۸
باب ۔ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا	۷۴۱
باب ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پیش کرتے تھے ۔	

اکیسواں پارہ

مضمون	صفحہ
باب ۔ سورۂ فاتحہ کی فضیلت	۷۵۷
سورۂ بقرہ کی فضیلت	۷۶۱
سورۂ فتح کی تفسیر	۷۶۳
قل ھو اللہ احد کی فضیلت	۷۶۴
باب ۔ قرآن مجید کی قراءت کے وقت فرشتوں اور رحمت کا نازل ہونا۔	۷۶۹
باب ۔ جو قرآن کے سبب بے نیاز نہ ہوا۔	۷۷۶
باب ۔ قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا ۔	۷۷۸
تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے۔	۷۸۰
باب ۔ دیکھے بغیر دل سے قرآن پڑھنا۔	۷۸۴
باب ۔ سواری پر قرآن کریم پڑھنا ۔	۷۸۸
باب ۔ قرآن حفظ کرنا اور اس کو پڑھتے رہنا۔	۷۸۶
باب ۔ بچوں کو قرآن پڑھانا	۷۸۹
باب ۔ قرآن بھول جانا	۷۹۱
باب ۔ جس شخص نے یہ کہنے میں حرج نہ سمجھا کہ وہ کہے سورۃ بقرہ اور فلاں فلاں سُورۃ ۔	۷۹۳
باب ۔ قرآن کریم خوب خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا	۷۹۶
باب ۔ قرآن کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا	۷۹۸
باب ترجیع	۸۰۰
باب ۔ قرآن کریم خوبصورت آواز سے پڑھنا۔	۸۰۱
باب ۔ جس نے اپنے غیر سے قرآن کریم سننے کو پسند کیا ۔	۸۰۲
باب ۔ سننے والے کا قاری سے کہنا "حسبک"	۸۰۳
باب ۔ کتنی مدت میں تمام قرآن پڑھا جائے۔	۸۰۳
باب ۔ قرآن پڑھتے وقت رونا	۸۰۹
باب ۔ جس نے ریاکاری یا دنیا حاصل کرنے یا فخر کے طور پر قرآن پڑھا۔	۸۱۹
باب ۔ قرآن کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل الفت کریں ۔	۸۱۵

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

Marfat.com

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گیارہ جلدوں میں منظر عام پر ہے

تحریر و تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-8650272
Fax:+92-41-2643623

Marfat.com

(کمپیوٹرائزڈ)

تفسیر رضوی

قرآن مجید کی اُردو میں

جامع اور مدلّل تفسیر منظر عام پر آچکی ہے

جس میں

سورتوں کے اتساق آیات کے موارد اور نزول کے اسباب اور واقعات کی مکمل تفصیل ہے

تحریر و تالیف:

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

ناشر صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

Mob:0300-9650272
Fax:+92-41-2643623

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Marfat.com

Marfat.com